اُردو

من لا یحضرہ الفقیہ

تالیف

الشیخ الصدوق ابی جعفر محمد بن علی
ابن الحسین بن موسیٰ بن بابویہ القمی
المتوفی ۳۸۱ھ

پیشکش

سید اشفاق حسین نقوی

الکساء پبلیشرز

آر-۱۵۹ سیکٹر ۵ بی ۲ نارتھ کراچی

بِسمِ اللہِ الرَّحمٰنِ الرَّحیم

نام کتاب	من لایحضرۃ الفقیہ (اردو)
مولئف	شیخ الصدوق علیہ الرحمہ
مترجم	سید حسن امداد ممتاز الافاضل (غازی پوری)
تزئین	سید فیضیاب علی رضوی
کمپوزنگ	شگفتہ کمپوزنگ اینڈ گرافکس سینٹر
اشاعت اول	نومبر ۱۹۹۴ء
اشاعت دوئم	جولائی ۱۹۹۶ء

الکساء پبلیشرز

آر- ۱۵۹ سیکٹر ۵ بی ۲ نارتھ کراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فہرست (جلد دوم)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیش لفظ

الحمد للہ پروردگار عالم نے ہمیں وہ سعادت نصیب کی جو بہت کم لوگوں کو حاصل ہوتی ہے۔ ادارہ الکساء ایک بے بضاعت ادارہ ہے اس کے باوجود خداوند عالم نے اس سے اتنا عظیم کام لیا ہے کہ اس کا شکر جتنا ادا کریں کم ہے چنانچہ بجا طور پر کہا جاسکتا ہے کہ

این سعادت بزور بازو نیست تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

الحمد للہ۔ من لایحضرہ الفقیہ (اردو) جلد اول کی تشنگان علم اور صاحبان ذوق افراد نے انتہائی سرعت سے پذیرائی کی اور اسی بنا پر صرف چند ماہ کی قلیل مدت میں جلد دوم کی اشاعت ممکن ہو سکی۔ یہ سب کچھ ائمہ طاہرین علیہم السلام کی تائید اور پشت پناہی کے بغیر ناممکن تھا۔ ان شاء اللہ اگر یہ تائید اسی طرح شامل حال رہی تو کتب احادیث معصومین علیہم السلام کے اردو تراجم حسب استطاعت پیش کئے جاتے رہیں گے۔ موجودہ جلد میں احکام زکوۃ، خمس، خراج، جزیہ، قرض، صدقہ، روزہ، فطرہ، اعتکاف، حج، سفر اور حقوق شامل ہیں۔ صرف حج سے متعلق ایک ہزار کے لگ بھگ احادیث اس جلد میں شامل ہیں شاید اتنا بڑا ذخیرہ کسی ایک کتاب میں نہ مل سکے۔ ان کے علاوہ ماہ رمضان کی دعائیں اور زیارت قبر مطہر رسول اور زیارات قبور ائمہ خود ائمہ صلوٰۃ اللہ علیہم کی زبانی تعلیم کی گئی ہیں۔ اور ہر عمل نیک کا جذبہ بیدار کرنے کا وہی دل نشین پیرایہ جو معصومین علیہم السلام کے کلام کا ایک لازمی اور انتہائی خوشگوار پہلو ہے کہ ایک بے پروکار کو یہ احساس نہیں ہوتا کہ اسے زبردستی پابندی میں جکڑا جارہا ہے بلکہ شکر و احسان کے جذبے کے ساتھ خود اس کے دل میں یہ یقین پیدا ہوتا ہے کہ یہی عمل خیر اس کے لئے دنیا و آخرت کی بہتری کا سبب ہے۔ گو ایک تاسف کے ساتھ کہ اب تک اسے اس بات کا علم کیوں نہ ہوسکا اور وہ کیوں اب تک اس سعادت سے محروم رہا۔

ہمارے بہت سے کرم فرماؤں نے من لایحضرہ الفقیہ جلد اول کا ترجمہ پڑھ کر جس خوشگوار حیرت کا اظہار کیا ہے اور جناب شیخ الصدوق علیہ الرحمہ، مترجم اور اراکین ادارہ الکساء کے لئے دعائیہ کلمات ادا کئے ہیں اس پر ایک طرف ہم ان کے صمیم قلب سے ممنون اور متشکر ہیں اور دوسری طرف ہمارے اس یقین میں اضافہ ہوا ہے کہ فرامین معصومین علیہم السلام سے اپنے علم و عمل میں اضافہ کرنے کے خواہش مندوں کی ایک بہت بڑی تعداد کتب اربعہ کے تراجم نہ ہونے کی وجہ سے ایک طویل مدت سے جس تشنگی میں مبتلا تھی اس کا تقاضا تھا کہ ان کتب کے تراجم بہت پہلے سامنے آجانا چاہیئے تھے۔

ان کتب کا اردو تراجم نہ ہونے کی وجوہات پر ہم نے جلد اول کے پیش لفظ میں کچھ روشنی ڈالی تھی۔ اب ایک سوال ذہن میں ابھرتا ہے کہ کیا احادیث معصومین علیہم السلام کی قوم کو ضرورت ہے یا نہیں ؟ اس کا جواب ہم سے بہتر متدین افراد دے سکیں گے۔ اس ضمن میں ہم آپ کی خدمت میں چند اقتباسات پیش کرتے ہیں۔ جن سے احادیث معصومین علیہم السلام کے اردو تراجم کی ضرورت اور اہمیت واضح ہو جائے گی۔

مولوی محمد حسین صاحب پرنسپل دارالعلوم محمدیہ سرگودھا فرماتے ہیں۔ "یہ افسوسناک حقیقت ہے کہ جہاں برادران اسلامی نے اپنی صحاح ستہ کے متعدد تراجم بلکہ شروح اردو زبان میں شائع کر دیئے ہیں وہاں ہماری قوم کے جمود و خمود کا یہ عالم ہے کہ آج تک ہماری کتب اربعہ میں سے کسی ایک کا بھی مکمل ترجمہ شائع نہ ہو سکا۔"

(الشافی، جلد اول صفحہ ۳۳ طبع ۱۹۸۶ء)

الشافی کے ناشر نے "کتب اربعہ احادیث اور ہم" کے عنوان کے تحت ابتدائیہ میں لکھا ہے۔

"جب رسول اللہ نے قرآن کے ساتھ اہلبیت کو کیا ہے تو ہر شیعہ کا یہ فرض ہے کہ قرآن کے ساتھ احادیث ائمہ کو بھی اپنے گھر میں رکھے۔ کیا ہمارے اس عمل سے رسول خدا اور ائمہ طاہرین خوش ہوں گے کہ ہم انکی احادیث کو طاق نسیاں پر رکھ دیں اور کبھی یہ معلوم کرنے کی کوشش نہ کریں کہ ان حضرات نے ہدایت و ارشاد کے کتنے دروازے ہم پر کھولے ہیں۔ کاش ان کو یہ پتہ ہوتا کہ قرآن کی طرح کتب احادیث کا گھر میں رکھنا بھی باعث رحمت و برکت ہے۔ مومن کی علامتوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ کم سے کم چالیس حدیثیں تو اسے یاد ہوں۔ لیکن یہاں تو یہ حال ہے کہ یاد ہونا تو ایک طرف چالیس حدیثوں کو کسی کتاب میں پڑھا بھی نہیں۔ صرف واعظین و ذاکرین سے سر منبر جو دو چار حدیثیں سن لی جاتی ہیں حصول سعادت کے لئے انہی کو کافی سمجھا جاتا ہے حالانکہ مجلس سے باہر آنے کے بعد شاید ان میں سے کوئی ایک آدھ یاد بھی رہتی ہو۔

جو حضرات عربی زبان سے نا واقف ہیں وہ یہ عذر کر سکتے ہیں کہ احادیث رسول وائمہ طاہرین پر ہمارا ایمان ہے لیکن یہ سب ذخیرہ عربی میں ہے لہذا ایسی صورت میں ہم ان سے کیونکر فائدہ حاصل کریں۔ یہ عذر بالکل درست ہے جو بات سمجھ ہی میں نہ آئے اس سے دلچسپی کیسے پیدا ہو ؟ یہ ایک تلخ حقیقت ہے کہ کتب احادیث کے اردو ترجمہ کی طرف ہمارے علماء نے بہت کم توجہ دی ہے۔ جس طرح قرآن کے متعدد ترجمے ہوئے ہیں احادیث کے بھی ہونے چاہئیں۔"

(الشافی، جلد اول صفحہ ۸)

صدر الافاضل مولوی سید مرتضیٰ حسین صاحب لکھنوی نے مذکورہ کتاب پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے:۔

شیعوں کو دینی مسائل میں ہمیشہ بڑی آسانیاں رہیں۔ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد حضرت علی علیہ السلام، ان کے بعد حضرت امام حسنؑ اور حضرت امام حسینؑ موجود تھے۔ یہ سلسلۃ الذہب اور معصوم کے بعد معصوم سلسلہ امام حسن عسکری علیہ السلام کی شہادت ۲۶۰ھ / ۸۷۳ء (تک) سب کے سامنے ہے۔ حقیقت پسند مسلمان ان حضرات کی موجودگی میں دینی معاملات واحکام میں کسی غیر کی طرف متوجہ نہ ہوسکے۔ ان کا عقلی اور منطقی مشاہداتی اور واقعاتی تاثر یہ تھا کہ احکام خدا اور رسول کے شارح یہی ہیں۔ اس بناء پر جو کچھ پوچھنا ہوتا تھا وہ انہی سے پوچھتے تھے۔ انہی کو امام الکل فی الکل مانتے رہے۔ ان کے اقوال و افعال مبارک لکھتے اور جمع کرتے، نقل کرتے اور شیعوں تک پہنچاتے تھے۔ ہر امامؑ کے اصحاب میں متعدد علماء ایسے ہیں جنہوں نے اپنے امامؑ کے ارشادات جمع کئے اور باقاعدہ تالیفات یادگار چھوڑے۔ امام جعفر صادق علیہ السلام کے عہد مبارک میں ایسے شیعہ علماء کی بہت بڑی تعداد یکجا ہوگئی اور فقط اس زمانے میں چار سو (۴۰۰) ایسی کتابیں لکھی گئیں جو فن حدیث میں قابل فخر اضافہ تھیں۔ محدثین ان کتابوں کو اصول اربعمائۃ کے نام سے یاد کرتے ہیں۔

(الشافی جلد اول صفحہ ۲۵)

ائمہ طاہرین علیہم السلام کی طرف رجوع کرنے کے لئے خود ائمہ طاہرین علیہم السلام نے کس طرح تلقین کی ہے۔ ان کے ارشادات ملاحظہ فرمایئے:۔

قال امر الناس بمعرفتنا و التسلیم لنا و الرد الینا ثم قال و ان صلوا و اصاموا و شھدوا ان لا اله الا الله و جعلوا فی انفسھم ان لا یردوا الینا کانوا بذالک مشرکین

(امام جعفر صادق علیہ السلام نے) فرمایا کہ لوگوں کو حکم دیا گیا تھا کہ ہماری معرفت حاصل کریں۔ ہمیں اپنا آقا تسلیم کریں اور تمام معاملات میں ہماری ہی طرف رجوع کریں۔ پھر فرمایا اگر یہ (کثرت سے) نمازیں پڑھیں (خوب) روزے رکھیں اور کلمہ لا اله الا الله کا بے شمار مرتبہ ورد کرتے رہیں اور دل میں یہ ٹھان لیں کہ ہماری طرف رجوع نہیں کریں گے تو پھر یہ سب لوگ مشرک ہیں۔

(اصول کافی کتاب ایمان والکفر باب الشرک)

روضۃ الکافی سے معصوم کا ارشاد سنیئے :-

ہماری (آل محمدؐ کی) حکومت اختیار کرو اور ہم سے منسوب جو کچھ بھی تمہیں پہنچے اسے ایسی حالت میں بھی باطل نہ کہو جبکہ تمہیں ہماری ہی طرف سے اس کے خلاف کچھ معلوم ہو حقیقت یہ ہے کہ تم نہیں جانتے کہ ہم نے کس بنا پر کیا کہا؟ اور کس حیثیت سے اس کی صفت بیان کی۔ اور جو چیز ہم تم سے پوشیدہ رکھیں اس کی تفتیش نہ کرو۔ بس جو کچھ ہم تم کو خبر دیں اس پر ایمان لاتے جاؤ۔

(روضۃ الکافی جلد ۸ صفحہ ۳۵-۳۶)

چنانچہ اس ضمن میں من لایحضرہ الفقیہ میں بھی بعض مقامات پر ایسی احادیث نظر آئیں گی جو بظاہر متضاد ہیں۔ فاضل مؤلف نے ان کی تشریح کر دی ہے۔ اس کے ساتھ ہی ایسی احادیث بھی ہیں جن میں خود تشریح موجود ہے جیسے حدیث نمبر ۲۷۴۹ ملاحظہ ہو۔

"خالد کلاہ فروش کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جسے ابھی طواف نساء کرنا باقی تھا کہ اس نے اپنی عورت سے مجامعت کر لی۔ آپؑ نے فرمایا اس پر ایک اونٹ کی قربانی لازم ہے۔ پھر ایک دوسرا شخص آیا اس نے بھی یہی مسئلہ پوچھا۔ آپؑ نے فرمایا اس پر ایک گائے کی قربانی لازم ہے۔ پھر ایک تیسرا شخص آیا اس نے بھی یہی مسئلہ دریافت کیا۔ آپؑ نے فرمایا اس پر ایک بکری کی قربانی لازم ہے۔ راوی کا بیان ہے جب سب چلے گئے تو میں نے عرض کیا "اللہ آپؑ کا بھلا کرے آپؑ نے مجھ سے کیوں فرمایا کہ ایک اونٹ کی قربانی لازم ہے؟ فرمایا تم دولتمند ہو تم پر ایک اونٹ کی اور جو متوسط الحال ہے اس پر ایک گائے کی اور جو فقیر ہے اس پر ایک بکری کی قربانی لازم ہے۔"

یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ خدا، اس کے رسول اور ائمہ طاہرین علیہم السلام نے ہمیں اندھیرے میں نہیں رہنے دیا بلکہ ہماری رہنمائی کے لئے واضح احکامات چھوڑے ہیں چنانچہ زمانہ غیبت کے لئے بھی احادیث معصومین ہی کو ہر مسئلہ کا حل بتایا ہے۔ آنجناب کا ارشاد سنیئے :-

فاما الحوادث الواقعۃ فارجعوا فیھا الی رواۃ احادیثنا فانھم حجتی علیکم و انا حجت اللہ [جب تم لوگ ہم تک رسائی نہ حاصل کر سکو تو ایسے زمانے میں ہماری احادیث بیان کرنے والوں (رواۃ احادیثنا) کی طرف رجوع کرو (جو ہماری حدیثوں سے تمہارے مسائل حل کریں گے) یہی لوگ ہماری طرف سے تم پر حجت ہیں اور میں حجت خدا ہوں]

(احتجاج طبرسی صفحہ ۲۷۰)

اسی سلسلے میں اصول کافی سے ایک حدیث ملاحظہ ہو:۔

ترجمہ:۔ تمام لوگ اطاعت کے معاملے میں ہمارے غلام ہیں اور دین کے معاملے میں ہمارے موالی ہیں۔ پس جو لوگ ہمارا یہ حکم ہماری خدمت میں سن رہے ہیں ان پر لازم ہے کہ اسے ان لوگوں تک پہنچا دیں جو یہاں موجود نہیں۔

(اصول کافی کتاب الحجت باب فرض اطاعت ائمہ)

مندرجہ بالا احادیث کی رو سے ہم سب کا فرض بنتا ہے کہ ہم علوم محمدؐ و آل محمدؐ کو پھیلانے میں بھرپور کوشش کریں تاکہ دین و دنیا کی نعمتوں سے لطف اندوز ہوں اور ان تمام پریشانیوں اور مصائب سے نجات حاصل کر لیں جن میں ہم مبتلا ہیں یا جو دوسرے جہان میں پیش آنے والی ہیں۔

آخر میں قارئین کرام سے ایک التماس کہ اس جلد میں لفظاً یا معناً کوئی سقم یا غلطی نظر آئے تو اس کی نشاندہی کر کے نہ صرف ترویج علوم معصومین میں شریک ہو کر مثاب ہوں بلکہ ادارہ کو بھی شکریہ کا موقع عنایت فرمائیں۔

دعا کا طالب

سید برکت حسین رضوی

M.A. (Sociology), L.L.B.
M.A. (International Relations)
M.A. (Islamic Culture)
D.P.H. (Beirut)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ابواب زکاۃ

باب : وجوب زکاۃ کا سبب

(حضرت شیخ سعید فقیہ) ابو جعفر محمد بن علی بن موسیٰ بن بابویہ قمی مصنف کتاب ہذا رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ

(۱۵۷۴) عبداللہ بن سنان نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے زکوٰۃ کو بھی اسی طرح فرض کیا ہے جس طرح نماز کو فرض کیا ہے پس اگر کوئی شخص مال زکوٰۃ اٹھا کر علانیہ لوگوں کو دے تو اس میں اس کیلئے کوئی عیب نہیں ہے۔ اور یہ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے دولتمندوں کے مال میں فقراء کیلئے اتنا حصہ فرض کردیا ہے جو ان فقراء کیلئے کافی ہو اور اگر وہ جانتا کہ اتنا حصہ ان فقراء کیلئے کافی نہیں ہوگا تو اس سے زیادہ حصہ ان کیلئے فرض کردیتا۔ اور فقراء کی یہ جو بدحالی ہے وہ صرف اس لئے ہے کہ لوگ ان کو زکوٰۃ نہیں دیتے اس لئے نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کیلئے کم حصہ فرض کیا ہے۔

(۱۵۷۵) مبارک عقرقوفی نے حضرت امام ابوالحسن موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا کہ زکاۃ فقراء کے رزق و روزی اور دولتمندوں کے اموال میں برکت اور اضافہ کیلئے رکھی گئی ہے۔

(۱۵۷۶) موسیٰ بن بکر نے حضرت امام ابوالحسن موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ تم لوگ زکوٰۃ ادا کرکے اپنے اموال کی حفاظت کرو۔

(۱۵۷۷) حریز نے زرارہ اور محمد بن مسلم سے روایت کی ہے کہ ان دونوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ قول خدا انما الصدقات للفقراء والمساکین والعاملین علیھا والمولفۃ قلوبھم وفی الرقاب والغارمین وفی سبیل اللّٰہ وابن السبیل فریضۃ من اللّٰہ (خیرات تو بس خاص فقیروں کا حق ہے اور محتاجوں کا اور اس زکوٰۃ وغیرہ کے کارندوں کا اور جن کی تالیف قلب کی گئی ہے اور جن کی گردنوں میں غلامی کا پھندا پڑا ہوا ہے اور قرضداروں کا جو خود (قرض) ادا نہیں کرسکتے اور اسے خدا کی راہ (جہاد) میں اور پردیسیوں کی کفالت میں خرچ کرنا چاہیئے یہ حقوق خدا کی طرف سے مقرر کئے ہوئے ہیں اور خدا بڑا واقف کار اور حکمت والا ہے) (سورہ توبہ آیت نمبر ۶۰) کیلئے آپ کی نظر میں کیا ہے کیا ان سب کو دیا جانا چاہیئے جو امام کی معرفت تک نہ رکھتے ہوں؟ آپؑ نے فرمایا امام ان سب کو عطا کرے گا اس لئے کہ یہ سب اس کی اطاعت کا اقرار کرتے ہیں۔ زرارہ نے عرض کیا خواہ وہ سب انکی معرفت بھی نہ رکھتے ہوں؟ آپؑ نے فرمایا اے

زرارہ اگر امام صرف انہیں کو دے جو اس کی معرفت رکھتے تو پھر (کوئی گمراہ) ہدایت کرنے کا موقع نہیں پائے گا اس لئے وہ ان لوگوں کو بھی عطا کرتا ہے تاکہ وہ دین کی طرف راغب ہوں اور اس پر ثابت قدم ہوجائیں ۔ لیکن آجکل تم اور تمہارے اصحاب صرف اسی کو رقم زکوٰۃ دیں جو معرفت رکھتا ہو ۔ لہذا تم ان مسلمانوں میں جس کو بامعرفت پاؤ اسی کو دو دوسروں کو نہ دو ۔ پھر فرمایا کہ مؤلفتہ القلوب کا حصہ اور غلاموں کا حصہ عام ہے اور باقی حصے خاص ہیں ۔

راوی کا بیان ہے میں نے عرض کیا اور اگر زکوٰۃ ان لوگوں کی ضرورت کیلئے کافی نہ ہو ؟ آپؑ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہی تو اغنیاء کے مال میں ایک حصہ فرض کردیا ہے اگر اس کے علم میں ہوتا کہ یہ ان کی ضرورت کیلئے کافی نہیں تو اور زیادہ رکھ دیتا بات یہ ہے کہ ان لوگوں کی پریشان حالی اللہ تعالیٰ کی طرف سے فریضہ زکوٰۃ کی مقدار کی وجہ سے نہیں بلکہ ان لوگوں کی پریشان حالی کی اصلی وجہ یہ ہے کہ لوگ ان کے حقوق ادا نہیں کرتے اگر سب لوگ مل کر ان کے حق کو صحیح صحیح ادا کریں پھر یہ فقراء بھی آرام و خیر سے زندگی بسر کریں ۔

اور فقراء وہ ہیں جو اپاہج ہوں اور جن کے اعضا معطل ہوگئے ہوں اور حاجتمند ہوں اور مسکین وہ ہے کہ اپاہج اور معطل الاعضاء تو نہ ہو مگر حاجتمند ہو ۔ اور عامل کارندے تو وہ زکوٰۃ کی وصولی تحصیل کرنے والے ہیں اور مؤلفتہ القلوب کا سہم اور حصہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد ساقط ہوگیا اور غلاموں کا سہم تو اس سے رعائت کی جائیگی اس غلام مکاتب سے جو اپنی آزادی کی قیمت بربنائے تحریر ادا کرنے سے قاصر نظر آرہا ہو ۔ اور قرضدار جس پر کسی کا کوئی حق باقی ہو سبیل اللہ یعنی جہاد اور ابن سبیل یعنی جس کا کوئی ماویٰ و مسکن نہ ہو جیسے مسافر ضعیف و راہ گیر اور اگر یہ ساری اصناف کے لوگ نہ ملیں تو صاحب زکوٰۃ کو حق ہے کہ بعض صنف کو دے اور بعض کو چھوڑ دے ۔

(۱۵۷۸) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے عمار بن موسیٰ ساباطی سے ارشاد فرمایا کہ اے عمار تم بہت مالدار ہو ؟ اس نے کہا جی ہاں میں آپؑ پر قربان ۔ فرمایا پھر اللہ نے تم پر جو زکوٰۃ فرض کی ہے اس کو ادا کرتے ہو ؟ اس نے عرض کیا جی ہاں ۔ فرمایا تم اپنے مال سے حق معلوم نکالتے ہو ؟ اس نے عرض کیا جی ہاں ۔ فرمایا کیا تم اپنے قرابتداروں کے ساتھ حسن سلوک کرتے ہو ؟ اس نے کہا جی ہاں فرمایا اور اپنے برادران مومن کے ساتھ بھی ؟ اس نے کہا جی ہاں ۔ آپؑ نے فرمایا اے عمار مال فنا ہوجائیگا ، بدن بوسیدہ ہوجائیگا اور عمل باقی رہ جائیگا ۔ مگر حساب لینے والا زندہ رہے گا وہ کبھی نہ مرے گا اور اے عمار لیکن وہ مال جو (کار خیر میں صرف کرکے) آگے بھیج چکے ہو وہ تم کو چھوڑ کر کسی دوسرے کے پاس نہیں جاسکتا اور جو مال تم دنیا میں چھوڑ کر جاؤ گے وہ تمہیں نہیں مل سکتا ۔

(۱۵۷۹) ابی الحسین بن جعفر اسدی رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے جو انہوں نے محمد بن اسماعیل برمکی سے انہوں نے عبداللہ بن احمد سے انہوں نے فضل بن اسماعیل سے انہوں نے امام جعفر صادق علیہ السلام کے غلام معتب سے کی ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ زکوٰۃ اس لئے رکھی گئی ہے کہ اس سے دولتمندوں کا امتحان ہوجائے

(۱۵۸۸) عبید بن زرارہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا کہ جو شخص ایک درہم حق پر خرچ کرنے کو منع کرے گا اس کو باطل پر دو درہم خرچ کرنے پڑجائیں گے۔ اور جو شخص اپنے مال میں سے حق (زکوٰۃ) نکالنے کو منع کرے گا تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی گردن میں جہنم کا ایک سانپ بطور طوق پہنا دے گا۔

(۱۵۸۹) ابان بن تغلب نے ان ہی جناب علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسلام میں دو (۲) خون حلال ہیں مگر اس پر عمل کوئی نہیں کرے گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ہمارے قائم اہلبیتؑ کو بھیجے گا اور جب اللہ تعالیٰ ہمارے قائم اہلبیتؑ کو بھیجے گا تو وہ ان دونوں پر حکم خدا جاری کرینگے۔ یعنی وہ مرد جس کی زوجہ موجود ہے اگر وہ زنا کرے گا تو اس کو سنگسار کرینگے اور جو زکوٰۃ دینے سے انکار کرے گا اس کی گردن مار دینگے۔

(۱۵۹۰) اور عمرو بن جمیع نے ان ہی جنابؑ سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کوئی ایسا شخص نہیں جو زکوٰۃ ادا کرے اور اس کے مال میں کمی آجائے اور کوئی ایسا نہیں جو زکوٰۃ دینے سے انکار کرے اور اس کے مال میں زیادتی آجائے۔

(۱۵۹۱) ابو بصیر کی روایت میں ہے جو انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کی ہے آپؑ نے فرمایا کہ جو شخص زکوٰۃ میں ایک قیراط دینے سے انکار کرے وہ نہ مومن ہے اور نہ مسلم ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ حتی اذا جاء احدھم الموت قال رب ارجعون لعلی اعمل صالحا فیما ترکت (یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی کو موت آئی تو کہنے لگے پروردگار تو مجھے پھر دنیا میں واپس کردے تاکہ اب میں وہ عمل صالح کروں جو میں نے چھوڑ دیا تھا) (المومنون آیت نمبر ۹۹) اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ اس کی نماز بھی قبول نہ کی جائے گی۔

(۱۵۹۲) اور ابن مسکان نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے بیان فرمایا ایک وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد میں تشریف فرما تھے تو آپؑ نے پکار کر کہا اے فلاں تم یہاں سے اٹھ جاؤ اے فلاں تم یہاں سے اٹھ جاؤ اور اس طرح آپ نے پانچ آدمیوں کو پکار کر کہا کہ تم لوگ ہماری مسجد سے نکل جاؤ اس میں نماز نہ پڑھو جب کہ تم لوگ زکوٰۃ نہیں ادا کرتے۔

(۱۵۹۳) اور ابو بصیر نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا کہ جو شخص زکوۃ کی ایک قیراط دینے سے انکار کرے وہ نہ مومن ہے اور نہ مسلم وہ مرتے وقت اس بات کی تمنا کرے گا کہ وہ دوبارہ دنیا میں پلٹا دیا جائے اسی کے متعلق اللہ تعالیٰ کا قول ہے حتی اذا جاء احدھم الموت قال رب ارجعون لعلی اعمل صالحا فیما ترکت (المومنون آیت نمبر ۹۹)

(۱۵۹۴) نیز امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ ایک وقت کی فرض نماز بیس مرتبہ حج کرنے سے بہتر ہے اور ایک حج اس گھر سے بہتر ہے جو سونے چاندی سے بھرا ہوا ہو اور اس میں سے کار خیر میں اس قدر تصدق کیا جائے کہ وہ ختم ہو جائے اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ وہ شخص فلاح نہیں پائے گا جو بیس عدد سونے کے گھر صرف پچیس عدد درہم کی وجہ سے ضائع

کردے تو آپ سے عرض کیا گیا کہ پچیس درہم کا کیا مطلب؟ آپؑ نے فرمایا جو شخص زکوٰۃ نہ دے گا اس کی نماز بھی اس وقت تک موقوف رہے گی جب تک وہ زکوٰۃ ادا نہ کردے۔

(۱۵۹۵) نیز آنجناب علیہ السلام نے فرمایا کہ دنیا کے خشک وتر میں جو مال بھی ضائع ہوتا ہے وہ صرف زکوٰۃ نہ دینے کی وجہ سے اور جو طائر بھی شکار ہوتا ہے وہ صرف اپنی تسبیح نہ پڑھنے کی وجہ سے۔

باب : زکوٰۃ لینے سے انکار کرنے والا

(۱۵۹۶) مروان بن مسلم نے عبداللہ بن ہلال سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا آپؑ فرمارہے تھے کہ جس شخص پر زکوٰۃ لینا واجب ہے اور وہ زکوٰۃ لینے سے انکار کرے تو وہ بھی اسی کے مانند ہے جس پر زکوٰۃ دینا واجب ہے اور وہ زکوٰۃ دینے سے انکار کرتا ہے۔

باب : زکوٰۃ دیتے وقت مستحق کو یہ بتانا ضروری نہیں کہ اسے زکوٰۃ دی جارہی ہے

(۱۵۹۷) عاصم بن حمید نے ابی بصیر سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک شخص ہمارے اصحاب میں سے ہے جس کو رقم زکوٰۃ لینے سے حیا اور شرم دامن گیر ہے تو کیا اس کو رقم ویسے ہی دیدی جائے اور اس کو یہ نہ بتایا جائے کہ یہ رقم زکوٰۃ ہے؟ آپؑ نے فرمایا ایسا ہی کرو زکوٰۃ کا نام لیکر اس مرد مومن کو ذلیل نہ کرو۔

باب : نصاب زکوٰۃ

(۱۵۹۸) حسن بن محبوب نے عبداللہ بن سنان سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر یہ آیت زکوٰۃ **خذ من اموالھم صدقۃ تطھرھم و ترکیھم بھا** (تم ان کے اموال میں سے زکوٰۃ لو اور اس کی بدولت ان کو گناہوں سے پاک کرو اور انہیں صاف ستھرا کرو) (سورہ توبہ آیت نمبر ۱۰۳) ماہ رمضان میں نازل ہوئی تو آنحضرتؐ نے اپنے منادی کو حکم دیا کہ لوگوں میں اس امر کی منادی کر دو کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے تم لوگوں پر زکوٰۃ بھی اسی طرح واجب کر دی ہے جس طرح نماز واجب کی ہے سونے، چاندی، اونٹ، بیل، گائے، بھیڑ، بکری، جو، گیہوں، کھجور اور منقی پر اللہ تعالیٰ نے زکوٰۃ فرض کی ہے۔ اور ان لوگوں میں یہ منادی ماہ رمضان میں کی گئی اور مذکورہ چیزوں کے علاوہ تمام چیزوں میں ان کو زکوٰۃ کی معافی دی گئی۔

زرارہ اگر امام صرف انہیں کو دے جو اس کی معرفت رکھتے تو پھر (کوئی گمراہ) ہدایت کرنے کا موقع نہیں پائے گا اس لئے وہ ان لوگوں کو بھی عطا کرتا ہے تاکہ وہ دین کی طرف راغب ہوں اور اس پر ثابت قدم ہو جائیں۔ لیکن آجکل تم اور تمہارے اصحاب صرف اسی کو رقم زکوٰۃ دیں جو معرفت رکھتا ہو۔ لہذا تم ان مسلمانوں میں جس کو با معرفت پاؤ اسی کو دو دوسروں کو نہ دو۔ پھر فرمایا کہ مؤلفۃ القلوب کا حصہ اور غلاموں کا حصہ عام ہے اور باقی حصے خاص ہیں۔

راوی کا بیان ہے میں نے عرض کیا اور اگر زکوٰۃ ان لوگوں کی ضرورت کیلئے کافی نہ ہو؟ آپؑ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہی تو اغنیاء کے مال میں ایک حصہ فرض کر دیا ہے اگر اس کے علم میں ہوتا کہ یہ ان کی ضرورت کیلئے کافی نہیں تو اور زیادہ رکھ دیتا بات یہ ہے کہ ان لوگوں کی پریشان حالی اللہ تعالیٰ کی طرف سے فریضہ زکوٰۃ کی مقدار کی وجہ سے نہیں بلکہ ان لوگوں کی پریشان حالی کی اصل وجہ یہ ہے کہ لوگ ان کے حقوق ادا نہیں کرتے اگر سب لوگ مل کر ان کے حق کو صحیح صحیح ادا کریں پھر یہ فقراء بھی آرام و خیر سے زندگی بسر کریں۔

اور فقراء وہ ہیں جو اپاہج ہوں اور جن کے اعضا معطل ہوگئے ہوں اور حاجتمند ہوں اور مسکین وہ ہے کہ اپاہج اور معطل الاعضاء تو نہ ہو مگر حاجتمند ہو۔ اور عامل کارندے تو وہ زکوٰۃ کی وصولی تحصیل کرنے والے ہیں اور مؤلفۃ القلوب کا سہم اور حصہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد ساقط ہوگیا اور غلاموں کا سہم تو اس سے رعایت کی جائیگی اس غلام مکاتب سے جو اپنی آزادی کی قیمت بربنائے تحریر ادا کرنے سے قاصر نظر آرہا ہو۔ اور قرضدار جس پر کسی کا کوئی حق باقی ہو سبیل اللہ یعنی جہاد اور ابن سبیل یعنی جس کا کوئی ماوی و مسکن نہ ہو جیسے مسافر ضعیف و راہ گیر اور اگر یہ ساری اصناف کے لوگ نہ ملیں تو صاحب زکوٰۃ کو حق ہے کہ بعض صنف کو دے اور بعض کو چھوڑ دے۔

(۱۵۷۸) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے عمار بن موسیٰ ساباطی سے ارشاد فرمایا کہ اے عمار تم بہت مالدار ہو؟ اس نے کہا جی ہاں میں آپؑ پر قربان۔ فرمایا پھر اللہ نے تم پر جو زکوٰۃ فرض کی ہے اس کو ادا کرتے ہو؟ اس نے عرض کیا جی ہاں۔ فرمایا تم اپنے مال سے حق معلوم نکالتے ہو؟ اس نے عرض کیا جی ہاں۔ فرمایا کیا تم اپنے قرابتداروں کے ساتھ حسن سلوک کرتے ہو؟ اس نے کہا جی ہاں فرمایا اور اپنے برادران مومن کے ساتھ بھی؟ اس نے کہا جی ہاں۔ آپؑ نے فرمایا اے عمار مال فنا ہو جائیگا، بدن بوسیدہ ہو جائیگا اور عمل باقی رہ جائیگا۔ مگر حساب لینے والا زندہ رہے گا وہ کبھی نہ مرے گا اور اے عمار لیکن وہ مال جو (کار خیر میں صرف کرکے) آگے بھیج چکے ہو وہ تم کو چھوڑ کر کسی دوسرے کے پاس نہیں جاسکتا اور جو مال تم دنیا میں چھوڑ کر جاؤ گے وہ تمہیں نہیں مل سکتا۔

(۱۵۷۹) ابی الحسین بن جعفر اسدی رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے جو انہوں نے محمد بن اسماعیل برمکی سے انہوں نے عبداللہ بن احمد سے انہوں نے فضل بن اسماعیل سے انہوں نے امام جعفر صادق علیہ السلام کے غلام معتب سے کی ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ زکوٰۃ اس لئے رکھی گئی ہے کہ اس سے دولتمندوں کا امتحان ہو جائے

اور فقراء کی روزی چلے۔ اگر تمام لوگ اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کریں تو دنیا میں کوئی مسلمان فقیر و محتاج نہیں رہ جائیگا۔ اور اللہ نے جو اس پر فرض عائد کیا وہ اسی سے غنی ہو جائیگا۔ لوگ جو فقیر و محتاج بھوکے اور ننگے ہیں یہ صرف دولتمندوں کے گناہوں کی وجہ سے ہیں اور اللہ تعالیٰ کو یہ حق ہے کہ جو لوگ اپنے اموال میں سے اللہ کے حق کو روکتے ہیں ان کو اپنی رحمت سے محروم کردے۔ اور میں اس ذات کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جس نے مخلوقات کو خلق کیا اور ہر طرف روزی پھیلا دی کہ دنیا کے کسی بھی خشک و تر حصے میں جب بھی کوئی مال ضائع ہوتا ہے تو وہ زکوٰۃ کے ترک کرنے کی وجہ سے ہوتا ہے۔ اور خشکی و تری کے جتنے جانور شکار ہوتے ہیں اس دن تسبیح ترک کرنے کی وجہ سے ہوتے ہیں۔ اور اللہ کے نزدیک سب سے محبوب و پسندیدہ بندہ وہ ہے جو سب سے زیادہ سخی ہو اور سب سے سخی وہ ہے جو اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کرے اور اس کے مال میں اللہ تعالیٰ نے جو مومنین کا حق فرض کیا ہے اس کے دینے میں کبھی بخل نہ کرے۔

(۱۵۸۰) حضرت امام علی ابن موسیٰ الرضا علیہ السلام نے محمد بن سنان کو اس کے مسائل کے جواب میں جو خط لکھا اس میں یہ بھی تحریر کیا کہ زکوٰۃ کے عائد کرنے کا سبب یہ ہے کہ فقراء کے رزق و روزی کا اہتمام ہو اور دولتمندوں کے اموال کی حفاظت ہو۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے صحتمندوں کو اپاہجوں اور معذوروں کی دیکھ بھال کی ذمہ داری سونپی ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے لتبلون فی اموالکم و انفسکم (تمہارے مالوں اور تمہاری جانوں کا تم سے ضرور امتحان لیا جائیگا) (آل عمران آیت نمبر۱۸۶) تو مالوں کا امتحان زکوٰۃ نکالنے سے اور جانوں کا امتحان نفوس کو صبر پر قائم رکھنے سے ہے اور اسی کے ساتھ اس میں اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر ادا کرنا ہے اور اس میں زیادتی کی خواہش ہے اور کمزوروں اور ضعیفوں پر زیادہ رحم اور مہربانی اور مسکینوں پر زیادہ توجہ اور ان کے ساتھ حسن سلوک کی ترغیب اور فقراء کی تقویت اور امور دین میں ان کی مدد ہے۔ اور یہ دولتمندوں کیلئے نصیحت و عبرت ہے کہ اس سے وہ آخرت کے فقراء کا اندازہ کرلیں اور اللہ تعالیٰ نے جو کچھ دیا ہے وہ اس پر اس کا شکر ادا کریں اور اللہ تعالیٰ سے دعا مانگیں اور اس بات سے ڈریں کہ کہیں یہ بھی ان فقراء و مساکین کے مانند زکوٰۃ لینے صدقہ کھانے اور صلہ رحم و حسن سلوک کے لائق نہ بن جائیں۔

(۱۵۸۱) حضرت ابو الحسن امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام نے فرمایا کہ جو شخص اپنے پورے مال کی زکوٰۃ نکالے اور اسے مستحقین تک پہنچا دے تو پھر اس سے یہ نہیں پوچھا جائیگا یہ مال تو نے کہاں سے حاصل کیا۔

(۱۵۸۲) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر ایک ہزار درہم میں پچیس درہم زکوٰۃ مقرر فرمائی ہے اس لئے کہ اللہ نے تمام مخلوق کو پیدا کیا وہ جانتا ہے کہ ان میں غنی کتنے ہیں اور فقراء کتنے ہیں قوی کتنے ہیں اور ضعیف کتنے ہیں۔ چنانچہ اس نے ہر ایک ہزار انسانوں میں پچیس عدد مسکین پیدا کئے اور اگر ایسا نہ ہوتا تو اللہ تعالیٰ ان کا حصہ اور زیادہ مقرر کرتا اس لئے کہ وہ ان سب کا خالق ہے اس کو ان کے متعلق زیادہ علم ہے۔

باب : مانعین زکوٰۃ کے متعلق جو کچھ احادیث میں وارد ہوا ہے

(۱۵۸۳) حریز نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا جو بھی سونے اور چاندی کا مالک ہے اگر اپنے مال میں سے زکوٰۃ دینے کو منع کرے گا تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کو ایک بے آب و گیاہ میدان میں قید کردے گا اور اس پر ایک انتہائی پرانا اور زہریلا سانپ مسلط کردے گا جو اس کو کاٹنے کیلئے دوڑائے گا اور وہ بھاگے گا مگر وہ دیکھے گا کہ اس سے فرار ممکن نہیں تو اس کی طرف اپنا ہاتھ بڑھا دے گا اور وہ سانپ اس کو مولی کی طرح چبا جائیگا پھر طوق بن کر اس کی گردن میں پڑ جائیگا۔ چنانچہ اسی کے متعلق اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے (سیطوقون مابخلوا بہ یوم القیامۃ (یہ لوگ جس مال کا بخل کرتے ہیں عنقریب قیامت کے دن اس کا طوق بنا کر ان کے گلے میں پہنا دیا جائیگا) (آل عمران آیت ۱۸۰) اور جو اونٹ یا گائے، بیل یا بھیڑ، بکری کا مالک ہے اپنے مال میں سے زکوٰۃ دینے کو منع کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو ایک بے آب و گیاہ میدان میں قید کردیگا اور ہر کھُر والا جانور اس کو اپنے کھُر سے روندے گا اور ہر درندہ اس کو اپنے دانتوں سے نوچے گا۔ اور جو شخص کھجوروں کے درختوں یا انگور کی بیلوں یا کھیتی کا مالک ہے اور اس میں سے زکوٰۃ دینے کو منع کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے کھیت کی زمین کے سات طبقے طوق بنا کر اس کے گلے میں قیامت کے دن ڈال دیگا۔

(۱۵۸۴) معروف بن خربوذ نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی آپؑ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے زکوٰۃ کا تذکرہ نماز کے ساتھ ساتھ کیا ہے اقیموا الصلوٰۃ و اتوا الزکوٰۃ تو جس نے نماز پڑھی اور زکوٰۃ نہیں دی تو گویا اس نے نماز بھی نہیں پڑھی۔

(۱۵۸۵) ایوب بن راشد نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے ارشاد فرمایا کہ زکوٰۃ دینے سے منع کرنے والے کے گلے میں ایک انتہائی زہریلے اور انتہائی پرانے سانپ کو جس کے سر کے بال تک جھڑ گئے ہونگے طوق بنا کر اس کے گلے میں ڈال دیا جائیگا جو اس کے دماغ کو کھاتا رہے گا۔ اور اسی کیلئے اللہ تعالیٰ کا قول ہے سیطوقون مابخلوا بہ یوم القیامۃ۔

(۱۵۸۶) مسعدہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ ملعون ہے ملعون ہے وہ شخص جو اپنے مال کی زکوٰۃ نہ دے۔

(۱۵۸۷) محمد بن مسلم نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ جو بندہ بھی اپنے مال میں سے زکوٰۃ دینے کو ذرا بھی منع کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس مال کو آگ کے اژدھے کی شکل میں قیامت کے دن بنا دیگا اور وہ اژدھا اس کی گردن میں بطور طوق لپٹا دیا جائیگا اور جب تک وہ حساب سے فارغ نہ ہو اس کا گوشت نوچ نوچ کر کھاتا رہے گا اور اسی کیلئے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے سیطوقون مابخلوا بہ یوم القیامۃ یعنی جو بخل کرے گا زکوٰۃ دینے میں۔

(۱۵۸۸) عبید بن زرارہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا کہ جو شخص ایک درہم حق پر خرچ کرنے کو منع کرے گا اس کو باطل پر دو درہم خرچ کرنے پڑجائیں گے ۔ اور جو شخص اپنے مال میں سے حق (زکوٰۃ) نکالنے کو منع کرے گا تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی گردن میں جہنم کا ایک سانپ بطور طوق پہنا دے گا ۔

(۱۵۸۹) ابان بن تغلب نے ان ہی جناب علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسلام میں دو (۲) خون حلال ہیں مگر اس پر عمل کوئی نہیں کرے گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ہمارے قائم اہلبیتؑ کو بھیجے گا اور جب اللہ تعالیٰ ہمارے قائم اہلبیتؑ کو بھیجے گا تو وہ ان دونوں پر حکم خدا جاری کرینگے ۔ یعنی وہ مرد جس کی زوجہ موجود ہے اگر وہ زنا کرے گا تو اس کو سنگسار کر دینگے اور جو زکوٰۃ دینے سے انکار کرے گا اس کی گردن مار دینگے ۔

(۱۵۹۰) اور عمرو بن جمیع نے ان ہی جنابؑ سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کوئی ایسا شخص نہیں جو زکوٰۃ ادا کرے اور اس کے مال میں کمی آجائے اور کوئی ایسا نہیں جو زکوٰۃ دینے سے انکار کرے اور اس کے مال میں زیادتی آجائے ۔

(۱۵۹۱) ابو بصیر کی روایت میں ہے جو انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کی ہے آپؑ نے فرمایا کہ جو شخص زکوٰۃ میں ایک قیراط دینے سے انکار کرے وہ نہ مومن ہے اور نہ مسلم ہے ۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ حتی اذا جاء احدھم الموت قال رب ارجعون لعلی اعمل صالحا فیما ترکت (یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی کو موت آئی تو کہنے لگے پروردگار تو مجھے پھر دنیا میں واپس کر دے تاکہ اب میں وہ عمل صالح کروں جو میں نے چھوڑ دیا تھا) (المومنون آیت نمبر ۹۹) اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ اس کی نماز بھی قبول نہ کی جائے گی ۔

(۱۵۹۲) اور ابن مسکان نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے بیان فرمایا ایک وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد میں تشریف فرما تھے تو آپؐ نے پکار کر کہا اے فلاں تم یہاں سے اٹھ جاؤ اے فلاں تم یہاں سے اٹھ جاؤ اور اس طرح آپ نے پانچ آدمیوں کو پکار کر کہا کہ تم لوگ ہماری مسجد سے نکل جاؤ اس میں نماز نہ پڑھو جب کہ تم لوگ زکوٰۃ نہیں ادا کرتے ۔

(۱۵۹۳) اور ابو بصیر نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا کہ جو شخص زکوۃ کی ایک قیراط دینے سے انکار کرے وہ نہ مومن ہے اور نہ مسلم وہ مرتے وقت اس بات کی تمنا کرے گا کہ وہ دوبارہ دنیا میں پلٹا دیا جائے اسی کے متعلق اللہ تعالیٰ کا قول ہے حتی اذا جاء احدھم الموت قال رب ارجعون لعلی اعمل صالحا فیما ترکت (المومنون آیت نمبر ۹۹)

(۱۵۹۴) نیز امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ ایک وقت کی فرض نماز بیس مرتبہ حج کرنے سے بہتر ہے اور ایک حج اس گھر سے بہتر ہے جو سونے چاندی سے بھرا ہوا ہو اور اس میں سے کار خیر میں اس قدر تصدق کیا جائے کہ وہ ختم ہو جائے اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ وہ شخص فلاح نہیں پائے گا جو بیس عدد سونے کے گھر صرف پچیس عدد درہم کی وجہ سے ضائع

کر دے تو آپ سے عرض کیا گیا کہ پچیس درہم کا کیا مطلب ؟ آپؑ نے فرمایا جو شخص زکوٰۃ نہ دے گا اس کی نماز بھی اس وقت تک موقوف رہے گی جب تک وہ زکوٰۃ ادا نہ کر دے۔

(۱۵۹۵) نیز آنجناب علیہ السلام نے فرمایا کہ دنیا کے خشک وتر میں جو مال بھی ضائع ہوتا ہے وہ صرف زکوٰۃ نہ دینے کی وجہ سے اور جو طائر بھی شکار ہوتا ہے وہ صرف اپنی تسبیح نہ پڑھنے کی وجہ سے۔

باب : زکوٰۃ لینے سے انکار کرنے والا

(۱۵۹۶) مروان بن مسلم نے عبداللہ بن ہلال سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا آپؑ فرمارہے تھے کہ جس شخص پر زکوٰۃ لینا واجب ہے اور وہ زکوٰۃ لینے سے انکار کرے تو وہ بھی اسی کے مانند ہے جس پر زکوٰۃ دینا واجب ہے اور وہ زکوٰۃ دینے سے انکار کرتا ہے۔

باب : زکوٰۃ دیتے وقت مستحق کو یہ بتانا ضروری نہیں کہ اسے زکوٰۃ دی جارہی ہے

(۱۵۹۷) عاصم بن حمید نے ابی بصیر سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک شخص ہمارے اصحاب میں سے ہے جس کو رقم زکوٰۃ لینے سے حیا اور شرم دامن گیر ہے تو کیا اس کو رقم ویسے ہی دیدی جائے اور اس کو یہ نہ بتایا جائے کہ یہ رقم زکوٰۃ ہے ؟ آپؑ نے فرمایا ایسا ہی کرو زکوٰۃ کا نام لیکر اس مرد مومن کو ذلیل نہ کرو۔

باب : نصاب زکوٰۃ

(۱۵۹۸) حسن بن محبوب نے عبداللہ بن سنان سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر یہ آیت زکوٰۃ **خذ من اموالھم صدقۃ تطھرھم و ترکیھم بھا** (تم ان کے اموال میں سے زکوٰۃ لو اور اس کی بدولت ان کو گناہوں سے پاک کرو اور انہیں صاف ستھرا کرو) (سورہ توبہ آیت نمبر ۱۰۳) ماہ رمضان میں نازل ہوئی تو آنحضرتؐ نے اپنے منادی کو حکم دیا کہ لوگوں میں اس امر کی منادی کر دو کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے تم لوگوں پر زکوٰۃ بھی اسی طرح واجب کر دی ہے جس طرح نماز واجب کی ہے سونے، چاندی، اونٹ، بیل گائے، بھیڑ، بکری، جو، گیہوں، کھجور اور منقی پر اللہ تعالیٰ نے زکوٰۃ فرض کی ہے۔ اور ان لوگوں میں یہ منادی ماہ رمضان میں کی گئی اور مذکورہ چیزوں کے علاوہ تمام چیزوں میں ان کو زکوٰۃ کی معافی دی گئی۔

آپؑ نے فرمایا کہ پھر ان لوگوں کے اموال میں سے کسی چیز میں تعرض نہیں کیا گیا یہاں تک کہ آئندہ ایک سال گزر گیا تو ان لوگوں نے روزہ رکھا افطار کیا تو آنحضرتؐ نے پھر اپنے منادی کو حکم دیا کہ مسلمانوں میں ندا کردو کہ اے مسلمانو تم لوگ اپنے اموال میں سے زکوٰۃ ادا کرو تاکہ تمہاری نمازیں قبول کرلی جائیں۔

آپؑ نے فرمایا کہ پھر زکوٰۃ اور خراج وصول کرنے والے کارندے ان کی طرف بھیجے گئے۔

پس سونے پر کوئی زکوٰۃ اس وقت تک نہیں جب تک اس کی مقدار بیس (۲۰) مثقال نہ پہنچ جائے اور جب اس کی مقدار بیس مثقال پہنچ جائے تو اس پر نصف دینار ہے اور جب چوبیس مثقال ہوجائے تو اس پر نصف دینار اور عشر (۱/۱۰) دینار ہے پھر اس حساب سے بیس سے جس قدر چار چار بڑھتا جائیگا ہر چار مثقال پر ایک عشر (۱/۱۰) زکوٰۃ ہوگی یہاں تک کہ چالیس مثقال پہنچ جائے اور جب چالیس مثقال ہو تو اس پر ایک مثقال (۴٫۶۵ گرام) زکوٰۃ ہے۔

اور چاندی پر بھی اس وقت تک کوئی زکوٰۃ نہیں جب تک اس کی مقدار دوسو درہم نہ پہنچ جائے۔ جب اس کی تعداد دوسو (۲۰۰) درہم پہنچ جائے تو اس پر پانچ درہم زکوٰۃ ہوگی جب تک چالیس پورے نہ ہوجائیں۔

اور روئی اور زعفران اور سبزیوں اور ترکاریوں اور پھلوں کے دانوں پر کوئی زکوٰۃ نہیں ہے جب تک کہ اس کو فروخت کرکے اس کی قیمت پر ایک سال نہ گزر جائے۔

اور اگر کسی شخص کے پاس پورے دوسو درہم جمع ہوگئے اور اس پر سال پورا ہوگیا اور اس میں سے اس نے پانچ درہم زکوٰۃ نکال دی اور اس کو کسی مستحق کو دیدیا مگر اس مستحق نے اس میں سے ایک درہم واپس کردیا یہ کہکر کہ یہ کھوٹا سکہ ہے تو اس کو چاہیئے کہ وہ اس سے باقی چار درہم بھی واپس لے لے اس لیئے کہ اب اس پر زکوٰۃ واجب نہیں کیونکہ اس کے پاس ایک کم دوسو درہم ہیں اور دوسو درہم سے کم پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔

اور (سونے چاندی کے) ڈلوں پر زکوٰۃ نہیں ہے بشرطیکہ زکوٰۃ سے فرار کیلئے سکوں کو پگھلا کر اس کا ڈلا نہ بنوالیا گیا ہو اگر زکوٰۃ سے بچنے کیلئے تم نے ایسا کیا ہے تو تم پر زکوٰۃ واجب ہے۔

اور زیورات پر زکوٰۃ نہیں ہے خواہ وہ ایک لاکھ دینار کے برابر ہوں لیکن اگر کوئی مومن اس کو عاریتاً مانگے تو اس کو عاریتاً دے دو یہی اس کی زکواۃ ہے

اور سونے چاندی کے ڈلے پر زکوٰۃ نہیں ہے بلکہ درہم و دنیار پر زکوٰۃ ہے۔

(۱۵۹۹) اور زرارہ اور بکیر نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ جواہرات اور اس کے مشابہہ دیگر اشیاء پر کوئی زکوٰۃ نہیں خواہ وہ بہت زیادہ کیوں نہ ہوں۔

اور چاندی کے ڈلے پر زکوٰۃ نہیں اور نہ مال یتیم پر زکوٰۃ ہے مگر یہ کہ اس سے تجارت کی جائے اگر اس سے تجارت کی جارہی ہے تو اس پر زکوٰۃ ہے اور نفع یتیم کیلئے ہوگا اور تاجر اس مال کا ضامن ہوگا۔ اور یہ بھی روایت کی گئی ہے کہ نفع

ان دونوں کے درمیان تقسیم ہوگا۔

اور میرے والد رضی اللہ عنہ نے اپنے رسالے میں تحریر کیا ہے کہ کسی شخصِ مستحق کو رقم زکوٰۃ نصف دینار سے کم دینا جائز نہیں ہے۔

(۱۹۰۰) اور محمد بن عبدالجبار نے روایت کی ہے کہ ہمارے بعض اصحاب نے احمد بن اسحاق کے ہاتھوں ایک خط حضرت امام علی النقی علیہ السلام کو تحریر کیا کہ میں زکوٰۃ کی رقم میں سے اپنے کسی نیک برادر مومن کو دو یا تین درہم دیدیا کروں؟ آپؑ نے جواب میں تحریر کیا ایسا کرو ان شاء اللہ زکوٰۃ کی ادائیگی کیلئے چار چھ مہینے کی بھی تقدیم و تاخیر (قبل از وقت اور بعد از وقت) کی بھی روایت کی گئی ہے مگر اس کا مقصد بھی یہی ہے کہ جب زکوٰۃ تم پر واجب ہو اس وقت زکوٰۃ دو قبل از وقت زکوٰۃ دینا یا بعد از وقت زکوٰۃ دینا جائز نہیں ہے اس لئے کہ زکوٰۃ کا ذکر نماز کے ساتھ آیا ہے۔ اور نماز کا قبل از وقت ادا کرنا یا بعد از وقت ادا کرنا جائز نہیں سوائے اس کے کہ اس کی قضا پڑھی جائے۔ اسی طرح زکوٰۃ ہے اگر تم چاہتے ہو کہ اپنے مال کی زکوٰۃ قبل از وقت ادا کرو تاکہ کسی بندہ مومن کا کام چل جائے تو ایسا کرو کہ اس کو قرض دیدو اور جب زکوٰۃ کا وقت آئے تو اس قرض کو اپنی زکوٰۃ میں محسوب کرلو۔ تاکہ تمہاری زکوٰۃ بھی محسوب ہوجائے اور تمہیں ایک مومن کو قرض دینے کا ثواب بھی مل جائے۔

(۱۹۰۱) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی گئی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ قرض دینا بڑی اچھی بات ہے اگر وہ آسانی کے ساتھ واپس مل جائے تو ٹھیک اور اگر واپسی مشکل ہو تو تم اس کو اپنی زکوٰۃ میں محسوب کرلو۔

(۱۹۰۲) اور روایت کی گئی کہ قرض زکوٰۃ کا حامی اور مددگار ہے۔

اور اگر تمہارا کسی شخص پر قرض ہو اور وہ اس کی ادائیگی کیلئے آمادہ نہ ہو تو اگر تم چاہو تو اپنی زکوٰۃ میں محسوب کرلو۔

اور کوئی حرج نہیں اگر کوئی شخص اپنے مال کی زکوٰۃ سے کوئی مومن غلام خریدے اور اسے آزاد کر دے اور اگر وہ آزاد کردہ کچھ مال کمانے کے بعد مر گیا تو اس کا مال مستحقین زکوٰۃ کا ہوگا اس لئے کہ وہ ان ہی کے مال سے خریدا گیا ہے۔

اور اگر کوئی شخص اپنے مال کی زکوٰۃ سے اپنے باپ کو خرید کر آزاد کردے تو یہ اس کے لئے جائز ہے۔

اور اگر کسی مرد مومن کا انتقال ہوجائے اور تم چاہتے ہو کہ اس کی تجہیز و تکفین اپنے مال کی زکوٰۃ سے کرو تو وہ رقم زکوٰۃ اسکے وارثوں کو دیدو کہ وہ اسکی تجہیز و تکفین کریں اور اگر اس کا کوئی وارث نہ ہو تو تم اس کی تجہیز و تکفین کردو اور وہ رقم اپنی زکوٰۃ میں محسوب کرلو اور اگر اس کے ورثاء کو دوسرے لوگوں نے کفن وغیرہ کی قیمت دیدی ہے تو اگر تم چاہو تو تم اسکی تجہیز و تکفین اپنے پیسے سے کردو اور اس کو اپنی زکوٰۃ میں محسوب کرلو۔ اور وہ رقم جو دوسروں نے اسکے ورثاء کو دیدی ہے اسے چھوڑ دو کہ وہ اپنے اخراجات میں لائیں، اور اگر میت پر کچھ قرض ہے تو وارثوں پر اس قرض کی ادائیگی اس رقم سے لازم نہیں ہے جو تم نے یا دوسروں نے اس کے وارثوں کو دی ہے اس لئے کہ یہ میراث نہیں بلکہ یہ رقم تو اس کے مرنے کے

بعد اسکے وارثوں کو ملی ہے۔

اور اگر تمہاری رقم تجارت میں لگی ہوئی ہے اور تمہارے مال کی مانگ آگئی مگر تم نے اسکو فروخت نہیں کیا کہ تم اس سے زیادہ نفع کے خواہشمند ہو اور اب وہ مال تمہارے پاس ایک سال رکا رہا تو تم پر اس کی زکوٰۃ واجب ہے اگر اس مال کی مانگ نہیں آئی تو پھر تم پر اسکی زکوٰۃ لازم نہیں ہے۔

اور اگر تمہارا مال تم سے غائب ہے تو تم پر اسکی زکوٰۃ بھی نہیں ہے جب تک کہ تمہارا مال تمہارے پاس واپس نہ آجائے اور آئے پر ایک سال نہ گزر جائے اور تمہارے قبضہ میں نہ رہے۔ لیکن اگر تمہارا مال کسی ایسے شخص کے پاس ہے کہ جب تم مانگو وہ تمہیں دیدے تو اسکی زکوٰۃ تم پر لازم ہے اور اگر وہ اس کا نفع بھی تم کو پلٹائے تو اس نفع کی بھی تم پر زکوٰۃ لازم ہے اور اگر تم نے ایک چیز فروخت کی اور خریدار سے یہ شرط کرلی کہ وہ ایک سال یا دو سال یا اس سے زیادہ کی زکوٰۃ ادا کرے گا تو یہ تمہارے لئے جائز ہے اور تمہارے بدلے اُس پر زکوٰۃ لازم ہوگی۔

اور اگر تم نے کسی شخص سے کوئی مال قرض لیا اور وہ تمہارے پاس پورے ایک سال رہ گیا تو تم پر اسکی زکوٰۃ لازم ہے اور تم اپنے مال کی زکوٰۃ اہل ولایت کے سوا کسی غیر کو نہ دو اور اہل ولایت میں سے اپنے ماں باپ اپنی اولاد اپنے شوہر اپنی زوجہ اپنے غلام اپنے دادا اپنی دادی اور ہر اس شخص کو نہ دو جس کا نان و نفقہ تمہارے ذمہ واجب ہے۔ اور کوئی حرج نہیں اگر اپنے مال کی زکوٰۃ اپنے بھائی اپنی بہن اپنے چچا اپنی پھوپھی اپنے ماموں اور اپنی خالہ کو دیدو۔

(۱۶۰۳) زرارہ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک شخص کے پاس ایک سو ننانوے (۱۹۹) درہم اور انیس (۱۹) دینار ہیں کیا وہ اس کی زکوٰۃ نکالے ؟ آپؑ نے فرمایا نہیں اس پر نہ ان درہموں کی زکوٰۃ ہے اور نہ ان دیناروں کی جب تک کہ ان کا نصاب پورا نہ ہو جائے۔

زرارہ نے کہا کہ اور اسی طرح تمام اشیاء میں (نصاب پورا ہونے کی شرط ہے)۔

نیز زرارہ کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک شخص کے پاس چار (۴) اونٹ اور انتالیس (۳۹) بکریاں اور انتیس (۲۹) گائیں ہیں کیا وہ ان سب کی زکوٰۃ ادا کرے ؟ آپؑ نے فرمایا نہیں وہ ان میں سے کسی کی بھی زکوٰۃ ادا نہیں کرے گا اس لئے کہ ان میں سے کسی کا بھی نصاب پورا نہیں ہے لہذا ان میں سے کسی کی بھی زکوٰۃ اس پر واجب نہیں۔

(۱۶۰۴) عمر بن اذنیہ نے زرارہ سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا کہ اونٹوں کی پانچ سے کم تعداد پر کوئی زکوٰۃ نہیں اور جب پانچ ہوں تو نو کی تعداد تک ایک بکری زکوٰۃ ہے۔ اور جب دس اونٹ پورے ہو جائے تو دو بکریاں اور جب ان کی تعداد پندرہ ہو جائے تو تین بکریاں اور جب بیس ہو جائے تو چار بکریاں اور جب پچیس اونٹ ہوں تو ان کی زکوٰۃ پانچ بکریاں ہیں لیکن اگر پچیس سے ایک بھی زائد ہو تو پینتیس (۳۵) تک ان کی

زکوٰۃ ایک بنت مخاض (اونٹ کا وہ بچہ جو دوسرے سال میں لگا ہو) ہے اور اگر اس کے پاس کوئی بنت مخاض نہ ہو تو اس کے عوض ایک ابن لبون (اونٹ کا ایک نر بچہ جو تیسرے سال میں لگا ہو) دیدے۔ اور اگر اونٹ پینتیس (۳۵) کی تعداد سے ایک بھی زائد ہو تو پینتالیس (۴۵) تک ایک بنت لبون (اونٹ کا وہ مادہ بچہ جو تیسرے سال میں لگا ہو) دیدے اور اگر پینتالیس (۴۵) سے ایک بھی زائد ہو تو ساٹھ کی تعداد تک ایک حقہ (اونٹ کا مادہ بچہ جو چوتھے سال میں لگا ہو) دیدے اور اس کو حقہ اس لئے کہتے ہیں کہ وہ اس قابل ہو گیا کہ اس پر سواری کی جائے۔ اور اگر ساٹھ سے ایک بھی زائد ہے تو پچھتر تک ایک جزعہ (وہ اونٹ جو پانچویں سال میں داخل ہو) دیدے اور اگر پچھتر سے ایک عدد بھی زائد ہے تو نوے (۹۰) کی تعداد تک دو بنت لبون (اونٹ کے دو مادہ بچے جو تیسرے سال میں لگ گئے ہوں) دیدے اور اگر نوے (۹۰) کی تعداد سے ایک بھی زائد ہو تو ایک سو بیس (۱۲۰) تک دو حقہ (وہ اونٹ جو چار سال میں داخل ہوں) اور اب اگر ایک سو بیس (۱۲۰) سے ایک بھی زائد ہو تو ہر پچاس پر ایک حقہ اور ہر چالیس پر ایک بنت لبون دیدے اور وہ شخص کہ جس پر زکوٰۃ میں ایک جزعہ (وہ اونٹ جو پانچ سال میں داخل ہو) دینا ہے جو اس کے پاس نہیں ہے لیکن اس کے پاس حقہ ہے تو وہ حقہ کے ساتھ دو بکریاں یا بیس درہم دیدے اور جس پر حقہ واجب ہے مگر اس کے پاس نہیں ہے بلکہ جزعہ ہے تو وہ جزعہ دیدے اور زکوٰۃ وصول کرنے والے سے دو بکریاں یا بیس (۲۰) درہم لیلے۔

اور جس پر بنت لبون دینا واجب ہے مگر اس کے پاس نہیں ہے بلکہ اس کے پاس حقہ ہے تو وہ اسے دے اور زکوٰۃ وصول کرنے والا اس کو دو بکریاں یا بیس درہم دے گا۔ اور جس پر بنت لبون دینا واجب ہے مگر اسکے پاس نہیں ہے بلکہ اس کے پاس بنت مخاض ہے تو وہ اسے دے اور اس کے ساتھ دو بکریاں یا بیس درہم بھی دے اور جس پر بنت مخاض دینا واجب ہے مگر اس کے پاس نہیں ہے بلکہ اس کے پس بنت لبون ہے تو وہ اسے دیدے اور زکوٰۃ وصول کرنے والا اس کو دو بکریاں یا بیس درہم دے گا۔ اور جس پر بنت مخاض دینا واجب ہے مگر اس کے پاس نہیں ہے بلکہ اس کے پاس نر ابن لبون ہے تو اس سے ابن لبون ہی قبول کرلیا جائے گا اور وہ اس کے ساتھ کچھ اور نہ دیگا۔

(۱۶۰۵) ایک مرد ثقیف سے روایت کی گئی ہے اس کا بیان ہے کہ حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے مجھ کو بانقیا (قادسیہ) اور کوفہ کے قرب وجوار کی آبادیوں پر عامل بنایا۔ اور حاضرین کے مجمع سے خطاب کرکے کہا کہ اپنے خراج و مالگزاری کو دیکھنا اور اسکی وصولی میں پوری کوشش کرنا ایک درہم بھی باقی نہ چھوڑنا۔ اور اپنے علاقہ پر جانے لگنا تو مجھ سے مل کر جانا۔

غرض جب میں علاقہ پر جانے لگا تو آپؑ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپؑ نے فرمایا کہ وہ جو میں نے تم سے کہا تھا وہ مصلحتاً کہا تھا (تاکہ مجوس وغیرہ ڈریں اور خراج کی وصولی میں تم کو کوئی دقت نہ ہو) دیکھنا کسی مسلمان کو یا یہودی کو یا نصرانی کو خراج کی ایک ایک درہم کی وصولی کیلئے نہ مارنا نہ پیٹنا۔ یا ان کے وہ جانور جن سے وہ کام لیتے انہیں ایک ایک

درہم کی وصولی کیلئے نہ بکوا دینا۔ اس لئے کہ ہم لوگوں کو حکم دیا گیا ہے کہ ان کے اخراجات سے جو فاضل ہے اس میں سے لو۔

(۱۶۰۶) حضرت علی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ زکوٰۃ کا مال جب تک کہ قبضہ میں نہ آجائے اس کو فروخت نہ کیا جائے۔

اس کتاب کے مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں اونٹ کو جب سے وہ ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے ایک سال تک حوار کہتے ہیں۔ اور جب دوسرے سال میں داخل ہوجائے تو ابن مخاض کہتے ہیں اس لئے کہ اسکی ماں پھر حاملہ ہوجاتی ہے اور جب تیسرے سال میں داخل ہوجائے تو اس کو ابن لبون کہتے ہیں اس لئے کہ اس کی ماں نے پھر بچہ جنا اور اب وہ دودھ والی ہے اور جب چوتھے سال میں داخل ہوجائے تو اس کو حق اور مونث کو حقہ کہتے ہیں اس لئے کہ وہ اب اس قابل ہے کہ اس پر سوار ہوا جائے اور جب پانچویں سال میں داخل ہوجائے تو اس کو جذعہ کہتے ہیں اور جب چھٹے سال میں داخل ہو تو اسکو ثنیہ کہتے ہیں اس لئے کہ اس نے اپنے دو دانت گرا دیئے ہیں اور جب ساتویں سال میں داخل ہو تو اس کو رباع کہتے ہیں اس لئے کہ اس نے اپنے رباعیہ (سامنے کے چار دانت) گرا دیئے ہیں۔ اور جب آٹھویں سال میں داخل ہوجائے تو اپنے رباعیہ کے بعد والے دانت بھی گرا دیتا ہے اور اسکو سدیس کہتے ہیں اور جب وہ نویں سال میں داخل ہو تو اس کے نئے دانت پیدا ہوتے ہیں اور اسکو بازل کہتے ہیں اور جب وہ دسویں سال میں داخل ہو تو اس کو مخلف کہتے ہیں اور اسکے بعد اسکا کوئی نام نہیں ہے۔

اور زکوٰۃ میں ابن مخاض سے جذعہ تک کی عمر کے اونٹ لئے جاتے ہیں اور کام کرنے والے اونٹوں پر کوئی زکوٰۃ نہیں ہے بلکہ صرف ان اونٹوں پر ہے جو چراگاہوں میں ہوں یا چرتے ہوں نیز ان خراسانی اونٹوں پر ہے جو عربی اونٹوں کے مانند ہوں۔

اور گائے کی تعداد جب تک کہ تیس (۳۰) نہ ہوجائے ان پر زکوٰۃ نہیں ہے اور جب ان کی تعداد تیس (۳۰) تک پہنچ جائے تو زکوٰۃ میں گائے کا یکسالہ بچہ ہے۔ اور تیس سے زیادہ پر مزید کوئی زکوٰۃ نہیں اور جب گائے کی تعداد چالیس (۴۰) ہوجائے تو زکوٰۃ میں ایک تین سالہ بچہ دینا ہوگا پھر چالیس (۴۰) کے آگے ساٹھ (۶۰) تک مزید کچھ نہیں مگر جب تعداد ساٹھ (۶۰) ہوجائے تو ستر (۷۰) سے پہلے تک دو عدد یکسالہ بچے اور جب تعداد ستر (۷۰) ہوجائے تو اسی (۸۰) سے پہلے تک ایک عدد ایک سالہ اور ایک عدد تین سالہ بچہ اور جب اسی کی تعداد ہوجائے تو نوے سے پہلے تک دو (۲) عدد تین (۳) سالہ بچے اور جب تعداد پوری نوے (۹۰) ہوجائے تو اس پر تین (۳) یکسالہ گائے کے بچے ہیں۔ اور جب گایوں کی تعداد بہت زیادہ ہوجائے تو پھر یہ حساب سب ختم اور اب گایوں کا مالک ہر تیس (۳۰) پر ایک عدد یکسالہ گائے دے گا اور ہر چالیس پر ایک عدد تین (۳) سالہ گائے دے گا۔

اور کام کرنے والے بیلوں پر کوئی زکوٰۃ نہیں لیکن چراگاہوں میں چرنے والے بیلوں اور گایوں پر زکوٰۃ ہے۔ اور ہر وہ

گائے کا بچہ جو اپنے مالک کے پاس ایک سال کا پورا نہیں ہوا ہے اس پر کوئی زکوٰۃ نہیں ہے اور جب ایک سال کا پورا ہوجائے تو زکوٰۃ (کے لئے اس کو شمار کرنا) واجب ہے۔

(۱۶۰۷) حریز نے زرارہ سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے راوی کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب سے دریافت کیا کہ کیا بھینسوں پر بھی زکوٰۃ ہے؟ تو آپ نے فرمایا (ہاں) اسی طرح جس طرح گایوں پر زکوٰۃ ہے۔

اور بکریوں پر چالیس کی تعداد تک کوئی زکوٰۃ نہیں مگر جب اس پر ایک بھی زیادہ ہوجائے تو ایک سو بیس (۱۲۰) کی تعداد تک ایک بکری ہے اور جب ایک سو بیس (۱۲۰) سے ایک بکری بھی زیادہ ہوجائے تو دو سو (۲۰۰) تک دو بکریاں اور جب دو سو (۲۰۰) سے ایک بکری زائد ہوجائے تو تین سو (۳۰۰) تک تین بکریوں اور جب بکریاں بہت زیادہ ہوں تو پھر یہ سب کچھ نہیں اب ہر ایک سو (۱۰۰) پر ایک بکری۔

اور زکوٰۃ وصول کرنے والا اس مقام پر جائے گا جہاں بکریاں ہیں اور باواز بلند ندا دیگا کہ اے گروہ مسلمین کیا تمہارے مال میں اللہ تعالیٰ کا کوئی حق ہے؟ اگر وہ لوگ کہیں کہ ہاں تو وہ حکم دیگا کہ ساری بکریوں کو نکالا جائے اور ساری بکریوں کے دو حصے کئے جائیں پھر بکریوں کے مالک کو اختیار دے گا کہ وہ ان دونوں حصوں میں سے ایک حصہ وہ اپنے لئے چن لے اور زکوٰۃ وصول کرنے والا دوسرے حصہ میں سے زکوٰۃ لے گا اور اگر بکریوں کا مالک یہ چاہے کہ زکوٰۃ وصول کرنے والا اس کیلئے کوئی مخصوص بکری چھوڑ دے تو وہ یہ کر سکتا ہے اور زکوٰۃ وصول کرنے والا اسے چھوڑ کر کوئی دوسری بکری لیلے اور اگر بکریوں کا مالک یہ بھی چاہے کہ وہ خود اس کو چھوڑے اور اس کو لے تو اس کو اس کا حق نہیں ہے۔ اور زکوٰۃ وصول کرنے والا نہ مجتمع بکریوں کو متفرق کرے گا اور نہ متفرق کو مجتمع کرے گا۔

(۱۶۰۸) اور عبدالرحمن بن حجاج نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا گوشت کھانے کیلئے رکھی ہوئی بکری یا ویسی ہی دودھ والی ہوئی بکریاں یا دودھ کیلئے پلی ہوئی بکری یا سانڈ چھوڑے ہوئے بکرے پر کوئی زکوٰۃ نہیں ہے۔

(۱۶۰۹) اور سماعہ کی روایت میں ہے کہ گوشت کھانے کیلئے بکری اور گوشت کھانے کیلئے بڑی بکری جو عموماً بکریوں میں پالی جاتی ہے اور بچہ دیئے ہوئے بکری اور سانڈ بکرے کو زکوٰۃ میں نہیں لیا جائے گا۔

(۱۶۱۰) اور اسحاق بن عمار نے آنجنابؑ سے بکری کے بچے کے متعلق سوال کیا کہ اس پر زکوٰۃ کب واجب ہے؟ آپ نے فرمایا کہ جب وہ سات ماہ کا ہوجائے۔

باب : مال زکوٰۃ ضمانت نقدین کی زکوٰۃ اور مستحق زکوٰۃ

(۱۶۱۱) امام رضا علیہ السلام نے بیان فرمایا کہ بنی تغلب نے (جو نصرانی تھے) جزیہ دینے سے انکار کیا اور حضرت عمر سے درخواست کی کہ انہیں معاف کیا جائے تو وہ ڈرے کہ یہ سب کہیں روم سے الحاق نہ کرلیں تو حضرت عمر نے ان سے صلح اس بات پر کرلی کہ جزیہ ان سے اٹھالیا جائیگا اور ان پر دوگنی زکوٰۃ کر دی جائے گی وہ لوگ اس پر راضی ہوگئے وہ لوگ اس صلح پر قائم رہے یہاں تک کہ دین حق میں طاقت آگئی۔

(۱۶۱۲) اور یعقوب بن شعیب نے آنجنابؑ سے روایت کیا کہ عشر جو ایک شخص سے وصول کیا جاتا ہے کیا وہ اس کو اپنی زکوٰۃ میں محسوب کرے؟ آپؑ نے فرمایا کہ اگر وہ چاہے تو ایسا کرے۔

(۱۶۱۳) اور سکونی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے اور انہوں نے اپنے آبائے کرام سے اور انہوں نے حضرت علی علیہ السلام سے آپؑ نے فرمایا کہ عشر وصول کرنے والے نے عشر وصول کرکے جو کچھ اپنے ڈھیر میں ڈال لیا ہے تو وہ تمہاری زکوٰۃ میں شمار ہوگا اور جو نہیں ڈالا ہے وہ تمہاری زکوٰۃ میں شمار نہیں ہوگا۔

(۱۶۱۴) سماعہ نے ابو بصیر سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے راوی کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے عرض کیا کہ ایک شخص ہے جو اپنے اہل وعیال کے دو سال کے اخراجات کیلئے تین ہزار درہم چھوڑ رکھتا ہے کیا اس پر زکوٰۃ ہے؟ آپؑ نے فرمایا کہ وہ وہاں موجود رہتا ہے تو اس پر زکوٰۃ ہے اور اگر غائب ہے تو اس پر کوئی زکوٰۃ نہیں۔

(۱۶۱۵) محمد بن نعمان احول نے آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے اپنے مال سے زکوٰۃ نکالنے میں عجلت کی مگر مال کے ختم ہونے سے قبل زکوٰۃ دینے والا مالدار ہوگیا؟ آپؑ نے فرمایا زکوٰۃ دینے والا پھر سے زکوٰۃ نکالے گا۔

(۱۶۱۶) اور آنجنابؑ سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا گیا کہ اس نے اپنے مال کی زکوٰۃ ایک ایسے آدمی کو یہ دیکھتے ہوئے دی کہ وہ مفلس اور تنگدست ہے مگر بعد میں معلوم ہوا کہ وہ مالدار و خوشحال ہے؟ آپؑ نے فرمایا کہ یہ ادائیگی زکوٰۃ اس کیلئے کافی نہیں ہے۔

(۱۶۱۷) اور محمد بن مسلم نے ان ہی جناب علیہ السلام سے روایت کی اس نے آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے اپنے مال کی زکوٰۃ کہیں بھیج دی کہ اسے تقسیم کر دیا جائے لیکن وہ درمیان میں ضائع ہوگئی تو وہ اس کی تقسیم تک اس کا ضامن ہے؟ آپؑ نے فرمایا کہ اگر اسکو مستحقین مل گئے تھے اور اس نے انہیں نہیں دیا (اور دوسری جگہ بھیجا) تو وہ اس کا ضامن و ذمہ دار ہے جب تک مستحقین کو نہ پہنچا دے۔ اور اگر اس کو زکوٰۃ کا مستحق کوئی نہیں ملا تھا جس کو یہ دیتا اس لئے اس نے دوسری جگہ بھیجا کہ مستحقین کو پہنچ جائے تو اب اس پر کوئی ذمہ داری اور ضمانت نہیں ہے اس لئے کہ رقم زکوٰۃ

اس کے ہاتھ سے نکل چکی ہے۔

اور اسی طرح وہ وصی کہ جس کو وصیت کی گئی ہے وہ اس وقت تک ذمہ دار ہے کہ جس کو دینے کیلئے وصیت کی گئی وہ اس کو مل جائے اگر وہ نہ ملے تو پھر وصی پر کوئی ذمہ داری اور ضمانت نہیں ہے۔

(۱۹۱۸) اور ابو بصیر نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا کہ ایک شخص جب اپنے مال سے زکوٰۃ نکال دے اور جس قوم کو دینا ہے اس کا نام بتا دے مگر وہ رقم ضائع ہو جائے یا ان لوگوں کو بھیجے اور وہ درمیان میں ضائع ہو جائے تو اس پر کوئی ذمہ داری نہیں۔

(۱۹۱۹) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دیہات والوں کی نکالی ہوئی زکوٰۃ دیہات والوں میں تقسیم کیا کرتے تھے اور شہر والوں کی نکالی ہوئی زکوٰۃ شہر والوں میں تقسیم فرمایا کرتے تھے۔ اور ان کے درمیان مساویانہ تقسیم نہیں کرتے تھے بلکہ ان میں سے جو آپ کے پاس حاضر ہوتا اسے دیتے اور جیسا دیکھتے دیتے اور اسکے لئے کوئی معینہ وقت نہ تھا۔

(۱۹۲۰) اور درست بن ابی منصور کی روایت میں ہے اس کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اس شخص کے متعلق ارشاد فرمایا جو اپنے مال کی زکوٰۃ اپنے شہر کو چھوڑ کو دوسرے شہر کو بھیجتا ہے آپ نے فرمایا کہ کوئی حرج نہیں ہے اگر وہ اس میں سے ایک تہائی یا ایک چوتھائی بھیجے۔

(۱۹۲۱) اور ہشام بن حکم نے آپؑ سے روایت کی ہے ایک ایسے شخص کے متعلق کہ جس کو تقسیم کرنے کے لئے زکوٰۃ کی رقم دی جاتی ہے کیا اس کیلئے یہ جائز ہے کہ وہ اس رقم میں سے کچھ اپنے شہر کے علاوہ کسی دوسرے شہر کو بھی بھیج دے؟ آپ نے فرمایا کوئی حرج نہیں ہے۔

(۱۹۲۲) علی بن جعفر نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ بن جعفر علیہما السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جو اپنے درہموں کی زکوٰۃ دینار کی شکل میں دیتا ہے اور دینار کی زکوٰۃ درہموں کی شکل میں دیتا ہے ان کی قیمت (کا اندازہ) لگا کر کیا یہ اس کیلئے جائز ہے؟ آپؑ نے فرمایا کوئی حرج نہیں ہے۔

(۱۹۲۳) محمد بن خالد برقی نے حضرت ابو جعفر ثانی امام علی النقی علیہ السلام کو خط لکھ کر دریافت کیا کہ کیا گیہوں اور جو کی پیداوار میں سے جو زکوٰۃ نکالنا واجب ہے اور سونے اور درہموں پر جو زکوٰۃ واجب ہے کیا انسان کیلئے یہ جائز ہے کہ اس کے مساوی اس کی قیمت نکال دے یا یہ جائز نہیں بلکہ ہر شے کی زکوٰۃ اسی میں سے نکالنا چاہیئے؟ آپؑ نے جواب میں تحریر فرمایا کہ ان دونوں میں سے جو اس کیلئے آسان ہو وہ کرے۔

(۱۹۲۴) عمر بن یزید نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے زکوٰۃ سے بچنے کیلئے کوئی زمین یا کوئی گھر خرید لیا کیا ایسا کرنا اس کے لئے موجب گناہ ہے؟ آپ نے فرمایا نہیں بلکہ اس کی جگہ وہ زیورات یا چاندی خریدے تو بھی اس پر کوئی گناہ نہیں اس لئے کہ اس نے حق اللہ ادا نہ کرکے جو رقم بچائی ہے اس سے زیادہ اس

نے اپنی رقم کو منجمد کرکے خود کو اسکے نفع سے محروم کرلیا۔

(۱۶۲۵) زرارہ اور محمد بن مسلم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ جس کسی کے پاس مال ہو اور اسے رکھے ہوئے ایک سال ہو جائے تو وہ اس میں سے زکوٰۃ دے۔ تو عرض کیا گیا کہ اور اگر وہ مال پورا ہونے سے ایک ماہ یا ایک دن پہلے وہ مال کسی اور کو ہبہ کردے؟ آپؑ نے فرمایا پھر تو اس پر کوئی زکوٰۃ لازم نہیں ہے۔

زرارہ نے آنجنابؑ سے یہ روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا یہ اس شخص کے مانند ہوگا جو ماہ رمضان میں ایک دن افطار کرے (روزہ نہ رکھے کچھ کھالے) پھر دن کی آخری ساعت میں سفر پر روانہ ہو جائے اور اس کی اس سفر سے یہ نیت ہو کہ وہ کفارہ باطل ہو جائے جو اس پر واجب ہو گیا ہے۔

(۱۶۲۶) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ نو قسم کے اجناس کو (جن پر زکوٰۃ واجب ہے) اگر تم سال کے اندر ہی تبدیل کرلو تو پھر ان میں تم پر کوئی زکوٰۃ نہیں ہے۔

(۱۶۲۷) حضرت امام محمد باقر اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص کے پاس اپنا گھر ہے ملازم ہے غلام ہے کیا وہ زکوٰۃ قبول کرے؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں اس لئے کہ گھر اور غلام مال نہیں ہے۔

(۱۶۲۸) اور کبھی کبھی اس شخص کیلئے بھی زکوٰۃ لینی حلال ہے جس کے پاس سات سو درہم ہیں اور اس شخص کیلئے حرام ہے جس کے پاس پانچ سو درہم ہیں اور یہ اس وقت کہ جب سات سو درہم والا ایسا کثیر العیال ہو کہ اگر وہ اس سات سو کو ان پر تقسیم کردے تو وہ ان کے لئے کافی نہ ہو لہٰذا وہ اپنی ذات کیلئے تو زکوٰۃ نہیں لے گا اپنے اہل وعیال کیلئے لے گا۔ اور پانچ سو درہم والے پر اس وقت زکوٰۃ لینی حرام ہے جب وہ اکیلا ہو اور کوئی ہنر جانتا ہو اور کام کرتا ہو جس سے اتنا کما لیتا ہو کہ وہ اس کے لئے کافی ہو ان شاء اللہ تعالیٰ

اور شراب خوار کو مال زکوٰۃ میں سے کچھ بھی دینا جائز نہیں ہے۔

(۱۶۲۹) اور سماعہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے راوی کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے عرض کیا کہ کیا ایسا شخص کہ جس کے پاس مکان ہو اور خادم ہو اس کو زکوٰۃ لینی جائز ہے؟ آپؑ نے فرمایا کہ ہاں مگر اس وقت نہیں کہ جب اس کا گھر غلہ کا گھر ہو اور وہ اس میں اتنا غلہ رکھتا ہو جو اس کے اور اس کے اہل وعیال کیلئے کافی ہو۔ اور اگر اتنا غلہ نہ ہو جو خود اس کے اور اس کے عیال کے کھانے پہننے اور دیگر ضروریات کیلئے بغیر اسراف کافی نہ ہو تو اس کے لئے زکوٰۃ لینی حلال ہے۔ اور اگر غلہ کافی ہے تو حلال نہیں ہے۔

(۱۶۳۰) اور ابو بصیر نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جس کے پاس آٹھ سو درہم ہیں اور وہ چمڑے کے موزے بناتا اور بیچتا ہے مگر وہ کثیر العیال ہے کیا وہ زکوٰۃ لے سکتا ہے؟ آپؑ نے فرمایا اے ابو محمد بتاؤ کہ کیا وہ اپنے درہموں سے اتنا نفع کما لیتا ہے کہ جس سے اس کے اہل وعیال کا خرچ چلے اور کچھ بچ بھی رہے۔ ابو

بصیر نے کہا جی ہاں ۔ آپؑ نے پوچھا کتنا بچ جاتا ہے ۔ ابو بصیر نے کہا یہ تو مجھے نہیں معلوم ۔ آپؑ نے فرمایا جتنا اسکے عیال کا خرچ ہے اس سے نصف بچ جاتا ہے تو پھر وہ زکوٰۃ نہیں لے گا ۔ اور اگر خرچ کے نصف سے کم بچتا ہے تو وہ زکوٰۃ لے گا ۔ ابو بصیر کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا اور خود اس پر اس کے اپنے مال پر زکوٰۃ لازم ہے؟ آپؑ نے فرمایا ہاں میں نے عرض کیا پھر وہ کیا کرے؟ آپؑ نے فرمایا وہ اپنے اہل وعیال کو کھانے ، کپڑے اور اخراجات میں وسعت دے اور اس میں سے کچھ تھوڑا دوسروں کو دینے کیلئے بچا رکھے اور اس نے جو زکوٰۃ لی ہے وہ اپنے عیال پر تقسیم کردے تاکہ یہ بھی اور لوگوں کے برابر ہوجائیں ۔

اور آدمی کیلئے یہ جائز ہے کہ وہ اپنے مال کی زکوٰۃ ایک ایسے شخص کو دیدے تاکہ وہ اب محتاج نہ رہے اور غنی ہوجائے ۔

اور یہ بھی جائز ہے کہ ایک (ہی) شخص کو ایک لاکھ دیدے ۔ اور جو شخص سوال نہیں کرتا اس کو زیادہ دے بہ نسبت اس شخص کے جو سوال کرتا ہے ۔

(۱۶۳۱) عبداللہ بن عجلان سکونی نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے عرض کیا کہ میں کبھی کبھی کوئی چیز اپنے اصحاب میں حسن سلوک کے طور پر تقسیم کرتا رہتا ہوں تو تقسیم کرنے کا معیار کیا رکھوں؟ آپؑ نے فرمایا کہ ان لوگوں کے دینی رجحان وفقہ وعقل وسمجھ کے معیار پر دو ۔

غلات کی زکوٰۃ

اور گیہوں اور جو جب تک کہ پانچ وسق (۸۴۹۔۱۹۳۸ کلو گرام) تک نہ پہنچ جائے اس پر کوئی زکوٰۃ نہیں ہے ۔ ایک وسق ساٹھ صاع کا اور ایک صاع چار مُد کا اور ایک مُد کا وزن دو سو بانوے اور نصف درہم (۱/۲ ۲۹۲) کا ہوتا ہے ۔ اور جب ان کا وزن اس حد پر پہنچ جائے تو پھر حکومت کی مالگزاری اور گاؤں کے خرچ کے بعد اگر اس کی آب پاشی بارش کے پانی سے یا آب جاری (دریا) سے ہوئی ہے تو اس میں سے دسواں حصہ زکوٰۃ نکالے گا اور اگر اس نے اس کو کنویں سے پانی نکال کر ڈول یا نالیوں سے سینچا ہے تو بیسواں (۲۰) حصہ زکوٰۃ نکالے گا ۔ اور چھوارے اور کشمش میں بھی اسی حساب سے زکوٰۃ ہے جیسے گیہوں اور جو میں ہے اور اس کے بعد اگر گیہوں اور جو میں کچھ باقی رہ گیا ہے تو اس پر کچھ نہیں ہے جب تک کہ اس کو فروخت کرکے اس کی قیمت پر ایک سال نہ ہوجائے ۔

مال زکوٰۃ سے حج

(۱۶۳۲) محمد بن مسلم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق پوچھا کہ جس نے ابھی تک

حج نہیں کیا ہے کیا وہ رقم زکوٰۃ سے حج کر سکتا ہے آپؑ نے فرمایا ہاں۔

(۱۶۳۳) علی بن یقطین نے ایک مرتبہ حضرت ابوالحسن اول (امام موسیٰ بن جعفر علیہما السلام) سے دریافت کیا کہ میرے پاس مال زکوٰۃ ہوتا ہے کیا میں اس سے اپنے غلاموں اور اعزاو اقارب کو حج کرا سکتا ہوں؟ آپؑ نے فرمایا ہاں کوئی حرج نہیں۔

(غلام) مملوک اور مکاتب کی زکوٰۃ

(۱۶۳۴) عبداللہ بن سنان نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ میں آپؑ کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک شخص نے آپ سے دریافت کیا کہ کیا مال مملوک (غلام) پر زکوٰۃ ہے؟ آپؑ نے فرمایا نہیں خواہ اس کے پاس دس لاکھ درہم کیوں نہ ہوں۔ اور وہ محتاج ہو جائے تو اس کے لئے مال زکوٰۃ میں سے کچھ نہیں ہوگا۔

(۱۶۳۵) اور عبداللہ بن سنان سے ایک دوسری روایت ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے آنحضرتؑ سے عرض کیا کہ ایک غلام ہے اس کے قبضہ میں مال ہے کیا اس پر زکوٰۃ ہے؟ آپؑ نے فرمایا نہیں میں نے عرض کیا اور اس کے مالک پر؟ آپؑ نے فرمایا کہ اس کے مالک پر بھی نہیں اس لئے کہ مملوک نے ابھی یہ مال اپنے مالک کو نہیں پہنچایا۔ اور یہ مملوک کا مال بھی نہیں ہے (کہ وہ اس کی زکوٰۃ ادا کرے)

(۱۶۳۶) اور وہب بن وھب کی روایت میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے انہوں نے آبائے کرام سے اور انہوں نے حضرت علی علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ غلام مکاتب کے مال میں زکوٰۃ نہیں ہے۔

بنی ہاشم کے لئے زکوٰۃ میں حصہ

(۱۶۳۷) ابو خدیجہ سالم بن مکرم جمّال نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ بنی ہاشم میں سے جو زکوٰۃ لینا چاہے اسے دو وہ اس کیلئے حلال ہے یہ تو صرف نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے بعد ائمہ علیہم السلام پر حرام ہے۔

(۱۶۳۸) قاسم بن سلیمان نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقات اور حضرت علی علیہ السلام کے صدقات بنی ہاشم کیلئے حلال ہیں۔

(۱۶۳۹) حلبی نے ان ہی جنابؑ سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا نے اپنے صدقات بنی ہاشم اور بنی عبدالمطلب کیلئے جائز قرار دے دیئے تھے۔

(۱۶۴۰) محمد بن اسماعیل بن بزیع نے روایت کی ہے اس نے کہا میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں اپنے خاندان کے بعض افراد کی طرف سے کچھ دینار بھیجے اور اس کے ساتھ آپؑ کو خط لکھ کر یہ بتایا کہ اس میں پچھتر (۷۵) دینار زکوٰۃ کے ہیں اور بقیہ صلہ و نذر کے ہیں تو آپ نے خود اپنے قلم سے جواب تحریر فرمایا کہ میں نے وصول پائے ۔ اور پھر چند دینار میں نے اپنی طرف سے اور ایک دوسرے شخص کی طرف سے بھیجے اور خط لکھا کہ یہ میرے عیال کی طرف سے فطرہ ہے تو آنجناب نے جواب میں خود اپنے قلم سے تحریر فرمایا کہ میں نے وصول پائے ۔

اور صدقہ بنی ہاشم کیلئے حلال نہیں ہے مگر دو صورتوں میں ایک تو اس وقت جب وہ بہت پیاسے ہوں اور پانی مل جائے تو وہ پی لیں ۔ اور دوسرے ایک بنی ہاشم کا صدقہ دوسرے بنی ہاشم کیلئے (حلال ہے) ۔

اور امام کا ان دیناروں کو وصول کرنا تو یہ اپنی ذات کیلئے نہ تھا آپؑ نے اسے دوسرے حاجتمندوں اور مساکین کیلئے وصول فرمایا تھا وہ خود لوگوں کے اموال سے مستغنی تھے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ ان کیلئے خود کافی ہے جب وہ اللہ کو پکارتے تھے تو اللہ تعالیٰ لبیک کہتا تھا جب وہ اللہ سے کوئی چیز طلب کرتے تھے اللہ تعالیٰ ان کو عطا فرماتا تھا اور جب اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے تھے اللہ ان کی دعا کو قبول فرماتا تھا ۔

زکوٰۃ کے متعلق چند نادر احادیث

(۱۶۴۱) علی بن یقطین سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام ابوالحسن اول (امام موسیٰ بن جعفر) علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک شخص مر گیا اور اس پر زکوٰۃ واجب الادا تھی اور اس نے وصیت کی تھی کہ میری طرف سے زکوٰۃ ادا کر دی جائے ۔ اب اس کی اولاد محتاج ہے اگر زکوٰۃ ادا کر دی جائے تو یہ ان کیلئے بہت زیادہ مضرت کا سبب ہوگا تو آپ نے فرمایا کہ اولاد کو چاہیئے کہ زکوٰۃ نکال دیں اور پھر وہ زکوٰۃ اپنے لئے واپس لے لیں پھر اس میں سے کچھ نکالیں اور اسے دوسروں کو دیدیں ۔

(۱۶۴۲) اور اسماعیل بن جابر نے روایت کی ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ کیا ایک شخص کیلئے یہ جائز ہے کہ اگر وہ محتاج نہ بھی ہو تو زکوٰۃ لیلے اور اس کو تصدق کر دے ؟ آپؑ نے فرمایا ہاں اور فطرہ میں بھی ایسا کر سکتا ہے ۔

(۱۶۴۳) اور ابو بصیر سے روایت کی گئی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ امام پر زکوٰۃ کے متعلق کیا فریضہ ہے ؟ تو آپ نے فرمایا کہ اے ابو محمد کیا تمہیں نہیں معلوم کہ یہ ساری دنیا امام ہی کیلئے ہے وہ اسے جیسے چاہے رکھے اور جس کو چاہے دیدے اللہ تعالیٰ نے امام کیلئے یہ جائز کر دیا ہے ۔ اور امام کبھی بھی اس حالت میں شب بسر نہیں کرتا کہ اس کی گردن پر کسی کا کوئی حق ہو جس کی اس سے بازپرس کی جاسکے ۔

باب : خمس

(۱۹۴۴) حضرت ابوالحسن امام موسیٰ بن جعفر علیہما السلام سے ان چیزوں کے متعلق دریافت کیا گیا جو سمندر سے نکلتی ہیں جیسے موتی اور یاقوت اور زبرجد اور جو کان سے نکلتی ہیں جیسے سونا اور چاندی تو کیا ان سب پر زکوٰۃ ہے؟ آپؑ نے فرمایا کہ جب اس کی قیمت ایک دینار تک پہنچ جائے تو اس پر خمس ہے۔

(۱۹۴۵) اور عبیداللہ بن علی حلبی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے خزانے کے متعلق دریافت کیا کہ اس میں کتنا ہے؟ تو آپؑ نے فرمایا کہ اس میں خمس (پانچواں حصہ) ہے اور معادن میں کتنا ہے؟ آپؑ نے فرمایا خمس (پانچواں حصہ) اور سیسہ، پیتل و لوہا جو کچھ میدانوں سے نکلتا ہے اس میں سے کتنا؟ فرمایا ان میں سے بھی اتنا ہی لیا جائے گا جتنا سونے اور چاندی کی کان سے لیا جاتا ہے۔

(۱۹۴۶) حسن بن محبوب نے عبداللہ بن سنان سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا آپؑ فرما رہے تھے کہ خمس نہیں ہے لیکن خاص کر کے صرف اموال غنیمت میں۔

(۱۹۴۷) احمد بن محمد بن نصر نے حضرت ابوالحسن امام رضا علیہ السلام سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے ان جناب سے دریافت کیا کہ خزانے میں سے کتنی رقم پر خمس واجب ہے؟ آپؑ نے فرمایا کہ جتنی پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے اتنی ہی رقم پر خمس بھی واجب ہے۔

(۱۹۴۸) محمد بن مسلم نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے ملاحت کے متعلق دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا کہ ملاحت سے تمہاری کیا مراد ہے؟ میں نے عرض کیا نمکین زمین میں پانی جمع ہو جاتا ہے اور پھر وہاں خشک ہو کر نمک بن جاتا ہے۔ آپؑ نے فرمایا کہ یہ بھی معدن کے مانند ہے اور اس میں خمس ہے میں نے عرض کیا اور گندھک اور تیل جو زمین سے نکلتا ہے؟ آپؑ نے فرمایا یہ اور اسکے مثل تمام چیزوں میں خمس ہے۔

(۱۹۴۹) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا بیشک اس اللہ کے سوا کوئی اللہ نہیں جس نے ہم لوگوں پر صدقہ حرام کر دیا تو ہم لوگوں کیلئے خمس کا حکم نازل فرما دیا اور لوگوں کو خمس دینا فرض ہے اور یہ ہم لوگوں کیلئے اللہ کا کرم اور تحفہ ہے اور حلال ہے۔

(۱۹۵۰) ابوبصیر سے روایت کی گئی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے عرض کیا کہ کم سے کم وہ کیا چیز ہے جس سے بندہ جہنم میں داخل کر دیا جائے گا؟ آپؑ نے فرمایا کہ جو شخص یتیم کا مال ایک درہم بھی کھائے گا (وہ جہنم میں داخل ہوگا) اور ہم لوگ بھی یتیم ہیں۔

(۱۶۵۱) اور زکریا بن مالک جعفی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی اللہ تعالیٰ کے اس قول کے متعلق کہ اعلموا انما غنمتم من شئ فان للّٰہ و للرسول و لذی القربیٰ و الیتامیٰ و المساکین و ابن السبیل (اور جان لو کہ جو نفع تم کسی چیز سے حاصل کرو تو اس میں پانچواں حصہ اللہ اور رسول، اور رسول کے قرابتداروں اور یتیموں اور مسکینوں اور پردیسیوں کا ہے) (سورہ انفال آیت نمبر ۴۱) آپ نے فرمایا کہ اللہ کا پانچواں حصہ تو یہ رسول کیلئے ہے وہ اسے راہ خدا میں صرف کریں گے اور رسول کا پانچواں حصہ تو وہ رسول کے اقربا کیلئے ہے اور ذی القربیٰ کا پانچواں حصہ تو وہ رسول کے اقربا کے لئے ہے اور یتامیٰ سے اہلبیت رسول کے یتامیٰ مراد ہیں تو یہ چاروں حصے رسول کے قرابتداروں کے لئے ہیں اب رہ گئے مساکین اور ابن سبیل تو تم کو معلوم ہے کہ ہم لوگ صدقہ نہیں کھاتے اور یہ ہم لوگوں کیلئے حلال نہیں ہے پس یہ بھی لازماً ہمارے مساکین اور ابن سبیل کیلئے ہے۔

(۱۶۵۲) اور امام رضا علیہ السلام کی توقیعات (تحریروں) میں جو آپ نے ابراہیم بن محمد ہمدانی کو تحریر فرمایا کہ تمام اخراجات (واجبات و مستحبات) کے بعد جو بچے گا اس میں سے خمس نکالا جائے گا۔

(۱۶۵۳) اور ابو عبیدہ حذاء نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جو بھی کافر ذمی کسی مسلمان سے زمین خرید کرے تو اس پر خمس ہے۔

(۱۶۵۴) محمد بن مسلم نے ان دونوں ائمہ میں سے کسی ایک سے روایت کی ہے آپ نے فرمایا کہ قیامت کے دن لوگ سب سے زیادہ شدید مصیبت میں اس وقت گرفتار ہونگے جب خمس کے حقدار لوگ کھڑے ہو کر کہیں گے کہ پروردگار ہمارا حق خمس۔ ویسے ہم لوگوں نے اپنے شیعوں کیلئے یہ حلال و مباح کر دیا ہے تاکہ ان کی ولادت طیب اور پاک ہو۔

(۱۶۵۵) اور امیرالمومنین علیہ السلام کی خدمت میں ایک شخص نے آکر عرض کیا یا امیرالمومنین میں نے خوب مال کمایا اور اس بات کو نہیں دیکھا کہ حلال کیا ہے حرام کیا ہے کیا میرے لئے توبہ کی کوئی شکل ہے ؟ آپ نے فرمایا اس مال کا خمس میرے پاس لاؤ۔ اور وہ سارے مال کا پانچواں حصہ لایا تو آپ نے فرمایا اب وہ مال تمہارا ہے جب ایک شخص نے توبہ کر لی تو اس کے مال نے بھی اس کے ساتھ توبہ کر لی۔

(۱۶۵۶) حضرت ابو الحسن علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا گیا جس سے وہ لوگ (اغیار) اس کے مال کی زکوٰۃ وصول کرتے ہیں یا اسکے مال غنیمت میں سے خمس وصول کرتے ہیں یا معادن میں سے جو کچھ نکلتا ہے اس میں سے پانچواں حصہ لے لیتے ہیں تو کیا یہ اس کی زکوٰۃ اور اس کے خمس میں محسوب ہو جائیگا ؟ آپ نے فرمایا ہاں۔

(۱۶۵۷) علی بن راشد سے روایت کی گئی ہے (یہ امام علی النقی ہادی کے وکلاء میں سے تھے) کہ میں نے حضرت ابو الحسن ثالث سے عرض کیا کہ ہمارے سامنے جو چیز لائی جاتی ہے تو یہ کہا جاتا ہے کہ یہ ہم لوگوں کے پاس حضرت ابو جعفر علیہ السلام کی تھی۔ تو اب میں اس کیلئے کیا کروں ؟ آپ نے فرمایا جو چیز میرے والد بزرگوار کی امامت کے حوالے سے ہے وہ میری ہے اور

جو چیز اسکے علاوہ ہے تو وہ از روئے کتاب خدا و سنت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میراث ہے۔

(۱۶۵۸) عبداللہ بن بکیر نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ (خدا کے فضل سے) میں اہل مدینہ میں سب سے زیادہ دولتمند ہوں مگر میں تم لوگوں میں سے کسی سے درہم قبول کرتا ہوں تو صرف اس لئے کہ تم لوگوں کی طہارت ہوجائے۔

(۱۶۵۹) یونس بن یعقوب سے روایت کی گئی ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک قمّاط (بچوں کے پوتڑے بنانے والا) آپؑ کے پاس آیا اور عرض کیا میں آپؑ پر قربان ہم لوگوں کے ہاتھ بہت نفع تجارت اور بہت مال آتا ہے اور ہم یہ جانتے ہیں کہ اس میں آپ کا حق ثابت ہے مگر ہم لوگ اس کے ادا کرنے سے قاصر ہیں۔ آپؑ نے فرمایا آجکل (تقیہ) کے دور میں اگر ہم تم لوگوں سے اس کا مطالبہ کریں تو انصاف کی بات نہ ہوگی۔

(۱۶۶۰) علی بن مہزیار سے روایت ہے اسکا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی وہ تحریر پڑھی جو آپؑ نے ایک شخص کے خط کے جواب میں تحریر فرمایا تھا۔ اس میں اس نے درخواست کی تھی کہ مال خمس میں سے جو ہم نے کھایا پیا ہے اسے معاف فرما دیں۔ تو آپؑ نے خود اپنے قلم سے تحریر فرمایا جس شخص کو ہمارے حق میں سے کسی شے کی شدید ضرورت ہے تو وہ اس کیلئے حلال ہے۔

(۱۶۶۱) اور ابان بن تغلب نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک ایسے شخص کے متعلق جو مرجاتا ہے نہ اس کا کوئی وارث ہے اور نہ غلام۔ آپ نے فرمایا کہ وہ اس آیت کے ذیل میں آئیگا یسئالونک عن الانفال (تم سے لوگ مال غنیمت کیلئے پوچھتے ہیں) (یعنی اس کا وارث امام ہوگا) (سورہ انفال آیت نمبر۱)

(۱۶۶۲) داؤد بن کثیر رقی نے آپؑ سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے ارشاد فرمایا کہ تمام انسان ہمارے غصب کردہ حقوق سے زندگی بسر کر رہے ہیں لیکن ہم نے اپنے شیعوں کیلئے اسے حلال کر دیا۔

(۱۶۶۳) حفص بن بختری نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے ارشاد فرمایا جبرئیل علیہ السلام نے اپنے پاؤں سے پانچ نہریں کھودیں اور ان کے پیچھے پیچھے پانی چلا۔ فرات، دجلہ، مصر کا دریائے نیل، دریائے مہران اور دریائے بلخ پس جس کی بھی ان کے پانی سے آب پاشی کی گئی وہ سب امام کا ہے۔ دنیا کا طواف کرنے والا سمندر بحر افسیکون ہے (جو طبرستان کے اندر ہے)

باب : کھیتی کاٹنے اور پھل توڑنے کا حق

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے واتوا حقہ یوم حصادہ (پھلوں کے توڑنے کے دن جو اللہ کا حق ہے اسے دیدو) (سورہ انعام آیت نمبر ۱۴۲) اور وہ اس طرح کہ ایک ایک مٹھی اٹھاؤ اور ایک ایک مسکین کو (جو بھی آئے) دیتے جاؤ۔ اور یہاں تک کہ اس سے فارغ ہوجاؤ اور درخت سے پھل اتارنے کے دن ایک مٹھی کے بعد دوسری مٹھی یا لپ اٹھاؤ اور مسکینوں کو دیتے جاؤ یہاں تک کہ اس سے فارغ ہوجاؤ۔ اور زراعت کے گاہنے کے دن ایک ایک مٹھی یا لپ اٹھاؤ اور مسکینوں کو دیتے جاؤ یہاں تک کہ اس سے فارغ ہوجاؤ اور باغ یا کھیت کی نگرانی کرنے والے کو اس کی معینہ اجرت دیدی جائے اور کھجور کے ناقص اور ردی پھل چھوڑ دیئے جائیں اور نگرانی کرنے کی وجہ سے اس نگران کو ایک یا دو یا تین گچھے دیدیئے جائیں اور اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے کہ ولا تسرفوا انہ لا یحب المسرفین (اسراف نہ کرو اللہ اسراف کرنے والے کو پسند نہیں کرتا) تو اسراف یہ ہے کہ اپنے ہاتھ سے مسکینوں کو سب بانٹ دے۔ (سورہ انعام آیت نمبر ۱۴۲)

(۱۶۶۴) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ کھیتی رات کو نہ کاٹو درختوں کے پھل رات کو نہ اتارو۔ بالیوں میں سے اناج نکالنا ہو تو اس کو رات کے وقت نہ نکالو۔ کھیتوں میں تخم ریزی رات کو نہ کرو اس لئے کہ جس طرح تم زراعت کاٹتے وقت مساکین کو دیتے ہو اس طرح تخم ریزی کے وقت بھی دیتے ہو اور جب تم رات کے وقت ایسا کرو گے تو اس وقت کوئی مسکین کوئی سائل کوئی فقیر کوئی گداگر موجود نہ ہوگا۔

(۱۶۶۵) مصادف سے روایت کی گئی ہے اس نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے ساتھ آپؑ کی زمینوں پر تھا اور لوگ کھیتی کاٹ رہے تھے کہ اتنے میں ایک سائل سوال کرتا ہوا آیا تو میں نے اس سے کہا جاؤ تمہیں اللہ روزی دیگا۔ یہ سن کر آنجنابؑ نے فرمایا چھی چھی یہ کہنا تم لوگوں کو مناسب نہیں جب تک کہ کم از کم تین کو نہ دے لو اور اس کے بعد دیگر سائلوں کو دو تو تمہیں اختیار ہے اور نہ دو تو اختیار ہے۔

باب : حق معلوم اور عاریتاً کوئی شے لینے والے کا حق

(۱۶۶۶) سماعہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ حق معلوم سے مراد زکوٰۃ نہیں یہ وہ چیز ہے جو تم اپنے مال میں سے چاہتے ہو تو ہر جمعہ کو اور چاہتے ہو تو ہر مہینہ نکلتے ہو اور صاحب بزرگی کو اس کی بزرگی کی داد ملیگی ۔ اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وان تخفوھا وتوتوھا الفقراء فھو خیرلکم (اور چھپا کر فقیروں کو دو تو یہ تمہارے لئے سب سے بہتر ہے) (سورہ البقرہ آیت ۲۷۱) تو اس سے مراد بھی زکوٰۃ نہیں اور کسی کو کوئی چیز عاریتاً دینا یہ بھی زکوٰۃ نہیں یہ وہ نیکی ہے جو تم خود کرتے ہو یہ قرض تم خود دیتے ہو اور اپنے گھر کا سامان کسی کو عاریتاً دینا یہ بھی زکوٰۃ نہیں اور اپنے قرابتداروں کے ساتھ کچھ حسن سلوک تو یہ بھی زکوٰۃ نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے والذین فی اموالھم حق معلوم [اور جن کے مال میں حصہ مقرر ہے] (سورۃ المعارج آیت ۲۴) تو یہ حق معلوم زکواۃ کے علاوہ ہے یہ وہ چیز ہے جب انسان نے خود اپنے نفس کے لئے لازم کرلیا ہے کہ اس کے مال میں اتنا حق فقیروں کے لئے ہے ۔ اور اس پر یہ واجب ہے کہ اپنے اوپر جو بھی لازم کرے وہ اپنی طاقت اور وسعت کے مطابق کرے ۔

باب : خراج اور جزیہ

(۱۶۶۷) مصعب بن یزید انصاری سے روایت کی گئی ہے انھوں نے بیان کیا کہ امیرالمومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے مجھے مدائن کے چار قریوں یعنی بِہقبا ذات (اعلیٰ و اوسط و اسفل) اور نہر سیر اور نہر جَوبَر اور نہر الملک پر عامل مقرر فرمایا اور مجھے حکم دیا کافران ذمی پر جزیہ اور خراج مقرر کرنا گھنی کھیتی پر فی جریب ڈیڑھ درھم اور اوسط کھیتی پر فی جریب ایک درہم اور ہلکی کھیتی پر فی جریب دو ثلث (۲/۳) درہم اور انگور کی کاشت پر فی جریب دس (۱۰) درہم اور کھجور کی کاشت پر فی جریب دس (۱۰) درہم اور وہ باغات کہ جن میں کھجور اور دوسرے درخت بھی ہیں فی جریب دس (۱۰) درہم اور مجھے حکم دیا کہ کھجور کے ان درختوں کو جو شاذ و نادر قریہ سے باہر ہیں راہگیروں اور مسافروں کے لئے چھوڑ دوں ان پر کوئی مالگزاری نہ لوں ۔

اور مجھے حکم دیا کہ میں ان کسانوں اور کاشتکاروں پر جو براذین (عراقی گھوڑوں) پر سواری کرتے اور سونے کی انگوٹھیاں پہنتے ہیں جزیہ فی کس اڑتالیس (۴۸) درہم اور اوسط درجے کے تاجروں پر فی کس چوبیس (۲۴) درہم اور نچلے طبقے کے لوگوں اور فقیروں سے فی کس بارہ (۱۲) درہم وصول کروں ۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے ایسا ہی کیا تو ایک سال میں اٹھارہ لاکھ درہم وصول ہوئے ۔

(۱۶۶۸) فضیل بن عثمان اعور نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ ہر پیدا ہونے والا بچہ جب پیدا ہوتا ہے تو فطرت (توحید اسلام) پر ہی ہوتا ہے مگر اسکے ماں باپ اسکو یہودی و نصرانی اور مجوسی بنا

دیتے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو انکی ذمہ داری لی اور ان سے جزیہ وصول کرنا قبول فرمایا تو ان کے رؤسا اور سربرآوردہ لوگوں سے یہ اقرار لے لیا کہ وہ آئندہ اپنی اولاد کو یہودی اور نصرانی نہیں بنائیں گے مگر آجکل کافران ذمی کی اولاد ذمی نہیں ہے۔

(۱۶۶۹) اور علی بن رئاب کی روایت میں ہے کہ انہوں زرارہ سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اہل ذمہ کا جزیہ اس عہد وپیمان پر قبول فرمایا کہ آئندہ وہ لوگ نہ سود کھائیں گے اور نہ سور کا گوشت کھائیں گے اور نہ اپنی بہنوں اور بھتیجیوں اور بھانجیوں سے نکاح کریں گے اور جو ایسا کرے گا اس سے اللہ اور اس کا رسول بری الذمہ ہوگا نیز فرمایا مگر آجکل ان کیلئے کوئی ذمہ داری نہیں ہے۔

(۱۶۷۰) حریز نے زرارہ سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ اہل کتاب پر جزیہ کی حد کیا ہے اور کیا ان کیلئے کوئی ایسی طے شدہ بات ہے کہ اس کو چھوڑ کر کچھ اور نہیں کیا جاسکتا؟ آپ نے فرمایا کہ یہ امام کی صوابدید پر ہے کہ ان کے اموال اور انکی طاقت کو دیکھتے ہوئے ان میں سے ہر ایک سے جو چاہے وصول کرے یہ لوگ وہ قوم ہیں جنہوں نے اپنے نفوس کا فدیہ دیا ہے کہ اب نہ وہ غلام بنائے جائیں گے اور نہ قتل کئے جائیں گے۔ پس جزیہ ان لوگوں سے بقدر استطاعت اس وقت تک ہے کہ جب تک وہ اسلام نہ لائیں چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے حتی یعطوا الجزیۃ عن ید و ھم صاغرون (یہاں تک کہ وہ ذلیل ہو کر اپنے ہاتھ سے جزیہ ادا کریں) (سورہ توبہ آیت نمبر ۲۹) اور یہ جزیہ جوان سے لیا جائے اسکی پرواہ نہ کریں بالآخر وہ اس میں ذلت محسوس کریں اور دیتے دیتے تھک جائیں اور اسلام قبول کرلیں۔

(۱۶۷۱) اور محمد بن مسلم کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ کیا آپؑ نے دیکھا کہ یہ لوگ کفار سے جزیہ کی زمینوں پر جزیہ کو ہٹا کر (دوگنی زکوٰۃ) یعنی خمس وصول کررہے ہیں اور پھر وہ قانون سے ان کے افراد کا جزیہ بھی لے رہے ہیں کیا ان لوگوں سے وصولی کیلئے کوئی چیز مقرر نہیں؟ آپؑ نے فرمایا کہ ان لوگوں نے خود اپنی ذات کیلئے یہ منظور کرلیا ہے لیکن امام کیلئے یہ جائز نہیں ہے کہ ان سے جزیہ سے زائد کچھ لے۔ اگر امام چاہے تو ان پر فی نفر کچھ رکھ لے مگر پھر ان کے اموال پر کچھ نہیں لیگا اور اگر چاہے تو ان کے اموال پر کچھ مقرر کردے پھر ان کے نفوس پر فی کس کچھ نہ لے گا۔ میں نے عرض کیا یہ خمس؟ آپؑ نے فرمایا یہ وہ چیز ہے کہ اسی پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان لوگوں سے صلح کرلی تھی۔

(۱۶۷۲) محمد بن مسلم نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی کہ آپؑ سے دریافت کیا گیا کیا اہل جزیہ سے جزیہ کے علاوہ ان کے اموال اور مویشیوں پر کچھ اور بھی لیا جائے گا؟ آپؑ نے فرمایا کہ نہیں۔

(۱۶۷۳) نیز محمد بن مسلم کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اہل ذمہ کے صدقات کے متعلق

اور ان کی شراب اور سور کے گوشت اور مردار کی قیمتوں میں سے جو جزیہ لیا جائیگا اسکے متعلق دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا کہ انکے اموال میں ان سے جزیہ لیا جائیگا اور سور کے گوشت کی اور شراب کی قیمتوں ہی میں سے لیا جائے گا۔ اور جب ان سے لیا جائیگا تو اس کا عذاب ان ہی لوگوں کی گردن پر ہوگا اور مسلمانوں کیلئے اسکی قیمت حلال ہوگی جو ان سے بطور جزیہ وصول کی جائے گی۔

(۱۶۷۴) طلحہ بن زید نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ یہ ایک سنت جاریہ ہے کہ جو شخص اپنے ہوش و حواس میں نہ ہو اور جس کی عقل میں فتور ہو اس سے جزیہ وصول نہیں کیا جائیگا۔

(۱۶۷۵) اور حفص بن غیاث کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ عورتوں سے جزیہ کیسے ساقط ہوگیا؟ اور کیسے ان سے یہ جزیہ اٹھا لیا گیا؟ آپؑ نے فرمایا اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دارالحرب میں بھی عورتوں اور بچوں کے قتل کو منع فرمایا ہے سوائے اس موقع کے کہ جب وہ خود قتال کر رہی ہوں اور اگر وہ قتال کر رہی ہوں تو انکے قتل سے اگر تمہیں خلل کا خوف نہ ہو تو حتی الامکان ہاتھ روکو۔ تو جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دارالحرب میں انکے قتل کو منع کیا ہے تو دارالسلام میں تو بدرجہ اولیٰ منع ہے۔ پھر اگر وہ جزیہ دینے سے انکار کریں تو انکا قتل ممکن نہیں ہے اور جب ان کا قتل ممکن نہیں تو ان پر سے جزیہ بھی اٹھا لیا گیا اور اگر مرد منع کریں اور جزیہ دینے سے انکار کریں تو وہ عہد شکنی کے مرتکب ہونگے اور ان کا خون اور ان کا قتل مباح ہوگا اس لئے کہ دار شرک اور دار ذمہ میں مردوں کا قتل مباح ہے۔ اور اسی طرح دارالحرب میں اہل شرک اور اہل ذمہ میں سے جو لوگ اپاہج ہیں نابینا ہیں اور بہت بوڑھے ہیں ان کا بھی قتل منع ہے اس بنا پر ان سے جزیہ اٹھا لیا گیا ہے۔

(۱۶۷۶) ابن مسکان نے حلبی سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ ایک شخص نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ کیا اعراب (بدوؤں) پر جہاد ہے؟ آپؑ نے فرمایا کہ ان پر جہاد نہیں مگر یہ کہ جب اسلام پر کوئی خطرہ آئے تو ان سے مدد لی جائے۔ راوی نے دریافت کیا کہ کیا جزیہ میں بھی ان کا کوئی حصہ ہے؟ آپؑ نے فرمایا کہ نہیں۔

(۱۶۷۷) اور محمد بن مسلم نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ وہ سرزمین جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد فتح ہوئی ہے اس کے ساتھ امام کا سلوک کیا ہوگا؟ تو آپؑ نے فرمایا کہ امیرالمومنین علیہ السلام نے اہل عراق کے ساتھ جو سلوک کیا ہے وہی سلوک ہوگا اس لئے کہ وہ تمام روئے زمین کے امام ہیں۔ نیز فرمایا کہ جزیہ کی سرزمین پر سے جزیہ نہیں اٹھایا جائے گا اس لئے کہ جزیہ مجاہدین کیلئے ایک عطیہ الٰہی ہے اور صدقات ان لوگوں کیلئے ہیں جو اسکے اہل اور مستحق ہیں جنکے اللہ تعالیٰ نے نام بتائے ہیں اور ان کے لئے جزیہ میں سے کچھ نہیں ہے۔ نیز فرمایا اگر لوگوں کے ساتھ عدل کیا جائے تو عدل میں بڑی وسعت ہے اللہ کے حکم سے آسمان سے رزق نازل ہوگا اور زمین اپنی برکتیں اگل دیگی۔

(۱۶۷۸) اور مجوسیوں سے جزیہ لیا جائے گا اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ان لوگوں کے

ساتھ وہی سلوک کرو جو اہل کتاب کے ساتھ کیا جاتا ہے۔

ان لوگوں کے بھی ایک نبی تھے جن کا نام داسب تھا جن کو ان لوگوں نے قتل کر دیا اور ان کی ایک کتاب تھی جس کا نام جاماسب تھا جو بارہ ہزار بیلوں کے چمڑوں پر لکھی ہوئی تھی مگر ان لوگوں نے اسکو نذر آتش کر دیا۔

(۱۶۷۹) اور ابو الورد نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک مرد مسلمان کا ایک نصرانی غلام ہے کیا اس پر جزیہ ہوگا آپ نے فرمایا ہاں۔ اس نے عرض کیا کہ اس طرح تو ایک مسلمان اپنے غلام نصرانی کی طرف سے جزیہ ادا کرے گا۔ آپ نے فرمایا ہاں اس لئے کہ وہ غلام اس کی ملکیت ہے اگر وہ کسی جرم میں ماخوذ ہوگا تو مالک ہی اس کی طرف سے تاوان اور جرمانہ ادا کرے گا۔

باب: داد و دہش اور نیکی کرنے کی فضیلت

(۱۶۸۰) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سب سے پہلے جنت میں نیکی اور اس کا کرنے والا داخل ہوگا اور وہی سب سے پہلے میرے پاس حوض کوثر پر وارد ہوگا۔

(۱۶۸۱) نیز آنجناب علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ دنیا میں نیکی کرنے والا آخرت میں بھی نیکی کرنے والا ہوگا۔ اور اس کی تفسیر یہ ہے کہ جب قیامت کا دن ہوگا تو نیکی کرنے والوں سے کہا جائے گا کہ تم اپنی نیکیاں جس شخص کو چاہو ہبہ کر دو اور جنت میں چلے جاؤ۔

(۱۶۸۲) نیز آپ نے فرمایا کہ ہر نیکی ایک صدقہ ہے اور نیک کام کا راستہ بتانے والا ویسا ہی ہے جیسا وہ نیک کام کرنے والا ہے اور کسی فریاد کرنے والے کی فریاد کو پہونچنے والے کو اللہ تعالیٰ پسند فرماتا ہے۔

(۱۶۸۳) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ ہر شخص کے ساتھ نیکی کرو اگر وہ اس کا اہل ہے تو ٹھیک ورنہ تم تو نیکی کرنے کے اہل ہو۔

(۱۶۸۴) نیز آنجناب علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر کسی مومن نے اپنے کسی برادر کے ساتھ حسن سلوک کیا تو گویا اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ حسن سلوک کیا۔

(۱۶۸۵) نیز آپ علیہ السلام نے فرمایا حسن سلوک ایسی شے ہے جو زکوٰۃ کے علاوہ ہے لہذا نیکی کرکے اور رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک کرکے اللہ تعالیٰ کا تقرب حاصل کرو۔

(۱۶۸۶) نیز آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ میں نے معروف (یعنی نیکی) کو دیکھا ہے کہ وہ اپنے نام کی طرح نیک اور اچھی ہے اور نیکی کرنے سے افضل کوئی اور چیز نہیں سوائے اس نیکی کے ثواب کے اس لئے کہ اسی ثواب کے مقصد سے نیکی کی جاتی ہے۔ اور ایسا نہیں کہ جو شخص لوگوں کے ساتھ نیکی کرنا چاہتا ہے وہ اسے کر بھی ڈالے اور ایسا نہیں کہ جو شخص نیکی کرنے

کی طرف راغب ہے وہ اس پر قدرت بھی رکھتا ہو۔اور ایسا نہیں کہ ہر وہ شخص جو نیکی کرنے کی قدرت رکھتا ہو اس کو اسکا اذن بھی ملے ۔مگر جب رغبت اور قدرت اور اذن سب جمع ہوجائیں تو طالب و مطلوب دونوں کیلئے خوش بختی مکمل ہوجاتی ہے۔

(۱۶۸۷) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ لوگوں کے ساتھ نیکی کرنا انسان کو برائیوں اور مصیبتوں میں مبتلا ہونے سے بچاتا ہے۔

(۱۶۸۸) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بہترین صدقہ وہ ہے جو انسان خود مستغنی ہونے کے بعد کرے اور اس کو اپنے عیال سے شروع کرے ۔اور اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔اور اپنے اور اپنے اہل وعیال کے گزارے بھر اگر کوئی شخص روک لے تو اللہ کے نزدیک وہ قابل ملامت نہیں ٹھہرے گا۔

(۱۶۸۹) نیز آنجناب علیہ السلام نے فرمایا کہ برکتیں اس گھر کی طرف جس سے کار خیر ہوتا ہے اس سے بھی زیادہ تیزی کے ساتھ پہنچتی ہیں جتنی تیزی سے چھری اونٹ کے کوہان پر پہنچتی ہے یا پانی کا دھارا اپنی ڈھلان تک پہنچتا ہے۔

(۱۶۹۰) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ ہر چیز کا ایک پھل ہوتا ہے اور نیکی میں پھل اس وقت آتا ہے جب اس میں جلدی کی جائے۔

(۱۶۹۱) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے فرمایا کہ نیکی اس وقت تک درست نہ ہوگی جب تک اس میں تین خوبیاں نہ ہوں۔اپنی اس نیکی کو حقیر سمجھنا، اپنی نیکی کو پوشیدہ رکھنا اور نیکی کرنے میں تعجیل کرنا، اس لئے کہ جب تم اس کو حقیر سمجھو گے تو جس کے ساتھ تم نے نیکی کی ہے اس کی نظر میں اس نیکی کو تم بڑا کرلو گے۔اور جب تم اس کو پوشیدہ رکھو گے تو یہ تمہاری طرف سے مکمل نیکی ہوگی۔اور جب تم نیکی کرنے میں تعجیل کروگے تو یہ نیکی لائق تہنیت اور مبارکباد ہوگی اور اگر اس میں یہ تینوں خوبیاں نہیں ہیں تو اس کا ثواب باطل ہوجائیگا اور وہ ضائع ہوجائیگی۔

(۱۶۹۲) اور آنجناب علیہ السلام نے مفضل بن عمر سے ارشاد فرمایا کہ اے مفضل اگر تم یہ جاننا چاہتے ہو کہ ایک شخص خوش بخت ہے یا بدبخت تو یہ دیکھو کہ وہ کس کے ساتھ نیکی کررہا ہے اگر وہ ایسے کے ساتھ نیکی کررہا ہے جو نیکی کا اہل ہے تو سمجھ لو کہ وہ خیر کی طرف ہے اور اگر ایسے کی ساتھ نیکی کررہا ہے جو اسکا اہل نہیں ہے تو سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ کے پاس اس کیلئے کوئی خیر و بہتری نہیں ہے۔

(۱۶۹۳) نیز فرمایا آنجناب علیہ السلام نے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے اخراجات سے زیادہ جو تمہیں دیا ہے وہ اس لئے دیا ہے کہ تم اس کو وہاں صرف کرو جہاں اللہ تعالیٰ نے صرف کرنے کو بتایا ہے۔یہ اس لئے نہیں دیا کہ تم اسکو ذخیرہ کرو۔

(۱۶۹۴) اور آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر لوگ اس طریقہ سے مال حاصل کریں جس طرح اللہ تعالیٰ نے اسے حاصل کرنے کا حکم دیا ہے اور پھر وہ مال ان چیزوں میں صرف کریں جس میں صرف کرنے کو اللہ تعالیٰ نے منع کیا ہے تو یہ عمل اللہ

تعالیٰ قبول نہ کرے گا اور اگر لوگ اس طریقے سے مال حاصل کریں جس طرح سے حاصل کرنے کو اللہ نے منع کیا ہے اور پھر اس مال کو ایسی چیزوں میں صرف کریں جن میں صرف کرنے کا اللہ نے حکم دیا ہے تو اللہ تعالیٰ کو وہ بھی قبول نہیں سوائے اس کے کہ لوگ حق پر کمائیں اور حق پر خرچ کریں۔

(۱۶۹۵) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر کسی کو کسی سے کوئی نعمت ملے تو اس کو چاہیئے کہ وہ اس کا بدلہ دے اور اگر بدلہ دینے سے عاجز رہے تو اس کی تعریف و ثناء کرے اور اگر اس نے ایسا نہ کیا تو اس نے کفران نعمت کیا۔

(۱۶۹۶) امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ نیکی کی راہ کاٹنے والے پر اللہ لعنت کرے تو دریافت کیا گیا کہ نیکی کی راہ کاٹنے والا کون ہے ؟ آپ نے فرمایا کہ یہ وہ شخص ہے کہ جس کے ساتھ کوئی آدمی احسان کرے اور وہ اس کے احسان کو فراموش کر دے تو (گویا) اس طرح اس نے اس آدمی کو روکا کہ آئندہ وہ کسی اور کے ساتھ احسان نہ کرے۔

باب : قرض دینے کا ثواب

(۱۶۹۷) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جنت کے دروازے پر یہ تحریر کندہ ہے کہ صدقہ کا ثواب دس گنا ہے اور قرض کا ثواب اٹھارہ گنا ہے۔

(۱۶۹۸) نیز آپ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے متعلق لاخیر فی کثیر من نجواھم الا من امر بصدقۃ او معروف او اصلاح بین الناس (ان کی اکثر راز کی باتوں میں تو کوئی بھلائی نہیں مگر ہاں جو شخص کسی کو صدقہ دینے یا معروف (اچھے کام) کرنے یا لوگوں کے درمیان ملاپ کرانے کا حکم دے) (سورہ نساء آیت نمبر ۱۱۴) فرمایا کہ اس آیت میں معروف سے مراد قرض ہے۔

(۱۶۹۹) نیز آپ نے فرمایا جو مرد مومن کسی مرد مومن کو محض خوشنودی خدا حاصل کرنے کی نیت سے قرض دے تو جب تک وہ قرض اسے واپس نہ ملے اس وقت تک اس کا ثواب صدقہ کے حساب میں محسوب ہوگا۔

(۱۷۰۰) نیز آپ نے فرمایا کسی مومن کو قرض دینا اگر وہ آسانی سے ادا کر دے تو غنیمت ہے (کہ مفت ثواب ہاتھ آیا) اس میں تعجیل بہتر ہے اور اگر وہ ادا نہ کرے اور مر جائے تو (حرج نہیں) یہ قرض دینے والے کی زکوٰۃ میں محسوب ہوگا۔

باب : قرضدار کو مہلت دینے کا ثواب

(۱۷۰۱) ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر پر تشریف لے گئے حمد و ثنا الہیٰ بجالائے انبیائے کرام پر درود بھیجا اس کے بعد فرمایا ایھاالناس تم میں سے جو لوگ یہاں موجود اور حاضر ہیں وہ ان لوگوں کو جو یہاں موجود نہیں اور غائب ہیں یہ پیغام پہنچادیں کہ جو شخص اپنے قرضدار کو مہلت دیگا تو اللہ تعالیٰ پر لازم ہے کہ اس کو روزانہ اتنا ثواب دے جیسے اس نے اپنا مال صدقہ میں دیا ہے جبتک وہ قرض ادا نہ ہوجائے۔

اور امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے و ان کان ذو عسرۃ فنظرۃ الی میسرۃ و ان تصدقوا خیرلکم ان کنتم تعلمون (اور کوئی تنگدست تمہارا قرضدار ہو تو اس کو خوشحالی تک کی مہلت دو اور اگر تم سمجھو کہ تمہارے حق میں یہ زیادہ بہتر ہے کہ اس کو اصل بھی بخش دو) (سورہ البقرہ آیت نمبر ۲۸۰) لہذا اس قرضدار کو اپنا قرض معاف کردو یہ تمہارے لئے بہتر ہے۔

(۱۷۰۲) نیز آپؑ نے فرمایا کہ تنگدست کو تم بھی چھوڑ دو جس طرح اللہ نے اس کو چھوڑا ہوا ہے۔

(۱۷۰۳) نیز آپؑ نے یہ فرمایا کہ جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس پر اس دن سایہ رکھے جس دن اللہ کے سایہ کے سوا کوئی سایہ نہ رہے گا۔ تو اس کو چاہیئے کہ وہ اپنے تنگدست قرضدار کو مہلت دے یا اپنا حق اسکو چھوڑ دے۔

باب : میت کی گلو خلاصی کرانے کا ثواب

(۱۷۰۴) ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا گیا کہ عبدالرحمن بن سیابہ کا کسی شخص پر قرض تھا وہ شخص مرگیا تو ہم لوگوں نے اس سے کہا کہ اپنا قرض اس کو معاف کردے مگر اس نے انکار کردیا۔ آپؑ نے فرمایا افسوس کیا اسکو یہ نہیں معلوم کہ اگر وہ معاف کردیتا تو اس کے لئے ایک درہم کے بدلے دس (۱۰) درہم ہوتے اور جب اس نے معاف نہ کیا تو اس کے لئے ایک درہم کے بدلے ایک ہی درہم کا حق ہے۔

باب : غریبوں کی مالی اعانت کا بوجھ اٹھانا نعمت الٰہی کے ہمیشہ باقی رہنے کا سبب ہوتا ہے

(۱۷۰۵) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص پر اللہ کی نعمتیں عظیم ہوتی ہیں اس پر لوگوں کی مالی اعانت کی ذمہ داری بھی سخت ہوتی ہے ۔ لہذا اپنے پاس اللہ کی نعمتوں کو ہمیشہ باقی رکھنے کیلئے لوگوں کی مالی اعانت کا بوجھ اٹھاؤ ۔ اور اس کو معرض زوال میں نہ ڈالو اور کم ہی ایسا ہوتا ہے کہ جس سے نعمت زائل ہو جائے اس کے پاس پھر دوبارہ آجائے ۔

(۱۷۰۶) نیز آپؑ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتیں تمہارے پاس پڑوس (کی طرح) ہیں تو تم (انکو منگ نہ کرو) ان کو اچھی طرح رہنے دو اور اس بات سے ڈرو کہ وہ تمہارے پاس سے اٹھ کر دوسرے کے پاس نہ چلی جائیں ۔ اس لئے کہ جس شخص کے پاس سے بھی نعمت منتقل ہوئی پھر شاید ہی اس کے پاس واپس آئی ہو ۔ اور حضرت علی علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ بہت کم ایسا ہوتا ہے کہ جو چیز چلی گئی ہو وہ پھر واپس آئے ۔

باب : سخاوت اور بخشش کی فضیلت

(۱۷۰۷) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ تم لوگوں میں بہتر وہ لوگ ہیں جو سخی ہیں اور تم میں برے وہ لوگ ہیں جو بخیل ہیں اور برادران مومن کے ساتھ نیکی کرنا اسکی حاجت براری میں کوشش کرنا بھی خالص ایمان کی نشانی ہے اور برادران مومن کے ساتھ نیکی کرنے کو خدائے رحمن لازماً دوست رکھتا ہے ۔ اور اس میں شیطان کو نیچا دکھانا اور جہنم سے دور رہنا اور جنت میں داخل ہونا ہے ۔ پھر آپؑ نے جمیل سے فرمایا اے جمیل تم یہ بات اپنے عزاصحاب تک پہنچا دو میں نے عرض کیا میں آپ پر قربان میرے عزاصحاب کون لوگ ہیں ؟ آپؑ نے فرمایا یہ وہ لوگ ہیں جو تنگی اور خوشحالی دونوں حالتوں میں اپنے برادران مومن کے ساتھ اچھا سلوک کرتے ہیں پھر فرمایا اے جمیل جن لوگوں کے پاس زیادہ مال و دولت ہے ان کیلئے لوگوں کے ساتھ سلوک کرنا آسان ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس سلسلہ میں تنگ دست لوگوں کی مدح فرمائی ہے اور اپنی کتاب میں یہ ارشاد کیا ہے و یوثرون علی انفسھم و لو کان بھم خصاصة و من یوق شح نفسه فاو لئک ھم المفلحون) (اور وہ لوگ اگرچہ اپنے اوپر تنگی ہی کیوں نہ ہو دوسروں کو اپنے نفس پر ترجیح دیتے ہیں اور جو شخص اپنے نفس کو حرص سے بچا لے گیا تو ایسے ہی لوگ فلاح یافتہ ہیں) (سورہ حشر آیت نمبر ۹)

(۱۷۰۸) ایک سخی اور گناہوں میں آلودہ جوان اللہ تعالیٰ کو زیادہ پسند ہے بوڑھے بخیل عابد سے ۔

(۱۷۰۹) اور روایت کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کی طرف وحی فرمائی کہ سامری کو قتل نہ کرو اس لئے کہ یہ مرد سخی ہے۔

(۱۷۱۰) نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا وہ شخص کہ جو اپنے ان تمام فرائض کو ادا کردے جو اللہ نے اس پر عائد کئے ہیں تو وہ سب سے زیادہ سخی ہے۔

(۱۷۱۱) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جو کوئی ضمانت چاہتا ہے محمدؐ سے چار باتوں کے ساتھ جنت میں چار گھروں کی تو اسے چاہیئے کہ فقر سے نہ ڈرے اور خرچ کرے۔ اپنے نفس کے مقابلے میں لوگوں کے ساتھ انصاف کرے دنیا میں ہر ایک کو کھلے دل سے سلام کرے۔ بحث، جنگ و جدال کو چھوڑے خواہ حق پر ہی کیوں نہ ہو۔

(۱۷۱۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص کو یقین ہے کہ اسکا عوض ملے گا وہ راہ خدا میں دل سے سخاوت کرے گا۔ اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے و ما انفقتم من شی فھو یخلفه و ھو خیر الرازقین (لوگ جو کچھ بھی اس کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اللہ اس کا عوض دیگا اور وہ سب سے بہتر روزی دینے والا ہے) (سورۃ سبا آیت نمبر ۳۹)

(۱۷۱۳) اور امام جعفر صادق علیہ السلام نے اس قول خدا کذلک یریھم اللّٰہ اعمالھم حسرات علیھم (اسی طرح اللہ ان کے اعمال کو دکھائے گا جو انہیں سرتاپا یاس ہی دکھائی دینگے) (سورہ بقرہ آیت نمبر ۱۶۷) کے متعلق ارشاد فرمایا یہ وہ شخص ہے جو اپنے بخل کی بنا پر اطاعت الہیٰ کرتے ہوئے اپنا مال خرچ نہیں کرتا اسکو بچائے رکھتا ہے پھر وہ مرجاتا ہے اور یہ مال کسی ایسے کیلئے چھوڑ جاتا ہے جو اس مال کو اطاعت الہیٰ میں یا اللہ کی معصیت میں صرف کرتا ہے اب اگر اس نے اس کو اطاعت الہی میں صرف کیا تو وہ شخص اپنے چھوڑے ہوئے مال کو دوسرے کے ترازو میں حسرت و یاس سے دیکھتا ہے اور اگر اس نے اس مال کو معصیت الہیٰ میں صرف کیا تو جبتک اس کا مال معصیت الہیٰ میں صرف ہوتا رہے گا اس شخص کو اذیت ہوتی رہے گی۔

(۱۷۱۴) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اپنے مال میں سے زکوٰۃ مفروضہ ادا کرتا ہے اور اپنی قوم میں عطیہ دیتا ہے وہ بخیل نہیں ہے بلکہ بخیل وہ ہے جو اپنے مال میں سے زکوٰۃ مفروضہ نہیں ادا کرتا اور اپنی قوم کے لوگوں کو عطیہ نہیں دیتا اور اسکے علاوہ دوسرے کاموں میں فضول خرچ کرتا ہے۔

(۱۷۱۵) اور فضل بن ابی قرہ سمندی سے روایت ہے کہ اس نے کہا کہ مجھ سے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ تم جانتے ہو شحیح و حریص کون ہوتا ہے؟ میں نے عرض کیا وہ بخیل ہوتا ہے۔ آپ نے فرمایا شحیح و حریص تو بخیل سے بھی زیادہ شدید ہوتا ہے۔ بخیل تو اپنے قبضہ میں جو مال ہے اس میں بخالت کرتا ہے اور حریص تو غیر لوگوں کے پاس جو مال ہے اور خود اسکے پاس جو مال ہے دونوں میں حرص کرتا ہے یہاں تک کہ جو کچھ لوگوں کے ہاتھوں میں دیکھتا ہے چاہتا ہے کہ وہ سب اس کا ہو جائے خواہ حلال طریقہ سے ہو یا حرام طریقہ سے اور جو کچھ اللہ نے اسے روزی دی ہے وہ اس پر

قناعت نہیں کرتا۔

(۱۷۱۶) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اسلام کو اتنا تباہ اور کسی چیز نے نہیں کیا جتنا حرص ولالچ نے کیا۔ پھر فرمایا کہ اس حرص ولالچ کی چال چیونٹیوں کی چال کے مانند ہے اور اس کے پھندے بھی جال کے پھندوں کے مانند ہیں۔

(۱۷۱۷) اور حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ کو کسی بندے کی ضرورت نہیں رہتی تو وہ اس کو بخل میں مبتلا کر دیتا ہے۔

(۱۷۱۸) اور امیرالمومنین علیہ السلام نے ایک شخص کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ حرص ولالچ کرنے والا ظلم کرنے والے سے زیادہ عذر رکھتا ہے تو آپؑ نے فرمایا تم نے غلط کہا ظالم تو کبھی توبہ بھی کر لیتا ہے اور معافی چاہتا ہے اور ظلم سے حاصل کی ہوئی چیز اسکے مالک کو واپس کر دیتا ہے مگر حریص اور لالچی جب لالچ کرتا ہے تو زکوٰۃ و صدقہ وصلہ رحم اور مہمان کو کھانا کھلانے اور راہ خدا میں مال صرف کرنے اور نیکی کرنے کے تمام راستوں سے انکار کر دیتا ہے اور جنت پر حرام ہے کہ وہ کسی لالچی کو اپنے اندر داخل کرے۔

(۱۷۱۹) اور امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ نجات دلانے والی چیز لوگوں کو کھانا کھلانا لوگوں کو سلام کرنا اور نماز شب ہے جبکہ سب لوگ سو رہے ہوں۔

باب : کفایت شعاری اور میانہ روی کی فضیلت

(۱۷۲۰) اور حضرت امام ابوالحسن موسیٰ بن جعفر علیہ السلام نے فرمایا کہ کفایت شعاری اور خرچ میں میانہ روی میں انسان کبھی فقیر و محتاج نہیں ہوتا۔

(۱۷۲۱) اور امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جو شخص خرچ میں میانہ روی اختیار کرے گا اسکے لئے میں ضامن ہوں کہ وہ کبھی محتاج نہ ہوگا۔ اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ یسئلونک ماذا ینفقون قل العفو البقرہ ۲۱۹ (لوگ تم سے پوچھتے ہیں کہ راہ خدا میں کیا صرف کریں تو کہدو کہ جو تمہارے خرچ سے بچ رہے) تو یہاں العفو سے مراد وسط (درمیانی خرچ) ہے۔

نیز اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے و الذین اذا انفقوا لم یسرفوا و لم یقتروا و کان بین ذلک قواما سورۃ الفرقان ۶۷ (اور وہ لوگ کہ جب خرچ کرتے ہیں تو نہ فضول خرچی کرتے ہیں اور نہ تنگی کرتے ہیں اور انکا خرچ اسکے درمیان اوسط درجہ کا رہتا ہے) اس آیت میں قواماً سے مراد اوسط درجہ ہے۔

باب : پانی پلانے کی فضیلت

(۱۶۲۲) امیرالمومنین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ آخرت میں سب سے پہلے پانی کی سخاوت شروع ہوگی یعنی پانی کی سخاوت پر ثواب سب سے پہلے دیا جائے گا۔

(۱۶۲۳) اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا اللہ تعالیٰ کسی کے جگر کی آگ کے بجھانے (پیاسے کو پانی پلانے) کو بہت پسند کرتا ہے اور جو شخص کسی جانور کے جگر کی آگ کو بجھائے گا (پانی پلائے گا) اللہ تعالیٰ اپنے عرش میں اس کو اس دن رکھے گا جس دن اس کے سایہ کے سوا کوئی دوسرا سایہ نہ ہوگا۔

(۱۶۲۴) معاویہ بن عمار نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے جو شخص کسی کو اس جگہ پانی پلائے جہاں پانی موجود اور میسر ہے تو وہ ایسا ہی ہے جیسے اس نے ایک غلام کو آزاد کر دیا۔ اور جو شخص کسی کو ایسی جگہ پانی پلائے جہاں پانی موجود نہ ہو تو وہ ایسا ہی ہے جیسے اس نے ایک آدمی کو زندہ کر دیا اور جس نے ایک آدمی کو زندہ کر دیا اس نے گویا تمام انسانوں کو زندہ کر دیا۔

باب : اولاد علیؑ کے ساتھ نیک سلوک کرنے کا ثواب

(۱۶۲۵) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے ہمارے اہلبیت میں سے ایک کے ساتھ بھی اچھا سلوک کیا میں قیامت کے دن اس کو اس کا بدلہ دیدونگا۔

(۱۶۲۶) نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں قیامت کے دن چار قسم کے لوگوں کی شفاعت کروں گا خواہ وہ دنیا بھر کے گناہ سمیٹ کر اپنے ساتھ کیوں نہ لائیں۔ وہ شخص جس نے میری ذریت (اولاد) کی نصرت کی۔ وہ شخص جس نے میری ذریت کی تنگدستی میں اس کے لئے اپنا مال خرچ کیا۔ وہ شخص جس نے اپنی زبان اور دل سے میری ذریت کے ساتھ محبت کی وہ شخص جس نے میری ذریت کی حاجت روائی کی کوشش کی جبکہ لوگ اس کو چھوڑ دیں اور بھگا دیں۔

(۱۶۲۷) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جب قیامت کا دن ہوگا تو ایک منادی ندا دے گا کہ اے گروہ خلائق خاموشی کے ساتھ سنو محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تم لوگوں سے کچھ کلام کرنا چاہتے ہیں چنانچہ سب لوگ خاموش ہو جائیں گے اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہو کر فرمائیں گے اے گروہ خلائق اگر تم لوگوں میں سے کسی نے مجھ پر کوئی بخشش کی ہو کوئی احسان کیا ہو یا کوئی نیک سلوک کیا ہو تو وہ کھڑا ہو جائے میں اس کے بدلہ اس کو دیدوں۔ تو ہر طرف سے لوگ پکار کر کہیں گے کہ ہم لوگوں کے ماں باپ آپؐ پر قربان ہم لوگوں کی آپؐ پر کون سی بخشش کونسا احسان اور کون سا نیک سلوک ہوگا۔ بلکہ تمام خدائی پر تو ساری بخشش سارا احسان اور سارا سلوک نیک تو اللہ اور اسکے رسول ہی

کا ہے۔ تو آپ فرمائیں گے اچھا تو جس شخص نے میرے اہلبیت میں سے کسی کو پناہ دی ہو یا انکے ساتھ نیکی کی ہو یا جسکے پاس کپڑے نہ ہوں تو اس نے اس کو کپڑا پہنایا ہو یا بھوکا ہو تو اس نے اس کو کھانا کھلایا ہو تو وہ اٹھے میں اس کو اسکا بدلہ دونگا۔ تو کچھ لوگ کھڑے ہونگے جنہوں نے ایسا کیا ہوگا پس اللہ تعالیٰ کی طرف سے ندا آئے گی اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اے میرے حبیب میں نے ان لوگوں کے (احسان کے) بدلے کا اختیار تمہیں دیدیا تم ان لوگوں کو جنت میں جہاں چاہو ساکن کردو۔

امام علیہ السلام نے فرمایا کہ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان لوگوں کو مقام وسیلہ میں ساکن کریں گے جہاں ان میں اور محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور ان کے اہلبیت کے درمیان کوئی حجاب نہیں رہے گا۔ (معانی الاخبار صفحہ ۱۱۶ پر ایک طویل حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ وسیلہ جنت میں میرا درجہ ہے جو ہزار گنا بلند ہے)

باب : صدقہ کی فضیلت

(۱۷۲۸) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کی زمین آگ کی طرح تپ رہی ہوگی اور سوائے مومن کے اور کوئی سایہ میں نہ ہوگا اس لئے کہ اس کا صدقہ اس پر سایہ کئے ہوگا۔

(۱۷۲۹) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ نیکی اور صدقہ یہ دونوں فقر دور کرتے ہیں عمر بڑھاتے ہیں اور نیکی کرنے اور صدقہ دینے والے کو ستر قسم کی بری موت سے بچاتے ہیں۔

(۱۷۳۰) حضرت امام جعفر صادق علیہ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ تم لوگ اپنے مریضوں کا علاج صدقہ سے کرو اور بلاؤں کو دعا سے رد کرو اور صدقہ سات سو شیاطین کے جبڑوں سے چھڑا لیتا ہے اور کوئی چیز شیطان پر مومن کے صدقہ دینے سے زیادہ گراں نہیں ہے اور یہ کسی بندے کے ہاتھ میں پہونچنے سے پہلے اللہ کے ہاتھ میں پہنچ جاتا ہے۔

(۱۷۳۱) نیز امام علیہ السلام نے فرمایا کہ صدقہ بری قسم کی موت سے بچاتا ہے اور ستر قسم کی بلاؤں کو دور کرتا ہے اور ستر شیطانوں کے جبڑوں سے چھڑا لیتا ہے اور وہ سب کے سب اس سے کہتے ہیں کہ یہ نہ کرو (یعنی صدقہ نہ دو)

(۱۷۳۲) نیز امام علیہ السلام نے فرمایا کہ مریض کے لئے مستحب ہے کہ وہ سائل کو اپنے ہاتھ سے دے اور سائل سے التجا کرے کہ وہ اس کے لئے دعا کرے۔

(۱۷۳۳) نیز امام علیہ السلام نے فرمایا کہ بہت صبح سویرے صدقہ نکالو تاکہ بلائیں اس صدقہ کو پار نہ کریں اور یہ انکے سدراہ ہوجائیں اور جو دن کے اول وقت صدقہ دیگا تو اللہ تعالیٰ اس سے ان تمام بلاؤں کو دور رکھے گا جو اس دن آسمانوں سے نازل ہونے والی ہیں اور اگر وہ شب کو اول وقت صدقہ دے گا تو اللہ تعالیٰ اس سے ان تمام بلاؤں کو دور رکھے گا جو اس شب میں نازل ہونے والی ہیں۔

(۱۶۳۴) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بیشک اللہ جسکے سوا کوئی اللہ نہیں ہے صدقہ کی وجہ سے بیماری سے، طاعون سے، جلنے سے، غرق ہونے سے، گر پڑنے سے اور جنون سے ضرور بچائے گا اور اس کے بعد آپ نے ستر بلاؤں کو گنوایا۔

(۱۶۳۵) اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ چھپا کر صدقہ دینا اللہ تعالیٰ کے غضب کی آگ کو بجھا دیتا ہے۔

(۱۶۳۶) عمّار نے حضرت امام جعفر صادق علیہ والسلام سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ آپؑ نے فرمایا اے عمّار خدا کی قسم پوشیدہ طور پر صدقہ دینا بالاعلان صدقہ دینے سے افضل اور بہتر ہے اور اس طرح خدا کی قسم عبادت بھی چھپا کر کرنا بالاعلان عبادت کرنے سے افضل وبہتر ہے۔

(۱۶۳۷) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر تم لوگوں کے پاس رات کے وقت کوئی سائل آئے تو اس کا سوال رد نہ کرو۔

(۱۶۳۸) نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا صدقہ کا ثواب دس گنا ہے اور قرض کا اٹھارہ گنا اور برادران مومن کے ساتھ سلوک کا ثواب بیس گنا اور اپنے رشتہ داروں کے ساتھ سلوک کا ثواب چوبیس گنا ہے۔

(۱۶۳۹) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک مرتبہ دریافت کیا گیا کہ کون سی دادودہش افضل ہے؟ فرمایا اس رشتہ دار کو عطا کرنا جو تم سے دشمنی رکھتا ہے۔

(۱۶۴۰) نیز آپؑ نے فرمایا جبکہ تمہارا کوئی رشتہ دار محتاج ہے تو پھر صدقہ نہیں ہوگا (اسکے ساتھ سلوک کرو)۔

(۱۶۴۱) نیز آپؑ نے فرمایا کہ ملعون ہے ملعون ہے وہ شخص جو اپنا بوجھ لوگوں پر ڈالے اور ملعون ہے ملعون ہے وہ شخص جو اپنے بال بچوں کو بغیر خرچہ کے چھوڑ رکھے۔

(۱۶۴۲) اور حضرت ابوالحسن امام رضا علیہ السلام نے فرمایا کہ آدمی کے لئے مناسب ہے کہ اپنے اہل وعیال کو خرچ واخراجات میں کشادگی دے تاکہ وہ سب اس کی موت کی تمنا نہ کریں۔

(۱۶۴۳) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ ایک سائل نے آکر سوال کیا مگر یہ نہیں معلوم وہ کتنا چاہتا ہے؟ آپ نے فرمایا تمہارے دل میں اس کے لئے جتنا ترس آئے اتنا دیدو۔ اور فرمایا اسکو ایک درہم سے کم دو میں نے عرض کیا مگر زیادہ سے زیادہ کتنا دیا جائے، فرمایا چار دانق (ایک دانق ایک درہم کا چھٹا حصہ)

(۱۶۴۴) وصافی نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ پر جو بھی وحی کی اس میں یہ بھی کہا کہ اے موسیٰ سائل کو کچھ تھوڑا دیکر اسکا اکرام کرو ورنہ اچھے انداز سے اسکو واپس کرو اس لئے وہ سائل جو تمہارے پاس آتا ہے وہ نہ انسان ہوتا ہے اور نہ جن بلکہ وہ اللہ تعالیٰ کے ملائکہ میں سے ایک ملک ہوتا جو تمہیں اللہ کے دیئے ہوئے عطیہ میں آزماتا ہے اور اللہ نے تمہیں جس مال کا والی ومالک بنایا اس میں تمہارا امتحان لیتا ہے

لہٰذا اے عمران کے فرزند تم نظر میں رکھو کہ تم اسکے ساتھ کیا سلوک کر رہے ہو۔

(۱۷۴۵) نیز امام علیہ السلام نے فرمایا اگر تم گھوڑے کی پشت پر بھی ہو تو سائل کو کچھ نہ کچھ دیدو۔

(۱۷۴۶) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم لوگ سائل کے سوال کو رد نہ کرو اور اگر مساکین جھوٹ نہ بولیں تو کوئی انکو بھیک دیکر فلاح نہ پاتا۔

(۱۷۴۷) ولید بن صبیح سے روایت ہے کہ اسکا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک سائل آیا آپؑ نے اس کو دیا۔ پھر دوسرا آیا آپؑ نے اس کو دیا پھر تیسرا آیا آپؑ نے اس کو بھی دیا پھر چوتھا آیا تو آپؑ نے فرمایا جاؤ اللہ تم کو بہت دیگا۔ پھر آپؑ نے فرمایا اگر کسی شخص کے پاس تیس چالیس ہزار درہم ہوں اور وہ چاہے ان میں سے کچھ بھی نہ رکھے اور سب مستحقین کو دیدے تو وہ یہ کر سکتا ہے۔ مگر سنو تین قسم کے لوگوں کی دعا رد کر دی جاتی ہے میں نے عرض کیا وہ کون لوگ ہیں؟ آپؑ نے فرمایا ان میں سے ایک تو وہ ہے کہ جسکے پاس مال تھا مگر اس نے اس کو بلاوجہ صرف کر دیا پھر اللہ سے دعا مانگنے لگا کہ پروردگار تو مجھے رزق عطا فرما تو اللہ تعالیٰ جواب دے گا کہ کیا میں نے تجھے رزق نہیں دیا تھا۔ دوسرا وہ شخص جو اپنے گھر میں بیٹھا ہوا ہے اور طلب رزق کے لئے کوشش نہیں کرتا اور اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتا ہے کہ پروردگار تو مجھے رزق دے تو اللہ تعالیٰ جواب دیگا کہ کیا میں نے تیرے لئے حصول رزق کی راہیں نہیں کھولیں اور تیسرے وہ شخص جس کے ایک عورت ہے اور وہ اس کو اذیت پہنچاتی ہے اور وہ دعا کرتا ہے کہ پروردگار تو مجھے اس سے نجات دے تو اللہ تعالیٰ کہے گا کہ کیا میں نے اس کا اختیار تجھے نہیں دیا ہے۔

(۱۷۴۸) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے سوال کرنے والوں کے متعلق ارشاد فرمایا کہ تم سائلین کو کھانا کھلاؤ اور اگر تین سے زائد کو کھلانا چاہو تو کھلاؤ ورنہ تین کو کھلانے کے بعد تم نے اس دن کا حق ادا کر دیا۔

(۱۷۴۹) نیز آپؑ نے ارشاد فرمایا کہ تم سائلین کو دو ان سے دعا کی درخواست کرو اس لئے کہ ان کی دعا تمہارے حق میں قبول ہوگی اور خود انکی دعا ان کے اپنے حق میں قبول نہ ہوگی۔

(۱۷۵۰) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ایک ایسے شخص کے متعلق ارشاد فرمایا کہ جس نے کچھ درہم کسی دوسرے کو دیئے کہ وہ اس کو مستحقین میں تقسیم کر دے تو آپؑ نے فرمایا کہ اس تقسیم کرنے والے کو بھی اتنا ہی ثواب ملے گا جتنا کہ عطا کرنے والے کو ملیگا۔ اس سے ذرا بھی کم نہ ہوگا اور اگر یہ عطیہ ۷۰ ہاتھوں سے ہوتا ہوا بھی مستحقین کو پہونچے تو ان سب کو وہی ثواب ملے گا جو عطیہ دینے والے کو ملے گا اس سے ذرا بھی کم نہ ہوگا۔

(۱۷۵۱) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ کون سا صدقہ سب سے افضل ہے تو آپؑ نے فرمایا کہ مفلس و تنگدست کا صدقہ کیا تم نے اللہ تعالیٰ کا یہ قول نہیں سنا ہے کہ **ویؤثرون علی انفسهم ولو کان بهم خصاصة** سورہ حشر آیت نمبر ۹ (اور اگرچہ اپنے اوپر تنگی ہی کیوں نہ ہو وہ دوسروں کو اپنے نفس پر ترجیح دیتے ہیں) کیا تم اس

آیت میں ان کے فضل و شرف کو دیکھتے ہو۔

(۱۷۵۲) حضرت امام علی ابن الحسین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ کو ضامن بنا کر یہ کہتا ہوں کہ جو کوئی ضرورت مند اور محتاج نہ ہوتے ہوئے بھی لوگوں سے مانگتا پھرے گا تو ایک دن ایسا ضرور آئے گا کہ وہ محتاج ہو جائے گا اور بربنائے حاجت مجبوراً اسکو سوال کرنا پڑے گا۔

(۱۷۵۳) حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ تم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس فرمان پر کاربند رہو کہ جو شخص اپنے اوپر سوال کا دروازہ کھول لے گا اللہ تعالیٰ اس پر فقر کا دروازہ کھول دے گا۔

(۱۷۵۴) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص بغیر حاجت کسی سے سوال کرے گا تو مرتے دم تک کبھی نہ کبھی اللہ تعالیٰ اس کو محتاج بنا دے گا اور اس کے لئے جہنم کا پروانہ لکھدیا جائے گا۔

(۱۷۵۵) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ایک بات اپنے لئے پسند کرتا ہے اور مخلوق کے لئے ناپسند کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس بات کو ناپسند کرتا ہے کہ کوئی شخص مخلوق سے سوال کرے اور یہ بات پسند کرتا ہے اس سے سوال کیا جائے۔ اور اللہ کو سب سے زیادہ پسندیدہ بات ہے کہ اس سے کوئی شخص سوال کرے لہذا تم میں سے کوئی شخص اللہ تعالیٰ سے سوال کرنے میں شرم نہ کرے خواہ جوتے کے ایک تسمہ کے لئے ہی سوال کیوں نہ ہو۔

(۱۷۵۶) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ لوگوں سے سوال کرنے سے پرہیز کرو اس لئے کہ یہ دنیا میں ذلّت ہے اور فقر کو جلد بلاتا ہے اور قیامت کے دن طویل حساب ہے۔

(۱۷۵۷) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اگر سوال کرنے والے کو یہ معلوم ہو جائے کہ سوال کرنے میں کیا برائی ہے تو کبھی کوئی ایک دوسرے سے کچھ نہ مانگے۔ اور اگر دینے والا یہ جان لے کہ دینے میں کیا اچھائی ہے تو کبھی کسی مانگنے والے کو بغیر دیئے واپس نہ کرے۔

(۱۷۵۸) اور انصار کے ایک گروہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آکر سلام کیا اور آپؐ نے جواب سلام دیا تو ان لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم لوگوں کی آپؐ سے ایک حاجت ہے آپؐ نے فرمایا بتاؤ کیا حاجت ہے ان لوگوں نے کہا بہت بڑی حاجت ہے آپؐ نے فرمایا آخر کچھ کہو تو کیا حاجت ہے؟ ان لوگوں نے عرض کیا کہ آپؐ اپنے رب کے سامنے ہم لوگوں کے لئے جنت کے ضامن بن جائیں یہ سنکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا سر جھکا لیا اور زمین کریدنے لگے پھر سر اٹھایا اور فرمایا اچھا میں تم لوگوں کے لئے یہ کروں گا مگر اس شرط پر کہ تم لوگ کسی سے کسی چیز کا سوال نہ کروگے۔ چنانچہ اس کے بعد ان لوگوں میں سے کسی کا کوڑا بھی سفر میں گر جاتا تو سوال سے بچنے کے لئے کسی سے یہ نہ کہتا کہ ذرا میرا کوڑا اٹھا دو بلکہ اپنی سواری سے اتر کر خود کوڑا اٹھاتا اور لوگ دسترخوان پر بیٹھے ہوتے اور کسی ہمنشیں کے قریب پانی رکھا ہوتا تو وہ اس سے یہ نہیں کہتا کہ ذرا پانی مجھے دینا بلکہ خود اٹھ کر پانی پی لیا کرتا۔

(۱۶۵۹) امام علیہ السلام نے فرمایا کہ تم لوگ کسی سے کوئی سوال ہرگز نہ کرو خواہ ایک مسواک ہی کے دھونے کا سوال کیوں نہ ہو۔

(۱۶۶۰) امام جعفر علیہ السلام نے فرمایا کہ احسان جتانا احسان کی پوری عمارت کو منہدم کر دیتا ہے۔

(۱۶۶۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میرے لئے چھ باتوں کو ناپسند فرمایا ہے اور میں نے ان چھ باتوں کو اپنی اولاد میں میرے بعد جو اوصیاء ہونگے ان کے لئے اور ان کی اتباع کرنے والوں کے لئے ناپسند اور مکروہ سمجھا ہے۔(۱) نماز میں فعل عبث کرنا (۲) حالت صوم میں فحش کلامی کرنا (۳) کچھ دینے کے بعد احسان جتانا (۴) مسجد کے اندر حالت جنابت میں آنا (۵) لوگوں کے گھروں میں جھانکنا (۶) قبرستان میں ہنسنا۔

(۱۶۶۲) مسعدہ بن صدقہ نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور انہوں نے اپنے آبائے طاہرین سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ امیرالمومنین علیہ السلام نے اپنے کھوروں کے باغ بُغَیْبِغَہ سے کھجوروں کے پانچ ٹوکرے ایک شخص کے پاس بھیجے اور وہ شخص ایسا تھا کہ امیرالمومنین علیہ السلام کی طرف سے تحفہ و عطیہ کی امید اور آرزو رکھتا تھا اور جو کچھ آپ بھیجتے اسے قبول کر لیتا تھا مگر امیرالمومنین علیہ السلام سے یا کسی اور سے کبھی کوئی شے طلب نہ کرتا تھا۔ تو ایک شخص نے امیرالمومنین سے کہا کہ خدا کی قسم اس نے تو آپؑ سے کچھ مانگا نہیں۔ اور اس کے لئے تو پانچ کے بدلے ایک ٹوکرا کافی ہے۔ یہ سنکر امیرالمومنین نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ مومنین میں تم جیسا آدمی زیادہ نہ پیدا کرے۔ ارے دے تو رہا ہوں میں اور تم اس میں بخل کرتے ہو۔ سنو اگر میں اس شخص کو جو مجھ سے تحفہ اور عطیے کی امید رکھتا ہے بغیر اسکے مانگے نہ دوں اور جب وہ مانگے تو اس کو دوں تو گویا جو کچھ میں نے اس سے لیا ہے اس کی قیمت اسے ادا کر رہا ہوں اور یہ اس طرح کہ میں نے اس کو یہ عطیہ اس لئے دیا کہ وہ میرے سامنے اپنا وہ چہرہ لا رہا ہے جسے عبادت کرتے اور طلب حاجت کرتے وقت ہمارے رب اور خود اس کے اپنے رب کے سامنے زمین پر رکھ کر خاک آلود کرتا ہے۔ پس جو شخص اپنے برادر مسلم کے ساتھ ایسا سلوک کرے یہ جانتے ہوئے یہ حسن سلوک اور یہ عطیہ اس کا ہے تو وہ جو کچھ اس کے حق میں دعا کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو سچ نہ سمجھے گا۔ اس لئے کہ وہ زبان سے اس کے لئے جنت کی دعا کرتا ہے مگر اپنے مال میں سے چند دنیاوی چیزوں کے دینے میں بھی بخل کرتا ہے اس لئے کہ بندہ کبھی کبھی اپنی دعا میں یہ بھی کہتا ہے (اللھم اغفر للمومنین و المومنات) اے اللہ تو تمام مومنین و مومنات کے گناہوں کو بخش دے اور جب اس نے اس کے تمام گناہوں کی مغفرت کی دعا کی تو گویا اس نے اسکے لئے جنت کی دعا کی تو یہ کہاں کا انصاف ہے کہ وہ زبان سے یہ کہے، اور عملی طور پر وہ اسکا ثبوت نہ دے۔

باب : امام علیہ السلام کی بارگاہ میں نذر و ہدیہ پیش کرنے کا ثواب

(۱۷۶۳) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے متعلق دریافت کیا گیا (من ذا الذی یقرض اللہ قرضا حسنا) سورہ بقرہ ۲۴۵ (ہے کوئی جو اللہ کو قرض حسنہ دے) آپؑ نے فرمایا کہ یہ آیت امام کے ساتھ سلوک کرنے کے لئے نازل ہوئی ہے۔

(۱۷۶۴) امام علیہ السلام نے فرمایا کہ ایک درہم امامؑ کو دینا افضل ہے اس ایک لاکھ درہم سے جو راہ خدا میں دوسرے کاموں پر صرف کیا جائے۔

(۱۷۶۵) اور امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا جو شخص ہمارے پاس نذر و ہدیہ نہیں بھیج سکتا تو وہ ہمارے شیعوں میں سے جو صالح لوگ ہیں ان کو دیدے اس کو ہمارے نذر اور ہدیہ کا ثواب مل جائے گا اور جو شخص اس امر پر قادر نہیں کہ ہماری زیارت کو آئے تو وہ ہمارے دوستداروں میں سے جو صالح بندے ہیں ان کی زیارت کرے۔ ہماری زیارت کا ثواب اس کے نامہ اعمال میں لکھ دیا جائے گا۔

کتاب الصوم

باب : روزہ فرض ہونے کا سبب

(۱۷۶۶) ایک مرتبہ ہشام بن حکم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روزہ کا سبب دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے روزہ اس لئے فرض کیا تاکہ امیر و فقیر دونوں برابر ہوجائیں کیونکہ امیر نے کبھی بھوک کا مزا ہی نہیں چکھا تاکہ فقیروں پر ترس کھائے اور مہربانی کرے اسکی وجہ یہ ہے کہ امیر شخص کو جس چیز کی خواہش ہو اسکا حصول اسکے بس میں ہے اسی بناء پر اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ اس کی مخلوق باہم مساوی ہوجائے وہ اسطرح کہ امیر بھی بھوک کا مزا چکھے تاکہ کمزوروں کے لئے اسکا دل نرم ہو اور بھوکوں پر رحم کرے۔

(۱۷۶۷) اور حضرت ابوالحسن امام علی ابن موسیٰ الرضا علیہ السلام نے محمد بن سنان کے مسائل کے جواب میں جو کچھ تحریر کیا اسکے اندر روزہ کا یہ سبب بھی تحریر فرمایا کہ انسان بھوک اور پیاس کا مزا چکھ کر خود کو ذلیل و مسکین سمجھے تو اسے اسکا ثواب دیا جائے اسکا احتساب ہو وہ اس روزے کی تکلیف کو برداشت کرے اور یہ چیز اسکے لئے آخرت کی سختیوں کی طرف رہنما ہو۔ نیز اسکی خواہشات میں کمی ہو اور عاجزی پیدا ہو۔ دنیا میں اسکو نصیحت ملتی رہے اور آخرت کی سختیوں کی نشاندہی ہوتی رہے اور اسے علم ہو کہ دنیا اور آخرت میں فقیر و مسکین کیا کیا سختیاں برداشت کرتے ہیں۔

(۱۷۶۸) اور حمزہ بن محمد نے حضرت ابو محمد حسن عسکری علیہ السلام کو خط لکھ کر دریافت کیا کہ اللہ تعالیٰ نے روزہ کیوں فرض کیا تو جواب میں یہ لکھ کر آیا "تاکہ ایک غنی اور دولتمند شخص کو بھی بھوک کی تکلیف کا علم ہو جائے اور وہ فقیروں پر ترس کھائے۔"

(۱۷۶۹) حضرت امام حسن بن علی بن ابی طالب علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپؑ نے بیان فرمایا کہ چند یہودی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان میں سے جو سب سے زیادہ صاحب علم تھا اس نے آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے چند مسائل دریافت کئے جن میں یہ بھی دریافت کیا کہ یہ بتائیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کی امت پر تیس دن کے روزے کیوں فرض کئے حالانکہ دوسری امتوں پر اس سے زیادہ فرض کئے ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس لئے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام نے درخت کا پھل کھایا تو وہ انکے پیٹ میں تیس دن تک رہا اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان کی ذریت پر تیس دن کی بھوک و پیاس کو فرض کر دیا اور یہ لوگ جو رات کو کھالیتے ہیں تو یہ ان پر اللہ تعالیٰ کی مہربانی ہے اور اس طرح یہ روزہ حضرت آدم پر بھی فرض تھا۔ اور اللہ تعالیٰ نے وہی تیس دن کے روزے میری امت پر بھی فرض کر دیئے اسکے بعد آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اس آیت کی تلاوت فرمائی۔ کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون ایاماً معدودات (تم لوگوں پر روزہ فرض کیا گیا جس طرح تم سے اگلے لوگوں پر فرض کیا گیا تھا تاکہ اسکی وجہ سے تم بہت سے گناہوں سے بچو وہ بھی ہمیشہ نہیں بلکہ گنتی کے چند دن) (سورہ بقرہ ۱۸۳)

یہ سنکر یہودی نے کہا اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آپؐ نے سچ کہا مگر یہ بتائیں کہ جو شخص یہ روزہ رکھے اسکے لئے اجر و ثواب کیا ہے؟ تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو مومن پورے احتساب کے ساتھ ماہ رمضان کے روزے رکھے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے سات باتیں لازمی پیدا کر دے گا۔ پہلے یہ کہ حرام کا مال اس کے جسم سے پگھل کر نکل جائے گا۔ دوسرے وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے قریب ہو جائے گا تیسرے اسکا یہ روزہ اس کے باپ آدم علیہ السلام کی خطا کا کفارہ بن جائے گا چوتھے اس پر موت کی سختیاں آسان ہو جائیں گی۔ پانچویں قیامت کے دن اسکو بھوک و پیاس سے امان مل جائے گی چھٹے اللہ تعالیٰ اس کو جہنم سے برات کا پروانہ دیدیگا۔ ساتویں اللہ تعالیٰ اس کو جنت کی پاک و پاکیزہ چیزیں کھلائے گا۔ اس یہودی نے کہا اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آپؐ نے سچ فرمایا۔

باب : روزے کی فضیلت

(۱۷۷۰) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے۔ یعنی نماز، زکوٰۃ، حج، روزہ اور ولایت (معرفت امام) پر۔

(۱۷۷۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ روزہ جہنم سے بچانے کی سپر ہے۔

(۱۷۷۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ روزہ دار اگر سو بھی رہا ہو تو وہ عبادت میں ہوتا ہے جب تک کہ وہ کسی مسلم کی غیبت نہ کرے۔

(۱۷۷۳) نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ روزہ میرے لئے ہے اور میں خود اسکی جزا ہوں۔ اور روزہ دار کیلئے دو مرتبہ فرحت ہے ایک اس وقت جب وہ افطار کرتا ہے دوسرے اس وقت جب وہ اپنے رب سے ملاقات کرے گا۔ اور اس ذات کی قسم جسکے قبضہ قدرت میں محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی جان ہے روزہ دار کے منہ کی بُو اللہ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے بھی زیادہ اچھی ہے۔

(۱۷۷۴) ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اصحاب سے فرمایا کیا میں تمہیں ایسی بات بتاؤں کہ اگر تم لوگ اس پر عمل کرو تو شیطان تم سے اتنا دور رہے گا جتنا مشرق مغرب سے دور ہے؟ لوگوں نے عرض کیا جی ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد ہو۔ آپؐ نے فرمایا روزہ شیطان کا منہ کالا کر دیتا ہے اور صدقہ اس کی کمر توڑ دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے محبت اور عمل صالح میں معاونت اسکی بیخ کنی کرتی ہے اور استغفار اسکے دل کی رگیں کاٹ دیتا ہے اور ہر شے کی ایک زکوٰۃ ہے اور بدن کی زکوٰۃ روزہ ہے۔

(۱۷۷۵) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ایک مرتبہ علی بن عبدالعزیز سے فرمایا کیا میں تمہیں اسلام کی جڑ اسکی شاخ اسکی چوٹی اور اسکی بلندی بتاؤں؟ اس نے عرض کیا جی ہاں آپؑ نے فرمایا اس کی جڑ نماز ہے اسکی شاخ زکوٰۃ ہے اور اسکی چوٹی اور بلندی اللہ کی راہ میں جہاد ہے۔ کیا میں تمہیں نیکیوں کے دروازے بتاؤں (سنو) روزہ جہنم سے بچانے کی سپر ہے۔

(۱۷۷۶) نیز آپ علیہ السلام نے قول خدا و استعینوا بالصبر و الصلوٰۃ سورہ بقرہ ۴۵ (صبر و صلوٰۃ کا سہارا پکڑو) کے متعلق فرمایا کہ یہاں صبر سے مراد روزہ ہے۔

(۱۷۷۷) نیز فرمایا کہ جب کسی شخص پر کوئی مصیبت نازل ہو یا وہ سختی میں مبتلا ہو تو اس کو چاہیئے کہ وہ روزہ رکھے اسلئے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے و استعینوا بالصبر و الصلوٰۃ

(۱۷۷۸) اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے روزہ داروں کی دعا کے لئے کچھ ملائکہ مقرر کردیئے ہیں اور فرمایا کہ حضرت جبرئیل نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ بات پہنچائی کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ میں اپنے ملائکہ کو کسی شخص کی دعا پر مقرر کرتا ہوں تو اس کی دعا کو قبول کرلیتا ہوں۔

(۱۷۷۹) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ مجھ سے مناجات کرنے میں تمہیں کونسا امر مانع ہے؟ انہوں نے عرض کیا پروردگار، روزہ دار کی منہ کی بُو کی بنا پر میں تجھ سے مناجات نہیں کرتا تو اللہ تعالیٰ نے پھر وحی کی اے موسیٰ روزہ دار کے منہ کی بُو تو میرے نزدیک مشک سے زیادہ خوشبودار ہے۔

(۱۷۸۰) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ روزہ دار کے لئے دو فرحتیں ہیں ایک فرحت افطار کے وقت اس کو ملتی ہے اور دوسری فرحت اس وقت ملے گی جب وہ اللہ سے ملاقات کرے گا۔

(۱۷۸۱) نیز آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ جو شخص اس کی خوشنودی کے لئے ایک دن بھی شدید گرمی کے موسم میں روزہ رکھتا ہے اور اس کو پیاس لگتی ہے تو اللہ تعالیٰ ایک ہزار ملائکہ کو مقرر کرتا ہے وہ آکر اس کا چہرہ سہلاتے ہیں اسے خوشخبری سناتے رہتے ہیں یہاں تک کہ جب وہ افطار کرلیتا ہے تو اللہ تعالیٰ کہتا ہے تیرے منہ کی بُو کتنی اچھی ہے۔ اے میرے ملائکہ گواہ رہنا کہ میں نے اس کو بخش دیا۔

(۱۷۸۲) اور حضرت ابوالحسن اول علیہ السلام نے فرمایا (روزہ کی حالت میں) دوپہر کو قیلولہ کرلیا کرو اس لئے کہ اللہ تعالیٰ خواب میں روزہ دار کو کھلا پلا دیا کرتا ہے۔

(۱۷۸۳) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا روزہ دار کا سونا عبادت ہے اور اسکی خاموشی تسبیح ہے اسکا عمل قبول ہے اور اسکی دعا مستجاب ہے۔

باب : روزہ کی اقسام

(۱۷۸۴) زہری سے روایت ہے اس نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ حضرت امام زین العابدین علی ابن الحسین علیہ السلام نے مجھ سے پوچھا کہ اے زہری تم اس وقت کہاں سے آرہے ہو؟ میں نے عرض کیا مسجد سے پوچھا تم لوگ وہاں کیا کر رہے تھے میں نے عرض کیا ہم لوگ مسئلہ صوم پر تبادلہ خیال کر رہے تھے چنانچہ میری رائے اور میرے تمام اصحاب کی رائے اس بات پر مجتمع ہو گئی کہ ماہ رمضان کے سوا اور کوئی روزہ واجب نہیں ہے آپؑ نے فرمایا کہ مگر تم لوگ جیسا کہتے ہو ایسا نہیں ہے بلکہ روزہ کی چالیس قسمیں ہیں۔ روزہ کی دس قسمیں واجب ہیں جیسے ماہ رمضان کا روزہ واجب ہے۔ دس قسمیں حرام ہیں اور چودہ قسم کے روزے میں روزہ رکھنے والے کو اختیار ہے خواہ روزہ رکھے یا نہ رکھے۔ پھر صوم اذن (کسی سے اذن لیکر روزہ) سو اسکی تین قسمیں ہیں پھر صوم تادیب وصوم مباح اور صوم سفر و مرض میں نے عرض کیا میں آپؑ پر قربان آپؑ مجھے اسکی تفصیل بھی بتادیں۔

تو آپؑ نے فرمایا صوم واجب تو

۱۔ پورے رمضان کا روزہ

۲۔ پے در پے دو ماہ کے روزے اس شخص کے لئے جو جان بوجھ کر ایک روزہ ماہ رمضان کا توڑ دے۔

۳۔ پے در پے دو ماہ کے روزے کفارہ ظہار میں چنانچہ اس کے متعلق اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے الذین یظاھرون من نسائھم ثم یعودون لما قالوا فتحریر رقبۃ من قبل ان یتماسا ذلکم توعظون بہ و اللّٰہ بما تعملون خبیر۔ فمن لم یجد فصیام شھرین متتابعین من قبل ان یتماسا (سورۃ مجادلہ ۲) اور جو لوگ اپنی بیویوں سے ظہار کر بیٹھیں (اسکی پشت کو اپنی ماں کی پشت سے تشبیہ دیدیں) پھر اپنی بات واپس لیں تو دونوں کے ہمبستر ہونے سے پہلے کفارہ میں ایک غلام آزاد کرنا ضروری ہے اس کی تم کو نصیحت کی جاتی ہے اور تم جو کچھ بھی کرتے ہو خدا اس سے آگاہ ہے پھر جس کو غلام نہ ملے تو دونوں کی مقاربت سے قبل دو مہینے کے پے در پے روزہ رکھے)

۴۔ اور قتل خطا میں دو مہینے پے در پے روزہ رکھنا واجب ہے یہ اسکے لئے ہے جس کو آزاد کرنے کے لئے غلام نہیں ملتا۔ اللہ تعالیٰ کے اس قول کے مطابق و من قتل مومنا خطآ فتحریر رقبۃ مومنۃ و دیۃ مسلمۃ الی اھلہ ---- فمن لم یجد فصیام شھرین متتابعین (سورۃ النساء ۹۲) (اور جو شخص کسی مومن کو غلطی سے قتل کردے تو اس پر ایک ایماندار غلام کا آزاد کرنا اور مقتول کے ورثا کو خون بہا دینا لازمی ہے۔ پھر جو شخص غلام آزاد کرنے کو نہ پائے تو اس کا کفارہ خدا کی طرف سے لگاتار دو مہینے کے روزے ہیں)

۵۔ قسم کے کفارہ میں تین دن روزہ رکھنا واجب ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے فمن لم یجد فصیام ثلاثۃ ایام ذلک

کفارة ایمانکم اذا حلفتم) (سورہ المائدہ ۔۸۹۔) (اگر تم حلف اٹھا کر کوئی بات کہو اور اسے پورا نہ کر سکو تو تین دن روزہ رکھو) اور یہ روزہ بھی پے در پے ہوتا ہے ناغے ناغے سے نہیں۔

۶۔ جس کے سر میں تکلیف ہے (حج میں سر منڈا نہیں سکتا) تو روزہ کفارہ واجب ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے فمن کان منکم مریضاً او به اذیٰ من راسه ففدیة من صیام او صدقة او نسک (سورہ بقرہ ۱۹۶) (پس جب تم میں سے کوئی بیمار ہو یا اسکے سر میں کوئی تکلیف ہو تو (سر منڈانے کے بدلے) روزے رکھے یا خیرات دے یا قربانی کرے) اس میں حاجی کو اختیار دیا گیا ہے اگر وہ روزہ رکھتا ہے تو تین روزے رکھے۔

۷۔ متعتہ الحج میں دَم کے بدلے روزہ واجب ہے جبکہ قربانی کا جانور نہ مل سکے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے فمن تمتع بالعمرة الی الحج فما استیسر من الهدی فمن لم یجد فصیام ثلاثة ایام فی الحج و سبعة اذا رجعتم تلک عشرة کاملة سورہ بقرہ ۱۹۶۔ (جو شخص حج تمتع کا عمرہ کرے تو اس کو جو قربانی میسر آئے کرنی ہوگی اور جس سے قربانی ناممکن ہو تو تین روزے زمانہ حج میں رکھنے ہونگے اور سات روزے جب تم واپس آؤ یہ پوری دھائی ہے)

۸۔ اور شکار کے جرمانہ میں روزہ واجب ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ و من قتله منکم متعمداً فجزاء مثل ماقتل من النعم یحکم به ذوا عدل منکم ہدیاً بالغ الکعبة او کفارة طعام مساکین او عدل ذلک صیاماً۔ (سورۃ مائدہ ۹۵) (حالت احرام میں) جو کوئی تم میں جان بوجھ کر شکار مارے وہ جس جانور کو مارے چوپایوں میں سے اسکا مثل تم میں سے جو دو منصف آدمی تجویز کریں اس کے بدلہ میں دینا ہوگا اور کعبہ تک پہنچا کر قربانی کی جائے یا اسکی قیمت سے محتاجوں کو کھانا کھلانا یا اسکے برابر روزے رکھنا)

پھر فرمایا اے زہری تم جانتے ہو کہ اس کے برابر روزہ کیسے رکھا جائے گا۔ میں نے عرض کیا مجھے نہیں معلوم۔ آپ نے فرمایا اس شکار کی قیمت لگائی جائے گی پھر دیکھا جائے گا کہ اس قیمت میں گیہوں کتنا ملتا ہے اور اس گیہوں کو ناپا جائے گا کہ کتنے صاع ہیں پھر ہر نصف صاع پر ایک دن روزہ رکھنا ہوگا۔

۹۔ اور نذر کا روزہ واجب ہے۔

۱۰۔ اور اعتکاف کا روزہ واجب ہے۔

لیکن وہ روزے کہ جن کا رکھنا حرام ہے۔ وہ یہ ہیں۔

۱۔ یوم فطر (عید کے دن) کا روزہ

۲۔ یوم الضحیٰ (عید قرباں) کا روزہ

۳۔ اور ایام تشریق (گیارہ، بارہ اور تیرہ ذالحجہ) کے روزے

۴۔ یوم شک کا روزہ اور اس روزے کا تو ہمیں حکم بھی دیا گیا ہے اور اس سے منع بھی کیا گیا ہے۔ حکم اس طرح دیا

گیا ہے کہ ہم لوگ شعبان میں شامل کر کے روزہ رکھیں اور منع اس طرح کیا گیا ہے کہ جب سب لوگ شک میں ہوں تو کوئی اکیلا شخص رمضان کی پہلی مان کر روزہ نہ رکھ لے۔ میں نے عرض کیا اور اگر کسی نے شعبان کا روزہ رکھا ہی نہیں تو کیا کرے۔ آپؑ نے فرمایا وہ شک کی رات میں نیت کرلے کہ میں شعبان کا روزہ رکھ رہا ہوں اگر رمضان کی پہلی ہو گئی تو اسکا شمار رمضان میں ہوجائے گا اور اگر وہ شعبان کی ہی تاریخ ہے تو اس میں اسکا کوئی ضرر نہیں۔ میں نے عرض کیا کہ مستحب روزہ واجب روزہ میں کیسے محسوب ہوجائے گا فرمایا کہ فرض کرو ایک شخص نہیں جانتا کہ یہ ماہ رمضان ہے اور اس نے مستحب روزہ رکھا ہوا ہے اور بعد میں معلوم ہوا کہ یہ رمضان ہی کا مہینہ ہے تو وہ رمضان کے روزے میں محسوب ہوجائے گا اس لئے کہ فرض مہینہ اسی دن واقع ہو رہا ہے۔

۵۔ صوم وصال حرام ہے (یعنی کوئی شخص نیت کرلے کہ وہ ایک دن اور ایک رات سحر تک ملاکر روزہ رکھے گا یا دو دن ملا کر روزہ رکھے گا)

۶۔ صوم صمت حرام ہے (یعنی خاموشی کا روزہ)

۷۔ کسی گناہ کے لئے نذر کی جائے تو وہ روزہ رکھنا حرام ہے

۸۔ صوم الدھر (پورے تین سو ساٹھ دن یعنی پورے سال کا روزہ رکھنا حرام ہے اس لئے کہ اس میں وہ دن بھی آجاتے ہیں جن میں روزہ رکھنا حرام ہے۔

اور وہ روزہ کہ جس کے لئے روزہ رکھنے والے کو اختیار ہے رکھے یا نہ رکھے تو وہ جمعہ کے دن کا اور پنجشنبہ کا اور دو شنبہ کا روزہ پھر ایام بیض (ہرماہ کی ۱۳۔۱۴۔۱۵ تاریخ) کا روزہ اور ماہ رمضان کے بعد ماہ شوال میں چھ دن کا روزہ یوم عرفہ ویوم عاشورہ ان سب میں روزہ رکھنے والے کو اختیار ہے کہ وہ روزہ رکھے یا نہ رکھے۔

اور صوم اذن تو عورت اپنے شوہر کے اذن کے بغیر مستحب روزہ نہیں رکھے گی۔ غلام اپنے مالک کے اذن کے بغیر مستحب روزہ نہیں رکھے گا۔ اور مہمان میزبان کی اجازت کے بغیر مستحب روزہ نہیں رکھے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اگر کوئی شخص کسی قوم کا مہمان بن کرجائے تو بغیر ان کی اجازت کے مستحب روزے نہ رکھے۔

اور صوم تادیب تو بچہ جب بالغ ہونے کے قریب ہو تو اسے روزہ رکھنے کا تادیباً حکم دیا جائے گا مگر یہ واجب نہیں ہے اور اسی طرح اگر کوئی شخص کسی سبب کی بناء پر دن کی ابتداء ہی میں روزہ توڑے اور پھر روزہ رکھنے کے قابل ہوجائے تو اسکو دن کے باقی حصہ میں تادیباً امساک کا حکم دیا جائے مگر یہ بھی فرض نہیں ہے۔ اسی طرح مسافر اگر اس نے دن میں اول وقت کچھ کھالیا ہے اور پھر اپنے گھر پہنچ گیا ہے تو اسے بھی کہا جائے گا کہ دن کے بقیہ حصہ میں امساک کرے مگر یہ بھی فرض نہیں ہے۔

اور صوم مباح تو اگر کوئی شخص روزہ کی حالت میں عمداً نہیں بلکہ بھول کر یا بربنائے تقیہ کچھ کھاپی لے تو اللہ تعالیٰ نے اس

کے لئے یہ مباح کر دیا ہے اور اسکا یہ روزہ محسوب ہوگا۔

اور صوم سفر و مرض تو عامہ نے اس کے اندر اختلاف کیا ہے ایک گروہ کہتا ہے کہ سفر و مرض میں روزہ رکھے گا۔ دوسرا گروہ کہتا ہے کہ روزہ نہیں رکھے گا۔ تیسرا گروہ کہتا ہے کہ چاہے رکھے اور چاہے نہ رکھے۔ لیکن ہم لوگ یہ کہتے ہیں کہ سفر و مرض دونوں حالتوں میں روزہ نہ رکھے اور اگر کسی نے ان حالتوں میں روزہ رکھا تو اس کی قضا رکھنی پڑے گی۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ فمن کان منکم مریضا او علی سفر فعدۃ من ایام اخر (سورۃ بقرہ ۱۸۴) [جو شخص تم میں سے بیمار ہو یا سفر پر ہو تو اور دنوں میں (جتنے قضا ہوئے ہوں) گن کر رکھ لے]۔

باب : صوم سنت

(۱۷۸۵) روایت کی ہے حسن بن محبوب نے جمیل بن صالح سے انہوں نے محمد بن مروان سے انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسلسل اتنے روزے رکھتے کہ کہا جاتا کہ اب یہ کسی دن بھی روزہ نہیں چھوڑیں گے اور روزہ نہ رکھتے تو مسلسل اتنے دنوں نہ رکھتے کہ کہا جاتا کہ اب یہ روزہ ہی نہ رکھیں گے۔ پھر آپؐ نے ایک دن روزہ رکھنا شروع کیا اور ایک دن نہیں پھر آپؐ فقط دوشنبہ اور پنجشنبہ کو روزہ رکھنے لگے پھر آپؐ نے اس میں بھی تبدیلی کی اور ایک مہینے میں تین روزہ رکھنے لگے مہینے کے پہلے پنجشنبہ کو اور مہینے کے درمیانی چہار شنبہ کو اور مہینے کے آخری پنجشنبہ کو اور فرمایا کرتے کہ یہ صوم الدھر ہے۔

اور میرے پدر بزرگوار نے فرمایا کہ اس شخص سے زیادہ ناپسند کوئی اور شخص نہیں جو اپنی طرف سے یہ کہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس طرح کرتے تھے پھر آپ علیہ السلام یہ فرمایا کرتے کہ اللہ تعالیٰ مجھے اس عذاب میں مبتلا نہ کرے کہ میں اپنی طرف سے نماز اور روزہ کے متعلق کوئی اجتہاد پیش کروں گویا وہ دیکھ رہے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کوئی کوئی چیز ضرورت سے زیادہ سمجھ کر چھوڑ بھی دیا کرتے تھے۔

(۱۷۸۶) اور حماد بن عثمان کی روایت میں ہے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اتنے روزے رکھے کہ یہ کہا جانے لگا کہ یہ کوئی دن بغیر روزے کے نہیں رہتے اور آپؐ نے پھر روزہ رکھنا اتنے دنوں کے لئے چھوڑ دیئے کہ کہا جانے لگا یہ روزہ نہیں رکھتے۔ پھر آپؐ نے حضرت داؤد علیہ السلام کا روزہ رکھا یعنی ایک دن کا ناغہ کر کے پھر آپؐ نے مہینے میں تین دن روزہ رکھا اور فرمایا کہ یہ صوم الدھر کے برابر ہے اور دل سے وسوسوں کو دور کر دیتا ہے۔

حماد کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا کہ تین دن کون کون سے تھے؟ تو آپؑ نے فرمایا مہینے کا پہلا پنجشنبہ اور مہینے کی دوسری دھائی کا پہلا چہار شنبہ اور مہینے کا آخری پنجشنبہ میں نے عرض کیا تو آخر یہ ایام کیسے ہیں کہ جن میں روزہ رکھا جاتا

ہے ؟آپؑ نے فرمایا ہم لوگوں سے قبل کی امتوں میں سے اگر کسی پر عذاب نازل ہوتا تو وہ ان ہی ایام میں نازل ہوتا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان دنوں میں روزہ رکھا کہ یہ خوفناک دن ہیں۔ (تاکہ ان کی ہلاکت خیزی سے بچا جائے)

(۱۶۸۷) فضیل بن یسار نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا کہ اگر تم میں سے کوئی شخص مہینہ میں یہ تین روزے رکھے تو پھر ہرگز کسی سے بحث وجدال اور جہالت کی باتیں نہ کرے اور بلا جھجک حلف اٹھانے اور اللہ کی قسم نہ کھانے لگے اور اگر اس سے کوئی شخص جہالت کی بات کرے تو وہ اسکو برداشت کرے۔

(۱۶۸۸) عبداللہ بن مغیرہ نے حبیب خثعمی سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ مجھے مستحب روزہ اور مہینے کے ان تین روزوں کے متعلق بتائیں کہ اگر میں اول شب میں جنب ہوجاؤں اور یہ معلوم ہو کہ میں جنب ہوگیا ہوں اس کے باوجود عمداً سوجاؤں یہاں تک کہ فجر کی پو پھوٹ جائے تو اب میں روزہ رکھوں یا نہ رکھوں؟آپؑ نے فرمایا روزہ رکھو۔

(۱۶۸۹) حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ صبر (یعنی رمضان) کے مہینے کے روزے اور ہر مہینہ تین دن کے روزے دل سے وسوسوں کو دور کردیتے ہیں اور ہر مہینہ تین دن کا روزہ صوم دھر (ہمیشہ کا روزہ) ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ من جاء بالحسنة فله عشر امثالها (جو شخص ایک نیکی کرے گا اس کو دس نیکیوں کا ثواب دیا جائے گا) (سورہ انعام ۱۶۰)۔

(۱۶۹۰) اور عبداللہ بن سنان کی روایت میں ہے جو انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک مرتبہ دو پنجشنبوں اور ان دونوں کے درمیان چہارشنبہ کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپؐ نے فرمایا پنجشنبہ ایسا دن ہے جس میں اعمال پیش کئے جاتے ہیں اور چہار شنبہ ایسا دن ہے جس میں جہنم خلق کی گئی اور روزہ تو یہ (جہنم سے بچنے کی) سپر ہے۔

(۱۶۹۱) اور اسحاق بن عمار کی روایت میں ہے جو انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ چار شنبہ کے دن روزہ اس لئے رکھا جاتا ہے کہ سابقہ امتوں میں جب بھی کسی امت پر عذاب آیا تو مہینے کے درمیانی چہار شنبہ میں آیا اس لئے اس دن روزہ رکھنا مستحب ہے۔

(۱۶۹۲) اور عبداللہ بن سنان کی روایت میں ہے جو انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی ہے اسکا بیان ہے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا کہ جب مہینے کی پہلی دھائی میں دو پنجشنبے پڑجائیں تو ان دونوں اول پنجشنبوں میں روزہ رکھو اس لئے کہ یہ افضل ہے۔

(۱۶۹۳) اور عیص بن قاسم نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس شخص کے متعلق دریافت کیا جس

پر روزہ بہت گراں ہوتا ہے اس لئے وہ مہینے کے اندر تین روزے نہیں رکھتا تو اسکا کوئی فدیہ اور عوض ہے؟ آپؑ نے فرمایا ہر دن کے بدلے ایک مد طعام (کسی محتاج کو دے)۔

(۱۶۹۴) ابن مسکان نے ابراہیم بن مثنیٰ سے روایت کی ہے اسکا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ مجھے ہر مہینہ میں تین دن روزہ گراں اور شدید ہوتا ہے کیا میرے لئے ایک دن کے روزے کے بدلے ایک درہم تصدق کر دینا جائز ہے؟ آپؑ نے فرمایا ایک درہم کا صدقہ افضل ہے ایک دن روزہ رکھنے سے۔

(۱۶۹۵) حسن بن محبوب نے حسن بن ابی حمزہ سے روایت کی ہے انہوں نے کہا کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام محمد یا حضرت امام جعفر صادق علیہما السلام سے عرض کیا کہ کیا میں ہر ماہ کے تین دن کے روزوں کو گرمی کے موسم سے موخر کر کے جاڑے کے موسم میں رکھ سکتا ہوں اس لئے کہ یہ مجھے زیادہ آسان معلوم ہوتا ہے؟ آپؑ نے فرمایا ہاں اسے نہ چھوڑو اسکے پابند رہو۔

(۱۶۹۶) ابن بکیر نے زرارہ سے روایت کی ہے انکا بیان ہے میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ یہ فرمائیے کہ سال بھر کے روزوں کا سلسلہ کس طرح جاری رہے؟ تو آپؑ نے فرمایا ہر مہینے میں تین (روزے رکھو اس طرح کہ) مہینے کی پہلی دھائی میں پنجشنبہ کو اور دوسری دھائی میں چہار شنبہ کو اور آخری دھائی میں پنجشنبہ کو میں نے عرض کیا تمام سال یہ سلسلہ اس طرح جاری رہے گا؟ فرمایا ہاں۔

(۱۶۹۷) داؤد رقی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے ارشاد فرمایا کہ تمہارا اپنے برادر مومن کے گھر میں افطار کرنا تمہارے روزے سے ۷۰ ستر گنا یا نوے گنا افضل ہے۔

(۱۶۹۸) جمیل بن دراج نے آنجناب علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ جو شخص مستحب روزے سے ہو اور اپنے کسی برادر مومن کے گھر جائے تو اس کے پاس افطار کرے اور یہ نہ بتائے کہ میں روزے سے تھا اور احسان نہ جتائے کہ میں نے آپ کی خاطر روزہ توڑ دیا تو اس کے لئے ایک سال کے روزوں کا ثواب لکھدیا جائے گا۔

اس کتاب کے مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ یہ سنتی اور مستحب دونوں روزوں کے لئے ہے۔

نیز میرے والد رضی اللہ نے اپنے خط میں مجھے تحریر فرمایا کہ اگر تمہارا ارادہ سفر کا ہے اور چاہتے ہو کہ سال والے روزے بھی رکھ لو۔ تو جس ماہ میں تم سفر پر نکلنے کا ارادہ رکھتے ہو اس میں تین دن روزہ رکھ لو۔

(۱۶۹۹) اور روایت کی گئی ہے کہ عالم (حضرت موسیٰ کاظم) علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ اگر مہینے کی آخری دھائی میں دو پنجشنبے جمع ہو رہے ہوں تو (کب روزہ رکھا جائے) آپؑ نے فرمایا پہلے پنجشنبہ میں روزہ رکھ لو شاید دوسرا پنجشنبہ تم کو نہ مل سکے۔

باب : متفرق دنوں میں مستحب روزے اور انکا ثواب

(۱۸۰۰) محمد بن مسلم اور زرارہ بن اعین نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے یوم عاشورہ کے روزے کے متعلق دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا اس دن کا روزہ رمضان کے روزوں کے حکم سے پہلے تھا مگر جب رمضان کے روزوں کا حکم نازل ہوا تو اسے ترک کردیا گیا۔

(۱۸۰۱) اور حضرت علی علیہ السلام کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص ایک دن بھی مستحب نمازیں پڑھے گا اللہ تعالیٰ اسکو جنت میں داخل کرے گا۔

(۱۸۰۲) جابر نے حضرت امام باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ جس شخص کا آخری دن روزے پر ختم ہوا وہ جنت میں داخل ہوا۔

(۱۸۰۳) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے ایک دن فی سبیل اللہ روزہ رکھا اس کا یہ ایک روزہ اس کے ایک سال کے روزوں کے برابر ہے۔

(۱۸۰۴) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص روزے کی حالت میں دن کے اول وقت کوئی خوشبو لگائے گا اسکی عقل گم نہ ہوگی۔

(۱۸۰۵) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو کوئی روزہ دار کسی قوم کے پاس پہنچے اور وہ لوگ اسکو کھانا کھلادیں تو اسکے تمام اعضاء تسبیح پڑھیں گے ملائکہ کا اس پر درود ہوگا اور ان کا درود استغفار ہوگا۔

(۱۸۰۶) حضرت امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے روایت کی گئی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ جو شخص ماہ ذی الحج کی پہلی تاریخ کو روزہ رکھے گا اللہ تعالیٰ اس کے لئے اسی (۸۰) مہینوں کے روزوں کا ثواب لکھ دیگا اور جو شخص پہلی ذی الحج سے ۹ ذی الحج تک نو روزے رکھے گا اللہ تعالیٰ اسکے حق میں ہمیشہ روزہ رکھنے کا ثواب لکھ دے گا۔

(۱۸۰۷) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ یوم ترویہ (۸ ذی الحج) کا روزہ ایک سال کے گناہوں کا کفارہ ہے اور یوم عرفہ (۹ ذی الحج) کا روزہ دو سال (کے گناہوں) کا کفارہ ہے۔

(۱۸۰۸) روایت کی گئی ہے کہ پہلی ذی الحج کو حضرت ابراہیم خلیل الرحمن علیہ السلام پیدا ہوئے پس جو شخص اس دن روزہ رکھے گا وہ اس کے ساٹھ سال (کے گناہوں) کا کفارہ ہوگا اور ۹ ذی الحج کو حضرت داؤد علیہ السلام کی توبہ نازل ہوئی جو شخص اس دن روزہ رکھے گا تو وہ نوے سال (کے گناہوں) کا کفارہ قرار پائے گا۔

(۱۸۰۹) یعقوب بن شعیب سے روایت ہے اسکا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے یوم عرفہ (۹ ذی الحج) کے روزہ کے لئے دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا کہ چاہو روزہ رکھو اور چاہو نہ رکھو۔ اور بیان کیا گیا ہے کہ ایک مرتبہ

ایک شخص حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین علیہما السلام کی خدمت میں حاضر ہوا تو دیکھا کہ ان میں سے ایک صاحب روزہ سے ہیں اور ایک روزہ سے نہیں ہیں۔ تو اس نے ان دونوں حضرات سے اسکے متعلق دریافت کیا تو ان دونوں حضرات نے جواب دیا کہ اگر اس دن روزہ رکھو تو بہتر ہے اور اگر نہ رکھو تو جائز ہے۔

(۱۸۱۰) عبداللہ بن مغیرہ نے سالم سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تنہا حضرت علی علیہ السلام کو وصی بنایا اور حضرت علی علیہ السلام نے امام حسن وامام حسین علیہما السلام دونوں کو اپنا وصی بنایا مگر امام حسن علیہ السلام، امام حسینؑ کے امام تھے۔ چنانچہ ایک شخص یوم عرفہ امام حسن علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا تو دیکھا کہ آپ غذا تناول فرما رہے ہیں اور امام حسینؑ روزہ سے ہیں پھر وہی شخص امام حسن علیہ السلام کی وفات کے بعد یوم عرفہ امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں آیا تو دیکھا کہ آپ غذا تناول فرما رہے ہیں اور آپ کے صاحبزادے حضرت علی ابن الحسینؑ روزہ سے ہیں۔ تو اس شخص نے عرض کیا کہ ایک مرتبہ پہلے بھی میں امام حسن علیہ السلام کی خدمت میں آج کے دن آیا تھا تو دیکھا تھا کہ وہ غذا نوش فرما رہے تھے اور آپؑ روزے سے تھے اور آج آیا ہوں تو دیکھتا ہوں کہ آپؑ غذا تناول فرما رہے ہیں تو آپؑ نے فرمایا کہ اس وقت امام حسنؑ امام تھے انہوں نے روزہ نہیں رکھا تاکہ انکا روزہ سنت نہ بن جائے اور لوگ اسکی پیروی نہ کرنے لگیں اور جب ان کا انتقال ہو گیا تو میں امام ہو گیا تو میں یہ چاہتا ہوں کہ لوگ میرے روزہ کو سنت بنا کر اسکی پیروی نہ کرنے لگیں۔

(۱۸۱۱) حنان بن سدیر نے اپنے باپ سے روایت کی ہے انکا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ آنجناب علیہ السلام سے یوم عرفہ کے روزہ کے متعلق دریافت کیا اور عرض کیا کہ میں آپؑ پر قربان وہ لوگ (عامہ) یہ سمجھتے ہیں کہ آج یوم عرفہ کا روزہ ایک سال کے روزے کے برابر ہے تو آپؑ نے فرمایا کہ میرے پدر بزرگوار اس دن روزہ نہیں رکھتے تھے۔ میں نے عرض کیا میں آپؑ پر قربان ایسا کیوں کرتے تھے؟ فرمایا کہ عرفہ کا دن اللہ تعالیٰ سے دعا اور سوال کا دن ہے تو میں اس امر سے ڈرتا ہوں کہ یہ روزہ ہمیں کمزور نہ کر دے اور میں اچھی طرح دعا نہ کر سکوں اس لئے میں آج کے روزہ کو ناپسند کرتا ہوں اور اس امر سے بھی ڈرتا ہوں کہیں یوم عرفہ یوم اضحیٰ نہ ہو (یعنی) یہ روزہ کا دن (ہی) نہ ہو۔

اس کتاب کے مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ عامہ کو یوم اضحیٰ (عید قربان) اور یوم فطر (عید الفطر) کی توفیق نہیں ملتی اس بنا پر آنجناب علیہ السلام نے یوم عرفہ کو روزہ ناپسند کیا اس لئے کہ اکثر سالوں میں یہ یوم عید اضحی ہوتا ہے اور اس کی تصدیق

(۱۸۱۲) اس بات سے ہوتی ہے جو امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمائی۔ کہ جب حضرت امام حسین علیہ السلام قتل کر دیئے گئے تو اللہ تعالیٰ نے ایک ملک کو حکم دیا اور اس نے منادی کر دی کہ اے اپنے نبی کی عترت کو قتل کرنے والی ظالم امت تجھے اللہ تعالیٰ نہ روزہ کی توفیق دے گا اور نہ عید الفطر کی۔

(۱۸۱۳) اور ایک دوسری حدیث میں ہے کہ (اس ملک نے ندا کی کہ) تجھے اللہ تعالیٰ نہ عید الفطر کی توفیق دیگا نہ عید الضحیٰ کی۔ غرض جو شخص یوم عرفہ روزہ رکھے گا اس کو وہ ثواب ملے گا جسکا ذکر میں نے اوپر کیا۔

(۱۸۱۴) حسن بن علی وشاء سے روایت ہے اسکا بیان ہے کہ جب میں کمسن بچہ تھا ایک مرتبہ ۲۵ ذی القعدہ کی شب کو میں نے اپنے والد کے ساتھ حضرت امام رضا علیہ السلام کے پاس رات کو کھانا کھایا تو آپؑ نے فرمایا کہ ۲۵ ذی القعدہ کی شب میں حضرت ابراہیم علیہ السلام پیدا ہوئے اسی شب میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے اور اسی شب میں تحت کعبہ سے زمین بچھائی گئی پس جو شخص اس دن روزہ رکھے گا اس نے گویا ساٹھ (۶۰) مہینے کے روزے رکھے۔

(یہ حدیث ۱۸۰۸ کے منافی ہے ممکن ہے کہ یہاں ابراہیم بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم مراد ہوں)

(۱۸۱۵) اور روایت کی گئی ہے کہ ۲۹ ذی القعدہ میں اللہ تعالیٰ نے خانہ کعبہ کو نازل فرمایا پس جو شخص اس دن روزہ رکھے گا تو وہ اسکے ستر (۷۰) سال (کے گناہوں) کا کفارہ ہوگا۔

(۱۸۱۶) حسن بن راشد نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے انکا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آپ جنابؑ سے عرض کیا کہ میں آپؑ پر قربان کیا مسلمانوں کے لئے ان دو عیدوں کے علاوہ کوئی اور بھی عید ہے؟ آپؑ نے فرمایا ہاں اے حسن اس سے بھی زیادہ بڑی اور اس سے بھی زیادہ باشرف۔ میں نے عرض کیا وہ کس دن ہے؟ آپؑ نے فرمایا وہ دن کہ جس میں امیرالمومنین علیہ السلام لوگوں کے لئے خلیفۂ رسول مقرر ہوئے میں نے عرض کیا میں آپؑ پر قربان کون سے دن فرمایا ایام گردش کرتے رہتے ہیں مگر وہ ماہ ذی الحج کی ۱۸ تاریخ تھی۔ میں نے عرض کیا میں آپؑ پر قربان اس دن ہم لوگوں کو کیا کرنا چاہیئے؟ فرمایا اے حسن اس دن روزہ رکھو اور محمدؐ اور انکے اہلبیت پر کثرت سے درود بھیجو اور جن لوگوں نے ان پر ظلم کرکے انکا حق چھینا ہے ان سے اللہ کی بارگاہ میں براءت کا اظہار کرو۔ اس لئے کہ انبیاء علیہم السلام بھی اپنے اوصیاء کو حکم دیا کرتے تھے کہ جس دن وصی مقرر ہو اس دن کو عید قرار دیں۔ میں نے عرض کیا کہ ہم میں سے جو شخص روزہ رکھے اسکو کتنا ثواب ملے گا؟ فرمایا ساٹھ مہینے کے روزوں کا ثواب ملے گا۔ اور ۲۷ رجب کے روزے کو نہ چھوڑنا اس لئے کہ یہ وہ دن ہے کہ جس دن محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نبوت نازل ہوئی اس دن کے روزے کا ثواب بھی تم لوگوں کے لئے ساٹھ ماہ کے روزوں کی مانند ہے۔

(۱۸۱۷) مفضل بن عمر نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا غدیر خم کے دن کا روزہ ساٹھ سال (کے گناہوں) کا کفارہ ہے۔

لیکن غدیر خم کے دن کی نماز اور اس دن روزہ رکھنے پر ثواب کی حدیث کو ہمارے شیخ محمد بن حسن رضی اللہ عنہ صحیح نہیں مانا کرتے تھے اور فرمایا کرتے کہ اس سلسلہ رواۃ میں محمد بن موسیٰ ہمدانی ہے جو کذاب اور غیر ثقہ ہے۔ اور جس حدیث کو شیخ مذکور قدس اللہ روحہ صحیح نہ تسلیم کرتے اور جن احادیث کے متعلق صحیح ہونے کا حکم نہیں دیتے وہ ہم لوگوں

کے نزدیک متروک اور غیر صحیح ہے۔

(۱۸۱۸) اور پہلی محرم کو حضرت زکریا علیہ السلام نے اپنے رب سے دعا کی تھی پس جو شخص اس دن دعا کرے گا اسکی دعا بھی اس طرح قبول ہوگی جسطرح حضرت زکریا علیہ السلام کی دعا قبول ہوئی تھی۔

(۱۸۱۹) ابو بصیر نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک مستحبی روزہ رکھنے والے کو اگر کوئی ضرورت پیش آگئی؟ تو آپؑ نے فرمایا کہ عصر کے وقت تک اسکو اختیار ہے اگر وہ عصر تک ٹھہرا رہا اور اس نے سوچا کہ روزہ رکھ لے اور ابھی تک روزہ کی نیت نہیں کی تھی تو اگر وہ چاہے تو اس دن روزہ رکھ لے۔

باب : ماہ رجب کے روزہ کا ثواب

(۱۸۲۰) ابان بن عثمان نے کثیر النواء سے اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی کہ آپؑ نے بیان فرمایا کہ حضرت نوح علیہ السلام یکم رجب کو کشتی پر سوار ہوئے تو آپؑ نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ تم لوگ اس دن روزہ رکھو۔ امام علیہ السلام نے فرمایا کہ جو شخص اس دن روزہ رکھے گا اس سے جہنم ایک سال کی مسافت تک دور رہے گی۔ اور جو سات دن روزہ رکھے گا اس کے لئے جہنم کے ساتوں دروازے بند کر دیئے جائیں گے اور جو آٹھ دن روزہ رکھے گا اس کے لئے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیے جائیں گے۔ اور جو پندرہ دن روزہ رکھے گا وہ جس چیز کا بھی سوال کرے گا اسکو عطا کر دیا جائے گا اور جو اس سے بھی زیادہ روزہ رکھے گا اللہ تعالیٰ اتنی ہی اپنی بخشش کو زیادہ کر دے گا۔

(۱۸۲۱) حضرت ابو الحسن امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جنت میں رجب نام کی ایک نہر ہے جس کا پانی دودھ سے بھی زیادہ سفید اور شہد سے بھی زیادہ شیریں ہے۔ جو شخص ماہ رجب میں ایک دن بھی روزہ رکھے گا اللہ تعالیٰ اس کو اس نہر سے سیراب کرے گا۔

(۱۸۲۲) نیز حضرت امام ابو الحسن بن جعفر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ رجب ایک باعظمت مہینہ ہے اسکے اندر نیکیوں کا کئی گنا ثواب دیا جاتا ہے اور گناہوں کو محو کر دیا جاتا ہے جو شخص رجب میں ایک دن روزہ رکھے گا اس سے جہنم ایک سال کی مسافت تک دور ہو جائے گی اور جو شخص اس میں تین دن روزہ رکھے گا اس پر جنت واجب کر دی جائے گی۔

باب : ماہ شعبان کے روزے کا ثواب

(۱۸۲۳) ابو حمزہ ثمالی نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا جو شخص ماہ شعبان میں روزہ رکھے گا وہ ہر لغزش اور وصمہ اور بادرہ سے پاک ہو جائے گا ابو حمزہ کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا کہ وصمہ کیا؟ آپ نے فرمایا کہ معصیت و گناہ کے کام کی قسم اور اسکے لئے نذر۔ اور گناہ کے کام کے لئے کوئی نذر نہیں ہوتی۔ میں نے عرض کیا اور بادرہ کا کیا مطلب؟ آپؑ نے فرمایا کہ غصہ کی حالت میں قسم کھا لینا اور اس سے توبہ کرنا اس پر نادم ہونا ہے۔

(۱۸۲۴) حسن بن محبوب نے عبداللہ بن مرحوم ازدی سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص شعبان کی پہلی تاریخ کو روزہ رکھے اس کیلئے جنت لازماً واجب ہے اور جو دو (۲) دن روزہ رکھے تو اللہ تعالیٰ ہر دن اور ہر رات دنیا کے اندر اس پر نظر رکھے گا۔ اور جنگ میں بھی ہمیشہ اس کی نگاہ اس پر ہوگی۔ اور جو شخص تین (۳) دن روزہ رکھے تو اپنی جنت ہی میں سے روزانہ عرش پر اللہ کی زیارت کرتا رہے گا۔

اس کتاب کے مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی زیارت سے مراد اس کے انبیاء اور اس کی حجتوں صلوٰۃ اللہ علیہم کی زیارت ہے۔ جس نے ان لوگوں کی زیارت کی گویا اس نے اللہ کی زیارت کی اور یہ اسی طرح ہے جیسے جس نے ان لوگوں کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی جس نے ان لوگوں کی نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی جس نے ان لوگوں کی اتباع کی اس نے اللہ کی اتباع کی اس کا مطلب وہ نہیں ہے جو مشبہ کہتے ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ اس سے بہت بلند اور بالاتر ہے۔

(۱۸۲۵) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ ماہ شعبان کا روزہ اور ماہ رمضان کا روزہ ایک ساتھ آگے پیچھے ہیں تو خدا کی قسم یہ اللہ کی طرف سے توبہ قبول کرنے کیلئے ہے۔

(۱۸۲۶) عمرو بن خالد نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شعبان اور رمضان میں روزے رکھتے تھے اور ان دونوں کے روزوں کو ملا دیا کرتے تھے مگر لوگوں کو ان دونوں کے ملانے سے منع کیا کرتے اور یہ فرمایا کرتے کہ یہ دونوں اللہ کے مہینے ہیں اور یہ اپنے قبل اور اپنے بعد کے مہینوں کے گناہوں کا کفارہ ہیں۔

اور آپؐ کا ارشاد کہ "لوگوں کو ملانے سے منع کیا کرتے" تو اسکا مطلب یہ ہے کہ آپؐ دونوں مہینے کے روزوں کو ملا دیتے اور لوگوں کو ملانے سے منع فرماتے تاکہ جو چاہے ملائے اور جو چاہے ان دونوں کے درمیان فصل دیدے اور اسکی تصدیق۔

(۱۸۲۷) اس حدیث سے ہوتی ہے جسکی روایت زرعہ نے مفضل سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ میرے پدر بزرگوار علیہ السلام ماہ شعبان اور ماہ رمضان کے روزوں میں ایک دن کا فصل دیا کرتے تھے۔ اور حضرت علی بن الحسین علیہما السلام دونوں کو ملایا کرتے اور فرمایا کرتے کہ ان دونوں مہینوں کے روزے ایک ساتھ آگے پیچھے اللہ کی طرف سے توبہ کی قبولیت کیلئے رکھے گئے ہیں۔

کبھی کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ماہ شعبان کے روزے رکھا کرتے اور اسے ماہ رمضان کے روزوں سے ملا دیا کرتے اور کبھی روزہ رکھتے تو ان دونوں کے درمیان فصل دیدیا کرتے۔ مگر آپ نے اپنے سالوں میں کبھی پورے شعبان کے مہینے کے روزے نہیں رکھے البتہ یہ ضرور ہے کہ آپ اکثر روزے اسی مہینے میں رکھا کرتے تھے۔

(۱۸۲۸) ازواج رسول میں سے اگر کسی پر روزے قضا ہوتے تو اس کی ادائیگی کو اسی ماہ شعبان میں موخر کر لیا کرتی تھیں وہ اسے پسند نہ کرتی تھیں کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کوئی ضرورت ہو اور وہ منع کر دیں (کہ میں روزے سے ہوں) چنانچہ جب ماہ شعبان آتا تو یہ روزے رکھتیں اور انکے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی روزہ رکھتے اور فرمایا کرتے کہ شعبان میرا مہینہ ہے۔

(۱۸۲۹) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جو شخص شعبان کے آخری تین دن روزہ رکھے اور اس کو ماہ رمضان سے ملادے تو اللہ تعالیٰ اس کیلئے متواتر دو ماہ کے روزوں کا ثواب لکھ دے گا۔

(۱۸۳۰) حریز نے زرارہ سے روایت کی ہے کہ ایک دن میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے عرض کیا کہ آپ شب نیمۂ شعبان کے متعلق کیا فرماتے ہیں؟ آپؑ نے فرمایا کہ اس شب میں اللہ تعالیٰ بنی کلب کی بکریوں کے بالوں کی تعداد سے زیادہ اپنے بندوں کو بخش دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے ملائکہ کو آسمان سے دنیا کی طرف اور سرزمین مکہ کی طرف نازل فرماتا ہے۔

میں نے اس مضمون کی احادیث کو کتاب فضائل ماہ شعبان میں بھی تحریر کر دیا ہے۔

باب : ماہ رمضان کی فضیلت اور روزے کا ثواب

(۱۸۳۱) حسن بن محبوب نے ابو ایوب سے انہوں نے ابوالورد سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ماہ شعبان کے آخری جمعہ میں لوگوں کو خطبہ دیا تو پہلے حمد وثنائے الٰہی بجالائے۔ پھر فرمایا ایہا الناس تم لوگوں کے سروں پر ایسا مہینہ سایہ فگن ہو رہا ہے کہ جس میں ایک ایسی رات ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے اور وہ ماہ رمضان ہے اللہ تعالیٰ نے اسکا روزہ فرض کیا ہے اور اس میں ایک شب عبادت کیلئے کھڑا ہونا ایسا ہے جیسے رمضان کے سوا اور مہینوں میں کوئی شخص اللہ کی خوشنودی کیلئے ستر راتیں کھڑے ہو کر نماز پڑھے۔ اور اس مہینے میں جو شخص کوئی ایک بھی خیر و نیکی کا کام کرے گا اس کو اتنا ثواب ملے گا جیسے کسی نے اللہ تعالیٰ کے عائد کردہ فرائض میں کوئی فریضہ ادا کیا ہو۔ اور جس نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے عائد کردہ فرائض میں سے کوئی ایک فریضہ ادا کیا وہ ایسا ہوگا کہ جیسے کسی نے اس مہینے کے علاوہ دوسرے مہینوں میں ستر فریضے ادا کئے ہوں۔ یہ صبر کا مہینہ ہے کہ جس میں اللہ تعالیٰ مومن کے رزق کو زیادہ کر دیتا ہے۔ اور جو شخص اس مہینے میں کسی روزہ دار مومن کو افطار کرائے تو اللہ کے نزدیک وہ ایسا ہوگا جیسے اس نے ایک غلام کو آزاد کرا دیا اور اس کے سارے پچھلے گناہ معاف ہو جائیں گے۔

تو عرض کیا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم میں سے ہر ایک تو اس قابل نہیں کہ کسی روزہ دار کو افطار

کرا سکے ۔ تو آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ بڑا کریم ہے وہ اس شخص کو بھی وہی ثواب عطا کرے گا جو پانی ملے ہوئے دودھ پر قدرت رکھتا ہو اور اس سے کسی روزہ دار کو افطار کرا دے یا آب شیریں کے ایک گھونٹ پر یا ایک چھوارے پر اور اس سے زیادہ اس میں قدرت نہ ہو ۔ اور جو اس مہینہ اپنے غلام کے ساتھ نرمی برتے گا اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ حساب میں نرمی کرے گا ۔ یہ وہ مہینہ ہے کہ جس کا پہلا حصہ رحمت ہے درمیانی حصہ مغفرت ہے اور آخری حصہ قبولیت دعا اور جہنم سے نجات ہے ۔ اور اس میں تم لوگوں کو چار باتوں کی ضرورت ہے دو باتوں سے تم اللہ تعالیٰ کو خوش اور راضی کروگے اور دو باتوں کی خود تم لوگوں کو ضرورت ہے وہ دو باتیں جس سے تم اللہ کو راضی اور خوش کرو تو پہلی اس بات کی گواہی ہے کہ اللہ کے سوا کوئی الٰہ نہیں اور دوسری یہ کہ میں اللہ کا رسول ہوں ۔ اور وہ دو باتیں کہ جنکی تم لوگوں کو ضرورت ہے وہ یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ سے تم لوگ اپنے حوائج اور ضرورت کیلئے اور جنت کیلئے دعا کرو نیز اس مہینہ میں تم اس سے عافیت طلب کرو اور جہنم سے پناہ چاہو ۔

(۱۸۳۲) جب ماہ رمضان سامنے آیا اور شعبان کے صرف تین دن باقی رہ گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بلال کو حکم دیا کہ تم لوگوں میں اعلان کر دو (کہ جمع ہو جائیں) جب لوگ جمع ہو گئے تو آپ منبر پر تشریف لے گئے اور حمد وثنائے الٰہی کے بعد فرمایا کہ ایھا الناس اب وہ مہینہ آرہا ہے کہ جو تمام مہینوں کا سردار ہے اس میں ایک ایسی رات ہے جو ایک ہزار مہینوں سے بہتر ہے ۔ اس میں جہنم کے دروازے بند کر دیئے جائیں گے اور جنت کے دروازے کھول دیئے جائیں گے ۔ پس جو شخص اس مہینہ کو پا جائے اور پھر بھی اس کی مغفرت نہ ہو تو اللہ تعالیٰ اس کو نابود کر دے اور جو شخص اپنے والدین کو پا جائے اور پھر بھی اس کی مغفرت نہ ہو تو اللہ تعالیٰ اس کو نابود کر دے اور اور جس شخص کے سامنے میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے اور اس کی مغفرت نہ ہو تو اللہ تعالیٰ اس کو نیست و نابود کر دے ۔

(۱۸۳۳) جابر نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نگاہ جب ہلال ماہ رمضان پر پڑتی تو فوراً اپنا چہرہ قبلہ کی طرف کر لیتے پھر یہ کہتے اَللّٰھُمَّ اَھِلَّہٗ عَلَیْنَا بِالْاَمْنِ وَالْاِیْمَانِ وَالسَّلَامَۃِ وَالْاِسْلَامِ وَالْعَافِیَۃِ الْمُجَلِّلَۃِ ، وَالرِّزْقِ الْوَاسِعِ ، وَدَفْعِ الْاَسْقَامِ ، وَتِلَاوَۃِ الْقُرْآنِ ، وَالْعَوْنِ عَلَی الصَّلٰوۃِ وَالصِّیَامِ ، اَللّٰھُمَّ سَلِّمْنَا لِشَھْرِ رَمَضَانَ وَسَلِّمْہُ لَنَا وَتَسَلَّمْہُ مِنَّا حَتّٰی یَنْقَضِیَ شَھْرُ رَمَضَانَ وَقَدْ غَفَرْتَ لَنَا (پروردگار اس چاند کو امن و ایمان و سلامتی و اسلام اور پوری عافیت اور وسعت رزق کے ساتھ ہم لوگوں پر طلوع فرما اور ہمارے امراض کو دور فرما تلاوت قرآن کی توفیق دے روزے اور نماز میں ہماری مدد فرما ۔ پروردگار ہم لوگوں کو رمضان کی عبادتوں کیلئے صحیح و سلامت رکھ اور ہمارے لئے اس کو شک و شکوک سے بچا اور اس میں ہم لوگوں کی عبادتوں کو قبول فرما اور ماہ رمضان کے ختم ہوتے ہوتے ہم لوگوں کی مغفرت فرما دے ۔)

اس کے بعد اپنا رخ مجمع کی طرف کرتے اور فرماتے اے گروہ مردم جب ہلال رمضان طلوع ہوتا ہے تو سرکش و

نافرمان شیاطین کو قید کر دیا جاتا ہے آسمان کے دروازے، جنت کے دروازے اور رحمت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہے اور دعائیں قبول کی جاتی ہیں اور اللہ تعالیٰ کیلئے یہ لازم ہوتا ہے کہ ہر افطار کے وقت کچھ لوگوں کو جہنم سے آزاد کر دے۔ اور ہر شب کو منادی یہ ندا دیتا ہے کہ کیا کوئی توبہ کرنے والا ہے؟ کیا کوئی سوال کرنے والا ہے؟ کیا کوئی طلبِ مغفرت کرنے والا ہے؟ (پھر فرماتے) اَللّٰھُمَّ اَعْطِ کُلَّ مُنْفِقٍ خَلَفاً، وَ اَعْطِ کُلَّ مُمْسِکٍ تَلَفاً (اے اللہ ہر راہ خدا میں خرچ کرنے والے کو دنیا و آخرت میں اس کا اجر دے اور ہر ممسک اور بخیل کو تلف کر دے۔)

اور جب ماہ شوال کا ہلال طلوع ہوتا ہے تو مومنین کو ندا دی جاتی ہے کہ اپنے انعامات لینے کیلئے چلو اور وہ انعام کی تقسیم کا دن ہوتا ہے۔ پھر حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ مگر اس ذات کی قسم جسکے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے کہ وہ انعام دنیار اور درہم کی شکل میں نہیں ہوتا۔

(۱۸۳۴) زرارہ نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب عرفات سے واپس ہوئے اور منیٰ کی طرف چلے اور مسجد میں داخل ہوئے تو آپؐ کے پاس لوگ شب قدر معلوم کرنے کیلئے جمع ہوگئے چنانچہ آپؐ خطبہ دینے کیلئے کھڑے ہوئے اور حمد وثنائے الٰہی کے بعد ارشاد فرمایا امّابعد تم لوگوں نے مجھ سے شب قدر کے متعلق سوال کیا ہے اور میں نے اس کو تم سے اس لئے نہیں چھپایا ہے کہ میں اس کو نہیں جانتا (بلکہ یہ کسی مصلحت کی بنا پر کیا ہے) ایھاالناس اب یہ جان لو کہ جسکے لئے ماہ رمضان وارد ہو اور وہ صحیح و سلامت ہو اور دن کو روزہ رکھے اور شب کو عبادت اور اوراد و وظائف میں مشغول ہو، نماز کی پابندی کرے، نماز جمعہ کے لئے جائے اور نماز عید کے لئے نکلے تو سمجھ لو کہ اس نے شب قدر کو پالیا اسکو رب کی طرف سے انعام مل گیا۔

(۱۸۳۵) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ ان لوگوں نے خدا کی قسم انعام پالیا اور لیکن یہ عام بندوں کی طرح کا انعام نہیں ہے۔

(۱۸۳۶) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے جابر سے ارشاد فرمایا اے جابر جس شخص کیلئے یہ ماہ رمضان وارد ہو اور وہ دن کو روزہ رکھے اور شب کو اوراد و وظائف میں مشغول رہے اور اپنی شرمگاہ اور اپنی زبان کی حفاظت کرے (بری باتوں سے) چشم پوشی کرے اور ایذا رسانی سے باز رہے تو وہ گناہوں سے اس طرح نکل جائے گا جیسے وہ اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے۔ جابر نے عرض کیا میں آپؐ پر قربان یہ حدیث کتنی اچھی ہے۔ آپؐ نے فرمایا (لیکن) اس میں کتنی شدید شرط ہے۔

(۱۸۳۷) حضرت علی علیہ السلام کا بیان ہے کہ جب ماہ رمضان آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خطبہ کیلئے کھڑے ہوئے پہلے حمد وثنائے الٰہی بجا لاتے پھر فرمایا ایھاالناس اللہ نے تم لوگوں کو جنوں اور انسانوں میں سے جو تمہارے دشمن ہیں ان سے بچایا اور فرمایا ادعونی استجب لکم (مجھ سے دعا کرو میں قبول کروں گا) یہ کہہ کر قبولیت دعا کا وعدہ کیا۔ آگاہ رہو اللہ تعالیٰ نے ہر شیطان سرکش پر ستر ملائکہ تعینات کر دیئے ہیں وہ اس کو نہیں چھوڑیں گے جب تک کہ یہ تمہارا مہینہ

نہ ختم ہو جائے۔ آگاہ رہو اول شب سے ہی آسمانوں کے دروازے کھول دیئے گئے ہیں اس میں دعائیں قبول ہونگی۔

(۱۸۳۸) محمد بن مروان نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ ماہ رمضان کی ہر شب میں اللہ تعالیٰ کے کچھ آزاد کردہ بندے ہوتے ہیں سوائے ان کے جو کسی نشہ آور چیز سے افطار کریں اور جب آخری رات آتی ہے تو اس میں اتنے بندے (جہنم سے) آزاد کئے جاتے ہیں جتنے ماہ رمضان کی تمام شبوں میں آزاد کئے گئے تھے۔

(۱۸۳۹) اور عمر بن یزید کی روایت ہے سوائے اس کے جو کسی نشے کی چیز یا کسی بدعت یا شاہین یعنی شطرنج پر افطار کرے۔

(۱۸۴۰) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ دستور تھا کہ جب ماہ رمضان آتا تو ہر قیدی کو آزاد کر دیتے اور ہر سائل کو عطا فرمایا کرتے تھے۔

(۱۸۴۱) اور ہشام بن حکم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ جسکی مغفرت ماہ رمضان میں نہیں کی گئی اس کی آئندہ اس وقت تک نہیں کی جائے گی جب تک وہ عرفات میں نہ پہنچے۔

(۱۸۴۲) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام اپنی اولاد کو ہدایت فرماتے کہ جب ماہ رمضان آئے تو تم لوگ خود کو عبادت میں لگا دو اس لئے کہ اس میں رزق تقسیم کیا جاتا ہے اور اس میں مدت حیات یعنی موت لکھی جاتی ہے اور اس میں حج کیلئے بیت اللہ جانے والے حاجیوں کے نام لکھے جاتے ہیں اور اس میں ایک عبادت کی رات ہے جو ایک ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔

(۱۸۴۳) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ مہینوں کی تعداد اللہ کے نزدیک بارہ ہے جو کتاب خدا میں اس دن سے درج ہے جس دن زمین اور آسمان خلق ہوئے اور اس میں سب سے افضل اور اشرف مہینہ اللہ کا مہینہ ہے اور وہ ماہ رمضان ہے اور ماہ رمضان کے قلب میں لیلۃ القدر (شب قدر) ہے اور قرآن ماہ رمضان کی شب اول میں نازل ہوا لہٰذا تم قرأت قرآن کے ساتھ اس مہینہ کا استقبال کرو۔

اس کتاب کے مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ نزول قرآن کی تکمیل شب قدر میں ہوئی۔

(۱۸۴۴) سلیمان بن داؤد منقری نے حفص بن غیاث نخعی سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ "ماہ رمضان کا روزہ ہم لوگوں سے پہلے اور کسی امت پر فرض نہیں ہوا"۔ میں نے عرض کیا کہ مگر اللہ تعالیٰ کا تو یہ ارشاد ہے کہ یا ایھا الذین امنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم سورہ بقرہ آیت نمبر۱۸۳ (اے اہل ایمان تم لوگوں پر روزہ فرض کیا گیا ہے جس طرح ان لوگوں پر فرض کیا گیا تھا جو تم لوگوں سے پہلے تھے) آپؑ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ماہ رمضان کا روزہ انبیاء پر فرض کیا تھا انکی امتوں پر نہیں اور یہ شرف اللہ نے اسی امت کو دیا کہ ماہ رمضان کا روزہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور انکی امت پر فرض کیا۔

اور یہ تمام احادیث جو میں نے اس مضمون کی یہاں پیش کی ہیں انہیں اپنی کتاب فضائل ماہ رمضان میں تحریر کر دیا ہے۔

باب : ماہ رمضان کی رویت ہلال کی دعا

(۱۸۴۵) حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جب تم کسی مہینہ کا ہلال (پہلی رات کا چاند) دیکھو تو اپنی جگہ نہ چھوڑو اور وہیں کھڑے کھڑے کہو اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ خَیْرَ ھٰذَا الشَّھْرِ، وَ فَتْحَہٗ وَ نُوْرَہٗ وَ نَصْرَہٗ بَرَکَتَہٗ وَ طَھُوْرَہٗ وَرِزْقَہٗ، وَاَسْئَلُکَ خَیْرَ مَافِیْہِ وَ خَیْرَ مَابَعْدَہٗ، وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّ مَافِیْہِ وَشَرِّ مَابَعْدَہٗ، اَللّٰھُمَّ اَدْخِلْہُ عَلَیْنَا بِالْاَمْنِ وَالْاِیْمَانِ، وَالسَّلَامَۃِ وَالْاِسْلَامِ، وَالْبَرَکَۃِ وَالتَّقْوٰی، وَالتَّوْفِیْقِ لِمَاتُحِبُّ وَتَرْضٰی (اے اللہ میں تجھ سے اس مہینہ کی بہتری و کشادگی و نصرت و برکت و طہارت و رزق کا سوال کرتا ہوں اور اس مہینے میں جو خیر و بہتری ہے اور اسکے بعد جو خیر و بہتری ہوگی اسکا تجھ سے طالب ہوں اور جو کچھ اس میں شر اور برائی ہے اور اسکے بعد جو شر و برائی ہوگی اس سے تیری پناہ چاہتا ہوں اے اللہ تو اس مہینہ کو ہم لوگوں پر امن و ایمان و سلامتی و اسلام و برکت و تقوی اور اس کی توفیق کے ساتھ داخل کر جس میں تیری خوشی اور تیری مرضی ہو)

(۱۸۴۶) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب ہلال طلوع ہوتا تو رو بقبلہ ہوجاتے اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے اور کہا کرتے اَللّٰھُمَّ اَھِلَّہٗ عَلَیْنَا بِالْاَمْنِ وَالْاِیْمَانِ وَالسَّلَامَۃِ وَالْاِسْلَامِ، وَالْعَافِیَۃِ الْمُجَلِّلَۃِ وَالرِّزْقِ الْوَاسِعِ، وَدَفْعِ الْاَسْقَامِ، اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنَا صِیَامَہٗ وَقِیَامَہٗ وَتِلَاوَۃَ الْقُرْاٰنِ فِیْہِ، وَسَلِّمْہُ لَنَا وَتَسَلَّمْہُ مِنَّا وَسَلِّمْنَا فِیْہِ - (اے اللہ اس چاند کو ہم لوگوں پر امن و ایمان و سلامتی و اسلام اور ہر طرح کی عافیت و وسعت رزق اور امراض سے نجات کے ساتھ طلوع کر - اے اللہ ہم لوگوں کو اس ماہ کے روزہ رکھنے اور اس پر قائم رہنے اور قرآن کی تلاوت کرنے کی توفیق دے اور اس کو ہم لوگوں کیلئے سلامت رکھ (اس کے دنوں میں کمی و بیشی نہ ہو) اور ہم لوگ جو اس میں عبادت کریں اس کو قبول فرما اور ہم لوگوں کو بھی اس ماہ کیلئے صحیح و سلامت رکھ)

اور میرے والد علیہ الرحمہ نے خط میں مجھے تحریر فرمایا کہ تم ماہ رمضان کا چاند دیکھو تو اس کی طرف اشارہ نہ کرو بلکہ قبلہ کی طرف رخ کرو اور دونوں ہاتھ اللہ کی بارگاہ میں بلند کرکے چاند کو مخاطب کرو اور یہ کہو رَبِّیْ وَ رَبُّکَ اللّٰہُ رَبُّ الْعَالَمِیْنَ، اَللّٰھُمَّ اَھِلَّہٗ عَلَیْنَا بِالْاَمْنِ وَالْاِیْمَانِ وَالسَّلَامَۃِ وَالْاِسْلَامِ وَالْمُسَارَعَۃِ اِلٰی مَاتُحِبُّ وَتَرْضٰی - اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَنَا فِیْ شَھْرِنَا ھٰذَا، وَارْزُقْنَا عَوْنَہٗ وَخَیْرَہٗ وَاصْرِفْ عَنَّا ضُرَّہٗ وَشَرَّہٗ وَبَلَاءَہٗ وَفِتْنَتَہٗ (اے ہلال میرا پروردگار وہی ہے جو تمام عالموں کا پروردگار ہے - اے اللہ تو اسکو ہم لوگوں کیلئے امن و ایمان و سلامتی و اسلام کا چاند بنا کہ ہم لوگ اس امر کی طرف جلدی سے بڑھیں کہ جو تجھے پسند ہو اور جس میں تیری رضا ہو اے اللہ ہمارے اس مہینہ کو ہمارے لئے بابرکت قرار دے اور ہمیں اسکی بھلائی اور خیر عطا فرما اور ہم لوگوں سے اسکے ضرر و شر و بلا و فتنہ کو دور رکھ)

(۱۸۴۷) اور امیر المومنین علیہ السلام رویت ہلال کے وقت فرمایا کرتے تھے اَیُّهَا الْخَلْقُ الْمُطِيعُ الدَّائِبُ السَّرِيعُ الْمُتَرَدِّدُ فِي فَلَكِ التَّدْبِيرِ، الْمُتَصَرِّفُ فِي مَنَازِلِ التَّقْدِيرِ، آمَنْتُ بِمَنْ نَوَّرَ بِكَ الظُّلَمَ، وَ اَضَاءَ بِكَ الْبُهَمَ وَ جَعَلَكَ آيَةً مِنْ آيَاتِ سُلْطَانِهِ وَ امْتَهَنَكَ بِالزِّيَادَةِ وَ النُّقْصَانِ وَ الطُّلُوعِ وَ الْاُفُولِ، وَ الْاِنَارَةِ وَ الْكُسُوفِ، فِي كُلِّ ذَلِكَ اَنْتَ لَهُ مُطِيعٌ، وَ اِلَى اِرَادَتِهِ سَرِيعٌ سُبْحَانَهُ مَا اَحْسَنَ مَا دَبَّرَ وَ اَتْقَنَ مَا صَنَعَ فِي مُلْكِهِ وَ جَعَلَكَ اللّٰهُ هِلَالَ شَهْرٍ حَادِثٍ لِاَمْرٍ حَادِثٍ، جَعَلَكَ اللّٰهُ هِلَالَ اَمْنٍ وَ اِيْمَانٍ وَ سَلَامَةٍ وَ اِسْلَامٍ، هِلَالَ اَمَنَةٍ مِنَ الْعَاهَاتِ، وَ سَلَامَةٍ مِنَ السَّيِّئَاتِ، اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا اَهْدَى مَنْ طَلَعَ عَلَيْهِ وَ اَزْكَى مَنْ نَظَرَ اِلَيْهِ وَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَى مُحَمَّدٍ [النَّبِيِّ] وَ آلِهِ، اَللّٰهُمَّ افْعَلْ بِي كَذَا وَ كَذَا يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ [اے اللہ کے اطاعت گزار۔ تیز رفتاری کے ساتھ ہمیشہ آسمان دنیا میں تدبیر الہیٰ کے ساتھ گھومنے والی اور معینہ منزلوں میں پھرنے والی مخلوق میں اس ذات پر ایمان رکھتا ہوں جس نے تیری ظلمتوں کو نور بخشا تیری تاریکیوں کو روشنی بخشی اور تجھے اپنی سلطنت واقتدار کی نشانیوں میں سے ایک نشانی قرار دیا اور تجھے گھٹنے اور بڑھنے ، طلوع وغروب ، گہن لگنے اور گہن سے چھوٹنے کا کام سپرد کیا اور تو ان تمام کاموں میں اس کا مطیع و فرمانبردار رہا اسکے اشارے پر تیزی کے ساتھ چلتا رہا۔ پاک و منزہ ہے وہ ذات کہ اس نے اپنے ملک میں اپنی حکمت وتدبیر سے جو کچھ بنایا بہترین بنایا اور تجھے اللہ نے نئے مہینہ کا چاند بنایا نئے کام کیلئے۔ تجھے اللہ تعالیٰ امن وایمان وسلامتی وایمان کا چاند بنائے ، آفتوں سے امان اور برائیوں سے سلامتی کا چاند قرار دے۔ اے اللہ یہ چاند جن جن پر طلوع ہوا ہے ان میں سب سے زیادہ ہدایت یافتہ جس جس نے اسکو دیکھا ہے ان میں سب سے زیادہ پاکیزہ ہم لوگوں کو قرار دے اے اللہ تو میرے لئے یہ یہ کر دے (یہاں اپنی حاجتیں بیان کریں) اے تمام رحم کرنے والوں میں سب سے زیادہ رحم کرنے والے]۔

باب : ماہ رمضان کی پہلی تاریخ کی دعا

(۱۸۴۸) حضرت عبد صالح امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے روایت کی گئی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ (پہلی رمضان کو) نئے سال کا استقبال کرتے ہوئے یہ دعا پڑھو۔ نیز فرمایا کہ جو شخص احتساب اور خلوص کے ساتھ یہ دعا پڑھے گا تو اس آنے والے سال میں اسکے دین ودنیا اور بدن پر نہ کوئی مصیبت آئے گی نہ کوئی آفت اور نہ کوئی فتنہ ، اللہ تعالیٰ اسکو ہر اس شر سے بچائیگا جو اس سال آئیگا۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّي اَسْاَلُكَ بِاسْمِكَ الَّذِي دَانَ لَهُ كُلُّ شَيْءٍ، وَ بِرَحْمَتِكَ الَّتِي وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ، وَ بِعِزَّتِكَ الَّتِي قَهَرَتْ بِهَا كُلَّ شَيْءٍ، وَ بِعَظَمَتِكَ الَّتِي تَوَاضَعَ لَهَا كُلُّ شَيْءٍ، وَ بِقُوَّتِكَ الَّتِي خَضَعَ لَهَا كُلُّ شَيْءٍ، وَ بِجَبَرُوتِكَ الَّتِي غَلَبَتْ كُلَّ شَيْءٍ، وَ بِعِلْمِكَ الَّذِي اَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ، يَا نُورُ يَا قُدُّوسُ، يَا اَوَّلُ قَبْلَ كُلِّ شَيْءٍ، وَ يَا بَاقِيَ

بَعْدَ كُلِّ شَيْءٍ، يَا اللهُ يَا رَحْمٰنُ، صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ وَاغْفِرْ لِيَ الذُّنُوبَ الَّتِي تُغَيِّرُ النِّعَمَ، وَاغْفِرْ لِيَ الذُّنُوبَ الَّتِي تُنْزِلُ النِّقَمَ، وَاغْفِرْ لِيَ الذُّنُوبَ الَّتِي تَقْطَعُ الرَّجَاءَ، وَاغْفِرْ لِيَ الذُّنُوبَ الَّتِي تُدِيلُ الْأَعْدَاءَ، وَاغْفِرْ لِيَ الذُّنُوبَ الَّتِي تَرُدُّ الدُّعَاءَ، وَاغْفِرْ لِيَ الذُّنُوبَ الَّتِي تُنْزِلُ الْبَلَاءَ، وَاغْفِرْ لِيَ الذُّنُوبَ الَّتِي تَحْبِسُ غَيْثَ السَّمَاءِ، وَاغْفِرْ لِيَ الذُّنُوبَ الَّتِي تَهْتِكُ الْعِصَمَ، وَأَلْبِسْنِي دِرْعَكَ الْحَصِينَةَ الَّتِي لَا تُرَامُ، وَعَافِنِي مِنْ شَرِّ مَا أُحَاذِرُ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ فِي مُسْتَقْبَلِ سَنَتِي هٰذِهِ، اَللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمَاوَاتِ السَّبْعِ وَرَبَّ الْأَرَضِينَ السَّبْعِ وَمَا فِيهِنَّ وَمَا بَيْنَهُنَّ وَرَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ، وَرَبَّ السَّبْعِ الْمَثَانِي وَالْقُرْآنِ الْعَظِيمِ، وَرَبَّ إِسْرَافِيلَ وَمِيكَائِيلَ وَجَبْرَئِيلَ وَرَبَّ مُحَمَّدٍ سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ وَخَاتَمِ النَّبِيِّينَ أَسْأَلُكَ بِكَ وَبِمَا تَسَمَّيْتَ بِهِ يَا عَظِيمُ أَنْتَ الَّذِي تَمُنُّ بِالْعَظِيمِ، وَتَدْفَعُ كُلَّ مَحْذُورٍ، وَتُعْطِي كُلَّ جَزِيلٍ، وَتُضَاعِفُ مِنَ الْحَسَنَاتِ الْكَثِيرَ بِالْقَلِيلِ وَتَفْعَلُ مَا تَشَاءُ يَا قَدِيرُ۔

يَا اللهُ يَا رَحْمٰنُ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ، وَأَلْبِسْنِي فِي مُسْتَقْبَلِ سَنَتِي هٰذِهِ سِتْرَكَ، وَأَضِئْ وَجْهِي بِنُورِكَ، وَأَحِبَّنِي بِمَحَبَّتِكَ، وَبَلِّغْنِي رِضْوَانَكَ وَشَرِيفَ كَرَامَتِكَ، وَجَسِيمَ عَطَائِكَ مِنْ خَيْرِ مَا عِنْدَكَ، وَمِنْ خَيْرِ مَا أَنْتَ مُعْطِيهِ أَحَدًا مِنْ خَلْقِكَ، وَأَلْبِسْنِي مَعَ ذٰلِكَ عَافِيَتَكَ، يَا مَوْضِعَ كُلِّ شَكْوَى، وَشَاهِدَ كُلِّ نَجْوَى وَعَالِمَ كُلِّ خَفِيَّةٍ، وَيَا دَافِعَ مَا تَشَاءُ مِنْ بَلِيَّةٍ، يَا كَرِيمَ الْعَفْوِ، يَا حَسَنَ التَّجَاوُزِ تَوَفَّنِي عَلٰى مِلَّةِ إِبْرَاهِيمَ وَفِطْرَتِهِ، وَعَلٰى دِينِ مُحَمَّدٍ وَسُنَّتِهِ، وَعَلٰى خَيْرِ الْوَفَاةِ تَوَفَّنِي مُوَالِيًا لِأَوْلِيَائِكَ - مُعَادِيًا لِأَعْدَائِكَ، اَللّٰهُمَّ وَجَنِّبْنِي فِي هٰذِهِ السَّنَةِ كُلَّ عَمَلٍ أَوْ قَوْلٍ أَوْ فِعْلٍ يُبَاعِدُنِي مِنْكَ، وَاجْلِبْنِي إِلٰى كُلِّ عَمَلٍ أَوْ فِعْلٍ أَوْ قَوْلٍ يُقَرِّبُنِي مِنْكَ فِي هٰذِهِ السَّنَةِ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ، وَامْنَعْنِي مِنْ كُلِّ عَمَلٍ أَوْ فِعْلٍ أَوْ قَوْلٍ يَكُونُ مِنِّي أَخَافُ سُوءَ عَاقِبَتِهِ وَمَقْتَكَ إِيَّايَ عَلَيْهِ حَذَرًا أَنْ تَصْرِفَ وَجْهَكَ الْكَرِيمَ عَنِّي وَأَسْتَوْجِبَ بِهِ نَقْصًا مِنْ حَظٍّ لِي عِنْدَكَ يَا رَؤُوفُ يَا رَحِيمُ، اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِي فِي مُسْتَقْبَلِ سَنَتِي هٰذِهِ فِي حِفْظِكَ وَجِوَارِكَ وَكَنَفِكَ، وَجَلِّلْنِي سِتْرَ عَافِيَتِكَ، وَهَبْ لِي كَرَامَتَكَ، عَزَّ جَارُكَ، وَجَلَّ ثَنَاؤُكَ وَلَا إِلٰهَ غَيْرُكَ۔

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِي تَابِعًا لِصَالِحِي مَنْ مَضٰى، مِنْ أَوْلِيَائِكَ، وَأَلْحِقْنِي بِهِمْ، وَاجْعَلْنِي مُسْلِمًا لِمَنْ قَالَ بِالصِّدْقِ عَلَيْكَ مِنْهُمْ، وَأَعُوذُ بِكَ يَا إِلٰهِي أَنْ تُحِيطَ بِي خَطِيئَتِي وَظُلْمِي وَإِسْرَافِي عَلٰى نَفْسِي وَاتِّبَاعِي لِهَوَايَ وَاشْتِغَالِي بِشَهَوَاتِي فَيَحُولَ ذٰلِكَ بَيْنِي وَبَيْنَ رَحْمَتِكَ وَرِضْوَانِكَ فَأَكُونَ مَنْسِيًّا عِنْدَكَ مُتَعَرِّضًا لِسَخَطِكَ وَنِقْمَتِكَ، اَللّٰهُمَّ وَفِّقْنِي لِكُلِّ عَمَلٍ صَالِحٍ تَرْضٰى بِهِ عَنِّي وَقَرِّبْنِي إِلَيْكَ زُلْفٰى، اَللّٰهُمَّ كَمَا كَفَيْتَ نَبِيَّكَ مُحَمَّدًا صَلَوَاتُكَ عَلَيْهِ وَآلِهِ هَوْلَ عَدُوِّهِ، وَفَرَّجْتَ هَمَّهُ، وَكَشَفْتَ كَرْبَهُ، وَصَدَقْتَهُ وَعْدَكَ وَأَنْجَزْتَ لَهُ عَهْدَكَ، اَللّٰهُمَّ فَبِذٰلِكَ فَاكْفِنِي هَوْلَ هٰذِهِ السَّنَةِ وَآفَاتِهَا وَأَسْقَامَهَا وَفِتْنَتَهَا وَشُرُورَهَا وَأَحْزَانَهَا وَضِيقَ الْمَعَاشِ فِيهَا، وَبَلِّغْنِي بِرَحْمَتِكَ كَمَالَ الْعَافِيَةِ بِتَمَامِ دَوَامِ النِّعَمِ عِنْدِي إِلٰى مُنْتَهٰى أَجَلِي،

أَسْأَلُكَ سُؤَالَ مَنْ أَسَاءَ وَ ظَلَمَ وَ اسْتَكَانَ وَ اعْتَرَفَ أَنْ تَغْفِرَ لِيْ مَا مَضَى مِنَ الذُّنُوبِ الَّتِيْ حَضَرَتْهَا حَفَظَتُكَ، وَ أَحْصَتْهَا كِرَامُ مَلَائِكَتِكَ عَلَيَّ وَ أَنْ تَعْصِمَنِيَ اللَّهُمَّ مِنَ الذُّنُوبِ فِيمَا بَقِيَ مِنْ عُمُرِيْ إِلَى مُنْتَهَى أَجَلِيْ، يَا اللّٰهُ يَا رَحْمٰنُ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَ أَهْلِ بَيْتِ مُحَمَّدٍ وَ آتِنِيْ كُلَّمَا سَأَلْتُكَ وَ رَغِبْتُ إِلَيْكَ فِيهِ فَإِنَّكَ أَمَرْتَنِيْ بِالدُّعَاءِ وَ تَكَفَّلْتَ بِالْإِجَابَةِ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ۔

(اے اللہ میں تجھ سے تیرے اس اسم کا واسطہ دے کر دعا کرتا ہوں جس کے سامنے ہر شے پست و ذلیل ہے اور تیری اس رحمت کا واسطہ دیکر جو ہر شے پر چھائی ہوئی ہے اور اس قوت کا واسطہ دیکر جس سے تو نے ہر شے کو مغلوب کر دیا ہے اور تیری اس عظمت کا واسطہ دے کر جس کے سامنے ہر شے سرنگوں ہے۔ تجھے تیری اس قوت کا واسطہ کہ جس سے ہر شے جھکی ہوئی ہے۔ تجھے تیرے جبروت کا واسطہ جو ہر شے پر غالب ہے۔ تجھے تیرے اس علم کا واسطہ جو ہر شے کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔ اے نور اے قدوس اے ہر شے سے پہلے اول اور اے ہر شے کے بعد باقی رہنے والے اے اللہ اے رحمٰن تو محمدؐ و آل محمدؐ پر اپنی رحمتیں نازل فرما اور میرے ان گناہوں کو بخش دے جن کی وجہ سے نعمتوں میں تغیر آتا ہے اور میرے ان گناہوں کو بخش دے جنکی وجہ سے عذاب نازل ہوتا ہے۔ میرے ان گناہوں کو بخش دے جنکی وجہ سے امیدیں منقطع ہو جاتی ہیں۔ میرے ان گناہوں کو بخش دے جنکی وجہ سے بلائیں نازل ہوتی ہیں۔ میرے ان گناہوں کو بخش دے جنکی وجہ سے آسمان سے پانی برسنا بند ہوتا ہے۔ میرے ان گناہوں کو بخش دے جو زہد و تقویٰ کے پردوں کو چاک کر دیتے ہیں۔ اور اپنی حفاظت کی مضبوط زرہ پہنا دے کہ جس پر کسی کا حربہ اثر نہ کرے۔ اور اس آنے والے سال کے اندر رات و دن جن مصیبتوں سے میں ڈرتا ہوں ان سے مجھے محفوظ رکھ۔ اے اللہ اے سات آسمانوں کے رب اور سات زمینوں کے رب اور جو کچھ ان زمینوں کے اندر ہے اور جو کچھ ان آسمانوں اور زمینوں کے درمیان ہے ان سب کے رب اور عرش عظیم کے رب سبع مثانی (سورہ فاتحہ) اور قرآن عظیم کے رب۔ اسرافیلؑ و میکائیلؑ و جبریلؑ کے رب اور سید المرسلین و خاتم النبیین کے رب میں سوال کرتا ہوں تجھ سے خود تیری ذات کا واسطہ دیکر اور جو بھی تو نے اپنے نام رکھے ہیں ان سب کا واسطہ دے کر۔ اے خدائے بزرگ تو ہی وہ ہے جو بڑی نعمتیں دیتا ہے اور ہر طرح کے خطرے دور کرتا ہے تو ہی تمام بڑے عطیات دیتا ہے اور قلیل نیکیوں پر کئی گنے کا اضافہ کر دیتا ہے اور تو جو چاہتا ہے کرتا ہے تو صاحب قدرت ہے۔

اے اللہ اے رحم کرنے والے رحمت نازل فرما محمدؐ و آل محمدؐ پر اور اس میرے آنے والے سال میں مجھے اپنی حفاظت کی پوشاک پہنا دے اور میرے چہرے کو اپنے نور سے روشنی بخش مجھے اپنی محبت کے ساتھ زندہ رکھ مجھے اپنی رضا و خوشنودی نصیب کر اور اپنے نفیس و بیش قیمت و بزرگ عطیہ کو جو تیرے پاس سب سے بہتر ہو اور اس سے بھی بہتر جو اپنی مخلوق میں سے کسی کو تو نے عطا کیا ہو اور اس کے علاوہ لباس عافیت بھی پہنا دے۔ اے ہر ایک کی شکایت سننے والے۔ اے ہر

سرگوشی کے شاہد ۔ اے ہر پوشیدہ بات کو جاننے والے ۔ اے اس بلا کو دفع کرنے والے جسے تو چاہے ۔ اے عفو کرنے والے کریم ۔ اے بہترین درگزر کرنے والے مجھے ملت ابراہیمؑ اور ان کی فطرت پر اور دین محمدؐ اور انکی سنت پر موت دے اور مجھے موت آئے تو تیرے اولیاء سے محبت کرتے ہوئے اور تیرے دشمنوں کو دشمن رکھتے ہوئے آئے ۔ اے اللہ تو مجھے اس سال کے اندر ہر اس قول اور ہر اس فعل سے کنارہ کش رکھ جو مجھ کو تجھ سے دور کردے مجھے ہر اس عمل و قول و فعل کی طرف مائل کر جو مجھ کو تجھ سے قریب کردے اے ارحم الرحمین ۔ اور مجھ کو ہر اس قول و عمل کے کرنے سے روک جسکے برے انجام پر تیری سزا ملے ۔ میں ڈرتا ہوں اس امر سے کہ کہیں تو اپنے لطف وکرم کا رخ میری طرف سے پھیر نہ لے اور جو کچھ تیرے خزانہ قدرت میں ہے اسکے اندر میرے حصہ میں کمی نہ ہوجائے ۔ اے مہربانی کرنے والے اے رحم کرنے والے ۔ اے اللہ تو مجھے میرے اس آنے والے سال کے اندر اپنے حفظ وامان اور پناہ میں رکھ اور مجھے اپنی عافیت کا لباس پہنا دے مجھ پر اپنے کرم کی بخشش فرما ۔ تیری پناہ میں آنے والا بہت قوی ہوتا ہے ۔ تیری حمد وثناء بہت بڑی ہے اور تیرے سوا کوئی اللہ نہیں ہے ۔

اے اللہ تیرے اولیاء میں سے جو صالحین گزرے ہیں ہمیں ان کے تابع اور ان سے ملحق کردے اور ان میں جو تیرے متعلق سچ بولتے رہے ہمیں ان کا ماننے والا بنا ۔ اے اللہ میں تیری پناہ چاہتا ہوں اس امر سے کہ میرے گناہ میری ناانصافیاں اور میری فضول خرچیاں میری خواہشات کی پیروی ۔ اور شہوات میں مشغولیت ہر طرف سے مجھ کو گھیر نہ لیں اور یہ سب میرے اور تیری رحمت اور تیری رضا کے درمیان حائل نہ ہوجائیں اور تیری رحمت مجھے بھول نہ جائے اور میں تیری ناراضگی اور تیرے عذاب کا مستحق نہ بن جاؤں ۔ اے اللہ مجھے ہر اس عمل صالح کی توفیق عطا فرمایا کہ جس سے تو مجھ سے راضی ہو جائے اور ذرا مجھے اپنے قریب کرلے ۔ اے اللہ جس طرح تو نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انکے دشمنوں کے خطرے میں حفاظت فرمائی اور انکے غم کو دور کیا انکے کرب وتکلیف کو برطرف کیا اور ان سے جو وعدہ کیا تھا اسے پورا کیا اور اپنے عہد کو وفا کیا ویسے ہی اے اللہ اس سال کے خطرات وآفات وامراض وفتنہ وشر وحزن وتنگی معاش سے میری حفاظت فرما ۔ اور اپنی رحمت سے مکمل عافیت و بھرپور اور مسلسل نعمتیں میری زندگی کے آخر تک مجھے پہنچاتا رہ ۔ میں تجھ سے اسی طرح سوال کرتا ہوں جیسے کوئی گنہگار و ظالم و ذلیل وخوار اپنے گناہوں کا اعتراف کرنے والا کرتا ہے کہ میرے گزشتہ گناہ جو تیرے کراماً کاتبین ملائکہ نے میرے نامہ اعمال میں محفوظ کرلیئے ہیں انہیں بخش دے اور اے اللہ میری باقی عمر میں مرتے دم تک مجھے گناہوں سے بچا ۔ اے اللہ اے رحمٰن رحمت نازل فرما محمدؐ اور انکی آل پر اور جن باتوں کی میں نے دعا مانگی ہے وہ مجھے عطا کر اس لیئے کہ تو نے مجھے دعا کرنے کا حکم دیا اور اس کی قبولیت کا وعدہ فرمایا ہے اے ارحم الراحمین)

(۱۸۳۹) اور حضرت امام زین العابدین علیہ السلام ماہ رمضان میں یہ دعا پڑھا کرتے تھے

اَللّٰھُمَّ ھٰذَا شَھْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْ اَنْزَلْتَ فِیْہِ الْقُرْآنَ ، وَ ھٰذَا شَھْرُ الصِّیَامِ ، وَ ھٰذَا شَھْرُ الْاَنَابَۃِ ، وَ ھٰذَا

شَهْرُ التَّوْبَةِ ، وَهٰذَا شَهْرُ الْمَغْفِرَةِ وَالرَّحْمَةِ ، وَهٰذَا شَهْرُ الْعِتْقِ مِنَ النَّارِ وَالْفَوْزِ بِالْجَنَّةِ اَللّٰهُمَّ فَسَلِّمْهُ لِيْ ، وَتَسَلَّمْهُ مِنِّيْ ، وَاَعِنِّيْ عَلَيْهِ بِاَفْضَلِ عَوْنِكَ ، وَوَفِّقْنِيْ فِيْهِ لِطَاعَتِكَ وَفَرِّغْنِيْ فِيْهِ لِعِبَادَتِكَ وَدُعَائِكَ وَتِلَاوَةِ كِتَابِكَ ، وَاَعْظِمْ لِيْ فِيْهِ الْبَرَكَةَ ، وَاَحْسِنْ لِيْ فِيْهِ الْعَافِيَةَ ، وَصَحِّحْ لِيْ فِيْهِ بَدَنِيْ وَاَوْسِعْ فِيْهِ رِزْقِيْ ، وَاكْفِنِيْ فِيْهِ مَا اَهَمَّنِيْ ، وَاسْتَجِبْ فِيْهِ دُعَائِيْ ، وَبَلِّغْنِيْ فِيْهِ رَجَائِيْ ، اَللّٰهُمَّ اَذْهِبْ عَنِّيْ فِيْهِ النُّعَاسَ وَالْكَسَلَ وَالسَّاٰمَةَ وَالْفَتْرَةَ وَالْقَسْوَةَ وَالْغَفْلَةَ وَالْغِرَّةَ ، اَللّٰهُمَّ جَنِّبْنِيْ فِيْهِ الْعِلَلَ وَالْاَسْقَامَ وَالْهُمُوْمَ وَالْاَحْزَانَ ، وَالْاَعْرَاضَ وَالْاَمْرَاضَ ، وَالْخَطَايَا وَالذُّنُوْبَ ، وَاصْرِفْ عَنِّيْ فِيْهِ السُّوْءَ وَالْفَحْشَاءَ ، وَالْجُهْدَ وَالْبَلَاءَ ، وَالتَّعَبَ وَالْعَنَاءَ ، اِنَّكَ سَمِيْعُ الدُّعَاءِ ، اَللّٰهُمَّ اَعِذْنِيْ فِيْهِ مِنَ الشَّيْطَانِ [الرَّجِيْمِ] وَهَمْزِهِ وَلَمْزِهِ وَنَفْثِهِ وَنَفْخِهِ وَوَسْوَاسِهِ وَكَيْدِهِ وَمَكْرِهِ وَخَتْلِهِ وَاَمَانِيِّهِ وَخُدَعِهِ وَغُرُوْرِهِ وَفِتْنَتِهِ وَخَيْلِهِ وَرَجِلِهِ وَشُرَكَائِهِ [وَاَحْزَابِهِ] وَاَعْوَانِهِ وَاَتْبَاعِهِ وَاَخْدَانِهِ وَاَشْيَاعِهِ وَاَوْلِيَائِهِ وَجَمِيْعِ كَيْدِهِمْ ، اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِيْ فِيْهِ تَمَامَ صِيَامِهِ ، وَبُلُوْغَ الْاَمَلِ فِيْ قِيَامِهِ ، وَاسْتِكْمَالَ مَا يُرْضِيْكَ عَنِّيْ صَبْرًا وَاِيْمَانًا وَيَقِيْنًا وَاحْتِسَابًا ثُمَّ تَقَبَّلْ ذٰلِكَ مِنِّيْ بِالْاَضْعَافِ الْكَثِيْرَةِ وَالْاَجْرِ الْعَظِيْمِ ، اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِيْ فِيْهِ الْجِدَّ وَالْاِجْتِهَادَ ، وَالْقُوَّةَ وَالنَّشَاطَ ، وَالْاِنَابَةَ وَالتَّوْبَةَ ، وَالرَّغْبَةَ وَالرَّهْبَةَ ، وَالْجَزَعَ وَالْخُشُوْعَ وَالرِّقَّةَ وَصِدْقَ اللِّسَانِ وَالْوَجَلَ مِنْكَ وَالرَّجَاءَ لَكَ وَالتَّوَكُّلَ عَلَيْكَ وَالثِّقَةَ بِكَ ، وَالْوَرَعَ عَنْ مَحَارِمِكَ مَعَ صَالِحِ الْقَوْلِ وَمَقْبُوْلِ السَّعْيِ [وَاسْتِكْمَالَ مَا يُرْضِيْكَ فِيْهِ عَنِّيْ صَبْرًا وَيَقِيْنًا وَاِيْمَانًا وَاحْتِسَابًا ، ثُمَّ تَقَبَّلْ ذٰلِكَ مِنِّيْ بِالْاَضْعَافِ الْكَثِيْرَةِ وَالْاَجْرِ الْعَظِيْمِ اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِيْ فِيْهِ الْجِدَّ وَالْاِجْتِهَادَ وَالْقُوَّةَ وَالنَّشَاطَ وَالْاِنَابَةَ وَالتَّوْبَةَ وَالرَّغْبَةَ وَالرَّهْبَةَ وَالْجَزَعَ وَالرِّقَّةَ] وَمَرْفُوْعَ الْعَمَلِ وَمُسْتَجَابَ الدُّعَاءِ ، وَلَا تَحُلْ بَيْنِيْ وَبَيْنَ شَيْءٍ مِنْ ذٰلِكَ بِعَرَضٍ وَلَا مَرَضٍ وَلَا هَمٍّ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ -

(اے اللہ یہ وہ ماہ رمضان ہے جس میں تو نے قرآن نازل فرمایا ہے - یہ روزہ کا مہینہ ہے - یہ اللہ کی طرف رجوع ہونے کا مہینہ ہے یہ توبہ کا مہینہ ہے یہ مغفرت کا مہینہ ہے یہ رحمت کا مہینہ ہے یہ جہنم سے نجات کا مہینہ ہے یہ جنت حاصل کرنے کا مہینہ ہے - اے اللہ اسکو میرے لئے سلامت رکھ اور میری طرف سے اسکو سلامتی دے - اور اس پر میری اعانت کر بہترین اعانت - اس میں مجھے اپنی اطاعت کی توفیق دے - اس میں مجھے اپنی عبادت کیلئے، تجھ سے دعا مانگنے، تیری کتاب کی تلاوت کیلئے فارغ رکھ - اس میں میرے لئے برکت میں اضافہ کر - اس میں میری عافیت کو بہتر کر - اس میں میرے بدن کو صحتمند رکھ اس میں میرے لئے میرے رزق میں وسعت دے اس میں جو افکار مجھے لاحق ہوں اس میں مدد کر - اس میں میری دعاؤں کو قبول فرما - اس میں مجھے میرے مقصد تک پہنچا دے - اے اللہ اس میں مجھ سے اونگھ و سستی و ملال و کمزوری و بے رحمی و غفلت ولاپروائی کو دور رکھ - اے اللہ تو اس مہینہ میں مجھے روگ، بیماری، رنج و غم، عارضہ اور مرض، خطا و گناہ سے محفوظ رکھ - اور اس مہینہ میں بدی، فحش، تکدر، بلا، تعب و تکان کو مجھ سے دور کر بیشک تو دعا کو سننے والا ہے - اے اللہ

اس مہینہ میں مجھے اپنی پناہ دے شیطان رجیم سے ، اسکی چالبازی سے ، اسکے فریب سے اسکے پیدل اور سوار سے ، اسکے کید سے اسکے مکر سے ، اسکے دھوکے سے ، اسکے بہلاوے سے ، اسکی چالبازی سے ، اسکے فریب سے ، اسکے ساتھیوں سے ، اسکے دوستداروں سے ،اور ان سب کے کید ومکر سے ، اے اللہ اس مہینہ میں پورے روزے رکھنے کی توفیق دے اسکے قیام میں جتنی مجھے امید ہے وہ پوری ہو اور ان تمام امور کو میں مکمل طور پر انجام دوں جنکی بنا پر تو مجھ سے راضی ہوجائے پورے صبر وایمان ویقین واحتساب کے ساتھ ۔ پھر ہمارے اس عمل کو قبول فرما اور اسکا کئی گنا ثواب اور اجر عظیم عطا فرما۔

اے اللہ اس مہینہ میں مجھے جدوجہد وقوت ونشاط وتوبہ وانابت ، رغبت وخوف ، خضوع وخشوع ، نرم دلی ، سچی زبان اور تجھ سے خوف ، تجھ سے امید ، تجھ پر توکل تجھ پر بھروسہ کرنے کی توفیق دے اور یہ کہ میں ان امور سے اجتناب کروں جنکو تو نے حرام قرار دیا ہے ، درست قول اور قابل قبول عمل کے ساتھ [اور یہ کہ میں ان اعمال کو صبر ویقین وایمان واحتساب کے ساتھ مکمل کروں جو تجھے میری طرف سے راضی کردے اور پھر تو انکو قبول فرما کر کئی گنا ثواب اور اجر عظیم عطا فرما ۔ اے اللہ مجھے اس مہینہ میں جدوجہد وقوت وخوش دلی ورجوع قلب وتوبہ ۔ رغبت وخوف وجزع ورقت قلب] و بلند ہونے والا عمل و مقبولیت دعا کی توفیق عطا فرما اور میرے اور ان امور کے درمیان کوئی عارضہ کوئی مرض کوئی ہم وغم نہ حائل ہو تجھے تیری رحمت کا واسطہ اے ارحم الراحمین ۔

باب: پورے ماہ رمضان میں ہر شب افطار کے وقت کی دعا

(۱۸۵۰) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب روزہ افطار کرتے تو کہا کرتے تھے اَللّٰھُمَّ لَکَ صُمْنَا ، وَعَلٰی رِزْقِکَ اَنْطَرْنَا فَتَقَبَّلْہُ مِنَّا ، ذَھَبَ الظَّمَاءُ وَ ابْتَلَّتِ الْعُرُوْقُ وَبَقِیَ الْاَجْرُ (اے اللہ ہم لوگوں نے تیرے لئے روزہ رکھا اور تیرے رزق پر افطار کیا پس اسکو ہم لوگوں کی طرف سے قبول کرلے ، پیاس تو جاتی رہی لوگوں میں تری آگئی اور اس کا ثواب باقی رہ گیا)

(۱۸۵۱) ابو بصیر نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ ماہ رمضان میں ہر شب افطار کے وقت یہ کہو اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَعَانَنَا فَصُمْنَا وَ رَزَقَنَا فَاَفْطَرْنَا ، اَللّٰھُمَّ تَقَبَّلْ مِنَّا وَ اَعِنَّا عَلَیْہِ ، وَ سَلِّمْنَا فِیْہِ ، وَتَسَلَّمْہُ مِنَّا فِیْ یُسْرٍ مِّنْکَ وَعَافِیَۃٍ ، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ قَضٰی عَنَّا یَوْمًا مِّنْ شَھْرِ رَمَضَانَ (حمد اس اللہ کی جس نے ہم لوگوں کی مدد فرمائی تو ہم لوگوں نے روزہ رکھا اور اس نے ہم لوگوں کو رزق دیا تو ہم لوگوں نے افطار کیا ۔ اے اللہ یہ ہم لوگوں کی طرف سے قبول فرما اور اس میں ہماری اعانت فرما اس میں ہم لوگوں کو سلامت رکھ اور اس کو ہم لوگوں کی طرف سے سلامت رکھ اپنی طرف سے آسانی اور عافیت کے ساتھ ۔ حمد اس اللہ کی جس نے ہم لوگوں سے ماہ رمضان کا ایک دن پورا کرا دیا)

(۱۸۵۲) نیز ان جناب نے فرمایا کہ روزہ دار کی دعا افطار کے وقت قبول ہوتی ہے ۔

باب: روزہ دار کے آداب (روزہ ٹوٹنے کے اسباب)

(۱۸۵۳) محمد بن مسلم نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ روزہ دار چار باتوں سے پرہیز کرے اسکے علاوہ جو چاہے کرلے کوئی حرج نہیں ہے۔ کھانے، پینے سے عورت سے اور پانی کے اندر غوطہ لگانے سے۔

(۱۸۵۴) اور منصور بن یونس کی روایت میں ہے جو انہوں نے ابو بصیر سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ پر اور ائمہ طاہرین علیہم السلام پر جھوٹ اور افترا پردازی سے روزہ دار کا روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

(۱۸۵۵) محمد بن مسلم نے آپ ہی جنابؑ سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ جب تم روزہ رکھو تو چاہیئے کہ تمہارے کان تمہاری آنکھیں تمہارا ہر ایک بال اور تمہاری جلد بھی روزہ رکھے اور اسی طرح آپؑ نے اور بہت سی چیزوں کو گنوایا نیز فرمایا کہ تمہارا روزہ کا دن بغیر روزہ کے دن جیسا نہ ہونا چاہیئے۔

(۱۸۵۶) نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے چھ باتوں کو میرے لئے اور ان ہی چھ باتوں کو میرے بعد میرے اوصیاء اور ان کے متبعین کیلئے ناپسند فرمایا ہے ان چھ باتوں میں سے ایک حالت روزہ میں فحش گوئی کرنا ہے۔

(۱۸۵۷) ابو بصیر نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے ارشاد فرمایا کہ روزہ صرف کھانا پینا ترک کرنے کا نام نہیں ہے حضرت مریم نے کہا کہ (میں نے اللہ تعالیٰ کیلئے روزہ کی نذر کی ہے) یعنی خاموش رہنے کی لہذا تم لوگ اپنی زبان کو قابو میں رکھو نگاہیں نیچی رکھو اور آپس میں ایک دوسرے سے نہ حسد کرو اور نہ جھگڑا کرو اس لئے کہ حسد ایمان کو اس طرح کھا جاتا ہے جس طرح آگ لکڑی کو کھا جاتی ہے۔

(۱۸۵۸) حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ تم لوگوں پر فرض ہے کہ ماہ رمضان میں کثرت سے استغفار اور دعا کرو۔ اس لئے کہ دعا بلا کو دور کر دیتی ہے اور استغفار تم لوگوں کے گناہوں کو محو کر دیتا ہے۔

(۱۸۵۹) حضرت امام صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ رات کے وقت شعر نہ پڑھو اور ماہ رمضان کے اندر تو رات اور دن دونوں میں شعر نہ پڑھو (آپؑ کے صاحبزادے) اسماعیل نے پوچھا بابا اگرچہ ہم لوگوں کے متعلق کیوں نہ ہو؟ آپؑ نے فرمایا ہاں اگرچہ ہم لوگوں کے متعلق کیوں نہ ہو۔

(۱۸۶۰) نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس کسی بندے کو گالی دی جائے اور وہ اسکے جواب میں کہے کہ میں روزہ سے ہوں تم پر سلام میں تمہیں گالی نہ دونگا جس طرح تم نے مجھے گالی دی ہے تو اللہ تعالیٰ کہے گا میرے بندے نے میرے دوسرے بندے کے شر سے بچنے کیلئے روزہ سے پناہ چاہی ہے تو میں نے اسکو جہنم سے پناہ دی۔

(۱۸۶۱) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سنا کہ ایک عورت روزہ کی حالت میں اپنی کنیز کو گالی دے رہی تھی تو

آپؑ نے کھانا منگوایا اور اس عورت سے کہا لو کھانا کھالو ۔ اس نے عرض کیا میں روزے سے ہوں آپؑ نے فرمایا اب تو روزے سے کیسے ہے تو نے تو اپنی کنیز کو گالی دی ہے روزہ فقط کھانے پینے کو چھوڑ دینے کا نام تو نہیں ہے ۔

(۱۸۶۲) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جب روزہ رکھو تو چاہیئے کہ تمہارے کان اور تمہاری آنکھیں بھی روزہ رکھیں اور حرام و قبیح سے پرہیز کریں ۔ تم کھانا پینا چھوڑو اور خدمتگار کو اذیت نہ دو تمہیں چاہیئے کہ روزہ دار کا وقار قائم رکھو اور اپنے روزے کے دن کو بے روزہ کے دن کے مانند نہ بنادو۔

اور کوئی حرج نہیں اگر ماہ رمضان میں کوئی روزہ دار حجامت کرائے ۔

(۱۸۶۳) حلبی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا کہ جب ہم ماہ رمضان میں حجامت کرانے یعنی پچھنا لگوانے کا ارادہ کرتے ہیں تو رات میں حجامت کراتے ہیں ۔

(۱۸۶۴) راوی کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ کیا روزہ دار پچھنا لگوائے ؟ آپؑ نے فرمایا کہ جس بات کا خود اس کو خوف ہے اسی کا خوف مجھے بھی اس کے متعلق ہے ۔ میں نے عرض کیا آپؑ کو اس کیلئے کیا خوف ہے ؟ فرمایا کہ یہی کہ اسکے صفرا یا مواد میں جوش آجائے اور اس پر غشی طاری ہو جائے میں نے عرض کیا اگر اس میں طاقت ہے اور اس کو کسی بات کا خوف نہ ہو تو ؟ آپؑ نے فرمایا ہاں ایسی صورت میں اگر وہ چاہے تو پچھنا لگوا سکتا ہے ۔

(۱۸۶۵) اور امیر المومنین علیہ السلام کسی روزہ دار کے پچھنا لگوانے کو مکروہ و نامناسب سمجھتے تھے کہ کہیں اس پر غشی طاری ہو جائے اور اسے روزہ توڑنا پڑے ۔

اور کوئی حرج نہیں اگر ایک روزہ دار ایسا سرمہ لگائے جس میں مشک ہو اور کوئی حرج نہیں اگر سرمہ میں حُضُض (ایک دوا) ہو اور کوئی حرج نہیں کہ دن میں کسی وقت بھی وہ پانی سے یا تر و تازہ عود سے مسواک کرے اور اسکا مزہ پائے ۔

(۱۸۶۶) علاء نے محمد بن مسلم سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے اس نے آپؑ سے ابکائی کے متعلق دریافت کیا کہ کیا اس سے روزہ دار کا روزہ ٹوٹ جاتا ہے ؟ آپؑ نے فرمایا نہیں ۔

اور روزہ دار کے کلی کرنے یا ناک میں پانی ڈالنے میں کوئی حرج نہیں مگر جب کلی کرے یا ناک میں پانی ڈالے تو اسکی تری جب تک تین مرتبہ نہ تھوک لے نہ گھوٹنے ۔ اور اگر وہ کلی کر رہا تھا اور حلق میں پانی چلا گیا تو اگر یہ کلی کسی نماز کے وضو کیلئے ہے تو وہ قضا نہیں کرے گا ۔

(۱۸۶۷) سماعہ بن مہران نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک ایسے شخص کے متعلق جو پیاس کی وجہ سے کلی کر رہا تھا کہ اس کے حلق میں پانی چلا گیا ؟ تو آپؑ نے فرمایا کہ وہ اس روزے کی قضا کرے گا اور اگر وہ کلی وضو کیلئے کر رہا تھا تو پھر کوئی حرج نہیں ہے ۔

(۱۸۶۸) راوی کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے ماہ رمضان میں قے کے متعلق دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا اگر بے اختیار

قے آگئی ہے تو کوئی حرج نہیں اور اگر اس نے عمداً قے کی ہے تو اس کا روزہ ٹوٹ گیا وہ اس کی قضا کریگا۔

(۱۸۶۹) اور احمد بن محمد بن ابی نصر بزنطی نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جس نے ماہ رمضان میں کسی سبب سے حقنہ لے لیا؟ تو آپؑ نے فرمایا کہ روزہ دار کیلئے حقنہ لینا جائز نہیں ہے۔ اور روزہ دار کیلئے یہ جائز نہیں کہ ناک سے کوئی چیز اوپر چڑھائے لیکن اگر کان میں دوا ڈالے تو کوئی حرج نہیں ہے اور اس میں بھی حرج نہیں کہ بچے کو کھلانے اور شیر خوار کے لئے اپنے دانتوں سے روٹی کچلے بغیر اس کے کہ حلق کے اندر کچھ جائے اور اس میں بھی کوئی حرج نہیں کہ خوشبو سونگھے لیکن وہ خوشبو سفوف کی قسم سے نہ ہو۔ اس لئے کہ وہ سفوف دماغ تک پہنچ گا۔ اور اس میں بھی کوئی حرج نہیں اگر باورچی روزہ کی حالت میں اپنی زبان سے بغیر کچھ نگلے ہوئے شوربہ چکھ لے تاکہ معلوم کرے کہ یہ میٹھا ہے یا ترش۔

(۱۸۷۰) منصور بن حازم سے روایت کی گئی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص روزہ سے ہے وہ اپنے منہ میں کسی پھل کی گٹھلی رکھ لے؟ آپؑ نے فرمایا نہیں میں نے عرض کیا اور انگوٹھی رکھے؟ آپؑ نے فرمایا ہاں۔

اگر کسی شخص کو ماہ رمضان کے اندر دن میں احتلام (بدخوابی) ہوجائے تو وہ اپنا روزہ پوا کرے اس پر اس کی قضا نہیں ہے۔

(۱۸۷۱) عمار بن موسیٰ ساباطی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے اس نے آپؑ سے دریافت کیا کہ روزہ دار اپنی ڈاڑھ نکلوا لے؟ آپؑ نے فرمایا کہ نہیں بلکہ اپنے منہ کو بھی خون آلودہ نہ کرے۔

(۱۸۷۲) حسن بن راشد سے روایت کی گئی ہے انکا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام جب روزہ رکھتے تو خوشبو سونگھا کرتے اور فرمایا کرتے کہ خوشبو روزہ دار کیلئے تحفہ ہے۔

(۱۸۷۳) علاء نے محمد بن مسلم سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی کہ آپؑ سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص روزہ کی حالت میں ہے اور حمام جاتا ہے؟ آپؑ نے فرمایا کہ اگر اسکو کمزوری کا خوف نہ ہو تو کوئی حرج نہیں اور ایک روزہ دار کیلئے کسی سن رسیدہ بوڑھے کا بوسہ لینے میں کوئی حرج نہیں لیکن کسی نوجوان کا بوسہ نہ لے اس لئے کہ ہوسکتا ہے اسکی شہوت ابھر آئے۔

(۱۸۷۴) نیز نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص حالت صوم میں اپنی زوجہ کا بوسہ لیتا ہے؟ آپؑ نے فرمایا وہ اس کے لئے ایک پھول ہی تو ہے جسکو وہ سونگھتا ہے۔

مگر بہتر ہے کہ روزہ دار بوسہ سے پرہیز کرے۔

(۱۸۷۵) حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ تم لوگوں میں سے کسی ایک کو حیا نہیں آتی کہ دن بھر رات تک کیلئے صبر کرے اس لئے کہ انسان جب طمانچہ مارنا شروع کرتا ہے تو نوبت قتل تک بھی پہنچ جایا کرتی ہے۔
اور اگر کوئی شخص اپنی زوجہ کو چپٹالے اور اسکی منی اچھل کر نکل آئے تو اس پر واجب ہے کہ ایک غلام کفارہ میں آزاد کرے۔

(۱۸۷۶) اور رفاعہ بن موسیٰ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جو ماہ رمضان میں اپنی کنیز کو مس کرتا ہے اور اسکے منی (رطوبت) نکل آتی ہے؟ آپ نے فرمایا کہ اگر یہ کنیز اس پر حرام ہو تو اللہ تعالیٰ سے استغفار کرنا چاہیئے ایسا استغفار کہ وہ اب کبھی ایسا نہ کرے گا۔ اور ایک دن کے بدلے ایک دن روزہ رکھے گا۔
(۱۸۷۷) اور سماعہ نے آپ سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا کہ وہ ماہ رمضان میں اپنی زوجہ کو چپٹالیتا ہے؟ آپؑ نے فرمایا اگر اس کو اپنے نفس کے بے قابو ہونے کا ڈر نہیں تو کوئی حرج نہیں ہے۔
(۱۸۷۸) اور محمد بن فیض تیمی نے ابن رئاب سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے سنا کہ وہ روزہ دار کو نرجس سونگھنے کیلئے منع کررہے تھے تو میں نے عرض کیا یہ کیوں؟ تو آپؑ نے فرمایا اس لئے کہ یہ عجمیوں کا پھول ہے۔
(۱۸۷۹) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ کیا حالت احرام میں کوئی شخص ریحان سونگھ سکتا ہے؟ آپؑ نے فرمایا نہیں۔ عرض کیا گیا اور روزہ دار آپؑ نے فرمایا نہیں۔ عرض کیا گیا کیا روزہ دار شخص لوبان اور بخارات سونگھ سکتا ہے؟ آپؑ نے فرمایا ہاں عرض کیا گیا اسکو خوشبو سونگھنا کیسے حلال ہو گیا اور گل ریحان سونگھنا کیسے ناجائز ہو گیا؟ فرمایا اس لئے کہ خوشبو سونگھنا سنت ہے۔ اور ریحان سونگھنا روزہ دار کیلئے بدعت ہے۔
(۱۸۸۰) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام جب روزہ سے ہوتے تو ریحان نہیں سونگھتے تھے تو آپؑ سے اسکا سبب دریافت کیا گیا آپؑ نے فرمایا کہ میں ناپسند کرتا ہوں کہ میرے روزے میں کوئی لذت مخلوط ہو۔
(۱۸۸۱) اور روایت کی گئی ہے کہ جو شخص روزہ کی حالت میں دن کو اول وقت خوشبو سونگھے گا تو بہت ممکن ہے کہ اسکی عقل جاتی رہے۔
(۱۸۸۲) محمد بن مسلم نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا کہ وہ روزہ رکھے ہوئے ہے اور اسے سردی محسوس ہورہی ہے کیا وہ اپنی زوجہ کے ساتھ لحاف میں لیٹ رہے؟ آپؑ نے فرمایا ان دونوں کے درمیان کوئی کپڑا ہونا چاہیئے۔
اور عبداللہ بن سنان نے آنجنابؑ سے بوڑھے شخص کیلئے ایک بستر میں لیٹنے کی اجازت کی روایت کی ہے۔
(۱۸۸۳) حنان بن سدیر نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ کوئی روزہ دار پانی میں اتر کر نہائے

دھوئے آپؑ نے فرمایا اس میں کوئی حرج نہیں مگر پانی میں غوطہ نہ لگائے۔ اور عورت پانی میں اتر کر نہ نہائے اس لئے کہ وہ اپنی شرمگاہ سے پانی کو اٹھا لیتی ہے۔

باب: عمداً یا بھول سے روزہ ٹوٹنے یا مجامعت سے روزہ ٹوٹنے کا کفارہ

(۱۸۸۴) حسن بن محبوب نے عبداللہ بن سنان سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق روایت کی ہے کہ جس نے ماہ رمضان میں ایک دن بلا کسی عذر کے عمداً روزہ توڑ دیا تو آپؑ نے فرمایا کہ وہ ایک غلام آزاد کرے یا دو ماہ تک مسلسل متواتر بلا ناغہ روزہ رکھے یا ساٹھ (۶۰) مسکینوں کو کھانا کھلائے۔ اور اگر اسکی قدرت نہیں رکھتا تو پھر جو کچھ ممکن ہو تصدق کرے۔

(۱۸۸۵) عبدالمومن بن قاسم انصاری نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میں ہلاک ہو گیا میں نے خود کو ہلاک کر لیا آپؐ نے فرمایا تجھے کس (شے) نے ہلاک کیا؟ اس نے عرض کیا کہ میں نے ماہ رمضان میں بحالت روزہ اپنی زوجہ سے مقاربت کر لی۔ آپؐ نے فرمایا تم ایک غلام آزاد کرو۔ اس نے کہا مگر میں اتنی استطاعت نہیں رکھتا۔ آپؐ نے فرمایا پھر تم دو مہینے تک مسلسل بلا ناغہ متواتر روزہ رکھو۔ اس نے عرض کیا مگر مجھ میں اتنی طاقت نہیں۔ آپؐ نے فرمایا پھر ساٹھ (۶۰) مسکینوں کو کھانا کھلاؤ۔ اس نے عرض کیا مگر میرے پاس اتنی کمائی نہیں ہے۔ یہ سن کر آنحضرتؐ کھجوروں کا ایک گچھا ایک ٹوکری میں لائے جس میں پانچ صاع (14.15323 کلو گرام) کھجوریں تھیں اور فرمایا اسے لو اور تصدق کر دو۔ اس نے عرض کیا یا رسول اللہ اس ذات کی قسم جس نے آپؐ کو حق کے ساتھ نبی بنا کر بھیجا ہے ان دونوں آبادیوں میں کوئی گھرانا ان کھجوروں کا ہم لوگوں سے زیادہ ضرورت مند نہیں ہے۔ آپؐ نے فرمایا اچھا اسے لو اور تم بھی کھاؤ اور تمہارے گھر والے بھی کھائیں یہ تمہاری طرف سے کفارہ ہے۔

(۱۸۸۶) اور جمیل بن دراج کی روایت میں ہے جو انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کی ہے کہ وہ ٹوکری جو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لائے تھے اس میں بیس (۲۰) صاع (56.61292 کلو گرام) کھجوریں تھیں۔

(۱۸۸۷) ادریس بن ہلال نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا گیا کہ جس نے ماہ رمضان میں اپنی عورت سے مجامعت کی تو آپؑ نے فرمایا اس پر بیس (۲۰) صاع کھجوریں (کفارہ) ہیں اور یہی حکم نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس شخص کو دیا جس نے آپؐ سے اس کے متعلق دریافت کیا تھا۔

(۱۸۸۸) محمد بن نعمان نے آنجناب علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا گیا جس نے ماہ رمضان میں دن کو روزہ توڑ دیا تو آپؑ نے فرمایا کہ اسکا کفارہ دو (۲) جریب طعام ہے اور وہ وزن میں بیس (۲۰) صاع ہوتا ہے۔

(۱۸۸۹) اور مفضل بن عمر کی روایت میں ہے جو انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کی ہے ایک ایسے شخص کے متعلق جس نے عورت سے مجامعت کی جبکہ وہ خود بھی روزے سے تھا اور عورت بھی روزے سے تھی تو آپؑ نے فرمایا کہ اگر اس نے عورت کو مجبور کیا تھا تو اس مرد پر دو کفارے ہونگے اور اگر عورت خود بھی راضی تھی تو اس مرد پر ایک کفارہ اور اس عورت پر ایک کفارہ ہوگا اور اگر زبردستی کیا تو اس پر پچاس کوڑے (نصف حد) لگیں گے اور اگر عورت اس کی بات مان گئی تھی تو اس مرد کو پچیس کوڑے اور اس عورت کو پچیس کوڑے لگائے جائیں گے۔

اس کتاب کے مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس کے متعلق یہ بات اصول میں کہیں نہیں پائی علی بن ابراہیم بن ہاشم اس روایت میں منفرد اور تنہا ہیں۔

(۱۸۹۰) حسن بن محبوب نے ہشام بن سالم سے انہوں نے برید عجلی سے روایت کی ہے اسکا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا گیا جسکے لئے بہت سے لوگوں نے گواہیاں دیں کہ اس نے ماہ رمضان میں تین دن روزہ نہیں رکھا۔ تو آپؑ نے فرمایا اس سے پوچھا جائے گا کہ کیا تو ماہ رمضان میں روزہ نہ رکھنے کو گناہ سمجھتا ہے اگر وہ کہے کہ نہیں تو امام پر لازم ہے کہ اس کو قتل کردے اور اگر وہ کہے کہ ہاں گناہ سمجھتا ہوں تو امام کے لئے لازم ہے اس کی پٹائی کرے اور سزا دے۔

(۱۸۹۱) اور سماعہ کی روایت میں ہے جو اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کی ہے اسکا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آنجناب سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جس کو ماہ رمضان میں تین مرتبہ روزہ توڑتے ہوئے پکڑا گیا اور تینوں مرتبہ اسکو امام کے سامنے پیش کیا گیا۔ آپؑ نے فرمایا وہ تیسری مرتبہ قتل کردیا جائے گا۔

(۱۸۹۲) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جو شخص ماہ رمضان میں ایک دن بھی روزہ توڑے گا اس سے ایمان کی روح نکل جائے گی۔ اور جو شخص ماہ رمضان میں عمداً روزہ توڑے گا اس پر (تینوں کفاروں میں سے) ایک کفارہ لازم ہوگا اور اس کی جگہ ایک روزہ رکھے گا گو کہ یہ اس اصل روزے کے مثل نہیں ہو سکتا۔

اور وہ حدیث جس میں یہ روایت کی گئی کہ جو شخص ماہ رمضان میں ایک دن عمداً روزہ توڑے گا تو اس پر تینوں کفارے لازم ہونگے تو میں اس حدیث کی بنیاد پر اس شخص کے لئے فتویٰ دیتا ہوں جو حرام کے ساتھ مجامعت کرکے یا حرام چیز کھا کر روزہ توڑے اس وجہ سے کہ یہ دونوں باتیں ابی الحسین اسدی کی روایت میں ان توقیعات کے اندر موجود ہیں جو ان کے پاس شیخ ابی جعفر محمد بن عثمان عمری قدس اللہ روحہ کی طرف سے وارد ہوئیں۔

(۱۸۹۳) حلبی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق پوچھا جو روزہ سے تھا مگر بھول کر کچھ کھا پی لیا اور بعد میں اسے یاد آیا کہ ارے میں تو روزے سے تھا آپؑ نے فرمایا وہ روزہ نہیں توڑے گا بلکہ اپنا روزہ پورا کرے گا یہ تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسکو رزق مل گیا تھا۔

(۱۸۹۴) عمار بن موسیٰ نے آنجنابؑ سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جو روزہ سے تھا مگر بھول کر اس نے اپنی زوجہ سے مجامعت کر لی۔آپؑ نے فرمایا وہ غسل کرلے اس پر کچھ نہیں ہے۔

اس کتاب کے مصنف رحمہ اللہ فرماتے ہیں یہ حکم ماہ رمضان اور غیر ماہ رمضان دونوں کے روزوں کے لئے ہے اس میں قضا واجب نہیں ہے ائمہ طاہرین علیہم السلام سے اسی طرح روایت ہے۔

(۱۸۹۵) اور علی بن رئاب نے ابراہیم بن میمون سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جو ماہ رمضان میں شب کے وقت جنب ہوا پھر غسل کرنا بھول گیا یہاں تک کہ ایک جمعہ نکل گیا یا پورا ماہ رمضان نکل گیا۔آپؑ نے فرمایا وہ پوری نمازوں اور پورے روزوں کی قضا کرے گا۔

(۱۸۹۶) اور ایک دوسری حدیث میں ہے کہ جو شخص اول ماہ رمضان میں مجامعت کرے اور غسل کرنا بھول جائے یہاں تک کہ ماہ رمضان نکل جائے تو اس پر لازم ہے غسل کرے اور پوری نمازوں اور روزوں کی قضا کرے لیکن اگر اس نے اس درمیان میں جمعہ کا غسل کر لیا تو وہ صرف جمعہ تک کی قضا کرے گا اسکے بعد کی نہیں۔

(۱۸۹۷) اور ابی نصر کی روایت میں ہے جو انہوں نے ابو سعید قماط سے کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا ایک ایسے شخص کے متعلق جو ماہ رمضان میں اول شب جنب ہو گیا مگر وہ صبح تک سوتا رہ گیا؟ آپؑ نے فرمایا اس پر کچھ نہیں ہے اس لئے کہ اسکی جنابت وقت حلال میں ہوئی تھی۔

(۱۸۹۸) ابن ابی یعفور نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے آپؑ سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جو ماہ رمضان میں جنب ہو گیا پھر جاگا اور پھر سو گیا پھر جاگا اور پھر سو گیا اور صبح تک سوتا رہا؟ آپؑ نے فرمایا وہ اس روزہ کو بھی پورا کرے گا اور دوسرے دنوں میں اسکی قضا بھی کرے گا اور اگر وہ جنب ہونے کے بعد صبح تک نہیں جاگا ہے تو وہ اپنے اس روزہ کو پورا کرے گا یہ اسکے لئے جائز ہے۔

(۱۸۹۹) عبد اللہ بن سنان نے آنجنابؑ سے دریافت کیا ایک ایسے شخص کے متعلق کہ جو ماہ رمضان کے قضا روزے رکھ رہا تھا کہ رات کے ابتدائی حصہ میں جنب ہو گیا مگر اس نے غسل نہیں کیا یہاں تک کہ صبح ہو گئی؟ آپؑ نے فرمایا وہ اس دن روزہ نہ رکھے دوسرے دن رکھے۔

(۱۹۰۰) عیص بن قاسم نے آنجنابؑ سے ایک ایسے شخص کے بارے میں دریافت کیا جو ماہ رمضان میں سو رہا تھا کہ اسے

احتلام ہو گیا وہ جاگا اور غسل کرنے سے پہلے پھر سو گیا؟ آپؑ نے فرمایا کوئی حرج نہیں۔

(۱۹۰۱) محمد بن فضیل نے ابو الصباح کنانی سے روایت کی ہے اسکا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جس نے روزہ رکھا آسمان پر بادل چھایا ہوا تھا اس کو گمان ہوا کہ آفتاب غروب ہو گیا ہے پس اس نے افطار کر لیا اس کے بعد بادل چھٹا تو معلوم ہوا کہ ابھی آفتاب غروب نہیں ہوا ہے؟ آپؑ نے فرمایا کہ اس کا روزہ پورا ہو گیا وہ اسکی قضا نہیں رکھے گا۔

(۱۹۰۲) حماد نے حریز سے انہوں نے زرارہ سے روایت کی ہے اسکا بیان ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ مغرب کا وقت آفتاب کی ٹکیا غائب ہو جائے تب آتا ہے لیکن اگر تم مغرب کی نماز پڑھنے کے بعد دیکھو کہ ابھی آفتاب کی ٹکیا نہیں غائب ہوئی ہے تو دوبارہ نماز پڑھو۔ اور تمہارا روزہ ہو گیا لیکن اگر تم کچھ کھا رہے ہو تو کھانے سے ہاتھ روک لو۔

اور زید شحام نے بھی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایسی ہی روایت کی ہے اور ان ہی احادیث کی بنا پر میں فتویٰ دیتا ہوں۔ اس حدیث کی بنیاد پر فتویٰ نہیں دیتا کہ جس میں کہا گیا کہ اس شخص پر قضا واجب ہے کیونکہ یہ سماعہ بن مہران کی روایت ہے جو واقفی (اس فرقے سے جو امام ہفتم پر ٹھہر جاتے ہیں) تھا۔

باب : عمر کی وہ حد جس میں لڑکوں سے روزہ رکھوایا جائے

(۱۹۰۳) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ لڑکا جب نو سال کا ہو جائے تو اس سے روزہ رکھوایا جائے جس وقت تک اس کی برداشت ہو۔ اگر وہ ظہر یا اسکے بعد تک برداشت کر لیتا ہے تو اس وقت تک رکھے اور جب اس پر بھوک یا پیاس غالب آجائے تو افطار کر لے۔

(۱۹۰۴) اسماعیل بن مسلم نے آنجنابؑ سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا اگر لڑکا تین دن تک مسلسل روزہ برداشت کر جائے تو پھر اس پر پورے ماہ رمضان کا روزہ واجب ہے۔

(۱۹۰۵) اور سماعہ نے آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ کوئی لڑکا کب سے روزہ رکھے؟ آپؑ نے فرمایا جب اس میں روزہ رکھنے کی قوت آجائے۔

(۱۹۰۶) اور معاویہ بن وہب کی روایت میں ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ بچے سے کب روزہ رکھوایا جائے تو آپؑ نے فرمایا جب وہ پندرہ یا چودہ سال کے درمیان ہو اور اگر وہ اس سے پہلے ہی روزہ رکھنے لگتا ہے تو اس کو روزہ رکھنے دیا جائے۔ چنانچہ میرے فلاں لڑکے نے اس سے پہلے ہی روزہ رکھنا شروع کر دیا تو میں نے اسے روزہ رکھنے کیلئے چھوڑ دیا۔

(۱۹۰۷) اور ایک دوسری حدیث میں ہے کہ لڑکے کو جب احتلام ہونے لگے تو اس پر روزہ فرض ہے اور لڑکی کو جب حیض آنے لگے تو اس پر روزہ فرض ہے۔

مندرجہ بالا تمام احادیث متفق المعنی ہیں یعنی لڑکا جب نو برس سے چودہ یا پندرہ کے درمیان ہو یا اس کو احتلام ہونے لگے تو اس سے روزہ رکھوایا جائے اور اسی طرح لڑکی کو جب حیض آنے لگے۔ اور ان دونوں پر احتلام اور حیض کے بعد روزہ رکھنا واجب ہے اور اس سے پہلے تادیب کیلئے روزہ رکھوایا جائے۔

باب : چاند دیکھ کر روزہ اور چاند ہی دیکھ کر افطار

(۱۹۰۸) محمد بن مسلم نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ جب تم ماہ رمضان کا ہلال دیکھو تو روزہ رکھو اور جب (ماہ شوال کا) ہلال دیکھو تو روزہ چھوڑ دو اور یہ کسی کی رائے اور کسی کے ظن وگمان پر نہیں ہوتا ہے اور نہ اس طرح کی رویت ہلال کہ دس آدمی چاند دیکھنے کھڑے ہوئے اور ان میں سے ایک کہے کہ وہ چاند ہے وہ چاند ہے اور نو آدمی دیکھیں اور ان کو نظر نہ آئے بلکہ جب ایک دیکھ لے تو ہزار بھی دیکھ لیں۔

(۱۹۰۹) فضل بن عثمان نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ ان جنابؑ نے فرمایا کہ اہل قبلہ پر رویت کے سوا کچھ فرض نہیں۔ اور مسلمانوں پر چاند دیکھنے کے سوا اور کچھ فرض نہیں ہے۔

(۱۹۱۰) اور قاسم بن عروہ کی روایت میں ہے جو انہوں نے ابوالعباس بن فضل بن عبدالملک سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا (ماہ رمضان کا) روزہ رویت ہلال پر اور افطار (عید فطر) رویت ہلال پر منحصر ہے اور رویت یہ نہیں ہے کہ ایک شخص نے دیکھا نہ یہ کہ دو نے دیکھا نہ یہ کہ پچاس نے دیکھا (اگر یہ عادل نہیں تو مفید علم نہیں ہے)

(۱۹۱۱) اور محمد بن قیس کی روایت میں ہے جو انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے کی ہے آپؑ نے بیان فرمایا کہ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جب تم لوگ ہلال (ماہ شوال) دیکھو تو عیدالفطر مناؤ یا (خود نہ دیکھو تو) مسلمانوں میں سے عادل لوگ رویت کی گواہی دیں۔ اور اگر تم کو ہلال دن کے وسط یا دن کے آخری حصہ سے نظر آنے لگے تو اپنا روزہ رات شروع ہونے تک پورا کرو اور اگر تم لوگوں پر رویت مبہم و مخفی ہو جائے تو تیس راتیں شمار کر لو پھر افطار کرو۔

(۱۹۱۲) اور حلبی کی روایت میں ہے جو انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کی ہے آپؑ نے بیان فرمایا کہ حضرت علی علیہ السلام ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ رویت ہلال کا ثبوت بغیر دو عادل مردوں کی گواہی کے درست نہیں ہے۔

(۱۹۱۳) اور سماعہ نے آنجناب سے ماہ رمضان کے اس دن کیلئے سوال کیا جس میں لوگوں کے درمیان اختلاف ہے تو آپ نے فرمایا کہ اگر اهل شہر بربنائے رویت ہلال اس دن کے روزے پر مجتمع ہوجائیں اور پانچ سو اہل شہر مجتمع ہوں تو روزہ رکھو۔

(۱۹۱۴) حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا رویت ہلال کے سلسلہ میں عورتوں کی گواہی قبول نہ کرو اس کیلئے دو عادل مردوں کی گواہی ہونی چاہیئے۔

(۱۹۱۵) اور علی بن موسیٰ نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جس نے ماہ شوال کا چاند تنہا دیکھا اور اسکے سوا کسی دوسرے نے نہیں دیکھا تو کیا اس پر روزہ رکھنا لازم ہے؟ آپ نے فرمایا اگر اس کو رویت ہلال میں ذرا بھی شک نہ ہو تو وہ عید الفطر منائے ورنہ لوگوں کے ساتھ روزہ رکھے۔

(۱۹۱۶) محمد بن مرازم نے اپنے باپ سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اگر ہلال طوق کے مانند ہو جائے تو دوسری شب کا ہے اور اگر اس میں سر کا سایہ نظر آئے تو تیسری کا ہے۔

(۱۹۱۷) حماد بن عیسیٰ نے اسماعیل بن حر سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ نے فرمایا اگر ہلال شفق سے پہلے غائب ہو جائے تو اسی شب (پہلی) کا ہے اور اگر شفق کے بعد غائب ہو تو دوسری کا ہے۔

(۱۹۱۸) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اگر ماہ رجب کی رویت ہلال صحیح ہو تو اونسٹھ (۵۹) دن شمار کرو اور ساٹھویں (۶۰) دن روزہ رکھو۔

(۱۹۱۹) اگر تمہیں یاد ہے کہ تم نے گزشتہ ماہ رمضان میں کس دن روزے شروع کئے تھے تو آئندہ سال اس دن سے پانچ دن شمار کرلو اور پانچویں دن (رمضان کا پہلا) روزہ رکھو۔

(۱۹۲۰) ابان بن عثمان نے عبدالرحمن بن ابی عبداللہ سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے اسکا بیان ہے میں نے آنجناب سے عرض کیا کہ ایک شخص ہے جس کو رومیوں نے اسیر کیا ہوا ہے اور اسکو ماہ رمضان کا صحیح پتہ نہیں اور اسے نہیں معلوم کہ یہ کونسا مہینہ ہے؟ آپ نے فرمایا وہ ایک مہینہ رمضان کے قصد اور گمان سے روزہ رکھے اب اگر اس نے یہ روزے ماہ رمضان سے پہلے رکھ لئے ہیں تو اس کی طرف سے واجب ادا نہ ہوگا۔ اور اگر ماہ رمضان کے بعد رکھے ہیں تو واجب ادا ہو جائے گا۔

(۱۹۲۱) عیص بن قاسم نے آں جناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ جب کوئی ساری قوم کو دیکھے کہ وہ اس امر پر متفق ہوگئی ہے کہ یہ ہلال دوسری شب کا ہے تو کیا اس کیلئے یہ جائز ہے؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں۔

باب : یوم شک کا روزہ

(۱۹۲۲) اور امیرالمومنین علیہ السلام سے مشکوک دن کے روزے کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ اگر میں شک کی بنا پر شعبان میں ایک دن روزہ رکھوں تو میرے لئے یہ بہتر ہے کہ میں رمضان کے ایک دن کا روزہ نہ رکھوں قضا کرلوں مگر یہ جائز ہے کہ اس نیت سے روزہ رکھا جائے کہ شعبان کا دن ہے اب اگر وہ رمضان کا دن ہو تو وہ رمضان میں محسوب ہوجائیگا اور اگر شعبان کا دن ہو تو کوئی حرج نہیں اور اگر کوئی شخص شک کرتے ہوئے کہ یہ شعبان کا دن ہے یا رمضان ہے اور پھر روزہ رکھے تو اگر وہ رمضان کا دن بھی ہو تو اس دن کے روزے کی قضا کرنی پڑے گی ۔ اس لئے کہ فرائض میں سے کوئی چیز اس وقت تک قبول نہ ہوگی جب تک اس پر یقین نہ ہو ۔ اور یہ بھی جائز نہیں کہ یوم شک میں اس بات کی نیت کرلی جائے کہ یہ رمضان کا دن ہے ۔

(۱۹۲۳) اس لئے کہ امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر میں رمضان کے ایک دن کا روزہ چھوڑ دوں تو میرے لئے یہ زیادہ پسندیدہ ہے اس بات سے کہ میں شعبان میں ایک دن روزہ رکھوں اور ماہ رمضان میں ایک دن زائد کرلوں ۔

(۱۹۲۴) اور بشیر نبال نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے یوم الشک کے روزے کے متعلق دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا تم اس دن روزہ رکھ لو اگر وہ شعبان کا دن ہوا تو وہ مستحب میں محسوب ہوگا اور اگر رمضان کا دن ہوا تو اللہ تعالیٰ نے تم کو اس دن روزہ کی توفیق دیدی ۔

(۱۹۲۵) اور عبدالکریم بن عمرو نے آنجنابؑ سے عرض کیا کہ میں نے اپنی ذات پر یہ فرض کرلیا ہے کہ امام قائم علیہ السلام کے ظہور تک میں مسلسل روزے رکھوں گا تو آپؑ نے فرمایا اچھا تو پھر سفر میں روزہ نہ رکھنا نہ عیدین میں رکھنا نہ ایام تشریق میں رکھنا اور نہ یوم الشک میں روزہ رکھنا ۔

اور جو شخص کسی شہر میں ہو اور اس میں کوئی حاکم و بادشاہ ہو تو اسی کے ساتھ روزہ رکھے اور اسی کے ساتھ افطار کرے اس لئے کہ اس کے خلاف کرنے سے انسان اللہ تعالیٰ کے اس نہی میں داخل ہوجائے گا کہ اس نے کہا ہے ولا تلقوا بایدیکم الی التھلکۃ (تم لوگ خود کو اپنے ہاتھوں ہلاکت میں نہ ڈالو) (سورہ البقرہ آیت نمبر ۱۹۵)

(۱۹۲۶) اور عیسیٰ بن ابی منصور سے روایت کی گئی ہے اس کا بیان ہے کہ جس دن کے متعلق لوگوں کو شک تھا (کہ یہ رمضان کا دن ہے یا نہیں) میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا آپؑ نے فرمایا اے غلام جا دیکھ آ کہ یہاں کا حاکم روزہ سے ہے یا نہیں ۔ چنانچہ غلام گیا اور واپس آکر بولا کہ حاکم روزے سے نہیں ہے ۔ تو آپؑ نے کھانا منگوایا اور ہم لوگوں نے آپؑ کے ساتھ کھانا کھایا ۔

(۱۹۲۷) اور امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر میں یہ کہوں کہ تقیہ ترک کرنے والا ایسا ہی ہے جیسے نماز ترک کرنے والا تو میں اپنے اس قول میں سچا ہونگا ۔

(۱۹۲۸) نیز آپؑ نے فرمایا کہ جسکے پاس تقیہ نہیں اسکے پاس کوئی دین نہیں۔

(۱۹۲۹) اور عبدالعظیم بن عبداللہ حسنی نے سہل بن سعد سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ وہ شخص ہم میں سے نہیں جو رویت ہلال سے قبل رویت ہلال کی بنا پر روزہ رکھے اور رویت ہلال سے قبل رویت ہلال کی بنا پر یوم فطر منائے۔ میں نے عرض کیا کہ فرزند رسول پھر یوم شک کے روزے کے متعلق آپؑ کیا فرماتے ہیں؟ آپؑ نے فرمایا کہ مجھ سے بیان کیا میرے پدر بزرگوار نے روایت کرتے ہوئے میرے جد نامدار سے اور انہوں نے اپنے آبائے کرام علیہم السلام سے کہ امیرالمومنین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا اگر میں ماہ شعبان کی نیت سے ایک دن روزہ رکھ لوں تو مجھے یہ پسند ہے اس امر سے کہ میں ماہ رمضان میں ایک دن روزہ نہ رکھوں۔

اس کتاب کے مصنف علیہ الرحمہ ارشاد کرتے ہیں کہ یہ حدیث غریب ہے اور اس کو میں سوائے عبدالعظیم بن عبداللہ کے طریقہ کے علاوہ کسی اور طریقہ سے نہیں جانتا موصوف رضی اللہ تعالیٰ مقام رے میں مقابر شجرہ کے اندر مدفون ہیں اور یہ امام سے رضا یافتہ تھے۔

باب : ایک شخص ماہ رمضان کے چند روزہ گذر جانے کے بعد اسلام لایا

(۱۹۳۰) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق سوال کیا گیا جو ماہ رمضان کے نصف دن گذر جانے کے بعد اسلام لایا کہ اب اس پر روزہ کے متعلق کیا فرض ہے؟ آپؑ نے فرمایا وہ جس دن اسلام لایا ہے اسی دن سے روزہ رکھے جو تاریخیں گذر گئیں ان کے روزوں کی قضا اس پر فرض نہیں ہے۔

(۱۹۳۱) صفوان بن یحییٰ نے عیص بن قاسم سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا ایک ایسی قوم کے متعلق جو ماہ رمضان میں اسلام لائی جبکہ ماہ رمضان کے چند دن گذر چکے تھے تو کیا ان پر گذشتہ دنوں کے بھی روزے واجب ہیں یا صرف اس دن سے جب وہ اسلام لائے؟ آپؑ نے فرمایا ان پر گذشتہ دنوں کی قضا واجب نہیں ہے اور نہ اس دن کی جس دن وہ اسلام لائے جب تک کہ وہ طلوع فجر سے پہلے اسلام نہ لائے ہوں۔

باب : وہ وقت جس پر افطار حلال ہے اور نماز واجب ہے

(۱۹۳۲) عمرو بن شمر نے جابر سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد کیا کہ جب قرص آفتاب غائب ہو جائے تو روزہ دار افطار کرے اور نماز کا وقت بھی آگیا ہے۔

اور میرے والد رضی اللہ عنہ نے اپنے خط میں تحریر فرمایا کہ جب تین تارے ظاہر ہو جائیں تو تمہارے لئے افطار حلال ہے۔ اور یہ غروب آفتاب کے ساتھ ہی طلوع ہوتے ہیں۔

اور اسے ابان نے زرارہ سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کیا ہے۔

(۱۹۳۳) حلبی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ سے سوال کیا گیا کہ افطار نماز مغرب سے پہلے کر لیا جائے یا اسکے بعد؟ آپؑ نے فرمایا کہ اگر اسکے ساتھ کچھ ایسے لوگ ہیں کہ اس نے نماز شروع کر دی تو ڈر ہے کہ ان کے افطار میں رکاوٹ پڑے گی تو ان لوگوں کے ساتھ افطار کرلے اور اگر ایسا نہیں ہے تو پہلے نماز پڑھ لے پھر افطار کرے۔

باب : وہ وقت جب روزہ دار پر کھانا پینا حرام ہو جاتا ہے اور نماز صبح پڑھنا جائز ہوتا ہے

(۱۹۳۴) عاصم بن حمید نے ابی بصیر لیث مرادی سے روایت کی ہے اسکا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ روزہ دار پر کھانا پینا کس وقت سے حرام ہو جاتا ہے اور نماز فجر پڑھنا جائز ہوتا ہے؟ تو آپؑ نے فرمایا جب فجر جو ایک سفید چادر کے مانند ہوتی ہے ظاہر ہو جائے تو اس وقت سے روزہ دار پر کھانا پینا حرام ہو جاتا ہے اور اسکے لئے نماز فجر پڑھنا جائز ہوتا ہے میں نے عرض کیا ہم لوگوں کے لئے طلوع آفتاب تک نماز فجر کے لئے وقت نہیں؟ آپؑ نے فرمایا ارے تم کہاں جا رہے ہو وہ تو بچوں کے لئے وقت ہے۔

(۱۹۳۵) ابو بصیر نے ان دونوں ائمہ میں سے کسی ایک سے روایت کی ہے مندرجہ قول خدا کے متعلق کہ کلوا و اشربوا حتی یتبین لکم الخیط الابیض من الخیط الاسود من الفجر (سورہ بقرہ ۱۸۷) (اور کھاؤ پیو یہاں تک کہ صبح کی سفید دھاری رات کی کالی دھاری سے الگ نمایاں ہو جائے) تو آپؑ نے فرمایا کہ یہ آیت خوات بن جبیر انصاری کے متعلق نازل ہوئی۔ وہ خندق میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے اور روزے سے تھے یہاں تک کہ اسی حال میں شام ہو گئی اور اس آیت کے نازل ہونے سے پہلے یہ حکم تھا کہ اگر کوئی شخص رات کو سو جائے تو پھر اس پر کھانا پینا حرام تھا۔ چنانچہ جب شام ہو گئی تو اپنے گھر آئے اور بیوی سے پوچھا تمہارے پاس کچھ کھانے کو ہے؟ انہوں نے جواب دیا سونا نہیں ہم تمہارے لئے کھانا تیار کرتے ہیں چنانچہ انہوں نے تکیہ لگایا تو نیند آگئی۔ بیوی نے کہا ہم نے کھانا تیار کر دیا انہوں نے کہا اچھا (مگر کھایا نہیں) اور اسی حالت میں صبح ہو گئی تو پھر خندق کھودنے میں لگ گئے۔ مگر اب ان کو غش آنے لگے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ادھر سے گذرے اور انکا حال دیکھا تو یہ آیت نازل ہوئی۔ کلوا و اشربوا ------ من الفجر)

(۱۹۳۶) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے خیط الابیض من الخیط الاسود من الفجر کے متعلق سوال کیا گیا تو آپؑ نے فرمایا دن کی سفیدی رات کی سیاہی سے۔

(۱۹۳۷) اور ایک دوسری حدیث میں ہے کہ اس سے مراد وہ فجر ہے جس میں کوئی شک نہ ہو۔

(۱۹۳۸) اور سماعہ بن مہران نے آنجناب علیہ السلام سے ایسے دو شخصوں کے متعلق دریافت کیا کہ دونوں نے کھڑے ہو کر فجر پر نظر ڈالی تو ایک نے کہا کہ یہ فجر ہے دوسرے نے کہا میں تو کچھ نہیں دیکھتا؟ آپ نے فرمایا وہ شخص جس پر فجر ظاہر نہیں ہوئی ہے۔ وہ کھائے پیئے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کلوا واشربوا حتی یتبین لکم الخیط الا بیض من الخیط الا سود من الفجر ثم اتموا الصیام الی اللیل (سورہ بقرہ ۱۸۷) سماعہ کا بیان ہے کہ پھر میں نے ان جنابؑ سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا کہ جس نے ماہ رمضان میں طلوع فجر کے بعد کھایا پیا آپؑ نے فرمایا اگر اس نے اٹھ کر دیکھ لیا تھا اور اس کو فجر نظر نہیں آئی تھی اسکے بعد کھایا پھر دوبارہ دیکھا تو فجر نظر آئی تو وہ اپنے روزہ کو پورا کرے اعادہ کی ضرورت نہیں ہے اگر وہ اٹھا پہلے کھایا پیا اسکے بعد فجر پر نظر ڈالی تو دیکھا کہ وہ تو طلوع ہو چکی ہے تو وہ اس روزہ کو بھی پورا کرے اور کسی دوسرے دن اسکی قضا بھی کرے اس لئے کہ اس نے اٹھنے کے بعد فجر دیکھنے سے پہلے کھانا ہی شروع کر دیا اس لئے اس پر اسکی قضا لازم ہے۔

(۱۹۳۹) صفوان بن یحیی نے عیص بن قاسم سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جو اپنے گھر کے اندر سے نکلا جبکہ اس کے اصحاب گھر میں سحری کھا رہے تھے تو اس نے فجر کو دیکھا اور آواز دی کہ فجر طالع ہو گئی ہے تو چند لوگوں نے کھانے سے ہاتھ روک لیا۔ اور چند لوگوں کا گمان ہوا کہ یہ مزاح کر رہا ہے وہ کھانے میں مصروف رہے۔ آپؑ نے فرمایا کہ یہ لوگ اس روزے کو تمام بھی کریں گے اور اسکی قضا بھی رکھیں گے۔

(۱۹۴۰) محمد بن ابی عمیر نے معاویہ بن عمار سے روایت کی ہے اسکا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ میں کنیز کو حکم دیتا ہوں کہ ذرا فجر کو دیکھ وہ کہتی ہے کہ ابھی فجر طالع نہیں ہوئی تو کھاتا ہوں پھر خود دیکھتا ہوں تو فجر کو طلوع پاتا ہوں، تو آپؑ نے فرمایا کہ تم اس کی قضا رکھو گے لیکن اگر تم خود دیکھ لیتے (اور تمہیں فجر نظر نہ آتی) تو تم پر کچھ عائد نہ ہوتا۔

باب : مرض کی وہ حد کہ مریض روزہ ترک کر دے

(۱۹۴۱) ابن بکیر نے زرارہ سے روایت کی ہے اسکا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ مرض کس حد کا ہو کہ جس پر مریض روزہ ترک کر دے اور کھڑے ہو کر نماز پڑھنا چھوڑ دے، آپؑ نے فرمایا کہ انسان اپنے نفس پر خود نظر رکھتا ہے اور اسکو سب سے زیادہ علم ہے کہ اس میں کتنی طاقت ہے۔

(۱۹۴۲) جمیل بن دراج نے ولید بن صبیح سے روایت کی ہے کہ اسکا بیان ہے کہ ایک دن مدینہ میں ماہ رمضان کے اندر

مجھے بخار آگیا تو حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے میرے پاس ایک پیالہ میں سرکہ اور زیتون بھیجا اور مجھے کہلایا کہ تم اس سے افطار کرو اور بیٹھے بیٹھے نماز پڑھو۔

(۱۹۴۳) بکر بن محمد ازدی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے اسکا بیان ہے کہ میں نے سنا کہ میرے والد نے آنجنابؑ سے دریافت کیا مرض کی حد کے متعلق کہ جس میں انسان روزہ ترک کردے تو آپؑ نے فرمایا جب وہ سحری نہ کھاسکے۔

(۱۹۴۴) سلیمان بن عمرو نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے بیان فرمایا کہ ایک مرتبہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی ماہ رمضان میں آنکھیں دکھنے آگئیں تو رسول اللہ صلی اللہ وآلہ علیہ وسلم نے انکو حکم دیا کہ تم روزہ نہ رکھو اور فرمایا کہ رات کی غذا تمہاری آنکھوں کے لئے مضر ہے۔

(۱۹۴۵) اور حریز کی روایت میں ہے جو انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ جب روزہ دار کو یہ ڈر ہو کہ روزہ آنکھوں کے لئے مضر ہے تو افطار کرلے۔

(۱۹۴۶) نیز فرمایا کہ جب کبھی روزہ مضر ہو تو پھر افطار (روزہ نہ رکھنا) واجب ہے۔

باب : وہ احادیث جو بوڑھے، جوان، حاملہ عورت اور دودھ پلانے والی عورت کے متعلق وارد ہوئیں کہ جو روزہ کی طاقت نہیں رکھتے

(۱۹۴۷) علاء نے محمد بن مسلم سے روایت کی ہے اسکا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا آپؑ فرمارہے تھے کہ بہت بوڑھا شخص اور وہ کہ جس کو پیاس کا مرض ہے ان کے لئے کوئی حرج نہیں اگر وہ ماہ رمضان میں روزہ نہ رکھیں اور ہر دن کے روزہ کے بدلے ایک مد کھانا تصدق کردیں۔ اور ان پر کوئی قضا بھی لازم نہ ہوگی اور اگر وہ ایک مد یومیہ بھی تصدق نہ کرسکتے ہوں تو بھی ان کے اوپر کچھ حرج نہیں ہے۔

(۱۹۴۸) عمار بن موسیٰ نے حضرت امام جعفر صادق سے روایت کی ہے ایک ایسے شخص کے متعلق جس کو اتنی پیاس لگتی ہے کہ وہ ڈرتا ہے کہ کہیں جان نہ نکل جائے تو آپؑ نے فرمایا کہ وہ اتنا پی لے کہ جس سے اسکی جان باقی رہے خوب سیر ہو کر نہ پیئے۔

(۱۹۴۹) اور ابن بکیر کی روایت میں ہے کہ اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے متعلق دریافت کیا علی الذین یطیقونہ فدیۃ طعام مسکین (سورہ بقرہ ۱۸۳) [اور وہ لوگ جو بڑی مشکل سے روزہ رکھ سکتے ہوں اور نہ رکھیں تو ہر روزہ کے بدلے ایک مسکین کو کھانا کھلانا واجب ہے] آپؑ نے فرمایا وہ لوگ جو روزے کی طاقت رکھتے تھے مگر اب بڑھاپے کی وجہ سے یا پیاس کے مرض کی وجہ سے یا اس طرح کی کوئی اور وجہ سے روزہ نہ رکھ سکتے

ہوں تو ان پر ہر دن کے بدلے ایک مد کھانا تصدق کرنا واجب ہے۔

(۱۹۵۰) علاء نے محمد بن مسلم سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے اس نے کہا کہ میں نے آنجناب کو فرماتے ہوئے سنا وہ فرما رہے تھے کہ حاملہ عورت جس کو وضع حمل قریب ہو اور وہ دودھ پلانے والی عورت کہ جس کے دودھ کم ہو ان دونوں کے لئے کوئی ہرج نہیں اگر وہ ماہ رمضان میں روزہ نہ رکھیں کیونکہ ان دونوں میں روزہ کی تاب نہیں ہے اور ان پر واجب ہے جن دنوں وہ روزہ نہ رکھیں ان میں سے ہر دن کے بدلے ایک مد طعام صدقہ کریں اور ان دونوں پر ہر روز کی جس میں روزہ نہیں رکھا ہے بعد میں قضا ہے۔

(۱۹۵۱) اور عبدالملک بن عتبہ ہاشمی نے حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام سے ایسے شخص کے متعلق جو بہت بوڑھا ہے اور ایسی عورت کے متعلق جو بہت بوڑھی ہو چکی ہے جو ماہ رمضان کا روزہ نہیں رکھ سکتی دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا وہ ہر روزہ کے بدلے ایک مد گیہوں تصدق کریں۔

باب روزہ دار کو افطار کرانے کا ثواب

(۱۹۵۲) ابو الصباح کنانی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا جو شخص کسی روزہ دار کو افطار کرائے گا اس کو اتنا ہی ثواب ملے گا جتنا خود روزہ دار کو روزہ رکھنے کا ثواب ملے گا۔

(۱۹۵۳) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام بیان فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ سدیر ماہ رمضان میں میرے پدر بزرگوار کی خدمت میں آئے تو آپؑ نے فرمایا اے سدیر تمہیں معلوم ہے یہ کون سی راتیں ہیں؟ انہوں نے عرض کیا جی ہاں میں آپؑ پر قربان یہ ماہ رمضان کی راتیں ہیں مگر آپؑ نے یہ کیوں پوچھا؟ میرے والد نے فرمایا کیا تم ان کی تمام راتوں میں سے ہر رات کے اندر اولاد اسماعیل میں سے دس غلام آزاد کرانے کی قدرت رکھتے ہو؟ سدیر نے کہا میرے ماں باپ آپؑ پر قربان میرے پاس اتنا مال تو نہیں ہے تو آپؑ اس میں سے ایک ایک کم کر کے پوچھتے گئے یہاں تک کہ ایک غلام تک پہنچ گئے اور ہر مرتبہ سدیر یہ عرض کرتے گئے کہ نہیں مجھ میں مقدرت نہیں ہے تو آپؑ نے فرمایا کیا تم میں اتنی قدرت نہیں ہے کہ ہر شب ایک روزہ دار مسلمان کو افطار کرادو؟ سدیر نے عرض کی جی ہاں (ایک کو نہیں) بلکہ دس کو (افطار کرا سکتا ہوں) میرے والد نے کہا میرے کہنے کا مقصد بھی یہی تھا اے سدیر تمہارا اپنے برادر مسلم کو افطار کرانا اولاد اسماعیل میں سے ایک غلام آزاد کرانے کے برابر ہے۔

(۱۹۵۴) موسیٰ بن بکر نے حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا کہ تمہارا اپنے روزہ دار بھائی کا افطار کرانا خود تمہارے روزہ رکھنے سے افضل ہے۔

(۱۹۵۵) اور حضرت امام علی ابن الحسین علیہ السلام جس دن روزہ رکھتے تو حکم دیتے اور ایک بکری ذبح کی جاتی اور اس کا

گوشت بنا کر اسے پکایا جاتا جب شام ہوتی تو آپ اس دیگچہ پر جھک جاتے یہاں تک کہ روزے کی حالت میں اس کے شوربہ کی خوشبو آپ کے ناک تک پہنچتی پھر فرماتے کہ اچھا پیالے لاؤ اور اس پیالے میں فلاں کے گھر والوں کے لئے اور اس پیالے میں فلاں کے گھر والوں کے لئے بھرو پھر آپ کے لئے روٹی اور کھجور لائی جاتی اور آپ اس سے افطار کرتے۔

(۱۹۵۶) نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اس مہینہ میں کسی روزہ دار مومن کو افطار کرائے گا تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کے لئے اسکا ثواب ایک غلام آزاد کرنا اور اس کے گذشتہ گناہوں کی مغفرت ہے۔ تو آپ سے عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم میں سے ہر ایک میں تو یہ قدرت نہیں کہ ایک روزہ دار کو افطار کرائے۔ آپ نے فرمایا اللہ بڑا کریم ہے تم میں سے اگر کوئی ایک پیالہ دودھ میں ملے ہوئے پانی کی بھی مقدرت رکھتا ہو اور اس سے وہ کسی روزہ دار کو افطار کرادے یا صرف ایک گھونٹ آب شیریں سے یا چند کھجوروں سے تو اللہ تعالیٰ اس کو بھی وہی ثواب عطا کرے گا۔

باب : سحری کھانے کا ثواب

(۱۹۵۷) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سحری کھانے میں برکت ہے میری امت سحری کھانا ہرگز نہ چھوڑے خواہ وہ ایک خشک کھجور کا ناکارہ ٹکڑا ہی کیوں نہ ہو۔

(۱۹۵۸) ایک مرتبہ سماعہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روزہ کا ارادہ کرنے والے کے لئے سحری کھانے کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا ماہ رمضان میں سحری کھانے کی بڑی فضیلت ہے خواہ ایک گھونٹ پانی ہی کیوں نہ ہو لیکن مستحب روزوں میں اگر کوئی سحری کھانا پسند کرتا ہے تو کھائے اور چاہے تو نہ کھائے کوئی حرج نہیں ہے۔

(۱۹۵۹) اور ابو بصیر نے آنجناب سے روزہ دار کے لئے سحری کھانے کے متعلق دریافت کیا کہ کیا روزہ دار کے لئے سحری کھانا واجب ہے؟ تو آپ نے فرمایا اگر کوئی شخص نہیں کھانا چاہتا تو نہ کھائے کوئی حرج نہیں لیکن ماہ رمضان میں افضل ہے کہ سحری کھائے۔ زیادہ پسندیدہ ہے کہ ماہ رمضان میں سحری کھانا ترک نہ کرے۔

(۱۹۶۰) نبی صلی اللہ علی وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگ دن کے روزے میں سحری سے مدد لو اور شب کو عبادت کرنے کے لئے دن کو قیلولہ کرلیا کرو۔

(۱۹۶۱) حضرت امیرالمومنین علیہ السلام سے روایت کی گئی ہے اور انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے ملائکہ سحر کے وقت استغفار کرنے والوں اور سحری کھانے والوں پر درود بھیجتے ہیں۔ لہذا تم میں سے ہر ایک سحری کھائے خواہ ایک گھونٹ پانی ہی کیوں نہ ہو۔

اور سب سے افضل و بہتر سحری ستو اور کھجور ہے اور تمہیں کھانے پینے کی پوری آزادی ہے جب تک تمہیں طلوع فجر کا یقین نہ ہوجائے۔

(۱۹۶۲) ایک شخص نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا اگر مجھے طلوع فجر میں شک ہو تو کھاتا رہوں؟ آپؑ نے فرمایا اس وقت تک کھاؤ جب تک کوئی شک نہ رہے۔

(۱۹۶۳) اور آنجناب علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر لوگ سحری کھالیا کریں اور صرف پانی سے افطار کرلیا کریں تو ان میں اتنی قدرت ہوگی کہ ہمیشہ روزہ رکھیں۔

باب : ایک شخص مستحب روزے رکھتا ہے جبکہ اس پر کچھ فرض روزے واجب الادا ہیں

ائمہ طاہرین علیہم السلام کے اخبار واحادیث یہ وارد ہوئی ہیں کہ مستحبی روزہ رکھنا جائز نہیں اس شخص کے لئے جس پر فرض روزہ قضا ہے اور روایت کرنے والوں میں سے حلبی اور ابو الصباح کنانی ہیں جنہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔

باب : ماہ رمضان میں نماز

(۱۹۶۴) زرارہ و محمد بن مسلم و فضیل نے حضرت امام محمد باقر و حضرت امام جعفر صادق علیہما السلام سے ماہ رمضان میں نافلہ شب کو جماعت کے ساتھ پڑھنے کے متعلق دریافت کیا تو ان دونوں حضرات نے فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب نماز عشاء پڑھ لیتے تو اپنے دولت سرا میں تشریف لیجاتے اور آخر شب مسجد میں آتے اور نماز کے لئے کھڑے ہوجاتے چنانچہ ایک مرتبہ آپ ماہ رمضان کی پہلی شب کو دولت سرا سے نکل کر مسجد میں نماز پڑھنے کے لئے حسب سابق تشریف لائے اور نماز کے لئے کھڑے ہوئے تو لوگوں نے آپؐ کے پیچھے صف باندھ لی آپؐ نے یہ دیکھا تو فوراً گھر واپس چلے گئے۔ اور ان لوگوں کو چھوڑ دیا۔ اور ان لوگوں نے تین شب تک ایسا ہی کیا (کہ آپؐ کے پیچھے صف باندھ لیتے) بالآخر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تیسری شب منبر پر تشریف لے گئے اور حمد وثنائے الہیٰ کے بعد ارشاد فرمایا اے لوگو نماز شب ماہ رمضان میں باجماعت پڑھنا بدعت ہے۔ اور نماز چاشت بھی بدعت ہے آگاہ رہو ماہ رمضان میں کسی شب کو بھی نماز شب کے لئے مسجد میں جمع نہ ہونا اور نہ نماز چاشت پڑھنا اس لئے کہ ایسا کرنا گناہ ہے آگاہ رہو یہ بدعت و گمراہی ہے اور ہر گمراہی کا راستہ جہنم کی طرف ہے۔ اس کے بعد منبر سے یہ کہتے ہوئے اترے تھوڑی سی سنت پر عمل زیادہ بدعت پر عمل سے بہتر ہے۔

(۱۹۶۵) ابن مسکان نے حلبی سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ماہ رمضان میں نماز کے متعلق دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا کہ تیرہ رکعتیں ہیں جس میں نماز وتر اور دو رکعتیں

صبح کی قبل فجر بھی شامل ہیں اس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پڑھا کرتے تھے اور میں بھی پڑھا کرتا ہوں اور اگر کچھ اور بہتر ہوتا تو اسے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہرگز ترک نہ کرتے۔

(۱۹۶۶) عبداللہ بن مغیرہ نے عبداللہ بن سنان سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے انکا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آپؑ سے ماہ رمضان میں نماز کے متعلق دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا کہ تیرہ رکعتیں ہیں جن میں ایک رکعت وتر کی اور دو رکعتیں قبل نماز فجر کی اور اگر کچھ اور زیادہ ہوتیں تو رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس پر عمل کرنے کے زیادہ حقدار تھے اور جن لوگوں نے ماہ رمضان میں زیادہ مستحب رکعتوں کی روایت کی ہے ان میں زرعہ نے سماعہ سے روایت کی ہے اور یہ دونوں واقفیہ ہیں۔

(۱۹۶۷) راوی (ظاہراً سماعہ) کا بیان ہے میں نے آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ ماہ رمضان میں کتنی رکعتیں پڑھی جائیں؟ تو آپؑ نے فرمایا جتنی تم رمضان کے علاوہ دنوں میں پڑھا کرتے تھے۔ لیکن یہ ضرور ہے کہ ماہ رمضان تمام مہینوں سے افضل ہے لہذا بندے کو چاہیئے کہ مستحبی نمازیں زیادہ پڑھے۔ پس اگر وہ چاہے اور اس کی قوت اجازت دے تو پہلی رمضان کی شب سے بیس رمضان کی شب تک بیس رکعتیں اس کے علاوہ پڑھے جو وہ غیر ماہ رمضان میں بھی پڑھتا رہتا ہے ان بیس رکعتوں میں سے بارہ رکعت مغرب وعشاء کے درمیان اور آٹھ رکعت عشاء کے بعد اسکے بعد نماز شب آٹھ رکعت جو وہ اسکے قبل پڑھتا آرہا ہے اور نماز وتر کی تین رکعت میں پہلے دو رکعت پڑھ کر سلام پڑھے پھر کھڑا ہو اور ایک رکعت پڑھے اور اس میں قنوت پڑھے تو یہ وتر کی نماز ہے پھر دو رکعت فجر کی پڑھے یہاں تک کہ فجر کی پو پھوٹ جائے (اس طرح) یہ تیرہ رکعتیں ہیں۔

اور جب رمضان کے دس دن باقی رہ جائیں تو اس میں ہر شب کو تیس رکعتیں پڑھے علاوہ ان تیرہ رکعتوں کے۔ تیس رکعتیں اس طرح کہ بائیس رکعت مغرب وعشاء کے درمیان اور آٹھ رکعت نماز عشاء کے بعد پھر تیرہ رکعت نماز شب جیسا کہ بیان ہوا اور اکیسویں اور تیئسویں کی شب دونوں میں اگر قوت اجازت دے تو سو رکعت پڑھے علاوہ نماز شب کی تیرہ رکعت کے اور اسکو چاہیئے کہ صبح تک بیدار رہے اور مستحب ہے کہ اس دوران دعا و نماز وتضرع میں مشغول رہے اس لئے کہ زیادہ امید کی جاتی ہے کہ شب قدر ان ہی دونوں شبوں میں سے کوئی ایک شب ہے۔

اس کتاب کے مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کو میں نے اس باب میں تحریر کر دیا ہے باوجود یکہ میں اس سے عدول کئے ہوئے اور اس پر عمل ترک کئے ہوئے ہوں تاکہ ناظرین میری اس کتاب میں دیکھ لیں کہ روایت کرنے والے کیسی روایت کرتے ہیں اور اسی سلسلہ میں میرے اعتقاد سے بھی واقف ہوجائیں کہ میں اس روایت پر عمل میں کوئی ہرج نہیں پاتا۔

باب : ماہ رمضان میں سفر کرنے کی کراہت کے متعلق احادیث

(۱۹۶۸) علی بن ابی حمزہ نے ابی بصیر سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ماہ رمضان میں سفر پر نکلنے کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا (مناسب) نہیں لیکن جو سفر اس سے مستثنیٰ ہیں میں وہ بتاتا ہوں۔ مکہ معظمہ کی طرف سفر کرنا یا فی سبیل اللہ جہاد پر جانا۔ یا اس مال کی طرف جانا جس کے تلف ہونے کا خوف ہو۔ یا اپنے اس بھائی کی طرف جانا جس کی ہلاکت کا خوف ہو اور اس سے مراد وہ بھائی نہیں جو نسبی اور ماں باپ سے ہو (بلکہ برادر ایمانی مراد ہے)

(۱۹۶۹) حلبی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا کہ ماہ رمضان شروع ہو گیا اور وہ اپنے گھر پر مقیم ہے اسکا کہیں جانے کا ارادہ نہیں مگر ماہ رمضان شروع ہونے کے بعد اس نے سفر کا ارادہ کیا۔ یہ سن کر آپؑ خاموش رہے۔ میں نے کئی مرتبہ دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا اس کے لئے افضل و بہتر کہ گھر پہ مقیم رہے مگر یہ کہ اس کو کوئی ضروری کام ہو کہ جس کے لئے سفر لازم ہو یا اس کو اپنے کسی مال کے تلف ہونے کا ڈر ہو۔

اس کتاب کے مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ماہ رمضان میں سفر سے منع کرنا کراہت کی بنا پر ہے حرام کی بنا پر نہیں ہے۔ اور گھر پر مقیم رہنا اس لئے بہتر ہے کہ روزہ میں قصر نہ کرنا پڑے۔

(۱۹۷۰) علاء نے محمد بن مسلم سے انہوں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجنابؑ سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا گیا کہ جو اپنے گھر مقیم ہے ماہ رمضان میں اس کو سفر در پیش ہوا جبکہ ماہ رمضان کے چند دن گزر بھی چکے ہیں؟ آپؑ نے فرمایا کوئی ہرج نہیں وہ سفر کرے افطار کرے اور روزہ نہ رکھے۔

اور یہی روایت ابان بن عثمان نے بھی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کی ہے۔

(۱۹۷۱) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا گیا جو اپنے بھائی کو رخصت کرنے کے لئے اس کے ساتھ دو یا تین دن کی مسافت تک گیا۔ آپؑ نے فرمایا اگر رمضان کا مہینہ ہے تو افطار کرے۔ تو دریافت کیا گیا کہ افضل و بہتر کیا ہے گھر پر مقیم رہے اور روزہ رکھے یا اپنے بھائی کو رخصت کرنے جائے؟ آپؑ نے فرمایا وہ اپنے بھائی کو رخصت کرنے جائے اگر وہ رخصت کرنے جائے گا تو اللہ تعالیٰ اس سے روزہ گھٹا لے گا۔

(۱۹۷۲) وشاء نے حماد بن عثمان سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ ماہ رمضان میں میرے پاس میرے اصحاب میں سے ایک شخص کی خبر مقام اعوص (جو مدینہ سے چند میل کے فاصلہ پر ہے) سے آئی کیا میں اس سے جا کر ملوں اور روزہ چھوڑ دوں؟ آپؑ نے فرمایا ہاں اس سے جا کر ملاقات کرو اور روزہ چھوڑ

دو۔ میں نے عرض کیا میں اس کے پاس جا کر ملاقات کروں اور روزہ چھوڑ دوں یا گھر پر مقیم رہوں اور روزہ رکھوں؟ آپؑ نے فرمایا اس سے ملاقات کرو اور روزہ چھوڑ دو۔

باب : سفر میں روزہ قصر کرنا واجب ہے

(۱۹۷۳) یحییٰ بن ابی علاء نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا ماہ رمضان کے اندر سفر میں روزہ رکھنے والا ایسا ہی جیسے کوئی حضر میں روزہ نہ رکھے۔

اس کے بعد آپؑ نے فرمایا کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ماہ رمضان کے اندر سفر میں روزہ رکھوں؟ فرمایا نہیں۔ اس نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روزہ مجھ پر آسان ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میری امت کے مریضوں اور مسافروں کو ماہ رمضان میں افطار عطا فرمایا ہے کیا تم میں سے کوئی شخص اس کو پسند کریگا کہ اگر وہ کسی کو کوئی شے عطا کرے اور وہ اسکے عطیہ کو واپس کر دے۔

(۱۹۷۴) عبید بن زرارہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے قول فمن شھد منکم الشھر فلیصمه (البقرہ ۱۸۵)(تم میں سے جو شخص اس مہینے میں اپنی جگہ پر ہو تو اسے چاہیئے کہ روزہ رکھے) کے متعلق سوال کیا تو آپؑ نے فرمایا کتنی واضح بات ہے کہ جو مہینے کا چاند دیکھے وہ روزہ رکھے اور جو شخص سفر کرے وہ روزہ نہ رکھے۔

(۱۹۷۵) محمد بن حکیم نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص سفر میں روزہ رکھے ہوئے مر جائے تو میں اس کی نماز جنازہ نہیں پڑھوں گا۔

(۱۹۷۶) حریز نے زرارہ سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان لوگوں کا نام عصاۃ (گنا ہگار) رکھا جنہوں نے قصر کرنے اور افطار کرنے کے وقت روزہ رکھا۔ آپؑ نے فرمایا چنانچہ وہ لوگ قیامت تک عصاۃ ہی رہیں گے اور ہم ان کی اولاد اور اولاد در اولاد کو آج تک پہچانتے ہیں۔

(۱۹۷۷) عیص بن قاسم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ جب کوئی شخص ماہ رمضان میں سفر کے لئے نکلے تو روزہ توڑ دے نیز فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ سے مکہ کی طرف ماہ رمضان میں چلے تو بہت سے لوگ آپؐ کے ساتھ تھے جن میں کچھ پیادہ بھی چل رہے تھے جب آپؐ مقام کراع الغمیم (مکہ اور مدینے کے درمیان ایک مقام) پہنچے تو ظہر و عصر کے درمیان ایک پیالہ پانی منگوایا اور اسے پی کر افطار کر لیا آپؐ کے ساتھ لوگوں نے بھی افطار کیا مگر چند لوگ اپنے روزے پر باقی رہے (افطار نہیں کیا) تو آپؐ نے ان کا نام عصاۃ (نافرمان) رکھدیا اس لئے کہ عمل کی بنیاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم پر ہے۔

(۱۹۷۸) ابان بن تغلب سے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ میری امت کے نیک لوگ جب سفر کرتے ہیں تو افطار کرتے ہیں، قصر کرتے ہیں، جب نیکی کرتے ہیں تو خوش ہوتے ہیں جب ان سے برائی سرزد ہوتی ہے تو اللہ سے طالبِ مغفرت ہوتے ہیں۔ اور میری امت کے برے لوگ نعمتوں میں پیدا ہوتے ہیں اچھے اچھے کھانے کھاتے ہیں نرم اور عمدہ لباس پہنتے ہیں مگر جب بات کرتے ہیں تو سچ نہیں بولتے۔

(۱۹۷۹) ابن محبوب نے ابی ایوب سے انہوں نے عمار بن مروان سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے اسکا بیان ہے کہ میں نے آنجناب کو فرماتے ہوئے سنا وہ فرما رہے تھے کہ جو شخص سفر کرے تو وہ روزہ افطار کرے اور نماز قصر کرے سوائے ان لوگوں کے جن کا سفر شکار کے لئے ہو یا اللہ تعالیٰ کی معصیت کے لئے ہو یا ایسے شخص کا فرستادہ جو اللہ کی معصیت کرتا ہو یا دشمن کی تلاش میں چلا ہو یا دشمنی کے لئے جا رہا ہو یا حاکم کے پاس کسی کی چغل خوری کے لئے جائے یا سفر مسلمانوں کے گروہ کو ضرر پہنچانے کے قصد سے ہو۔

(۱۹۸۰) اور آپؑ نے فرمایا کہ ماہ رمضان میں انسان روزہ اسی وقت افطار کرے گا جب اس کا سفر راہ حق و مباح میں ہو۔

اس کتاب کے مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس کتاب کے ابواب صلوٰۃ میں مسافر کے قصر کے متعلق احادیث تحریر کر دی ہیں نیز یہ کہ کس حد پر قصر ہو گا اور کون لوگ نماز پوری پڑھیں گے۔

باب : سفر میں مستحب روزے

(۱۹۸۱) امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ سفر میں روزہ رکھنا نیکی نہیں ہے۔

(۱۹۸۲) حلبی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ سے ایک ایسے شخص کے متعلق سوال کیا گیا کہ جو اپنے گھر سے سفر کے ارادے سے نکلا جبکہ وہ روزے سے تھا۔ آپؑ نے فرمایا اگر وہ دوپہر سے پہلے نکلا ہے تو روزہ افطار کرے اور اس دن کی قضا کرے اور اگر بعد زوال نکلا ہے تو اس دن کا روزہ پورا کرے۔

(۱۹۸۳) علاء نے محمد بن مسلم سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا جب کوئی شخص ماہ رمضان میں سفر کرے اور بعد زوال گھر سے نکلے تو وہ اس دن کا روزہ پورا کرے اور اسکا اس دن کا روزہ ماہ رمضان میں شمار ہو گا۔ اور اگر بعد طلوع فجر (منزل پر) پہنچا ہے تو اس پر اس دن کا روزہ نہیں ہے مگر وہ چاہے تو رکھ لے۔

(۱۹۸۴) اور رفاعہ بن موسیٰ کی روایت میں ہے جو اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کی ہے راوی کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جو ماہ رمضان میں اپنے گھر سفر سے واپس آ رہا ہے اور ایسا نظر آتا ہے کہ وہ اپنے گھر والوں میں بعد طلوع آفتاب یا ذرا دن چڑھے پہنچ جائے گا۔ آپؑ نے فرمایا کہ جب فجر طلوع ہو گئی اور ابھی تک وہ باہر ہی ہے گھر نہیں پہنچا تو اسکو اختیار ہے چاہے اس دن روزہ رکھے اور چاہے افطار کر لے۔

(۱۹۸۵) یونس بن عبدالرحمن نے حضرت امام موسیٰ بن جعفر علیہما السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے ایک ایسے مسافر کے لئے فرمایا جو قبل زوال اپنے گھر حالت جنب میں واپس پہنچا اور ابھی تک کچھ کھایا پیا نہیں تو وہ اپنے اس دن کے روزے کو پورا کرے اس پر اسکی قضا نہیں؟ انہوں نے کہا کہ (یہ اس صورت میں ہے کہ) جب اسکی جنابت احتلام سے ہوئی ہو۔

(۱۹۸۶) اور عبداللہ بن سنان نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جس نے اپنی کنیز کے ساتھ ماہ رمضان میں دن کے وقت سفر میں مجامعت کی۔ آپؑ نے فرمایا کہ اس شخص نے ماہ رمضان کے حق کو نہیں پہچانا اس کے لئے رات کا وقت بہت طویل تھا۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا (اس میں ہرج ہی کیا ہوا) کیا وہ دن کے وقت کھاتا پیتا نہیں رہا ہے آپؑ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے سفر کی صعوبت و تھکاوٹ کی وجہ سے مسافر کو اجازت دی ہے کہ وہ روزہ افطار کرے اور نماز قصر کرے اس کی اجازت تو نہیں دی ہے کہ وہ ماہ رمضان میں دن کے وقت سفر میں عورتوں سے مجامعت کرے اور اس نے اس پر روزے کی قضا واجب کی ہے نماز کی قضا تو واجب نہیں کی، ہاں جب سفر سے واپس آئے تو پوری نماز پڑھے۔

اور میں جب ماہ رمضان میں سفر کرتا ہوں تو پوری غذا نہیں کھاتا اور نہ پورا سیر ہو کر پانی پیتا ہوں۔ اور سفر میں قصر کرنے والے کے لئے جماع کو منع کیا گیا تو یہ منع بربنائے کراہت ہے نہ کہ منع بربنائے حرمت۔

(۱۹۸۷) حلبی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے راوی کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آنجنابؑ سے عرض کیا کہ ایک شخص نے سفر میں روزہ رکھا تو آپؑ نے فرمایا کہ اگر اس کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ حکم پہنچا ہے کہ آپؐ نے اس سے منع کیا ہے تو وہ اس دن کے روزے کی قضا رکھے گا اور اگر اس کے پاس یہ حکم نہیں پہنچا ہے تو اس پر کوئی الزام نہیں۔

باب : حائضہ اور استحاضہ کا روزہ

(۱۹۸۸) ابوالصباح کنانی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک ایسی عورت کے متعلق جس نے روزہ رکھے ہوئے صبح کی مگر جب ذرا دن چڑھا یا بعد زوال اس کو حیض آگیا کیا وہ روزہ توڑ دے؟ آپؑ نے فرمایا ہاں اگر مغرب سے قبل بھی حیض آجائے تو روزہ توڑ دے نیز ایک ایسی عورت کے لئے جو ماہ رمضان میں دن کے اول حصہ میں دیکھتی ہے کہ حیض سے پاک ہو گئی لیکن ابھی اس نے غسل نہیں کیا ہے اور نہ ابھی کچھ کھایا پیا ہے تو اب وہ اس روز کیا کرے؟ آپؑ نے فرمایا ابھی آج تو وہ خون سے پاک ہوئی (ابھی اس کے لئے روزہ نہیں ہے)۔

(۱۹۸۹) علی بن مہزیار سے روایت ہے اسکا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام کو خط لکھکر دریافت کیا کہ ایک عورت ماہ رمضان کی پہلی تاریخ کو حیض یا نفاس سے پاک ہوئی پھر اس کو استحاضہ شروع ہو گیا تو اس نے پورے ماہ

رمضان نماز پڑھی اور روزے رکھے بغیر وہ عمل کئے ہوئے (یعنی) جو استحاضہ والی عورتیں ہر دو نمازوں کے لئے غسل کرتی ہیں کیا اس کا یہ روزہ اور اسکی یہ نماز جائز ہے؟ تو آپ نے جواب میں تحریر فرمایا وہ روزہ کی قضا کرے گی نماز کی قضا نہیں کرے گی اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی ازواج مومنات کو یہی ہدایت فرمایا کرتے تھے۔

(۱۹۹۰) سماعہ سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے استحاضہ والی عورت کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ وہ روزہ رکھے گی سوائے ان ایام کے جن میں اس کو حیض آتا ہے۔ وہ ایام حیض کی قضا بعد میں کرے گی۔

(۱۹۹۱) اور عبدالرحمن بن حجاج نے حضرت ابوالحسن علیہ السلام سے ایک ایسی عورت کے متعلق دریافت کیا جس کے بعد عصر بچہ پیدا ہوا۔ کیا وہ اس دن کے روزہ کو پورا کرے یا افطار کرے؟ آپ نے فرمایا افطار کرے اور اس دن کی قضا بعد میں بجا لائے۔

(۱۹۹۲) عیص بن قاسم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ آنجنابؑ سے ایک ایسی عورت کے متعلق دریافت کیا جسے ماہ رمضان میں غروب آفتاب سے پہلے خون حیض آگیا؟ آپؑ نے فرمایا جس وقت حیض آیا وہ افطار کرلے۔

(۱۹۹۳) علی بن حکم نے ابی حمزہ سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے ایک ایسی عورت کے متعلق دریافت کیا جو ماہ رمضان میں بیمار پڑ گئی یا اس کو حیض آگیا یا سفر پر چلی گئی اور ماہ رمضان ختم ہونے سے پہلے مرگئی۔ کیا اس کے روزوں کی قضا کی جائے گی؟ آپؑ نے فرمایا کہ بیماری اور حیض کے زمانہ کی تو قضا نہ ہوگی مگر سفر کے زمانے کی قضا ہوگی۔

(۱۹۹۴) ابن مسکان نے محمد بن جعفر سے روایت کی ہے کہ انہوں نے بیان کیا میں نے ایک مرتبہ حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام سے عرض کیا کہ میری عورت نے دو ماہ کے روزے کی نذر کی تو اس کے بچہ پیدا ہوا اور اس کے بعد اسے پھر حمل قرار پا گیا اور وہ روزے رکھنے پر قادر نہیں رہی؟ آپؑ نے فرمایا وہ ہر روزے کے بدلے ایک مد طعام کسی مسکین کو صدقہ دیدے۔

باب : ماہ رمضان کے روزوں کی قضا

(۱۹۹۵) عقبہ بن خالد نے حضرت امام جعفر علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک ایسے شخص کے متعلق جو ماہ رمضان میں بیمار پڑا رہا اور جب صحت یاب ہوا تو حج کو چلا گیا اب وہ کیا کرے؟ آپ نے فرمایا جب حج سے واپس ہو تو روزوں کی قضا بجا لائے۔

(۱۹۹۶) عبدالرحمن بن ابی عبداللہ نے آنجناب علیہ السلام سے ذی الحجہ کے مہینہ میں ماہ رمضان کے روزوں کی قضا بلا

تسلسل رکھنے کے متعلق دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا کہ اس کی قضا ماہ ذی الحجہ میں کرو اور اگر چاہو تو بلا تسلسل رکھ لو۔

(۱۹۹۷) حلبی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ اگر کسی شخص پر ماہ رمضان کے روزوں میں سے کچھ قضا باقی ہو تو جس مہینہ میں چاہے اسکی قضا مسلسل دنوں میں رکھے اور اگر مسلسل نہ رکھ سکتا ہو تو جیسے چاہے رکھے دنوں کا شمار کرکے متفرق رکھے تو بھی بہتر ہے اور مسلسل رکھے تو بھی بہتر ہے۔

(۱۹۹۸) سلیمان بن جعفر جعفری نے حضرت ابوالحسن امام رضا علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جس پر ماہ رمضان کے چند دنوں کے روزے قضا ہیں کیا وہ ان کو متفرق طور پر رکھے؟ آپؑ نے فرمایا اگر ماہ رمضان کے قضا روزے متفرق طور پر رکھے تو کوئی ہرج نہیں ہے اور جو روزے متفرق طور پر نہیں رکھ سکتے وہ کفارہ ظہار و کفارہ قتل و کفارہ حلف ہیں۔

(۱۹۹۹) جمیل نے زرارہ سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق روایت کی ہے جو بیمار پڑا ماہ رمضان آیا اور چلا گیا اور اسکی بیماری کا سلسلہ چلتا رہا یہاں تک کہ دوسرا ماہ رمضان بھی آگیا؟ آپؑ نے فرمایا کہ وہ پہلے رمضان کے لئے صدقہ نکالے اور دوسرے رمضان کا روزہ رکھے۔ اور اگر وہ ان دونوں رمضان کے درمیان صحیح ہوگیا تھا مگر اس نے روزہ نہیں رکھا یہاں تک کہ دوسرا رمضان آگیا تو وہ دونوں رمضان کے روزے رکھے گا اور پہلے رمضان کے روزوں کا صدقہ بھی دے گا۔

(۲۰۰۰) ابن محبوب نے حارث بن محمد سے انہوں نے برید عجلی سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جو ایک دن ماہ رمضان کا قضا روزہ رکھے ہوئے تھا کہ اسی میں اس نے اپنی زوجہ سے مجامعت کرلی۔ آپؑ نے فرمایا اگر اس نے یہ مجامعت قبل زوال کی ہے تو اس پر کچھ نہیں ہے اور اگر اس نے یہ مجامعت بعد زوال کی ہے تو وہ دس مسکینوں کو فی مسکین ایک مد تصدق کرے اور اگر اسکی قدرت نہیں رکھتا تو اس دن کے بدلے ایک دن روزہ رکھے اور اپنے کئے کے کفارہ میں تین دن اور روزہ رکھے۔

اور یہ بھی روایت کی گئی ہے کہ اگر اس نے قبل زوال روزہ توڑلیا تو اس پر کچھ نہیں ہے اور اگر اس نے بعد زوال روزہ توڑا ہے تو اس پر وہی کفارہ لازم ہوگا جو ماہ رمضان میں ایک روزہ توڑنے پر لازم آتا ہے۔

(۲۰۰۱) سماعہ نے ابی بصیر سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسی عورت کے متعلق دریافت کیا جو ماہ رمضان کا قضا روزہ رکھے ہوئے تھی کہ اس کے شوہر نے اس پر روزہ توڑنے کے لئے زبردستی کی آپؑ نے فرمایا اگر اسکے شوہر نے بعد زوال آفتاب زبردستی کی ہے تو وہ اس کا سزاوار نہ تھا۔

(۲۰۰۲) سماعہ نے آنجنابؑ کے اس قول کے متعلق دریافت کیا کہ روزہ دار کو زوال آفتاب تک اختیار ہے تو آپؑ نے فرمایا کہ یہ واجب روزہ کے لئے ہے اور مستحب روزے کے لئے اسے غروب آفتاب تک اختیار ہے جب چاہے روزہ توڑ دے۔

(۲۰۰۳) ابن فضال نے صالح بن عبداللہ خثعمی سے روایت کی ہے اسکا بیان ہے کہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک شخص نے روزہ کی نیت کرلی تھی کہ اسکا برادر مومن آیا اور اس نے اس سے روزہ افطار کرنے کی درخواست کی تو کیا وہ افطار کرلے؟ آپ نے فرمایا اگر وہ مستحب روزہ تھا تو اسکے لئے افطار جائز اور مناسب ہے اور اگر یہ فرض روزہ کی قضا ہے تو وہ اس روزہ کو پورا کرے گا۔ اور جب کوئی شخص صبح کرے اور اسکی روزہ رکھنے کی نیت نہ ہو پھر یک بیک اسکا ارادہ ہوجائے تو وہ روزہ رکھ سکتا ہے۔

(۲۰۰۴) اور آنجناب علیہ السلام سے ایک مستحب روزہ رکھنے والے کے لئے دریافت کیا گیا جسے کوئی ضرورت پیش آگئی تو آپ نے فرمایا کہ اسکو عصر تک اختیار ہے اور اگر وہ عصر تک ٹھہرا رہا پھر اسکے جی میں آیا کہ روزہ رکھ لے مگر ابھی تک روزہ کی نیت نہیں کی تھی تو اس کو اختیار ہے اگر چاہے تو اس دن کا روزہ رکھ لے۔

اور جب کوئی عورت ابھی دن کا کوئی حصہ باقی ہے کہ حیض سے پاک ہوجائے تو وہ تادیباً دن کے بقیہ حصہ میں روزہ رکھے اور اس پر اس دن کے روزے کی قضا (لازم) ہے۔

اور اگر ابھی دن کا کچھ حصہ باقی ہے کہ اس کو حیض آگیا تو وہ افطار کرلے اور اس پر اس دن کی قضا لازم ہے۔

اور اگر کسی شخص پر پے در پے دو مہینے کے روزے واجب ہیں اور اس نے ایک مہینہ روزہ رکھ لیے اور ابھی دوسرے مہینہ کا ایک دن بھی روزہ نہیں رکھا تھا تو اس کے لئے ایک مہینے کے روزے کافی نہیں وہ ازسرنو روزہ رکھے گا لیکن یہ کہ اس نے بیماری کی وجہ سے روزہ توڑ لیا ہو۔ تو ایسی صورت میں جہاں سے چھوڑا تھا وہیں سے روزہ رکھے اس لئے کہ یہ رکاوٹ اللہ کی طرف سے تھی اور اگر اس نے ایک ماہ روزے رکھ کر دوسرے ماہ کے بھی چند دن روزے رکھ لئے ہیں اور پھر روزہ کا سلسلہ توڑا ہے تو جہاں سے چھوڑا ہے وہیں سے روزہ شروع کرے۔

(۲۰۰۵) موسیٰ بن بکر نے فضیل سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے ایک ایسے شخص کے متعلق فرمایا جس پر ایک ماہ کا روزہ واجب تھا اس نے پندرہ دن روزے رکھ لئے اور اب اس کو کوئی امر پیش آگیا؟ تو آپ نے فرمایا اگر اس نے پندرہ روزے رکھ لئے ہیں تو بقیہ کو وہ پورا کرے گا اور اگر پندرہ دن سے کم رکھے ہیں تو پھر سے پورے مہینہ کے روزے رکھے گا۔

(۲۰۰۶) منصور بن حازم نے آنجناب علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے ایک ایسے شخص کے متعلق فرمایا کہ جس نے ماہ شعبان میں کفارۂ ظہار رکھنا شروع کیا پھر ماہ رمضان آگیا آپ نے فرمایا کہ وہ ماہ رمضان کے روزے رکھے گا اور پھر سے کفارۂ ظہار کے روزے شروع کرے گا اور اگر وہ نصف سے زیادہ روزے رکھ چکا تھا تو بقیہ کو پورا کرے گا۔

(۲۰۰۷) ابن محبوب نے ابی ایوب سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک شخص کے ذمہ دو مہینے کے پے در پے مسلسل کفارۂ ظہار کے روزے ہیں تو اس نے ذی القعدہ میں روزے رکھے اور ذی الحجہ

شروع ہو گیا آپ نے فرمایا کہ وہ پورے ذی الحجہ میں روزے رکھے گا سوائے ایام تشریق کے پھر وہ پہلی محرم سے تین دن روزے رکھ کر اسے پورا کرے گا تو اس کے دو مہینے کے پے درپے اور مسلسل روزے پورے ہو جائیں گے۔ نیز فرمایا کہ اس کے لئے جائز نہیں جب تک ایام تشریق کے تین دن کے روزوں کی قضا محرم کی پہلی سے نہ رکھ لے اپنی زوجہ سے مقاربت کرے۔ اور اس میں کوئی ہرج نہیں اگر کوئی شخص ایک مہینہ روزہ رکھ کر اس سے متصل دوسرے مہینہ کے چند دن روزہ رکھ لے پھر کسی سبب سے تسلسل منقطع کرنا پڑے پھر پورے بقیہ روزے رکھکر دو مہینے پورے کرے۔

باب : میت کے قضا روزے

(۲۰۰۸) ابان بن عثمان نے ابی مریم انصاری سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ اگر کوئی شخص ماہ رمضان کے چند روزے رکھنے کے بعد بیمار پڑ گیا اور مسلسل بیمار رہا یہاں تک کہ مر گیا تو اس پر کوئی قضا نہیں ہے اور اگر وہ صحتیاب ہو گیا اس کے بعد بیمار پڑا اور مر گیا اور اسکا چھوڑا ہوا مال ہے تو اسکے مال سے ہر دن کے بدلے ایک مد طعام تصدق کیا جائے گا اور اگر اس کا کوئی چھوڑا ہوا مال نہیں ہے تو اس کا ولی اسکی طرف سے روزہ رکھے گا۔

اور اگر کوئی شخص مرجائے اور اس پر رمضان کے روزوں کی قضا ہو تو اس کے ولی پر اس کی قضا لازم ہے اور اس طرح جس شخص کا روزہ سفر میں یا بیماری میں چھوٹ گیا ہو قبل اسکے کہ وہ اتنے دن صحتمند رہتا کہ اپنے روزہ کی قضا رکھ لیتا وہ اپنے مرض ہی میں مر گیا اگر ایسا ہے تو اس پر کوئی قضا نہیں ہے اور اگر میت کے دو ولی ہیں تو مردوں کے اندر ان دونوں میں سے جو بڑا ہے اس پر لازم ہے کہ اسکی قضا رکھے اور اگر مردوں میں سے اسکا کوئی ولی نہیں ہے تو عورتوں میں سے جو اسکی ولی ہو گی وہ اسکی طرف سے قضا روزے رکھے گی۔

(۲۰۰۹) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ اگر کوئی شخص مرجائے اور اس پر ماہ رمضان کے روزے قضا ہوں تو اسکے گھر والوں میں جو چاہے اسکی طرف سے قضا روزے رکھے۔

(۲۰۱۰) اور محمد بن حسن صفار رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کو خط لکھکر ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جو مر گیا ہے اور اسکے ماہ رمضان کے دس روزے قضا ہیں اور اس کے دو ولی ہیں کیا یہ جائز ہے کہ وہ دونوں اسکے قضا روزے رکھیں یا پانچ روزے ایک ولی رکھے اور پانچ روزے دوسرا ولی رکھے؟ تو آپؑ کی طرف سے جواب خط آیا کہ اسکا سب سے بڑا ولی اسکی طرف سے دس روزے رکھے گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

باب : نذر کے روزے کا کفارہ

(۲۰۱۱) احمد بن محمد بن ابی نصر بزنطی نے حضرت ابوالحسن رضا علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق روایت کی ہے جس نے نذر کی تھی کہ اگر میں بیماری سے صحتیاب ہوگیا یا قید سے چھوٹ گیا تو ہر چہار شنبہ کو روزہ رکھوں گا اور یہی اسکی رہائی کا دن تھا مگر وہ اس نذر کو پورا کرنے سے عاجز رہا بیماری کی بنا پر یا کسی اور سبب سے اور اللہ تعالیٰ نے اس کی عمر بھی بہت طویل کردی اور اب اس نذر کے کفارہ کے بہت زیادہ روزے جمع ہوگئے؟ آپؑ نے فرمایا ہر ایک دن کے روزے کے عوض ایک مد گیہوں یا کھجور تصدق کردے۔

(۲۰۱۲) اور ادریس بن زید و علی بن ادریس کی روایت میں ہے جو ان دونوں نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ وہ ہر دن کے عوض ایک مد گیہوں یا جو تصدق کرے گا۔

باب : اجازت سے روزہ

(۲۰۱۳) فضیل بن یسار نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جب کوئی شخص کسی شہر میں جاتا ہے تو اس شہر میں جتنے اسکے ہم مذہب ہیں وہ انکا مہمان ہوتا ہے اس وقت تک کہ جب وہ وہاں سے کوچ کر جائے۔ اور اس مہمان کے لئے یہ جائز نہیں کہ بغیر انکی اجازت کے روزہ رکھے تاکہ ان لوگوں نے اس کے لئے جو تیار کیا ہے وہ خراب اور فاسد نہ ہوجائے۔ اور ان میزبانوں کے لئے بھی یہ جائز نہیں کہ بغیر مہمان کی اجازت کے روزہ رکھیں تاکہ وہ مہمان اپنے میزبانوں کو شرمندہ نہ کرے اور باوجودیکہ اسکو خواہش ہو مگر وہ غذا (کھانا) اپنے میزبانوں کے لئے چھوڑ دے۔

(۲۰۱۴) نشیط بن صالح نے ہشام بن حکم سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ مہمان کی سمجھداری یہ ہے کہ وہ بغیر اپنے میزبان کی اجازت کے مستحب روزہ نہ رکھے۔ اور عورت کی اطاعت یہ ہے کہ بغیر اپنے شوہر کی اجازت کے مستحب روزہ نہ رکھے۔ اور غلام کی بھلائی اور اطاعت یہ ہے کہ بغیر اپنے مالک کی اجازت کے مستحب روزہ نہ رکھے اور بیٹے کا اچھا برتاؤ اپنے والدین کے ساتھ یہ ہے کہ وہ اپنے والدین کی اجازت کے بغیر مستحب روزہ نہ رکھے۔ ورنہ مہمان نا سمجھ وجاہل، عورت نافرمان اور بیٹا عاق سمجھا جائے گا۔

باب : ماہ رمضان کی شبہائے مخصوصہ میں غسل اور عشرہ آخر و شب قدر کے متعلق

احادیث

(۲۰۱۵) علاء نے محمد بن مسلم سے انہوں نے ان دونوں ائمہ علیہم السلام میں سے کسی ایک سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ ماہ رمضان کی تین شبوں میں غسل کیا جائے۔ انیسویں کی شب، اکیسویں کی شب اور تیئیسویں کی شب۔ انیسویں کو حضرت امیرالمومنین علیہ السلام زخمی ہوئے اور اکیسویں کو آپؑ نے رحلت فرمائی۔ نیز فرمایا کہ غسل اول شب میں ہو جو آخر شب تک کیلئے کافی ہوگا۔

(۲۰۱۶) اور یہ روایت بھی کی گئی کہ ستائیسویں کی شب کو غسل کرنا چاہیئے۔

(۲۰۱۷) اور زرارہ اور فضیل نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ نے فرمایا کہ ماہ رمضان میں غسل غروب آفتاب سے ذرا قبل ہونا چاہیئے پھر مغرب کی نماز پڑھے اور افطار کرے۔

(۲۰۱۸) سماعہ نے ابی بصیر سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا کہ جب ماہ رمضان کا آخری عشرہ آتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کمربستہ ہوتے، عورتوں سے پرہیز کرتے، شب بیداریاں کرتے اور عبادت کیلئے ہر کام سے خود کو فارغ کرلیتے۔

(۲۰۱۹) اور سلیمان جعفری نے حضرت ابوالحسن علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ ماہ رمضان کی اکیسویں کی شب اور تیئیسویں کی شب سو (۱۰۰) رکعت نماز پڑھو ہر رکعت میں ایک مرتبہ سورہ الحمد اور دس مرتبہ سورہ قل ھو اللہ احد پڑھو۔

(۲۰۲۰) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ ماہ رمضان کی انیسویں کی شب میں قدر (تخمینہ) کیا جاتا ہے اکیسویں کی شب میں قضا (فیصلہ) کیا جاتا ہے اور تیئیسویں کی شب اسکو ابرام (قطعی) کردیا جاتا ہے کہ سال بھر میں کیا ہوتا ہے اور اس کے مثل اور باتیں بھی، ویسے اللہ تعالیٰ (قادر ہے) اپنی مخلوق کیلئے جو چاہتا ہے کرتا ہے۔

(۲۰۲۱) رفاعہ نے ان ہی جناب علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ سال کی سب سے پہلی شب اور آخری شب (شب عیدالفطر) شب قدر ہے۔

(۲۰۲۲) ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خواب میں دیکھا کہ میرے بعد میرے منبر پر بنی امیہ اچک رہے ہیں اور لوگوں کو زبردستی سیدھے راستے سے گمراہ کررہے ہیں تو صبح کو بہت محزون و مغموم اٹھے لتنے میں حضرت جبرئیل نازل ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ کیا بات ہے کہ میں آپ کو محزون و مغموم پا رہا ہوں؟ آپ نے فرمایا کہ اے جبرئیل میں نے آج کی شب خواب میں دیکھا کہ میرے بعد بنی امیہ میرے منبر پر اچکیں گے اور لوگوں کو جبراً راہ حق سے گمراہ کریں

گئے ۔ حضرت جبرئیل نے کہا اس ذات کی قسم جس نے حق کے ساتھ آپ کو نبی بنا کر بھیجا ہے یہ ایسی بات ہے کہ جسکی مجھ کو اطلاع نہیں ۔ پھر وہ آسمان کی طرف پرواز کر گئے اور یہ آیت لیکر نازل ہوئے افرأیت ان متعنا ھم سنین ثم جاء ھم ماکانوا یدعدون ما اغنی عنھم ماکانوا یمتّعون) (کیا تم نے غور کیا کہ اگر ہم انکو سالہا سال چین کرنے دیں اس کے بعد جس عذاب کا ان سے وعدہ کیا جاتا ہے ان کے پاس آپہنچے تو جن چیزوں سے یہ چین وآرام کیا کرتے تھے ان میں سے کچھ بھی تو کام نہ آئے گا) (سورۃ شعرا آیت ۲۰۵ تا ۲۰۷) ان پر نازل کیا انا انزلنافی لیلۃ القدر و ما ادراک مالیلۃ القدر ○ لیلۃ القدر خیر من الف شھر پس اپنے نبی کیلئے لیلتہ القدر کو بنی امیہ کی ایک ہزار مہینے کی حکومت سے بہتر قرار دیا ۔

(۲۰۲۳) ایک شخص نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا مجھے بتائیں کہ شب قدر آچکی یا ہر سال آتی ہے؟ تو آپؑ نے فرمایا کہ اگر شب قدر اٹھالی جائے تو پھر قرآن ہی اٹھالیا جائیگا ۔

(۲۰۲۴) حمران نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے قول انا انزلنا فی لیلۃ مبارکۃ (سورہ دخان ۳) کے متعلق دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا یہ شب قدر ہے اور ہر سال ماہ رمضان کے عشرہ آخر میں آتی ہے اور قرآن صرف شب قدر ہی میں نازل ہوا ۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فیھا یفرق کل امر حکیم سورہ دخان آیت نمبر ۴ ۔ (اسی رات کو تمام دنیا کے حکمت و مصلحت کے سال بھر کے کام فیصل کئے جاتے ہیں) آپؑ نے فرمایا شب قدر میں وہ تمام امور جو سال آئندہ تک ہونے والے ہیں طے کئے جاتے ہیں خواہ اچھے ہوں یا اطاعت کے ہوں یا معصیت کے پیدائش کے ہوں یا موت کے یا رزق و روزی کے ۔ اور اس رات میں جو کچھ طے یا فیصل کیا جاتا ہے وہ حتمی ہوتا ہے مگر اللہ کی اس میں پھر بھی مشیت ہے (کہ اسکو حتمی رکھے یا نہ رکھے) راوی کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا کہ لیلۃ القدر خیر من الف شھر (شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے) اس سے کیا مراد ہے ؟ آپؑ نے فرمایا اس سے شب قدر میں عمل صالح مراد ہے اور اگر اللہ تعالیٰ اس میں مومنین کیلئے انکے ثواب کو کئی گنا نہ کرتا تو وہ اپنے درجات کو نہ پہنچتے اس لئے اللہ تعالیٰ ان کی نیکیوں کو کئی گنا بڑھا دیتا ہے ۔

(۲۰۲۵) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ شب قدر ایک ہزار مہینوں سے کیونکر بہتر ہوتی ہے تو آپؑ نے فرمایا اسکا ایک عمل نیک ایسے ایک ہزار مہینوں کے عمل سے بہتر ہے جس میں شب قدر کا شمار نہ ہو ۔

(۲۰۲۶) علی بن حمزہ نے ابی بصیر سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ توریت ساتویں رمضان گزر کر نازل ہوئی ، انجیل بارہ رمضان گزر کر نازل ہوئی اور زبور اٹھارہ رمضان کی شب کو نازل ہوئی اور قرآن شب قدر میں نازل ہوا ۔

(۲۰۲۷) علاء نے محمد بن مسلم سے اور انہوں نے ان دونوں ائمہ علیہما السلام میں کسی ایک سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے شب قدر کی پہچان کے متعلق دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا اس کی علامت یہ ہے کہ اس شب کی ہوا پاک وطیب ہوتی اگر موسم سرد ہے تو اسکی ہوائیں گرمی ہوگی اور موسم گرم ہے تو اسکی ہوا ٹھنڈی اور پرکیف ہوگی ۔

(۲۰۲۸) نیز آنجناب علیہ السلام سے شب قدر کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپؑ نے فرمایا اس میں ملائکہ اور کاتبین آسمان دنیا کی طرف نازل ہوتے ہیں اور اس سال میں جو امور واقع ہونے والے ہیں اسکو اور بندوں پر جو مصیبت آنے والی ہے اسکو تحریر کرلیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش کردیتے ہیں یہ اس کی مشیت پر موقوف ہے جس امر کو چاہے مقدم کرے اور جس کو چاہے موخر کردے، جسکو چاہے مٹادے اور جو چاہے اسکی جگہ لکھ دے۔ اور اصل کتاب اسی کے پاس ہے۔

(۲۰۲۹) علی بن حمزہ سے روایت کی گئی ہے انکا بیان ہے ایک مرتبہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا کہ ابو بصیر نے آپؑ سے عرض کیا میں آپؑ پر قربان وہ رات جس میں اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگی جاتی ہیں وہ کون سی رات ہے؟ آپؑ نے فرمایا وہ اکیسویں یا تیئیسویں (ماہ رمضان) کی شب ہے۔ انہوں نے پوچھا اور اگر میں ان دونوں راتوں کو نہ پاسکوں؟ آپؑ نے فرمایا ان دونوں راتوں کا تلاش کرلینا بہت آسان ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا کبھی کبھی ہمارے یہاں رویت ہلال ہوتی ہے تو دوسری جگہ سے کوئی شخص آتا ہے اور وہ اسکے خلاف خبر لاتا ہے۔ آپؑ نے فرمایا پھر چار راتیں تلاش کرلینا کس قدر آسان ہے۔ میں نے عرض کیا میں آپ پر قربان تیئیسویں کی شب تو جہنی کی (تحقیق کے مطابق) ہے آپؑ نے فرمایا ہاں یہ کہا جاتا ہے۔ میں نے عرض کیا میں آپ پر قربان سلیمان بن خالد نے روایت کی ہے کہ انیسویں کی شب کو حاجیوں کے نام لکھے جاتے ہیں۔ آپؑ نے فرمایا اے ابو محمد حاجیوں کی فہرست شب قدر میں لکھی جاتی ہے۔ اور اموات اور آفات اور رزق و روزی اور انکے ماسوا جتنی چیزیں آئندہ ہونے والی ہیں ان سب کے لئے اکیسویں اور تیئیسویں شبوں میں دعا کیا کرو اور ان دونوں شبوں میں ایک سو رکعت نماز پڑھا کرو ممکن ہو تو صبح کا اجالا ہونے تک جاگا کرو۔ اور ان دونوں میں غسل کیا کرو۔ میں نے عرض کیا اگر کھڑے ہوکر سو رکعت پڑھنے کی مجھ میں استطاعت نہ ہو؟ آپؑ نے فرمایا پھر بیٹھ کر پڑھو میں نے عرض کیا اگر بیٹھ کر پڑھنے کی بھی استطاعت نہ ہو؟ آپؑ نے فرمایا پھر اپنے بستر پر لیٹے لیٹے پڑھو میں نے عرض کیا اگر یہ بھی ممکن نہ ہو کہ رات بھر جاگوں؟ فرمایا تمہارے لئے کوئی حرج نہیں اگر ابتدائے شب میں ذرا نیند کی جھپکی لیلو۔ ماہ رمضان میں آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں شیاطین مقید کردیئے جاتے ہیں۔ مومنین کے اعمال قبول کئے جاتے ہیں یہ ماہ رمضان کتنا اچھا مہینہ ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد میں تو اس مہینہ کو ماہ مرزوق کہا جاتا تھا۔

(۲۰۳۰) محمد بن حمران نے سفیان بن سمط سے روایت کی ہے انکا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا ماہ رمضان میں وہ کون سی راتیں ہیں جن میں (شب قدر ہونے کی) امید کی جاتی ہے؟ آپؑ نے فرمایا انیسویں، اکیسویں اور تیئیسویں کی شب۔ میں نے عرض کیا اور انسان کو سستی یا بیماری لاحق ہو جائے تو ان سب میں سب سے معتمد رات کون سی ہے؟ فرمایا تیئیسویں کی رات۔

(۲۰۳۱) عبداللہ بن بکیر کی روایت میں ہے جو انہوں نے زرارہ سے اور انہوں نے ان دونوں ائمہ علیہما السلام میں کسی

ایک سے کی ہے انکا بیان ہے کہ میں نے آنجناب سے ماہ رمضان کی ان راتوں کے متعلق دریافت کیا جن میں غسل مستحب ہے تو آپ نے فرمایا انیسویں کی شب اکیسویں کی شب اور تیئیسویں کی شب اور کہا کہ تیئیسویں کی شب جہنی کی شب ہے۔ اور اسکی روایت یہ ہے کہ ایک مرتبہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ میرا گھر مدینہ سے دور ہے مجھے کسی ایک رات کا حکم دیں کہ مدینہ آؤں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں تیئیسویں کی شب کا حکم دیا۔

اس کتاب کے مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ جہنی کا نام عبداللہ بن انیس انصاری ہے۔

باب : ماہ رمضان کے عشرہ آخر میں ہر شب کی دعا

(۲۰۳۲) محمد بن ابی عمیر کی نادر احادیث میں ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا تم ماہ رمضان کے آخری عشرہ کے اندر ہر شب یہ کہو اَعُوذُ بِجَلَالِ وَجْهِکَ الْکَرِیْمِ اَنْ یَنْقَضِیَ عَنِّیْ شَهْرُ رَمَضَانَ اَوْ یَطْلُعَ الْفَجْرُ مِنْ لَیْلَتِیْ هٰذِهٖ وَلَکَ قِبَلِیْ تَبِعَةٌ اَوْ ذَنْبٌ تُعَذِّبُنِیْ عَلَیْهِ یَا رَحْمٰنُ یَا رَحِیْمُ (میں تیری ذات ذوالجلال والاکرام کی پناہ چاہتا ہوں اس بات سے کہ میرا ماہ رمضان گزر جائے یا میری اس رات کی صبح نمودار ہو اور تیری طرف سے مجھ سے کوئی بازپرس یا کوئی گناہ باقی رہ جائے کہ جس پر تو مجھے سزا دے (اے رحمن اے رحیم) پہلی رات یعنی ماہ رمضان کی اکیسویں شب کی دعا۔

یَا مُوْلِجَ اللَّیْلِ فِی النَّهَارِ وَ مُوْلِجَ النَّهَارِ فِی اللَّیْلِ ، وَ مُخْرِجَ الْحَیِّ مِنَ الْمَیِّتِ وَ مُخْرِجَ الْمَیِّتِ مِنَ الْحَیِّ یَا رَازِقَ مَنْ یَّشَاءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ ، یَا اَللّٰهُ یَا رَحْمٰنُ یَا اَللّٰهُ یَا رَحِیْمُ ، یَا اَللّٰهُ یَا اَللّٰهُ یَا اَللّٰهُ ، لَکَ الْاَسْمَاءُ الْحُسْنٰی وَ الْاَمْثَالُ الْعُلْیَا وَ الْکِبْرِیَاءُ وَ الْاٰلَاءُ اَسْاَلُکَ اَنْ تُصَلِّیَ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ اَهْلِ بَیْتِهٖ وَ اَنْ تَجْعَلَ اسْمِیْ فِیْ هٰذِهِ اللَّیْلَةِ فِی السُّعَدَاءِ وَ رُوْحِیْ مَعَ الشُّهَدَاءِ ، وَ اِحْسَانِیْ فِیْ عِلِّیِّیْنَ وَ اِسَاءَتِیْ مَغْفُوْرَةً ، وَ اَنْ تَهَبَ لِیْ یَقِیْنًا تُبَاشِرُ بِهٖ قَلْبِیْ ، وَ اِیْمَانًا یُذْهِبُ بِهِ الشَّکَّ عَنِّیْ ، وَ تُرْضِیَنِیْ بِمَا قَسَمْتَ لِیْ وَ اٰتِنِیْ فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَ فِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَ قِنِیْ عَذَابَ النَّارِ وَ ارْزُقْنِیْ فِیْهَا شُکْرَکَ وَ ذِکْرَکَ وَ الرَّغْبَةَ اِلَیْکَ وَ الْاِنَابَةَ وَ التَّوْبَةَ وَ التَّوْفِیْقَ لِمَا وَفَّقْتَ لَهٗ مُحَمَّدًا وَ اٰلِهٖ صَلَوَاتُکَ عَلَیْهِمْ اَجْمَعِیْنَ (اے رات کو دن میں سمونے والے اور اے دن کو رات میں سمونے والے اور زندہ کو مردہ سے نکالنے والے اور مردہ کو زندہ سے نکالنے والے اے جسے چاہے بے حساب رزق دینے والے ، اے اللہ ، اے رحمٰن ، اے اللہ ، اے رحیم ، اے اللہ ، اے اللہ اے اللہ ۔ تیرے ہی لئے بہترین نام اور اعلیٰ مثالیں ، عظمتیں اور نعمتیں ہیں ۔ میں تجھ سے التجا کرتا ہوں کہ تو درود بھیج محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور انکے اہلبیت پر اور اس شب میں میرا نام نیک بختوں میں قرار دیدے اور میری روح کو شہدا کے ساتھ کر دے میرے اعمال نیک کو علیین میں پہنچا میرے گناہوں کی مغفرت فرما۔ اور مجھے ایسا یقین عطا کر جو میرے دل میں ہمیشہ رہے اور ایسا ایمان جو مجھ سے ہر شک و شبہ کو دور کر دے اور تو نے جو کچھ میرے لئے مقدر کر دیا ہے

اس پر مجھے راضی رکھ۔ اور مجھے دنیا میں بھی اچھی نعمت دے اور آخرت میں بھی اچھی نعمت دے۔ اور مجھے دہکتی ہوئی آگ کے عذاب سے بچا اور مجھے میرے ذکر اور میرے شکر اور تیری طرف رغبت اور تیری طرف رجوع کرنے کی روزی (توفیق) دے اور مجھے بھی وہ توفیق دے جو توفیق تو نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کی آل کو دی ہے ان سب پر تیرا درود ہو)

دوسری شب کی دعا۔

یَا سَالِخَ النَّهَارِ مِنَ اللَّيْلِ فَإِذَا نَحْنُ مُظْلِمُوْنَ ، وَمُجْرِيَ الشَّمْسِ لِمُسْتَقَرِّهَا بِتَقْدِيْرِكَ يَا عَزِيْزُ يَا عَلِيْمُ ، وَمُقَدِّرَ الْقَمَرِ مَنَازِلَ حَتَّى عَادَ كَالْعُرْجُوْنِ الْقَدِيْمِ ، يَا نُوْرَ كُلِّ نُوْرٍ ، وَمُنْتَهَى كُلِّ رَغْبَةٍ ، وَوَلِيَّ كُلِّ نِعْمَةٍ ، يَا اَللّٰهُ يَا رَحْمٰنُ ، يَا قُدُّوْسُ يَا أَحَدُ ، [يَا وَاحِدُ] يَا فَرْدُ يَا صَمَدُ ، يَا اَللّٰهُ يَا اَللّٰهُ يَا اَللّٰهُ ، لَكَ الْاَسْمَاءُ الْحُسْنٰى وَالْاَمْثَالُ الْعُلْيَا وَالْكِبْرِيَاءُ وَالْاٰلَاءُ ، أَسْأَلُكَ أَنْ تُصَلِّيَ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ وَأَنْ تَجْعَلَ اسْمِيْ فِيْ هٰذِهِ اللَّيْلَةِ فِي السُّعَدَاءِ تا آخر دعا جو پہلی رات میں مذکور ہوئی۔ (اے دن کو رات میں سے کھینچ لینے والے جس کی وجہ سے ہم لوگ اندھیرے میں ہو جاتے ہیں۔ اور آفتاب کو اپنے معین کردہ مستقر پر حرکت دینے والے اے صاحب عزت و قوت اے عالم و دانا اور چاند کی منزلیں معین کرنے والے یہاں تک کہ وہ پلٹ کر کھجور کی خشک اور پرانی شاخ کے مانند ہو جاتا ہے اے ہر نور کی روشنی اور ہر رغبت و شوق کی آخری سرحد اور ہر نعمت کے مالک اے اللہ اے رحمن اے ہر عیب سے پاک اے یگانہ اے یکتا اے فرد اے صمد اے اللہ اے اللہ اے اللہ تیرے لئے بہترین نام اعلیٰ ترین مثالیں عظمتیں، اور نعمتیں ہیں میں تجھ سے التجا کرتا ہوں کہ تو درود بھیج محمدؐ و آل محمدؐ پر اور اس شب میں میرا نام نیک بختوں کی فہرست میں شامل کر لے ــــــــــ آخر دعا تک جو پہلی رات کی دعا میں مذکور ہوئی۔)

تیسری شب کی دعا اور یہ شب قدر ہے۔

يَا رَبَّ لَيْلَةِ الْقَدْرِ وَجَاعِلَهَا خَيْرًا مِنْ أَلْفِ شَهْرٍ ، وَرَبَّ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَ[رَبَّ] الْجِبَالِ وَالْبِحَارِ ، وَالظُّلَمِ وَالْاَنْوَارِ ، وَالْاَرْضِ وَالسَّمَاءِ ، يَا بَارِئُ يَا مُصَوِّرُ ، يَا حَنَّانُ يَا مَنَّانُ ، يَا اَللّٰهُ يَا رَحْمٰنُ ، يَا اَللّٰهُ يَا قَيُّوْمُ ، يَا اَللّٰهُ يَا بَدِيْعُ ، يَا اَللّٰهُ يَا اَللّٰهُ يَا اَللّٰهُ لَكَ الْاَسْمَاءُ الْحُسْنٰى وَالْاَمْثَالُ الْعُلْيَا وَالْكِبْرِيَاءُ وَالْاٰلَاءُ ، أَسْأَلُكَ أَنْ تُصَلِّيَ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ ، وَأَنْ تَجْعَلَ اسْمِيْ فِيْ هٰذِهِ اللَّيْلَةِ فِي السُّعَدَاءِ ۔ آخر تک۔ (اے شب قدر کے پروردگار اور اس کو ہزار مہینوں سے بہتر قرار دینے والے اور رات و دن، پہاڑوں اور سمندروں تاریکیوں اور روشنیوں اور زمین اور آسمان کے پروردگار اے پیدا کرنے والے اے صورت گری کرنے والے۔ اے مہربانی کرنے والے اے احسان کرنے والے اے اللہ اے رحم کرنے والے اے اللہ اے ہمیشہ قائم رہنے والے اے اللہ اے ایجاد کرنے والے اے اللہ اے اللہ اے اللہ تیرے ہی اچھے اچھے نام اور اعلیٰ اعلیٰ مثالیں و عظمتیں و نعمتیں ہیں میں تجھ سے التجا کرتا ہوں کہ تو محمدؐ و آل محمدؐ پر درود بھیج اور اس شب میرا نام سعادتمندوں کی فہرست میں شامل کر لے) ــــــــ پھر آخر دعا تک جو مذکور ہوئی۔ اور اسی میں یہ بھی کہو۔

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ فِیْمَا تَقْضِیْ وَ فِیْمَا تُقَدِّرُ مِنَ الْاَمْرِ الْمَحْتُوْمِ وَ فِیْمَا تَفْرُقُ مِنَ الْاَمْرِ الْحَکِیْمِ فِیْ لَیْلَۃِ الْقَدْرِ وَ فِی الْقَضَاءِ الَّذِیْ لَایُرَدُّ وَ لَا یُبَدَّلُ اَنْ تَکْتُبَنِیْ مِنْ حُجَّاجِ بَیْتِکَ الْحَرَامِ ، اَلْمَبْرُوْرِ حَجُّھُمْ ، اَلْمَشْکُوْرِ سَعْیُھُمْ ، اَلْمَغْفُوْرِ ذُنُوْبُھُمْ ، اَلْمُکَفَّرِ عَنْھُمْ سَیِّاٰتِھِمْ ، وَ اجْعَلْ فِیْمَا تَقْضِیْ وَ تُقَدِّرُ اَنْ تَمُدَّ لِیْ فِیْ عُمْرِیْ ، وَ اَنْ تُوَسِّعَ لِیْ فِیْ رِزْقِیْ ، وَ اَنْ تَفُکَّ رَقَبَتِیْ مِنَ النَّارِ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ (اے اللہ تو شب قدر کے اندر اپنے قضا و قدر میں جن امور کا حتمی فیصلہ کرے گا جو اپنا ایسا حکیمانہ فرمان جاری کرے گا جو ناقابل رد اور ناقابل تبدیل ہو اس میں یہ بھی کر دے کہ میرا نام اپنے بیت الحرام کے ان حاجیوں کی فہرست میں لکھ دے جن کا حج مقبول جن کی کوشش کامیاب جن کے گناہ بخشے ہوئے اور جن کی خطائیں درگذر کردی گئی ہوں اور جو بھی قضا و قدر میں تو فیصلہ کرے گا اس میں یہ بھی قرار دے کہ میری عمر میں اضافہ کر میرے رزق میں وسعت دے اور میری گردن کو جہنم سے چھڑا دے اے ارحم الرحمین)

نیز اسی میں یہ بھی کہو۔

یَا مُدَبِّرَ الْاُمُوْرِ ، یَا بَاعِثَ مَنْ فِی الْقُبُوْرِ ، یَا مُجْرِیَ الْبُحُوْرِ ، یَا مُلَیِّنَ الْحَدِیْدِ لِدَاوٗدَ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ ، وَ افْعَلْ بِیْ - کَذَا وَ کَذَا - اَللَّیْلَۃَ اَللَّیْلَۃَ ، اَلسَّاعَۃَ اَلسَّاعَۃَ (اے تمام امور کی تدبیر کرنے والے، اے قبروں سے مردوں کو اٹھانے والے، اے دریاؤں کو جاری کرنے والے، اے حضرت داؤد علیہ السلام کے لئے لوہے کو نرم کرنے والے، تو محمدؐ و آل محمدؐ پر اپنی رحمتیں نازل فرما اور میرا یہ کام کردے اسی رات میں اسی رات میں اسی وقت اسی وقت)

اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف بلند رکھو اور سجدہ کی حالت میں رکوع کی حالت میں قیام کی حالت میں اور قعود کی حالت میں مسلسل اس کا ورد کرتے رہو۔ اور یہ ماہ رمضان کی آخر شب میں ہونا چاہیے۔

چوتھی شب کی دعا۔

یَا فَالِقَ الْاِصْبَاحِ وَ یَا جَاعِلَ اللَّیْلِ سَکَنًا وَ الشَّمْسِ وَ الْقَمَرِ حُسْبَانًا ، یَا عَزِیْزُ یَا عَلِیْمُ ، یَا ذَا الْمَنِّ وَ الطَّوْلِ - وَ الْقُوَّۃِ وَ الْحَوْلِ ، وَ الْفَضْلِ وَ الْاِنْعَامِ ، یَا ذَا الْجَلَالِ وَ الْاِکْرَامِ ، یَا اَللّٰہُ یَا رَحْمٰنُ ، یَا اَللّٰہُ یَا فَرْدُ ، یَا اَللّٰہُ یَا وِتْرُ ، یَا اَللّٰہُ یَا ظَاھِرُ یَا بَاطِنُ یَا حَیُّ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ لَکَ الْاَسْمَاءُ الْحُسْنٰی وَ الْاَمْثَالُ الْعُلْیَا وَ الْکِبْرِیَاءُ وَ الْاٰلَاءُ اَسْاَلُکَ اَنْ تُصَلِّیَ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ (اے سپیدہ سحری کے شگافتہ کرنے والے اور شب کو آرام و سکون کا وسیلہ بنانے والے اور سورج اور چاند کو ذریعہ حساب قرار دینے والے۔ اے قوت والے اے علم والے اے نعمت و بخشش و قوت و جنبش والے۔ فضل کرنے اور انعام دینے والے۔ جلالت و بزرگی والے اے اللہ اے رحم کرنے والے اے اللہ اے یگانہ اے یکتا اے اللہ اے ظاہر اے پوشیدہ اے زندہ، نہیں ہے کوئی سوائے تیرے۔ اچھے اچھے نام اور اعلیٰ اعلیٰ مثالیں بزرگی اور نعمتیں تیرے ہی لئے ہیں۔ میں تجھ سے التجا کرتا ہوں کہ تو درود بھیج محمدؐ اور آل محمدؐ پر پھر اس دعا کو جو اول میں مذکور ہوئی پوری کرو۔

پانچویں شب کی دعا۔

یَا جَاعِلَ اللَّیْلِ لِبَاساً، وَ النَّهَارِ مَعَاشاً، وَ الْأَرْضِ مِهَاداً، وَ الْجِبَالِ أَوْتَاداً، یَا اللَّهُ یَا قَاهِرُ یَا جَبَّارُ یَا اللَّهُ یَا اللَّهُ یَا اللَّهُ، لَکَ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَی وَ الْأَمْثَالُ الْعُلْیَا وَ الْکِبْرِیَاءُ وَ الْآلَاءُ، أَسْأَلُکَ أَنْ تُصَلِّیَ عَلَی مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ (اے رات کو پوشش اور دن کو روزی کمانے کا وسیلہ اور زمین کو گہوارہ اور پہاڑوں کو میخ کے مانند بنانے والے اے اللہ اے صاحب قہر اے صاحب جبروت اے اللہ اے سننے والے اے اللہ اے نزدیک اے اللہ اے جواب دینے والے اے اللہ اے اللہ اے اللہ اچھے اچھے نام اعلیٰ اعلیٰ مثالیں بزرگی و نعمتیں، سب تیرے ہی لئے ہیں میں تجھ سے التجا کرتا ہوں کہ تو درود بھیج محمدؐ و آل محمدؐ پر۔۔۔) پھر اس دعا کو جو اول میں مذکور ہوئی اسے پوری کرو۔

چھٹی شب کی دعا

یَا جَاعِلَ اللَّیْلِ وَ النَّهَارِ آیَتَیْنِ، یَا مَنْ مَحَا آیَةَ اللَّیْلِ وَ جَعَلَ آیَةَ النَّهَارِ مُبْصِرَةً لِنَبْتَغِیَ فَضْلاً مِنْ رَبِّنَا وَ رِضْوَاناً، یَا مُفَصِّلَ کُلِّ شَیْءٍ تَفْصِیلاً، یَا اللَّهُ یَا مَاجِدُ، یَا اللَّهُ یَا وَهَّابُ، یَا اللَّهُ یَا جَوَادُ، یَا اللَّهُ یَا اللَّهُ یَا اللَّهُ، لَکَ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَی وَ الْأَمْثَالُ الْعُلْیَا وَ الْکِبْرِیَاءُ وَ الْآلَاءُ، أَسْأَلُکَ أَنْ تُصَلِّیَ عَلَی مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ وَ أَنْ تَجْعَلَ اسْمِی فِی السُّعَدَاءِ۔ (اے رات اور دن کو اپنی قدرت کی دو نشانیاں بنانے والے اے وہ ذات جو رات کی نشانی کو مٹا دیتا ہے اور دن کی نشانی کو روشنی بخش بنا دیتا ہے تاکہ ہم لوگ اپنے پروردگار کے فضل اور خوشنودی کو تلاش کریں۔ اے ہر شے کو جدا جدا تفصیل دینے والے اے اللہ اے صاحب بزرگی اے اللہ اے بخشش کرنے والے اے اللہ اے اللہ اے اللہ اچھے اچھے نام اور اعلیٰ اعلیٰ مثالیں اور عظمتیں اور نعمتیں تیرے ہی لئے ہیں میں تجھ سے التجا کرتا ہوں کہ تو درود بھیج محمدؐ و آل محمدؐ پر اور میرا نام بھی خوش بخت لوگوں کی فہرست میں لکھ دے) پھر اس دعا کو جو اول میں مذکور ہوئی ہے اسے پوری کرو۔

ساتویں شب کی دعا۔

یَا مَادَّ الظِّلِّ وَ لَوْ شِئْتَ لَجَعَلْتَهُ سَاکِناً وَ جَعَلْتَ الشَّمْسَ عَلَیْهِ دَلِیلاً ثُمَّ قَبَضْتَهُ إِلَیْکَ قَبْضاً یَسِیراً، یَا ذَا الْجُودِ وَ الطَّوْلِ وَ الْکِبْرِیَاءِ وَ الْآلَاءِ، لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ یَا قُدُّوسُ یَا سَلَامُ یَا مُؤْمِنُ یَا مُهَیْمِنُ یَا عَزِیزُ یَا جَبَّارُ یَا مُتَکَبِّرُ۔ یَا خَالِقُ یَا بَارِئُ یَا مُصَوِّرُ یَا اللَّهُ یَا اللَّهُ یَا اللَّهُ، لَکَ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَی وَ الْأَمْثَالُ الْعُلْیَا وَ الْکِبْرِیَاءُ وَ الْآلَاءُ، أَسْأَلُکَ أَنْ تُصَلِّیَ عَلَی مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ تا آخر دعا۔ (اے سایہ کو پھیلانے والے اگر تو چاہتا تو اس کو ایک جگہ ساکن کر دیتا اور آفتاب کو اس پر رہنما بنا دیتا پھر تھوڑا تھوڑا کر کے اپنی طرف کھینچ لیتا۔ اے صاحب جود و عطا و عظمت و نعمت نہیں ہے کوئی اللہ سوائے تیرے تو غیب و شہود کا جاننے والا رحمن و رحیم ہے نہیں ہے کوئی اللہ سوا تیرے اے ہر عیب سے پاک اے ہر خلل سے مبرا اے امن دینے والے۔ اے بندوں کے نگہبان اے صاحب قوت اے صاحب اقتدار اے صاحب کبریائی اے اللہ اے پیدا کرنے والے اے خلق ایجاد کرنے والے اے ہر ایک کی شکل صورت بنانے والے اے اللہ اے اللہ اے اللہ

اچھے اچھے نام اعلیٰ اعلیٰ مثالیں بڑائیاں اور نعمتیں تیرے ہی لئے ہیں میں تجھ سے دعا کرتا ہوں کہ تو رحمتیں نازل فرما محمدؐ و آل محمدؐ پر) پھر اس دعا کو جو اول میں مذکور ہے پوری کرو۔

آٹھویں شب کی دعا۔

يَا خَازِنَ اللَّيْلِ فِي الْهَوَاءِ ، وَخَازِنَ النُّورِ فِي السَّمَاءِ وَمَانِعَ السَّمَاءِ أَنْ تَقَعَ عَلَى الْأَرْضِ إِلَّا بِإِذْنِكَ وَحَابِسَهُمَا أَنْ تَزُولَا ، يَا عَظِيمُ يَا غَفُورُ ، يَا دَائِمُ يَا اللّٰهُ [يَا دَائِمُ] يَا وَارِثُ يَا بَاعِثَ مَنْ فِي الْقُبُورِ ، يَا اللّٰهُ يَا اللّٰهُ يَا اللّٰهُ ، لَكَ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَى وَالْأَمْثَالُ الْعُلْيَا وَالْكِبْرِيَاءُ وَالْآلَاءُ ، أَسْأَلُكَ أَنْ تُصَلِّيَ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ تا آخر دعا۔ (اے ہوا میں رات کا خزانہ رکھنے والے اور آسمان میں نور کا خزانہ رکھنے والے اور آسمان کو زمین پر بغیر اپنی اجازت کے گرنے سے روکنے والے اور ان دونوں کو اپنی جگہ سے ہٹنے سے بچانے والے اے علم والے اے عظمت والے اے مغفرت والے اے ہمیشہ رہنے والے اے اللہ اے سب کے والی و وارث اے لوگوں کو قبروں میں سے اٹھانے والے اے اللہ اے اللہ اے اللہ، اچھے اچھے نام اور اعلیٰ اعلیٰ مثالیں اور ہر طرح کی بڑائی اور نعمتیں تیرے لئے ہیں میں تجھ سے التجا کرتا ہوں کہ تو محمدؐ و آل محمدؐ پر اپنی رحمتیں نازل فرما) پھر آخر تک اس دعا کو تمام کرو۔

نویں شب کی دعا۔

يَا مُكَوِّرَ اللَّيْلِ عَلَى النَّهَارِ وَيَا مُكَوِّرَ النَّهَارِ عَلَى اللَّيْلِ ، يَا عَلِيمُ يَا حَلِيمُ يَا حَكِيمُ ، يَا اللّٰهُ يَا رَبَّ الْأَرْبَابِ ، وَسَيِّدَ السَّادَاتِ ، لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ ، يَا مَنْ هُوَ أَقْرَبُ إِلَيَّ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيدِ ، يَا اللّٰهُ يَا اللّٰهُ يَا اللّٰهُ ، لَكَ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَى وَالْأَمْثَالُ الْعُلْيَا وَالْكِبْرِيَاءُ وَالْآلَاءُ ، أَسْأَلُكَ أَنْ تُصَلِّيَ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ تا آخر دعا۔ (اے رات کو دن پر لپیٹنے والے، اور دن کو رات پر لپیٹنے والے اے دانا اے حکمت والے اے تمام پرورش کرنے والوں کی پرورش کرنے والے اے تمام آقاؤں کے آقا۔ نہیں ہے کوئی اللہ سوائے تیرے اے میری شہ رگ گردن سے زیادہ مجھ سے قریب اے اللہ اے اللہ اچھے اچھے نام اور اعلیٰ اعلیٰ مثالیں اور عظمتیں اور نعمتیں تیرے ہی لئے ہیں میں تجھ سے التجا کرتا ہوں کہ تو درود بھیج محمدؐ و آل محمدؐ پر) پھر اس دعا کو آخر تک تمام کرو۔

دسویں شب کی دعا۔ اور یہی شب وداع (ماہ رمضان) ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي لَا شَرِيكَ لَهُ ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ كَمَا يَنْبَغِي لِكَرَمِ وَجْهِهِ وَعِزِّ جَلَالِهِ ، وَكَمَا هُوَ أَهْلُهُ ، يَا نُورُ يَا قُدُّوسُ ، يَا نُورُ يَا قُدُّوسُ يَا سُبُّوحُ ، يَا مُنْتَهَى التَّسْبِيحِ ، يَا رَحْمٰنُ يَا فَاعِلَ الرَّحْمَةِ يَا اللّٰهُ ، يَا عَلِيمُ يَا اللّٰهُ ، يَا لَطِيفُ يَا اللّٰهُ ، يَا جَلِيلُ يَا اللّٰهُ ، لَكَ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَى وَالْأَمْثَالُ الْعُلْيَا وَالْكِبْرِيَاءُ وَالْآلَاءُ ، أَسْأَلُكَ أَنْ تُصَلِّيَ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ تا آخر دعا۔ (حمد مخصوص اس خدا کے لئے ہے جس کا کوئی شریک نہیں اور ایسی خصوصی تعریف اللہ کے لئے جو اس کی کرم اور صاحب عزت و جلال ذات کے لئے لائق اور سزاوار ہے اور جسکا وہ اہل ہے۔ اے ہر عیب سے منزہ اے نور اے

قدوس، اے نور اے قدوس، اے ہر برائی سے پاک، اے پاکیزگی کی آخری حد، اے رحم والے، اے مہربانی کرنے والے، اے اللہ، اے علم والے، اے بڑائی والے، اے اللہ اے لطف کرم والے، اے بزرگی والے، اے اللہ اے سننے والے، اے دیکھنے والے، اے اللہ اے اللہ اے اللہ، اچھے اچھے نام اور اعلیٰ اعلیٰ مثالیں اور بڑائیاں اور نعمتیں تیرے ہی لئے ہیں میں تجھ سے التجا کرتا ہوں کہ تو درود بھیج محمدؐ وآل محمدؐ پر) پھر اس دعا کو آخر تک تمام کرو۔

باب : وداع ماہ رمضان

(۲۰۳۳) ابو بصیر نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ تم ماہ رمضان کے وداع (رخصت) میں یہ کہو۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ قُلْتَ فِيْ كِتَابِكَ الْمُنْزَلِ عَلٰى نَبِيِّكَ الْمُرْسَلِ ، وَقَوْلُكَ الْحَقُّ ، شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ ، وَهٰذَا شَهْرُ رَمَضَانَ قَدِ انْصَرَمَ فَاَسْاَلُكَ بِوَجْهِكَ الْكَرِيْمِ وَكَلِمَاتِكَ التَّامَّاتِ اِنْ كَانَ بَقِيَ عَلَيَّ ذَنْبٌ لَمْ تَغْفِرْهُ لِيْ وَتُرِيْدُ اَنْ تُحَاسِبَنِيْ بِهِ اَوْ تُعَذِّبَنِيْ عَلَيْهِ اَوْ تُقَايِسَنِيْ بِهِ اَنْ يَطْلُعَ فَجْرُ هٰذِهِ اللَّيْلَةِ اَوْ يَنْصَرِمَ هٰذَا الشَّهْرُ اِلَّا وَقَدْ غَفَرْتَهُ لِيْ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ ، اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ بِمَحَامِدِكَ كُلِّهَا ، عَلٰى نَعْمَائِكَ كُلِّهَا ، اَوَّلِهَا وَاٰخِرِهَا ، مَا قُلْتَ لِنَفْسِكَ مِنْهَا وَمَا قَالَهُ الْخَلَائِقُ الْحَامِدُوْنَ الْمُجْتَهِدُوْنَ فِيْ ذِكْرِكَ وَالشُّكْرِ لَكَ الَّذِيْنَ اَعَنْتَهُمْ عَلٰى اَدَاءِ حَقِّكَ مِنْ اَصْنَافِ خَلْقِكَ مِنَ الْمَلَائِكَةِ الْمُقَرَّبِيْنَ وَالنَّبِيِّيْنَ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَاَصْنَافِ النَّاطِقِيْنَ [وَ] الْمُسَبِّحِيْنَ لَكَ مِنْ جَمِيْعِ الْعَالَمِيْنَ عَلٰى اَنَّكَ بَلَّغْتَنَا شَهْرَ رَمَضَانَ وَعَلَيْنَا مِنْ نِعَمِكَ وَعِنْدَنَا مِنْ قِسَمِكَ وَاِحْسَانِكَ وَتَظَاهُرِ امْتِنَانِكَ مَا لَا نُحْصِيْهِ ، فَلَكَ الْحَمْدُ الْخَالِدُ الدَّائِمُ الرَّاكِدُ الْمُخَلَّدُ السَّرْمَدُ الَّذِيْ لَا يَنْفَدُ طُوْلَ الْاَبَدِ ، جَلَّ ثَنَاؤُكَ اَعَنْتَنَا عَلَيْهِ حَتّٰى قَضَيْتَ عَنَّا صِيَامَهُ وَقِيَامَهُ مِنْ صَلَاةٍ ، فَمَا كَانَ مِنَّا فِيْهِ مِنْ بِرٍّ اَوْ شُكْرٍ اَوْ ذِكْرٍ ، اَللّٰهُمَّ فَتَقَبَّلْهُ مِنَّا بِاَحْسَنِ قَبُوْلِكَ وَتَجَاوُزِكَ وَعَفْوِكَ وَصَفْحِكَ وَغُفْرَانِكَ وَحَقِيْقَةِ رِضْوَانِكَ حَتّٰى تُظْفِرَنَا فِيْهِ بِكُلِّ خَيْرٍ مَطْلُوْبٍ ، وَجَزِيْلِ عَطَاءٍ مَوْهُوْبٍ ، وَتُؤْمِنَنَا فِيْهِ مِنْ كُلِّ مَرْهُوْبٍ ، اَوْ بَلَاءٍ مَجْلُوْبٍ ، اَوْ ذَنْبٍ مَكْسُوْبٍ ، اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْاَلُكَ بِعَظِيْمِ مَا سَاَلَكَ بِهِ اَحَدٌ مِنْ خَلْقِكَ مِنْ كَرِيْمِ اَسْمَائِكَ وَجَمِيْلِ ثَنَائِكَ وَخَاصَّةِ دُعَائِكَ اَنْ تُصَلِّيَ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَاٰلِ مُحَمَّدٍ ، وَاَنْ تَجْعَلَ شَهْرَنَا هٰذَا اَعْظَمَ شَهْرِ رَمَضَانَ مَرَّ عَلَيْنَا مُنْذُ اَنْزَلْتَنَا اِلَى الدُّنْيَا بَرَكَةً فِيْ عِصْمَةِ دِيْنِيْ وَخَلَاصِ نَفْسِيْ ، وَقَضَاءِ حَاجَتِيْ ، وَتُشَفِّعَنِيْ فِيْ مَسَائِلِيْ وَتَمَامِ النِّعْمَةِ عَلَيَّ ، وَصَرْفِ السُّوْءِ عَنِّيْ ، وَلِبَاسِ الْعَافِيَةِ لِيْ - وَاَنْ تَجْعَلَنِيْ بِرَحْمَتِكَ مِمَّنْ اِدَّخَرْتَ لَهُ لَيْلَةَ الْقَدْرِ وَجَعَلْتَهَا لَهُ خَيْرًا مِنْ اَلْفِ شَهْرٍ فِيْ اَعْظَمِ الْاَجْرِ ، وَاَكْرَمِ الذُّخْرِ ، وَاَحْسَنِ الشُّكْرِ ، وَاَطْوَلِ الْعُمْرِ ، وَاَدْوَمِ الْيُسْرِ .

اَللّٰهُمَّ وَاَسْاَلُكَ بِرَحْمَتِكَ وَعِزَّتِكَ وَطَوْلِكَ وَعَفْوِكَ وَنَعْمَائِكَ وَجَلَالِكَ وَقَدِيْمِ اِحْسَانِكَ

وَ امْتِنَانِکَ أَنْ لَا تَجْعَلَهُ آخِرَ الْعَهْدِ مِنَّا لِشَهْرِ رَمَضَانَ حَتَّى تُبَلِّغَنَاهُ مِنْ قَابِلٍ عَلَى أَحْسَنِ حَالٍ وَ تُعَرِّفَنَا هِلَالَهُ مَعَ النَّاظِرِينَ إِلَيْهِ وَ الْمُتَعَرِّفِينَ لَهُ، فِي أَعْفَى عَافِيَتِکَ وَ أَتَمِّ نِعْمَتِکَ وَ أَوْسَعِ رَحْمَتِکَ، وَ أَجْزَلِ قِسَمِکَ۔

اَللّٰهُمَّ يَا رَبِّيَ الَّذِي لَيْسَ لِي رَبٌّ غَيْرُهُ لَا تَجْعَلْ هٰذَا الْوَدَاعَ مِنِّي لَهُ وَدَاعَ فَنَاءٍ، وَ لَا آخِرَ الْعَهْدِ مِنِّي لِلِقَاءٍ حَتَّى تُرِيَنِيهِ مِنْ قَابِلٍ فِي أَسْبَغِ النِّعَمِ، وَ أَفْضَلِ الرَّجَاءِ، وَ أَنَا لَکَ عَلَى أَحْسَنِ الْوَفَاءِ إِنَّکَ سَمِيعُ الدُّعَاءِ۔

اَللّٰهُمَّ اسْمَعْ دُعَائِي وَ ارْحَمْ تَضَرُّعِي وَ تَذَلُّلِي لَکَ، وَ اسْتِكَانَتِي وَ تَوَكُّلِي عَلَيْکَ، فَأَنَا لَکَ مُسْلِمٌ، لَا أَرْجُو نَجَاحًا وَ لَا مُعَافَاةً إِلَّا بِکَ وَ مِنْکَ، فَامْنُنْ عَلَيَّ جَلَّ ثَنَاؤُکَ وَ تَقَدَّسَتْ أَسْمَاؤُکَ، وَ بَلِّغْنِي شَهْرَ رَمَضَانَ وَ أَنَا مُعَافًى مِنْ كُلِّ مَكْرُوهٍ وَ مَحْذُورٍ، وَ جَنِّبْنِي مِنْ جَمِيعِ الْبَوَائِقِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي أَعَانَنَا عَلَى صِيَامِ هٰذَا الشَّهْرِ حَتَّى بَلَّغَنَا آخِرَ لَيْلَةٍ مِنْهُ - (اے اللہ تو نے اپنے نبی مرسل پر نازل کردہ کتاب میں یہ کہا ہے اور تیرا قول حق ہے) -

شہر رمضان الذی انزل فیہ القران ھدی للناس و بینات من الھدی و الفرقان سورہ بقرہ ۱۸۵ - (رمضان کا مہینہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا جو لوگوں کا رہنما ہے اور اس میں رہنمائی اور حق و باطل میں تمیز کی روشن دلیلیں ہیں) اور یہ ماہ رمضان گذر گیا ہے میں تیری ذات کریم اور تیرے کلمات تام کا واسطہ دے کر التجا کرتا ہوں کہ اگر میرے ذمہ کچھ ایسے گناہ ہیں کہ تو نے اب تک انہیں نہیں بخشا ہے اور تیرا ارادہ ہو کہ تو اس کا مجھ سے محاسبہ کرے یا اس پر مجھے سزا دے یا مجھ پر عقاب کرے تو تو اس شب کی فجر طالع ہونے یا اس مہینے کے ختم ہونے سے پہلے ہی مجھے بخش دے اے ارحم الراحمین - اے اللہ میں تیری اول سے آخر تک دی ہوئی تمام نعمتوں پر تیری حمد کرتا ہوں تیری ان تمام تر حمدوں کے ساتھ جو خود تو نے اپنی ذات کے لئے کی ہیں اور جو تیری حمد کرنے والی مخلوقات نے اور تیرے ذکر اور تیرے شکر میں جدوجہد کرنے والوں نے کی ہیں جن کی تو نے حق کی ادائیگی میں اعانت کی ہے وہ جو تیری طرح طرح کی مخلوقات نے اور ملائکہ مقربین و انبیاء و مرسلین نے کی ہے جو تمام عالمین میں قسم قسم کے بولنے والوں نے اور تیری تسبیح پڑھنے والوں نے کی ہے اس بات پر کہ تو نے ہم لوگوں تک ماہ رمضان کو پہنچایا اور اس امر پر کہ تو نے ہم لوگوں پر اپنی نعمتوں کی بارش کی اور ہم لوگوں پر بے شمار بخشش و احسان کیا - پس تیرے لئے ایسی حمد کرتا ہوں جو سدا ہو دائمی ہو زیادہ سے زیادہ ہو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ہو ازلی و ابدی ہو اور تا ابد ختم نہ ہو - تیری بڑی حمد و ثنا کہ تو نے ہماری اتنی اعانت فرمائی کہ ہم لوگوں سے اس کے روزے اس کی نمازیں پوری ہو گئیں پس جو کچھ ہم لوگوں سے اس میں نیکی یا شکر یا ذکر ہوا ہے اے اللہ تو اس کو قبول فرما اپنی بہترین قبولیت در گذر و عفو، بخشش و مغفرت اور اپنی حقیقی رضا و خوشنودی کے ساتھ تاکہ ہم لوگ اس میں ہر مطلوبہ ثواب اور عطا کردہ بخششوں کے حصول میں کامیاب ہو جائیں - اور تو ہم لوگوں کو ہر خطرہ سے یا ہماری اپنی مول لی ہوئی بلاؤں سے یا مسلسل گناہوں کے ارتکاب سے محفوظ رکھ -

اے اللہ میں ان عظیم دعاؤں کا واسطہ دیکر جو تیری مخلوق میں سے کسی نے تیرے مکرم اسماء تیری بہترین ثناء اور

مخصوص دعا کے ساتھ کیا ہے۔ تجھ سے التجا کرتا ہوں کہ تو محمدؐ اور آل محمدؐ پر اپنی رحمتیں نازل فرما اور ہمارے اس مہینہ کو برکت اور دین کی سلامتی وجان کی امان وقضائے حاجت ومسائل کے حل، نعمتوں کے تمام ہونے امراض کے دور رہنے اور عافیت کا لباس پہننے میں ان تمام پچھلے رمضانوں سے عظیم اور بہتر قرار دے جو ہم لوگوں پر اس وقت سے گذرتے رہے جب سے تونے اس کا حکم (روزہ) ہم پر نازل کیا۔ اور برائے مہربانی مجھے ان لوگوں میں شامل کرلے جن کے لئے تونے شب قدر کو رکھ چھوڑا ہے اور جن کے لئے تونے اس شب قدر کو ایک ہزار مہینوں سے بہتر قرار دیا عظیم ثواب وبہترین ذخیرہ آخرت و بہترین شکر و عمر کی درازی اور دائمی فارغ البالی کے لئے۔

اے اللہ میں تجھ سے تیری رحمت تیری عزت، تیری بخشش تیرا عفو ودرگذر تیری نعمتوں، تیرے جلال، تیرے قدیم احسان اور تیرے امتنان کا واسطہ دے کر التجا کرتا ہوں کہ اس رمضان کو تو میرے لئے آخری رمضان نہ قرار دینا بلکہ آئندہ ماہ رمضان تک تو مجھے اچھی حالت کے ساتھ پہنچانا اور آئندہ ماہ رمضان کا چاند دیگر دیکھنے والوں کے ساتھ دکھانا اپنی دی ہوئی عافیت اپنی بھرپور نعمت اپنی وسیع رحمت اور اپنی بے حد عطیات کے ساتھ۔

اے اللہ میرے پروردگار کہ جس کے سوا میرا کوئی پروردگار نہیں اس وداع (ماہ رمضان) کو میرا وداع فنا وموت نہ قرار دینا اور نہ اسے میری آخری ملاقات قرار دینا بلکہ آئندہ سال بھی اس کا دیدار کرانا اپنی پوری نعمتوں بہترین امیدوں کے ساتھ اور میں تیرے عہد کی بہترین وفا کروں گا۔ بیشک تو دعا کا سننے والا ہے اے اللہ میری دعا کو سن میرے گڑگڑانے عاجزی وفروتنی اور تجھ پر میرے توکل پر رحم فرما۔ میں تیرا مسلمان ہوں سوائے تیری معافی کے اور کسی طرح مجھے نجات کی امید نہیں ہے مجھ پر احسان فرما تیری حمد وثنا بہت بڑی ہے تیرے اسماء پاک وپاکیزہ ہیں اور آئندہ ماہ رمضان کو میرے پاس اس حال میں پہنچانا کہ میں تمام مکروہات وعذرات سے بچا رہوں۔ مجھے ہر طرح کی برائی اور گناہوں سے بچائے رکھنا اس اللہ کی حمد جس نے اس مہینے کے روزوں میں ہماری مدد فرمائی اور ہم اس کی آخری شب تک پہنچ گئے۔)

باب : شب عید الفطر اور روز عید الفطر کی تکبیر اور بعد مغرب سجدہ شکر میں جو کچھ کہا جائے

(۲۰۳۴) سعید نقاش نے روایت کی ہے کہ مجھ سے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا عید الفطر میں تکبیر ہے مگر سنت ہے راوی کا بیان ہے میں نے عرض کیا وہ کہاں ہے؟ فرمایا شب عید الفطر میں مغرب وعشاء کے اندر اور نماز فجر کے اندر اور نماز عید کے اندر۔ سعید کی روایت کے علاوہ دوسری روایت ہے کہ ظہر کے اندر اور عصر کے اندر اور اس کے بعد تکبیر کا سلسلہ منقطع کردیا جائے گا۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا کہ میں تکبیر کس طرح کہوں؟ آپؑ نے فرمایا یوں کہو۔

اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ اللّٰہُ اَکْبَرُ وَ لِلّٰہِ الْحَمْدُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ عَلٰی مَا ھَدَانَا وَ الْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی مَا اَبْلَانَا۔ (اللہ سب سے بڑا ہے اللہ سب بڑا ہے نہیں ہے کوئی اللہ سوائے اس اللہ کے اور اللہ سب سے بڑا ہے اللہ سب سے بڑا ہے اور اللہ ہی کے لئے حمد اور اللہ ہی سب سے بڑا ہے اس بات پر کہ اس نے ہماری ہدایت کی اور اللہ کی حمد اس بات پر کہ اس نے ہم لوگوں کو آزمایا)

چنانچہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے و لتکملوا العدۃ تاکہ تم گنتی پوری کرو یعنی روزہ کی و لتکبروا اللہ علی ماھداکم (سورہ البقرہ آیت نمبر ۱۸۵) اور اللہ نے جو تمہاری ہدایت کی ہے اس پر اس کی بڑائی کا اظہار کرو۔

(۲۰۳۵) اور روایت کی گئی ہے کہ اس عید فطر کی تکبیر میں یہ نہیں کہا جائے گا کہ و رزقنا من بحیمۃ الانعام (ہم لوگوں کو رزق دیا چوپائے جانوروں کا۔) اس لئے کہ یہ ایام تشریق میں کہتے ہیں (یعنی ۱۳-۱۴-۱۵- ذی الحجہ میں)

(۲۰۳۶) روایت کی ہے قاسم بن یحیٰی نے اپنے جد حسن بن راشد سے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ لوگ کہتے ہیں کہ مغفرت شب قدر میں اس پر نازل ہوتی ہے جو ماہ رمضان میں روزہ رکھے۔ آپؑ نے فرمایا اے حسن مزدور کو مزدوری کام سے فراغت کے بعد دی جاتی ہے اور یہ عید کی شب ہے۔ میں نے عرض کیا اس میں ہم لوگوں کو کیا کرنا چاہیے؟ آپؑ نے فرمایا جب آفتاب غروب ہو جائے اور تم تین رکعت مغرب کی نماز پڑھ لو تو اپنے دونوں ہاتھ بلند کر کے کہو۔ یَا ذَا الطَّوْلِ، یَا ذَا الْحَوْلِ، یَا مُصْطَفِیَ مُحَمَّدٍ وَ نَاصِرَہٗ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ، وَ اغْفِرْ لِیْ کُلَّ ذَنْبٍ اَذْنَبْتُہٗ وَ نَسِیْتُہٗ اَنَا وَ ھُوَ عِنْدَکَ فِیْ کِتَابٍ مُّبِیْنٍ۔ (اے فضل و بخشش والے اے قدرت و اختیار والے اے محمدؐ کو منتخب کرنے والے اور انکے مددگار تو محمدؐ اور آل محمدؐ پر اپنی رحمتیں نازل فرما اور میرا ہر وہ گناہ بخش دے جس کا میں نے ارتکاب کیا ہے اور اسے بھول گیا ہوں مگر وہ تیرے پاس کتاب مبین میں درج ہے) پھر سجدہ میں گر جاؤ اور سجدہ کی حالت میں سو مرتبہ کہو اَتُوْبُ اِلَی اللّٰہِ (میں اللہ کی بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں) پھر اسکے بعد اپنی حاجت طلب کرو۔

باب : جب لوگوں کے نزدیک صحیح رویت ہلال ہو جائے تو عید الفطر کی صبح کو صوم کی حالت میں لوگوں پر کیا واجب ہے

(۲۰۳۷) محمد بن قیس نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا جب امام کے سامنے تیس تاریخ کو دو آدمی گواہی دے دیں کہ انہوں نے چاند دیکھا ہے تو امام اسی دن روزہ توڑنے کا حکم دیگا اگر ان دونوں گواہوں نے قبل زوال گواہی دی ہے۔ اور اگر ان دونوں گواہوں نے بعد زوال گواہی دی ہے تو امام اس دن افطار کا یعنی روزہ توڑنے کا حکم دیگا اور نماز عید کو دوسرے دن کے لئے موخر کر دیگا اور سب لوگوں کے ساتھ نماز عید پڑھے گا۔

(۲۰۳۸) اور ایک دوسری حدیث میں ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ جب چاند نظر نہ آئے لوگ صبح کو روزہ رکھے ہوئے اٹھیں

اتنے میں چند عادل لوگ آئیں اور رویت ہلال کی گواہی دیں تو افطار کرلیں اور دوسرے دن اول وقت اپنی عید کے لئے نکلیں۔ اور شوال کے چاند کی رویت دن میں قبل زوال ثابت ہو تو وہ دن شوال میں شمار ہوگا اور اگر بعد زوال رویت ہو تو وہ دن ماہ رمضان میں شمار ہوگا۔

باب : نادر احادیث

(۲۰۳۹) حسین بن سعید نے ابن فضال سے روایت کی انکا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام کو ایک عریضہ لکھا اور اس میں،میں نے دریافت کیا کہ ہمارے یہاں ایک قوم ہے جو نماز پڑھتی ہے مگر ماہ رمضان میں روزہ نہیں رکھتی اور اکثر میں ان لوگوں سے اصرار کرتا ہوں کہ وہ ہماری کھیتی کاٹنے آئیں مگر جب انکو بلاتا ہوں تو جبتک میں ان کو کھانا کھلانے کا وعدہ نہ کروں وہ قبول نہیں کرتے مجھے چھوڑ کر ان لوگوں کے پاس چلے جاتے ہیں جو انکو کھانا کھلائیں۔ اور میں ماہ رمضان میں ان لوگوں کو کھانا کھلانے سے تنگ ہوتا ہوں۔

تو آپؑ نے اپنے ہاتھ سے تحریر فرمایا جسے میں پہچانتا ہوں کہ ان لوگوں کو کھانا کھلاؤ۔

(۲۰۴۰) اور محمد بن سنان کی روایت میں ہے جسے انہوں نے حذیفہ بن منصور سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ ماہ رمضان ہمیشہ تیس دن کا ہوگا۔ اس سے کم تا ابد نہ ہوگا۔

(۲۰۴۱) اور حذیفہ بن منصور کی روایت میں ہے جو انہوں نے معاذ بن کثیر سے جنکو معاذ بن مسلم ہراء بھی کہا جاتا ہے۔ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ خدا کی قسم ماہ رمضان تیس ہی دن کا ہوگا اس سے کم تا ابد نہ ہوگا۔

(۲۰۴۲) محمد بن اسماعیل بن بزیع نے محمد بن یعقوب سے انہوں نے شعیب سے اور انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے اسکا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آنجنابؑ سے عرض کیا کہ لوگ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے رمضان کے مہینوں میں جتنی مرتبہ تیس دن روزے رکھے اس سے زیادہ مرتبہ انتیس دن روزے نہیں رکھے۔ آپؑ نے فرمایا کہ یہ لوگ غلط کہتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیشہ پورے روزے رکھے فرائض کبھی ناقص نہیں ہوا کرتے۔ اللہ تعالیٰ نے سال کو تین سو ساٹھ دن کا بنایا اور آسمانوں اور زمینوں کو چھ دن میں پیدا کیا اور چھ دن کو تین سو ساٹھ دن میں سے گھٹا دیا تو سال تین سو چوّن دن کا رہ گیا۔ اس میں ماہ رمضان تیس دن کا اللہ تعالیٰ کے اس قول کے بموجب ہے کہ (لتکملوا العدة) دنوں کو کامل کرو اور دن کامل جب ہونگے جب دن پورے ہونگے پھر ماہ شوال انتیس دن کا ماہ ذی القعدہ تیس دن کا اللہ تعالیٰ کے اس قول کے بموجب (وواعدنا موسیٰ ثلاثین لیلة) ہم نے موسیٰ سے تیس راتوں کا وعدہ کیا چھ مہینے اس طرح ہونگے یعنی ایک مہینہ پورا اور ایک مہینہ ناقص اور ماہ رمضان کبھی ناقص (انتیس دن کا) نہیں ہوگا اور ماہ شعبان کبھی تمام (پورے تیس دن کا) نہیں ہوگا۔

(۲۰۴۳) اور ابو بصیر نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے قول خدا (لتکملو االعدة) تاکہ تم لوگ دنوں کو مکمل کرو) کے متعلق دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا تیس دن۔

(۲۰۴۴) یاسر خادم سے روایت کی گئی ہے کہ میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے دریافت کیا کہ کیا ماہ رمضان انتیس دن کا ہوتا ہے؟ آپؑ نے فرمایا ماہ رمضان کبھی تیس دن سے تا ابد کم نہ ہوگا۔

اس کتاب کے مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ جو لوگ ان احادیث کی مخالفت کرتے ہیں اور ان احادیث کی ضد میں عامہ کی جو احادیث ہیں اسکی موافقت کرتے ہیں وہ اس میں تقیہ کرتے ہیں جب کہ عامہ سے حسب موقع بغیر تقیہ بات نہیں کرتے سوائے اس موقعہ کے جب عامہ میں سے کوئی طالب ہدایت آجائے اور ہدایت چاہے تو اسکی ہدایت اور اسکے لئے وضاحت کرتے ہیں۔ کیونکہ بدعت کا ذکر ترک کر دینے سے وہ خود بخود مردود اور باطل ہو جاتی ہے۔

(۲۰۴۵) معاویہ بن عمار سے روایت کی گئی ہے اسکا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایام تشریق (۱۳-۱۲-۱۵ ذالحجہ) کے روزوں کے متعلق دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منیٰ میں ایام تشریق کے روزوں کو منع فرمایا ہے لیکن منیٰ کے علاوہ دوسری جگہوں پر کوئی حرج نہیں ہے۔

(۲۰۴۶) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے روزوں میں وصال کو (دو روزے کے درمیان بغیر افطار کے پے در پے روزہ رکھنا) منع فرمایا اور آپؐ خود دو روزے بلا افطار پے در پے رکھا کرتے تھے۔ تو آپؐ سے اسکے متعلق دریافت کیا گیا۔ آپؐ نے فرمایا میں تم میں سے کسی ایک جیسا بھی نہیں ہوں۔ میں اپنے رب کے پاس رہتا ہوں وہ مجھے کھلا پلا لیتا ہے۔

(۲۰۴۷) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جس وصال کو منع کیا گیا وہ یہ ہے کہ انسان اپنا رات کا کھانا سحر کے وقت کھائے۔

(۲۰۴۸) زرارہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے صوم دھر (ہمیشہ روزے سے رہنے) کے متعلق دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا یہ ہمیشہ مکروہ ہے۔

(۲۰۴۹) نیز آنجنابؑ نے فرمایا کہ روزوں میں وصال نہیں اور نہ ایک دن اور ایک رات کا روزہ ہے۔

(۲۰۵۰) روایت کی گئی ہے بزنطی سے اور انہوں نے روایت کی ہے ہشام بن سالم سے انہوں نے سعد خفاف سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے اسکا بیان ہے کہ ہم دس آدمی آنجنابؑ کی مجلس میں حاضر تھے ہم لوگوں نے رمضان کا ذکر کیا تو آپؑ نے فرمایا کہ تم لوگ یہ نہ کہا کرو کہ یہ رمضان ہے۔ نہ یہ کہو کہ رمضان چلا گیا اور یہ کہ رمضان آگیا اس لئے کہ رمضان اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ایک نام ہے نہ وہ آتا ہے نہ وہ جاتا ہے بلکہ آتا جاتا تو وہ ہے جو زائل ہونے والا ہو بلکہ کہو کہ ماہ رمضان (آیا اور گیا) پس مہینہ مضاف اور منسوب ہے اسم کی طرف اور یہ اسم اللہ تعالیٰ کا اسم ہے۔ اور یہ وہ مہینہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا جسکو اللہ تعالیٰ نے (اپنے اولیاء کیلئے) جشن اور عید قرار دیا ہے۔

(۲۰۵۱) غیاث بن ابراہیم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور انہوں نے اپنے پدر بزرگوار سے انہوں نے اپنے جد نامدار علیہم السلام سے روایت کی ہے کہ انہوں نے بیان فرمایا کہ حضرت امیرالمومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ تم لوگ صرف رمضان نہ کہو اسکو ماہ رمضان کہو اس لئے کہ تم لوگوں کو نہیں معلوم کہ رمضان کیا ہے۔

(۲۰۵۲) اور امیرالمومنین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ مرد کے لئے یہ مستحب ہے کہ ماہ رمضان کی پہلی شب کو اپنی زوجہ سے ہمبستری کرے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے احل لکم لیلۃ الصیام الرفث الی نسائکم (مسلمانو تم لوگوں کیلئے روزوں کی راتوں میں اپنی عورتوں کے پاس جانا حلال کر دیا گیا ہے) (سورہ البقرہ آیت نمبر ۱۸۷)۔

(۲۰۵۳) محمد بن فضیل نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے اپنے کسی دوستدار کو عیدالفطر کے دن دعا دیتے ہوئے فرمایا کہ اے فلاں اللہ تعالیٰ تمہاری اور ہماری طرف سے قبول کرے۔ راوی کا بیان ہے کہ پھر جب عید الاضحیٰ کا دن آیا تو آپؑ نے فرمایا اے فلاں اللہ تعالیٰ ہم لوگوں کی طرف سے قبول کرے نیز تمہاری طرف سے قبول کرے۔ راوی کا بیان ہے کہ یہ سن کر میں نے عرض کیا فرزند رسول آپؑ نے عیدالفطر کے دن کچھ اور کہا تھا اور عید قرباں کے دن کچھ اور فرما رہے ہیں؟ تو آپؑ نے ارشاد فرمایا کہ ہاں میں نے عیدالفطر کے دن کہا تھا کہ اللہ تعالیٰ تمہاری اور ہماری طرف سے قبول کرے اس لئے کہ اس نے بھی وہی کیا ہے جو میں نے کیا ہے (یعنی روزہ) اس طرح ہم اور وہ اس فعل میں برابر ہیں۔ اور عید قربان میں ہم نے اس سے کہا کہ اللہ تعالیٰ ہماری طرف سے قبول کرے نیز تمہاری طرف سے قبول کرے اس لئے کہ ہو سکتا ہے ہمارے لئے قربانی ممکن ہو اور اس کے لئے قربانی ممکن نہ ہو تو اس طرح ہمارا اور اسکا کام ایک نہ ہوگا۔

(۲۰۵۴) جراح مدائنی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا عیدالفطر کے دن نماز سے پہلے کچھ کھالو اور عید قربان کے دن اس وقت تک نہ کھاؤ جبتک امام نماز پڑھا کر واپس نہ چلا جائے۔

(۲۰۵۵) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس عید کے دن جب کوئی خوشبودار چیز پیش کی جاتی تو سب سے پہلے وہ اسی سے افطار فرمایا کرتے۔

(۲۰۵۶) اور ایک مرتبہ علی بن محمد نوفلی نے حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام سے عرض کیا کہ میں نے عیدالفطر کے دن خاک شفاء (خاک قبر حسینؑ) اور کھجور سے افطار کیا تو آپؑ نے فرمایا اس طرح تم نے برکت اور سنت دونوں کو جمع کر لیا۔

(۲۰۵۷) حضرت امام حسن علیہ السلام نے عید کے دن لوگوں کو دیکھا کہ وہ کھیل کود کر رہے ہیں اور ہنس بول رہے ہیں تو آپؑ نے اپنے اصحاب کی طرف رخ کیا اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ماہ رمضان کو اپنی مخلوق کیلئے مسابقت و مقابلہ کا میدان بنایا ہے تاکہ لوگ اللہ کی اطاعت اور اسکی رضا کے حصول میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کریں تو اس میں کچھ لوگ آگے بڑھ گئے اور کامیاب رہے اور کچھ لوگ پیچھے رہ گئے اور ناکامیاب رہے۔ تو ایسے دن میں جسکے اندر نیکی کرنے والے کامیاب اور تقصیر کرنے والے ناکامیاب ہوئے ان ہنسی ٹھٹھا اور کھیل کود کرنے والوں پر تعجب اور بہت تعجب ہے۔

خدا کی قسم اگر سامنے سے پردے ہٹا دیئے جائیں تو (نظر آئیگا کہ) نیکی کرنے والے اپنی نیکیوں کی جزا لینے میں مشغول ہیں اور بدی کرنے والے اپنی بدی کی سزا میں مبتلا ہیں۔

(۲۰۵۸) حنان بن سدیر نے عبداللہ بن دینار سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا اے عبداللہ مسلمانوں کی جب بھی کوئی عید آتی ہے خواہ وہ عید قربان ہو یا عید الفطر اس میں آل محمدؐ کا حزن و غم تازہ ہو جاتا ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا کہ یہ کیوں ؟ آپؑ نے فرمایا اس لئے کہ وہ لوگ اپنے حق کو دوسروں کے قبضہ میں دیکھتے ہیں۔

(۲۰۵۹) عبداللہ بن لطیف تفلیسی نے زرین سے روایت کی ہے اسکا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا جب حضرت امام حسین ابن علی علیہ السلام پر تلوار سے وار کیا گیا اور وہ گھوڑے سے گرے تو وہ لوگ آگے بڑھے کہ آپ کا سر قلم کر لیا جائے تو بطن عرش سے ایک منادی نے ندا دی کہ اے اپنے نبی کے بعد بھٹکی ہوئی اور ادھر ادھر ماری ماری پھرنے والی اور گمراہ ہو جانے والی امت تجھے اللہ تعالیٰ عید قربان اور عید الفطر کی توفیق نصیب نہ کرے۔

اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ وہ ندا یہ تھی کہ تجھے اللہ روزے اور عید الفطر کی توفیق نصیب نہ کرے۔ اسکے بعد حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ اسکے لازمی نتیجہ میں خدا کی قسم نہ اب تک ان لوگوں کو توفیق ہوئی اور نہ آئندہ جب تک کہ امام حسین علیہ السلام کے خون کا انتقام لینے والا ان کے خون کا انتقام نہ لیلے ان لوگوں کو اس کی توفیق نہیں ملے گی۔

(۲۰۶۰) جابر سے روایت کی گئی ہے کہ انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام اور انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ شوال کی پہلی تاریخ کو (عید الفطر کے دن) ایک منادی ندا دیتا ہے کہ اے اہل ایمان اپنے اپنے انعامات لینے کیلئے چلو۔ اسکے بعد حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا اللہ تعالیٰ کا انعام ان بادشاہوں کے انعام کی طرح کا نہیں ہے پھر فرمایا کہ یہ دن انعام کا دن ہے۔

باب : فطرہ

(۲۰۶۱) ابن ابی نجران اور علی بن حکم نے صفوان جمّال سے روایت کی ہے اسکا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے فطرہ کے متعلق دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا یہ چھوٹے بڑے آزاد و غلام ہر انسان پر ایک صاع گندم یا ایک صاع کھجور یا ایک صاع خشک انگور ہے۔ (یعنی 2.830646 کلو گرام)

(۲۰۶۲) محمد بن خالد نے سعد بن سعد اشعری سے انہوں نے حضرت ابو الحسن امام رضا علیہ السلام سے روایت کی ہے اسکا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے فطرہ کے متعلق دریافت کیا کہ ہر فرد کی طرف سے کتنا گندم، جَو، کھجور یا خشک انگور دیا

جائے؟ تو آپؑ نے فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صاع کے برابر ایک صاع (یعنی پانچ مد)

(۲۰۶۳) محمد بن احمد بن یحییٰ نے جعفر بن ابراہیم بن محمد ہمدانی سے روایت کی وہ اس وقت ہم لوگوں کے ساتھ حج میں تھے ان کا بیان ہے کہ میں نے اپنے والد کی معرفت حضرت ابوالحسن علیہ السلام کو ایک خط لکھا کہ میں آپؑ پر قربان ہمارے اصحاب کو صاع کے وزن میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ فطرہ مدنی صاع سے نکالنا چاہئے کچھ کہتے ہیں کہ عراقی صاع سے نکالنا چاہیئے؟ آپؑ نے اسکے جواب میں تحریر فرمایا کہ صاع مدنی چھ رطل کا اور عراقی نو رطل کا ہوتا ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ نیز آپؑ نے مجھے بتایا کہ وہ وزن میں ایک ہزار ایک سو ستر (۱۱۷۰) درہم کے برابر ہوتا ہے (درہم = 2.4193548 گرام)

(۲۰۶۴) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جب کسی کو فطرہ نکالنے کیلئے گیہوں یا جَو نہ ملے تو اسکی طرف سے قَمْحْ (گیہوں کی ادنیٰ قسم) اور سُلْتْ (بے چھلکے والا پیغمبری جو) اور عَلَسْ (گیہوں کی قسم جسکے ایک چھلکے میں دو دانے ہوتے ہیں جو اہل صنعاء کی غذا ہے) اور مکئی بھی فطرے میں نکال سکتے ہیں۔

اور اگر کوئی صحراؤں کا رہنے والا ہو اور اسکے پاس فطرہ نکالنے کو کچھ نہ ہو تو وہ چار رطل دودھ فطرہ میں نکالے۔ اور جو شخص جو غذا بھی کھاتا ہے تو اس پر واجب ہے کہ وہ فطرہ میں وہی چیز نکالے جو وہ کھاتا ہے۔

(۲۰۶۵) اور محمد بن قاسم بن فضیل بصری نے حضرت امام ابوالحسن رضا علیہ السلام کو ایک عریضہ لکھا اس میں دریافت کیا کہ اگر یتیم کا کوئی مال ہو تو کیا کوئی وصی یتیم کی طرف سے اسکے مال سے زکوٰۃ فطرہ نکال سکتا ہے؟ آپؑ نے جواب میں تحریر فرمایا یتیم پر کوئی زکوٰۃ نہیں ہے۔

اور محتاج پر صدقہ فطرہ نکالنا واجب نہیں اور ہر وہ شخص جسکو فطرہ لینا حلال ہے اس پر صدقہ فطرہ نکالنا واجب نہیں۔

(۲۰۶۶) اور سیف بن عمیرہ نے اسحاق بن عمار سے روایت کی ہے اسکا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک شخص کے پاس صرف اتنا ہی ہے کہ وہ اپنا فطرہ تنہا نکال سکے اسکے سوا اس کے پاس اور کچھ نہیں ہے کیا وہ فطرہ نکال دے یا خود اور اپنے عیال کو کھلائے؟ آپؑ نے فرمایا کہ وہ اپنے اہل وعیال میں سے کسی ایک کو فطرہ دے اور وہ دوسرے کو دے وہ باہم ایک کے بعد دوسرے کو دیدیں اسطرح ایک ہی فطرہ سب کی طرف سے ہوجائیگا۔

(۲۰۶۷) حسن بن محبوب نے عمر بن یزید سے روایت کی ہے انکا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جس کے پاس اسکے بھائیوں میں سے کوئی مہمان ہے لتنے میں فطرہ کا دن آجاتا ہے تو کیا وہ اس مہمان کی طرف سے بھی فطرہ ادا کرے؟ آپؑ نے فرمایا ہاں جو بھی اسکے عیال میں ہے مرد ہو یا عورت چھوٹا ہو یا بڑا آزاد ہو یا غلام اس پر سب کا فطرہ واجب ہے۔

(۲۰۶۸) اسحاق بن عمار نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ کوئی ہرج نہیں اگر کوئی شخص ایک آدمی کو دو یا تین یا چار آدمیوں کا فطرہ دیدے۔

(۲۰۶۹) اور دوسری حدیث میں ہے کہ آپ نے فرمایا کوئی حرج نہیں اگر کوئی شخص اپنی طرف سے اور اپنے عیال کی طرف سے کسی ایک آدمی کو فطرہ دیدے۔

اور ایک آدمی کا فطرہ دو آدمیوں کو دینا جائز نہیں۔ (یعنی فطرے کے حصے نہیں کیے جاسکتے)

اور اگر تمہارا کوئی غلام مسلمان یا کافر ذمی ہے تو اسکی طرف سے بھی فطرہ ادا کرو۔

اور اگر تمہارے یہاں عیدالفطر کے دن کوئی بچہ قبل زوال پیدا ہو تو اسکی طرف سے استحباباً فطرہ ادا کرو اور اگر بعد زوال پیدا ہو تو اس پر فطرہ نہیں ہے اور اسی طرح اگر کوئی شخص قبل زوال یا بعد زوال اسلام لایا ہے تو اسکے لئے بھی یہی حکم ہے اور یہ استحباب کی بنا پر ہے اور افضل کو اختیار کیا جائیگا۔ مگر فطرہ واجب اس شخص پر ہے جو ماہ رمضان کو پا جائے۔ (یعنی عید کا چاند دیکھنے سے پہلے مسلمان ہوا ہو)۔

(۲۰۷۰) اس حدیث کی علی بن ابی حمزہ نے معاویہ بن عمار سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے اس بچہ کے متعلق جو عیدالفطر کی شب پیدا ہوا یا اس یہودی یا نصرانی کے متعلق جو شب عیدالفطر اسلام لایا؟ آپ نے فرمایا ان سب پر فطرہ نہیں اور صرف اسی پر فطرہ ہے جو ماہ رمضان کو پا جائے۔

(۲۰۷۱) محمد بن عیسیٰ نے علی بن بلال سے روایت کی ہے اسکا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام طیب عسکری علیہ السلام کو عریضہ لکھ کر دریافت کیا کہ کیا یہ جائز ہے کہ ایک شخص اپنے اہل و عیال جنکی تعداد کم و بیش دس عدد ہے ان سب کا فطرہ ایک شخص محتاج کو دیدے؟ آپ نے فرمایا ہاں ایسا کرلو۔

(۲۰۷۲) اور علی بن جعفر نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے غلام مکاتب کے متعلق دریافت کیا کہ کیا اس پر ماہ رمضان کا فطرہ واجب ہے یا اس پر کہ جسکا یہ غلام مکاتب ہے اور کیا اسکی شہادت و گواہی جائز ہے؟ تو آپ نے فرمایا (کیا جب) اس پر فطرہ واجب ہے تو اسکی شہادت جائز نہ ہوگی؟

اس کتاب کے مصنف فرماتے ہیں کہ یہ استفہام انکاری ہے خبریہ نہیں ہے یعنی آپ کے فرمانے کا مطلب یہ ہے اس پر فطرہ کیسے واجب ہوگا جب اسکی شہادت جائز نہ ہوگی مطلب یہ کہ اسکی شہادت بھی اسی طرح جائز ہے جس طرح اس پر فطرہ واجب ہے۔

(۲۰۷۳) اور محمد بن قاسم بن فضیل نے حضرت امام ابوالحسن رضا علیہ السلام کو ایک عریضہ لکھا اور اس میں دریافت کیا ایک غلام کا مالک مر گیا اور یہ کسی دوسرے شہر میں ہے اس کے قبضہ میں اپنے مالک کا کچھ مال ہے اتنے میں فطرہ نکالنے کا دن آگیا کیا وہ اپنے مالک کے مال سے اپنا فطرہ نکالے جبکہ یہ مال اب یتیموں کا ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں (فطرہ نکالے)۔

(۲۰۷۴) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ فطرہ میں ایک صاع کھجوریں نکالنا میرے نزدیک زیادہ پسندیدہ ہے ایک صاع سونا اور چاندی نکالنے سے۔

(۲۰۷۵) اور ہشام بن حکم نے آنجناب سے روایت کی ہے کہ فطرہ میں کھجور دینا کھجور کے علاوہ کسی اور چیز کے دینے سے افضل ہے اس لئے کہ اسکو فوراً استعمال کر کے جلد از جلد منفعت حاصل کی جا سکتی ہے ۔ یہ اس طرح کہ یہ مستحق کو پہنچے گی تو وہ اس کو فوراً استعمال کر سکتا ہے ۔ نیز فرمایا کہ جب زکوٰۃ کا حکم نازل ہوا تو لوگوں کے پاس اتنا مال نہ تھا کہ جس میں زکوٰۃ نکالیں بلکہ یہ حکم فطرہ نکالنے کیلئے نازل ہوا تھا۔

(۲۰۷۶) اسحاق بن عمار نے حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام سے فطرہ کے تعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ اسکے پڑوسی زیادہ حقدار ہیں اور کوئی حرج نہیں اگر اسکی قیمت چاندی کی شکل میں دی جائے ۔

(۲۰۷۷) اور علی بن یقطین نے حضرت ابوالحسن اول سے زکوٰۃ فطرہ کے متعلق دریافت کیا کہ اپنے پڑوسی کو اور بچے کو دودھ پلانے والی اور دایہ کو جنکا مذہب معلوم نہ ہو مگر وہ ناصبی اور دشمن اہلبیت بھی نہ ہوں تو انکو فطرہ دینا درست ہے ؟ آپ نے فرمایا اگر وہ محتاج ہیں تو دینے میں کوئی حرج نہیں ۔

(۲۰۷۸) اسحاق بن عمار نے معتب سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جاؤ ہمارے تمام اہل وعیال کی طرف سے اور ہمارے غلاموں کی طرف سے فطرہ دیدو ان میں سے کسی ایک کو بھی نہ چھوڑنا اس لئے کہ اگر تم نے اس میں سے کسی آدمی کو چھوڑا تو اسکے فوت ہونے کا خوف ہے میں نے عرض کیا فوت کا کیا مطلب ؟ فرمایا موت ۔

(۲۰۷۹) صفوان نے عبدالرحمن بن الحجاج سے روایت کی ہے کہ اسکا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جو ایک آدمی کو خرچہ دیتا ہے حالانکہ وہ اسکے عیال میں سے نہیں ہے مگر وہ اسکا کھانا ، کپڑا پورا کرتا ہے تو کیا اسکا فطرہ دینا بھی اسی پر لازم ہے ؟ آپ نے فرمایا اس پر صرف اپنے عیال کا فطرہ واجب ہے کسی دوسرے کا نہیں نیز آپ نے فرمایا اور اسکے عیال میں صرف اسکے بچے اسکے غلام اور زوجہ اور ام ولد (بچے کی ماں) شامل ہیں ۔

(۲۰۸۰) صفوان بن یحیی نے اسحاق بن عمار سے روایت کی ہے اسکا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے فطرہ کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا اگر وہ تم سے چھوٹ گیا ہے تو اگر تم اسکو قبل نماز یا بعد نماز ادا کرو تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے اور تم پر واجب ہے کہ تم اپنی طرف سے اپنے باپ اور ماں کی طرف سے اپنی بیوی اور بچوں کی طرف سے اور اپنے خادموں کی طرف سے فطرہ ادا کرو ۔

(۲۰۸۱) محمد بن مسلم نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ اسکا بیان ہے کہ میں نے آنجناب سے دریافت کیا کہ ایک شخص پر اپنے اہل میں سے کن کن لوگوں کی طرف سے فطرہ نکالنا واجب ہے آپ نے فرمایا اپنے تمام اہل وعیال کی طرف سے خواہ وہ آزاد ہوں یا غلام چھوٹے ہوں یا بڑے جو نماز عید پا جائیں (یعنی اس وقت تک زندہ رہیں) ۔

اور میرے پدر بزرگوار نے اپنے رسالہ میں تحریر فرمایا ہے کہ کوئی حرج نہیں اگر کوئی شخص پہلی ماہ رمضان سے لیکر آخر ماہ تک فطرہ نکال دے یہ نماز عید تک زکوٰۃِ فطر میں شمار ہوگا اور اگر نماز عید کے بعد نکالے تو اسکا شمار صدقہ میں ہوگا اور فطرہ نکالنے کا افضل و بہتر وقت ماہ رمضان کی آخری تاریخ ہے۔

(۲۰۸۲) روایت کی ہے محمد بن مسعود عیاشی نے اسکا بیان ہے کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن نصیر نے انہوں نے بیان کیا کہ بیان کیا مجھ سے سہل بن زیاد نے انہوں نے کہا بیان کیا مجھ سے منصور بن عباس نے انہوں نے کہا بیان کیا مجھ سے اسماعیل بن سہل نے روایت کرتے ہوئے حماد بن عیسیٰ سے انہون نے حریز سے انہوں نے زرارہ سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے راوی کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے عرض کیا کہ غلام جو ایک قوم کی مشترکہ ملکیت ہے کیا اسکا فطرہ سب پر واجب الادا ہے ؟ آپؑ نے فرمایا کہ جب ہر آدمی کا ایک غلام ہے تو وہ اپنے اپنے غلام کا فطرہ ادا کرے گا اور اگر جتنی غلاموں کی تعداد ہے اتنی ہی مالکوں کی بھی تعداد ہے تو وہ سب ان غلاموں میں برابر کے حصہ دار ہیں تو ہر ایک اپنے حصہ کے مطابق ان غلاموں کا فطرہ ادا کرے گا۔ اور اگر ان مالکوں کیلئے فی کس ایک غلام سے کم پڑتا ہے تو پھر ان میں سے کسی پر بھی فطرہ نہیں ہے۔

(۲۰۸۳) محمد بن اسماعیل بن بزیع سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا کہ میں نے اپنی طرف سے اور دوسروں کی طرف سے حضرت امام ابو الحسن رضا علیہ السلام کی خدمت میں کچھ دراہم بھیجے اور خط لکھ کر انہیں بتایا کہ یہ اہل و عیال کی طرف سے فطرہ کی رقم ہے تو آپؑ نے خود اپنے ہاتھ سے لکھ کر مطلع کیا کہ میں نے وصول پائے۔

(۲۰۸۴) اور سکونی کی روایت میں ہے کہ امیر المومنین علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ جو شخص فطرہ ادا کرے گا اللہ تعالیٰ اسکے زکوٰۃ مال کی ادائیگی میں جو کمی رہ گئی ہے وہ اس فطرہ سے پوری کر دیگا۔

(۲۰۸۵) حماد بن عیسیٰ نے حریز سے انہوں نے ابو بصیر اور زرارہ سے روایت کی ہے ان دونوں کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ روزے کی تکمیل زکوٰۃ یعنی فطرہ دینے سے ہوتی ہے جسطرح نماز کی تکمیل نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجنے سے ہوتی ہے۔ اس لئے کہ جو شخص روزہ رکھے اور عمداً فطرہ دینا ترک کرے تو اسکا روزہ نہیں ہوگا۔ اور اگر کوئی شخص نماز میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود ترک کر دے تو اسکی نماز نہ ہوگی۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے نماز سے پہلے اسی کا ذکر کیا ہے قد افلح من تزکّٰی و ذکر اسم ربّہ فصلّٰی (وہ یقیناً دلی مراد کو پہنچا جو زکوٰۃ ادا کرتا رہا اور اپنے پروردگار کے نام کا ذکر کرتا اور نماز پڑھتا رہا) (سورہ اعلیٰ آیت نمبر ۱۴-۱۵)

باب : اعتکاف

(۲۰۸۶) حلبی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا کہ کسی مسجد جامع میں رہ کر روزہ رکھے بغیر اعتکاف نہیں ہوتا۔

(۲۰۸۷) نیز فرمایا کہ جب ماہ رمضان کا آخری عشرہ ہوا کرتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد میں اعتکاف فرمایا کرتے آپؐ کیلئے بالوں کا ایک خیمہ نصب کر دیا جاتا آپؐ اپنے ازار کا پائینچا اوپر چڑھالیتے اور بستر لپیٹ دیتے۔ اور بعض لوگوں نے کہا ہے کہ ازواج سے دوری اختیار کرلیتے مگر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ ازواج سے دوری نہیں فرمایا کرتے تھے۔

اس کتاب کے مصنف رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے قول کہ ازواج سے عزل اور دوری نہیں فرمایا کرتے اسکا مطلب یہ ہے کہ آپؐ ازواج کو خدمت کرنے اور اپنے پاس بیٹھنے سے نہیں روکتے تھے۔ مگر انکے ساتھ مجامعت ترک کرتے۔ اور یہ اس طرح معلوم ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ بستر لپیٹ دیتے یعنی ترک مجامعت فرماتے۔

(۲۰۸۸) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے بیان فرمایا کہ جس سال ماہ رمضان میں غزوہ بدر تھا اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اعتکاف نہیں فرمایا اور جب دوسرا سال آیا تو آپؐ نے بیس دن اعتکاف فرمایا دس دن اس موجودہ سال کے اور دس دن گزشتہ سال کی قضا۔

(۲۰۸۹) حسن بن محبوب نے عمر بن یزید سے روایت کی ہے اسکا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ آپ بغداد کی کسی مسجد کے متعلق کیا فرماتے ہیں؟ آپؑ نے فرمایا تم صرف اسی مسجد میں اعتکاف کرو جس میں کسی امام عادل نے نماز باجماعت پڑھائی ہو۔ اور کوئی حرج نہیں اگر مسجد کوفہ و مسجد بصرہ و مسجد مدینہ اور مسجد مکہ میں اعتکاف کیا جائے۔

(۲۰۹۰) اور روایت کی گئی ہے کہ مسجد مدائن میں بھی (اعتکاف کیا جاسکتا ہے)۔

(۲۰۹۱) بزنطی نے داؤد بن سرحان سے اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ میری نظر میں سوائے مسجد حرام یا مسجد رسول یا کسی مسجد جامع کے (لیکن اگر کسی دوسری مسجد میں نماز جمعہ ہو رہی ہے تو اس کے لئے نکلنا مستثنیٰ ہے) اور کہیں اعتکاف نہیں ہوگا۔ اور اعتکاف کرنے والے کیلئے یہ جائز نہیں کہ بغیر کسی شدید ضرورت کے مسجد جامع سے نکلے۔ اور پھر (اگر کسی شدید ضرورت کیلئے نکلے تو) مقام اعتکاف تک واپسی تک کہیں نہ بیٹھے۔ اور عورت کیلئے بھی اسی طرح کا حکم ہے۔

(۲۰۹۲) اور عبداللہ بن سنان نے جو روایت حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کی ہے اس میں ہے کہ مکہ میں اعتکاف کرنے والا مکہ کے جس گھر میں چاہے اعتکاف کرلے اس کیلئے برابر ہے وہ مسجد میں نماز پڑھے یا مکہ کے گھروں میں سے کسی گھر میں۔

(۲۰۹۳) اور منصور بن حازم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے جو روایت کی ہے اس میں ہے کہ شہر مکہ میں اعتکاف کرنے والا مکہ کے جس گھر میں چاہے نماز پڑھ سکتا ہے لیکن غیر مکہ کے اندر اعتکاف کرنے والا بس صرف اسی مسجد میں نماز پڑھے گا جس کو اس نے اعتکاف کے لئے چن لیا ہے۔

(۲۰۹۴) اور حسن بن محبوب نے ابی ولّاد حنّاط سے روایت کی ہے اسکا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسی عورت کے متعلق دریافت کیا جسکا شوہر کہیں چلا گیا تھا اب وہ واپس آیا تو اسکی زوجہ اسکی اجازت سے اعتکاف میں بیٹھی ہوئی تھی۔ جب عورت کو اپنے شوہر کے آنے کی خبر ملی تو وہ مسجد سے نکلی اور شوہر کے کھانے پانی کے سامان کی تیاری میں لگ گئی۔ اور شوہر نے اس سے ہمبستری کر لی؟ آپ نے فرمایا اگر وہ عورت مسجد کے اندر سے تین دن گزارنے سے پہلے نکلی ہے اور اس نے اعتکاف کے اندر دنوں کی پابندی نہیں لگائی تھی تو اس پر وہ کفارہ عائد ہوگا جو ظہار کا کفارہ ہوتا ہے۔

(۲۰۹۵) حسن بن محبوب نے ابو ایّوب سے اور انہوں نے ابو بصیر سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ اعتکاف تین دن سے کم نہیں ہوتا اور جو اعتکاف کرتا ہے وہ روزہ رکھتا ہے اور اعتکاف کرنے والے پر لازم ہے کہ وہ ان قیود کی پابندی کرے جن کی احرام باندھنے والا پابندی کرتا ہے۔

(۲۰۹۶) ابو ایّوب نے محمد بن مسلم سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا اگر کوئی شخص ایک دن اعتکاف میں رہے اور اس نے دنوں کی پابندی نہیں لگائی تھی تو اسکو اختیار ہے کہ وہ اعتکاف کو فسخ کردے اور مسجد سے نکل آئے۔ لیکن اگر وہ دو دن اعتکاف میں بیٹھا رہا تو اگر اس نے دنوں کی پابندی نہ بھی لگائی ہو تو بھی اسکے لئے یہ جائز نہیں کہ مسجد سے باہر نکلے جبتک وہ تین دن اعتکاف میں گزار نہ لے۔

(۲۰۹۷) ابو ایّوب نے ابی عبیدہ سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ نے فرمایا اعتکاف کرنے والا نہ خوشبو سونگھے گا نہ پھولوں سے لذت یاب ہوگا نہ آئینہ دیکھے گا نہ خرید و فروخت کرے گا۔ نیز فرمایا کہ جس شخص نے تین دن اعتکاف میں گزار لئے تو چوتھے دن اس کو اختیار ہے اگر چاہے تو تین دن اور اعتکاف میں گزار دے اور چاہے تو مسجد سے نکل جائے لیکن اگر اس تین دن کے بعد دو دن اور اعتکاف میں گزارے ہیں تو پھر وہ مسجد سے نہ نکلے جبتک یہ تین دن مزید پورے نہ ہو جائیں۔

(۲۰۹۸) داؤد بن سرحان سے روایت ہے اسکا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں ماہ رمضان کے اندر مدینہ میں تھا میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ میں اعتکاف کرنا چاہتا ہوں تو نیت کیا کروں اور اپنے اوپر کیا چیز فرض کرلوں؟ آپ نے فرمایا کہ بغیر کسی شدید اور لازمی ضرورت کے مسجد سے نہ نکلنا سایہ میں نہ بیٹھنا جبتک کہ تم اپنے جائے اعتکاف پر واپس نہ آجاؤ۔

(۲۰۹۹) اور حلبی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا کہ اعتکاف میں بیٹھنے والے کیلئے یہ جائز نہیں کہ بغیر کسی شدید اور لازمی ضرورت کے مسجد سے نکلے اور اگر نکلے تو کہیں نہ بیٹھے جب تک اپنی جگہ واپس نہ آجائے نیز فرمایا کہ عورت کا اعتکاف بھی اسی طرح کی پابندی کی ساتھ ہوگا۔

(۲۱۰۰) اور صفوان بن یحیی نے عبدالرحمن بن حجاج سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے جو روایت کی ہے اس میں یہ ہے کہ جب کوئی اعتکاف میں بیٹھنے والا بیمار پڑجائے یا عورت کو ایام جاری ہوجائیں تو وہ اپنے گھر آجائے اور بعد صحت واپس جائے اور روزہ رکھے۔

(۲۱۰۱) اور سکونی نے (امام جعفر صادق سے ان کے آباء علیہم السلام سے جو) روایت کی ہے اس میں یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ماہ رمضان میں دس دن کا اعتکاف دو حج اور دو عمرے کے برابر ہے۔

(۲۱۰۲) حسن بن محبوب نے علی بن رئاب سے اور انہوں نے زرارہ سے روایت کی ہے اسکا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا ایک ایسے معتکف کے متعلق جس نے عورت سے مجامعت کرلی۔ آپؑ نے فرمایا اگر اس نے ایسا کیا تو اس پر وہی کفارہ ہے جو ظہار کرنے والے پر ہے۔

اور روایت میں ہے کہ اگر اس نے رات میں مجامعت کی تو اس پر ایک کفارہ ہے اور اگر اس نے دن میں مجامعت کی تو اس پر دو کفارے ہیں۔

(۲۱۰۳) محمد بن سنان نے عبدالاعلی بن امین سے روایت کی ہے اسکا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا کہ جس نے ماہ رمضان میں رات کے وقت اعتکاف کی حالت میں اپنی عورت سے مجامعت کرلی؟ آپؑ نے فرمایا اس پر ایک کفارہ ہے میں نے عرض کیا اور اگر اس نے دن کے وقت مجامعت کی ہوتی؟ آپؑ نے فرمایا پھر اس پر دو کفارے ہوتے۔

(۲۱۰۴) ابن مغیرہ نے سماعہ سے روایت کی ہے اسکا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے معتکف کے متعلق دریافت کیا جس نے اپنی زوجہ سے مجامعت کرلی۔ آپؑ نے فرمایا وہ بمنزلہ اسکے ہے جس نے ماہ رمضان میں دن کے وقت افطار کرلیا ہو۔

(۲۱۰۵) داؤد بن حصین نے ابو العباس سے اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پہلی مرتبہ ماہ رمضان کے عشرہ اول میں اعتکاف کیا پھر دوسری مرتبہ ماہ رمضان کے درمیانی عشرہ میں اعتکاف کیا پھر تیسری مرتبہ ماہ رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف کیا پھر آپؐ مسلسل ماہ رمضان کے عشرہ آخر میں اعتکاف فرماتے رہے۔

(۲۱۰۶) ابن محبوب نے ابی ایوب سے انہوں نے ابی نصیر سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی

ہے کہ معتکفہ عورت کو اگر ایام شروع ہوجائیں تو وہ اپنے گھر واپس جائے اور جب پاک ہوجائے تو پھر واپس آئے اور جو باقی رہ گیا ہے اسکو پورا کرے۔

(۲۰۷) حسن بن جہم نے حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام سے روایت کی ہے اسکا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ کیا اعتکاف میں بیٹھا ہوا شخص اپنی عورت سے مجامعت کرے؟ آپؑ نے فرمایا حالت اعتکاف میں اپنی عورت سے نہ رات میں مجامعت کرے نہ دن میں مجامعت کرے۔

(۲۰۸) اور میمون بن مہران سے روایت کی گئی ہے اسکا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں حضرت حسن ابن علی علیہما السلام کی خدمت میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک شخص آیا اور اس نے کہا کہ فرزند رسول میرے اوپر فلاں شخص کا کچھ مال قرض ہے اور وہ مجھ کو قید کرنا چاہتا ہے؟ آپؑ نے فرمایا خدا کی قسم میرے پاس کچھ مال نہیں جو تیرا قرض ادا کروں۔ راوی کا بیان ہے کہ پھر اس نے آپؑ سے کچھ گفتگو کی اور امام حسن علیہ السلام نے اپنے نعلین پہنے۔ میں نے عرض کیا فرزند رسول کیا آپ کو یاد نہیں کہ آپ اعتکاف کی حالت میں ہیں؟ آپؑ نے فرمایا میں بھولا نہیں ہوں یاد ہے لیکن میں نے اپنے پدر بزرگوار کو میرے جد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث بیان کرتے ہوئے سنا ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ جو شخص اپنے کسی برادر مسلم کی حاجت روائی میں کوشش کرے وہ ایسا ہی ہے جیسے اس نے نو ہزار سال تک دن کو روزہ رکھے اور رات کو کھڑے ہو کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کی ہو۔

باب : حج کے اسباب

حضرت شیخ صدوق اس کتاب کے مصنف رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ میں یہاں جن اسباب وعلل کو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ائمہ طاہرین علیہم السلام سے روایت کرکے بیان کررہا ہوں انکے اسانید کو میں نے اپنی کتاب جامع علل الحج میں درج کردیا ہے۔

(۲۰۹) نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کعبہ کا نام کعبہ اس لئے رکھا گیا کہ یہ دنیا کے وسط میں ہے۔

(۲۱۰) اور یہ بھی روایت کی گئی ہے کہ کعبہ کا نام کعبہ اس لئے رکھا گیا کہ یہ مربع (چوکور) ہے اور یہ چوکور اس لئے ہوگیا کہ یہ بیت معمور کے ٹھیک نیچے ہے اور وہ چوکور ہے۔ اور بیت معمور اس لئے چوکور ہے کہ وہ عرش کے ٹھیک نیچے ہے اور وہ چوکور ہے اور عرش اس لئے چوکور ہے کہ وہ کلمات کہ جن پر اسلام کی بنیاد ہے وہ چار ہیں۔ یعنی سبحان اللہ، والحمدللہ، ولاالہ الااللہ، واللہ اکبر

(۲۱۱) اور بیت اللہ کا نام حرام اس لئے رکھا گیا کہ اس کے اندر مشرکین کا داخلہ حرام ہے۔

(۲۱۲) اور بیت اللہ کو عتیق اس لئے کہا گیا کہ یہ غرق ہونے سے بچا تھا۔

(۲۱۱۳) اور ایک روایت میں ہے کہ اس کا نام عتیق اس لئے ہے کہ یہ لوگوں سے آزاد ہے اس پر کسی کی ملکیت نہیں ہے۔

(۲۱۱۴) اور بیت اللہ کو زمین کے بالکل وسط میں اس لئے رکھا گیا کہ اسی کے نیچے سے زمین پھیلائی گئی تاکہ اہل مشرق اور اہل مغرب سب پر اسکا فریضہ حج برابر رہے۔

اور حجر اسود کو اس لئے بوسہ دیا جاتا اور مس کیا جاتا ہے تاکہ اس عہد کو جو میثاق میں ان لوگوں سے لیا گیا تھا اللہ کی بارگاہ میں ادا کر دیا جائے۔

اور حجر اسود کو اس رکن میں رکھا گیا جہاں وہ اس وقت ہے کسی دوسرے رکن میں اس لئے نہیں رکھا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے جس وقت میثاق کیا تھا اس کو اسی جگہ رکھا تھا۔

اور کوہ صفا سے اس رکن کا استقبال جس میں حجر اسود ہے تکبیر کے ساتھ کرنے کی سنت اسی لئے جاری ہوگئی کہ جب حضرت آدم علیہ السلام نے کوہ صفا سے دیکھا کہ حجر اسود اس رکن میں رکھا ہوا ہے تو اللہ تعالیٰ کی تکبیر و تمجید کرنے لگے۔

اور میثاق کو حجر اسود میں اس لئے رکھا کہ جب اللہ تعالیٰ نے اپنی ربوبیت اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت اور حضرت علی علیہ السلام کی وصایت کا میثاق کیا تو ملائکہ کے جوڑ جوڑ کانپنے لگے۔ اور سب سے پہلے اقرار میں جس نے جلدی کی یہی حجر اسود تھا اس لئے اللہ تعالیٰ نے اسکو منتخب کیا اور وہ میثاق اسکے منہ میں ڈال دیا۔ اب وہ قیامت کے دن آئے گا تو اسکی بولتی ہوئی زبان اور دیکھنے والی آنکھ ہوگی اور وہ ہر اس شخص کی گواہی دیگا جس نے یہاں آکر اس میثاق کو ادا کیا۔

اور حجر اسود کو جنت سے اس لئے نکال کر بھیجا گیا تاکہ حضرت آدم علیہ السلام جو عہد و میثاق میں سے بھول گئے ہوں انہیں یاد دلادے۔ اور حرم کے حدود جو تھے وہ وہی ہیں ان میں نہ کچھ کم ہوئے نہ زیادہ اسکی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کے پاس ایک سرخ یاقوت نازل فرمایا تھا اسکو انہوں نے بیت اللہ کی جگہ رکھا تھا اور اسکا طواف کرتے تھے جسکی ضوا ان نشانات تک پہنچی تو اللہ تعالیٰ نے ان نشانات تک حرم قرار دیدیا۔

اور حجر اسود کو مس اس لئے کیا جاتا ہے کہ اس میں سارے خلائق کے عہد و میثاق ودیعت ہیں اور دودھ سے بھی زیادہ سفید تھا مگر بنی آدم کے گناہوں نے اسکو سیاہ بنا دیا اگر ایام جاہلیت کے گندے اور نجس لوگ اس کو مس نہ کرتے تو یہ ایسا ہوتا کہ جو بیمار بھی اس کو مس کرتا وہ اچھا ہو جاتا۔

(۲۱۱۵) حطیم کو حطیم اس لئے کہا جاتا ہے کہ لوگ وہاں ایک دوسرے پر ٹوٹے پڑتے ہیں۔ اور لوگ حجر اسود اور رکن یمانی کو مس کرتے ہیں اور دوسرے ارکان کو مس نہیں کرتے اسکی وجہ یہ ہے کہ رکن یمانی عرش کے داہنی جانب ہے اور اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ جو چیز اسکے عرش کے داہنی جانب ہے اسے مس کیا جائے۔

(۲۱۱۶) اور مقام ابراہیم اسکے بائیں جانب اس لئے ہے کہ قیامت میں حضرت ابراہیمؑ کے کھڑے ہونے کی ایک جگہ ہوگی

اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کھڑے ہونے کی ایک جگہ ہوگی مگر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کھڑے ہونے کی جگہ عرش کے داہنے جانب ہوگی اور حضرت ابراہیمؑ کے کھڑے ہونے کی جگہ عرش کے بائیں جانب ہوگی اور قیامت کے دن مقام ابراہیمؑ اپنی اسی جگہ پر ہوگا اور ہمارے رب کا عرش آگے کی جانب ہوگا پیچھے کی جانب نہیں ہوگا۔

اور رکن شامی جاڑے گرمی میں دن رات متحرک رہتا ہے اس لئے کہ اسکے نیچے ہوا قید ہے۔ اور خانہ کعبہ اتنا بلند ہوگیا کہ اس پر سیڑھی لگا کر جاتے ہیں اسکی وجہ یہ ہے کہ جب حجاج نے خانہ کعبہ کو منہدم کیا تو لوگ اسکی مٹی اٹھا اٹھا کر لے گئے اور پھر جب لوگوں نے اس کی دوبارہ تعمیر کا ارادہ کیا تو ایک سانپ نمودار ہوا جس نے لوگوں کو تعمیر سے روک دیا جب حجاج آیا تو اسے لوگوں نے بتایا اس نے حضرت امام علی ابن الحسین علیہ السلام سے اس کے متعلق رجوع کیا تو آپؑ نے فرمایا تم لوگوں کو حکم دو کہ جو شخص یہاں سے جو کچھ لے گیا ہے وہ سب لا کر یہاں واپس ڈال جائے۔ چنانچہ جب اسکی دیواریں بلند ہوگئیں تو آپؑ نے حکم دیا کہ اسکی ساری مٹی اس میں ڈال دی جائے اس لئے خانہ کعبہ اتنا بلند ہوگیا کہ اس میں سیڑھی لگا کر جاتے ہیں۔ اور لوگ اس چہار دیواری سے باہر خانہ کعبہ کا طواف کرتے ہیں اسکے اندر سے نہیں کرتے اس لئے کہ حضرت اسماعیل کی مادر گرامی چہار دیواری کے اندر دفن ہیں اور اس میں ان کی قبر ہے اس لئے باہر سے طواف کرتے ہیں تاکہ انکی قبر پاؤں تلے روندی نہ جائے۔

(۲۱۱۷) اور روایت کی گئی ہے کہ اس میں چند انبیاء علیہم السلام کی قبریں بھی ہیں۔

اور اس چہار دیواری میں خانہ کعبہ کا کوئی جز ناخن کے ایک تراشے کے برابر بھی نہیں ہے۔

(۲۱۱۸) اور اسکا نام بکہ اس لئے ہوا کہ لوگ یہاں ایک دوسرے کو ہاتھوں سے دھکا دیتے ہیں۔

(۲۱۱۹) اور یہ بھی روایت کی گئی ہے اسکا نام بکہ اس لئے پڑ گیا کہ اس کے گرد اور اسکے اندر لوگ گریہ وبکا کرتے ہیں۔ اور بکہ خانہ کعبہ کی جگہ کو کہتے ہیں اور مکہ پوری آبادی کا نام ہے۔ اور خانہ کعبہ کے پاس کوئی ہدیہ اور نذر لانا مستحب نہیں اس لئے کہ یہ سب خانہ کعبہ کے خدام کا ہو جاتا ہے۔ مسکینوں کو کچھ نہیں ملتا۔ اور کعبہ تو نہ کھاتا ہے اور نہ پیتا ہے اور اس کیلئے جو بھی ہدیہ لایا جاتا ہے وہ خانہ کعبہ کے زائرین کیلئے ہے اور روایت میں ہے کہ حجر کے اوپر سے ندا کی جاتی تھی کہ آگاہ ہو جسکا خرچہ ختم ہوگیا ہو وہ یہاں آجائے اسکو خرچہ دیا جائے گا۔

(۲۱۲۰) اور قریش نے خانہ کعبہ کو اس لئے منہدم کیا تھا کہ مکہ کی بلندیوں سے سیلاب آتا تھا اور اس میں پانی بھر جاتا تھا اور دیواریں پاش پاش ہو جاتی تھیں۔

(۲۱۲۱) اور ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے متعلق سوال کیا گیا کہ سواء العاکف فیہ و الباد (اس میں شہری اور باہر والوں کا حق برابر ہے) (سورہ حج آیت ۲۵) تو آپؑ نے فرمایا پہلے یہ ہرگز جائز نہ تھا کہ مکہ کے گھروں میں دروازے لگائے جائیں یہ اس لئے تاکہ حاجی لوگ انکے گھروں کے صحنوں میں انکے ساتھ قیام کریں

اور اپنے اپنے مناسک بجالائیں۔ سب سے پہلے مکہ کے گھروں میں دروازے معاویہ نے لگوائے۔

اور مکہ میں سکونت اختیار کرنا مکروہ ہے۔ اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہاں سے نکالے گئے تھے اور یہاں جو مقیم ہوتا ہے اسکا دل سخت ہوجاتا ہے وہ مکہ میں رہ کر وہ سب کچھ کرنے لگتا ہے جو مکہ کے علاوہ دیگر شہروں میں کیا کرتا ہے۔ وہ اس شہر کے تقدس کا خیال نہیں کرتا اور آب زمزم شیریں نہیں رہ گیا اس لئے کہ یہ دوسرے پانیوں سے جھگڑنے لگا تو اللہ تعالیٰ نے اسکی طرف ایلوے کے مزے کا کڑوا چشمہ جاری کردیا۔

مگر آب زمزم کبھی کبھی شیریں ہوجاتا ہے اس لئے کہ اسکی طرف وہ چشمہ بہادیا جاتا ہے جو حجر اسود کے نیچے سے پھوٹتا ہے اور جب اس چشمہ کا پانی اس پر غالب آتا ہے تو یہ شیریں ہوجاتا ہے۔

اور صفا کو صفا اس لئے کہتے ہیں کہ حضرت آدم صفی اللہ اس پر اتارے گئے تھے تو حضرت آدمؑ کے نام سے ایک نام تراش کر اس پہاڑ کا رکھدیا گیا۔ اللہ تعالیٰ کے اس قول کے بنا پر کہ ان اللّٰہ اصطفی آدم و نوحاً اور حضرت حوا کو وہ مروہ پر اتاری گئیں اور چونکہ عورت کو مراۃ کہتے ہیں اس لئے مراۃ سے ایک نام تراش کر اس پہاڑ کا نام مروۃ رکھ دیا گیا۔

(۲۱۲۲) اور مسجد کو حرم قرار دیا گیا کعبہ کی وجہ سے اور حرم کو حرم قرار دیا گیا مسجد کی وجہ سے اور حرم کی وجہ سے احرام واجب کیا گیا۔

(۲۱۲۳) اور اللہ تعالیٰ نے کعبہ کو اہل مسجد کیلئے قبلہ قرار دیا اور مسجد کو اہل حرم کیلئے قبلہ قرار دیا اور حرم کو تمام اہل دنیا کیلئے قبلہ قرار دیا۔ اور (احرام میں) تلبیہ اس لئے قرار دی گئی کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ کو حکم دیا کہ و اذن فی الناس بالحج یاتوک رجالا (تم لوگوں کو حج کی خبر کردو کہ لوگ تمہارے پاس پا پیادہ جوق در جوق آئیں) (سورہ الحج آیت نمبر ۲۷) چنانچہ حضرت ابراہیمؑ نے جب حج کا اعلان کیا تو تمام گھاٹیوں سے لوگ لبیک لبیک کہتے ہوئے آئے۔

(۲۱۲۴) اور ابی الحسین اسدی رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے جو انہوں نے کی ہے سہل بن زیاد سے انہوں نے جعفر بن عثمان دارمی سے انہوں نے سلیمان بن جعفر سے انکا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام سے تلبیہ اور اسکے سبب کے متعلق دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا کہ جب لوگ احرام باندھتے ہیں تو اللہ تعالیٰ انہیں ندا دیتا ہے اور کہتا ہے اے میرے بندو اور کنیزو میں جہنم کو تم لوگوں کیلئے حرام کردوں گا جسطرح تم لوگوں نے میری خاطر ان چیزوں کو حرام کرلیا ہے۔ تو بندوں کا لبیک اللھم لبیک کہنا درحقیقت اللہ تعالیٰ کی ندا کو قبول کرنا ہے۔

اور صفا اور مروہ کے درمیان سعی اس لئے قرار دی گئی کہ حضرت ابراہیمؑ کو وادی میں شیطان نظر آیا تو آپؑ نے اسے دوڑایا اور وہ شیطان کی منزلیں ہیں۔

اور سعی کا مقام اللہ کے نزدیک زمین کا پسندیدہ ٹکڑا ہے اس لئے کہ یہاں آکر ہر جابر و سرکش کو ذلیل ہونا پڑتا ہے۔

(۲۱۲۵) اور یوم ترویہ کو یوم ترویہ اس لئے کہتے ہیں کہ میدان عرفات میں پانی موجود نہیں تھا مکہ کے لوگ پانی لاتے تو

لوگ مکہ کا پانی پیا کرتے اور آپس میں کہا کرتے ۔ تروّیتم تروّیتم (تم لوگوں نے ہمیں سیراب کیا تم لوگوں نے ہمیں سیراب کیا) اس لئے کہ اسکا نام یوم ترویہ (سیرابی کا دن) پڑ گیا ۔

اور عرفہ کو عرفہ اس لئے کہتے ہیں کہ یہاں حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کہا یہاں پر آپ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اپنی کوتاہیوں کا اعتراف کریں اور اپنے مناسک کو پہچانیں ۔ اس لئے اسکا نام عرفہ ہو گیا ۔

اور مشعر کو مزدلفہ اس لئے کہتے ہیں کہ حضرت جبرئیل نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے عرفات میں کہا کہ اے ابراہیمؑ اب آپ یہاں سے مسجد الحرام کی طرف مزدلف ہوں (یعنی روانہ ہوں) اس لئے اسکا نام مزدلفہ ہو گیا ۔

اور مزدلفہ جمعاً اس لئے کہتے ہیں کہ یہاں نماز مغرب و عشاء کو جمع کرکے ایک اذان اور دو اقامتوں کے ساتھ پڑھتے ہیں ۔

(۲۱۲۶) اور منیٰ کو منیٰ اس لئے کہتے ہیں کہ حضرت جبرئیل اس جگہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئے اور کہا اے ابراہیمؑ کوئی تمنا کیجئے، اس لئے لوگوں نے اسکا نام منیٰ رکھدیا ۔

(۲۱۲۷) اور یہ بھی روایت کی گئی ہے کہ اسکا نام منیٰ اس لئے ہو گیا کہ حضرت ابراہیم نے یہاں تمنا کی تھی کہ جس فرزند کو ذبح کرنے کا حکم ملا ہے کاش اسکے بدلے میں اللہ کوئی دنبہ بھیجدے ۔

(۲۱۲۸) اور خیف کو خیف اس لئے کہتے ہیں کہ یہ وادی سے بلند جگہ ہے اور جو جگہ وادی سے بلند ہو اسکو خیف کہتے ہیں ۔

(۲۱۲۹) اور مشعر جائے وقوف قرار پایا اور حرم موقف نہیں قرار پایا اس لئے کہ یہ اللہ کا گھر ہے اور حرم اسکا حجاب (اسکی چہار دیواری) ہے اور مشعر اسکا دروازہ ہے جب زائرین زیارت کے قصد سے آئیں تو پہلے دروازے پر کھڑے ہو کر گڑگڑائیں تاکہ انہیں داخل ہونے کی اجازت دی جائے پھر دوسرے حجاب (چہار دیواری) پر ٹھہریں اور تضرع کریں اور جب اللہ تعالیٰ انکے اس طویل تضرع کو دیکھے تو انہیں تقرب کیلئے قربانی دینے کا حکم دے جب قربانی کر چکیں اور اپنی گندگی کو دور کرکے ان گناہوں سے پاک ہوجائیں جو انکے لئے رکاوٹ بنے ہوئے تھے تو پھر انہیں طہارت کے ساتھ زیارت کی اجازت ہوجائے ۔

اور ایام تشریق (۱۳-۱۴-۱۵ ذی الحجہ) میں روزہ اس لئے مکروہ ہے کہ قوم اللہ کے گھر زیارت کو آئی ہے یہ اللہ کی مہمان ہے اور مہمان کو یہ زیب نہیں دیتا کہ وہ جسکے پاس مہمان بن کر جائے وہاں روزہ رکھ لے ۔

(۲۱۳۰) اور روایت کی گئی ہے کہ یہ ایام کھانے پینے اور اپنی زوجہ سے ہمبستری کیلئے ہیں ۔

اور خانہ کعبہ کے پردوں کو پکڑ کر لٹکنے کی مثال بالکل ایسی ہے جیسے کسی شخص نے کسی کا کوئی جرم کیا ہو اور وہ اسکے دامن کو پکڑ کر معافی چاہے اس امید پر کہ وہ اسکے جرم کو بخش دیگا ۔

اور حاجیوں نے جس دن اپنا سر منڈوایا اس دن سے چار ماہ تک انکے گناہ نہیں لکھے جائیں گے ۔ اس لئے کہ اللہ

تعالیٰ نے مشرکین کیلئے بھی چار ماہ مباح کر دیئے تھے۔ چنانچہ ارشاد الہیٰ ہے فسیحوا فی الارض اربعة اشھر [اے مشرکو تم بس چار مہینے (ذیقعد، ذی الحجہ، محرم، رجب) تو چین سے بے خطر روئے زمین پر سیر و سیاحت کر لو] (سورہ توبہ آیت ۲) پس اسی لئے مومنین میں سے جو بھی خانہ کعبہ کی زیارت کو جاتا ہے چار مہینے تک اسکے گناہ نہیں لکھے جاتے۔

(۲۱۳۱) اور مسجد حرام میں پاؤں پر بیٹھ کر ٹانگوں اور پیٹھ کو کپڑے سے باندھ کر سہارا لینا خانہ کعبہ کی تعظیم کی وجہ سے مکروہ ہے۔

(۲۱۳۲) اور اس حج کو حج اکبر اس لئے کہا گیا ہے کہ اس سال مسلمانوں اور مشرکین دونوں نے حج کیا اور اس سال کے بعد مشرکین نے حج نہیں کیا۔

(۲۱۳۳) اور منیٰ میں پندرہ نمازوں کے بعد اور دیگر شہروں میں دس نمازوں کے بعد تکبیر قرار دے گئی ہے تاکہ جب حاجی لوگ پہلے کوچ پر روانہ ہوں تو تمام امصار کے لوگ اپنی تکبیر روک لیں اور اہل منیٰ جبتک منیٰ میں رہیں آخری کوچ تک تکبیر کہتے رہیں۔ اور لوگوں میں سے کچھ ایسے ہیں جو ایک حج کرتے ہیں کچھ ایک سے زیادہ حج کرتے ہیں اور کچھ ایسے ہیں جو حج ہی نہیں کرتے اسکی وجہ یہ ہے کہ جب حضرت ابراہیمؑ نے ندا دی کہ سب لوگ حج کیلئے آئیں تو اس وقت اپنے اپنے باپ کے صلب اور اپنی اپنی ماں کے رحم میں جتنے لوگ تھے ان لوگوں نے کہا۔ اے اللہ کی طرف سے دعوت دینے والے لبیک اے اللہ کی طرف سے دعوت دینے والے لبیک۔ تو جس نے دس مرتبہ لبیک کہا وہ دس مرتبہ حج کرتا ہے جس نے پانچ مرتبہ لبیک کہا وہ پانچ مرتبہ حج کرتا ہے اور جس نے بارہ مرتبہ کہا وہ اسی تعداد میں حج کرتا ہے اور جس نے صرف ایک مرتبہ لبیک کہا وہ صرف ایک مرتبہ حج کرتا ہے اور جس نے ایک مرتبہ بھی نہیں کہا وہ ایک مرتبہ بھی حج نہیں کرتا۔

(۲۱۳۴) اور ابطح کو ابطح اس لئے کہتے ہیں کہ حضرت آدمؑ کو حکم ہوا کہ وہ بطحاء جمع میں منہ کے بل لیٹ جائیں تو وہ طلوع فجر تک لیٹے رہے اور حضرت آدمؑ کو حکم ہوا کہ اپنی کوتاہیوں کا اعتراف کرو تاکہ یہ انکی اولاد میں سنت قرار پائے۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عباس کو اجازت دے دی کہ وہ منیٰ کی راتوں کو مکہ میں بسر کریں حاجیوں کی سقایت کیلئے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مقام شجرہ سے احرام باندھا اس لئے کہ جب آپؐ شب معراج آسمان پر تشریف لے گئے اور اس جگہ پہنچے جو مقام شجرہ کے مقابل ہے تو آپؐ کو ندا دی گئی کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا میں نے تمہیں یتیم پاکر پناہ نہیں دی اور تمہیں گم شدہ و غیر معروف جان کر تمہاری طرف لوگوں کی ہدایت نہیں کی؟ آنحضرت نے عرض کیا الحمد و النعمة و الملک لک لا شریک لک (حمد اور نعمت اور ملک سب تیرا ہے تیرا کوئی شریک نہیں) اس لئے آپ نے مقام شجرہ کے سوا اور کہیں سے احرام نہیں باندھا۔ اور قربانی کے جانور کے گلے میں اپنے پہنے ہوئے جوتے لٹکا دینا (تقلید کرنا ہے) تاکہ یہ جسکی قربانی کا جانور ہے وہ اپنے لٹکائے ہوئے نعلین سے اسکو پہچان لے اور اشعار (جانور کے کوہان کو داہنی جانب چرکا دیکر اسکے خون سے داہنی جانب چھاپہ لگانا) کا حکم اس لئے ہے کہ اسکے مالک

کیلئے اس پر بیٹھنا حرام ہو جائے اس لئے کہ اس نے اسکو اشعار کیا ہوا ہے اور کوئی شیطان بھی اسکی پشت پر نہ بیٹھے۔

(۲۱۳۵) اور جمرہ کو کنکری مارنے کا حکم اس لئے ہے کہ مقام جمرہ پر ابلیس لعین حضرت ابراہیم علیہ السلام کو نظر آیا تھا اور آپ نے اسکو پتھر مار کر بھگایا اور اسی وقت سے یہ سنت جاری ہو گئی۔

اور روایت کی گئی ہے کہ سب سے پہلے جس نے جمرہ کو پتھر مارے وہ حضرت آدمؑ تھے اسکے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام تھے۔

(۲۱۳۶) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جانور قربانی کرنے کا حکم اس لئے دیا تاکہ تمہارے مسکین لوگ خوب سیر ہو کر گوشت کھائیں لہذا انہیں یہ گوشت کھلاؤ۔ اور وہ سبب کہ جسکی بنا پر گائے کی قربانی پانچ آدمیوں کی طرف سے کافی ہے اس لئے ہے کہ سامری نے جن لوگوں کو گوسالہ پوجنے کا حکم دیا تھا وہ پانچ افراد تھے اور ان ہی لوگوں نے اس گوسالہ کو ذبح بھی کیا جسکو اللہ تعالیٰ نے ذبح کرنے کا حکم دیا تھا۔ اور وہ اذینونہ اور اسکا بھائی میذونہ اور اسکا بھتیجا اور اسکی بیٹی اور اسکی زوجہ تھی۔ اور قربانی کیلئے بھیڑ کا بچہ کافی ہے اور بکری کا بچہ کافی نہیں ہے اس لئے کہ بھیڑ کا بچہ حاملہ ہو سکتا ہے اور بکری کا بچہ حاملہ نہیں ہو سکتا۔

اور آدمی کے لئے یہ جائز ہے کہ قربانی کے جانور کی کھال اسے دیدے جس نے اسے اتارا ہو۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ کھاؤ اور لوگوں کو کھلاؤ۔ اور جلد نہ کھائی جاتی ہے اور نہ کھلائی جاتی ہے لیکن وہ جانور جو حرم کیطرف ہدیہ بھیجتے ہیں اس میں یہ جائز نہیں ہے۔

اور امیر المومنین علیہ السلام نے جب سے مکہ سے ہجرت کی مرتے دم تک مکہ میں کبھی رات نہیں بسر کی اس لئے کہ وہ اس بات کو مکروہ اور ناپسندیدہ سمجھتے تھے کہ جس سرزمین کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رہائش ترک کرکے ہجرت کر لی ہو اس سرزمین میں شب بسر کریں۔

باب : فضائل حج

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ ففروا الی اللہ (پس تم لوگ خدا ہی کی طرف بھاگو) (سورہ الذاریات آیت نمبر ۵۰) یعنی اللہ کی طرف حج کرو۔

(۲۱۳۷) اور جو شخص حج کیلئے محمل کسے گا وہ ایسا ہے جیسے کسی نے راہ خدا میں (جہاد کیلئے) گھوڑے پر زین کسی ہو اور کہا جاتا ہے کہ فلاں شخص نے حج کیا یعنی وہ کامیاب ہوا۔ اور حج کے معنی بیت اللہ کی طرف قصد کے ہیں تاکہ اسکی خدمت کرے اور اللہ تعالیٰ نے جن مناسک کا حکم دیا ہے اسے بجالائے۔

(۲۱۳۸) حسن بن محبوب نے علی بن رئاب سے انہوں نے محمد بن قیس سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو مکہ میں لوگوں سے بیان کرتے ہوئے سنا۔ آپ نے بیان فرمایا کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اصحاب کے ساتھ فجر کی نماز ادا کی پھر ان لوگوں سے باتیں کرتے ہوئے بیٹھ گئے یہاں تک کہ آفتاب طلوع ہو گیا تو ایک کے بعد ایک آدمی اٹھنے لگے یہاں تک کہ دو آدمی باقی رہ گئے اور سب چلے گئے ان میں ایک انصاری تھا اور ایک ثقفی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان دونوں سے ارشاد فرمایا میں جانتا ہوں کہ تم دونوں مجھ سے کچھ پوچھنا چاہتے ہو اور تم چاہو تو میں تمہارے پوچھنے سے پہلے بتادوں کہ تم دونوں کیا پوچھنا چاہتے ہو اور اگر چاہو تو مجھ سے پوچھ لو۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ بتائیں کہ ہم لوگ کیا پوچھنا چاہتے ہیں اس لئے کہ اس سے بے نور آنکھ میں اور روشنی آجائیگی شک اور دور ہو جائیگا اور ایمان مستحکم ہو جائیگا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اچھا تو اے بھائی انصاری تم اس قوم سے ہو جو اپنی ذات پر دوسروں کو ترجیح دیتی ہے نیز تم شہری ہو اور یہ ثقفی دیہاتی ہے کیا تم سوال میں اپنی ذات پر اسکو ترجیح دو گے؟ انصاری نے کہا جی ہاں۔ آپ نے فرمایا اچھا تو اے بھائی ثقیف تم اپنے وضو اور اپنی نماز کے لئے پوچھنا چاہتے ہو اور یہ کہ اس میں تمہیں کیا ثواب ملے گا۔ لہٰذا اب سنو جب تم نے پانی میں ہاتھ ڈالا اور بسم اللہ الرحمن الرحیم کہا تو تمہارے ہاتھ نے جتنے گناہ کئے تھے وہ جھڑ گئے اور جب تم نے اپنا منہ دھویا تو وہ گناہ جھڑ گئے جو تمہاری آنکھوں نے اپنی نگاہوں کے ذریعہ کئے تھے اور تمہارے منہ نے اپنے الفاظ کے ذریعہ کئے تھے اور جب تم نے اپنے دونوں ہاتھ دھوئے تو وہ گناہ جھڑ گئے جو تم نے اپنے داہنے اور بائیں ہاتھوں سے کئے اور جب تم نے اپنے سر کا مسح کیا اور قدموں کا مسح کیا تو وہ گناہ جھڑ گئے جنکی طرف تم اپنے قدموں سے گئے تھے تو یہ فائدہ تمہیں اپنے وضو سے ہوا۔ اور جب تم نماز کیلئے کھڑے ہوئے اور قبلہ رخ ہو کر تم نے سورہ حمد اور کوئی دوسرا سورہ جو تمہیں یاد ہو وہ پڑھا پھر رکوع کیا اور اسکے رکوع اور اسکے سجود کو تمام کیا پھر تشہد پڑھا اور سلام پڑھا تو تمہارے تمام وہ گناہ معاف ہوئے جو اگلی اور پچھلی نمازوں کے درمیان تم نے کئے تھے تو یہ فائدہ ہوا تم کو نماز میں۔

اور اب تم اے بھائی انصاری تم اس لئے آئے کہ اپنے حج اور اپنے عمرے کیلئے دریافت کرو کہ اس سے تمہیں کیا ثواب ملے گا۔ تو یہ سمجھ لو کہ جب تم نے حج کے راستے کا رخ کیا اور سواری پر سوار ہوئے اور بسم اللہ کہا اور تمہاری سواری تم کو لیکر چلی تو تمہاری سواری جو پاؤں رکھے گی اور جو پاؤں اٹھائے گی ہر ایک پر اللہ تعالیٰ تمہارے نامہ اعمال میں ایک نیکی لکھ دیگا اور ایک گناہ محو کر دیگا اور جب تم نے احرام باندھ کر لبیک کہا تو اللہ تعالیٰ ہر لبیک پر تمہارے نامہ اعمال میں دس (۱۰) نیکیاں لکھے گا اور دس گناہوں کو مٹا دیگا۔ اور جب خانہ کعبہ کا سات مرتبہ طواف کیا تو تمہارے لئے اللہ کے پاس عہد ہوگا اور اسکے بعد اللہ تعالیٰ کو خود شرم آئے گی کہ تم پر عذاب کرے اور جب تم نے مقام ابراہیم پر دو رکعت نماز پڑھی تو اللہ تعالیٰ تمہارے نامہ اعمال میں ایسی دو ہزار رکعتیں لکھ دیگا جو مقبول ہو چکی ہوں اور جب تم نے صفا و مروہ کے درمیان

سات پھیرے لگائے تو اس سے تمہارے لئے اللہ کے پاس اتنا اجر و ثواب ہوگا جتنا اس شخص کو ثواب دیگا جو اپنے ملک سے پا پیادہ حج کرے اور اس شخص کے برابر ثواب ہوگا جس نے ستر عدد ایسے غلام آزاد کرائے جو صاحب ایمان ہوں ۔ اور جب تم نے عرفات میں غروب آفتاب تک طواف کیا تو اگر تمہارے گناہ کوہ عالج کی ریت کے برابر اور سمندر کے جھاگ کے برابر بھی ہوں تو اللہ تعالیٰ ان سب کو معاوف کر دیگا ۔ اور جب تم نے جمرہ پر کنکریاں ماریں تو اللہ تعالیٰ تمہارے نامہ اعمال میں ایک کنکری کے عوض دس نیکیاں تمہاری آئیندہ عمر کے لئے لکھے گا ۔ اور جب تم نے اپنا سر منڈوایا تو تمہاری آئیندہ عمر کیلئے ہر بال پر ایک نیکی ہوگی اور جب تم نے اپنی قربانی کے جانور کو ذبح کیا یا کرایا تو اسکے خون کے ہر قطرے کے عوض تمہاری آئیندہ عمر کیلئے ایک حسنہ لکھا جائے گا ۔ اور جب تم نے خانہ کعبہ کا سات مرتبہ طواف زیارت کیا اور مقام ابراہیم پر دو رکعت نماز پڑھی تو ایک مکرم فرشتہ تمہارے شانوں پر ہاتھ رکھ کر کہے گا تیرے گزشتہ گناہ معاف کر دیئے گئے ۔ اب تو ایک سو بیس (۱۲۰) دن کے درمیان نیک عمل کرنا پھر شروع کر ۔

(۲۱۳۹) اور روایت کی گئی ہے کہ بنی اسرائیل جب قربانیاں پیش کرتے تو ایک آگ برآمد ہوتی اور جسکی قربانی قبول ہوتی وہ اس کو کھا جاتی ۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس قربانی کی جگہ احرام کو قرار دیدیا ۔

(۲۱۴۰) اور امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ تلبیہ کے اندر جب کوئی تہلیل کرنے والا تہلیل کرتا ہے تو ہر وہ شے جو اسکی داہنی جانب ہے زمین کے کنارے تک اور وہ شے جو اسکے بائیں جانب ہے زمین کے کنارے تک سب تہلیل کرنے لگتی ہیں اور دونوں فرشتے کہتے ہیں کہ اے اللہ کے بندے خوشخبری سن اور (یاد رکھو) جس بندے کو اللہ خوشخبری دیتا ہے وہ جنت کی ہوتی ہے ۔

(۲۱۴۱) اور جو شخص اپنے احرام کے اندر پورے ایمان و احتساب کے ساتھ (۷۰) ستر مرتبہ لبیک کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ ایک ہزار فرشتوں کو اسکے لئے جہنم اور نفاق سے برأت کا گواہ بناتا ہے ۔

اور جو حرم مکہ تک پہنچ کر اترے غسل کرے اور اپنے دونوں نعلین اپنے ہاتھ میں اٹھائے اور ننگے پاؤں اللہ کی بارگاہ میں عاجزی و فروتنی کے ساتھ حرم میں داخل ہو تو اللہ تعالیٰ اسکے ایک لاکھ گناہ مٹا دیگا اور ایک لاکھ نیکیاں اسکے اعمال میں لکھ دے گا اور اسکے لئے ایک لاکھ درجے عطا کرے گا اور ایک لاکھ حاجتیں پوری کرے گا ۔ اور جو مکہ میں سکون و وقار سے داخل ہو غرور اور تکبر سے داخل نہ ہو تو اللہ تعالیٰ اسکے گناہ بخش دیگا ۔ اور جو شخص خانہ کعبہ پر اسکے حق کو پہچانتے ہوئے نظر ڈالے گا تو اللہ تعالیٰ اسکے گناہ بخش دیگا اور اسکی آرزوئیں پوری کرے گا ۔

(۲۱۴۲) امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا جو شخص کعبہ کے حق کو پہچانتے ہوئے کعبہ کی طرف نظر کرے اور پھر ہم لوگوں کے حق اور ہماری حرمت کو بھی اسی طرح پہچانے جس طرح اس نے کعبہ کے حق و حرمت کو پہچانا ہے تو اللہ تعالیٰ اسکے تمام گناہ معاف کر دیگا اور دنیا و آخرت میں اسکے لئے کافی ہوگا ۔

(۲۱۴۳) روایت کی گئی ہے کہ جو شخص خانہ کعبہ کی طرف دیکھے گا تو جبتک دیکھتا رہے گا مسلسل ہر لحہ اسکے نامہ اعمال میں ایک نیکی لکھی جاتی رہے گی اور ایک گناہ مٹایا جاتا رہیگا۔

(۲۱۴۴) اور روایت کی گئی ہے کہ کعبہ کی طرف نظر کرنا عبادت ہے اور والدین کی طرف نظر کرنا عبادت ہے اور مصحف قرآن کی طرف نظر کرنا بغیر قراءت کئے بھی عبادت ہے اور عالم کے چہرے کی طرف نظر کرنا عبادت ہے اور آل محمد علیہم السلام کی طرف نظر کرنا عبادت ہے۔

(۲۱۴۵) اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت علی علیہ السلام کی طرف نظر کرنا عبادت ہے۔

(۲۱۴۶) ایک دوسری روایت میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت علی علیہ السلام کا ذکر عبادت ہے۔

(۲۱۴۷) امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اپنے دل سے غرور و تکبر نکال کر اس گھر کا حج یا عمرہ کی نیت سے قصد کرے تو جب وہ واپس آئے گا تو اپنے گناہوں سے اس طرح پاک ہوگا جیسے وہ آج ہی اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے۔ اور تکبر اور غرور یہ ہے کہ وہ حق سے جاہل ہو اور اہل حق پر طعن و تشنیع کرتا ہو اور جس نے ایسا کیا اللہ تعالیٰ اسکی چادر اتار دیگا۔

(۲۱۴۸) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے اس قول و من دخله كان آمنا (جو اس میں داخل ہو گیا اس نے امن پالیا) (سورہ آل عمران آیت نمبر ۹۷) کے متعلق فرمایا کہ جو شخص اس بیت کا قصد کرے یہ جانتے ہوئے کہ یہ وہی بیت ہے جسکا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے اور ہم اہل بیت کی معرفت رکھتا ہو جو ہم لوگوں کی معرفت کا حق ہے تو وہ دنیا اور آخرت دونوں میں امن پائے گا۔

اور روایت کی گئی ہے کہ اگر کوئی شخص کوئی جرم کرے اور حرم کعبہ میں پناہ لے لے تو اس پر حد شرعی (سزا) حرم میں جاری نہ ہوگی لیکن اگر کوئی شخص حرم کے اندر ہی کوئی ایسا جرم کر بیٹھے تو اس پر حرم کے اندر ہی حد جاری کی جائے گی اس لئے کہ اس نے خود حرم کی حرمت کا لحاظ نہیں کیا۔

(۲۱۴۹) نیز امام علیہ السلام نے فرمایا کہ کعبہ کے اندر داخل ہونا اللہ کی رحمت میں داخل ہونا ہے اور اس میں سے نکلنا گناہوں سے نکلنا ہے اور (وہ) بقیہ عمر گناہوں سے محفوظ رہے گا اور اسکے پچھلے گناہ معاف ہو جائیں گے۔

(۲۱۵۰) اور آنجناب علیہ السلام نے فرمایا جو شخص خانہ کعبہ میں سکون و وقار کے ساتھ داخل ہو اور اس شان سے داخل ہو کہ اس میں کوئی تکبر اور بڑے پن کا اظہار نہ ہو اور نہ ہی جبر و زبردستی سے داخل ہو تو اللہ اس کی مغفرت کردے گا۔

(۲۱۵۱) اور جو شخص حج کرنے کیلئے آیا بیت اللہ کا طواف کیا اور دو رکعت نماز پڑھی تو اللہ تعالیٰ اس کے نامہ اعمال میں ستر ہزار نیکیاں لکھ دیگا۔ اور اس میں سے ستر ہزار گناہ محو کر دیگا۔ ستر ہزار درجہ بلند کر دیگا اور اسکی ستر ہزار حاجتیں بر لائے گا۔

اور اسکے نامہ اعمال میں ستر ہزار غلام آزاد کرنے کا ثواب لکھے گا جن میں ہر غلام کی قیمت دس ہزار درہم ہے۔

(۲۱۵۲) اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ یہ ثواب اسکے لئے ہے جو سر و پا برہنہ چھوٹے چھوٹے قدم رکھتے ہوئے نگاہیں نیچی کئے ہوئے زوال آفتاب تک خانہ کعبہ کا طواف کرتا رہے اور ہر طواف میں بغیر کسی کو ایذا دیے ہوئے حجراسود کو مس کرے اور اسکی زبان سے ذکر الٰہی کا سلسلہ منقطع نہ ہو۔

(۲۱۵۳) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ خانہ کعبہ کے گرد اللہ تعالیٰ کی ایک سو بیس (۱۲۰) رحمتیں ہیں جن میں سے ساٹھ طواف کرنے والوں کیلئے، چالیس نماز پڑھنے والوں کیلئے اور بیس خانہ کعبہ پر نظر کرنے والوں کیلئے ہیں۔

(۲۱۵۴) اور روایت کی گئی ہے کہ جس نے خانہ کعبہ کا طواف کیا وہ گناہوں سے نکل گیا۔

(۲۱۵۵) نیز حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ جس نے مقام ابراہیم کے پاس دو رکعت نماز پڑھی تو یہ دو رکعت نماز چھ عدد غلام آزاد کرنے کے برابر ہے۔

(۲۱۵۶) اور حج سے پہلے ایک طواف حج کے بعد ستر طواف کرنے سے افضل ہے۔

(۲۱۵۷) اور جو شخص مکہ میں ایک سال قیام کرتا ہے اس کے لئے طواف افضل ہے نماز سے اور جو شخص دو سال قیام کرتا ہے وہ طواف اور نماز دونوں کو ملائے کچھ اس میں سے کچھ اس میں سے اور جو شخص تین سال قیام کرتا ہے اس کیلئے نماز افضل ہے۔

(۲۱۵۸) اور روایت کی گئی ہے کہ جو مکہ کا رہنے والا نہیں ہے اس کیلئے طواف افضل ہے نماز سے اور جو مکہ کا رہنے والا ہے اس کیلئے نماز افضل ہے۔

اور جو شخص قوم کے ساتھ ہے اور انکے سامان کی حفاظت کرتا ہے تاکہ قوم طواف اور سعی کرے تو اسکا ثواب اسے ان طواف و سعی کرنے والوں سے بھی زیادہ ملے گا۔

(۲۱۵۹) اور امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ کسی مومن کی حاجت کو پورا کرنا افضل ہے طواف سے اور طواف سے یہاں تک کہ آپ نے دس طواف گنوائے۔

(۲۱۶۰) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ رکن یمانی ہم لوگوں کا وہ دروازہ ہے جس سے ہم لوگ جنت میں داخل ہونگے۔

(۲۱۶۱) نیز فرمایا کہ اس میں ایک دروازہ ہے جنت کے دروازوں میں سے یہ جب سے کھلا کبھی بند نہیں ہوا۔

(۲۱۶۲) اور اس میں ایک جنت کی نہر ہے جس میں بندوں کے اعمال ڈال دیئے جاتے ہیں۔

(۲۱۶۳) اور روایت کی گئی ہے کہ یہ زمین پر اللہ تعالیٰ کا داہنا ہاتھ ہے جس سے وہ اپنی مخلوق سے مصافحہ کرتا ہے۔

(۲۱۶۴) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ آب زمزم جو بھی پیے اسکے لئے شفا ہے۔

(۲۱۶۵) اور روایت کی گئی ہے کہ آب زمزم کو جو سیر ہو کر پئے گا اسے شفا ہوگی اور مرض دور ہو جائیگا۔

(۲۱۶۶) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب مدینہ میں تھے تو آپؐ آبِ زمزم بطور ہدیہ تحفہ منگوایا کرتے تھے۔

(۲۱۶۷) اور روایت کی گئی ہے کہ حج کرنے والا جب صفا و مروہ کے درمیان سعی کرتا ہے تو وہ اپنے گناہوں سے نکل جاتا ہے۔

(۲۱۶۸) اور حضرت امام علی ابن الحسین علیہ السلام نے فرمایا کہ صفا و مروہ کے درمیان سعی کرنے والے کی ملائکہ سفارش کرتے ہیں اور انکی یہ سفارش اسکے حق میں قبول ہوتی ہے۔

(۲۱۶۹) اور روایت کی گئی ہے کہ جو شخص چاہتا ہے اسکے مال و دولت میں فراوانی ہو تو وہ صفا و مروہ پر تا دیر ٹھہرا کرے۔

(۲۱۷۰) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر تم سے یہ ممکن ہو کہ اپنی کل فرض نمازیں حطیم کے پاس پڑھو تو ایسا کیا کرو اس لئے کہ یہ روئے زمین کا افضل ترین ٹکڑا ہے۔

اور حطیم خانہ کعبہ کے دروازے اور حجر اسود کے درمیان کی جگہ ہے اور یہ وہ جگہ ہے کہ جہاں حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ قبول ہوئی اور اسکے بعد حجر میں نماز پڑھنا افضل ہے اور حجر کے بعد رکن عراقی اور باب بیت اللہ کے درمیان یہی وہ جگہ ہے کہ جہاں مقام ابراہیم تھا اور اسکے بعد مقام ابراہیم کے پیچھے کی جگہ جہاں اس وقت مقام ابراہیم ہے اور جو جگہ بیت اللہ سے زیادہ قریب ہوگی وہ زیادہ افضل ہوگی۔ لیکن تمہارے لئے یہ جائز نہیں کہ دو رکعت نماز طواف النساء موجودہ مقام ابراہیم کے پیچھے کے علاوہ کہیں اور پڑھو۔

(۲۱۷۱) اور جو شخص مسجد حرام میں ایک نماز پڑھے گا اللہ تعالیٰ اسکی تمام نمازوں کو قبول کریگا جو اس نے اب تک پڑھی ہیں یا جو مرتے دم تک پڑھتا رہے گا۔

(۲۱۷۲) اس میں ایک نماز ایک لاکھ نمازوں کے برابر ہے۔

(۲۱۷۳) منیٰ میں جب سب لوگ اپنی اپنی جگہ قیام کرلیتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک منادی ندا دیتا ہے کہ اگر تم لوگ چاہتے ہو کہ میں تم سے راضی ہو جاؤں تو میں راضی ہو گیا۔

(۲۱۷۴) نیز روایت کی گئی ہے کہ جب سب لوگ منیٰ میں اپنی اپنی جگہ قیام کرلیتے ہیں تو اللہ کی طرف سے ایک منادی ندا کرتا ہے کہ اگر تم لوگوں کو یہ معلوم ہوتا کہ تم نے کس صحن میں پڑاؤ ڈالا ہے تو مغفرت کے بعد تم لوگوں نے اس سلسلہ میں جو کچھ خرچ کیا ہے اسکا بدلہ ملنے کا بھی یقین ہوتا۔

(۲۱۷۵) روایت کی گئی ہے کہ خدائے جبار جل جلالہ فرماتا ہے کہ جس بندے کو میں نے خوشحال اور صاحب استطاعت بنایا ہے اگر وہ ہر پانچ سال پر اس جگہ نہ آیا تو سمجھ لو کہ وہ محروم ہے۔

(۲۱۷۶) اور مسجد خیف منیٰ میں سات سو انبیاء نے نمازیں پڑھی ہیں۔

(۲۱۷۷) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مسجد آپؐ کے عہد میں اس مینار کے پاس تھی جو وسط مسجد میں ہے اور اسکے اوپر قبلہ کی طرف تقریباً تیس (۳۰) ہاتھ داہنی جانب تیس (۳۰) ہاتھ بائیں جانب تیس (۳۰) ہاتھ اوپر اور پیچھے تیس (۳۰) ہاتھ تقریباً۔

(۲۱۷۸) اور جس شخص نے مسجد منیٰ میں وہاں سے نکلنے سے پہلے سو (۱۰۰) رکعت نماز پڑھی تو وہ ستر سال کی عبادت کے برابر ہوگی اور جس نے مسجد منیٰ میں سو مرتبہ سبحان اللّٰہ کہا اللہ تعالیٰ اسکے نامہ اعمال میں ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب لکھ دے گا اور جس نے مسجد منیٰ میں سو مرتبہ لا الہ الّا اللّٰہ کہا اسکو ایک آدمی کے زندہ کرنے کا ثواب ہوگا اور جو شخص اس میں سو مرتبہ الحمد للّٰہ کہے گا اسکو عراقین کے خراج کے برابر راہ خدا میں خرچ کرنے کا ثواب ملے گا۔

(۲۱۷۹) اور حاجی جب عرفات میں وقوف کرتا ہے تو وہ اپنے گناہوں سے نکل جاتا ہے۔

(۲۱۸۰) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ کوئی نیکوکار ہو یا بدکار جب پہاڑوں پر وقوف کرتا ہے تو اللہ اس کی دعاؤں کو قبول کرتا ہے (فرق یہ ہے کہ) نیکوکار کی دعا دنیا وآخرت دونوں کیلئے قبول ہوتی ہے اور بدکار کی دعا صرف دنیا کیلئے قبول ہوتی ہے۔

(۲۱۸۱) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ مومنین میں سے کسی بھی علاقہ کا رہنے والا کوئی شخص اگر عرفات میں وقوف کرلے تو اس کے علاقہ کے تمام مومنین کو اللہ تعالیٰ بخش دیتا ہے اور اہل بیت کی معرفت رکھنے والے مومنین کے خاندان کا اگر کوئی شخص عرفات میں وقوف کرلیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس خاندان کے تمام مومنین کو بخش دیتا ہے۔

(۲۱۸۲) اور حضرت امام علی ابن الحسین علیہ السلام نے عرفہ کے دن ایک سائل کو سوال کرتے ہوئے سنا تو فرمایا تجھ پر افسوس ہے آج کے دن تو غیر خدا سے سوال کرتا ہے۔ حالانکہ آج کے دن تو حاملہ عورت کے پیٹ میں جو بچہ ہے وہ بھی دعا کرتا ہے کہ وہ سعید پیدا ہو۔

(۲۱۸۳) اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام عرفہ کے دن کسی سائل کو کچھ دیئے بغیر واپس نہیں کرتے تھے اور جو شخص عرفہ کی شب اپنے ایک غلام کو آزاد کر دیگا تو اس غلام کی آزادی کے عوض اس کو ایک حج کا ثواب ملے گا اس طرح اب مالک کو دو ثواب ملیں گے ایک غلام کے آزاد کرنے کا ثواب اور ایک حج کا ثواب۔ اور اس غلام کیلئے روایت کی گئی ہے جس نے عرفہ کے دن آزادی پائی ہے اگر وہ دونوں موقفوں (عرفات و مشعر الحرام) میں سے ایک موقف بھی پا گیا تو اس نے حج کو پالیا۔

اور اہل عرفات میں سے سب سے بڑا مجرم وہ ہے جو عرفات سے پلٹے اور دل میں یہ خیال کرے کہ اسکی مغفرت نہیں ہوئی یعنی ایسا شخص اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس ہے۔

(۲۱۸۴) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ عرفہ کی شام ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ دو فرشتوں کو بھیجتا ہے اور وہ عرفات میں ہر ایک کے چہرے کو دیکھتے ہیں اور جب کوئی ایسا شخص کہ جس نے حج کا پورا ارادہ کرلیا تھا وہ ان دونوں کو نہیں ملتا تو ایک فرشتہ دوسرے سے کہتا ہے اے فلاں شخص کو کیا ہو گیا تو وہ اسکو جواب دیتا ہے کہ خدا ہی بہتر جانتا ہے تو ان دونوں میں سے ایک کہتا ہے کہ پروردگار اگر تنگدستی نے اسکو روکا ہے تو اسکی تنگدستی کو دور کر اگر وہ مقروض ہو گیا ہے تو اسکے قرضے کو ادا کر اگر کسی مرض نے اسکو حج سے روکا ہے تو اسکو شفا دے اور اگر اسکو موت نے روکا ہے تو اسکی مغفرت فرما اور اس پر رحم فرما۔

(۲۱۸۵) اور امام علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص اپنے کسی بھائی کے لئے اسکے پیٹھ پیچھے دعا کرتا ہے تو اسکو عرش سے آواز دی جاتی ہے کہ تیرے لئے اس کا ایک لاکھ گنا ہے اور جب وہ اپنی ذات کیلئے دعا کرتا ہے تو اس کیلئے ایک ہی ہوتا ہے۔ اور وہ ایک لاکھ جسکی عرش سے ضمانت ہوتی ہے وہ اس دعا سے یقیناً بہتر ہے جسکے لئے یہ بھی نہیں معلوم کہ وہ قبول ہوگی یا نہ ہوگی۔

(۲۱۸۶) اور جو شخص اپنے برادران ایمانی میں سے چالیس اشخاص کیلئے دعا کرے گا اپنے لئے دعا کرنے سے پہلے تو اللہ تعالیٰ ان لوگوں کیلئے اور خود اسکے لئے اسکی دعا کو قبول کرلیگا۔

(۲۱۸۷) اور جو شخص منیٰ کی تنگ راہوں سے بغیر کسی تکبر کے گزرے گا اللہ اسکے گناہوں کو معاف کر دے گا۔

(۲۱۸۸) اور مومنین کی آوازوں کی وجہ سے اس شب کو آسمانوں کے دروازے بند نہیں کئے جاتے انکی آوازیں شہد کی مکھیوں کی بھنبھناہٹ کی طرح ہوتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ میں تم لوگوں کا رب ہوں اور تم لوگ میرے بندے ہو تم لوگوں نے میرے حق کو ادا کر دیا اب مجھ پر لازم ہے کہ میں تم لوگوں کی دعاؤں کو قبول کروں۔ چنانچہ اس شب کو اللہ تعالیٰ جس کے گناہوں کو چاہے گا محو کر دیگا اور جس کی چاہے گا مغفرت فرمادیگا۔

اور جب لوگوں کا بہت اژدحام ہو اور ایسا ہو کہ نہ لوگ آگے بڑھ سکیں اور نہ پیچھے پلٹ سکیں تو تکبیر کہو یہ تکبیر اس تنگی اور دباؤ کو دور کر دیگی۔

(۲۱۸۹) اور جب حاجی مشعرالحرام میں وقوف کرتا ہے تو اللہ اس کے گناہ بخش دیتا ہے۔ اور عرفات میں وقوف سنت ہے اور مشعرالحرام میں فرض ہے۔ اور یوم نحر کوئی عمل جانور کی قربانی کرنے سے افضل نہیں ہے یا پھر والدین کے ساتھ حسن سلوک کیلئے جانا یا اس رشتہ دار کے پاس جانا جس سے قطع تعلق ہو اور اس سے خود سلام کی ابتداء کرنا۔ یا آدمی اپنے اچھے قسم کے ذبیحہ کو کھائے اور بقیہ کیلئے اپنے پڑوسیوں اور یتیموں، مسکینوں، غلاموں اور اسیروں کو دعوت دے۔

(۲۱۹۰) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم لوگ قربانی کیلئے عمدہ جانور منتخب کرو اس لئے کہ یہ صراط پر تمہاری سواریاں ہونگی۔

(۲۱۹۱) ایک مرتبہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا یا رسول اللہ قربانی کا دن آگیا اور میرے پاس قربانی کا جانور خریدنے کے لئے رقم نہیں ہے تو کیا میں کسی سے قرض لے کر قربانی کروں؟ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا قرض لے کر قربانی کرلو اور اس قرض کو اداشدہ سمجھو۔

(۲۱۹۲) اور قربانی کے جانور کے خون کا پہلا قطرہ جوں ہی ٹپکتا ہے قربانی کرنے والے کی مغفرت کردی جاتی ہے۔

(۲۱۹۳) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا تم لوگ قربانی کے جانور پر اچھی طرح نشان لگاؤ اس لئے کہ اس کے خون کا پہلا قطرہ گرنے ہی پر اللہ تعالیٰ قربانی کرنے والے کی مغفرت فرمادیتا ہے۔

(۲۱۹۴) جو شخص ایام تشریق (۱۳-۱۴-۱۵ ذی الحجہ) میں اپنی آنکھ زبان اور اپنے ہاتھ کو اپنے قابو میں رکھے گا اللہ تعالیٰ اسکے نامہ اعمال میں جس حج میں وہ آیا ہے اسی کے مثل ایک حج اور لکھ دے گا۔

(۲۱۹۵) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جمرہ کو کنکریاں مارنا قیامت کے دن کے لئے ایک ذخیرہ ہے۔

(۲۱۹۶) نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ حج کرنے والا جب جمرہ کو کنکریاں مارتا ہے تو اپنے گناہوں سے پاک ہوجاتا ہے۔

(۲۱۹۷) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جو شخص جمرہ کو کنکریاں مارتا ہے تو ہر کنکری پر اس کے ہلاک کردینے والے گناہ کبیرہ جھڑنے لگتے ہیں اور جب کوئی مومن کنکری مارتا ہے تو فرشتہ جلدی سے اس کو اٹھا لیتا ہے اور جب کوئی کافر کنکری مارتا ہے تو شیطان کہتا ہے تو جو کنکری مار رہا ہے وہ سب تیرے ہی چوتڑ پر پڑ رہی ہے (اس لئے کہ تو میرے ہی گروہ سے تو ہے)

(۲۱۹۸) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جب کوئی مومن منیٰ میں اپنے سر کے بال منڈوا کر اسے دفن کر دیگا تو قیامت کے دن اس کا ہر بال اپنے مالک کی طرف سے لبیک لبیک کہتا ہوا آئے گا۔

(۲۱۹۹) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سر منڈوانے والوں کے لئے تین مرتبہ مغفرت کی دعا کی اور تھوڑا سا بال چھوٹا کرنے والوں کے لئے ایک مرتبہ مغفرت کی دعا کی۔

(۲۲۰۰) اور روایت کی گئی ہے کہ جو شخص منیٰ میں اپنے پورے بال منڈوائے گا اس کے ہر بال کے عوض قیامت کے دن ایک نور ہوگا۔ وہ شخص جس نے اس سے پہلے کبھی حج نہیں کیا یہ اسکا پہلا حج ہے اس کے لئے یہ جائز نہیں کہ اپنے بال ترشوا کر چھوٹا کرائے جبکہ اس پر سر کا منڈوانا واجب ہے۔

(۲۲۰۱) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے قول خدا (فمن تعجل فی یومین فلا اثم علیہ و من تاخر فلا اثم علیہ) (سورہ بقرہ آیت ۲۰۳) (اور جو شخص منیٰ سے دو ہی دن میں چل کھڑا ہو تو اس پر بھی کوئی گناہ نہیں اور تیسرے دن تک ٹھہرا رہے تو اس پر بھی کوئی گناہ نہیں) کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ وہ منیٰ سے اس طرح پلٹے گا کہ اسکے

ذمہ کوئی گناہ نہ ہوگا۔

(۲۲۰۲) اور روایت کی گئی ہے کہ وہ اپنے گناہوں سے اس طرح نکل جائے گا جیسے وہ (آج ہی) اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے۔

(۲۲۰۳) آنجناب علیہ السلام نے فرمایا کہ حج میں سر منڈوانے کے بعد اگے ہوئے بال جب تک کسی بندے کے سر پر رہیں گے وہ کعبہ کا طواف کرنے والوں کے حلقہ میں شمار ہوگا۔

(۲۲۰۴) روایت کی گئی ہے کہ حاجی جس وقت سے اپنے گھر سے حج کے لئے نکلتا ہے اپنے گھر واپس آنے تک کعبہ کا طواف کرنے والے کے بمنزلہ ہوتا ہے۔

(۲۲۰۵) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جس شخص نے حجۃ الاسلام (پہلا حج) کر لیا اس نے اپنی گردن کو جہنم کے پھندے سے چھڑا لیا اور جس نے دو حج کر لئے وہ مرتے دم تک خیر و نیکی میں رہے گا اور جس نے پے در پے تین حج کر لئے پھر وہ بعد میں خواہ حج کرے یا نہ کرے وہ اس شخص کے بمنزلہ ہوگا جو ہمیشہ حج کرنے کا عادی ہو۔

(۲۲۰۶) روایت کی گئی ہے کہ جس نے تین حج کر لئے وہ تا ابد فقیر و تنگدست نہ ہوگا۔

(۲۲۰۷) اور وہ اونٹ کہ جس پر تین سال حج کر لیا گیا اس کا شمار جنت کے اونٹوں میں ہوگا۔ اور ایک روایت ہے کہ سات سال۔

(۲۲۰۸) اور امام رضا علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ جس نے تین مومنین کو ساتھ لیکر حج کیا گویا اس نے اللہ تعالیٰ کو اپنے نفس کی قیمت دیکر خرید لیا اور اس سے یہ نہیں پوچھا جائے گا کہ یہ مال اس نے کہاں سے حاصل کیا۔

(۲۲۰۹) اور جو شخص چار حج کرے وہ فشار قبر سے تا ابد محفوظ رہے گا اور جب مرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے ان حجوں کو دلاویز صورتوں میں تبدیل کر دے گا اور وہ اس کی قبر کے اندر اس کی آنکھوں کے سامنے اس وقت تک نماز پڑھتے رہیں گے جس وقت تک اللہ تعالیٰ اس شخص کو قبر سے اٹھائے گا اور ان تمام نمازوں کا ثواب اس شخص کے لئے ہوگا اور یہ بھی جان لو کہ ان نمازوں کی ایک رکعت (عام) آدمیوں کی ہزار رکعت کے برابر ہوگی۔

(۲۲۱۰) اور جو شخص پانچ حج کرے اللہ تعالیٰ اس کو تا ابد معذب نہیں کرے گا اور جو شخص دس حج کرے اللہ تعالیٰ اس سے تا ابد حساب نہیں کرے گا اور جو شخص بیس حج کرے تو وہ نہ جہنم کو دیکھے گا اور نہ اس کی آواز سنے گا۔

(۲۲۱۱) اور جو شخص چالیس حج کرے گا اس سے کہا جائے گا تو جس کی شفاعت کرنا چاہتا ہے کر لے اور اس کے لئے جنت کا دروازہ کھول دیا جائے گا اور اس میں وہ اور جتنی اس نے شفاعت کی ہے داخل ہو جائیں گے۔

(۲۲۱۲) اور جو پچاس حج کرے گا اس کے لئے جنت عدن میں ایک شہر تعمیر کر دیا جائے گا جس میں ایک ہزار قصر ہوں گے اور ہر قصر میں حور عین میں سے ایک ہزار حوریں ہوں گی اور ایک ہزار ازواج ہوں گی اور جنت کے اندر وہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم کا رفیق ہوگا۔

(۲۲۱۳) اور جو شخص پچاس سے زیادہ حج کرے گا تو وہ ایسا ہی ہوگا جیسے اس نے پچاس حج محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور انکے اوصیاء کے ہمراہ کئے اور اس کا شمار ان لوگوں میں ہوگا جو ہر جمعہ کو اللہ سے ملاقات کرتے ہیں۔ اور اس کا شمار ان لوگوں میں ہوگا جو ایسی جنت عدن میں داخل ہونگے جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے دست قدرت سے بنایا ہے اور جس کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ جس کی کسی مخلوق کو اطلاع ہے۔ اور جو شخص بہت زیادہ حج کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے ہر حج کے عوض جنت میں ایک شہر تعمیر کردیگا۔ جس میں بہت سے بالاخانے ہونگے اور ہر بالاخانے میں حورالعین میں سے ایک حور ہوگی اور ہر حور کے ساتھ تین سو کنیزیں ایسی ہونگی کہ ایسی حسین وجمیل کنیزیں کبھی کسی انسان نے نہ دیکھی ہونگی۔

(۲۲۱۴) امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جو شخص ایک سال حج کرے اور ایک سال نہ کرے تو اسکا شمار ان لوگوں میں ہوگا جو حج کرنے کے عادی ہیں۔

(۲۲۱۵) اور اسحاق بن عمار کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ میں نے اپنے دل میں ٹھان لیا ہے کہ میں ہر سال لازماً یا تنہا حج کروں گا یا اپنے خرچ سے اپنے خاندان میں سے کسی ایک شخص کو لیکر حج کے لئے جاؤں گا۔ آپ نے فرمایا کیا تم نے اس کا پختہ ارادہ کرلیا ہے؟ میں نے عرض کیا جی ہاں میں نے پختہ ارادہ کرلیا ہے آپ نے فرمایا اگر تم نے یہ کیا تو کثرت مال کا یقین کرلو یا (یہ کہا کہ) بشارت ہو کثرت مال کی۔

(۲۲۱۶) اور روایت کی گئی ہے کہ اللہ کو سب سے زیادہ جو شے پسندیدہ ہے اور جو ایک بندے کو اللہ سے قریب کرنے کا ذریعہ ہے وہ یہ کہ بندہ اپنے دونوں قدموں سے پاپیادہ بیت اللہ الحرام کی طرف چل کر جائے۔ اور یہ اس کا ایک حج ستّر حجوں کے برابر ہوگا اور جو شخص اپنی سواری سے اتر کر پاپیادہ چلے تو اللہ تعالیٰ اس کے نامہ اعمال میں پاپیادہ اور سواری پر حج کو جانے والے کے درمیان کا ثواب لکھدے گا اور اگر کسی حاجی کے جوتے کا تسمہ ٹوٹ گیا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے نامہ اعمال میں پاپیادہ اور پابرہنہ کے درمیان کا ثواب تحریر کردے گا۔

(۲۲۱۷) اور پاپیادہ حج کے لئے جانے سے افضل سواری پر حج کے لئے جانا ہے اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سواری پر حج کے لئے گئے تھے اور یہ دونوں حدیثیں اس معنی میں جمع ہو سکتی ہیں کہ

(۲۲۱۸) جس کو ابو بصیر نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ انہوں نے آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ حج کے لئے پاپیادہ جانا افضل ہے یا سواری پر جانا۔ تو آپؑ نے ارشاد فرمایا اگر آدمی دولتمند ہے اور اس نیت سے پیدل چل رہا ہے کہ خرچ کم ہو تو اس کے لئے سواری پر جانا افضل ہے۔

(۲۲۱۹) اور حضرت امام حسین ابن علی علیہ السلام کے ساتھ محملیں اور سواریاں ہوتی تھیں اور آپؑ پاپیادہ حج کے لئے چلتے تھے۔

(۲۲۲۰) اور ایک شخص حضرت علی ابن الحسین کے پاس آیا اور اس نے کہا کہ آپ نے حج کو جہاد پر ترجیح دیدی حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان اللّٰہ اشتری من المومنین انفسھم و اموالھم بان لھم الجنۃ یقاتلون فی سبیل اللہ فیقتلون و یقتلون وعداً علیہ حقافی التورۃ و الانجیل و القران و من اوفی بعھدہ من اللہ فاستبشروا ببیعکم الذی بایعتم بہ و ذلک ھو الفوز العظیم (سورہ توبہ آیت ۱۱۱) (بلاشبہ اللہ نے مومنین سے ان کی جانیں اور ان کے مال اس بات پر خرید لئے کہ ان کی قیمت ان کے لئے جنت ہے اسی وجہ سے یہ لوگ خدا کی راہ میں لڑتے ہیں تو کفار کو مارتے ہیں اور خود بھی مارے جاتے ہیں یہ پکا وعدہ ہے جس کا پورا کرنا خدا پر لازم ہے اور یہ ایسا پکا وعدہ ہے کہ توریت و انجیل وقرآن سب میں لکھا ہوا ہے اور اپنے وعدہ کا پورا کرنے والا خدا سے بڑھ کر اور کون ہے) تو حضرت علی ابن الحسین علیہ السلام نے فرمایا اس کے بعد کی بھی آیت تو پڑھو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ۔ (التائبون العابدون الحامدون السائحون الراکعون السٰجدون الامرون بالمعروف و الناھون عن المنکر و الحٰفظون لحدود اللہ و بشر المومنین (یہ لوگ توبہ کرنے والے، عبادت کرنے والے، خدا کی حمد وثنا کرنے والے، اس کی راہ میں سفر کرنے والے، رکوع کرنے والے، سجدہ کرنے والے، نیک کام کا حکم دینے والے اور برے کام سے روکنے والے اور خدا کے مقرر کردہ حدود پر نگاہ رکھنے والے ہیں اور اے رسول ان مومنین کو جنت کی خوشخبری دیدو) جب تم ایسے لوگوں کو دیکھو تو اس دن جہاد حج سے افضل ہے اور ایک روایت میں ہے کہ آپ نے صرف التائبون العبدون -- تا آخر آیت کی تلاوت فرمادی۔

(۲۲۲۱) اور جو شخص محض خوشنودی خدا کے لئے حج کرے اس میں اس کا ارادہ لوگوں کو دکھانا یا شہرت کا نہ ہو تو البتہ اللہ تعالیٰ اس کو بخش دے گا۔

(۲۲۲۲) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص دنیا و آخرت دونوں چاہتا ہے تو وہ اس بیت اللہ کی طرف جائے۔

(۲۲۲۳) اور جو شخص مکہ سے واپس ہو اور وہ یہ نیت کرے کہ آئندہ سال بھی حج کو آئے گا تو اس کی عمر زیادہ کردی جائے گی۔

(۲۲۲۴) اور جو شخص مکہ سے نکلے اور اسکی نیت یہ ہو کہ وہ یہاں پلٹ کر نہیں آئے گا تو اس کی موت قریب ہوگی اور اسکا عذاب نزدیک ہوگا۔

(۲۲۲۵) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ تم لوگ اس پہاڑ کی ڈھلوان کو دیکھ رہے ہو سنو جب یزید بن معاویہ اپنے حج سے واپس شام کی طرف جانے لگا تو اس نے یہ اشعار پڑھے۔

اذا ترکنا ثافلا یمیناً فلن نعود بعدہ سنینا

للحجّ و العمرۃ مابقینا

"جب ہم نے پہاڑ کی ڈھلوان کو اپنی داھنی جانب چھوڑ دیا تو اب ہم اس کے بعد جب تک باقی اور زندہ ہیں ہرگز یہاں نہ آئیں گے۔" تو اللہ تعالیٰ نے اس کی اجل سے پہلے ہی اس کو موت دیدی۔

(۲۲۲۶) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ جو بندہ حج پر اپنی کسی دنیاوی حاجت کو ترجیح دیگا تو وہ دیکھے گا کہ (حج کو جانے والے) اس کی اس حاجت پوری ہونے سے پہلے اپنے سر کے بال منڈوا کر واپس بھی آگئے۔

(۲۲۲۷) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا اگر کوئی شخص حج کو چھوڑتا ہے تو اس کا سبب کوئی ایسا ہی گناہ ہے جو اس سے سرزد ہوا ہے ورنہ اللہ تعالیٰ تو بہت سے گناہوں کو معاف بھی کر دیتا ہے۔

(۲۲۲۸) اور آپ نے قول خدا (فاصدق و اکن من الصالحین) (سورہ منافقین آیت ۱۱) پس صدقہ دینا اور صالحین میں سے ہوجانا) کے متعلق فرمایا اصدق صدقہ سے ہے اور صالحین میں سے ہوجانا یعنی حج کرلینا۔

(۲۲۲۹) حضرت امام رضا علیہ السلام نے فرمایا کہ ایک عمرہ سے دوسرے عمرے کے مابین گناہوں کا کفارہ ہے۔

(۲۲۳۰) نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ حج کا ثواب جنت ہے اور عمرہ ہر گناہ کا کفارہ ہے اور سب سے افضل عمرہ ماہ رجب کا عمرہ ہے۔

(۲۲۳۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ صاحب نعمت سے ہر نعمت کا سوال ہوگا سوائے ان نعمتوں کے جو کسی غزوہ (جہاد) یا حج کے درمیان ملی ہوں۔

(۲۲۳۲) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ حج اور عمرہ آخرت کے بازاروں میں سے دو بازار ہیں ان دونوں میں جانے والے لازمی طور پر اللہ تعالیٰ کے مہمان ہیں اگر اللہ نے ان کو باقی رکھا تو وہ اس طرح باقی رہیں گے کہ ان کے ذمہ کوئی گناہ نہ ہوگا اور اگر اللہ نے موت دے دی تو جنت میں داخل کر دے گا۔

(۲۲۳۳) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا گیا جو مقروض ہے مگر وہ مزید قرض لیکر حج کو جارہا ہے آپ نے فرمایا ہاں وہ (اللہ) سب سے زیادہ قرض کا ادا کرنے والا ہے۔

(۲۲۳۴) اسحاق بن عمار سے روایت کی گئی ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا ایک شخص نے مجھ سے حج پر جانے کے لئے مشورہ کیا اس کے حالات کمزور تھے اس لئے میں نے اس کو مشورہ دیا کہ وہ حج نہ کرے۔ آپ نے فرمایا کوئی بعید نہیں جو تم ایک سال بیمار رہو راوی کا بیان ہے کہ پس میں ایک سال تک بیمار رہا۔

(۲۲۳۵) جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا تم میں سے ہر ایک اس امر سے پرہیز کرے کہ اپنے برادر مسلم کو حج سے باز رکھے ورنہ وہ دنیا کی کسی مصیبت میں گرفتار ہوگا اور آخرت میں جو اس کے لئے فراہم ہے وہ اس کے علاوہ ہے۔

(۲۲۳۶) اور روایت میں ہے کہ حج نماز اور روزہ سے افضل ہے اس لئے کہ نماز پڑھنے والا ایک ساعت کیلئے اپنے اہل

وعیال سے بے تعلق رہتا ہے اور روزہ دار اپنے اہل سے ایک دن جبتک دن کی سفیدی ہے اور حاجی جسمانی طور پر دور رہتا ہے اپنے نفس کی قربانی دیتا ہے، مال خرچ کرتا ہے اور طویل عرصہ تک اپنے اہل سے غیبت اختیار کرتا ہے نہ اسکو کسی مالی منفعت کی امید ہوتی ہے اور نہ تجارت کرنے کیلئے جاتا ہے۔

(۲۲۳۷) اور روایت کی گئی ہے کہ نماز ایک ایسا فریضہ ہے جو بیس (۲۰) حجوں سے بہتر ہے اور ایک حج اس گھر سے بہتر ہے جو سونے سے بھرا ہو اور وہ سب کا سب تصدق کر دیا جائے۔

مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ یہ دونوں حدیثیں متفق ہیں باہم مختلف نہیں ہیں اس لئے کہ حج میں نماز ہے اور نماز میں حج نہیں ہے۔ اس لئے حج اس صورت میں نماز سے افضل ہے اور نماز فریضہ ان بیس (۲۰) حجوں سے افضل ہے جو نماز سے خالی ہوں۔

(۲۲۳۸) حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو بھی حاجی دھوپ میں لبیک لبیک کہتا ہوا نکلے یہاں تک کہ زوال آفتاب کا وقت آجائے تو آفتاب کے غائب ہونے کے ساتھ اس حاجی کے گناہ غائب ہوجائینگے۔ اور حج وعمرہ دونوں فقر وتنگدستی کو دور کردیتے ہیں جس طرح بھٹی لوہے کی کثافت کو دور کردیتی ہے۔

(۲۲۳۹) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ ایک آدمی کسی دوسرے شخص کی طرف سے حج (بدل) کر رہا ہے کیا اسکو بھی اس میں سے کچھ اجر وثواب ملے گا؟ آپ نے فرمایا ایسا شخص جو کسی دوسرے کی طرف سے حج کر رہا ہے اسکو دس (۱۰) حج کا ثواب ملیگا اور اسکی، اسکے باپ کی، اسکی ماں کی، اسکے بیٹے کی، اسکی بیٹی کی، اسکے بھائی کی، اور اسکی بہن کی، اسکے چچا کی، اسکی پھوپھی کی، اسکے ماموں کی، اور اسکی خالہ کی، مغفرت کردی جائے گی اللہ تعالیٰ کا کرم بہت وسیع ہے۔

(۲۲۴۰) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا جو انسان کسی دوسرے کی طرف سے حج کرے تو طواف فریضہ تک دونوں کی شرکت رہے گی اور جب طواف فریضہ پورا ہوگیا تو وہ شرکت ختم ہوجائیگی اب اسکے بعد جو بھی عمل ہوگا وہ اس حاجی کا ہوگا۔

(۲۲۴۱) اور علی بن یقطین نے حضرت ابو الحسن علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا کہ جس نے ایک حج کیلئے پانچ آدمیوں کو اخراجات دیئے۔ آپ نے فرمایا ان میں سے ایک حج کرے گا اور سب اسکے ثواب میں شریک رہیں گے۔ عرض کیا گیا پورا حج کس کا ہوا؟ آپ نے فرمایا اسکا جس نے گرمی وسردی برداشت کی ہے۔

اور اگر ایک شخص نے کسی شخص سے حج کرنے کی اجرت لی مگر اس نے حج نہیں کیا اور مرگیا اور اس نے کوئی مال بھی نہیں چھوڑا تو اگر حج کیلئے اجرت لینے والا پہلے کوئی حج کرچکا ہے تو اس سے وہ حج لیکر صاحب مال کو دیدیا جائیگا اور اگر اس نے اس سے پہلے کوئی حج نہیں کیا تھا تو صاحب مال کے نامہ اعمال میں حج کا ثواب لکھ دیا جائے گا۔

(۲۲۴۲) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر تم اپنے حج میں ایک ہزار آدمیوں کو بھی شریک کرلو تو ہر ایک کا حج ہوجائیگا اور تمہارے حج میں ذرہ برابر کوئی کمی نہ ہوگی۔

(۲۲۴۳) روایت کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے لئے اور ان سب کیلئے حج قرار دینے والا ہے بلکہ اس شریک کرنے والے کو اسکا بھی ثواب ملے گا کہ اس نے ان لوگوں کے ساتھ صلہ رحم اور حسن سلوک کیا۔

اور جو شخص چاہے کہ کسی غیر کی طرف سے طواف کرے تو طواف شروع کرتے وقت یہ کہے اَللّٰھُمَّ تَقَبَّلْ مِنْ فُلَانٍ (اے اللہ تو فلاں شخص کی طرف سے قبول فرما) اور فلاں کی جگہ جس شخص کی طرف سے طواف کررہا ہے اسکا نام لے۔

(۲۲۴۴) اور جو شخص کسی غیر کی طرف سے حج کررہا ہے تو وہ یہ کہے اَللّٰھُمَّ مَا اَصَابَنِیْ مِنْ نَصَبٍ اَوْ تَعَبٍ اَوْ شَعَثٍ فَاٰجِرْ فِیْہِ فُلَانًا وَ اٰجِرْنِیْ فِیْ قَضَائِیْ عَنْہُ (اے اللہ اس حج میں جو تعب و تکلیف اور پریشانی پڑ رہی ہے اسکا اجر و ثواب تو فلاں شخص کو دیدے اور میں نے اسکی طرف سے یہ حج ادا کیا ہے اسکا ثواب تو مجھے دے۔)

اور روایت کی گئی ہے جب قربانی کا جانور ذبح کرے تو اسکا نام لے جسکی طرف سے حج کررہا ہے اور اگر نام نہ بھی لے تو اس پر کوئی گناہ نہیں اس لئے کہ اللہ تعالیٰ پوشیدہ باتوں کا جاننے والا ہے۔

اور جو شخص اپنے کسی قرابتدار کو اپنے حج یا عمرہ میں شریک کرے تو اللہ تعالیٰ اسکے نامہ اعمال میں دو حج یا دو عمرہ لکھ دے گا۔ اور اسی طرح اگر کوئی شخص اپنے کسی دوست کا قرض وغیرہ کا بوجھ اٹھالے تو اسکو دوگنا ثواب ملے گا۔

(۲۲۴۵) اور روایت کی گئی ہے کہ ایک حج ستر غلاموں کے آزاد کرانے سے افضل ہے۔

(۲۲۴۶) اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو (صلح حدیبیہ میں داخلہ مکہ سے) مشرکین کی طرف سے روک دیا گیا تو ایک شخص آپ کی خدمت میں آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ میں بہت صاحب دولت و ثروت ہوں اور ایک ایسے شہر میں ہوں کہ جہاں میرے کاروبار کو میرے سوا کوئی نہیں سنبھال سکتا۔ لہٰذا یا رسول اللہ مجھے ایسا عمل نیک بتائیں جسے میں انجام دوں تو مجھے حج کرنے والے کے برابر ثواب مل جائے۔ آپؐ نے فرمایا اس پہاڑ یعنی کوہ ابوقبیس کو دیکھو اگر تم اسکے برابر سونا خدا کی راہ میں تصدق کردو تو بھی تم ایک حاجی کے برابر ثواب نہیں پاسکتے۔

(۲۲۴۷) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا جو شخص حج میں ایک درہم خرچ کرے گا اس کیلئے یہ ایک لاکھ درہم راہ حق میں خرچ کرنے سے بہتر ہوگا۔

(۲۲۴۸) اور روایت کی گئی ہے کہ ایک درہم حج میں خرچ کرنا بہتر ہے ایک لاکھ درہم غیر حج میں خرچ کرنے سے اور ایک درہم جو امام کے پاس پہنچ جائے وہ ایک لاکھ درہم حج میں خرچ کرنے کے مانند ہے۔

(۲۲۴۹) اور روایت کی گئی ہے کہ ایک درہم حج میں (صرف کرنا) بہتر ہے دو لاکھ درہم غیر حج میں فی سبیل اللہ صرف کرنے سے۔

(۲۲۵۰) اور حاجی کے اوپر ایک نور ہوتا ہے جبتک وہ کسی گناہ میں آلودہ نہ ہوجائے نیز حاجی جو ہدیہ تحفہ لاتا ہے وہ بھی اس کے خرچ میں شمار ہوگا۔

چار چیزوں میں جھگڑا نہ کرنا چاہیئے کفن کی قیمت میں، غلام کی قیمت میں، قربانی کا جانور خریدنے میں اور مکہ کے کرایہ میں۔

(۲۲۵۱) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ اہل قبور کو تمنا ہوگی کہ کاش دنیا ومافیہا کے عوض ان کے پاس ایک حج ہوتا۔

(۲۲۵۲) روایت کی گئی ہے کہ حج کرنے والا اور عمرہ کرنے والا یہ دونوں جب واپس ہوتے ہیں تو ایسے ہوتے ہیں کہ جیسے وہ دونوں ابھی پیدا ہوئے ہیں ان میں سے ایک مرجاتا ہے تو اس بچے کے مانند ہوتا ہے جسکے ذمہ کوئی گناہ نہ ہو اور دوسرا زندہ رہتا ہے تو اس طرح جیسے گناہوں سے بالکل محفوظ ہو۔

(۲۲۵۳) حاجیوں کی تین قسم ہیں سب سے زیادہ خوش نصیب وہ شخص ہے جسکے اگلے پچھلے گناہ سب اللہ نے معاف کردیئے اور اللہ نے اسکو عذاب قبر سے محفوظ رکھا۔ اور اسکے بعد وہ شخص جسکے پچھلے گناہ اللہ نے معاف کردیئے اور اب وہ پھر سے عمل شروع کرے گا اپنی بقیہ زندگی میں اور اس کے بعد وہ شخص جو اپنے اہل و عیال و دولت میں بحفاظت رہے گا اور روایت کی گئی ہے کہ یہی وہ ہے کہ جسکا حج قبول نہیں۔

(۲۲۵۴) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ حج ضعیفوں کا جہاد ہے اور ہم لوگ ضعیف ہیں۔

(۲۲۵۵) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ چار طرح کے لوگوں کی دعا رد نہیں ہوتی، انکی دعاؤں کیلئے آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور وہ سیدھی عرش تک پہنچتی ہیں۔ باپ کی دعا اپنی اولاد کیلئے، مظلوم کی بدعا اس پر ظلم کرنے والے کیلئے، عمرہ کرنے والے کی دعا عمرہ کرکے پلٹ آنے تک، روزہ دار کی دعا اسکے افطار کرنے تک۔

(۲۲۵۶) جو شخص مکہ کے اندر ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک یا اس سے کم وبیش وقت میں قرآن ختم کریگا تو اللہ تعالی اسکے نامہ اعمال میں وہ تمام اجر وثواب لکھ دیگا جو دنیا کے پہلے جمعہ سے دنیا کے آخری جمعہ تک ہونگے اور اسی طرح اگر وہ تمام دنوں میں سے کسی دن میں بھی ختم کرے۔

(۲۲۵۷) حضرت امام علی ابن حسین علیہما السلام نے فرمایا کہ جو شخص مکہ میں ختم قرآن کرے گا وہ اس وقت تک نہیں مرے گا جبتک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت نہ کرے اور جنت میں اپنی منزل نہ دیکھ لے۔

(۲۲۵۸) مکہ میں ایک تسبیح پڑھنا عراق عرب وعراق عجم کے خراج کو راہ خدا میں خرچ کرنے کے برابر ہے۔

(۲۲۵۹) اور جو شخص مکہ میں ستر رکعت نماز پڑھے اور ہر رکعت میں سورہ قل ھو اللہ احد وسورہ انا انزلنا اور آیت سخرہ اور آیت الکرسی کی قرات کرے تو وہ نہیں مرے گا مگر شہید ہوکر۔ اور مکہ میں کھانا کھانے والا دوسری جگہ کے روزہ دار کے

مانند ہے اور مکہ میں ایک دن کا روزہ دوسری جگہ کے سال بھر کے روزہ کے برابر ہے اور مکہ میں پاپیادہ چلنے والا اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مصروف سمجھا جائیگا۔

(۲۲۶۰) حضرت ابو جعفر امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ جو شخص مکہ میں ایک سال تک مجاور رہے گا تو اللہ تعالیٰ اسکی اور اسکے گھر والوں کی اور اسکی جو اسکے لئے استغفار کر رہا ہے اور اسکے اہل خاندان کے اور اس کے پڑوسیوں کے گزشتہ نو سال کے گناہ معاف کردیگا اور وہ لوگ ایک سو چالیس سال تک آفات و برائیوں سے محفوظ رہیں گے۔ اور مکہ سے واپس ہونا وہاں کی مجاورت سے افضل ہے۔

(۲۲۶۱) اور مکہ میں سونے والا دوسرے شہروں کے اندر نماز شب پڑھنے والوں کے مانند ہے۔

(۲۲۶۲) اور مکہ میں سجدہ کرنے والا راہ خدا کے اندر اپنے خون میں لوٹنے والے کے مانند ہے۔

(۲۲۶۳) اور جو شخص اپنے اہل وعیال کی نگرانی کے لئے کسی حاجی کو چھوڑ جائے اس حاجی کے لئے بھی وہی ثواب ہے جیسے اس نے حجراسود کا بوسہ لیا۔

(۲۲۶۴) اور حضرت علی ابن الحسین علیہ السلام نے فرمایا اے وہ لوگوں جنہوں نے حج نہیں کیا ہے جب حاجی لوگ آئیں تو ان کو مبارکباد دو ان سے مصافحہ کرو ان کی تعظیم کرو یہ تم لوگوں پر واجب ہے اس طرح تم ان کے ثواب میں شریک ہو جاؤ گے۔

(۲۲۶۵) اور حاجیوں اور عمرہ کرکے آنے والوں کو سلام کرنے اور ان سے مصافحہ کرنے میں جلدی کرو قبل اسکے کہ وہ گناہوں میں آلودہ ہو جائیں۔

(۲۲۶۶) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ تم لوگ حاجیوں اور عمرہ کرنے والوں کی توقیر کرو یہ تم لوگوں پر واجب ہے۔

(۲۲۶۷) اور اگر کوئی ایک اذیت رساں چیز مکہ کے راستہ سے ہٹا دے تو اللہ تعالیٰ اسکے نامہ اعمال میں ایک حسنہ لکھ دیگا۔ اور دوسری حدیث میں ہے کہ اسکی وجہ سے منجانب خدا اسکو ایک نیکی کا ثواب ملیگا اور اللہ تعالیٰ اس پر عذاب نہیں کرے گا۔

(۲۲۶۸) اور جو شخص حالت احرام میں مرجائے تو قیامت کے دن وہ حج کیلئے لبیک کہتا ہوا مبعوث ہوگا اور مغفرت یافتہ ہوگا۔

(۲۲۶۹) اور جو مکہ کے راستہ میں جاتے ہوئے یا آتے ہوئے مرجائے تو قیامت کے دن وہ فزع اکبر (بہت بڑے خوف) سے محفوظ رہیگا۔

(۲۲۷۰) اور جو حرمین (مکہ ومدینہ) میں سے کسی ایک جگہ مرجائے تو اللہ تعالیٰ اسکو امن پانے والوں میں مبعوث کرے گا۔

(۲۲۷۱) اور جو شخص حرمین یعنی مکہ اور مدینہ کے درمیان مرجائے تو اسکا نامہ اعمال کھولا نہیں جائے گا۔

(۲۲۷۲) اور جو شخص حرم میں دفن کر دیا جائے وہ فزع اکبر سے امن پا جائے گا خواہ نیکوکار ہو یا بدکار۔

(۲۲۷۳) اور کوئی سفر مکہ کے سفر سے زیادہ گوشت و خون وجلد و بال پر اثر پہنچانے والا نہیں اور جس شخص پر اثر پہنچے اور وہ تکلیف و مشقت میں مبتلا ہو تو اسکو ثواب بھی بقدر مشقت ملیگا۔

باب : انبیاء و مرسلین علیہم السلام کے حج کے متعلق ایک نکتہ

(۲۲۷۴) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے بیان فرمایا کہ حضرت آدم علیہ السلام اس بیت اللہ تک ایک ہزار مرتبہ اپنے قدموں سے تشریف لائے ان میں سے سات سو مرتبہ حج کیلئے تشریف لائے اور تین سو مرتبہ عمرہ کیلئے اور آپ شام کی جانب سے آیا کرتے تھے اور بیل (گاؤنر) پر حج فرمایا کرتے۔ اور جس مقام پر شب بسر کیا کرتے وہ حطیم ہے اور وہ خانہ کعبہ کے دروازے اور حجر اسود کے درمیان کی جگہ ہے۔ اور حضرت آدم علیہ السلام نے حضرت حوا کو دیکھنے سے ایک سو سال پہلے خانہ کعبہ کا طواف کیا۔ اور حضرت جبرئیل علیہ السلام نے ان سے کہا حَیَّاکَ اللّٰہُ وَبَیَّاکَ یعنی اللہ تعالیٰ تمہیں ہنسائے۔

(۲۲۷۵) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ حضرت آدم علیہ السلام جب منیٰ سے روانہ ہوئے تو مقام ابطح میں ملائکہ نے آپؑ سے ملاقات کی اور کہا اے آدمؑ آپؑ کا حج مبرور و مقبول ہے لیکن ہم لوگوں نے اس بیت اللہ کا حج آپؑ کے حج کرنے سے دو ہزار سال پہلے کیا تھا۔

(۲۲۷۶) اور حضرت جبرئیل علیہ السلام جنت سے ایک موتی اور دوسری روایت میں ہے کہ سرخ یاقوت لیکر نازل ہوئے اور اسکو حضرت آدم علیہ السلام کے سر پر پھیرا اور اس سے انکا سر مونڈا۔

(۲۲۷۷) اور روایت کی گئی ہے کہ حضرت نوحؑ کی کشتی کی لمبائی بارہ سو (۱۲۰۰) ہاتھ چوڑائی سو (۱۰۰) ہاتھ اور اونچائی اسی (۸۰) ہاتھ تھی۔ آپ اس پر سوار ہوئے اور سات مرتبہ اس بیت اللہ کا طواف کیا اور صفا و مروہ کے درمیان سات مرتبہ سعی کی اسکے بعد انکی کشتی کوہ جودی پر جاکر ٹھہر گئی۔

(۲۲۷۸) ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ذبیح کے متعلق دریافت کیا گیا کہ ذبیح کون تھے؟ آپؑ نے فرمایا کہ ذبیح حضرت اسماعیل علیہ السلام تھے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے انکا قصہ اپنی کتاب (قرآن) میں بیان کیا اور اسکے بعد کہا کہ و بشرناہ باسحاق نبیاً من الصالحین (اور ہم نے حضرت ابراہیم کو اسحاق کے پیدا ہونے کی خوشخبری دی جو ایک نیکوکار نبی تھے) (سورہ صافات آیت نمبر ۱۱۲)

واضح ہو کہ ذبیح کے متعلق مختلف روایات ہیں کسی میں ہے کہ ذبیح حضرت اسماعیل علیہ السلام ہیں اور کسی میں یہ ہے کہ ذبیح حضرت اسحاق علیہ السلام ہیں اور چونکہ ان روایات کے سلسلہ اسناد صحیح ہیں اس لئے انکو رد کرنے کی کوئی راہ

نہیں ہے ۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ ذبیح حضرت اسماعیل علیہ السلام ہیں لیکن جب حضرت اسحاق علیہ السلام انکے بعد پیدا ہوئے تو انہیں تمنا ہوئی کہ کاش انکے والد کو جسکے ذبح کرنے کا حکم دیا گیا تھا وہ میں ہوتا اور جس طرح انکے بھائی (حضرت اسماعیل علیہ السلام) نے اللہ تعالیٰ کے حکم پر صبر کیا اور سر تسلیم خم کیا اس طرح میں بھی کرتا اور ثواب حاصل کرتا تو اللہ تعالیٰ نے انکے دل کی بات جان لی اور انکی اس تمنا کے پیش نظر ملائکہ کے درمیان انکا نام ذبیح رکھ دیا ۔ اور میں نے اس روایت کی اسناد کو جو حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام تک منتہی ہوئی اپنی کتاب النبوۃ میں تحریر کر دیا ہے ۔

(۲۲۷۹) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ حضرت ابراہیم نے اپنے بیٹے حضرت اسماعیل کو کس مقام پر ذبح کرنے کا ارادہ کیا ؟ تو آپ نے فرمایا کہ جمرہ وسطی کے پاس ۔ اور جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے فرزند کو ذبح کرنے کا ارادہ کیا تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے چھری کو الٹ دیا اور کوہ ثبیر سے ایک مینڈھا کھینچ لائے اور بچے کو چھری کے نیچے سے کھینچا اور بچے کی جگہ اس منیڈھے کو لٹا دیا اور مسجد خیف کے بائیں جانب سے آواز دی کہ اے ابراہیم قد صدقت الرؤیا انا کذلک نجزی المحسنین ان ھذا لھو البلؤ المبین و فدیناہ بذبح عظیم (سورہ صافات آیت نمبر ۱۰۵ تا ۱۰۷) [تم نے اپنے خواب کو خوب سچ کر دکھایا ہم نیکی کرنے والوں کو یوں جزائے خیر دیتے ہیں اس میں شک نہیں کہ یہ بڑا سخت اور صریحی امتحان تھا اور ہم نے اسماعیل کا فدیہ ایک ذبح عظیم (بڑی قربانی) کو قرار دیا] یعنی ایک انتہائی خوبصورت منیڈھے کو ۔ منیڈھا کہ ایک علاقے میں چلتا پھرتا دوسرے علاقے میں چرتا ۔ تیسرے علاقے کو دیکھتا چوتھے علاقہ میں مینگنی کرتا پانچویں علاقہ میں پیشاب کرتا سینگوں والا تر جو جنت کے باغات میں چالیس سال تک چرتا رہا ۔

مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میں قصے بیان کر کے اس کتاب کو طویل نہیں کرنا چاہتا اس لئے کہ میرا ارادہ تھا کہ میں اس میں نکات کو پیش کروں میں نے یہ قصے تفصیل کے ساتھ اپنی کتاب النبوۃ میں تحریر کر دیئے ہیں ۔

(۲۲۸۰) اور حضرت ابرہیم و حضرت اسماعیل علیہما السلام نے کوہ صفا اور کوہ مروہ کے درمیان مسجد الحرام کی حدیں قائم کر دیں تو لوگ مسجد صفا سے حج کرنے لگے ۔

(۲۲۸۱) اور روایت کی گئی ہے کہ حضرت ابراہیم نے حَزْوَرَہ (صفا و مروہ کے درمیان مکہ کا بازار یا باب حناطین) سے مقام سعی تک خط کھینچ دیا ۔ اور جس نے سب سے پہلے خانہ کعبہ کو پوشش پہنائی وہ حضرت ابرہیم علیہ السلام تھے ۔

(۲۲۸۲) اور روایت کی گئی ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام جب اپنے مناسک حج ادا کر چکے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں واپس ہونے کا حکم دیا اور وہ واپس ہو گئے ۔

اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی والدہ گرامی کا انتقال ہو گیا تو انہوں نے انکو حِجر (متصل بہ کعبہ) میں دفن کر دیا اور اس پر ایک پتھر رکھ دیا تاکہ انکی قبر کسی کے پاؤں تلے نہ پڑے اور اب حضرت اسماعیل تنہا رہ گئے ۔

پھر جب دوسرا سال آیا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حج کا اور خانہ کعبہ کی تعمیر کا حکم دیا اور وہ اس وقت شکستہ حالت میں تھا مگر اہل عرب اسی حالت میں حج کیا کرتے تھے۔ اسکی دیواروں کے نشانات موجود تھے۔

اور حضرت اسماعیل کا یہ دستور تھا کہ جب لوگ نکل جاتے تو پتھر جمع کرتے اور خانہ کعبہ کے اندر ڈال دیا کرتے جب حضرت ابراہیم تشریف لائے اور حضرت ابراہیم و حضرت اسماعیل علیہما السلام نے اسے مٹی اور پتھر ہٹا کر صاف کیا تو ایک پورا پتھر سرخ رنگ کا ملا اور اللہ تعالیٰ نے انکی طرف وحی کی کہ اسی پر تعمیر کی بنیاد رکھو اور چار ملائکہ نازل کر دیئے اور جب بنیاد مکمل ہو گئی تو اسکے ہر رکن پر ایک ملک کو بٹھا دیا پھر اعلان کر دیا ھلمّ الی الحج (حج کیلئے آؤ) اور اگر وہ یہ اعلان کرتے کہ تم لوگ حج کیلئے آؤ تو اس وقت جو انسان پیدا ہو چکے تھے اور موجود تھے انکے سوا کوئی حج نہ کرتا لیکن انہوں نے فرمایا تھا کہ حج کیلئے آؤ تو جتنے لوگ اپنے باپ کے صلبوں اور اپنی ماں کے رحموں میں تھے ان سب نے لبیک کہا اور یہ کہا کہ لبیک داعی اللّٰہ لبیک داعی اللّٰہ (ہم حاضر ہیں اے اللہ کی طرف دعوت دینے والے ہم حاضر ہیں اے اللہ کی طرف دعوت دینے والے) تو اس وقت جس نے ایک مرتبہ لبیک کہا اس نے ایک مرتبہ حج کیا جس نے دس مرتبہ کہا اس نے دس مرتبہ حج کیا اور جس نے ایک مرتبہ بھی لبیک نہیں کہا اس نے کوئی حج نہیں کیا۔

اور حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہما السلام پتھر رکھتے جاتے اور دیواریں بلند کرتے جاتے اور ملائکہ انہیں پتھر اٹھا اٹھا کر دیتے جاتے یہاں تک کہ بارہ ہاتھ دیوار تیار ہو گئی اور جب حجر اسود کے مقام تک پہنچے تو کوہ ابوقبیس نے آواز دی اے ابراہیمؑ میرے پاس آپؑ کی ایک امانت ہے چنانچہ اس نے آپؑ کو حجر اسود دیا اور آپؑ نے اسکو اسکے مقام پر نصب کر دیا۔ اور کعبہ میں دو دروازے بنائے ایک اندر داخل ہونے کیلئے اور ایک باہر نکلنے کیلئے اور ان دونوں میں لکڑی کے چوکھٹ اور بازو بھی لگائے۔ اور اس وقت خانہ کعبہ پر کوئی پوشش نہیں تھی خانہ کعبہ تیار ہو چکا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام چلے گئے اور حضرت اسماعیل علیہ السلام وہاں مقیم ہوئے۔ پھر حضرت اسماعیل علیہ السلام نے عمالقہ کی ایک عورت سے نکاح کیا پھر اسے چھوڑ دیا اور ایک دوسری حمیریہ عورت سے نکاح کیا وہ عاقلہ تھی اس نے خانہ کعبہ کے دروازوں کو دیکھا تو حضرت اسماعیل علیہ السلام سے عرض کیا میں ان دونوں دروازوں کیلئے پردے کیوں نہ بنادوں ایک پردہ یہاں کیلئے اور ایک پردہ وہاں کیلئے؟ حضرت اسماعیل علیہ السلام نے کہا ہاں (بنادو) تو اس عورت نے خانہ کعبہ کیلئے دو پردے تیار کئے جنکی لمبائی بارہ ہاتھ تھی۔ حضرت اسماعیل نے ان پردوں کو دونوں دروازوں پر لٹکا دیا۔ عورت نے جب دیکھا تو اسے بہت اچھا معلوم ہوا؟ تو بولی کہ پھر میں کعبہ کیلئے ایک ایسا کپڑا کیوں نہ بُن دوں کہ جو پورا کعبہ کو چھپا دے اس لئے کہ یہ برہنہ پتھر کچھ اچھے نہیں لگتے۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام نے فرمایا ہاں ٹھیک ہے تو اس عورت نے جلدی کی اور اپنے قبیلہ کی عورتوں کو سوت کاتنے کیلئے بھیج دیا اور اسی وقت سے عورتوں کے اندر ایک دوسرے سے سوت کتوانے کا رواج ہو گیا۔ چنانچہ جب خانہ کعبہ کی پوشش کا ایک ٹکڑا تیار ہوتا تو وہ اسکو خانہ کعبہ پر لٹکا دیتی اسی اثنا میں حج کا موسم آگیا

اور خانہ کعبہ کے چاروں طرف میں سے ایک طرف کا حصہ بغیر پوشش کے باقی رہ گیا تو اس نے حضرت اسماعیل سے کہا اب اس طرف کو کیا کیا جائے چنانچہ ان دونوں نے اس طرف کو کھجوروں کے پتوں کی بنی ہوئی چٹائی سے چھپا دیا اب کہ حج کا وقت آیا اور اہل عرب نے دیکھا تو انہیں بہت اچھا معلوم ہوا اور بولے کہ مناسب ہے کہ ہم لوگ اس گھر کی تعمیر کرنے والے کو کچھ ہدیہ اور تحفہ دیں۔ پھر اس وقت سے ہدی کا رواج پڑا اور اب عرب کا ہر قبیلہ خانہ کعبہ کیلئے کوئی پارچہ لانے لگا اسی طرح جب بہت سے پارچے جمع ہوگئے تو ان لوگوں نے اس چٹائی کو اتارا اور پوشش پوری کرکے خانہ کعبہ پر لٹکا دیا۔ اور اب تک خانہ کعبہ پر کوئی چھت نہ تھی تو حضرت اسماعیل علیہ السلام نے اس میں لکڑی کے کئی ستون کھڑے کئے ویسے ہی جیسے تم لکڑی کے ستون دیکھتے ہو پھر اس پر لکڑیوں کی چھت ڈالدی اور اسکو مٹی سے برابر کردیا اب جبکہ اہل عرب دوسرے سال حج کیلئے آئے اور کعبہ کے اندر داخل ہوئے اور اسکی تعمیر کو دیکھا تو بولے کہ اس کی تعمیر کرنے والے کو کچھ مزید دینا مناسب ہے۔ پھر آئندہ سال آئے تو اپنے ساتھ ہدی (اونٹ) لیکر آئے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی سمجھ میں نہ آیا کہ اسکا کیا کروں تو اللہ تعالیٰ نے انکی طرف وحی کی کہ اسکو نحر کرکے اسکا گوشت حاجیوں کو کھلادو۔ اور جب زمزم سے پانی نکلنا بند ہوگیا تو حضرت اسماعیلؑ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے قلت آب کی شکایت کی اور اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ کی طرف وحی کی اور انہیں کھودنے کا حکم دیا چنانچہ حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہما السلام اور حضرت جبرئیل سب نے مل کر اسے کھودا تو پانی نکل آیا آپ نے چاہ زمزم کے چار کناروں پر کدال سے ضرب لگائی ہر ضرب پر بسم اللہ کہکر تو چار سوتے پھوٹ پڑے جبرئیل علیہ السلام نے کہا اے ابراہیمؑ آپ بھی اسکا پانی پئیں اور اپنے فرزند کیلئے بھی اس میں برکت کی دعا کریں اور اسکے پانی سے نہائیں اور خانہ کعبہ کا طواف کریں اور یہ وہ سیرابی ہے جس سے اللہ تعالیٰ نے اولاد اسماعیلؑ کو سیراب کیا۔ اور اللہ تعالیٰ کا یہ قول کہ فیہ آیات بینات مقام ابراہیم (اس میں واضح نشانیاں مقام ابراہیم ہے) (سورہ آل عمران آیت نمبر ۹۷) تو اس میں سے ایک تو یہ ہے کہ جب حضرت ابراہیم ایک پتھر پر (تعمیر کعبہ کیلئے) کھڑے ہوئے تو آپ کے پاؤں کا نشان اس میں پڑ گیا۔ دوسری نشانی حجر اسود ہے اور تیسری نشانی حضرت اسماعیل علیہ السلام کا حجرہ ہے۔

(۲۲۸۳) اور روایت کی گئی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے رملہ مصر (ایک شہر جو فلسطین سے بارہ میل دور ہے) سے احرام باندھا اور ستر (۷۰) انبیاء کے ساتھ صفائح روحاء (مکہ اور مدینہ کے درمیان تیس چالیس میل دور ایک جگہ کا نام) سے ہوکر گزرے ان لوگوں کے جسم پر قطوانی عبائیں تھیں وہ کہتے جاتے کہ لبیک عبدک و ابن عبدک لبیک (حاضر ہے تیرا بندہ اور تیرے بندے کا فرزند حاضر ہے)۔

(۲۲۸۴) اور ایک دوسری حدیث میں ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام صفائح روحاء سے سرخ اونٹ پر سوار ہوکر گزرے جسکی مہار خرمے کی چھال کی تھی اور انکے دوش پر دو قطوانی عبائیں تھیں اور یہ کہتے جاتے تھے لَبَّیْکَ یَاکَرِیْمُ لَبَّیْکَ (حاضر ہے اے کریم (تیری بارگاہ میں تیرا بندہ) حاضر ہے)۔

اور حضرت یونس بن متی علیہ السلام صفائح روحاء سے گزرے تو یہ کہتے جاتے کہ لَبَّیْکَ كَشَّافُ الْكُرَبِ الْعِظَامِ لَبَّیْکَ (حاضر ہے اے بڑی بڑی تکلیفوں کو دور کرنے والے (تیرا بندہ) حاضر ہے)

اور حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام صفائح روحاء سے گزرے تو یہ کہتے جاتے لَبَّیْکَ عَبْدُکَ ابْنُ اَمَتِکَ لَبَّیْکَ (حاضر ہے تیرا بندہ تیری کنیز کا فرزند حاضر ہے۔)

اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صفائح روحاء سے گزرتے تو یہ فرماتے جاتے لَبَّیْکَ ذِی الْمَعَارِجِ لَبَّیْکَ (حاضر ہے اے بلند درجے والے (تیرہ بندہ) حاضر ہے۔)

اور حضرت موسیٰ جب لبیک کہتے تو پہاڑ اسکا جواب دیتے۔

اور اسکا نام تلبیہ اس لئے پڑ گیا اللہ تعالیٰ جب موسیٰ کو پکارتا تو حضرت موسیٰ جواب میں کہتے لبیک (میں حاضر ہوں)

(۲۲۸۵) اور زرارہ نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے بیان فرمایا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے خانہ کعبہ کا حج جنوں، انسانوں، پرندوں اور ہواؤں کے جھرمٹ میں کیا اور خانہ کعبہ کو قبطی کپڑے کا لباس پہنایا۔

(۲۲۸۶) ابو بصیر نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا کہ بیشک حضرت آدم علیہ السلام وہ ہیں جنہوں نے خانہ کعبہ کی تعمیر کی اسکی بنیاد رکھی اور سب سے پہلے ان ہی نے اسکو بالوں کی پوشش پہنائی اور سب سے پہلے ان ہی نے اسکا حج ادا کیا۔ پھر حضرت آدمؑ کے بعد بادشاہ تبع نے اسکو چمڑے کی پوشش پہنائی۔ اسکے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کھجور کے پتوں کی چٹائی کی پوشش پہنائی۔ اور سب سے پہلے جس نے کپڑے کی پوشش پہنائی وہ حضرت سلیمان ابن داؤد علیہ السلام ہیں جنہوں نے مصری کپڑے قباطی کی پوشش پہنائی۔

(۲۲۸۷) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام حج کر چکے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام آپؑ پر نازل ہوئے آپؑ نے ان سے کہا اے جبرئیل جو اس بیت اللہ کا حج بغیر صدق نیت اور بغیر پاک خرچ کے کرے اس کیلئے کیا ہے؟ حضرت جبرئیل نے کہا مجھے یہ نہیں معلوم اچھا اپنے رب کے پاس (پوچھنے کیلئے) جاتا ہوں۔ جب حضرت جبرئیل علیہ السلام واپس پہنچے تو اللہ تعالیٰ نے کہا اے جبرئیل تم سے موسیٰ نے کیا پوچھا تھا؟ حالانکہ جو کچھ موسیٰ نے پوچھا تھا وہ اسکو خوب جانتا تھا۔ حضرت جبرئیل نے عرض کیا پروردگار انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ جو شخص اس بیت اللہ کا حج بغیر سچی نیت اور بغیر پاک خرچ کے کرے اسکے لئے کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اچھا واپس جاکر ان سے کہدو کہ میں اپنا حق اسکو بخش دونگا اور اپنے بندوں کو اس سے راضی و خوش کردونگا۔ حضرت موسیٰ نے کہا اے جبرئیل یہ بتاؤ جو اس گھر کا حج سچی نیت اور پاک خرچ سے کرے اس کیلئے کیا ہے؟ یہ سن کر حضرت جبرئیل اللہ کی طرف واپس ہوئے تو اللہ نے جبرئیل

پر وحی کی کہ ان سے کہہ دو کہ میں اس کو رفیق اعلیٰ میں انبیاء صدیقین و شہدا و صالحین کے ساتھ جگہ دونگا اور یہ سب بہترین رفیق ہونگے۔

(۲۲۸۸) اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سعی سے فراغت کے بعد مقام مروہ پر حکم متعہ نازل ہوا تو آپ نے لوگوں کو خطاب کرکے کہا ایھا الناس یہ جبرئیل ہیں یہ کہکر آپؐ نے اپنے پس پشت اشارہ کیا یہ مجھ سے کہتے ہیں کہ میں تم لوگوں کو حکم دوں کہ جو شخص ہدی (قربانی کا جانور) اپنے ساتھ نہ لایا ہو وہ محل ہو جائے (یعنی احرام کھول دے) اور اگر یہ حکم پہلے آیا ہوتا جو اب بعد میں آیا ہے تو میں بھی یہی کرتا جسکا حکم میں تم لوگوں کو دے رہا ہوں مگر میں ہدی (قربانی کا جانور) اپنے ساتھ لایا ہوں اور جو قربانی کا جانور اپنے ساتھ لایا ہے وہ اس وقت تک محل نہیں ہو سکتا (یعنی احرام نہیں کھول سکتا) جب تک کہ قربانی کا جانور اپنے مقام قربان گاہ تک نہ پہنچ جائے یہ سن کر سراقہ بن مالک بن جعشم کنانی اٹھا اور عرض کیا یا رسول اللہ آپؐ نے ہم لوگوں کو ہمارے دین کی تعلیم دیدی اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جیسے ہم لوگ آج ہی پیدا ہوئے ہیں یہ بتائیں کہ یہ حکم جو آپؐ نے ہم لوگوں کو دیا ہے یہ اسی سال کیلئے ہے یا ہمیشہ کیلئے ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں بلکہ یہ ہمیشہ ہمیشہ کیلئے ہے (اسکے بعد) ایک دوسرا شخص اٹھا اور اس نے کہا یا رسول اللہ (آپ عجب حکم دیتے ہیں) ارے ہم لوگ حج کیلئے نکلے ہیں (آپؐ چاہتے ہیں کہ ہم لوگ اس درمیان اپنی عورتوں سے مجامعت کرکے غسل جنابت کریں) اور ہم لوگوں کے سروں سے غسل جنابت کا پانی ٹپکے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا (مجھے معلوم ہے) تو اس پر تاابد ایمان نہ لائے گا۔

اور اس وقت حضرت علی علیہ السلام یمن میں تھے جب وہاں سے حج کیلئے پہنچے تو دیکھا کہ فاطمہ علیہا السلام محل ہو گئی ہیں (یعنی احرام کھول چکی ہیں) تو ناراضگی کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس فتویٰ دریافت کرنے کیلئے پہنچے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے سب لوگوں کو یہی حکم دیا ہے۔ اب اے علیؑ تم بتاؤ کہ تم نے کس نیت سے احرام باندھا تھا؟ انہوں نے عرض کیا کہ میں نے اس پر احرام باندھا تھا کہ جو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نیت ہے وہی میری نیت ہے۔ آپؐ نے فرمایا پھر تم میری طرح اپنے احرام پر قائم رہو تم قربانی کے جانوروں میں میرے شریک ہو۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے ساتھ ایک سو (۱۰۰) اونٹ لائے تھے چنانچہ آپؐ نے اس میں سے چونتیس اونٹ حضرت علیؑ کیلئے قرار دیدیئے اور اپنی ذات کیلئے چھیاسٹھ (۶۶) اونٹ رکھے اور سب کے سب اپنے ہاتھ سے نحر کئے پھر ہر قربانی کے جانور سے تھوڑا تھوڑا گوشت لیا اور ایک دیگچہ میں پکایا اس میں سے گوشت کھایا اور شوربہ پیا اور فرمایا کہ اب ہم نے سب میں سے کھالیا اور ان جانوروں کا چمڑا قصائیوں کو نہیں دیا نہ انکے گلے میں پڑے ہوئے قلاوے دیئے اسکو جلیل القدر سمجھتے ہوئے بلکہ یہ سب تصدق کر دیا۔

(۲۲۸۹) اور حضرت علی علیہ السلام صحابہ کے سامنے فخر سے کہا کرتے کہ تم لوگوں میں میرا مثل کون ہو سکتا ہے میں

قربانی کے جانوروں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا شریک ہوں تم لوگوں میں میرا مثل کون ہوسکتا ہے میں وہ ہوں کہ میرے قربانی کے جانور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے ذبح فرمائے تھے۔

(۲۲۹۰) اور روایت کی گئی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منیٰ سے جبلِ ضَبّ کے راستے سے گئے اور مازمین (مشعر و عرفہ کے درمیان) سے واپس آئے اور آپ جس راستے سے جاتے اس راستے سے واپس نہیں آیا کرتے تھے۔

(۲۲۹۱) اور روایت کی گئی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیس (۲۰) حج پوشیدہ طور پر کئے اور ہر ایک میں آپ مازمین سے ہوکر گزرتے اور وہاں اتر کر پیشاب کرتے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نو (۹) عمرے کئے اور حجتہ الوداع سے پہلے صرف ایک حج کیا۔

(۲۲۹۲) اور محمد بن احمد سنانی اور علی بن احمد بن موسیٰ دقاق دونوں نے کہا کہ بیان کیا ہم لوگوں سے ابو العباس احمد بن یحییٰ بن ذکریا قطان نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے بکر بن عبداللہ بن حبیب نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے تمیم بن بہلول نے روایت کرتے ہوئے اپنے والد سے اور انہوں نے ابوالحسن عبدی سے انہوں نے سلیمان بن مہران سے انکا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کتنے حج کئے تھے؟ آپؑ نے فرمایا پوشیدہ طور پر بیس حج اور ہر حج میں آپؐ مازمین سے ہوکر گزرے وہاں پیشاب کیا۔ میں نے عرض کیا فرزند رسول وہاں آنحضرتؐ کیوں اترے اور کیوں پیشاب کیا؟ آپؑ نے فرمایا اس لئے کہ یہ وہ جگہ ہے جہاں بتوں کی پوجا ہوتی تھی اور وہیں سے وہ پتھر لیا گیا جس سے وہ ھبل تراشا گیا جسکو حضرت علی علیہ السلام نے پشت کعبہ سے اتار پھینکا تھا جس وقت آپؑ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دوش پر قدم رکھے ہوئے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کے بموجب اسکو باب بنی شیبہ کے قریب دفن کردیا گیا اور اسی بنا پر باب بنی شیبہ سے مسجد حرام میں داخلہ سنت قرار پایا سلیمان کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا بھیڑ اور اژدھام میں دباؤ کو دور کرنے کیلئے تکبیر کیوں قرار دی گئی؟ آپؑ نے فرمایا کہ اللہ اکبر کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ بہت بلند و بالا ہے ان تمام تراشے ہوئے بتوں اور ان تمام مزاروں سے جنکی اللہ کے سوا پرستش کی جاتی ہے۔ اور ابلیس اپنے شیاطین کے جھنڈ میں ہوکر حاجیوں کے راستوں میں اس مقام پر تنگی پیدا کردیتا ہے اور جب وہ اللہ اکبر کی آواز سنتا ہے تو اپنے شیاطین کے ساتھ اڑ جاتا ہے اور ملائکہ اسکا پیچھا کرتے ہیں حتیٰ کہ ہرے سمندر میں غوطہ لگا لیتا ہے۔ میں نے عرض کیا اور جس نے ابھی تک حج نہیں کیا (یہ اسکا پہلا حج ہے) اسکے لئے خانہ کعبہ میں داخل ہونا کیوں مستحب ہے؟ اور ان لوگوں کیلئے نہیں جو اس سے پہلے حج کرچکے ہیں۔ آپؑ نے فرمایا اس لئے کہ وہ شخص جس نے اس سے پہلے کبھی حج نہیں کیا ہے وہ اپنے فریضہ کو پورا کررہا ہے اسکو حج بیت اللہ کیلئے بلایا گیا ہے لہٰذا اس پر لازم ہے کہ اس گھر میں داخل ہو جسکی طرف اسکو بلایا گیا ہے۔ تاکہ اس میں اس کا اکرام ہو میں نے عرض کیا پھر اس پر سر منڈانا واجب کیوں ہوگیا اور ان لوگوں پر نہیں جو اس سے پہلے حج کرچکے ہیں؟ آپؑ نے فرمایا تاکہ اس پر امن

پانے والوں کی نشانی لگ جائے ۔ کیا تم نے اللہ تعالیٰ کا یہ قول نہیں سنا ہے لتدخلن المسجد الحرام ان شاء اللہ آمنین محلقین رؤ وسکم و مقصرین لاتخافون (سورہ فتح آیت ۲۷) (تم لوگ ان شاء اللہ مسجد حرام میں اپنے سر منڈوا کر اور اپنے تھوڑے سے بال کترواکر بہت امن واطمینان سے بے خوف داخل ہوگے) میں نے عرض کیا اور اس پر مشعرالحرام میں پیدل چلنا کیوں فرض ہوا؟ آپ نے فرمایا اس لئے تاکہ وہ جنت میں چلنے کا حقدار بن جائے ۔

(۲۲۹۳) معاویہ بن عمار نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ نے فرمایا کہ وہ شخص کہ جو رسول اللہ کے قربانی کے جانوروں پر مقرر تھا وہ ناجیہ بن جندب خزاعی اسلمی تھا اور جس نے یوم حدیبیہ آپ کے سر کے بال مونڈے خراش بن امیہ خزاعی تھا اور جس نے آپ کے حج کے موقع پر آپ کے سر کے بال مونڈے وہ معمر بن عبداللہ بن حارث بن نصر بن عوف بن عویج بن عدی بن کعب تھا ۔ جب وہ آپ کے بال مونڈ رہا تھا تو اس سے کہا گیا کہ اے معمر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کان تمہارے ہاتھ میں ہیں ۔ تو اس نے جواب دیا خدا کی قسم میں اسکو اپنے اوپر اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا فضل و احسان سمجھتا ہوں ۔ اور معمر بن عبداللہ ہی آپ کے بالوں میں کنگھی کیا کرتے تھے ۔ آپ نے جن چادروں میں احرام باندھا وہ دو (۲) عدد یمنی عبری و ظفاری چادریں تھیں اور یوم عرفہ جب آفتاب مائل بہ زوال ہوا تو آپ نے تلبیہ کا سلسلہ منقطع کر دیا ۔

(۲۲۹۴) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کرسف کی دو چادروں میں احرام باندھا ۔

(۲۲۹۵) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب خانہ کعبہ کا طواف کرتے ہوئے رکن یمانی پر پہنچے تو کعبہ کی طرف اپنا سر اٹھا کر بولے حمد ہے اس خدا کیلئے جس نے تجھ کو شرف دیا تجھ کو عظمت دی اور اس خدا کی حمد جس نے مجھ کو نبی بنا کر بھیجا اور علی کو امام بنایا ۔ پروردگار اپنی مخلوق کے اچھے لوگوں کی انکی طرف ہدایت کر اور اپنی مخلوق کے برے لوگوں سے ان کو محفوظ رکھ ۔

باب : کعبہ کی ابتداء اور اسکی فضیلت اور حرم کی فضیلت

(۲۲۹۶) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے ارادہ کیا کہ زمین کو خلق کرے تو اس نے چار طرف کی ہواؤں کو حکم دیا اور انہوں نے پانی کی سطح پر تھپیڑے لگائے یہاں تک کہ موجیں پیدا ہوئیں اور جھاگ نمودار ہوئے اور پھر سب مل کر ایک جھاگ ہوگیا اور اسکو خانہ کعبہ کی جگہ جمع کر دیا اور وہ جھاگ کا ایک پہاڑ بن گیا اور اسی کے نیچے سے زمین بچھائی گئی چنانچہ اللہ تعالی کا قول ہے ان اول بیت وضع للناس للذی ببکۃ مبارکاً (لوگوں کی عبادت کے واسطے جو گھر سب سے پہلے بنایا گیا وہ یہی کعبہ ہے جو مکہ میں ہے اور بڑی برکت والا ہے) (آل عمران آیت نمبر۹۶) لہذا زمین

کا جو سب سے پہلا ٹکڑا پیدا ہوا وہ کعبہ ہے پھر زمین اسی سے پھیلی۔

(۲۲۹۷) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے زمین کو کعبہ سے منیٰ تک بچھایا پھر منیٰ سے عرفات تک بچھایا پھر عرفات سے منیٰ تک۔ پس زمین عرفات سے پھیلی اور عرفات منیٰ ہے اور منیٰ خانہ کعبہ سے پھیلا اور یہی ہم لوگوں میں سے ایک نے دوسرے کو بتایا۔

(۲۲۹۸) اللہ تعالیٰ نے خانہ کعبہ کو آسمان سے نازل فرمایا جسکے چار (۴) دروازے تھے اور ہر دروازے پر سونے کی قندیل لٹکی ہوئی تھی۔

(۲۲۹۹) حضرت موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے روایت کی گئی ہے کہ آپؑ نے ارشاد فرمایا کہ پچیس ذی القعدہ کو اللہ تعالیٰ نے بیت الحرام کعبہ کو نازل فرمایا جو شخص اس دن روزہ رکھے گا اس کے ستر (۷۰) سال کے گناہوں کا کفارہ ہو جائے گا اور یہی وہ پہلا دن ہے جس میں حضرت آدم علیہ السلام پر آسمان سے رحمت نازل ہوئی۔

(۲۳۰۰) حضرت امام رضا علیہ السلام نے فرمایا کہ پچیس ذی القعدہ کی شب میں خانہ کعبہ کے نیچے سے زمین بچھائی گئی جس نے اس دن روزہ رکھا گویا اس نے ساٹھ مہینے تک روزے رکھے۔

(۲۳۰۱) محمد بن عمران عجلی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ خانہ کعبہ کی جگہ کیا چیز تھی جبکہ اللہ تعالیٰ کے قول کے مطابق و کان عرشہ علی الماء (سورہ ہود آیت ۷) (اسکا عرش پانی پر تھا) آپؑ نے فرمایا ایک سفید موتی تھا۔

(۲۳۰۲) اور ابو خدیجہ کی روایت میں ہے جو انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اسکو حضرت آدمؑ کیلئے جنت سے نازل فرمایا جو ایک سفید موتی کی شکل میں تھا پھر اللہ تعالیٰ نے اسکو اٹھا لیا اور اسکی بنیادیں باقی رہ گئیں جو اس بیت اللہ کے بالکل سیدھ پر ہیں۔ اور اس میں ہر روز ستر ہزار ملک داخل ہوتے ہیں اور وہاں سے واپس نہیں جاتے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہما السلام کو حکم دیا کہ وہ دونوں اس گھر کو اسی بنیاد پر تعمیر کریں۔

(۲۳۰۳) اور عیسیٰ بن عبداللہ ہاشمی کی روایت میں ہے جسکو انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور انہوں نے اپنے پدر بزرگوار سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے بیان فرمایا کہ کعبہ کی جگہ زمین پر سفید رنگ کا ایک ٹیلہ تھا جو سورج و چاند کی طرح چمکتا تھا یہاں تک کہ حضرت آدمؑ کے دو بیٹوں میں سے ایک نے دوسرے کو قتل کر دیا اس وقت سے وہ سیاہ ہو گیا۔ اور جس وقت اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کو زمین پر اتارا تو اس نے پوری زمین حضرت آدمؑ کے سامنے بلند کر دی تو حضرت آدم علیہ السلام نے دریافت کیا پروردگار سفید اور چمکتی ہوئی زمین کا یہ حصہ کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ روئے زمین پر میرا حرم ہے اور میں نے تم پر یہ فرض کر دیا ہے کہ تم ہر روز سات سو (۷۰۰) مرتبہ اس حرم

کا طواف کرو۔

(۲۳۰۴) سعید بن عبداللہ اعرج نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لئے زمین پر سب سے زیادہ پسندیدہ جگہ مکہ ہے اور وہاں کی مٹی سے زیادہ پسندیدہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کوئی مٹی نہیں اور وہاں کے پتھر سے زیادہ پسندیدہ اللہ تعالیٰ کہ نزدیک کوئی پتھر نہیں اور وہاں کے درخت سے زیادہ پسندیدہ اللہ کے نزدیک کوئی درخت نہیں اور وہاں کے پہاڑوں سے زیادہ پسندیدہ اللہ کے نزدیک کوئی پہاڑ نہیں اور وہاں کے پانی سے زیادہ پسندیدہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کوئی پانی نہیں ہے۔

(۲۳۰۵) اور ایک دوسری حدیث میں ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اس زمین کے حصہ سے زیادہ پسندیدہ زمین کا کوئی حصہ اللہ نے پیدا نہیں کیا یہ کہکر آپ نے خانہ کعبہ کی طرف اشارہ کیا اور کہا اس سے زیادہ کوئی حصہ اللہ کے نزدیک مکرم ہی نہیں ہے اس کے لئے اللہ تعالیٰ نے حرمت کے مہینوں کو آسمان وزمین کی خلقت کے دن سے اپنی کتاب میں حرام کیا۔

(۲۳۰۶) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے آپؑ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر شے میں ایک چیز منتخب فرمائی ہے چنانچہ پوری زمین میں سے خانہ کعبہ کی جگہ کو منتخب فرمایا۔

(۲۳۰۷) نیز آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ جبتک خانہ کعبہ قائم ہے اس وقت تک دین قائم رہے گا۔

(۲۳۰۸) زرارہ بن اعین نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے عرض کیا کہ کیا آپؑ نے امام حسین علیہ السلام کا زمانہ پایا تھا؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں مجھے یاد ہے کہ ایک مرتبہ میں آنجناب کے ساتھ مسجد حرام میں تھا کہ اس میں بارش کا پانی داخل ہو گیا اور لوگ ڈر گئے کہ کہیں یہ سیلاب مقام ابراہیمؑ کو بہا نہ لے جائے۔ جو وہاں سے نکلتا وہ کہتا کہ مقام ابراہیمؑ کو سیلاب بہا لے گیا اور جو داخل ہوتا وہ کہتا کہ وہ اپنی جگہ موجود ہے۔ آپؑ کا بیان ہے کہ امام حسین علیہ السلام نے مجھ سے پوچھا کہ اے فلاں یہ لوگ کیا کر رہے ہیں میں نے عرض کیا اللہ آپؑ کو سلامت رکھے یہ لوگ ڈر رہے ہیں کہ کہیں سیلاب مقام ابراہیمؑ کو بہا نہ لے گیا ہو۔ تو آپؑ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اسکو ایک نشان بنایا ہے یہ ممکن نہیں کہ وہ سیلاب سے بہہ جائے۔ لوگوں کو چاہیئے کہ وہ پریشان و بیقرار نہ ہوں اور وہ جگہ جہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے وہ پتھر جس پر آپؑ کے پاؤں کے نشان ہیں رکھا وہ خانہ کعبہ کی دیوار کے قریب تھا اور ہمیشہ وہیں رہا ایام جاہلیت والوں نے وہاں سے ہٹا کر اسے اسی جگہ رکھ دیا جہاں وہ اس وقت ہے اور جب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکہ فتح کیا تو اسکو یہاں سے اٹھا کر اسی مقام پر رکھ دیا جہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے رکھا تھا اور وہ وہیں رہا یہاں تک کہ حضرت عمر نے حکومت کی باگ ڈور سنبھالی تو انہوں نے لوگوں سے پوچھا تم میں سے کون ہے جو اس جگہ کو جانتا ہو جہاں (ایام جاہلیت میں) مقام ابراہیمؑ تھا؟ تو ایک شخص نے کہا میں نے اپنے کجاوہ کسنے کی رسی سے اسکی پیمائش کر لی تھی وہ رسی میرے پاس ہے حضرت عمر نے کہا وہ رسی لاؤ جب وہ رسی لایا تو اس سے ناپا اور مقام ابراہیم کو موجودہ جگہ واپس رکھ دیا۔

(۲۳۰۹) اور روایت کی گئی ہے کہ امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے وقت حضرت امام محمد باقر علیہ السلام چار سال کے تھے۔

(۲۳۱۰) روایت کی گئی ہے کہ خانہ کعبہ نے اللہ تعالیٰ سے زمانہ فترت (حضرت عیسیٰ اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درمیان کا خالی زمانہ) کی شکایت کی کہ پروردگار میری زیارت کو آنے والے کم ہوگئے میں کیا کروں میرے پرشش احوال کو آنے والے کم ہوگئے۔ تو اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے اسکی طرف وحی فرمائی کہ میں ایک قوم پر ایک جدید نور نازل کرنے والا ہوں وہ قوم تجھ سے اسی طرح محبت کرے گی جیسے جانور اپنے بچوں سے محبت کرتے ہیں اور وہ تیری طرف اسی شوق سے آئے گی جسطرح عورتیں اپنے شوہروں کے پاس شوق سے آتی ہیں یعنی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت۔

(۲۳۱۱) حریز نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ ایک پتھر پر یہ لکھا ہوا پایا گیا کہ "میں اللہ ہوں مکہ کا مالک ہوں میں نے اس مکہ کو اس دن بنایا جس دن میں نے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کیا اور جس دن میں نے سورج اور چاند کو خلق کیا اور میں نے اس کی حفاظت کے لئے سات فرشتے مقرر کئے یہ پانی اور دودھ کے معاملہ میں اہل مکہ کے لئے مبارک ہونگے اہل مکہ کے لئے رزق اوپری راستوں سے (طائف کی طرف سے پھل وغیرہ) اور نیچے کے راستوں سے (عراق و نجد کی طرف سے جانور وغیرہ) اور گھاٹیوں کے راستے (مدینہ شام و مصر وغیرہ سے کھجور، چاول اور گیہوں) آئے گا۔"

(۲۳۱۲) اور روایت کی گئی ہے کہ ایک دوسرے پتھر پر دیکھا گیا یہ کندہ تھا "یہ بیت اللہ الحرام مکہ کے اندر ہے اللہ تعالیٰ اہل مکہ کے رزق کا تین راستوں سے متکفل ہے اور اسکے اہل کو گوشت اور پانی میں برکت عطا کرتا ہے۔"

(۲۳۱۳) ابو حمزہ ثمالی سے روایت ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ حضرت امام علی بن الحسین علیہ السلام نے ہم لوگوں سے پوچھا کہ بتاؤ کہ زمین کا کونسا ٹکڑا سب سے افضل ہے؟ ہم لوگوں نے عرض کیا کہ اللہ اور اسکا رسول اور فرزند رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ آپؑ نے فرمایا سنو زمین کا سب سے افضل ٹکڑا رکن و مقام کے درمیان ہے لیکن اگر کوئی شخص حضرت نوح علیہ السلام کی عمر کے برابر عمر پائے جو پچاس سال کم ایک ہزار سال اپنی قوم میں رہے اور دن کو روزہ رکھے اور شب کو اس جگہ کھڑا ہو کر عبادت کرتا رہے پھر ہم لوگوں کی ولایت و دوستی کے بغیر اللہ سے ملاقات کرے تو یہ سب عبادتیں اسکو کوئی فائدہ نہ دیں گی۔

(۲۳۱۴) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فتح مکہ کے دن فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمینوں کے دن کی خلقت ہی سے مکہ کو حرام قرار دیا (یعنی بغیر احرام باندھے ہوئے کسی کا اس میں داخل ہونا حرام ہے) اور یہ قیامت تک حرام ہی رہے گا۔ مجھ سے پہلے کسی کے لئے (بغیر احرام) اس میں داخلہ حلال نہ تھا اور نہ میرے بعد کسی کے لئے حلال ہوگا اور میرے لئے بھی صرف دن کی ایک ساعت کے لئے بغیر احرام اس میں داخلہ حلال ہوا (فتح مکہ کے موقع پر)۔

(۲۳۱۵) کلیب اسدی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے مکہ میں بلا احرام داخلہ کی صرف تین مرتبہ کے لئے اجازت چاہی مگر اللہ تعالیٰ نے انہیں صرف دن کی ایک ساعت کی اجازت دی پھر اس کو حرام قرار دیدیا جب تک آسمان و زمین ہیں۔

(۲۳۱۶) امام علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ نے مکہ کو خلقت آسمان و زمین کے دن ہی سے حرام قرار دیدیا کہ اس میں کی ہری گھاس نہیں کاٹی جائے گی۔ اس کے درخت نہیں کاٹے جائیں گے اس میں شکار نہیں کیا جائے گا اس میں کوئی گری پڑی چیز نہیں اٹھائی جائے گی لیکن اعلان کرنے کے لئے کہ یہ کس کا مال ہے؟ اس پر عباس ابن عبدالمطلب اٹھے اور بولے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سوائے اذخر کے اس لئے کہ یہ قبر کے لئے اور گھروں کی چھت کے لئے ہے یہ سنکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ذرا دیر خاموش رہے (وحی کے انتظار میں) اور عباس اپنے کہنے پر نادم ہوئے اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا سوائے اذخر کے۔

(۲۳۱۷) امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ خانہ کعبہ کی بنیاد نچلی ساتویں زمین سے لیکر اوپری ساتویں زمین تک ہے۔

(۲۳۱۸) ابو ہمام اسمٰعیل بن ہمام نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ ان جنابؑ نے کسی شخص سے کہا کہ تم لوگوں کے نزدیک سکینہ سے کیا چیز مراد ہے؟ مگر ان لوگوں میں کوئی نہیں جانتا تھا کہ سکینہ کیا ہے اور سب سے عرض کیا ہم لوگ آپؑ پر قربان آپؑ بتائیں کہ یہ کیا ہے؟ آپؑ نے فرمایا وہ ایک پاک وطیب ہوا ہے جو جنت سے نکلتی ہے اس کی شکل و صورت بالکل انسان کی شکل و صورت جیسی ہے اور وہ انبیاء کے ساتھ رہتی ہے چنانچہ حضرت ابراہیمؑ جس وقت کعبہ کی تعمیر کرنے لگے تو وہ ان پر نازل ہوئی تو آپؑ نے اس کو اس اس طرح پکڑا اور اس پر کعبہ کی بنیاد رکھی۔

(۲۳۱۹) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے بیان فرمایا کہ خانہ کعبہ کا طول نو ہاتھ تھا اس پر چھت نہ تھی قریش نے اس پر اٹھارہ ہاتھ (اونچی) چھت ڈالی اور حجاج بن یوسف نے عبداللہ بن زبیر پر اس تعمیر کو مسمار کر دیا۔ اور اب جو تعمیر کی گئی تو صرف سترہ ہاتھ ہے۔

(۲۳۲۰) سعید بن عبداللہ نے اعرج سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ خانہ کعبہ کو ایک مرتبہ عہد جاہلیت میں قریش نے منہدم کیا اور جب دوبارہ تعمیر کا ارادہ کیا تو ان لوگوں کے اور کعبہ کے درمیان کوئی شے حائل ہوئی جس سے ان لوگوں کے دلوں میں خوف بیٹھ گیا۔ تو ان ہی میں سے کسی شخص نے کہا ہر شخص اپنے مال میں سے پاک وطیب مال لائے وہ مال نہ لائے جو قطع رحم یا حرام سے حاصل کیا ہو۔ لوگوں نے ایسا ہی کیا تو وہ شے ان کے اور کعبہ کی بنیاد کے درمیان سے ہٹ گئی تو ان لوگوں نے تعمیر شروع کی اور جب حجر اسود کی جگہ پہنچے تو اس بات پر جھگڑنے لگے کہ حجر اسود کون نصب کرے اور یہ جھگڑا اتنا بڑھا کہ قریب تھا کہ جنگ چھڑ جائے۔ بالآخر لوگوں نے باہم

فیصلہ کیا کہ کل صبح باب مسجد میں سب سے پہلے جو داخل ہو وہ حجر اسود کو نصب کرے چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب سے پہلے داخلِ بابِ مسجد ہوئے اور لوگ آپؐ کے بعد آئے تو آپؐ نے حکم دیا ایک چادر لاؤ جب وہ لاکر بچھائی گئی تو آپؐ نے حجر اسود کو چادر کے درمیان میں رکھا اور تمام قبائل نے اس چادر کے کنارے پکڑے اور اٹھاکر قریب لے گئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو اٹھا کر اپنے دست مبارک سے اس جگہ پر نصب کر دیا اور اس خصوصیت سے بھی اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ممتاز فرمایا۔

(۲۳۲۱) اور روایت کی گئی ہے کہ جب حجاج کعبہ کی تعمیر سے فارغ ہوا تو اس نے حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے درخواست کی کہ آپؑ حجر اسود کو اس کی جگہ پر نصب کر دیں تو آپؑ نے حجر اسود کو اٹھا کر اسکی جگہ پر نصب کر دیا۔

(۲۳۲۲) اور روایت کی گئی ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تعمیر لمبائی میں تیس ہاتھ، چوڑائی میں بائیس ہاتھ اور اونچائی میں نو ہاتھ تھی اور جب قریش نے اس کی تعمیر کی تو اس کو چادر کی پوشش پہنائی۔

(۲۳۲۳) بزنطی نے داؤد بن سرحان سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قریش کو خانہ کعبہ کی تعمیر میں حصہ دیا۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حصہ میں خانہ کعبہ کے دروازے سے رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان کا نصف حصہ آیا۔

(۲۳۲۴) اور دوسری روایت میں ہے کہ بنی ہاشم کے حصہ میں حجر اسود سے لے کر رکن شامی تک کی تعمیر آئی تھی۔

جو شخص کعبے کے ساتھ برائی کا ارادہ کرے

جو کوئی شخص بھی کعبہ کے ساتھ برائی کا ارادہ کرے گا اللہ اس پر غضبناک ہوگا۔ چنانچہ بادشاہ تُبّع نے ایک دن ارادہ کیا کہ اہل مکہ سے مقابلہ کر کے ان کو قتل کرے، ان کے بال بچوں کو اسیر کرے اسکے بعد کعبہ کو منہدم کر دے یہ ارادہ کرتے ہی اس کی آنکھوں سے پانی بہنے لگا۔ اور آنکھوں کے ڈھیلے لٹک کر رخساروں پر آگئے تو اس نے لوگوں سے اسکا سبب پوچھا لوگوں نے کہا کہ ہمیں کوئی سبب اس کا تو سمجھ میں نہیں آیا سوائے اس کے کہ آپ نے اس گھر کے ساتھ برائی کا ارادہ کیا ہے اس لئے کہ یہ شہر اللہ تعالیٰ کا حرم ہے۔ اور یہ گھر اللہ کا گھر ہے اور مکہ کے باشندے ذریت ابراہیمؑ خلیل اللہ ہیں۔ اس نے کہا تم لوگوں نے سچ کہا مگر اب جس مصیبت میں مبتلا ہوگیا ہوں اس سے نکلنے کی کیا صورت ہے؟ لوگوں نے کہا کہ آپ اس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کیجئے۔ اور جوں ہی اس نے اس کی طرف بھلائی کا ارادہ کیا آنکھوں کے ڈھیلے اپنے حلقوں میں واپس پہنچے اور اپنی جگہ پر درست بیٹھ گئے۔ پھر اس نے ان لوگوں کو بلایا جنہوں نے خانہ کعبہ کو منہدم کرنے کا مشورہ دیا تھا اور ان سب کو قتل کرا دیا اس کے بعد خانہ کعبہ آیا اسے چمڑے کی پوشش پہنائی اور تیس دن تک لوگوں کو کھانا کھلایا اور ہر روز ایک سو جانور ذبح کرائے یہاں تک کہ پہاڑوں پر درندوں کے لئے پکی ہوئی دیگیں بھیجیں اور وحشی

جانوروں کے لئے ہر طرف چارے بکھیر دیئے اس کے بعد مکہ سے واپس ہوا اور مدینہ پہنچا وہاں یمن میں سے قبیلہ غسّان کے ایک گروہ کو آباد کیا اور وہی انصار ہیں۔

اور روایت کی گئی ہے کہ اس کے لئے شعب ابن عامر میں چھ ہزار گائیں ذبح کی گئیں اور اس جگہ کو مُتّبع کا باورچی خانہ کہا جاتا تھا پھر اس جگہ ابن عامر نے پڑاؤ کیا اور اس کی ضیافت کی گئی تو اسے شعب ابن عامر کہا جانے لگا۔ اور بادشاہ تبع نہ مومن تھا اور نہ کافر بلکہ وہ ان لوگوں میں تھا جو دین حنیف کی تلاش میں تھے اور مشرق پر اور کسی نے بادشاہت نہیں کی سوائے تبع اور کسریٰ کے۔

اور اصحاب فیل خانہ کعبہ کو منہدم کرنے کے قصد سے چلے ان کے بادشاہ کا نام ابویکسوم ابرہہ۔ بن صباح حمیری تھا تو اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں پر ابابیل چڑیوں کو بھیجا جنہوں نے ان پر کنکریاں برسائیں اور وہ سب کھائے ہوئے بھوسے کے مانند ہوگئے۔ لیکن تبع اور اصحاب فیل کے ساتھ جو سلوک ہوا وہ حجاج کے ساتھ نہیں ہوا اس لئے کہ اس کا قصد خانہ کعبہ کے منہدم کرنے کا نہیں تھا بلکہ اس کا قصد ابن زبیر کے قتل کرنے کا تھا جو صاحب حق کا مخالف تھا جب اس نے خانہ کعبہ میں پناہ لی تو اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ لوگوں پر واضح ہوجائے کہ ہم اس شخص کو پناہ نہیں دے رہے ہیں پس اس شخص کو مہلت دیدی جس نے خانہ کعبہ کو ابن زبیر پر منہدم کر دیا۔

(۲۲۲۵) عیسیٰ بن یونس سے روایت کی گئی اسکا بیان ہے کہ ابن ابی العوجاء حسن بصری کے شاگردوں میں سے تھا پھر وہ توحید سے منحرف ہوگیا تھا تو اس سے کہا گیا کہ تم اپنے استاد کا دین چھوڑ کر ایسے دین میں داخل ہوگئے جس کی نہ کوئی اصل ہے اور نہ حقیقت تو اس نے جواب دیا کہ میرے استاد بھی خلط ملط کیا کرتے تھے کبھی تو وہ قدری ہو جاتے اور کبھی جبری بن جاتے اور مجھے نہیں معلوم کہ وہ ایک مذہب پر ہمیشہ قائم رہے ہوں۔

راوی کا بیان ہے کہ وہ (ابن ابی العوجاء) مکہ آیا اور علماء اسکی بدزبانی اور دل و ضمیر کے فساد کی وجہ سے نہیں چاہتے تھے کہ وہ ان لوگوں سے کوئی مسئلہ پوچھے یا ان کی مجلسوں میں بیٹھے۔ چنانچہ وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی مجلس میں پہنچا اور اپنے ہم جنسوں میں بیٹھ گیا اور بولا کہ یہ مجلسیں امن و امانت کی جگہ ہوتی خصوصاً اگر کسی کو کھانسی آرہی ہو تو کھانس لے۔ کیا آپ مجھے کچھ کہنے کی اجازت دیں گے؟ آپؑ نے فرمایا بولو۔ اس نے کہا آپ لوگ کولھو کے بیل کی طرح کب تک اس گھر کا طواف کرتے رہیں گے اور اس پتھر کو کب تک مس کرتے رہیں گے اور اس گھر کو کب تک پوجتے رہیں گے جو اینٹوں اور گارے سے بنایا گیا ہے اور اس کے گرد اس طرح بھاگیں گے جیسے کوئی بدکتا ہوا اونٹ ہو۔ جو شخص ان باتوں پر غور کرے گا اور اندازہ لگائے گا تو سمجھ جائے گا کہ ان افعال کی بنیاد کسی حکیم اور کسی صاحب نظر نے نہیں رکھی ہے۔ آپ ہی (اس کی وجہ) بتائیں کہ آپ اس دین کے راس و رئیس ہیں اور آپ ہی کے آباؤ اجداد نے اس کی بنیاد رکھی اور اس کا نظام بنایا۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا جس کو اللہ ہی گمراہی میں چھوڑ دے اور وہ دل کا اندھا ہو جائے، اس پر حق گراں ہو تو وہ اس کی شیرینی سے لذت یاب نہیں ہو سکتا۔ شیطان اس کا والی ہو گا اور اس کو ہلاکت کے گڑھے میں گرا دے گا جس سے وہ نکل نہیں سکے گا اور یہ گھر جس کے واسطے سے اللہ نے اپنے بندوں سے عبادت چاہی ہے تو اس سے وہ اپنے بندوں کو آزماتا ہے کہ یہ سب میری اطاعت اور میرا کہا مانتے ہیں کہ نہیں اس لئے اس نے اس گھر کی تعظیم کا اور اس کی زیارت کا حکم دیا اسے انبیاء کا محل اور نماز گزاروں کا قبلہ بنایا اور یہ بھی اسکی خوشنودی حاصل کرنے کا ایک ذریعہ ہے۔ یہ بھی مغفرت حاصل کرنے کا ایک طریقہ ہے یہ پورے کمال کے ساتھ نصب کیا گیا ہے یہ عظمت و جلال کا مرکز ہے اللہ تعالیٰ نے اس کو زمین بچھانے سے دو ہزار سال پہلے خلق کیا اور اللہ تعالیٰ زیادہ حق رکھتا ہے اس بات کا کہ جو وہ حکم دے اس کی اطاعت کی جائے اور جس امر سے وہ منع کرے اس سے باز رہا جائے۔ اور اللہ ہی ارواح کے لئے صورت و شکل پیدا کرتا ہے۔ ابن ابی العوجاء نے کہا اے ابو عبداللہ پھر آپ وہی ذات غائب کی بات لائے۔ تو امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا تجھ پر وائے ہو وہ ذات غائب کیسے ہو سکتی ہے جو اپنی مخلوق کی شاہد ہے اس کی شہ رگ گردن سے زیادہ قریب ہے ان سب کے کلام کو سنتی ہے ان کے اشخاص کو دیکھتی ہے انکے دل کے بھیدوں کو جانتی ہے۔ مخلوق وہ ہے کہ ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچے تو پہلی جگہ اس سے خالی ہو جائے اور اس جگہ پہنچکر اس کو نہ معلوم ہو کہ جس جگہ کو اس نے چھوڑا وہاں کیا ہو رہا ہے مگر اللہ تعالیٰ بڑی شان والا ہے وہ بادشاہ و حاکم مطلق ہے۔ اس سے کوئی جگہ خالی نہیں اور وہ کسی جگہ محدود نہیں اور اسکے لئے کوئی جگہ کسی دوسری جگہ سے قریب نہیں اور وہ ذات کہ جس کو اس نے محکم آیات اور واضح دلیلوں کے ساتھ بھیجا۔ اور اپنی مغفرت کے ساتھ ان کی تائید کی اور اپنے پیغامات پہنچانے کے لئے ان کو منتخب فرمایا انہوں نے اس کے قول کی تصدیق کی کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو مبعوث کیا ہے اور ان سے کلام کیا ہے۔

یہ سنکر ابن ابی العوجاء اٹھ کھڑا ہوا اور اپنے ساتھیوں سے کہا کہ مجھے اس سمندر میں کس نے ڈالدیا میں نے تو تم لوگوں سے کہا تھا کہ ذرا ایک گھونٹ شراب پلاؤ مگر تم لوگوں نے تو مجھے انگاروں میں ڈال دیا۔ لوگوں نے اس سے کہا تم ان کی مجلس میں جب تک رہے بالکل حقیر نظر آتے تھے۔ اس نے کہا ہاں یہ ان کے فرزند ہیں جنہوں نے ان سب کے سر منڈوا دیئے جنہیں تم لوگ دیکھتے ہو۔

(۲۳۲۶) اور ایک دوسری حدیث میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا جس میں آپؑ اسلام اور ایمان کا ذکر کر رہے تھے۔ کہ اگر کوئی شخص خانہ کعبہ میں داخل ہو اور بر بنائے عناد دشمنی اس میں پیشاب کر دے تو اس کو خانہ کعبہ سے اور حرم سے باہر نکالا جائے گا اور اسکی گردن مار دی جائے گی۔

(۲۳۲۷) اور عبداللہ بن سنان نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے قول خدا (و من دخله کان آمنا) (آل عمران آیت ۹۷) کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ جو شخص حرم میں پناہ لینے کے لئے داخل ہو تو وہ اللہ تعالیٰ کے غضب

سے محفوظ رہے گا اور اگر کوئی وحشی جانور یا چڑیا داخل ہو جائے تو جب تک خود نہ نکل جائے وہ ہنکانے یا ایذا پہنچائے جانے سے محفوظ رہے گا۔

جو شخص حرم کے اندر الحاد یا کوئی جرم کرے

جو شخص حرم کے اندر کوئی ایسا جرم کرے کہ جس کی بناء پر وہ مستوجب حد (سزائے شرعی) ہو تو اس کو حرم کے اندر ہی پکڑا جائے گا اس لئے کہ اس نے حرم کی حرمت کا پاس و لحاظ نہیں کیا۔

(۲۳۲۸) معاویہ بن عمار نے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام تشریف لائے تو آپؑ سے عرض کیا گیا کہ شکاری پرندوں میں سے ایک پرندہ خانہ کعبہ کے اوپر ہے اور کوئی بھی پرندہ از قسم کبوتران حرم ادھر سے گزرتا ہے تو وہ اس کو مار لیتا ہے آپؑ نے فرمایا اس کے لئے کوئی تدبیر کرو اور اسے قتل کر دو اس لئے کہ اس نے الحاد کیا ہے۔

(۲۳۲۹) راوی کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے قول خدا (و من یرد فیه بالحاد بظلم نذقه من عذاب الیم) (سورہ حج ۲۵) (اور جو شخص اس میں ظلم کرے الحاد کا مرتکب ہو تو ہم اسے دردناک عذاب کا مزا چکھائیں گے) کے متعلق سوال کیا گیا تو آپؑ نے فرمایا ظلم الحاد ہے حتیٰ یہ کہ اپنے خادم کو بے قصور مارنا بھی اس الحاد میں شامل ہے۔

(۲۳۳۰) اور ابو الصباح کنانی کی روایت میں ان ہی جناب علیہ السلام سے ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ ہر وہ گناہ کہ جس کا ارتکاب انسان مکہ کے اندر کرتا ہے خواہ چوری ہو یا کسی پر ظلم ہو یا کسی اور طرح کا ظلم ہو میری نظر میں وہ الحاد ہے اور اسی لئے فقہا مکہ میں سکونت سے اجتناب کیا کرتے تھے۔

مکہ میں اسلحہ کا اظہار کرنا

(۲۳۳۱) اور ابو بصیر نے آنجناب علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جو مکہ یا مدینہ جانے کا ارادہ رکھتا ہے کیا اس کے لئے یہ مکروہ امر ہے کہ وہ اپنے گھر سے اسلحہ لیکر نکلے؟ آپؑ نے فرمایا کہ کوئی ہرج نہیں اگر وہ اپنے وطن سے اسلحہ لیکر نکلے لیکن جب مکہ میں داخل ہو تو اس کو ظاہر نہ کرے۔

(۲۳۳۲) اور حریز بن عبداللہ کی روایت میں ہے جو انہوں نے آنجناب علیہ السلام سے کی ہے آپؑ نے فرمایا جائز نہیں ہے کہ وہ حرم میں کوئی اسلحہ لیکر داخل ہو لیکن یہ کہ وہ اپنے اسلحہ کو کسی تھیلے وغیرہ میں رکھے۔ یا اسے نگاہوں سے پوشیدہ رکھے یعنی لوہے پر کسی چیز کو لپیٹ دے۔

پوشش کعبہ سے نفع حاصل کرنا

(۲۲۳۳) اور عبدالملک بن عتبہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ پوشش کعبہ میں سے جو لوگوں کو پہنچتا ہے کیا اس میں سے کچھ پہن لینا درست اور جائز ہے؟ آپ نے فرمایا بچوں (کے تعویز) اور قرآن (کے غلاف) اور تکیہ کے لئے اس سے برکت حاصل کرنا ان شاء اللہ تعالیٰ جائز ہے۔

خانہ کعبہ سے مٹی اور کنکریاں لینے کی کراہت

(۲۲۳۴) معاویہ بن عمار سے روایت ہے کہ اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ میں نے مقام ابراہیمؑ سے کچھ خوشبو اور خانہ کعبہ کی خاک میں سے کچھ خاک اور سات کنکریاں لیں۔ آپؑ نے فرمایا جو کچھ تم نے کیا برا کیا یہ خاک اور کنکریاں وہیں واپس کردو۔

(۲۲۳۵) اور محمد بن مسلم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا کہ کسی شخص کے لئے یہ جائز نہیں کہ خانہ کعبہ کے اردگرد کی خاک میں سے کچھ لے بلکہ اس میں سے کچھ لیا ہے تو واپس کردے۔

(۲۲۳۶) اور حذیفہ بن منصور نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ میرے چچا نے کعبہ میں جھاڑو لگائی اور وہاں کی خاک لے لی اور ہم لوگ اس کو بطور دوا استعمال کرتے ہیں آپؑ نے فرمایا اس کو خانہ کعبہ میں واپس کردو۔

(۲۲۳۷) اور زید شحام نے آنجناب علیہ السلام سے عرض کیا میں مسجد سے سنگریزے نکال لاتا ہوں؟ آپؑ نے فرمایا اس کو اس مسجد میں واپس کردیا کسی دوسری مسجد میں ڈال دو۔

مکہ میں قیام مکروہ ہے

(۲۲۳۸) علاء نے محمد بن مسلم سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا کسی شخص کے لئے یہ مناسب نہیں کہ مکہ میں مسلسل قیام کرے میں نے عرض کیا پھر وہ کیا کرے آپؑ نے فرمایا وہ وہاں سے نقل مکانی کرے اور یہ بھی مناسب نہیں کہ وہ اپنا گھر کعبہ سے اونچا بنائے۔

(۲۲۳۹) اور روایت کی گئی ہے کہ مکہ میں (زیادہ) قیام انسان کے دل کو سخت کر دیتا ہے۔

(۲۲۴۰) اور داؤد رقی نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جب تم اپنے مناسک سے فارغ ہوجاؤ تو واپس چلے آؤ اس لئے کہ یہ تمہارے دل میں وہاں پھر سے آنے کا شوق زیادہ کردے گا۔

حدود حرم کے درخت

(۲۳۴۱) معاویہ بن عمار سے روایت ہے اسکا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک درخت ہے کہ جس کی جڑ حل (حدود حرم سے باہر) میں ہے اور اس کی شاخیں حرم میں ہیں۔ آپ نے فرمایا اسکی شاخیں چونکہ حرم میں ہیں اس کی جڑ بھی حرم میں شمار ہوگی۔ میں نے عرض کیا اور اسکی جڑ حرم میں ہے اور اس کی شاخیں حل (حدود حرم سے باہر) ہیں آپ نے فرمایا اسکی جڑ چونکہ حرم میں ہے لہذا اسکی شاخیں بھی حرم میں شمار ہونگی۔

(۲۳۴۲) اور حریز نے آنجناب علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا ہر وہ چیز جو حدود حرم میں روئیدہ ہوتی ہے وہ تمام لوگوں کے لئے حرام ہے سوائے اس کے کہ جسے تم نے اگایا ہو یا درخت لگایا ہو۔

(۲۳۴۳) امام علیہ السلام نے فرمایا کہ سواری کا اونٹ حرم میں کھول دیا جائے گا وہ جو چاہے کھائے۔

(۲۳۴۴) اور جس گھاس کو اونٹ نے کھالیا ہو اسکا اکھاڑنا جائز ہے۔

(۲۳۴۵) سلیمان بن خالد نے آنجناب علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جو اپنے پیلو کے درخت میں سے کاٹتا ہے جو مکہ میں ہے آپ نے فرمایا اس پر اسکی قیمت تصدق کرنا واجب ہے اور مکہ کے درختوں میں سے سوائے کھجور اور میوے کے درختوں کے اور کسی کو نہ توڑے۔

(۲۳۴۶) محمد بن مسلم نے ان دونوں ائمہ علیہما السلام میں سے کسی ایک سے روایت کی ہے اسکا بیان ہے کہ میں نے آنجناب سے عرض کیا کہ کیا کوئی شخص حالت احرام میں حدود حرم سے باہر کوئی گھاس کا تنکا توڑ سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں۔ میں نے عرض کیا اور حرم کے اندر؟ آپ نے فرمایا نہیں۔

(۲۳۴۷) اور اسحاق بن یزید نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص مکہ میں داخل ہوتا ہے اور وہاں کے درخت کاٹ رہا ہے آپ نے فرمایا جو تمہارے مکان کے اندر ہے اسے کاٹ لو مگر جو تمہارے مکان کے اندر نہیں ہے اسے نہ کاٹو۔

(۲۳۴۸) اور منصور بن حازم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ پیلو کا درخت جو حدود حرم میں ہے میں اسے کاٹتا ہوں؟ آپ نے فرمایا پھر تم پر اس کا کفارہ وفدیہ واجب ہے۔

حرم میں لقطہ (گری پڑی چیزیں)

(۲۳۴۹) اور ابراہیم بن عمر نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ نے فرمایا کہ لقطہ دو طرح کا ہے ایک لقطہ (گرا پڑا مال) جو حرم کے اندر ہے اسکو تم سال بھر تک پکھواؤ اگر اسکا مالک مل جائے تو ٹھیک ورنہ اسکو تصدق کردو دوسرا لقطہ (گرا پڑا مال) جو حرم کے علاوہ کہیں اور ہے اسکو پکھواؤ کہ یہ کس کا مال ہے اگر اسکا مالک آجائے تو ٹھیک ورنہ وہ تمہارے مال کی طرح ہے۔

اور مکہ کے ناموں کے لئے روایت کی گئی ہے کہ اسکا نام مکہ و بکہ و اُمّ القریٰ و اُمّ رحم اور الباسّہ ہے لوگ وہاں جب ظلم کرتے تو نکال دیئے جاتے یعنی ہلاک کردیئے جاتے اور جب وہاں ظلم کئے جاتے تو ان پر رحم کیا جاتا۔

حدود حرم میں شکار حرام ہے اسکے احکام

(۲۳۵۰) زرارہ بن اعین نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ نے فرمایا کہ اگر کوئی حالت احرام میں ہو اور حدود حرم کے اندر کبوتر سے لیکر ہرن تک میں سے کسی جانور کا شکار کرے، تو اس پر ایک جانور کا بطور کفارہ ذبح کرنا ہے اور اسی کے مثل ایک جانور کی قیمت بھی تصدق کرنا ہے۔

(۲۳۵۱) سلیمان بن خالد نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جس نے اپنے گھر میں ایک چڑیا بند کرلی اور وہ مر گئی۔ تو آپ نے فرمایا اگر اس نے احرام باندھنے کے بعد چڑیا کو بند کیا ہے تو اس پر ایک دم (ایک جانور بطور کفارہ ذبح کرنا) ہے اور اگر اس نے احرام باندھنے سے پہلے چڑیا کو بند کیا تھا جبکہ (وہ احرام میں نہیں بلکہ) محل تھا تو اس کی قیمت واجب ہے۔

(۲۳۵۲) حلبی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی کہ اس نے ایک ایسے شخص کے متعلق آپ سے دریافت کیا کہ جس نے حرم کے کبوتروں میں سے ایک کبوتر کو اپنے گھر میں بند کردیا اور وہ کبوتر مر گیا آپ نے فرمایا کہ وہ ایک درہم تصدق کرے گا یا اس ایک درہم سے حرم کے کبوتروں کو دانہ کھلائے گا۔

(۲۳۵۳) محمد بن فضیل نے حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام سے روایت کی ہے اسکا بیان ہے کہ میں نے آنجناب سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا کہ جس نے حرم کے کبوتروں میں سے کسی کبوتر کو قتل کردیا وہ حدود حرم میں تھا مگر احرام باندھے ہوئے نہیں تھا۔ آپ نے فرمایا اس پر اسکی قیمت ایک درہم تصدق کرنا لازم ہے یا وہ اس ایک درہم کا دانہ خریدے گا اور حرم کے کبوتروں کے لئے بکھیر دے گا۔ اور اگر اس نے حالت احرام میں قتل کیا ہے تو اس پر ایک بکری (کفارہ) اور کبوتر کی قیمت لازم ہے۔

(۲۳۵۴) حفص بن بختری نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک ایسے شخص کے بارے میں کہ جس نے حرم میں ایک چڑیا پکڑی آپ نے فرمایا اگر اس کے دونوں بازو سلامت اور درست ہیں تو اس کو چھوڑ دے اور اگر درست نہیں ہیں تو اپنے پاس رکھے اسے دانا پانی دے اور جب اس کے دونوں بازو درست ہو جائیں تو آزاد کر دے۔

(۲۳۵۵) علاء نے محمد بن مسلم سے روایت کی ہے اسکا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا کہ جو احرام باندھ رہا ہے اور اس کے گھر والوں کے پاس شکار کیا ہوا کوئی وحشی جانور یا کوئی پرندہ ہے۔ آپ نے فرمایا کوئی ہرج نہیں ہے۔

(۲۳۵۶) ابن ابی عمیر نے خلاد سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک ایسے شخص کے بارے میں جس نے حرم کے کبوتروں میں سے ایک کبوتر ذبح کر لیا۔ آپ نے فرمایا اس پر اسکا فدیہ (کفارہ) لازم ہے میں نے عرض کیا کہ اب اسکو کھالے؟ آپ نے فرمایا نہیں میں نے عرض کیا پھر وہ اس کو پھینکدے؟ آپ نے فرمایا پھر تو اس پر ایک اور کفارہ لازم آئے گا۔ میں نے عرض کیا پھر وہ اسکا کیا کرے؟ آپ نے فرمایا وہ اسکو دفن کر دے۔

(۲۳۵۷) ابن فضال نے یونس بن یعقوب سے روایت کی ہے اسکا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام کے پاس ایک آدمی بھیج کر معلوم کرایا کہ میرے ایک بھائی نے مدینہ منورہ سے کچھ کبوتر خریدے اور ہم لوگ ان کبوتروں کو اپنے ساتھ مکہ لے گئے اور وہاں عمرہ بجا لائے اور حج کے لئے ٹھہرے پھر ان کبوتروں کو ہم لوگ مکہ سے کوفہ لائے کیا ہم لوگوں پر اسکا کوئی گناہ ہے؟ تو آپ نے ہمارے فرستادہ سے فرمایا میرا خیال ہے کہ وہ کبوتر اچھے قسم کے تھے (اسی لئے ایک شہر سے دوسرے شہر لے گئے) ان سے کہدو کہ ہر کبوتر کے بدلے ایک بکری ذبح کریں۔

(۲۳۵۸) صفوان نے عیص بن قاسم سے روایت کی ہے اسکا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مکہ اور مدینہ میں قمریوں کے خریدنے کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ میں اسے پسند نہیں کرتا کہ ان دونوں شہروں سے کوئی چیز نکال لی جائے۔

(۲۳۵۹) حریز نے زرارہ سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ حکم نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جس کو حرم میں ایک پر کٹا ہوا کبوتر ہدیتاً دیا گیا آپ نے فرمایا وہ اس کو پالے اور اچھی طرح دانا پانی دے اور جب اس کے پر و بال ٹھیک سے نکل آئیں تو اسے آزاد کر دے۔

(۲۳۶۰) حریز نے محمد بن مسلم سے روایت کی ہے اسکا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جو حرم میں تھا اور محل (احرام کھولے ہوئے) تھا اسکو ایک پالتو کبوتر ہدیتاً و تحفۃً دیا گیا اور وہ اسکو لایا آپ نے فرمایا کہ اگر اس کبوتر کو اس نے ذرا بھی گزند پہنچایا ہے تو اسکی جگہ اس طرح کے کبوتر کی قیمت صدقہ کرے گا۔

(۲۳۶۱) صفوان بن یحییٰ نے عبدالرحمن بن الحجاج سے روایت کی اسکا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا کہ جس نے حل میں (حدود حرم سے باہر) ایک شکار پر تیر چلایا جو برید اور مسجد کے درمیان حرم کا رخ کئے ہوئے تھا اور یہ تیر اس کو حل میں لگا مگر وہ مع تیر کے حدود حرم میں داخل ہو گیا اور وہاں تیر کھانے کی وجہ سے مر گیا کیا اس شکار پر کوئی کفارہ ہے آپؑ نے فرمایا اس پر کوئی کفارہ نہیں ہے اسکی مثال ایسی ہے جیسے کسی نے حدود حرم کی طرف حل میں ایک جال نصب کیا اور اس میں ایک شکار پھنس گیا اور اتنا تڑپا کہ حدود حرم میں داخل ہو گیا اور مر گیا تو اس شکاری پر کوئی کفارہ نہیں ہے اس لئے کہ جہاں اس نے جال نصب کیا تھا وہاں نصب کرنا اس کے لئے حلال تھا اور جہاں اس نے تیر چلایا وہ بھی اس کے لئے حلال تھا اب اس کے بعد جو ہوا وہ اسکا ذمہ دار نہیں میں نے عرض کیا یہ جو کچھ آپؑ نے فرمایا لوگ اس کو قیاس سمجھیں گے۔ آپؑ نے فرمایا میں نے اس شے کے مشابہہ ایک دوسری شے پیش کر دی تاکہ تم سمجھ سکو۔

(۲۳۶۲) مثنیٰ نے کرب صیرفی سے روایت کی ہے اسکا بیان ہے کہ ہم چند لوگوں نے مجتمع ہو کر ایک پرندہ خریدا اسکے پر تراش ڈالے اور اسکو لیکر مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو اہل مکہ اسکو معیوب بات سمجھنے لگے تو کرب نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے پاس آدمی بھیجا اور ان سے دریافت کیا تو آپؑ نے ارشاد فرمایا تم اس پرندہ کو اہل مکہ ہی میں سے کسی مسلمان مرد یا مسلمان عورت کے سپرد کر دو کہ جب اسکے پر و بال اچھی طرح نکل آئیں تو وہ اسکو رہا کر دے۔

(۲۳۶۳) ابن مسکان نے ابراہیم بن میمون سے روایت کی ہے اسکا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک شخص نے حرم کے کبوتروں سے ایک کبوتر کے پر و بال نوچ لئے۔ آپؑ نے فرمایا کہ وہ کسی مسکین کو کوئی صدقہ دیدے اور اسی ہاتھ سے صدقہ دے جس ہاتھ سے اس نے پر و بال نوچے ہیں اس لئے کہ اسی ہاتھ سے اس نے کبوتر کو تکلیف پہنچائی ہے۔

(۲۳۶۴) صفوان نے منصور بن حازم سے روایت کی ہے اس نے بیان کیا کہ میں نے ایک مرتبہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ ہم لوگوں کو کسی نے ایک ذبح کیا ہوا طائر لا کر مکہ میں ہدیہ کیا اور ہمارے گھر والوں نے اسے کھا لیا۔ آپؑ نے فرمایا اہل مکہ تو اس میں کوئی ہرج نہیں سمجھتے میں نے عرض کیا مگر آپؑ اس کے متعلق کیا ارشاد فرماتے ہیں؟ آپؑ نے فرمایا ان لوگوں پر اس کی قیمت لازم ہے۔

(۲۳۶۵) اور صفوان نے عبداللہ بن سنان سے روایت کی ہے اسکا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اگر کسی نے حل کے اندر کوئی شکار کیا ہے تو وہ اسکو حدود حرم میں لا کر ذبح نہ کرے۔

(۲۳۶۶) نضر نے عبداللہ بن سنان سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو حرم کے کبوتروں کے متعلق فرماتے ہوئے سنا کہ حرم کے پالتو کبوتروں میں سے ایک کبوتر کو اگر کسی نے ذبح کیا تو اس پر

واجب ہے کہ وہ اس کبوتر کی قیمت سے زیادہ صدقہ دے اور اگر وہ ذبح کرنے والا حالت احرام میں تھا تو ہر کبوتر کے عوض ایک بکری کفارہ ادا کرے۔

(۲۳۶۷) معاویہ بن عمار نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے پالتو پرندہ کے متعلق دریافت کیا جو اڑتا ہوا آیا اور حرم میں داخل ہو گیا؟ آپؑ نے فرمایا اس کو نہ پکڑا جائے اور نہ ہاتھ لگایا جائے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے (من دخله کان آمنا) جو اس میں داخل ہو گیا وہ امن پانے والا ہو گیا۔

(۲۳۶۸) محمد بن مسلم نے ان دونوں ائمہ علیہما السلام میں سے کسی ایک سے ایک ہرن کے متعلق دریافت کیا جو حرم میں داخل ہو گیا آپ نے فرمایا کہ اس کو نہ پکڑا جائے گا اور نہ اسکو ہاتھ لگایا جائے گا اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کہتا ہے (من دخله کان آمنا) جو اس میں داخل ہوا وہ امن میں آگیا۔

(۲۳۶۹) ابن مسکان نے یزید بن خلیفہ سے روایت کی ہے اسکا بیان ہے کہ میرے گھر کے ایک گوشہ میں ایک زنبیل تھی جس میں حرم کے کبوتر کے دو انڈے تھے میرا غلام گیا اور اس نے اس زنبیل کو الٹ دیا اسکو معلوم نہ تھا کہ اس میں انڈے ہیں وہ انڈے ٹوٹ گئے۔ میں گھر سے نکلا اور اس کے متعلق عبداللہ بن حسن سے ملا اور ان سے یہ ماجرا بیان کیا انہوں نے کہا کہ دو مٹھی آٹا تصدق کر دو۔ اس کا بیان ہے کہ پھر میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے ملاقات کی اور ان سے یہ مسئلہ پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ تم پر دو چوزوں کی قیمت واجب ہے کہ جس سے حرم کے کبوتروں کو کھلایا جائے۔ میں نے پھر عبداللہ بن حسن سے ملاقات کی اور ان سے بیان کیا کہ امام کا یہ ارشاد ہے تو انہوں نے کہا کہ انہوں نے سچ کہا ان ہی کی بات مان لو کیونکہ انہوں نے اپنے آباء علیہم السلام سے یہ نقل کیا ہے۔

(۲۳۷۰) شہاب بن عبدربہ سے روایت کی گئی ہے اسکا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ میں پرندوں کے بچوں سے سحر کھاتا ہوں جو مکہ کے باہر سے لائے جاتے ہیں اور حرم میں ذبح کئے جاتے ہیں اور میں اسکو سحر کے وقت کھاتا ہوں آپ نے فرمایا تمہاری سحر کتنی بری ہے تمہیں نہیں معلوم کہ جو زندہ چیز حرم میں داخل کر دی جائے تو اسکا ذبح کرنا یا روکے رکھنا تمہارے لئے حرام ہے۔

(۲۳۷۱) محمد بن حمران نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے انکا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں حضرت علی ابن الحسین علیہ السلام کے ساتھ حرم میں تھا۔ انہوں نے دیکھا کہ میں خطاف (ابابیل کے مانند ایک سیاہ پرندہ) کو بھگا رہا ہوں تو آپؑ نے فرمایا اے فرزند تم ان کو نہ قتل کرو اور نہ ستاؤ اس لئے کہ یہ کسی کو ستاتی نہیں ہیں۔

(۲۳۷۲) عبدالرحمن بن حجاج سے روایت کی گئی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ میں مکہ کے اندر تھا کہ پاموز کبوتر کے دو بچوں کو ذبح کیا۔ آپؑ نے فرمایا تم نے کیوں ذبح کیا؟

میں نے عرض کیا کہ اہل مکہ میں سے کسی کی کنیزان دونوں کو لیکر آئی اور مجھ سے التجا کی کہ میں انہیں ذبح کر دوں تو اس وقت حرم کا خیال بالکل میرے ذہن میں نہیں رہا اور میں سمجھا کہ میں کوفہ میں ہوں میں نے ان کو ذبح کر دیا آپ نے فرمایا اسکی قیمت تصدق کر دو میں نے عرض کیا کہ کتنی؟ فرمایا ایک درہم بہت ہے۔

(۲۳۷۳) اور زرارہ نے آنجناب سے دریافت کیا کہ ایک شخص ایک پرندہ مکہ سے کوفے لیجاتا ہے۔ آپ نے فرمایا وہ اسکو مکہ واپس کر دے۔

(۲۳۷۴) مثنیٰ نے محمد بن ابی الحکم سے روایت کی ہے اسکا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے اپنے غلام سے کہا کہ میرے لئے کھانا تیار کرو تو اس نے مکہ کے پرندوں میں سے چند پرندے لئے اور ذبح کر کے انہیں پکا دیا۔ تو اب میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے فرمایا تم ان کو تو زمین میں دفن کر دو اور اس میں سے ہر پرندہ کے عوض ایک پرندہ کفارہ دیدو۔

(۲۳۷۵) علی بن ابی حمزہ نے ابی بصیر سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک ایسے شخص کے لئے جو حرم کے اندر حالت احرام میں تھا اور اس نے حرم کے پرندوں میں سے ایک پرندہ قتل کر دیا تو آپ نے فرمایا اس کا کفارہ ہے ایک بکری اور ایک کبوتر جس کی قیمت ایک درہم ہے وہ حرم کے کبوتروں کو دانا کھلائے اور اگر وہ کبوتر کا بچہ تھا تو پھر ایک بکری کا بچہ اور ایک کبوتر کے بچے کی قیمت یعنی نصف درہم سے حرم کے کبوتروں کو دانا کھلائے گا۔

(۲۳۷۶) حلبی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ تم لوگ حرم کے اندر وہی ذبیحہ خریدو جو (حدود حرم سے باہر) حل میں ذبح کیا ہوا ہو اور وہ ذبح شدہ حرم میں لایا گیا ہو اگر ایسا ہے تو جو حالت احرام میں نہیں بلکہ محل ہے اسکے لئے کوئی حرج نہیں ہے۔

(۲۳۷۷) سعید بن عبداللہ اعرج نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے شتر مرغ کے انڈوں کے متعلق سوال کیا کہ میں نے اسے حرم میں کھایا تو آپ نے فرمایا کہ اسکی قیمت تصدق کرو۔

(۲۳۷۸) عبدالرحمن بن حجاج نے روایت کی ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ ایک کبوتر کی قیمت ایک درہم ایک کبوتر کے بچے کی قیمت نصف درہم اور انڈے کی قیمت ایک چوتھائی درہم کے حساب سے ہوگی۔

باب : حرم کے اندر کیا ذبح کیا جا سکتا ہے اور اسمیں سے کیا نکالا جا سکتا ہے

(۲۳۷۹) ابن مسکان نے ابی بصیر سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ حرم کے اندر صرف اونٹ گائے بھیڑ اور مرغی ذبح کی جا سکتی ہے۔

(۲۳۸۰) معاویہ بن عمار نے آپ علیہ السلام سے حبش کی مرغیوں کے متعلق دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا اسکا شمار شکار میں نہیں ہے۔ پرندہ تو وہ ہے جو آسمان و زمین کے درمیان اپنے پر پھیلا کر اڑے۔

(۲۳۸۱) جمیل بن دراج اور محمد بن مسلم دونوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سندی مرغی کے متعلق دریافت کیا کہ وہ حرم سے نکال کر لیجائی جا سکتی ہے؟ آپؑ نے فرمایا ہاں اس لئے کہ وہ مستقل اڑنے والی نہیں ہے اور ایک دوسری حدیث میں ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ وہ پھدکتی ہے۔

(۲۳۸۲) اور حسن بن صیقل نے مکہ کی مرغی اور اسکی پرواز کے متعلق دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا کہ جو اپنے پر پھیلا کر نہ اڑے اسے کھاؤ اور جو پر پھیلا کر اڑے اسکو آزاد چھوڑ دو۔

(۲۳۸۳) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے اپنا شیر حرم میں داخل کر دیا اب کیا اس کے لئے یہ جائز ہے کہ وہ اسکو حرم میں سے نکالے؟ آپؑ نے فرمایا وہ درندہ ہے اور جب درندوں میں سے کوئی چیز اسیر ہو کر حرم میں داخل ہو تو تمہارے لئے جائز ہے کہ اسے حرم سے نکال دو۔

(۲۳۸۴) اور ان ہی جنابؑ سے معاویہ بن عمار نے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کوئی ہرج نہیں اگر حرم میں چیونٹی اور کھٹمل کو مار دیا جائے نیز فرمایا کوئی ہرج نہیں اگر حرم کے اندر جوں وغیرہ ماری جائے۔

(۲۳۸۵) اور عبداللہ بن سنان نے آنجنابؑ علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ پرندوں میں جو پرندہ اپنے پر پھیلا کر نہ اڑ سکے وہ بمنزلہ مرغی کے ہے۔

باب : حج اور دیگر عبادات کے لئے سفر کے متعلق جو احادیث وارد ہوئی ہیں

(۲۳۸۶) عمرو بن ابی المقدام نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے آل داؤد علیہ السلام کی حکمت کی باتوں کے متعلق بیان فرمایا کہ ایک صاحب عقل انسان سوائے تین کاموں کے اور کبھی سفر اختیار نہیں کرتا۔ آخرت کا سامان فراہم کرنے کے لئے یا اپنے امور معاش کی اصلاح و درستی کے لئے یا حلال چیزوں سے لذت اندوز ہونے کے لئے۔

(۲۳۸۷) سکونی نے اپنے اسناد کے ساتھ روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سفر کرو اپنی صحت بناؤ۔ جہاد کرو مال غنیمت حاصل کرو۔ حج کرو غنی اور دولتمند بن جاؤ۔

(۲۳۸۸) جعفر بن بشیر نے ابراہیم بن فضل سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کا رزق کسی سرزمین پر پیدا کرتا ہے تو وہاں اسکے جانے کی ضرورت بھی پیدا کر دیتا ہے۔

باب : وہ ایام واوقات جن میں سفر مستحب یا مکروہ ہے

(۲۳۸۹) حفص بن غیاث نخعی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا جس شخص کا کہیں سفر کا ارادہ ہو تو وہ سنیچر کو سفر کرے اس لئے کہ اگر سنیچر (شنبہ) کے دن کوئی پتھر بھی کسی پہاڑ سے جدا ہوگا تو اللہ تعالیٰ اسکو اسکی جگہ واپس کر دے گا۔ اور کسی کو کہیں شدید طلب حاجت کے لئے جانا ہے تو وہ منگل (سہ شنبہ) کو طلب حاجت کے لئے سفر کرے اس لئے کہ یہ وہ دن ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کے لئے لوہا نرم کر دیا تھا۔

(۲۳۹۰) ابراہیم بن ابو یحییٰ مدینی نے آنجناب علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ شب جمعہ میں سفر کے لئے نکلنے میں کوئی ہرج نہیں ہے۔

(۲۳۹۱) عبداللہ بن سلیمان نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جمعرات (پنجشنبہ) کے دن سفر کیا کرتے تھے۔

(۲۳۹۲) نیز امام علیہ السلام نے فرمایا کہ پنجشنبہ (جمعرات) ایک ایسا دن ہے جو اللہ اور اسکے رسول اور اسکے ملائکہ کو پسند ہے۔

(۲۳۹۳) اہل بغداد میں سے کسی شخص نے حضرت ابوالحسن ثانی علیہ السلام کو ایک خط لکھ کر ہر مہینے کے آخری چہار شنبہ (بدھ) کو سفر پر نکلنے کے لئے دریافت کیا تو آپ نے جواب میں تحریر فرمایا کہ جو شخص بدشگونی بتانے والے نجومی اور جوتشیوں کے خلاف اس دن سفر کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو ہر آفت سے محفوظ رکھے گا۔ ہر تکلیف سے بچائے گا اور اللہ تعالیٰ اسکی ہر حاجت پوری کرے گا۔

(۲۳۹۴) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم لوگوں کو شب میں سفر کرنا چاہیئے اس لئے کہ زمین رات کو سمٹتی ہے۔

(۲۳۹۵) جمیل بن دراج اور حماد بن عثمان کی روایت میں ہے جو ان دونوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے

کی ہے آپ نے فرمایا کہ زمین رات کے آخری حصے میں سمٹتی ہے۔

(۲۳۹۶) محمد بن یحییٰ خثعمی نے آنجناب علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جمعہ کے دن کسی حاجت کے لئے سفر پر نہ نکلو۔ جب سنیچر کا دن آجائے اور آفتاب طالع ہو جائے تو اپنی حاجت کے لئے نکلو۔

(۲۳۹۷) ابوایوب خزاز اور عبداللہ بن سنان نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے قول خدا (فاذا قضیت الصلوۃ فانتشروا فی الارض و ابتغوا من فضل اللّٰہ) سورہ جمعہ ۱۰ (جب نماز ہو چکے تو زمین میں جہاں چاہو منتشر ہو جاؤ اور اللہ کے فضل سے اپنی روزی تلاش کرو) کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ نماز جمعہ کے دن ہے اور زمین میں منتشر ہونا سنیچر کے دن کے لئے ہے۔

(۲۳۹۸) نیز آں امام علیہ السلام نے فرمایا کہ سنیچر کا دن ہم لوگوں کے لئے ہے اور اتوار کا دن بنی امیہ کے لئے ہے۔

(۲۳۹۹) نیز آں امام علیہ السلام نے فرمایا کہ دوشنبہ یعنی پیر کے دن نہ سفر کرو اور نہ کسی طلب حاجت کے لئے جاؤ۔

(۲۴۰۰) ابوایوب خزاز سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ ہم لوگوں نے سفر کے لئے نکلنے کا ارادہ کیا تو حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں سلام کے لئے حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا شاید تم لوگ دوشنبہ یعنی پیر کے دن کی برکت حاصل کرنا چاہتے ہو؟ ہم لوگوں نے عرض کیا جی ہاں۔ آپ نے فرمایا مگر اس دوشنبہ سے زیادہ منحوس دن ہم لوگوں کے لئے اور کونسا ہوگا۔ اس دن ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم لوگوں سے جدا ہوئے اور نزول وحی کا سلسلہ اٹھ گیا، دوشنبہ کے دن سفر کے لئے نہ نکلو سہ شنبہ یعنی منگل کے دن سفر کے لئے نکلو۔

(۲۴۰۱) محمد بن حمران نے اپنے والد سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جو شخص قمر در عقرب میں سفر کرے گا یا شادی بیاہ کرے گا وہ اس میں بھلائی کبھی نہ دیکھے گا۔

(۲۴۰۲) عبدالملک بن اعین سے روایت کی گئی ہے اسکا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ میں تو اس علم نجوم سے مصیبت میں مبتلا ہو گیا ہوں۔ جب کسی ضرورت کے لئے جانے کا ارادہ کرتا ہوں اور طالع پر نظر ڈالتا ہوں اور دیکھتا ہوں کہ وہ بد ہے تو بیٹھ جاتا ہوں اور اس کام کے لئے نہیں جاتا اور جب دیکھتا ہوں کہ طالع نیک ہے تو ضرورت کے لئے جاتا ہوں آپ نے دریافت کیا وہ حاجت پوری ہو جاتی ہے؟ میں نے عرض کیا جی ہاں آپ نے فرمایا پھر بھی تم اپنی (یہ علم نجوم کی) کتابیں جلا دو۔

(۲۴۰۳) سلیمان بن جعفر جعفری نے حضرت ابوالحسن امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ مسافر کے لئے راستے میں چھ بد شگونیاں ہیں۔ (۱) مسافر کے داہنے جانب کوا بول رہا ہو۔ (۲) کتا اپنی دم اٹھائے ہوئے ہو یا بھیڑیا انسان کے سامنے بھونکے اسطرح کہ وہ اپنی دم پر بیٹھا ہو پھر بھونکے پھر دم اٹھائے پھر دم جھکائے ایسا تین مرتبہ کرے۔ (۳) اور ہرن انسان کے سامنے داہنے جانب سے بائیں جانب چلا جائے۔ (۴) الو بولنے لگے (۵) ادھیڑ عمر کی عورت جسکی پیشانی کے بال

کھچڑی ہو گئے ہوں سامنے آجائے (۶) دم کٹی ہوئی گدھی سامنے آجائے ۔ تو ان سب کی وجہ سے جس کے دل میں خوف آئے تو وہ یہ دعا پڑھ لے ۔ اِعْتَصَمْتُ بِکَ یَارَبِّ مِنْ شَرِّمَا اَجِدُ فِیْ نَفْسِیْ فَاعْصِمْنِیْ مِنْ ذٰلِکَ (میرے پروردگار میں تیری حفاظت میں آتا ہوں اس شر سے بچنے کے لئے کہ جس کا خوف میرے دل میں ہے تو مجھے اس سے بچا لے) تو اللہ تعالیٰ اسے بچا لے گا ۔

باب : سفر کا افتتاح صدقہ سے کرنا چاہیئے

(۲۴۰۴) حسن بن محبوب نے عبدالرحمن بن حجاج سے روایت کی ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ صدقہ دیکر جس دن چاہو سفر کرو ۔

(۲۴۰۵) حماد بن عثمان سے روایت کی گئی ہے کہ ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ کیا مکروہ دنوں میں سفر کرنا بھی مکروہ ہے ۔ جیسے چہار شنبہ وغیرہ ؟ آپ نے فرمایا کہ تم اپنے سفر کا افتتاح صدقہ سے کرو اور جب چاہو جس دن چاہو سفر کے لئے نکلو ۔ اور آیت الکرسی کی تلاوت کر کے جب چاہو جس دن چاہو پچھنی لگواؤ ۔

(۲۴۰۶) ابن ابی عمیر سے روایت کی گئی ہے انکا بیان ہے کہ میں ستاروں کو دیکھا کرتا تھا ان کو پہچانا کرتا تھا اور طالع کو پہچانا کرتا تھا تو میرے دل میں اسکی وجہ سے کچھ وسوسہ پیدا ہو جایا کرتا تھا چنانچہ اس کی شکایت میں نے حضرت امام ابوالحسن موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے کی تو آپ نے فرمایا جب تمہارے دل میں کچھ وسوسہ پیدا ہو تو سب سے پہلا فقیر و مسکین جو تمہیں ملے اس کو کچھ صدقہ دیدو اور آگے بڑھ جاؤ اللہ تعالیٰ تمہارے دل سے یہ وسوسہ دور کر دے گا ۔

(۲۴۰۷) کردین نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ نے فرمایا جو شخص صبح ہوتے ہی کچھ صدقہ دیدے تو اس دن کی نحوست اللہ تعالیٰ اس سے دور کر دیگا ۔

(۲۴۰۸) ہارون بن خارجہ نے محمد بن مسلم سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ حضرت امام علی ابن الحسین زین العابدین علیہ السلام جب اپنی کسی جائیداد پر تشریف لیجانے کا ارادہ کرتے تو جو کچھ میسر ہوتا اس کے عوض اللہ تعالیٰ سے سلامتی خرید لیا کرتے اور جب آپ سواری کے رکاب میں قدم رکھتے اور سلامتی کے ساتھ اللہ تعالیٰ انہیں واپس کرتا تو اللہ تعالیٰ کی حمد اور اسکا شکر بجالاتے اور جو کچھ میسر ہوتا صدقہ نکال دیتے ۔

باب : سفر میں اپنے ساتھ عصا رکھنا

(۲۴۰۹) امیرالمومنین علیہ السلام نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص سفر کے لئے نکلے اور اسکے ساتھ بادام تلخ کا عصا ہو اور اس آیت کی تلاوت کرے۔ (ولما توجه تلقاء مدين قال عسى ربي ان يهديني سواء السبيل تا والله على مانقول وكيل) (سورہ قصص آیت نمبر ۲۲تا۲۸) تو اللہ تعالیٰ اس کی ہر ضرر پہنچانے والے درندوں اور ہر طرح کے چوروں، ہر طرح کے ڈنک مارنے والوں سے اس وقت تک حفاظت کرے گا جب تک وہ اپنے اہل وعیال میں اپنے گھر واپس نہیں آجاتا۔ اور اس کے ساتھ ستر (۷۷) فرشتے ہونگے جو اسکے لئے استغفار پڑھتے رہیں گے سفر سے واپس آنے تک جب تک وہ (اپنے بادام تلخ کے عصا کو) رکھ نہ دے۔

(۲۴۱۰) نیز آپؑ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ عصا رکھنے سے فقر دور ہوتا ہے اور شیطان اسکے قریب نہیں آتا۔

(۲۴۱۱) نیز آپؑ نے فرمایا کہ جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اسکے لئے طے الارض (زمین سمٹ جانا) ہوجائے تو وہ عمدہ قسم کا عصا رکھے اور عمدہ قسم کا عصا بادام تلخ کا ہوتا ہے۔

(۲۴۱۲) نیز آپ علیہ السلام نے فرمایا تم لوگ اپنے ساتھ عصا رکھا کرو اس لئے کہ یہ میرے برادر انبیاء کی سنت ہے اور بنی اسرائیل میں تو ہر چھوٹا بڑا شخص عصا ٹیک کر چلتا تھا تاکہ چلنے میں قدم نہ لڑکھڑائے۔

باب : مسافر جب سفر پر نکلنے کا ارادہ کرے تو کون سی نماز مستحب ہے

(۲۴۱۳) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ انسان جب سفر کے لئے گھر سے نکلنے کا ارادہ کرے تو اپنے پیچھے اپنے اہل وعیال کی دیکھ بھال وحفاظت کے لئے اس سے افضل اور کوئی چیز نہیں کہ دو رکعت نماز پڑھے اور یہ کہے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْتَوْدِعُکَ نَفْسِیْ وَاَھْلِیْ وَمَالِیْ وَذُرِّیَّتِیْ وَدُنْیَایَ وَآخِرَتِیْ وَاَمَانَتِیْ وَخَاتِمَۃَ عَمَلِیْ۔ (اے اللہ میں اپنی ذات اور اپنے اہل وعیال اور اپنے مال اور اپنی دنیا اور اپنی آخرت اور اپنی امانت اپنے عمل کا انجام تجھے سونپ کر جا رہا ہوں) جو شخص بھی یہ کہے گا اللہ تعالیٰ جو وہ مانگے دیگا۔

ان شاء اللہ تعالیٰ اس کتاب میں باب سیاق مناسک کے اندر اس کے متعلق اور احادیث بھی درج کی جائیں گی۔

باب : سفر کے لئے نکلتے وقت مسافر کو کونسی دعا پڑھنی مستحب ہے

(۲۴۱۴) موسیٰ بن قاسم بجلی نے صباح حذاء سے روایت کی ہے اسکا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا آپ فرمارہے تھے کہ اگر تم لوگوں میں سے کوئی شخص سفر کا ارادہ کرتے وقت اپنے گھر کے دروازے پر ادھر رخ کرکے جدھر اسکو جانا ہے کھڑا ہو اور سورہ فاتحہ اپنے آگے اپنے داہنے اور اپنے بائیں پڑھے پھر آیت الکرسی اپنے آگے اور اپنے داہنے اور اپنے بائیں پڑھے پھر یہ دعا پڑھے اَللّٰھُمَّ احْفَظْنِیْ وَ احْفَظْ مَامَعِیْ وَ سَلِّمْنِیْ وَ سَلِّمْ مَامَعِیْ وَ بَلِّغْنِیْ وَ بَلِّغْ مَامَعِیْ بِبَلَاغِکَ الْحَسَنِ (اے اللہ تو میری حفاظت کر اور جو کچھ میرے ساتھ ہے اسکی حفاظت کر۔ تو مجھے سلامت رکھ اور میرے ساتھ جو کچھ ہے اسے سلامت رکھ اور مجھے منزل پر پہنچا اور میرے ساتھ جو کچھ ہے اس کو منزل پر پہنچا بہترین طور سے) تو اللہ اسکی بھی حفاظت کرے گا اور اسکے ساتھ جو کچھ ہے اسکی بھی۔ اسکو بھی سلامت رکھے گا اور اسکے ساتھ جو کچھ ہے اسکو بھی سلامت رکھے گا اسکو بھی منزل تک پہنچائے گا اور جو اسکے ساتھ ہے اس کو بھی۔ راوی کا بیان ہے کہ پھر آپ نے فرمایا اے صباح کیا تم نہیں دیکھتے کہ (سفر میں) آدمی محفوظ رہتا ہے مگر اسکے ساتھ جو کچھ ہے وہ محفوظ نہیں رہتا۔ آدمی سلامت رہتا ہے مگر اسکے ساتھ جو سامان ہے وہ سلامت نہیں رہتا آدمی منزل تک پہنچ جاتا ہے مگر اسکے ساتھ جو کچھ ہے وہ منزل تک نہیں پہنچتا میں نے عرض کیا جی ہاں میں آپ پر قربان ایسا ہی ہوتا ہے۔

(۲۴۱۵) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام جب کسی سفر کا ارادہ کرتے تو یہ دعا پڑھتے اَللّٰھُمَّ خَلِّ سَبِیْلَنَا وَ اَحْسِنْ تَسْیِیْرَنَا وَ اَعْظِمْ عَافِیَتَنَا (اے اللہ تو ہمارے راستے کو رکاوٹوں سے خالی کردے اور ہماری رفتار کو درست رکھ اور ہمیں عظیم عافیت عطا کر)۔

(۲۴۱۶) علی بن اسباط نے حضرت امام ابوالحسن رضا علیہ السلام سے روایت کی ہے اسکا بیان ہے کہ آنجناب نے مجھ سے فرمایا کہ تم سفر میں ہو یا حضر میں جب بھی اپنے گھر سے نکلو تو یہ کہو بِسْمِ اللّٰهِ آمَنْتُ بِاللّٰهِ، وَ تَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰهِ مَاشَاءَ اللّٰهُ وَ لَاحَوْلَ وَ لَاقُوَّةَ اِلَّابِاللّٰهِ۔ (اللہ کے نام کے ساتھ میں اللہ پر ایمان لایا ہوں اور اللہ ہی پر بھروسہ کیا ہے جو اللہ چاہتا ہے وہی ہوتا اور نہیں ہے کوئی طاقت اور نہیں کوئی قوت لیکن صرف اللہ کی دی ہوئی) پھر جب شیاطین اسکے پاس آئیں گے تو ملائکہ ان شیاطین کے منہ پر طمانچہ رسید کریں گے اور کہیں گے (دور ہو جاؤ) اس پر تمہارا کوئی قابو نہیں چلے گا اس نے اللہ کا نام لیا ہے اس پر ایمان لائے ہوئے ہے اس پر بھروسہ کئے ہے اور یہ کہا ہے کہ جو اللہ چاہتا ہے وہی ہوتا ہے اور نہیں ہے کسی کے پاس کوئی طاقت اور کوئی قوت لیکن صرف اللہ کی دی ہوئی۔

(۲۴۱۷) ابو بصیر نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جو شخص اپنے گھر سے نکلتے وقت یہ کہے۔

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِمَّا عَاذَتْ مِنْہُ مَلَائِکَۃُ اللّٰہِ مِنْ شَرِّ ھٰذَا الْیَوْمِ ، وَ مِنْ شَرِّ الشَّیَاطِیْنِ ، وَ مِنْ شَرِّ مَنْ نَصَبَ لِاَوْلِیَاءِ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ ، وَ مِنْ شَرِّ الْجِنِّ وَ الْاِنْسِ ، وَ مِنْ شَرِّ السِّبَاعِ وَ الْھَوَامِّ وَ مِنْ شَرِّ رُکُوْبِ الْمَحَارِمِ کُلِّھَا اُجِیْرُ نَفْسِیْ بِاللّٰہِ مِنْ کُلِّ شَرٍّ۔ (میں پناہ چاہتا ہوں اللہ کی ان تمام چیزوں سے جن سے پناہ چاہی ہے ملائکہ نے اللہ تعالیٰ کی اس دن کے شر سے، شیاطین کے شر سے، اللہ کے اولیاء کے دشمنوں کے شر سے۔ جن وانس کے شر سے اور درندوں اور زہریلے کیڑوں مکوڑوں کے شر سے اور تمام حرام باتوں کے ارتکاب کے شر سے میں اپنی ذات کو اللہ کی پناہ میں دیتا ہوں ہر شر سے محفوظ رہنے کے لئے۔) تو اللہ تعالیٰ اسکو بخش دے گا اسکی توبہ قبول کرے گا اور تمام مہم میں اسکی مدد کرے گا اسکو برائیوں سے روکے گا اور شر سے بچائے گا۔

باب : سواری پر سوار ہوتے وقت کی دعا

(۲۴۱۸) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام جب اپنا قدم رکاب میں رکھتے تو اس آیت کی تلاوت کرتے سُبْحَانَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا ھٰذَا وَ مَا کُنَّا لَہٗ مُقْرِنِیْنَ (پاک ہے وہ ذات کہ جس نے اسکو تابعدار بنا دیا حالانکہ ہم اتنے طاقتور نہ تھے جو اس پر قابو پاتے) (سورہ زخرف آیت نمبر ۱۳) پھر سات مرتبہ سبحان اللّٰہ سات مرتبہ الحمد للّٰہ اور سات مرتبہ لا الٰہ الا اللّٰہ کہا کرتے تھے۔

(۲۴۱۹) اور اصبغ بن نباتہ سے روایت ہے اسکا بیان ہے کہ میں نے امیرالمومنین علیہ السلام کی سواری کی رکاب پکڑی اور آپؑ نے سوار ہونے کا ارادہ کیا تو اپنا سر آسمان کی طرف اٹھایا اور تبسم فرمایا۔ تو میں نے عرض کیا یا امیرالمومنین میں نے آپؑ کو دیکھا کہ آپ نے آسمان کی طرف سر اٹھایا اور تبسم فرمایا۔ آپؑ نے فرمایا کہ ہاں اے اصبغ جسطرح تم نے میری سواری کی رکاب پکڑی اسی طرح میں نے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سواری کی رکاب پکڑی تھی اور انہوں نے اپنا سر آسمان کی طرف بلند کرکے تبسم فرمایا تھا اور جس طرح سوال کر رہے ہو اسی طرح میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا تھا اور جو کچھ آنحضرتؐ نے بتایا وہ میں تمہیں بتاتا ہوں۔

ایک مرتبہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سواری کیلئے شہباء کی رکاب تھامی تو آپؐ نے اپنا سر آسمان کی طرف بلند فرمایا اور متبسم ہوئے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ نے اپنا سر آسمان کی طرف بلند کیا اور مسکرائے؟ آپؐ نے فرمایا اے علیؑ جو شخص بھی اپنی اس سواری پر سوار ہو جو اللہ نے اسکو عطا کی ہے اور آیہ سخرہ (جو اوپر مذکور ہوئی) کی تلاوت کرے پھر یہ کہے اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الَّذِیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَ اَتُوْبُ اِلَیْہِ ، اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ فَاِنَّہٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ (میں اس اللہ سے طلب مغفرت کرتا ہوں کہ نہیں ہے کوئی اللہ سوائے اس کے، وہ زندہ اور قائم ہے اور میں اسکی بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں۔ اے اللہ میرے گناہوں کو معاف کردے کیونکہ تیرے

علاوہ اور کوئی گناہوں کو معاف نہیں کرتا) تو وہ مالک کریم کہتا ہے کہ اے میرے ملائکہ دیکھو یہ میرا بندہ جانتا ہے کہ میرا سوا اور کوئی گناہوں کو معاف نہیں کرتا تو اب تم لوگ گواہ رہنا کہ میں نے اس بندے کے گناہ معاف کر دیئے ہیں۔

باب : دوران سفر ذکر خدا اور دعا

(۲۴۲۰) معاویہ بن عمار نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب اپنے سفر کے دوران سواری سے اترتے تو سبحان اللہ کہتے اور جب سوار ہوتے تو اللہ اکبر کہتے۔

(۲۴۲۱) علاء نے ابو عبیدہ سے اور انہوں نے ان دونوں ائمہ علیہما السلام میں سے کسی ایک سے روایت کی ہے کہ آنجنابؑ نے فرمایا کہ جب تم کسی سفر میں ہو تو یہ کہو اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ مَسِیْرِیْ عِبَراً وَ صَمْتِیْ تَفَکُّراً وَ کَلَامِیْ ذِکْراً (اے اللہ تو اس سفر کو میرے لئے سبق آموز بنا دے میری خاموشی کو غور و فکر کیلئے قرار دے اور میرے کلام کو ذکر الٰہی کی توفیق دے)

(۲۴۲۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اس ذات کی قسم جسکے قبضہ قدرت میں ابو القاسم کی جان ہے جب کسی بلندی سے کوئی تہلیل کرنے والا لا الہ الا اللہ کہتا ہے یا کوئی تکبیر کہنے والا اللہ اکبر کہتا ہے تو اس کی تہلیل و تکبیر کے ساتھ اس کے پیچھے سے لا الہ الا اللہ کی آواز اور اسکے سامنے سے اللہ اکبر کی آواز بلند ہوتی ہے اور وہ آواز زمین کے کناروں تک پہنچتی ہے۔

باب : مسافر کو دوران سفر میں اچھی صحبت اختیار کرنا اور غصہ کو پی لینا چاہیئے نیز اس پر حسن اخلاق اختیار کرنا اور ایذا رسانی سے اجتناب کرنا واجب ہے

(۲۴۲۳) ابی الربیع شامی سے روایت ہے کہ اسکا بیان ہے کہ ایک مرتبہ ہم لوگ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے پاس بیٹھے ہوئے تھے اور پورا گھر آدمیوں سے بھرا ہوا تھا آپؑ نے فرمایا وہ شخص جو اپنے ہم صحبت کے ساتھ اچھی مصاحبت نہ کرے، اپنے رفیق کے ساتھ بہترین رفاقت نہ کرے، اپنے شریک خورد و نوش کے ساتھ مناسب طور پر خورد و نوش نہ کرے اور اپنی مخالفت کرنے والے کے ساتھ اچھے انداز سے مخالفت نہ کرے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

(۲۴۲۴) صفوان جمال نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ میرے پدر بزرگوار علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ اگر کسی شخص میں یہ تین صفتیں نہیں تو خواہ وہ اس بیت اللہ کی طرف رخ کرکے عبادت کرتا ہو ہمارے نزدیک اسکا کوئی وزن نہیں۔ پہلے یہ کہ اس میں ایسا خلق ہو کہ وہ اپنے ساتھی کے ساتھ اخلاق سے پیش آئے دوسرے اتنا حلم ہو کہ اپنے غصہ پر قابو پالے تیسرے اس میں اتنی پرہیزگاری ہو کہ جو اسکو ان باتوں سے روک سکے

جنہیں اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے۔

(۲۴۲۵) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ یہ مروت نہیں ہے کہ انسان کو سفر میں جو کچھ بھلا برا پیش آئے لوگوں سے بیان کرتا پھرے۔

(۲۴۲۶) عمّار بن مروان کلبی سے روایت کی گئی ہے اسکا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھے نصیحت فرمائی اور فرمایا کہ میں تم کو خوف خدا کی اور لوگوں کی امانتوں کے ادا کرنے کی اور سچ بولنے کی اور اپنے ہم صحبت کے ساتھ اچھے مصاحب بننے کی نصیحت کرتا ہوں اور نہیں ہے کسی میں کوئی قوت لیکن صرف اللہ کی دی ہوئی۔

(۲۴۲۷) اور محمد بن مسلم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ جو تم سے میل ملاقات رکھتا ہے اگر ہوسکے تو تمہارا ہاتھ اسکے ہاتھ کے اوپر رہے (یعنی اسکو کچھ دیتے رہو لینے کی فکر نہ کرو) اگر تم سے ہوسکے تو ایسا کرو۔

باب : مسافر کے پیچھے کچھ دور جانا اسکو رخصت کرنا اس کیلئے دعا کرنا

(۲۴۲۸) جب امیرالمومنین علیہ السلام حضرت ابو ذر رحمۃ اللہ علیہ کو رخصت کرنے کیلئے ان کے ہمراہ گئے تو حضرت امام حسن علیہ السلام، حضرت امام حسین علیہ السلام اور عقیل ابن ابی طالب و عبداللہ بن جعفر و حضرت عمّار بن یاسر بھی انکو رخصت کرنے کیلئے ساتھ چلے امیرالمومنین نے ارشاد فرمایا اچھا اب تم لوگ اپنے برادر ایمانی کو رخصت کرو اس لئے کہ مسافر کو آخر جانا ہے اور جو اسکو رخصت کرنے کیلئے ساتھ ساتھ چل رہا ہے اسکو واپس آنا ہے تو ہر ایک نے فرداً فرداً ان سے گلے مل کر کچھ نہ کچھ کہا چنانچہ امام حسین علیہ السلام نے فرمایا اے ابو ذر اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے بیشک قوم نے آپ کو بلا میں مبتلا کیا محض اس لئے کہ آپ ان لوگوں سے اپنا دین بچاتے تھے تو ان لوگوں نے آپ سے اپنی دنیا بچائی مگر کل بروز قیامت آپ کو اس چیز کی زیادہ ضرورت ہوگی جسے آپ نے ان لوگوں سے بچایا ہے اور اسکی آپ کو بالکل ضرورت نہ ہوگی جسے ان لوگوں نے آپ سے بچایا ہے۔ ابو ذر نے جواب دیا اے اہل بیت نبی آپ لوگوں پر اللہ رحم فرمائے مجھے اس دنیا میں آپ لوگوں کے سوا اور کسی شے کی ضرورت نہیں۔ میں جب آپ لوگوں کو یاد کرتا ہوں تو آپ کے جد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یاد آجاتے ہیں۔

(۲۴۲۹) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب مومنین کو رخصت کرتے تو فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ تم لوگوں کیلئے تقویٰ کو زاد سفر بنائے۔ ہر نیکی اور خیر کی طرف تمہیں متوجہ رکھے۔ تمہاری تمام حاجتیں پوری کرے تمہارے لئے تمہارے دین و دنیا کو سلامت رکھے۔ اور تمہیں سلامتی کے ساتھ سلامت رہنے والوں کے پاس واپس پہنچائے۔

(۲۴۳۰) اور ایک دوسری حدیث میں جو حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم جب کسی مسافر کو رخصت فرماتے تو اسکا ہاتھ پکڑتے اور فرماتے اللہ تمہیں بہترین ہمسفر عطا کرے اور تمہاری مکمل معاونت اور مدد کرے، سنگلاخ زمین کو تمہارے لئے نرم کرے، تمہاری بعید منزل کو قریب کرے اور ہر مہم میں تمہاری مدد فرمائے، تمہارے دین اور تمہاری امانت کی حفاظت کرے، تمہیں ہر خیر کی طرف متوجہ رکھے۔تم پر لازم ہے کہ اللہ سے ڈرتے رہو۔میں تمہیں اللہ کی سپردگی میں دیتا ہوں جاؤ اللہ تعالیٰ تمہیں یہ سفر مبارک کرے۔

باب : تنہا سفر کرنے والے کو کیا کہنا چاہیئے

(۲۴۳۱) بکر بن صالح نے سلیمان بن جعفر سے اور انہوں نے حضرت ابوالحسن موسیٰ بن جعفر علیہما السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ جو شخص تنہا سفر کرے اسے یہ کہنا چاہیئے۔مَاشَاءَ اللّٰهُ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ ، اَللّٰهُمَّ آنِسْ وَحْشَتِيْ وَاَعِنِّيْ عَلٰى وَحْدَتِيْ وَاَدِّ غَيْبَتِيْ [جو اللہ چاہے گا (وہی ہوگا) نہیں ہے کسی میں کوئی طاقت اور کوئی قوت لیکن صرف اللہ کی دی ہوئی۔اے اللہ تو میری وحشت میں میرا مونس بن جا میری تنہائی میں میرا معین و مددگار بن جا اور مجھے اس سفر سے سلامتی کے ساتھ پلٹا دے۔]

باب : تنہا سفر کرنے کی کراہت

(۲۴۳۲) علی بن اسباط نے عبدالملک بن مسلمہ سے انہوں نے سری بن خالد سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کیا میں تم لوگوں کو آگاہ کروں کہ برا شخص کون ہے؟ لوگوں نے عرض کیا جی ہاں یا رسول اللہ آپؐ نے فرمایا جو شخص تنہا سفر کرے اور لوگوں کا تحفہ اور ہدیہ لینے سے انکار کرے اور اپنے غلام کو بلا قصور مارے۔

(۲۴۳۳) حضرت ابوالحسن امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام کو جو وصیت فرمائی اس میں یہ ہے۔تم تنہا سفر کیلئے نہ نکلنا اس لئے کہ تنہا مسافر کے ساتھ شیطان لگ جاتا ہے اور دو سے بہت دور رہتا ہے۔اے علیؑ جب کوئی شخص تنہا سفر کرتا ہے تو راستہ بھٹک جاتا ہے اور دو بھی راستہ بھٹکتے ہیں اور تین تو ایک جماعت ہے (اسکے بھٹکنے کا امکان کم ہے) اور بعض نے روایت کی ہے کہ آپؐ نے فرمایا کہ تین ہمراہ ہوں تو واقعی سفر ہے۔

(۲۴۳۴) ابراہیم بن عبدالحمید نے حضرت موسیٰ ابن جعفر سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین شخصوں پر لعنت کی ہے ایک اس کھانے والے پر جو حد سے زیادہ کھا جائے، دوسرے اس سونے والے پر جو کسی گھر میں اکیلا سوئے، تیسرے اس سوار پر جو صحرا میں اکیلا سفر کرے۔

(۲۴۳۵) محمد بن سنان نے اسماعیل بن جابر سے روایت کی ہے اسکا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں مکہ کے اندر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک شخص مدینہ سے آپ کے پاس آیا آپ نے فرمایا تمہارے ساتھ اور کون تھا اس نے عرض کیا میں نے کسی کو ساتھ نہیں لیا تنہا آیا ہوں ۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا خیر اگر میں تم سے پہلے ملا ہوتا تو تمہیں آداب سفر بتاتا ۔ سنو ایک شخص شیطان ہوتا ہے دو بھی شیطان ہوتے ہیں ۔ تین آپس میں ساتھی ہوتے ہیں اور چار رفقا ہوتے ہیں ۔

باب : رفیقان سفر میں ہر ایک پر دوسرے کا حق واجب ہے

(۲۴۳۶) سکونی نے اپنے اسناد سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ پہلے سفر کا ساتھی (چنو) اسکے بعد سفر اختیار کرو ۔

(۲۴۳۷) نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ دو شخصوں میں سے جس نے بھی سفر میں ہمراہی اختیار کی وہ ان دونوں میں سب سے زیادہ ثواب پائے گا ۔ اور ان دونوں میں سب سے زیادہ اللہ کا محبوب وہ ہے جو اپنے ساتھی کے ساتھ نرمی اور رفاقت برتے ۔

(۲۴۳۸) اور امیرالمومنین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ تم ایسے شخص کو اپنا رفیق سفر نہ بناؤ جو تم کو اپنی ذات پر اسی طرح ترجیح نہیں دیتا جس طرح تم اسکو اپنی ذات پر ترجیح دیتے ہو ۔

(۲۴۳۹) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب چند لوگ سفر پر نکلیں تو یہ سنت ہے کہ ہر شخص اپنا اپنا توشہ اپنے ساتھ لیکر نکلے یہ انکے لئے خود بہتر ہے اور یہ ان کیلئے بہتر اخلاق ہے ۔

(۲۴۴۰) اسحاق بن جریر نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے اسکا بیان ہے کہ آنجناب فرمایا کرتے کہ اسی شخص کی صحبت اختیار کرو جو تمہارے لئے باعث زینت بنے اس کی صحبت نہ اختیار کرو جسکے لئے تم باعث زینت بنو ۔

(۲۴۴۱) شہاب بن عبدربہ نے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا آپ تو میرا حال جانتے ہی ہیں کہ میرا ہاتھ کتنا کشادہ ہے اور اپنے بھائیوں کے لئے اپنا ہاتھ کتنا کشادہ رکھتا ہوں ۔ چنانچہ سفر مکہ میں لوگ ہمارے ساتھ ہوتے ہیں ان پر خوب کشادگی سے خرچ کرتا ہوں ۔ تو آپ نے فرمایا اے شہاب الیسا نہ کیا کرو اس لئے کہ اگر تمہاری کشادگی دکھانے پر وہ لوگ بھی کشادگی دکھانے لگے تو تم ان سب کو محتاج کردو گے اور اگر ان لوگوں نے اپنا ہاتھ روکا تو تم انکو ذلیل کردو گے ۔ لہذا تم اپنے ہم سطح لوگوں کی صحبت اختیار کرو، تم اپنی حیثیت کے لوگوں کی صحبت اختیار کرو ۔

(۲۴۴۲) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ تم سفر میں ایسے کی صحبت اختیار کرو جو حیثیت میں تمہارے مانند ہو

ایسے کی صحبت نہ اختیار کرو جو تمہارا خرچہ برداشت کرے اس لئے کہ یہ ایک مومن کیلئے باعث ذلت ہے۔

(۲۴۴۳) ابو خدیجہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ تنہا کسی مکان میں شب بسر کرنے والا شیطان ہے اور دو ایک دوسرے کے مصاحب ہیں اور تین تو یہ چہل پہل ہے۔

(۲۴۴۴) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک چار آدمیوں کی ہمراہی زیادہ پسندیدہ ہے اور سات سے تعداد جتنی زیادہ ہوگی اتنا ہی شور و غوغا زیادہ ہوگا۔

(۲۴۴۵) اور امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ مسافر کا حق یہ ہے کہ اگر وہ بیمار ہوجائے تو اسکے ساتھی اسکی صحت کے انتظار میں اسکی دیکھ بھال کیلئے اسکے ساتھ تین دن اور تین رات تک ٹھہرے رہیں۔

(۲۴۴۶) عبداللہ بن ابی یعفور نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ کو خرچ میں سب سے زیادہ پسند کفایت شعاری ہے اور سب سے زیادہ ناپسند اسراف ہے سوائے سفر حج و عمرہ کے۔

باب سفر میں حدی و شعر خوانی

(۲۴۴۷) سکونی نے اپنے اسناد کے ساتھ روایت کی ہے اسکا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مسافر کا زاد سفر حدی خوانی اور شعر خوانی بھی ہے بشرطیکہ اس میں فحشیات نہ ہوں۔

باب : سفر میں زاد راہ کی حفاظت

(۲۴۴۸) صفوان جمّال سے روایت کی گئی ہے اسکا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ میرے ساتھ میرے اہل وعیال بھی ہیں اور میں حج کا ارادہ رکھتا ہوں تو کیا اپنے خرچ کیلئے نقدیات اپنی کمر میں باندھ لوں؟ آپ نے فرمایا ہاں اس لئے کہ میرے پدر بزرگوار علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ اپنے خرچہ کی حفاظت مسافر کی قوت ہے۔

(۲۴۴۹) علی بن اسباط نے اپنے چچا یعقوب بن سالم سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ میرے پاس بہت سے درہم ہوتے ہیں جن پر تصویریں بنی ہوتی ہیں جب میں احرام باندھتا ہوں تو ان دراہم کو ایک ہمیانی میں رکھ کر کمر میں باندھ لیتا ہوں۔ آپ نے فرمایا کوئی حرج نہیں یہ تمہارا خرچہ ہی تو ہے جس پر خدا کے بعد بھروسہ رکھتے ہو۔

باب : سفر میں توشہ دان لیکر چلنا

(۲۴۵۰) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جب تم سفر کرو تو تمہارے ساتھ تمہارا ناشتہ دان ہو جس میں طرح طرح کے لذیذ کھانے ہوں۔

(۲۴۵۱) نصر خادم سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عبدالصالح ابوالحسن موسیٰ بن جعفر صادق علیہ السلام نے ایک توشہ دان رکھا کہ جس پر پیتل کا ڈھکنا تھا تو آپؑ نے فرمایا اسکو ہٹاؤ اور اسکی جگہ لوہے کا ڈھکن رکھو اس لئے کہ اس میں جو کچھ ہے اسکے قریب کیڑے مکوڑے نہیں آئیں گے۔

باب : وہ سفر جس میں توشہ دان ساتھ لینا مکروہ ہے

(۲۴۵۲) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے کسی صحابی سے کہا کیا تم لوگ حضرت امام حسین علیہ السلام کی قبر پر زیارت کیلئے جاتے ہو انہوں نے کہا جی ہاں۔آپؑ نے فرمایا اپنے ساتھ توشہ دان بھی لے جاتے ہو؟ انہوں نے کہا جی ہاں۔ آپؑ نے فرمایا لیکن جب تم لوگ اپنے باپ ماں کی قبروں پر جاتے ہو تو ایسا نہیں کرتے۔ اس نے کہا ہم لوگ وہاں کیا کھائیں؟ آپؑ نے فرمایا دودھ کے ساتھ روٹی۔

(۲۴۵۳) اور ایک دوسری حدیث میں ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا مجھے اطلاع ملی ہے کہ ایک قوم کے افراد جب امام حسین علیہ السلام کی قبر کی زیارت کو جاتے ہیں تو اپنے ساتھ توشہ دان لے جاتے ہیں جس میں بکرے کا بھنا ہوا گوشت اور کھجور سے تیار کیا ہوا حلوا ہوتا ہے۔ مگر جب اپنے دوستوں کی قبروں کی زیارت کیلئے جاتے ہیں تو اپنے ساتھ کچھ نہیں لے جاتے۔

باب : سفر میں توشہ

(۲۴۵۴) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ انسان کے شرف میں اس کا بھی شمار ہے کہ جب وہ سفر کیلئے نکلے تو اسکا توشہ بہت عمدہ اور نفیس ہو۔

(۲۴۵۵) اور حضرت علی بن الحسین امام زین العابدین علیہ السلام جب حج یا عمرہ کیلئے مکہ کی طرف سفر فرماتے تو آپؑ کے ساتھ بہترین قسم کا توشہ (سامان خورد ونوش) بادام اور شکر سے بنی ہوئی شیرینی اور کھٹا میٹھا ستو ہوتا تھا۔

(۲۴۵۶) روایت کی گئی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت ابو ذر رحمتہ اللہ علیہ نے خانہ کعبہ کے پاس کھڑے ہو کر کہا کہ میں جندب بن سکن ہوں۔یہ سن کر لوگ انکے گرد جمع ہو گئے آپ نے فرمایا کہ جب تم لوگ کہیں سفر کا ارادہ کرتے ہو تو اپنا

توشہ ساتھ لیتے ہو جو سفر میں کافی ہو جائے تو پھر قیامت کے دن کے سفر کیلئے بھی تو توشہ فراہم کر لو کیا تم لوگ اس سفر کیلئے ایسا توشہ نہیں چاہتے جو تمہارے لئے کافی ہو" یہ سن کر ایک نے اٹھ کر کہا آپ ہی ہم لوگوں کو بتائیں (کیا کریں) فرمایا کہ یوم نشور کیلئے سخت گرمی میں ایک دن روزہ رکھو۔ اور بڑے امور (جو اس دن پیش آئینگے) کیلئے ایک حج کرو اور اپنی قبروں کی وحشت کیلئے رات کی تاریکی میں دو رکعت نماز پڑھو۔ کلمہ خیر کیلئے زبان کھولو اور کلمہ شر کیلئے زبان بند رکھو یا تم کسی مسکین کو صدقہ دو ممکن ہے کہ تم لوگ نجات پاجاؤ اس سخت دن سے اے مسکین لوگو۔ اور دنیا میں سے صرف دو درہم حاصل کرو ایک درہم اپنے بال بچوں کے خرچ کیلئے اور دوسرا درہم آخرت کیلئے آگے بڑھاتے جاؤ۔ اور تیسرا درہم تو وہ مضر ہوگا وہ کچھ فائدہ نہ دیگا اور دنیا میں صرف دو بات کرو ایک طلب حلال دوسری بات طلب آخرت اور تیسری بات مضر ہوگی وہ کوئی فائدہ نہ دیگی اسکے تردد میں نہ پڑو پھر فرمایا کہ مجھے تو اس دن کی فکر مارے ڈال رہی ہے جس کو میں نے ابھی نہیں پایا ہے۔

(۲۴۵۷) حضرت لقمان نے اپنے فرزند کو نصیحت کی کہ اے فرزند یہ دنیا گہرا سمندر ہے اس میں بہت سا عالم غرق ہو چکا۔ لہذا تم اس کیلئے ایک ایسا سفینہ بناؤ جس میں اللہ پر ایمان ہو اور اسکا بادبان اللہ پر توکل کو بناؤ اور اس میں ایسا سامان سفر رکھو جس میں خوف خدا ہو اب اگر تم نے نجات پائی تو اللہ کی مہربانی ہے اور اگر ہلاک ہو گئے تو اپنی گناہوں کی وجہ سے۔

باب : سفر میں اسلحے اور آلات حرب و ضرب لیجانا

(۲۴۵۸) سلیمان بن داؤد منقری نے حماد بن عیسیٰ سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے بیان فرمایا کہ حضرت لقمان علیہ السلام نے اپنے فرزند سے نصیحت کی اور یہ بھی کہا کہ اے فرزند اپنی تلوار اپنے موزے اور اپنی رسی اپنی مشک اپنے دھاگے اور اپنی ستالی کو ساتھ لیکر سفر کرو۔ اور وہ دوائیں اپنے ساتھ ہوں جو تمہارے لئے اور تمہارے ساتھیوں کے لئے مفید ہوں۔ اور اپنے اصحاب کا ساتھ دو لیکن اللہ تعالٰی کی نافرمانی میں نہیں۔ اور بعض لوگوں نے یہ زیادہ کیا ہے کہ اور اپنے گھوڑے کو ساتھ لو۔

باب : سرحد کی حفاظت کے لئے گھوڑا پالنا اور سب سے پہلے جس نے اس پر سواری کی

(۲۴۵۹) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ گھوڑوں کی پیشانیوں سے قیامت تک خیر وابستہ رہے گا اور ان پر راہ خدا میں خرچ کرنے والا (ایسا ہے) جیسے کھلے ہاتھوں خیرات کرنے والا ہو بندھے ہاتھوں نہیں اور اگر تم دنیا کی کسی چیز کو شمار میں لانا چاہو تو اسپ اقرح (جسکی پیشانی سفید ہو) اسپ ارثم (جسکی ناک کے سرے پر سفید داغ ہو) اسپ محجّل

ثلاث (جسکی تین ٹانگیں سفید ہوں) طلق الیمین (جسکے داھنے پاؤں سفید نہ ہوں) کمیت (سرخ مائل بہ سیاہی) پھر اغر (ستارہ پیشانی) کو شمار کرو۔ اس سے تم کو سلامتی ملے گی اور مال غنیمت ملے گا۔

(۲۴۶۰) بکر بن صالح نے سلیمان بن جعفر جعفری سے انہوں نے حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام سے روایت کی ہے راوی کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب کو فرماتے ہوئے سنا آپ نے فرمایا کہ گھوڑے کے دونوں نتھنوں میں شیطان ہوتا ہے لہذا جب تم میں سے کوئی اسکو لگام لگانی چاہے تو پہلے بسم اللہ الرحمن الرحیم کہہ لے۔

(۲۴۶۱) نیز راوی کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ کو یہ بھی فرماتے ہوئے سنا کہ جو بھی ایسا گھوڑا پالے گا جو عتیق ہو (جس کے ماں باپ دونوں عربی نسل کے ہوں) تو ہر روز اسکے نامہ اعمال سے دس گناہ محو کر دیئے جائیں گے اور گیارہ نیکیاں لکھدی جائیں گی۔ اور جو شخص اسپ ھجین (جسکا باپ عربی النسل اور ماں غیر عربی ہو) پالے گا تو اسکے نامہ اعمال سے ہر روز دو گناہ محو کر دیئے جائیں گے اور ہر روز نو نیکیاں لکھ دی جائیں گی۔ جو شخص اسپ برذون پالے (جس کے ماں باپ ترکی النسل ہوں) اور اس سے اس کا مقصد خوبصورتی اور دشمنی سے مدافعت ہو تو اس کے نامہ اعمال سے ہر روز ایک گناہ محو کیا جائے گا اور چھ نیکیاں لکھ دی جائیں گی۔ اور جو شخص اسپ اشقر (گہرا سرخ و زرد) اغر (ستارہ پیشانی) اقرح (سفید پیشانی) کو پالے اور اگر ستارہ پیشانی کے ساتھ اسکے چاروں پاؤں سفید ہوں جو مجھے بہت پسند ہے تو اس کے گھر میں فقر داخل نہ ہوگا جب تک کہ وہ اسپ اس میں ہے اور جب تک وہ اپنے مالک کی ملکیت میں ہے اس کے مالک کو کوئی گزند نہ پہنچے گا۔

(۲۴۶۲) راوی کا بیان ہے کہ میں نے آپؑ کو یہ بھی فرماتے ہوئے سنا کہ امیرالمومنین علیہ السلام یمن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے چار گھوڑے تحفہ میں لائے تو عرض کیا یا رسول اللہ میں آپؐ کے لئے چار گھوڑے لایا ہوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا بتاؤ تو وہ کیسے ہیں حضرت علی علیہ السلام نے عرض کیا یا حضرت وہ مختلف رنگ کے ہیں۔ آپؐ نے پوچھا ان میں کوئی ایسا بھی ہے جس کے پاؤں سفید ہوں؟ حضرت علی نے عرض کیا جی ہاں ایک ان میں گہرا سرخ ہے اور اسکے چاروں پاؤں سفید ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اچھا تو یہ میرے لئے روکے رکھو۔ پھر عرض کیا ان میں دو عدد سرخ مائل بہ سیاہی ہیں اور ان کے پاؤں بھی سفید ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ اپنے دونوں فرزندوں کو دیدو۔ عرض کیا اسمیں ایک بالکل سیاہ رنگ کا ہے سر سے پاؤں تک کوئی اور رنگ نہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس کو فروخت کر کے اسکی قیمت اپنے عیال کے خرچ میں لگاؤ۔ بیشک مبارک گھوڑے تو وہ ہوتے ہیں کہ جن کے چاروں پاؤں سفید ہوں۔

(۲۴۶۳) نیز میں نے آنجناب علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ آپؑ فرما رہے تھے کہ جو شخص اپنے گھر سے یا کسی دوسری جگہ سے صبح کے وقت نکلے اور گہرے سرخ رنگ کا گھوڑا جس کے پاؤں سفید ہوں سامنے آجائے تو اسکا پورا دن مبارک ہوگا۔ اور اگر اسکی پیشانی سفید ہو تو عیش ہی عیش ہیں اسے دن بھر خوشی ہی خوشی نصیب ہوگی۔ اور اسکی حاجتیں پوری

ہونگی۔

(۲۴۶۴) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے بیان فرمایا کہ زمانہ قدیم کے اندر سرزمین عرب میں گھوڑے بالکل وحشی جانور تھے تو حضرت ابراہیم و حضرت اسماعیل علیہما السلام کوہ ابو قبیس پر چڑھے اور دونوں نے پکار کر کہا ارے او ستوادھر آؤ تو وہاں کوئی بھی ایسا گھوڑا نہیں تھا جس نے اپنی چوٹی انہیں نہ پکڑا دی ہو۔

باب : گھوڑے کا حق اپنے مالک پر

(۲۴۶۵) اسماعیل بن ابی زیاد نے اپنی اسناد کے ساتھ روایت کی ہے اسکا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ گھوڑے کے حق اپنے مالک پر کئی ہیں سب سے پہلے مالک اسکے پشت سے اترے تو اسے چارہ دے اور اسکے سامنے پانی پیش کرے اور اسکے منہ پر نہ مارے اس لئے کہ وہ اس منہ سے اپنے رب کی حمد کی تسبیح پڑھتا ہے اور اسکی پشت پر صرف راہ خدا میں ٹھہرے رہو۔ اسکی طاقت سے زیادہ اس پر بوجھ نہ ڈالو۔ اور جتنی اس میں طاقت ہو اتنی ہی اسکو چلنے کی تکلیف دو۔

(۲۴۶۶) ایک شخص نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ میں سواری کو جو میرے زیرران ہے کب ماروں آپؑ نے فرمایا اس وقت مارو کہ جب وہ تمہارے زیرران اتنا نہ چلے جتنا وہ اپنے چارہ کی طرف دوڑ کر جاتا ہے۔

(۲۴۶۷) نیز روایت کی گئی ہے کہ آپؑ نے فرمایا تم لوگ گھوڑے کو اس کی قدم کی لغزش پر مارو لیکن اس کے بدک کر بھاگنے پر نہ مارو اس لئے کہ وہ جو کچھ دیکھتا ہے وہ تم لوگ نہیں دیکھتے۔

(۲۴۶۸) نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب کوئی گھوڑا اپنے سوار کے زیرران ٹھوکر کھاتا ہے اور سوار کہتا ہے کہ تیرا ناس جائے تو گھوڑا بھی کہتا ہے کہ تیرا بھی ناس ہو جائے ہم دونوں نے ہی اپنے مالک کی نافرمانی کی ہے۔

(۲۴۶۹) نیز حضرت علی علیہ السلام نے گھوڑے کے متعلق فرمایا کہ اس کے منہ پر نہ مارو اور اس پر لعنت نہ کرو اس لئے کہ اللہ تعالیٰ اس پر لعنت کرنے والے پر لعنت کرتا ہے اور ایک دوسری حدیث میں ہے کہ اسکے چہرے کو بدشکل نہ کرو۔

(۲۴۷۰) اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سواری کے جانور پر جب لعنت کی جاتی ہے تو وہ ملعون ہو جاتا ہے۔

(۲۴۷۱) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سواری پر پاؤں موڑ کر نہ بیٹھو اور اسکی پشت کو پوری پشت گاہ نہ بنادو۔

(۲۴۷۲) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ ہر شے میں ایک احترام کی چیز ہوتی ہے اور جانوروں میں احترام کی چیز ان کا چہرہ ہے۔

باب : وہ باتیں جن سے جانور بھی بے خبر نہیں

(۲۴۷۳) علی بن رئاب نے ابی حمزہ سے اور انہوں نے حضرت علی ابن الحسین علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ فرمایا کرتے تھے کہ جانور چاہے کسی بات سے بے خبر ہو لیکن چار باتوں سے بے خبر نہیں۔ اپنے رب تبارک و تعالیٰ کی معرفت سے موت کی معرفت سے، نر و مادہ کی پہچان سے اور ہری بھری چراگاہ کی پہچان سے۔

(۲۴۷۴) لیکن دوسری حدیث جو حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے میں ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ اگر جانور اپنی موت کی اسطرح پہچان رکھتے جس طرح تم لوگ رکھتے ہو تو تم لوگوں کو کوئی جانور موٹا اور چرب دار کھانے کو نہ ملتا۔ یہ اس پہلی حدیث کے مخالف نہیں اس لئے کہ وہ موت کو تو جانتے ہیں مگر اتنا نہیں جتنا تم لوگ جانتے ہو۔

باب : گھوڑے پر خرچ کرنے کا ثواب

(۲۴۷۵) قول خدا (الذین ینفقون اموالھم باللیل و النھار سراً و علانیة فلھم اجرھم عند ربھم و لا خوف علیھم و لا ھم یحزنون) سورہ بقرہ ۔ ۲۷۴ ۔ (وہ لوگ جو اپنے اموال میں سے رات دن پوشیدہ طور سے اور بظاہر صدقہ نکالتے ہیں ان کے لئے انکے رب کے پاس ثواب و اجر ہے اور ان کے لئے نہ کوئی خوف ہے اور نہ کوئی حُزن) کے بارے میں روایت کی گئی ہے کہ یہ آیت امیر المومنین علیہ السلام کے بارے میں نازل ہوئی اس کے نزول کا سبب یہ ہوا کہ آپؑ کے پاس صرف چار درہم تھے آپؑ نے ان میں سے ایک درہم رات میں تصدق کیا ایک درہم دن میں تصدق کیا اور ایک درہم پوشیدہ تصدق کیا اور ایک درہم سب کے سامنے تو یہ آیت نازل ہوئی اور آیت جب کسی ایک چیز کے متعلق نازل ہوتی ہے تو اس طرح کی جتنی چیزیں ہیں سب پر اسکا اطلاق ہوتا ہے اور اس کی تفسیر میں ہم لوگوں کا اعتقاد یہ ہے کہ یہ آیت نازل ہوئی انفاق امیر المومنین کے بارے میں مگر اس کے بعد اس کا اطلاق ہوتا رہے گا گھوڑے اور اس کے مشابہ اور چیزوں پر جو کچھ خرچ کیا جائے۔

باب : گھوڑے کے دونوں اگلے پاؤں کے چھپے ہوئے حصہ میں پیوند نما داغ کا سبب

(۲۴۷۶) حماد بن عثمان نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے اسکا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے عرض کیا کہ میں آپؑ پر قربان ہم دیکھتے ہیں گھوڑوں کے اگلے دونوں پاؤں کے چھپے ہوئے حصہ میں جیسے دو پیوند لگے ہوں جیسے لوہے سے داغ دیا گیا ہو۔ یہ کیا چیز ہے؟ آپؑ نے فرمایا کہ ماں کے پیٹ میں یہ اسکے نرخرے کی جگہ ہے۔

باب : جانوروں کی اچھی طرح دیکھ بھال کرنا

(۲۴۷۷) حضرت ابوذر رحمتہ اللہ علیہ سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا کہ میں نے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا آپ فرمارہے تھے کہ ہر جانور یہ دعا مانگتا ہے کہ اے اللہ تو مجھے ایسا مالک دے جو سچے معنوں میں مالک ہو۔ مجھے پیٹ بھر کر کھلائے پلائے اور مجھ پر اتنا بوجھ نہ لادے کہ جسکے اٹھانے کی مجھ میں طاقت نہ ہو۔

(۲۴۷۸) امام جعفر صادق علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ جو شخص کوئی جانور خریدتا ہے تو جانور کہتا ہے پروردگار تو اس خریدار کو میرے لئے رحیم بنادے۔

(۲۴۷۹) اور عبداللہ بن سنان نے ان ہی جناب سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا تم لوگ گھوڑے رکھا کرو یہ باعث زینت ہے اس سے بہت سی ضرورتیں پوری ہوتی ہیں اور اسکا رزق اللہ کو دینا ہے۔

(۲۴۸۰) سکونی نے اپنے اسناد کے ساتھ روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نرمی کو پسند کرتا ہے اور اس پر معین ومددگار ہوتا ہے۔ جب تم کسی دبلے پتلے جانور پر سواری کرو تو جگہ جگہ اسکو ٹھہراؤ اگر سرزمین بے آب وگیاہ ہے اس سے جلد سے جلد نکل جاؤ اور اگر زمین سرسبز وشاداب ہے تو جگہ جگہ اسکو ٹھہراؤ۔

(۲۴۸۱) نیز حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا تم میں سے جو شخص سواری پر سوار ہو کر سفر کرے تو سواری سے اترنے کے بعد سب سے پہلے اسے دانا اور پانی دے۔

(۲۴۸۲) اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جب تم کسی سرسبز خطہ زمین میں سفر کرو تو نرم رفتار سے سفر کرو اور جب کسی بنجر اور بے آب وگیاہ خطہ میں سفر کرو تو تیز رفتاری اختیار کرو۔

باب : اونٹ کے متعلق احادیث

(۲۴۸۳) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ سرخ اونٹ رکھنے سے پرہیز کرو اس لئے کہ اس کی عمر بہت کم ہوتی ہے۔

(۲۴۸۴) نیز آنجناب علیہ السلام نے فرمایا کہ ہر اونٹ کی کوہان پر ایک شیطان مسلط رہتا ہے لہذا اس کا پیٹ بھرو اسکو قابو میں رکھو اور اس سے خدمت لو۔

(۲۴۸۵) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا تم لوگ سیاہ اور بد صورت اونٹ خریدا کرو وہ بہت طویل العمر ہوتا ہے۔

(۲۴۸۶) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اونٹ اپنے گھر والوں کے لئے باعث عزت ہوتا ہے۔

(۲۴۸۷) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اونٹوں کی قطار کے درمیان سے نکلنے کو منع فرمایا تو آپؐ سے دریافت کیا گیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ کیوں؟ تو آپؐ نے ارشاد فرمایا اس لئے کہ ایک اونٹ سے دوسرے اونٹ کے درمیان ایک شیطان ہوتا ہے۔

(۲۴۸۸) ایک مرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ کون سا پیشہ اچھا ہے؟ آپؐ نے فرمایا زراعت جسے آدمی اپنے ہاتھ سے کرے اور اسکی دیکھ بھال کرے اور کاٹنے کے دن اسکا حق ادا کردے۔ دریافت کیا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زراعت کے بعد کونسا پیشہ اچھا ہے آپؐ نے فرمایا آدمی اپنے بھیڑ بکریوں کے گلے کو لئے ہوئے بارانی مقامات پر چلا جائے وہیں نماز پڑھتا اور زکوٰۃ دیتا رہے۔ دریافت کیا گیا کہ گلہ بانی کے بعد کونسا پیشہ اچھا ہے آپؐ نے فرمایا گائے پال لے اور (اسکے دودھ سے) صبح نفع اٹھائے اور شام نفع اٹھائے۔ دریافت کیا گیا یا رسول اللہ گائے کے بعد کیا بہتر ہے؟ آپؐ نے فرمایا وہ اونچے درخت جن کے پاؤں زمین میں گڑے ہوئے ہیں اور زمانہ قحط میں بھی کھانا کھلا دیتے ہیں کھجوروں کے درخت بھی کتنے اچھے ہیں جس نے اس کو فروخت کیا اس کی قیمت بالکل ایسی ہے جیسے پہاڑ کی چوٹی کی راکھ کہ تیز ہوا چلے اور وہ اپنی جگہ چھوڑ کر نیچے آجائے پھر عرض کیا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھجور کے بعد کیا بہتر ہے؟ اس پر آپ خاموش ہوئے تو ایک شخص نے کہا اور اونٹ کہاں گیا؟ آپؐ نے فرمایا اس میں بدنصیبی، دشواری، پریشانی اور گھر سے دوری ہے۔ اس میں صبح وشام نحوست ہی نحوست ہے اس سے اگر نفع بھی حاصل ہوتا ہے تو منحوس اور بائیں سمت سے لیکن یہ شقی اور ظالم جمّال اسکو معدوم نہیں ہونے دیتے۔

مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں اس سے اگر نفع حاصل ہوتا بھی ہے تو منحوس سمت سے اسکا مطلب یہ ہے کہ اس سے اگر دودھ دوہا جاتا ہے یا سوار ہوا جاتا ہے تو صرف بائیں جانب سے (داھنے اور اچھے سمت سے نہیں)

(۲۴۸۹) امام علیہ السلام نے بھیڑ کے متعلق فرمایا کہ جب یہ فائدہ دینا شروع کرتی ہے تو (دودھ اور بچوں کی شکل میں) نفع دیتی ہی رہتی ہے اور جب جانے لگتی ہے تو بھی مالک کو فائدہ دیکر جاتی ہے۔ (اپنے گوشت اور چمڑے وغیرہ سے) اور گائے جب نفع دینے لگتی ہے تو نفع دیتی رہتی ہے اور جب جانے لگتی ہے تو چلی جاتی ہے (جتنا کھایا ہے اور جتنا نفع دیا ہے برابر ہوجاتا ہے) اور اونٹ جب نفع دینے لگتا ہے (تو اس سے زیادہ کھا جاتا ہے) تو نقصان ہی رہتا ہے اور جب جانے لگتا ہے تو نقصان ہی دیکر جاتا ہے۔

باب : اونٹ کے ساتھ عدل کرنا واجب ہے اسے مارنا نہیں چاہیئے اس پر ظلم نہیں کرنا چاہیئے

(۲۴۹۰) سکونی نے اپنے اسناد کے ساتھ روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک اونٹ کو دیکھا کہ وہ بندھا ہوا ہے اور اس پر بوجھ لدا ہوا ہے تو فرمایا کہ اسکا مالک کہاں ہے اس سے کہدو کہ وہ کل قیامت کے دن اس کی جوابدہی کے لئے تیار رہے۔

(۲۴۹۱) اور ایک دوسری حدیث میں ہے کہ حاملہ اونٹنیوں کو آخر میں رکھو اس لئے کہ ان کے دونوں ہاتھ معلق ہیں اور ان کے دونوں پاؤں بھاری ہیں۔

(۲۴۹۲) ابن فضال نے حماد لحام سے روایت کی ہے اسکا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے اونٹوں کی قطار سامنے سے گذری تو آپؑ نے دیکھا کہ ایک اونٹ پر کسی ہوئی محمل ایک طرف کو جھکی ہوئی ہے تو آپؑ نے فرمایا اے غلام اسکے محمل کو معتدل کرو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ عدل و اعتدال کو پسند کرتا ہے۔

(۲۴۹۳) ایوب بن اعین نے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے ولید بن صبیح کو حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے بیان کرتے ہوئے سنا کہ ابو حنیفہ سعید بن بیان سابق الحاج الھمدانی نے ماہ ذی الحجہ کا چاند قادسیہ میں دیکھا (جو نجف کا ایک قریہ ہے) اور عرفات میں ہم لوگوں کے ساتھ پہنچا (آٹھ دن میں اتنی طویل مسافت طے کرلی) تو آپؑ نے فرمایا (اتنی تیز رفتاری میں) اسکے لئے نماز تو ممکن نہیں (سوائے اسکے کہ اس نے اشاروں سے نماز پڑھی ہو)

(۲۴۹۴) اور حضرت علی ابن الحسین علیہما السلام نے اپنے ایک ناقہ پر چالیس حج کئے اور کبھی اس کو ایک کوڑا بھی نہیں لگایا۔

(۲۴۹۵) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جس اونٹ پر تین سال حج کرلیا جائے اس کو جنت کا اونٹ قرار دیا جائے گا۔

باب : جو کچھ ایک کے بعد ایک سواری کے لئے آیا ہے

(۲۴۹۶) امام جعفر صادق علیہ السلام نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امیرالمومنین علیہ السلام اور مرثد بن ابی مرثد غنوی ان تینوں کے پاس ایک (ہی) اونٹ تھا یہ سب بدر کی طرف جاتے ہوئے ایک کے بعد ایک اس پر سوار ہوتے۔

باب : مومن مسافر کی مدد و اعانت کا ثواب

(۲۴۹۷) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص ایک مومن مردِ مسافر کی اعانت کرے گا اللہ تعالیٰ اسکے ۷۳ مصائب و تکالیف کو دور کردے گا اور دنیا و آخرت میں اس کو غم و ہم سے پناہ دے گا اس سے کرب عظیم کو دور رکھے گا جس دن لوگوں کا دم گھٹا جاتا ہوگا اور دوسری حدیث میں ہے جب لوگوں کو اپنی اپنی پڑی ہوگی۔

باب : سفر میں مروت

(۲۴۹۸) ایک مرتبہ کچھ لوگ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے سامنے آپس میں مروت و سخاوت کا تذکرہ کر رہے تھے تو آپ علیہ السلام نے فرمایا تم لوگوں کا خیال ہے کہ مروت و سخاوت فسق و فجور میں ہے اور مروت و سخاوت دستر خوان پر چنے ہوئے طعام اور کسی کے ساتھ کچھ نیکی کرنے اور کسی کی اذیت و تکلیف کو دور کرنے کا نام ہے۔ مگر یہ سب شاطرانہ حرکت ہے اور فسق ہے۔ اس کے بعد فرمایا اب بتاؤ کہ مروت کیا ہے لوگوں نے عرض کیا ہمیں نہیں معلوم۔ آپ نے فرمایا خدا کی قسم مروت یہ ہے کہ انسان اپنا دسترخوان اپنے گھر کے صحن میں بچھائے اور مروت کی دو قسمیں ہیں ایک مروت حضر میں اور ایک مروت سفر میں۔ حضر میں مروت یہ ہے کہ انسان تلاوت قرآن کرے، مسجد میں پابندی سے جائے۔ برادران ایمان کے ساتھ حوائج و ضروریات کے لئے جائے۔ خادم پر بخشش کرے جس کو دوست دیکھ کر خوش ہو اور دشمن ذلیل وخوار ہو جائے اور سفر میں مروت و سخاوت تو وہ یہ ہے کہ اس کا توشہ سفر کثیر مقدار میں ہو اور عمدہ و نفیس ہو اور جو لوگ ساتھ ہوں ان پر خوب خرچ کرے اور اپنے ہمسفر لوگوں کی باتیں ان کے جدا ہونے کے بعد اور لوگوں سے پوشیدہ رکھے اور مزاح اور خوش مزاجی بہت ہو گر ایسی نہ ہو کہ جو اللہ کی ناراضگی کا سبب بنے۔ اسکے بعد فرمایا اس ذات کی قسم جس نے میرے جد صلوات اللہ علیہ وآلہ کو حق کے ساتھ نبی بنا کر بھیجا اللہ تعالیٰ بندہ کو رزق بقدر اسکی مروت کے عطا کرتا ہے اور اللہ کی طرف سے اعانت بندے کے خرچ پر نازل ہوتی ہے اور جتنی شدید بلا و مصیبت ہوتی ہے اسی کے مطابق صبر نازل ہوتا ہے۔

باب : وہ منزلیں اور مقامات کہ جن میں پڑاؤ ڈالنا مکروہ ہے

(۲۴۹۹) سکونی نے اپنے اسناد کے ساتھ بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر تم لوگوں کو آخر شب استراحت کے لئے پڑاؤ ڈالنا ہے تو سر راہ اور وادیوں میں پڑاؤ ڈالنے سے اجتناب کرو اس لئے کہ یہ درندوں اور سانپوں کی جگہیں ہوتی ہیں۔

(۲۵۰۰) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص کسی ایسی منزل پر پڑاؤ ڈالے جہاں درندوں کا خوف ہو تو یہ دعا پڑھے۔ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ كُلِّ سَبُعٍ (میں گواہی دیتا ہوں کہ نہیں ہے کوئی اللہ سوائے اس اللہ کے وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اس کے لئے ملک ہے اسی کے لئے حمد ہے اس کے دست قدرت میں خیر و بہتری ہے اور وہی ہر شے پر قادر ہے۔ اے اللہ میں ہر درندے کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں) تو اللہ تعالیٰ وہاں کے درندوں سے اسکی حفاظت کرے گا ان شاء اللہ یہاں تک کہ وہ اس منزل سے کوچ کر جائے۔

باب : سفر میں پاپیادہ چلنا

(۲۵۰۱) منذر بن جیفر نے یحییٰ بن طلحہ نہدی سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ہم لوگوں سے ارشاد فرمایا پیدل چلو اور تیز چلو یہ تم لوگوں کو ہلکا محسوس ہوگا (تکان کم آئے گی)۔

(۲۵۰۲) روایت کی گئی ہے کہ کچھ لوگ پاپیادہ سفر کر رہے تھے اتنے میں رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان تک پہنچے ان لوگوں نے آپؐ سے پاپیادہ چلنے میں تکان کی شکایت کی تو آپؐ نے فرمایا تیز رفتاری کا سہارا لو۔

(۲۵۰۳) اور معاویہ بن عمار نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جس کے اوپر قرض ہے تو کیا اس پر حج کرنا واجب ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ ہاں مسلمانوں میں جو بھی پاپیادہ چلنے کی طاقت رکھتا ہے اس پر حجتہ الاسلام واجب ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اکثر لوگ پاپیادہ چل کر حج کیا کرتے تھے۔ چنانچہ ایک مرتبہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مقام کراع الغمیم سے گذرے تو آپؐ سے لوگوں نے تکان سفر کی شکایت کی تو آپؐ نے فرمایا ذرا کمر مضبوط باندھ کر تو دیکھو۔ لوگوں نے ایسا ہی کیا اور وہ تھکن وغیرہ سب جاتی رہی۔

(۲۵۰۴) علی بن ابی حمزہ نے ابو بصیر سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آنجنابؐ سے قول خدا (وللّٰہ علی الناس حج البیت من استطاع الیہ سبیلا) (اور لوگوں پر واجب ہے کہ محض خدا کے لئے خانہ کعبہ کا حج کریں جنہیں وہاں تک پہنچنے کی استطاعت ہو) (سورہ آل عمران آیت ۹۷) کے متعلق دریافت کیا تو آپؐ نے فرمایا اگر (انسان) کے پاس کچھ نہیں ہے تو پاپیادہ حج کے لئے نکلے۔ میں نے عرض کیا مگر پیدل چلنے کی اس میں طاقت نہیں۔ آپؐ نے فرمایا کچھ پیدل چلے کچھ سواری پر میں نے عرض کیا اس میں اتنی بھی مقدرت نہیں تو فرمایا پھر لوگوں کی خدمت گذاری کرے اور انکے ساتھ حج کو نکل جائے۔

باب : آداب مسافرت

(۲۵۰۵) سلیمان بن داؤد منقری نے حمّاد بن عیسیٰ سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے بیان فرمایا کہ حضرت لقمان نے اپنے فرزند کو نصیحت کی کہ اگر تم چند لوگوں کے ساتھ سفر کرو تو ان سے اپنے معاملہ میں اور ان کے معاملہ میں مشورہ کرتے رہو اور اپنی باتوں سے لوگوں کو متبسم کرتے رہو اور اپنے زاد سفر میں سے لوگوں پر سخاوت کرو۔ جب وہ لوگ پکاریں تو فوراً پہنچو اگر مدد چاہیں تو ان کی مدد کرو۔ اور اکثر اوقات خاموشی اختیار کرو۔ بہت زیادہ نماز میں مشغول رہو۔ اور تمہارے پاس سواری یا پانی یا کھانے پینے کی چیز غرض جو کچھ بھی ہے اس میں سخاوتِ نفسی ظاہر کرو اور جب لوگ تم سے گواہی طلب کریں تو سچی گواہی دو۔ اور جب لوگ تم سے مشورہ کے خواہشمند ہوں تو انہیں اپنی رائے پیش کرو۔ اور کسی کام کا پختہ ارادہ نہ کرو جب تک کہ اس پر بار بار نظر نہ ڈال لو اور وہ صحیح ثابت نہ ہوجائے۔ اور کسی مشورہ پر فوراً فریفتہ نہ ہوجاؤ بلکہ اٹھو بیٹھو۔ سو رہو۔ کھاؤ پیو۔ نماز پڑھو۔ اور اس اثناء میں تمہارا پورا ذہن تمہاری پوری سوچ اس مشورہ کی طرف متوجہ رہے۔ اس لئے کہ مشورہ دینے والا اگر کسی کو خوب سوچ سمجھ کر مشورہ نہ دیگا تو اللہ تعالیٰ اس سے اہل رائے ہونے کی قوت کو سلب کرلے گا۔ اور اس امانت کو اس سے واپس لے لیگا۔ اور جب دیکھو کہ تمہارے ساتھی کہیں جارہے ہیں تو تم بھی ان کے ساتھ جاؤ اور دیکھو کہ وہ لوگ کوئی کام کر رہے ہیں تو تم بھی ان کے ساتھ کام میں لگ جاؤ۔ جب وہ لوگ کسی کو صدقہ یا قرض دیں تو تم بھی ان کا ساتھ دو۔ اور جو شخص تم سے سن میں بڑا ہے اس کی بات سنو اور جب وہ لوگ تم کو کسی کام کا حکم دیں یا کوئی چیز مانگیں تو ہاں کہو نہیں نہ کہو اس لئے کہ نہیں عاجزی کی علامت ہے جو باعث ملامت ہے۔ اور جب تم لوگ راستہ بھول جاؤ تو رک جاؤ (آگے نہ بڑھو) اور اگر تمہیں کسی معاملہ میں شک ہو تو ٹھہرو اور آپس میں مشورہ کرلو۔ اور جب تم لوگ اپنے راستہ میں ایک شخص کو پاؤ تو اس سے اپنا راستہ نہ پوچھو ہوسکتا ہے کہ وہ کسی چور یا ڈاکو کا جاسوس ہو۔ یا وہ وہی شیطان ہو جس نے تمہارا راستہ بھلایا ہے اور اگر دو آدمی ملیں تو ان سے بھی اجتناب کرو مگر یہ کہ ان میں تم لوگ وہ دیکھو جو میں نہیں دیکھ رہا ہوں۔ اور ایک صاحب عقل اپنی عقل کی آنکھوں سے ذرا بھی دیکھے گا تو حق کو پہچان لے گا۔ اور شخص حاضر وہ سب کچھ دیکھ لیتا ہے جو شخص غائب نہیں دیکھ سکتا۔ اے فرزند جب نماز کا وقت آجائے تو اس میں ذرا تاخیر نہ کرو فوراً نماز پڑھو اس سے چھٹکارا حاصل کرو۔ اس لئے کہ یہ قرض ہے اور باجماعت نماز پڑھو خواہ وہ نوک نیزہ پر کیوں نہ ہو۔ اور اپنی سواری پر ہرگز نیند نہ کرو اس لئے کہ اس سے سواری کی پشت جلد زخمی ہوجاتی ہے اور یہ صاحب حکمت لوگوں کا کام نہیں۔ لیکن یہ کہ تم محمل میں ہو، جوڑ بند کو ڈھیلا کرنے کے لئے لیٹ رہنا تمہارے لئے ممکن ہو۔ اور جب منزل کے قریب پہنچو تو اپنی سواری سے اتر کر فوراً اپنے کھانے پانی سے پہلے سواری کے چارے پانی کا انتظام کرو۔ اس لئے کہ وہ بھی تمہارا نفس ہے۔ اور جب کہیں منزل کرنے کا ارادہ ہو تو

تم لوگوں پر فرض ہے کہ ایسی جگہ کا انتخاب کرو۔ جس کا رنگ اچھا ہو زمین نرم ہو اس میں گھاس زیادہ ہو اور جب سواری سے اترو تو بیٹھنے سے پہلے دو رکعت نماز پڑھو پھر بیٹھو اور جب تمہیں پاخانے جانا ہو تو راستے سے دور نکل جاؤ اور قضائے حاجت کرو۔ اور جب اس منزل سے کوچ کا ارادہ ہو تو پہلے اس جگہ دو رکعت نماز پڑھ کر اس جگہ کو رخصت کرو اس کو سلام اور وہاں کے بسنے والوں کو سلام کہو اس لئے کہ زمین کے ہر چپہ پر ملائکہ آباد ہیں اور اگر تم سے یہ ممکن ہو کہ اس وقت تک کھانا نہ کھاؤ جب تک کہ صدقہ نہ کر لو تو ایسا کرو۔

اور تم پر لازم ہے کہ جب تک سواری پر رہو کتاب خدا کی تلاوت کرتے رہو۔ اور جب تک کوئی کام کرتے رہو تسبیح پڑھتے رہو اور جب تک خالی رہو اور کوئی کام نہ کرو تو دعائیں پڑھتے رہو۔ اور اول شب میں سفر سے احتیاط کرو اور شب کے آخری حصہ میں سفر کیا کرو اور راہ چلتے وقت آواز بلند کرنے سے پرہیز کرو۔

باب : راستہ سے بھٹک جانے والے کے لئے دعا

(۲۵۰۶) علی بن ابی حمزہ نے ابو بصیر سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا جب تم راستہ بھٹک جاؤ تو ندا دو کہ یَا صَالِحُ یَا اَبَا صَالِحٍ - اَرْشِدُوْنَا اِلَی الطَّرِیْقِ یَرْحَمُکُمُ اللّٰہُ (اے صالح یا اے ابو صالح آپ لوگ ہماری رہنمائی کریں راستہ کی طرف اللہ آپ پر رحم کرے)

(۲۵۰۷) اور روایت کی گئی ہے کہ خشکی پر حضرت صالح علیہ السلام موکل ہیں اور تری پر حضرت حمزہ موکل ہیں۔ (حالانکہ مشہور یہ ہے کہ خشکی پر حضرت خضر اور تری پر حضرت الیاس علیہما السلام موکل ہیں)

باب : منزل پر اترتے وقت کی دعا

(۲۵۰۸) نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام سے ارشاد فرمایا کہ اے علیؑ جب تم کسی منزل پر اترو تو کہو اَللّٰھُمَّ اَنْزِلْنِیْ مُنْزَلًا مُّبَارَکًا وَّ اَنْتَ خَیْرُ الْمُنْزِلِیْنَ (پروردگار مجھے بابرکت منزل پر اتار تو بہترین اتارنے والا ہے) تو اسکی اچھائی کی تمہیں اللہ روزی دے گا اور وہاں کی برائی سے اللہ تم کو دور رکھے گا۔

باب : کسی قریہ یا شہر میں داخل ہوتے وقت

(۲۵۰۹) اور جو وصیتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی السلام سے کیں ان میں یہ بھی تھا کہ اے علیؑ جب تم کسی شہر یا کسی قریہ میں داخل ہونے کا ارادہ کرو تو جس وقت اس کو دیکھو تو یہ کہو۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ خَیْرَھَا

وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّهَا، اَللّٰهُمَّ حَبِّبْنَا اِلٰی اَهْلِهَا وَحَبِّبْ صَالِحِیْ اَهْلِهَا اِلَیْنَا۔ [اے اللہ میں اس (شہر یا قریہ) کی بھلائی کا تجھ سے طلبگار ہوں اور اسکی برائی سے میں تیری پناہ چاہتا ہوں اے اللہ تو یہاں کے ساکنین کے دل میں میری محبت پیدا کر۔ اور یہاں کے صالح بندوں کی محبت میرے دل میں ڈال دے۔]

(۲۵۰) حسن بن محبوب نے ابی محمد والبشی سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ جب کوئی مرد مومن عالم مسافرت میں مرجاتا ہے اور وہاں اس پر کوئی رونے والا نہیں ہوتا تو اس پر زمین کا وہ ٹکڑا روتا ہے جس پر اس نے اللہ تعالیٰ کی عبادت کی ہے اس پر اس کے کپڑے روتے ہیں اس پر آسمان کے وہ دروازے روتے ہیں جن سے اسکے اعمال اوپر جاتے تھے اور اس پر وہ دونوں ملک روتے ہیں جو اس پر مقرر تھے۔

(۲۵۱) نیز آنجناب علیہ السلام نے ارشاد فرمایا جب کسی مسافر کی موت کا وقت آتا ہے اور وہ اپنے داہنے اور بائیں متوجہ ہوتا ہے مگر کسی کو نہیں دیکھتا (تب) وہ اپنا سر آسمان کی طرف بلند کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کہتا تو کس کی طرف ملتفت ہے؟ کسی ایسے کی طرف جو تیرے لئے مجھ سے بہتر ہے؟ مجھے اپنے عزت وجلال کی قسم اگر میں تجھے اس مرض کی قید سے آزاد کروں گا تو تجھے اپنے طاعت میں مشغول کروں گا اور اگر میں نے تیری روح قبض کر لی تو تجھے اپنے جوار رحمت وکرم میں رکھوں گا۔

باب : حج کر کے آنے والے کو مبارکباد دینا

(۲۵۲) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ سے (حج کر کے) واپس آنے والے سے فرماتے کہ اللہ تعالیٰ تیری طرف سے یہ عمل قبول کرلے اور تیرا جو کچھ خرچ ہوا ہے وہ واپس کر دے اور تیرے گناہوں کو بخش دے۔

باب : حاجی سے گلے ملنے کا ثواب

(۲۵۳) اور ابی الحسین اسدی رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے انہوں نے بیان کیا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا جو شخص کسی حاجی سے اسکے گرد وغبار بھرے کپڑوں میں گلے ملے تو گویا اس نے حجر اسود کو بوسہ دیا۔

باب : نادر احادیث

(۲۵۴) جابر ابن عبداللہ انصاری سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع فرمایا کہ جب کوئی شخص سفر سے واپس آئے تو رات کے وقت اپنے اہل وعیال میں بغیر اطلاع واجازت کے داخل ہو۔

(۲۵۱۵) نیز آنجناب علیہ السلام نے فرمایا کہ سفر عذاب کا ٹکڑا ہے لہذا جب تم میں سے کسی کا سفر ختم ہوجائے تو جلدی کرکے اپنے اہل و عیال کے کسی دروازے پر واپس پہنچے۔

(۲۵۱۶) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ منزل منزل کی سیر میں زاد راہ ختم ہوجاتا ہے اور بداخلاقی آجاتی ہے کپڑے میلے اور بوسیدہ ہوجاتے ہیں لہذا سیر تفریح صرف اٹھارہ میل تک کی ہو۔

(۲۵۱۷) عبداللہ بن میمون نے اپنے اسناد کے ساتھ روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب تم لوگ راستہ بھول جاؤ تو ہمیشہ اپنی داہنی جانب مڑو۔

(۲۵۱۸) اور جعفر بن قاسم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا ہر پل کی بلندی پر ایک شیطان ہوتا ہے جب تم لوگ اس بلندی تک پہنچو تو بسم اللہ الرحمن الرحیم کہو وہ تم سے بھاگ جائے گا۔

(۲۵۱۹) اور حضرت ابوالحسن موسیٰ بن جعفر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص سفر پر تحت الحنک کے ساتھ عمامہ باندھ کر نکلے گا اسکے لئے میں تین باتوں کا ضامن ہوں کہ اس کو چوری ہونے اور غرق ہونے اور جلنے کا کوئی گزند نہیں پہنچے گا۔

باب : حج اور عمرے کے لئے بال بڑھانا

(۲۵۲۰) معاویہ بن عمّار نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ حج کے مہینے سب کو معلوم ہیں جو شوال و ذی القعدہ و ذی الحج ہیں پس جو شخص حج کا ارادہ رکھتا ہے وہ جب ماہ ذی القعدہ کا چاند دیکھے تو اپنے بال بڑھائے (کاٹنا چھوڑ دے) اور جو شخص عمرے کا ارادہ کرے تو وہ ایک ماہ اپنے بال بڑھائے۔ اور حاجی کو بھی اجازت ہے کہ وہ ایک ماہ پہلے سے بال بڑھائے اور یہ روایت ہشام بن حکم اور اسماعیل بن جابر نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کی ہے۔

(۲۵۲۱) سماعہ سے روایت ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے حج کے مہینوں میں پچھنے لگواتے اور پشتِ گردن کے بال منڈوانے کے متعلق دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا کہ کوئی ہرج نہیں اور نورہ لگانے اور مسواک کرنے (بھی) میں کوئی ہرج نہیں ہے۔

باب : مواقیت احرام (احرام باندھنے کے مقامات)

(۲۵۲۲) عبیداللہ بن علی حلبی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا کہ احرام ان پانچ مقامات ہی سے باندھا جائے گا جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مقرر فرما دیا ہے کسی حاجی یا کسی عمرہ کرنے والے کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ اس سے پہلے یا اس کے بعد احرام باندھے آپؑ نے اہل مدینہ کے لئے ذوالحلیفہ میقات

مقرر فرمایا اور وہ مسجد شجرہ ہے کہ جس میں آپؐ نماز پڑھ رہے تھے کہ حج فرض ہونے کا حکم ملا۔ پس جب مسجد سے نکلے اور بیداء کی بلندی پر آئے اور میل اول کے مقابل ہوئے تو آپؐ نے احرام باندھا۔ اور آپؐ نے اہل شام کے لئے جُحفہ کو، اہل نجد کے لئے عَقیق کو، اہل طائف کے لئے قرن المنازل کو اور اہل یمن کے لئے یَلَمْلَم کو میقات مقرر فرمایا اور کسی کے لئے بھی یہ جائز نہیں کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقرر کردہ مواقیت سے روگردانی کرے۔

(۲۵۲۳) اور رفاعہ بن موسیٰ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے جو روایت کی ہے اس میں یہ ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اہل نجد کے لئے عقیق کو میقات مقرر فرمایا اور کہا کہ یہ میقات ان لوگوں کے لئے ہے کہ جن کی سرزمین نجد میں شامل ہوجائے اور تم لوگ بھی ان میں سے ہی ہو۔ اور اہل شام کے لئے جحفہ کو میقات مقرر کیا اور جحفہ کو مَہیعہ بھی کہا جاتا ہے۔

(۲۵۲۴) اور معاویہ بن عمّار نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ اگر تم عقیق کی شناخت نہ کرسکو تو لوگوں سے اور دیہات کے رہنے والے عربوں سے اسکے متعلق معلوم کرلو۔

(۲۵۲۵) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ عقیق کی ابتدا برید بعث سے ہوتی ہے اور یہ برید غُمرہ (مکہ کے ایک پرانے کنوئیں کا نام) کے علاوہ ایک جگہ کا نام ہے۔

(۲۵۲۶) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اہل عراق کے لئے عقیق کو مقرر فرمایا اور عقیق کی ابتداء مَسلخ سے ہوتی ہے درمیان میں مقام غمرہ آتا ہے اور آخر میں ذات عِرق ہے اور اول پر احرام باندھ لینا افضل ہے۔

اور میقات پر پہنچنے سے پہلے احرام باندھ لینا جائز نہیں ہے اور نہ میقات سے آگے بڑھ کر احرام باندھنا جائز ہے لیکن یہ کہ کوئی سبب پیدا ہوجائے یا بربنائے تقیہ ایسا کیا جائے۔ اور اگر کوئی شخص بیمار ہو یا اسکو تقیہ کرنا پڑرہا ہو تو کوئی ہرج نہیں اگر احرام ذات عِرق تک موخر کردے۔

(۲۵۲۷) اور معاویہ بن عمّار نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اہل مدینہ میں سے ایک شخص کے متعلق دریافت کیا کہ اس نے مقام جُحفہ سے احرام باندھا تو آپؑ نے فرمایا کہ کوئی ہرج نہیں ہے۔

(۲۵۲۸) ابو بصیر سے روایت کی گئی ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ ہم لوگ کوفہ میں یہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا تمہارا حج اس وقت پورا ہوگا کہ جب تم احرام اپنے اس گھر سے کرو جس میں تمہارے اہل وعیال رہتے ہیں۔ تو حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ سبحان اللہ جیسا یہ کوفہ کے راویان کہتے ہیں اگر ایسا ہوتا تو پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے لباس میں مسجد شجرہ تک نہ آتے بلکہ اپنے گھر ہی سے احرام باندھتے (گھر سے احرام تو وہ لوگ باندھیں گے جن کا گھر میقات

کے اندر مکہ کی طرف ہو)

(۲۵۲۹) اور میسر نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک شخص کے متعلق دریافت کیا کہ اس نے عقیق سے احرام باندھا اور دوسرے شخص نے کوفہ سے احرام باندھا ان دونوں میں از روئے عمل کون افضل ہے؟ آپؑ نے فرمایا اے میسر یہ بتاؤ کہ تم عصر کی نماز چار رکعت پڑھو وہ افضل ہے یا چھ رکعت پڑھو وہ افضل ہے؟ میں نے عرض کیا میں چار رکعت پڑھوں تو وہ افضل ہے آپؑ نے فرمایا بس اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت غیر سنت سے افضل ہے۔

(۲۵۳۰) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص کا گھر جحفہ کے پیچھے واقع ہے وہ احرام کہاں سے باندھے؟ آپؑ نے فرمایا وہ اپنے گھر سے احرام باندھے۔

(۲۵۳۱) اور دوسری حدیث میں ہے کہ جس شخص کا گھر میقات اور مکہ کے درمیان ہے تو اس پر واجب ہے کہ وہ اپنے گھر سے احرام باندھے۔

(۲۵۳۲) حسن بن محبوب نے عبداللہ بن سنان سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا جو شخص مدینہ میں ایک ماہ یا اس سے کچھ زیادہ قیام کرے پھر حج کا ارادہ کرے اور اس کو خیال ہو کہ وہ مدینے کی راہ کو چھوڑ کر کسی دوسرے راستے سے حج کو جائے تو جب وہ مسجد شجرہ اور بیداء سے چھ میل کے محاذات پر پہنچے تو وہاں سے احرام باندھے۔

باب : احرام باندھنے کا تہیہ

(۲۵۳۳) معاویہ بن عمار نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا کہ جب تم عراق کی طرف سے مقام عقیق پر (احرام باندھنے کے لئے) پہنچو یا ان مواقیت میں سے کسی ایک پر پہنچو اور تمہارا ارادہ احرام باندھنے کا ان شاء اللہ تعالیٰ ہو تو اپنی دونوں بغلوں کے بال صاف کر لو۔ اپنے ناخن تراش لو۔ اپنے پیڑو کے بالوں پر طلاء کر لو۔ اپنی مونچھیں تراش لو اور ان میں سے جس کو بھی پہلے شروع کرو تمہارے لئے کوئی ہرج نہیں۔ پھر مسواک کرو اور غسل کر کے اپنے کپڑے پہن لو اور چاہیئے کہ ان تمام باتوں سے قبل زوال فارغ ہو جاؤ ان شاء اللہ تعالیٰ اگر زوال آفتاب تک نہ بھی فارغ ہو تو کوئی ہرج نہیں ہے لیکن اگر ان تمام باتوں سے تم زوال آفتاب سے قبل فارغ ہو لو تو یہ میرے نزدیک بہت ہی اچھا ہے۔

(۲۵۳۴) اور معاویہ بن وہب نے روایت کی ہے کہ ہم لوگ مدینہ میں تھے وہاں لوگوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے تہیہ احرام کے متعلق دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا کہ تم مدینہ ہی میں نورا لگا لو اور جو کچھ تم سامان کرنا چاہتے ہو وہ کر لو اور اگر چاہو تو غسل بھی کر لو اور اگر چاہو تو اپنی قمیصیں پہن لو اور مسجد شجرہ چلے جاؤ۔

(۲۵۳۵) معاویہ بن عمار نے آپؑ سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جو میقات پر پہنچنے سے چھ شب پہلے طلاء کرتا ہے؟ آپؑ نے فرمایا کوئی ہرج نہیں پھر انہوں نے آپؑ سے ایک ایسے شخص کے متعلق سوال کیا جو مکہ پہنچنے سے سات شب پہلے طلاء کرتا ہے؟ آپؑ نے فرمایا اس میں کوئی ہرج نہیں۔

(۲۵۳۶) علی بن ابی حمزہ نے ابی بصیر سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کسی شخص نے دریافت کیا اور اس وقت میں موجود تھا اس نے کہا کہ جب میں احرام کے لئے پہلا طلاء کروں تو پھر دوسرا طلاء کب کروں اور ان دونوں کے درمیان کتنے دنوں کا فاصلہ ہو؟ آپؑ نے فرمایا اگر ان دونوں کے درمیان دو جمعہ یعنی پندرہ دن کا فاصلہ ہو تو طلاء کرلو۔

(۲۵۳۷) ابن ابی عمیر نے ہشام بن سالم سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ہم لوگوں کی ایک جماعت مدینہ میں تھی وہاں ہم لوگوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے پاس پیغام بھیجا کہ ہم لوگ آپؑ سے رخصت ہونا چاہتے ہیں تو ہمارے پیغام کے جواب میں آپؑ نے کہلایا کہ تم لوگ مدینہ میں ہی غسل کرلو اس لئے کہ ذوالحلیفہ میں تمہارے لئے پانی کی مشکل ہوگی لہذا مدینہ میں غسل کرکے اپنے احرام کے لباس پہن لو۔ اور ایک ایک دو دو کرکے میرے پاس آؤ چنانچہ آپؑ کے فرمان کے مطابق ہم لوگ ان کے پاس جمع ہوگئے تو ابی یعفور نے آپؑ سے دریافت کیا کہ غسل احرام کے بعد تیل لگانے کے بارے میں آپؑ کیا فرماتے ہیں تو آپ نے فرمایا کہ غسل سے پہلے ہو یا بعد میں یا غسل کے ساتھ ساتھ اس میں کوئی ہرج نہیں پھر یہ کہہ کر آپؑ نے ایک شیشی منگوائی جس میں خالص روغن بان تھا آپؑ نے حکم دیا اور ہم لوگوں نے وہ روغن لگایا۔ اور جب ہم لوگ وہاں سے چلنے لگے تو آپؑ نے فرمایا اب اگر ذی الحلیفہ پہنچ کر پانی بھی مل جائے تو تم لوگ پر غسل واجب نہ ہوگا۔

(۲۵۳۸) اور محمد حلبی نے آنجناب علیہ السلام سے روغن خیری اور روغن بنفشہ کے متعلق دریافت کیا کہ اگر ہم لوگ احرام کا ارادہ کریں تو کیا یہ روغن ہم لوگ لگائیں؟ آپؑ نے فرمایا ہاں اور انہوں نے آپؑ سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا کہ جو احرام کے لئے مدینہ میں غسل کرلیتا ہے آپؑ نے فرمایا یہی اسکو ذوالحلیفہ میں غسل سے کفایت کرے گا (وہاں غسل کی ضرورت نہ ہوگی)

(۲۵۳۹) معاویہ بن عمار نے آنجناب علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ اگر روغن میں مشک وعنبر و زعفران اور ورس (ایک قسم کی خوشبودار گھاس جو صرف یمن میں ہوتی ہے) نہ ہو تو انسان غسل احرام سے پہلے جو روغن چاہے استعمال کرے نیز فرمایا کہ انسان اپنے احرام کے کپڑے خوشبو سے نہ بسائے۔

(۲۵۴۰) اور قاسم بن محمد جوہری نے علی بن ابی حمزہ سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں آنجناب علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جو احرام باندھنے کا ارادہ رکھتا ہے اور خوشبودار تیل لگا رہا ہے؟ آپؑ نے فرمایا انسان

جس وقت احرام باندھنے کا ارادہ کرے تو ایسا کوئی تیل نہ لگائے جس میں مشک وغیرہ ہو اور اسکی خوشبو احرام باندھنے کے بعد اس کے سر میں موجود رہے اور اسکے علاوہ غسل سے پہلے یا غسل کے بعد جو چاہے تیل استعمال کرے مگر احرام باندھنے کے بعد کسی قسم کا تیل لگانا تم پر حرام ہے جب تک تم احرام کھول کر محل نہ ہو جاؤ۔

(۲۵۴۱) حماد نے حریز سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا اگر عورت سرمہ لگائے یا تیل لگائے اور ان سب کے بعد احرام کے لئے غسل کرلے تو کوئی ہرج نہیں ہے۔

(۲۵۴۲) اور جمیل کی روایت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ تمہارا دن کا غسل رات کے لئے کافی ہے اور تمہارا رات کا غسل دن کے لئے کافی ہے۔

(۲۵۴۳) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا گیا کہ جس نے احرام کے لئے غسل کیا اسکے بعد اپنے ناخن تراشے آپ نے فرمایا پانی سے مسح کرلے (پانی لگالے) وہ دوبارہ غسل نہیں کرے گا۔ اور کوئی ہرج نہیں اگر ایک شخص صبح سویرے غسل کرلے اور شام کو احرام باندھے اور اگر تم لبیک کہنے سے پہلے لباس پہنو تو اس کو اوپر سے اتارو اور تم پر کوئی کفارہ نہیں اور اگر تم نے لبیک کہنے کے بعد لباس پہنا تو اس کو نیچے سے اتارو اور تم پر ایک بکری کے دَم کا کفارہ ہے اور اگر تم مسئلے سے ناواقف تھے تو تم پر کوئی کفارہ وغیرہ نہیں ہے۔ اور اگر کوئی شخص احرام کے لئے غسل کرکے اپنی سر رومال وازار سے پونچھے تو کوئی ہرج نہیں اور اگر کوئی شخص احرام کے لئے غسل کرے پھر احرام باندھنے سے پہلے سو جائے تو مستحب ہے کہ وہ دوبارہ غسل کرلے اس لئے کہ تسلسل منقطع ہو گیا۔

(۲۵۴۴) عیص بن قاسم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ اس کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جس نے مدینہ میں احرام کے لئے غسل کیا اور دو کپڑے پہن لئے پھر احرام باندھنے سے پہلے سو گیا؟ آپ نے فرمایا اس پر دوبارہ غسل نہیں ہے اور جو شخص اول شب میں غسل کرے اور آخر شب میں احرام باندھے تو وہ غسل اسکے لئے کافی ہے۔

باب : حاجیوں کی قسمیں

(۲۵۴۵) منصور بن صیقل نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا ہمارے نزدیک حاجی تین قسم کے ہوتے ہیں ایک حاجی حج تمتع کرنے والا۔ ایک حاجی حج مفرد کرنے والا اور ایک حاجی جو قربانی کا جانور اپنے ساتھ لائے۔ اور اپنے ساتھ قربانی کا جانور لانے والے ہی کو قارن کہتے ہیں۔

اہل مکہ اور جو وہاں حاضر ہے اسکے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ حج کے لئے عمرہ سے تمتع کرے بس ان کے لئے حج قران یا حج افراد ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اس قول کے بنا پر فمن تمتع بالعمرۃ الی الحج فما استیسر من الھدی - (جو شخص حج تمتع کا

عمرہ کرے تو اس کو جو قربانی میسر آئے کرنی ہوگی) (سورہ بقرہ آیت ۱۹۶) پھر اس کے بعد ارشاد باری تعالیٰ ہے ذلک لمن لم یکن اھلہ حاضری المسجد الحرام (یہ حکم اس شخص کے بارے میں ہے جس کے اہل خانہ مسجد حرام (مکہ) کے باشندے نہ ہوں) (سورہ بقرہ آیت ۱۹۶)

اور مسجد حرام مکہ کے باشندہ ہونے کے حدود یہ ہیں کہ جو شخص مکہ اور اسکے اطراف اڑتالیس میل کے اندر ہو اور جو اس سے باہر ہے تو وہ صرف حج تمتع بالعمرہ کرے گا اسکے علاوہ کوئی دوسرا حج اللہ اس سے قبول نہیں کرے گا۔

(۲۵۴۶) ابن بکیر نے زرارہ سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس شخص نے خانہ کعبہ کا طواف کرلیا اور صفا و مروہ کے درمیان سعی کرلی تو خواہ وہ چاہے یا نہ چاہے وہ محل ہوگیا سوائے یہ کہ وہ اسی سال عمرہ بجا لائے یا یہ کہ قربانی کا جانور ساتھ لایا ہو یا جانور پر نشان لگایا ہو یا اسکی گردن میں جوتا بطور قلادہ لٹکا دیا ہو۔

(۲۵۴۷) اور ابن اُذنیہ نے زرارہ سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک شخص حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں آیا آپؑ اس وقت مقام ابراہیمؑ کے پیچھے تھے اس نے عرض کیا کہ میں نے حج اور عمرہ کے درمیان قِران کرلیا۔ آپؑ نے فرمایا کیا تو نے خانہ کعبہ کا طواف کرلیا اس نے کہا جی ہاں آپؑ نے پوچھا اور تو قربانی کا جانور اپنے ساتھ لایا؟ اس نے کہا نہیں تو آپ نے اسکے سر کے بال پکڑے اور فرمایا خدا کی قسم تو محل ہوگیا۔

(۲۵۴۸) ابو ایوب نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا اگر ان (مخالف) گروہوں میں سے کوئی حج قِران کرتا ہے یا قربانی کا جانور اپنے ساتھ لاتا ہے تو اسے چھوڑ دو وہ اپنے کئے کی سزا (عذاب) خود بھگتے گا۔

(۲۵۴۹) اور یعقوب بن شعیب سے روایت کی گئی ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص حج اور عمرہ کیلئے احرام باندھتا ہے اور عمرہ سے ابتدا کرتا ہے تو کیا وہ اس طرح سے تمتع کرے؟ آپ نے فرمایا ہاں۔

(۲۵۵۰) اور اسحاق بن عمار نے ابی بصیر سے روایت کی ہے کہ ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا ایک شخص حج افراد کرتا ہے خانہ کعبہ کا طواف کرتا ہے، صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرتا ہے، پھر اسکے جی میں آتا ہے کہ وہ اسے عمرہ قرار دیدے؟ آپؑ نے فرمایا اگر اس نے سعی کرنے کے بعد اور تقصیر (بال کاٹنے) سے پہلے لبیک کہہ لیا ہے تو پھر یہ اس کا عمرہ تمتع نہیں ہوگا۔

(۲۵۵۱) اور علی بن میسر نے حضرت ابو جعفر ثانی (امام علی النقی) علیہ السلام سے خط لکھ کر دریافت کیا کہ ایک شخص نے ماہ رمضان میں عمرہ کیا پھر حج کا موسم آگیا کیا وہ تنہا مفرداً حج کرے یا عمرہ تمتع بھی کرے اور ان دونوں میں کون افضل و بہتر ہے؟ آپؑ نے جواب میں تحریر فرمایا وہ عمرہ تمتع کرے۔

(۲۵۵۲) حفص بن بختری نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا خدا کی قسم متعتہ الحج افضل ہے اسکے لئے قرآن نازل ہوا اور یہ سنت تا قیامت جاری رہے گی۔

(۲۵۵۳) حلبی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ نے فرمایا کہ ابن عباس کا قول ہے کہ حج میں عمرہ تا قیامت داخل رہیگا۔

(۲۵۵۴) ابو ایوب ابراہیم بن عثمان خزّاز نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ حج کی کون سی قسم افضل و بہتر ہے؟ آپؑ نے فرمایا متعتہ الحج اور بھلا اس سے کونسی شے افضل ہو سکتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ جو کام میں نے پیچھے کیا وہ پہلے کیا ہوتا تو میں بھی وہی کرتا جو لوگ کر رہے ہیں۔

اور تمتع کرنے والا وہ شخص ہے جو حج کے مہینوں میں حج کرے اور جب مکہ کے گھروں کو دیکھے تو لبیک کہنا منقطع کر دے اور مکہ میں داخل ہو تو سات مرتبہ کعبہ کا طواف اور مقام ابراہیمؑ کے پاس دو رکعت نماز پڑھے۔ اور صفا و مروہ کے درمیان سعی کرے اور اپنے بال ترشے اور محل ہو جائے (یعنی احرام کھول دے) تو یہ عمرہ ہے اب وہ اپنے کپڑے پہن سکتا ہے، عورت سے جماع کر سکتا ہے، خوشبو کا استعمال کر سکتا ہے اور ہر وہ چیز جو حالت احرام میں اس پر حرام تھی وہ حلال ہو گئی سوائے شکار کے اس لئے کہ یہ حدود حرم میں محل کیلئے بھی حرام ہے اور محرم کیلئے حل و حرم دونوں میں حرام ہے اور اسکے علاوہ وہ حج تک ہر چیز سے متمتع ہوگا اور فائدہ اٹھائے گا۔

اور حج یوم ترویہ (۸ ذی الحجہ) کے بعد ہوتا ہے دوسرا احرام باندھنے کے بعد حج مفرد کیلئے پھر منیٰ کیلئے نکل جانا اور وہاں سے عرفات اور تلبیہ (لبیک کہنا) قطع کر دینا زوال آفتاب تک یوم عرفہ میں اور وہاں ظہر و عصر کی نماز کو جمع کر کے پڑھنا ایک اذان اور دو اقامتوں کے ساتھ، پھر غروب آفتاب تک وہاں ٹھہرنا، پھر وہاں سے مشعر الحرام کیلئے روانہ ہونا اور وہاں پہنچ کر مغرب و عشاء کی نماز ایک اذان اور دو اقامتوں کے ساتھ جمع کر کے پڑھنا، پھر جبل شبیر سے طلوع آفتاب ہونے تک مشعر الحرام میں وقوف، پھر وہاں سے منیٰ کی طرف واپسی، پھر وہاں پہنچ کر قربانی کا جانور ذبح کرنا، پھر سر کے بال مونڈوانا پھر جمرات کو پتھر مارنا، پھر مسجد حصباء میں داخل ہونا اور وہاں پشت کے بل چت لیٹنا (استحباباً) پھر خانہ کعبہ کی زیارت کو جانا اور حج کا طواف کرنا کہ یہی طواف زیارت ہے۔ پھر طواف النساء۔ یہ سب اس کیلئے ہے جو تمتع کرتا ہے اور حج تمتع کرنے والے کیلئے تین طواف ہیں ایک طواف عمرہ، دوسرا طواف حج اور تیسرا طواف النساء اور دو سعی صفاء و مروہ کے درمیان جس کا ہم نے پہلے ذکر کیا۔

اور حج قران اور حج افراد کرنے والے پر خانہ کعبہ کے دو طواف اور صفاء و مروہ کے درمیان دو سعی واجب ہے اور عمرہ کے بعد وہ دونوں محل نہیں ہونگے بلکہ اپنے اسی پہلے احرام پر قائم رہیں گے اور جب مکہ کے گھروں کو دیکھیں گے تو وہ تلبیہ کہنا قطع نہیں کریں گے جبکہ متمتع بالعمرہ تلبیہ منقطع کر دیتا ہے بلکہ وہ عرفہ کے دن زوال آفتاب کے وقت تلبیہ منقطع

کریں گے اور قارن اور مفرد والوں کا معاملہ ایک ہے سوائے اس کے کہ قارن چونکہ قربانی کا جانور ساتھ لایا ہے اس لئے وہ مفرد سے افضل ہے۔

(۲۵۵۵) درست نے محمد بن فضل ہاشمی سے روایت کی اسکا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں اپنے بھائیوں کے ہمراہ حضرت امام جعفر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ ہم لوگوں کا ارادہ حج کا ہے مگر ہم میں سے بعض کنوارے ہیں آپ نے فرمایا تم لوگوں کیلئے حج میں عمرہ تمتع لازم ہے اس لئے کہ ہمیں تم سے کسی ایک سے بھی اطمینان نہیں اور منکرات سے اور موزوں پر مسح کرنے سے اجتناب کرنا۔

باب : فرائض حج

حج کے فرائض سات ہیں۔ احرام، تلبیات چار عدد جسکو آہستہ آہستہ اور چپکے چپکے کہنا ہے اور وہ یہ ہیں۔ لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ اِنَّ الْحَمْدَ وَ النِّعْمَۃَ لَکَ وَ الْمُلْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ (میں حاضر ہوں اے اللہ میں حاضر ہوں، تیرا کوئی شریک نہیں میں حاضر ہوں۔ بیشک حمد و نعمت تیرے ہی لئے ہے اور ملک میں بھی تیرا کوئی شریک نہیں)۔ خانۂ کعبہ کا طواف، مقام ابراہیمؑ کے پاس دو رکعت نماز، صفاء و مروہ کے درمیان سعی، مشعرالحرام میں وقوف (ٹھہرنا) اور حج تمتع کرنے والے کیلئے جانور کی قربانی۔

(۲۵۵۶) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ عرفات میں وقوف (ٹھہرنا) سنت ہے اور مشعرالحرام میں وقوف فرض ہے اور ان کے علاوہ جتنے مناسک ہیں وہ سب سنت ہیں۔

باب : مال حرام سے حج کرنے والے کے بارے میں حدیث

(۲۵۵۷) ائمہ علیہم السلام سے روایت ہے کہ ان حضرات نے فرمایا جو شخص مال حرام سے حج کرے گا اس کو تلبیہ کے وقت ندا دی جائیگی کہ لا لبیک و لا سعدیک (نہیں تو حاضر نہیں ہوا تو نیکوکار نہیں ہے)۔

باب : احرام باندھنے کے احکام اسکے شرائط اور اسکے نواقص اور اس کی نماز

(۲۵۵۸) معاویہ بن عمار نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ نے فرمایا کہ احرام کسی نماز فریضہ یا نماز نافلہ پڑھنے کے بعد ہی باندھا جائیگا اسکے بغیر نہیں۔ اگر نماز فریضہ ہے تو اس کے سلام کے بعد تم احرام باندھو گے اور اگر نماز نافلہ ہے تو اسکی دو رکعت پڑھنے کے بعد احرام باندھو گے۔ پس جب تم نماز پڑھ چکو تو پھر تم اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بجا لاؤ اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجو اسکے بعد کہو اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ اَنْ تَجْعَلَنِیْ مِمَّنِ اسْتَجَابَ لَکَ

وَ آمَنَ بِوَعْدِکَ وَ اتَّبَعَ أَمْرَکَ، فَإِنِّي عَبْدُکَ وَ فِي قَبْضَتِکَ لَا أُوْقَىٰ إِلَّا مَا وَقَيْتَ، وَلَا آخُذُ إِلَّا مَا أَعْطَيْتَ، وَقَدْ ذَکَرْتَ الْحَجَّ فَأَسْأَلُکَ أَنْ تَعْزِمَ لِي عَلَيْهِ عَلَىٰ کِتَابِکَ وَ سُنَّةِ نَبِيِّکَ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ سَلَّمَ) وَ تُقَوِّيَنِي عَلَىٰ مَا ضَعُفْتُ عَنْهُ وَ تَتَسَلَّمَ مِنِّي مَنَاسِکِي فِي يُسْرٍ مِنْکَ وَ عَافِيَةٍ، وَ اجْعَلْنِي مِنْ وَفْدِکَ الَّذِينَ رَضِيتَ وَ ارْتَضَيْتَ وَ سَمَّيْتَ وَ کَتَبْتَ، اللّٰهُمَّ إِنِّي خَرَجْتُ مِنْ شُقَّةٍ بَعِيدَةٍ، وَ أَنْفَقْتُ مَالِي ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِکَ، اللّٰهُمَّ فَتَمِّمْ لِي حَجَّتِي، اللّٰهُمَّ إِنِّي أُرِيدُ التَّمَتُّعَ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ عَلَىٰ کِتَابِکَ وَ سُنَّةِ نَبِيِّکَ صَلَوَاتُکَ عَلَيْهِ وَ آلِهِ، فَإِنْ عَرَضَ لِي عَارِضٌ يَحْبِسُنِي فَخَلِّنِي حَيْثُ حَبَسْتَنِي لِقَدَرِکَ الَّذِي قَدَّرْتَ عَلَيَّ، اللّٰهُمَّ إِنْ لَمْ تَکُنْ حَجَّةٌ فَعُمْرَةٌ، أَحْرَمَ لَکَ شَعْرِي وَ بَشَرِي وَ لَحْمِي وَ دَمِي وَ عِظَامِي، وَ مُخِّي وَ عَصَبِي مِنَ النِّسَاءِ وَ الثِّيَابِ وَ الطِّيبِ، أَبْتَغِي بِذٰلِکَ وَجْهَکَ وَ الدَّارَ الْآخِرَةَ (اے اللہ میں تجھ سے التجا کرتا ہوں کہ مجھے ان لوگوں میں شمار کرلے جنہوں نے تیری دعوت قبول کی اور تیرے وعدے پر ایمان لائے اور تیرے حکم کی تعمیل کی اور تجھ سے التجا کرتا ہوں کہ تو مجھے اس پر اپنی کتاب اور اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کے مطابق قائم و مستحکم رکھ اور جس موقع پر میں کمزور پڑوں تو مجھے قوت عطا کر اور میرے مناسک کو بآسانی وباعافیت ادا کرا۔ اور اسے قبول فرما۔ اور مجھے ان حاجیوں کے گروہ میں قرار دے جن سے تو راضی ہے اور جنہیں تو نے منتخب کیا ہے اور ان کا نام حاجی رکھا ہے۔ اور حاجیوں کی فہرست میں لکھا ہے۔ اے اللہ میں ایک دور دراز خطہ سے آیا ہوں اور تیری خوشنودی حاصل کرنے کیلئے میں نے اپنا مال خرچ کیا ہے۔ اے اللہ تو میرے حج کو پورا اور مکمل فرما۔ اے اللہ میں حج کے ساتھ عمرے سے متمتع ہونا چاہتا ہوں تیری کتاب اور تیرے نبی صلوات اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق۔ پس اگر کوئی مرض پیش آجائے جو مجھے روک دے تو جس طرح وہ مرض پیش آیا ہے اسی طرح اپنی اس قدرت کے ساتھ جو تجھے مجھ پر ہے مجھے چھڑا دے۔ اے اللہ اگر حج ممکن نہ ہو تو پھر عمرہ ہی صحیح، میں تیرے لئے حرام کرتا ہوں اپنے بال اپنی کھال اپنے گوشت اپنے خون اپنی ہڈی اپنی ہڈیوں کے گودے پر اور اپنی رگوں پر عورت کو، کپڑے کو، خوشبو کو اور اس سے صرف تیری خوشنودی اور دار آخرت میں تیری طرف سے جزا چاہتا ہوں۔)

احرام باندھتے وقت ایک مرتبہ یہ کہو پھر اٹھو اور تھوڑی دور چلو جب راستہ پکڑ لو تو خواہ پیدل چلو خواہ سواری پر تلبیہ (لبیک کہنا) شروع کردو۔

(۲۵۵۹) حلبی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رات کو احرام باندھتے تھے یا دن کو؟ آپؑ نے فرمایا کہ دن کو میں نے پوچھا کس وقت؟ آپؑ نے فرمایا نماز ظہر کے وقت۔ میں نے عرض کیا آپ کی کیا رائے ہے ہم لوگ کس وقت احرام باندھیں؟ آپؑ نے فرمایا تم لوگوں کے لئے ہر وقت برابر ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز ظہر کے وقت احرام اس لئے باندھا کہ پانی کی کمی تھی وہ پہاڑ کی چوٹیوں پر ملتا تھا اور لوگ دوپہر جیسے وقت میں وہاں سے جاتے تھے اور تقریباً ان کو پانی نہیں ملتا تھا اور میں پانی کی یہ حدیث بیان کر چکا ہوں۔

(۲۵۶۰) ابن ابی عمیر نے حمّاد بن عثمان سے روایت کی انہوں نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا میں حج کے سلسلہ میں عمرہ تمتع کرنا چاہتا ہوں تو نیت کیا کروں؟ آپؑ نے فرمایا تم یہ کہو۔
اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ التَّمَتُّعَ بِالْعُمْرَۃِ اِلَی الْحَجِّ عَلٰی کِتَابِکَ وَ سُنَّۃِ نَبِیِّکَ۔ (اے اللہ میں تیری کتاب اور تیرے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی سنت کے مطابق حج کے ساتھ عمرہ تمتع کرنا چاہتا ہوں) اور اگر تم چاہو تو یہ نیت دل میں کرلو۔

(۲۵۶۱) حمران بن اعین نے آنجناب علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جو کہتا ہے کہ جس طرح تو نے مجھے محرم کیا ہے ویسے اب مجھے محل کردے۔ آپؑ نے فرمایا وہ خواہ یہ کہے یا نہ کہے اللہ نے جس طرح اس کو محرم کیا ہے وہ محل ہو جائے گا۔

(۲۵۶۲) حفص بن بختری اور معاویہ بن عمّار و عبدالرحمن بن حجاج اور حلبی ان سب نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ جب تم مسجد شجرہ میں نماز پڑھو تو بعدِ نماز اٹھنے سے پہلے بیٹھے ہی بیٹھے وہ کہو جو ایک احرام باندھنے والا کہتا ہے پھر اٹھو اور ایک میل چلو اور بیداء تک پہنچو اور جب بیداء پہنچو تو تلبیہ (لبیک) کہو۔
اور اگر تم نے مسجد حرام سے حج کے لئے احرام باندھا ہے تو اگر چاہو تو مقام ابراہیمؑ کے پیچھے پہنچکر لبیک کہو مگر افضل و بہتر یہ ہے کہ وہاں سے چلو اور جب ارقطاء (جگہ کا نام) تک پہنچو تو ابطح کی طرف روانگی سے پہلے لبیک کہو۔

(۲۵۶۳) اور ہشام بن حکم نے جو حدیث حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے اس میں ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ اور جب تم غمرہ (وسط وادی عقیق) یا برید البعث سے احرام باندھو نماز پڑھو اور احرام باندھنے والا جو کہتا ہے وہ اپنی نماز کے بعد کہو اگر چاہو تو اسی اپنی جگہ پر لبیک کہہ لو مگر افضل یہ ہے کہ چند قدم پیدل چلو پھر لبیک کہو۔

(۲۵۶۴) اور ابن فضّال نے حضرت ابوالحسن علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک ایسے شخص کے متعلق جو ذاالحلیفہ آتا ہے یا بعد نماز عصر کسی وقت بھی آتا ہے یا ایسے وقت آتا ہے جو نماز کا وقت نہیں ہے؟ آپؑ نے فرمایا نہیں (وہ احرام نہیں باندھے گا) بلکہ نماز کے وقت کا انتظار کرے گا اور اسی وقت نماز پڑھے گا۔ مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں آپ نے یہ ارشاد شہرت کے خوف سے فرمایا ہے۔

(۲۵۶۵) حفص بن بختری نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک ایسے شخص کے متعلق کہ جس نے مسجد شجرہ میں احرام باندھا اور لبیک کہنے سے پہلے اپنی زوجہ سے مجامعت کرلی۔ آپؑ نے فرمایا اس پر کوئی گناہ نہیں ہے۔

(۲۵۶۶) اور ابان کی روایت میں جو انہوں نے علی بن عبدالعزیز سے کی ہے یہ ہے کہ انہوں نے کہا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ذی الحلیفہ میں احرام کے لئے غسل فرمایا اور نماز پڑھی پھر فرمایا تم لوگوں کے پاس شکار کا جو گوشت ہو وہ لاؤ۔ تو آپؑ کے سامنے دو عدد چکور لائے گئے آپؑ نے ان دونوں کو نوش فرمایا اسکے بعد احرام باندھا۔

(۲۵۶۷) اور عبدالرحمن بن حجاج کی روایت میں ہے جو انہوں نے آنجناب علیہ السلام سے کی ہے کہ آپؑ نے مسجد شجرہ میں دو رکعت نماز پڑھی اور احرام کا لباس پہنا پھر نکلے تو آپؑ کے سامنے خبیص (کھجور، زیتون و گھی سے بنا ہوا حلوا) پیش کیا گیا جس میں زعفران پڑی ہوئی تھی تو آپؑ نے اس کو لبیک کہنے سے پہلے نوش فرمایا۔

(۲۵۶۸) اور وھب بن عبدربہ نے آنجناب علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق روایت کی ہے کہ جس کے ساتھ اسکی ام ولد (وہ کنیز کہ جس کے پیٹ سے مالک کے نطفہ سے بچہ پیدا ہوا ہو) تھی اس نے اپنے مالک سے پہلے احرام باندھ لیا کیا اس مالک کے لئے یہ جائز ہے کہ اسکے احرام کو تڑوا دے اور اپنے احرام باندھنے سے پہلے اس سے مجامعت کرے؟ آپؑ نے فرمایا کہ ہاں۔

(۲۵۶۹) اور ہمارے بعض اصحاب نے حضرت ابی ابراہیم علیہ السلام کو خط لکھکر ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا کہ جو مسجد شجرہ میں گیا دو رکعت نماز پڑھی اور لباس احرام پہنا پھر مسجد سے نکلا تو اسکے جی میں آیا کہ لبیک کہنے سے پہلے اپنی عورت سے مجامعت کرے؟ تو آپؑ نے جواب میں تحریر فرمایا کہ ہاں یا تحریر فرمایا کہ اس میں کوئی ہرج نہیں۔

باب : اشعار اور تقلید

(۲۵۷۰) عمرو بن شمر نے جابر سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ تم لوگ قربانی کے اونٹ کو اچھی طرح اشعار کرو (یعنی اسکے کوہان پر اچھی طرح چر کہ لگاؤ) کیونکہ اس کے خون کا پہلا قطرہ جوں ہی نیکے گا اللہ تعالیٰ قربانی کرنے والے کے گناہ معاف کر دے گا۔

(۲۵۷۱) اور حریز نے زرارہ سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا پرانے لوگ قربانی کے لئے گوسفند اور گائے جب ساتھ لاتے تو اسکے گلے میں اپنے جوتے وغیرہ بطور نشانی لٹکا دیا کرتے تھے مگر نئے لوگوں نے اس کو ترک کر دیا اور اب اسکے گلے میں دھاگہ یا چمڑے کا تسمہ ڈال دیتے ہیں۔

(۲۵۷۲) معاویہ بن عمار نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک ایسے شخص کے متعلق کہ جو قربانی کا جانور اپنے ساتھ لایا مگر نہ اس نے اسکے کوہان پر اشعار کے لئے چر کہ لگایا اور نہ اس کی گردن میں بطور قلادہ (کچھ) لٹکایا۔ آپؑ نے فرمایا (وہ اس نیت سے یہ جانور اپنے ساتھ لایا) یہی اس کے لئے کافی ہے اس لئے کہ بہت سے لوگ ایسے ہیں کہ جو نہ اشعار کرتے ہیں نہ تقلید اور اسکی پشت پر کوئی چادر وغیرہ ڈلتے ہیں۔

(۲۵۷۳) حسن بن محبوب نے جمیل بن صالح سے انہوں نے فضیل بن یسار سے روایت کی ہے انہوں نے کہا کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے کہا کہ ایک شخص نے میقات سے احرام باندھا اور چلا اور پھر ایک دو دن کے بعد اس نے قربانی کا جانور خریدا اور اسکو اشعار و تقلید کیا اور لیکر روانہ ہوا۔ آپؑ نے فرمایا اگر اس نے اسکو حدود حرم میں

داخل ہونے سے پہلے خریدا ہے تو کوئی حرج نہیں۔ میں نے عرض کیا اور اگر اس نے اس میقات پر پہنچنے سے پہلے خریدا جس سے وہ احرام باندھے گا اور خریدتے ہی اس نے اس کو اشعار کیا اور تقلید کی تو کیا اس پر وہ سب کچھ واجب ہے جو ایک احرام باندھنے والے پر واجب ہے؟ آپؑ نے فرمایا نہیں بلکہ جب وہ میقات پر پہنچ جائے تو احرام باندھے اور دوبارہ اسکو اشعار وتقلید کرے اس لئے کہ پہلا اشعار اور تقلید کچھ نہیں ہے۔

(۲۵۷۴) محمد بن فضیل نے ابوالصباح کنانی سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا قربانی کے اونٹ کو اشعار کیسے کیا جائے؟ آپؑ نے فرمایا تم اس کو اس وقت اشعار کرو جب وہ بیٹھا ہوا ہو۔ اور اس کے کوہان کی داہنی جانب اشعار (چرکہ) لگاؤ اور نحر ایسی حالت میں کرو جب وہ کھڑا ہو اور داہنی جانب سے نحر کرو۔

(۲۵۷۵) اور معاویہ بن عمار کی روایت میں ہے جو انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے کی ہے آپؑ نے فرمایا تم قربانی کے جانور کے گلے میں اپنا وہ پرانا جوتا لٹکاؤ جس میں تم نے نماز پڑھی ہو اور اشعار وتقلید بمنزلہ تلبیہ کے ہے۔

(۲۵۷۶) اور عبداللہ بن سنان کی روایت میں ہے جو اس نے آنجناب علیہ السلام سے کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ تم اس کو اشعار ایسی حالت میں کرو کہ وہ بندھا ہوا ہو۔

(۲۵۷۷) ابن فضال نے یونس بن یعقوب سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں مدینہ میں تھا کہ عمرہ کے لئے نکلا، ایک قربانی کا جانور خریدا اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں آدمی بھیج کر دریافت کیا کہ میں اسکا کیا کروں۔ تو انہوں نے آدمی سے کہلایا کہ تم اسکا کیا کرنا چاہتے تھے اگر تم اسکو عرفہ سے بھی خرید لیتے تو یہ تمہارے لئے کافی ہوتا۔ نیز کہلایا کہ اب تم اس کو لیکر مسجد شجرہ جاؤ اور اسکو قبلہ رو بٹھا دو پھر مسجد کے اندر جاؤ دو رکعت نماز پڑھو پھر نکل کر اسکے پاس آؤ اور اسکے کوہان کے داہنی جانب اشعار کرو یعنی چرکہ لگاؤ اور یہ کہو۔ بِسْمِ اللّٰهِ اللّٰهُمَّ مِنْكَ وَلَكَ - اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْ مِنِّيْ - (اللہ کے نام سے اے اللہ یہ تیری طرف سے ہے اور تیرے لئے ہے اے اللہ تو اسکو میری طرف سے قبول فرما) پھر جب بیداء کی بلندی پر پہنچو تو تلبیہ کرو (لبیک کہو)۔

باب : تلبیہ

(۲۵۷۸) نضر بن سوید نے عبداللہ بن سنان سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تلبیہ کرتے تو یہ کہتے۔ لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَاشَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ، اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ، لَاشَرِيْكَ لَكَ (لَبَّيْكَ) لَبَّيْكَ ذِالْمَعَارِجِ لَبَّيْكَ (میں حاضر ہوں اے اللہ میں حاضر ہوں میں حاضر ہوں تیرا کوئی شریک نہیں میں حاضر ہوں بیشک ہر طرح کی حمد تیرے لئے ہے اور نعمت تیرے لئے ہے اور ملک بھی،

تیرا کوئی شریک نہیں میں حاضر ہوں میں حاضر ہوں اے بلندیوں والے میں حاضر ہوں۔)
اور ذی المعارج کی تکرار بار بار فرماتے اور آپ جب کسی سواری کے قریب پہنچتے تو لبیک کہتے یا کسی ٹیلے پر چڑھتے تو لبیک کہتے یا کسی وادی میں اترتے تو لبیک کہتے رات کے آخری حصہ میں لبیک کہتے اور ہر نماز کے بعد لبیک کہتے۔

(۲۵۷۹) اور حریز کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب احرام باندھا تو آپ کے پاس جبریل علیہ السلام آئے اور کہا کہ آپؐ اپنے اصحاب کے ساتھ عج اور ثج کے ساتھ جائیں عج کا مطلب بلند آواز سے تلبیہ کرنا اور ثج کا مطلب قربانی کا اونٹ نحر کرنا ہے۔

(۲۵۸۰) ابو سعید مکاری نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے عورتوں سے چار چیزیں اٹھالی ہیں۔ باآواز بلند تلبیہ کہنا۔ اور صفاء مروہ کے درمیان ہرولہ کے ساتھ (کندھا اچکاتے ہوئے دوڑنا) اور خانہ کعبہ میں داخل ہونا اور حجراسود کو مس کرنا۔

(۲۵۸۱) حلبی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا اگر تم ناپاکی حالت میں بھی ہو تو تلبیہ کہنے میں کوئی ہرج نہیں یا کسی حالت میں بھی ہو۔

(۲۵۸۲) جابر نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص حالت جنابت میں بھی ہو تو اسکے لئے تلبیہ کہنے میں کوئی ہرج نہیں ہے۔

(۲۵۸۳) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ آدمی جب احرام باندھے ہوئے ہو اور کوئی اسکو پکارے تو جواب میں لبیک کہنا مکروہ ہے۔

(۲۵۸۴) اور ایک دوسری حدیث میں ہے کہ کسی احرام والے کو جب پکارا جائے تو وہ جواب میں لبیک نہ کہے بلکہ یا سعد کہے۔

(۲۵۸۵) حضرت امیرالمومنین نے بیان فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جبریل علیہ السلام آئے اور کہا کہ تلبیہ احرام باندھنے والے کا شعار ہے لہذا آپ بلند آواز سے تلبیہ کہیں۔ لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ لَاشَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَکَ وَ الْمُلْکَ لَاشَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ ۔

(۲۵۸۶) بیان کیا مجھ سے محمد بن قاسم استرآبادی نے روایت کرتے ہوئے یوسف بن محمد بن زیاد اور علی بن محمد بن یسار سے اور ان دونوں نے اپنے باپ سے انہوں نے حسنؑ بن علیؑ بن محمدؑ بن علیؑ بن موسیٰ بن جعفرؑ بن محمدؑ بن علیؑ بن حسینؑ بن علیؑ بن ابی طالبؑ سے روایت کی ہے کہ آپ نے بیان کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ بن عمران کو مبعوث بہ رسالت کیا اور انہیں منتخب فرمایا انہیں نجات دیتے ہوئے انکے لئے دریا شگافتہ کیا اور بنی اسرائیل کو نجات دی اور انہیں توریت اور الواح عطا کیں تو ان کو اللہ کے سامنے اپنی منزلت نظر آئی اور انہوں نے

کہا پروردگار تو نے تو مجھے وہ شرف و بزرگی عطا کی ہے کہ ایسا شرف اور ایسی بزرگی تو نے مجھ سے پہلے کسی کو عطا نہیں فرمائی۔ تو اللہ تعالیٰ نے کہا کہ اے موسیٰ کیا تمہیں نہیں معلوم کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میرے نزدیک میرے تمام ملائکہ بلکہ میری تمام مخلوقات سے افضل ہیں۔ حضرت موسیٰ نے کہا اچھا اگر محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تیرے نزدیک تیری تمام مخلوقات میں سب سے زیادہ مکرم ہیں تو کیا انبیاء میں سے بھی کسی کی آل میری آل سے زیادہ مکرم ہے؟ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا اے موسیٰ کیا تمہیں یہ نہیں معلوم کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی آل تمام انبیاء سے اسی طرح افضل ہے جس طرح محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تمام مرسلین سے افضل ہیں۔ حضرت موسیٰ نے عرض کیا پروردگار اچھا اگر آل محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ایسے ہیں تو کیا تیرے نزدیک سارے انبیاء کی امت میں سے کوئی میری امت سے بھی افضل ہے ان پر تو نے ابر کا سایہ کیا اور ان کے لئے من وسلویٰ نازل فرمایا ان کے لئے دریا کو شگافتہ کیا۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا اے موسیٰ کیا تمہیں نہیں معلوم محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی امت بھی تمام امتوں سے اسی طرح افضل ہے جس طرح محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میری تمام مخلوقات سے افضل ہیں۔ موسیٰ نے عرض کیا پروردگار کیا ہی اچھا ہو کہ تو مجھے ان کو دکھا دے تو اللہ تعالیٰ نے موسیٰ کی طرف وحی فرمائی کہ اے موسیٰ تم ان کو نہیں دیکھ سکو گے اس لئے کہ ابھی انکے ظہور کا وقت نہیں آیا ہاں تم ان کو (محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں) جنت عدن اور جنت الفردوس میں دیکھ سکو گے جو وہاں کی نعمتوں سے لطف اندوز اور وہاں کی خوبیوں سے لذت یاب ہوتے ہونگے اور اس وقت تم ان لوگوں کی آوازیں سن سکو گے موسیٰ نے کہا اچھا پروردگار یہی صحیح۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اچھا تو پھر کمر کو مضبوط باندھ لو اور میرے سامنے اس طرح کھڑے ہو جاؤ جسطرح ایک ناچیز بندہ اپنے جلیل القدر مالک کے سامنے کھڑا ہوتا ہے۔ موسیٰ نے ایسا ہی کیا تو ہمارے پروردگار نے آواز دی کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی امت والو تو محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی امت کے جتنے لوگ اپنے آباء کے صلب میں اور اپنی ماؤں کے شکم میں تھے انہوں نے جواب دیا۔

لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ لَبَّیْکَ لَاشَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ اِنَّ الْحَمْدَ وَ النِّعْمَۃَ لَکَ وَ الْمُلْکَ لَاشَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ۔ آپ نے فرمایا کہ پھر اللہ تعالیٰ نے اسی اجابت کو حج کا شعار قرار دیدیا۔

یہ حدیث طویل ہے یہاں میں اس میں سے بقدر حاجت لے لیا ہے پوری حدیث میں نے تفسیر قرآن میں دیدی ہے۔

باب : دوران حج حالت احرام میں کن کن باتوں سے پرہیز لازم ہے رفث و فسوق و جدال کی باتوں میں سے

(۲۵۸۷) محمد بن مسلم اور حلبی دونوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے قول خدا:

(الحج اشھر معلومات فمن فرض فیھن الحج فلا رفث و لا فسوق و لا و جدال فی الحج) (سورہ بقرہ ۱۹۷) حج کے مہینے تو اب سب کو معلوم ہیں (شوال، ذی قعدہ، ذی الحجہ) پس جو شخص ان مہینوں میں اپنے اوپر حج لازم کرے تو احرام سے آخری حج تک نہ عورت کے پاس جائے نہ کوئی اور گناہ کرے اور نہ کسی سے جھگڑا اور تکرار کرے) کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے بندوں پر ایک شرط عائد کی اور بندوں کیلئے اپنے اوپر ایک شرط رکھی ہے۔ پس جو شخص عائد کردہ شرط پوری کریگا تو اللہ تعالیٰ بھی اپنی طرف سے شرط پوری کر دیگا۔ ان دونوں نے پوچھا کہ وہ کونسی شرط ہے جو اللہ نے بندوں پر عائد کی ہے اور وہ کونسی شرط ہے جو بندوں کیلئے ہے؟ آپ نے فرمایا وہ شرط جو بندوں پر عائد کی ہے وہ اسی قرآن کی آیت ہے الحج اشھر معلومات فمن فرض فیھن الحج فلا رفث و لا فسوق و لا جدال فی الحج اور وہ شرط جو بندوں کیلئے ہے تو اسکے لئے یہ فرمایا ہے۔ فمن تعجل فی یومین فلا اثم علیہ و من تاخر فلا اثم علیہ لمن اتقی (پھر جو شخص جلدی کرے اور دو ہی دن میں منیٰ سے چل کھڑا ہو تو اس پر بھی کوئی گناہ نہیں اور جو تیسرے دن تک پڑا رہے اور تاخیر سے نکلے اسکے اوپر بھی کوئی گناہ نہیں ہے) (سورہ بقرہ ۲۰۳) آپ نے فرمایا وہ منیٰ سے اس طرح چلے گا کہ اس پر کوئی گناہ باقی نہ رہے گا۔

ان دونوں نے پوچھا آپ کی نظر میں جو شخص فسق و فسوق میں مبتلا ہو جائے اس پر کیا سزا عائد ہوگی؟ آپ نے فرمایا اس پر کوئی سزا عائد نہیں کی گئی ہے بلکہ وہ استغفار کرے گا اور تلبیہ پڑھے گا۔ ان دونوں نے دریافت کیا اور جو شخص جدال میں مبتلا ہو اس پر کیا ہے؟ آپ نے فرمایا جو شخص دو مرتبہ سے زیادہ جدال (کسی سے جھگڑا) کرے تو ان دونوں سے جو حق پر ہوگا وہ ایک بکری ذبح کرے گا اور جو خطا پر ہوگا وہ ایک گائے ذبح کرے گا۔

اور میرے والد رضی اللہ عنہ نے اپنے ایک خط میں مجھے یہ تحریر فرمایا کہ اپنے احرام کی حالت میں جھوٹ بولنے اور جھوٹی قسم اور سچی قسم سے احتراز کرو اسکا شمار جدال میں ہے اور جدال کسی شخص کا یہ کہنا ہے کہ نہیں خدا کی قسم اور ہاں خدا کی قسم پس اگر تم نے ایک مرتبہ یا دو مرتبہ جدال کیا (قسم کھائی) تو اگر تم سچے ہو تو تم پر کچھ نہیں۔ اور اگر تم نے تین مرتبہ جدال کیا (قسم کھائی) اور تم سچے ہو تو تم پر ایک بکری ذبح کرنا ہے۔ اگر تم نے ایک مرتبہ جھوٹی قسم کھائی تو تم کو ایک بکری ذبح کرنا ہے اور اگر دو مرتبہ جھوٹی قسم کھائی تو تم پر ایک گائے ذبح کرنا ہے اور اگر تم نے تین مرتبہ جھوٹی قسم کھائی تو تم پر ایک اونٹ نحر کرنا ہے۔ اور فسوق کا مطلب جھوٹ بولنا ہے۔ (اگر جھوٹ بولا ہے) تو اللہ تعالیٰ سے

طلبِ مغفرت کرو اور معافی چاہو۔ اور رفث کا مطلب مجامعت کرنا ہے پس اگر تم حالت احرام میں ہو اور عورت کے فرج میں مجامعت کی ہے تو تم پر ایک اونٹ نحر کرنا اور آئیندہ حج کرنا ہے اور واجب ہے کہ تمہارے اور تمہاری زوجہ کے درمیان جبتک تم دونوں اپنے مناسک پورے نہ کرلو مفارقت رہے اسکے بعد تم دونوں مجتمع ہوگے۔

اور اگر تم دونوں نے وہ راستہ جو پہلے سال اختیار کیا تھا اس کے علاوہ دوسرا راستہ اختیار کیا ہے تو پھر تم دونوں میں مفارقت نہیں کی جائیگی اور عورت پر ایک اونٹ نحر کرنا لازم ہے اگر اسکے شوہر نے اس سے مجامعت (اس کی مرضی سے) کی ہے۔ اور اگر وہ اس پر راضی نہیں تھی تو مرد پر دو اونٹ نحر کرنا لازم ہے اور عورت پر کچھ لازم نہیں ہے اور اگر تم نے عورت کی فرج کے علاوہ کسی اور حصہ جسم میں مجامعت کی ہے تو تم پر ایک اونٹ نحر کرنا لازم ہے اور تم پر آئیندہ سال کا حج لازم نہیں ہے۔

(۲۵۸۸) امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اگر تم نے احرام باندھنے کے بعد اور تلبیہ کہنے سے پہلے عورت سے مجامعت کی ہے تو تم پر کوئی ہرج نہیں۔ اور اگر تم نے حالت احرام میں مشعرالحرام کے اندر وقوف سے پہلے عورت سے مجامعت کی ہے تو تم پر ایک اونٹ نحر کرنا اور آئیندہ سال حج لازم ہے اور اگر تم نے مشعرالحرام میں وقوف کے بعد مجامعت کی ہے تو تم پر ایک اونٹ کا نحر کرنا لازم ہے اور آئیندہ سال حج کرنا تم پر لازم نہیں ہے اور اگر تم نے بھول کر یا سہو کی بنا پر یا جاہلِ مسئلہ ہونے کی بنا پر ایسا کیا ہے تو تم پر کچھ لازم نہیں ہے۔

(۲۵۸۹) اور ابو بصیر نے آنجناب علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا کہ جو احرام کی حالت میں تھا اور اس نے اپنی عورت سے مجامعت کی۔ آپؑ نے فرمایا اس پر ایک بڑے کوہان کا اونٹ نحر کرنا لازم ہے۔ ابو بصیر نے عرض کیا مگر وہ اس پر قادر نہیں ہے۔ آپؑ نے فرمایا پھر اسکے اصحاب واحباب کو چاہیئے کہ اسکے لئے رقم جمع کریں اور اسکے حج کو فاسد ہونے سے بچائیں (فاسد نہ ہونے دیں)۔

اور اگر کوئی شخص احرام کی حالت میں اپنی زوجہ کے علاوہ کسی کو دیکھے اور اسے انزال ہوجائے تو اس پر ایک اونٹ یا ایک گائے لازم ہے۔ اور اگر وہ اسکی قدرت نہیں رکھتا تو ایک بکری ذبح کرے۔ اور اگر کسی شخص نے حالت احرام میں اپنی عورت کی طرف شہوت سے نظر کی تو اس پر کچھ نہیں ہے لیکن اگر اس نے عورت کو مس کیا تو ایک بکری ذبح کرے اور اگر اس نے اسکا بوسہ لیا تو بھی ایک بکری دَم کرے۔ اور اگر کوئی شخص حالت احرام میں بھول کر اپنی عورت سے مجامعت کر بیٹھے تو اس پر کچھ نہیں وہ ایسا ہی ہے جیسے ماہ رمضان میں کسی شخص نے بھول کر کچھ کھا لیا ہو۔

(۲۵۹۰) ابو بصیر نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جس نے اپنے احرام کی حالت میں ایک عورت کی پنڈلی دیکھی یا کسی عورت کی شرمگاہ پر نظر پڑ گئی اور اسکی منی خارج ہوگئی۔ آپؑ نے فرمایا اگر وہ دولتمند ہے تو اونٹ نحر کرے، اوسط درجے کا ہے تو ایک گائے اور اگر فقیر ہے تو ایک بکری ذبح کرنا لازم ہے۔ اور فرمایا

کہ میں نے یہ کفارہ اس لئے قرار نہیں دیا کہ اسکی منی نکل پڑی بلکہ اس لئے کہ اس نے ایسی شے پر نظر ڈالی جس پر نظر ڈالنا اس کیلئے حلال نہ تھا۔

(۲۵۹۱) محمد بن مسلم نے آنجناب علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جس نے (حالت احرام میں) اپنی عورت کو اٹھایا اس کو مس کیا تو اسکی منی یا مذی نکل پڑی آپ نے فرمایا اگر اس نے اپنی عورت کو شہوت سے اٹھایا یا مس کیا تو اسکے منی نکلے یا نہ نکلے اسکی مذی نکلے نہ نکلے اس پر ایک بکری ذبح کرنا لازم ہے اور اگر اس نے بغیر کسی شہوت کے اسکو اٹھایا یا مس کیا ہے تو اس پر کچھ نہیں خواہ منی نکلے یا نہ نکلے یا مذی نکلے یا نہ نکلے۔

اور جب مرد پر کفارہ میں ایک اونٹ نحر کرنا واجب ہو اور اونٹ اسکو نہ مل سکے تو اس پر سات عدد بکریاں لازم ہیں اور اس پر بھی اسکی قدرت نہ ہو تو مکہ میں یا اپنے گھر اٹھارہ دن روزہ رکھے۔

اور اگر تم نے خانہ کعبہ کا طواف کر لیا اور صفا و مروہ کے درمیان سعی کر لی اور تم نے اسکو عمرہ تمتع قرار دیا مگر اپنے سر کے بال تراشنے سے پہلے جلدی سے اپنی زوجہ کا بوسہ لے لیا تو پھر ایک جانور ذبح کرنا لازم ہے اور اگر تم نے اس سے مجامعت کر لی تو ایک اونٹ یا ایک گائے ذبح کرنا لازم ہے۔

(۲۵۹۲) ابن مسکان نے ابی بصیر سے روایت کی ہے انکا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک محرم کے متعلق دریافت کیا کہ وہ کوئی کام کرنا چاہتا ہے تو اسکے ساتھیوں نے اس سے کہا کہ واللہ یہ کام نہ کر اور اس نے کہا واللہ میں تو یہ کروں گا اور اس نے بار بار حلف سے یہ کہا تو کیا اس پر بھی وہی کفارہ لازم آئیگا جو جدال کرنے والے پر لازم کرتا ہے؟ آپ نے فرمایا نہیں بلکہ اس نے یہ اپنے بھائی کے احترام میں کہا کفارہ تو اس وقت لازم آتا جب اللہ کی کوئی معصیت ہوتی۔

(۲۵۹۳) معاویہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ نے فرمایا آپس میں مفاخرت سے اجتناب کرو تم پر ورع اور پرہیزگاری لازم ہے جو تم کو اللہ کی معصیت سے بچائے گی۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے **ثم لیقضوا تفثھم** (سورہ الحج آیت نمبر ۲۹) (ان کو چاہیئے کہ اپنی اپنی کثافت دور کریں) اور کثافت میں اسکا بھی شمار ہے کہ تم حالت احرام میں قبیح باتیں کرو مگر جب تم مکہ میں داخل ہو گے خانہ کعبہ میں داخل ہو گے اور اچھی باتیں کرو گے تو یہ اسکا کفارہ بن جائیگا۔

باب : حالت احرام میں کیا جائز ہے اور کیا نہیں

(۲۵۹۴) معاویہ بن عمار نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ وہ دو کپڑے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم احرام باندھا کرتے تھے وہ یمن میں عبر اور ظفار قبیلہ کے تیار کردہ تھے اور ان ہی دونوں میں آپ کو کفن بھی دیا گیا۔

(۲۵۹۵) حماد نے حریز سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ جن کپڑوں میں تم نماز پڑھتے ہو ان میں اگر تم احرام باندھ لو تو کوئی حرج نہیں ہے۔

(۲۵۹۶) اور حماد النوّاء نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا یا یہ کہ وہ آپؑ کی خدمت میں حاضر تھا اور آپؑ سے دریافت کیا گیا اس محرم کے متعلق جو چادر میں احرام باندھ رہا ہے؟ تو آپؑ نے فرمایا کوئی ہرج نہیں آخر لوگ چادر ہی میں تو احرام باندھتے ہیں۔

(۲۵۹۷) خالد بن ابی العلاء خفاف نے روایت کی ہے اسکا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو دیکھا کہ وہ حالت احرام میں تھے اور انکے دوش پر سبز رنگ کی چادر تھی۔

(۲۵۹۸) عمر بن شمر سے روایت کی گئی اور اس نے اپنے باپ سے روایت کی ہے اسکا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو دیکھا کہ وہ حالت احرام میں تھے اور آپ کے دوش پر ہلکی سے باریک چادر تھی۔

(۲۵۹۹) محمد بن مسلم نے ان دونوں ائمہ علیہما السلام میں سے کسی ایک سے روایت کی ہے کہ آنجنابؑ سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا گیا جو میلے کچیلے کپڑے میں احرام باندھتا ہے آپؑ نے فرمایا نہیں ۔ مگر میں یہ نہیں کہتا کہ یہ حرام ہے بلکہ میرے نزدیک پسندیدہ بات یہ ہے کہ وہ کپڑے پاک صاف کرے اور دھوئے۔ اور آدمی اس کپڑے کو ہرگز نہ دھوئے جسمیں احرام باندھے ہوئے ہو جب تک وہ احرام سے نکل کر محل نہ ہو جائے خواہ وہ کتنا بھی میلا کیوں نہ ہو جائے مگر یہ کہ وہ جنابت سے آلودہ ہو گیا ہو یا کسی اور شے سے آلودہ ہوا ہو تو اسے دھوئے گا۔

(۲۶۰۰) ابن مسکان نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کوئی حرج نہیں اگر ایک شخص گل ارمنی میں رنگے ہوئے کپڑے میں احرام باندھے۔

(۲۶۰۱) ابو بصیر سے روایت کی گئی ہے انکا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا آپؑ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ حضرت علی علیہ السلام اپنے کسی بچے کے ساتھ تھے کہ ادھر سے عمرؓ (بن خطاب) گزرے اور بولے یہ دونوں رنگین کپڑے کیسے ہیں تم تو احرام میں ہو۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا میں نہیں چاہتا کہ کوئی شخص ہم کو سنت کی تعلیم دے۔ یہ دونوں کپڑے مٹی سے رنگے ہوئے ہیں۔

(۲۶۰۲) حسین بن مختار سے روایت کی گئی ہے جس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ کیا کوئی شخص سیاہ کپڑوں میں احرام باندھے؟ آپؑ نے فرمایا نہ سیاہ کپڑوں میں کوئی احرام باندھے اور نہ سیاہ کپڑوں سے میت کو کفن دیا جائے۔

(۲۶۰۳) حنّان بن سَدیر سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ایک شخص نے آنجنابؑ سے سوال کیا کہ کیا ایسے کپڑے میں احرام باندھا جاسکتا ہے جس میں ریشم ملا ہوا ہو؟ راوی کا بیان ہے اس پر آپؑ نے اپنا فرقبی تہہ بند منگوایا اور فرمایا دیکھ اس میں ریشم ملا ہوا ہے اور میں اس میں احرام باندھتا ہوں۔

(۲۶۰۴) حلبی سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جو ایسے کپڑے میں احرام باندھتا ہے جس میں نقش ونگار بنے ہوئے ہیں۔ آپؑ نے فرمایا کوئی حرج نہیں ہے۔

(۲۶۰۵) اور معاویہ بن عمّار کی روایت میں ہے جو اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا ہے کوئی حرج نہیں اگر ایک شخص ایسے کپڑے میں احرام باندھے جس پر نقش ونگار بنے ہوئے ہیں لیکن اگر اسکے سوا کوئی دوسرا کپڑا اسکی قدرت میں ہے تو اس نقش ونگار والے کپڑے کا ترک کرنا میرے نزدیک بہت بہتر ہے۔

(۲۶۰۶) اور لیث مرادی نے آپؑ سے نقش ونگار والے کپڑے کے متعلق دریافت کیا کہ کیا اس میں کوئی شخص احرام باندھ سکتا ہے آپؑ نے فرمایا ہاں مکروہ تو وہ کپڑا ہے جس کا تانا ابریشم کا ہو۔

(۲۶۰۷) اور حسین بن ابی العلاء نے آنجناب علیہ السلام سے احرام کے لباس کے متعلق سوال کیا کہ اس میں زعفران لگ گئی تھی پھر اسکو دھولیا گیا۔ آپؑ نے فرمایا اگر اسکی خوشبو جاتی رہی تو کوئی حرج نہیں اور خواہ کل کا کل رنگا ہوا کیوں نہ ہو اگر وہ دھولیا گیا اور مائل بہ سفیدی ہوگیا تو کوئی حرج نہیں۔

(۲۶۰۸) اور قاسم بن محمد جوہری نے علی ابن ابی حمزہ سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا کہ اگر احرام باندھنے والا چادر کی بنائی ہوئی قبا پہننے پر مجبور ہو اور کوئی دوسرا لباس اسکو میسر نہ ہو تو وہ اسکو الٹ کر پہنے اور اپنے ہاتھ قبا کی آستین میں نہ ڈالے۔

(۲۶۰۹) اور کاہلی سے روایت کی گئی ہے اسکا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں آنجناب علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک شخص نے آنجنابؑ سے ایسے لباس کے متعلق سوال کیا جو عصفر سے زرد رنگ میں رنگا ہوا تھا پھر اس نے اسکو دھولیا کیا احرام کی حالت میں وہ اسکو پہنے؟ آپؑ نے فرمایا ہاں عصفر (زرد رنگ) میں خوشبو نہیں ہوتی لیکن میں ایسا لباس پہننا مکروہ سمجھتا ہوں جو تجھے لوگوں میں مشتہر کردے۔

(۲۶۱۰) اور اسماعیل بن فضل نے آپؑ سے احرام باندھنے والے کے متعلق دریافت کیا کہ کیا وہ ایسا لباس پہنے جس میں

خوشبو لگی ہوئی ہو۔ آپؑ نے فرمایا اگر اسکی خوشبو جاتی رہی ہو تو پہن لے۔

(۲۶۱۱) اور ابوالحسن نہدی سے روایت کی گئی ہے اسکا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا کہ سعید اعرج نے آنجنابؑ سے خمیصہ (سیاہ چادر) جسکا تانا ابریشم کا اور بانا بکری کے اون کا ہوتا ہے کے متعلق دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا اس کے اندر احرام باندھنے میں کوئی حرج نہیں مکروہ احرام تو خالص ابریشم کا ہے۔

(۲۶۱۲) اور حماد بن عثمان نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے خانہ کعبہ کی خوشبو اور قبر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشبو جو جامہ احرام میں لگ جاتی ہے کے متعلق دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا ان دونوں میں کوئی حرج نہیں دونوں پاک ہیں۔

(۲۶۱۳) آنجنابؑ سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا گیا جسکے کپڑے خانہ کعبہ کی زعفران سے آلودہ ہوگئے اور وہ حالت احرام میں ہے آپؑ نے فرمایا کوئی حرج نہیں وہ پاک ہے اگر تمہیں لگ جائے تو اسے نہ چھڑاؤ۔

(۲۶۱۴) حلبی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ایسے محرم کے متعلق جس نے ایسی طیلسان (عبا) پہن رکھی ہے جس میں بٹن یا گھنڈی لگی ہوئی ہے آپؑ نے فرمایا ہاں کتاب علی علیہ السلام میں ہے کہ طیلسان (عبا) نہ پہنے جب تک کہ اسکے بٹن اور گھنڈی نہ کھول لے نیز فرمایا کہ اس کا پہننا اس لئے مکروہ ہے کہ ڈر ہے کہ کوئی جاہل مسئلہ اس میں بٹن یا گھنڈی لگالے لیکن مرد فقیہ کیلئے کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (کیونکہ وہ ایسا نہیں کریگا)

(۲۶۱۵) رفاعہ بن موسیٰ نے آنجناب علیہ السلام سے محرم کے متعلق دریافت کیا کہ کیا وہ جراب پہنے؟ آپؑ نے فرمایا ہاں اور چمڑے کا موزہ بھی اگر ان دونوں کے پہننے پر وہ مجبور ہو۔

(۲۶۱۶) محمد بن مسلم نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے محرم کے متعلق روایت کی ہے اگر اس کے پاس جوتا نہ ہو تو کیا وہ چمڑے کا موزہ پہنے؟ آپؑ نے فرمایا ہاں مگر وہ قدم کی پشت پر پھاڑ دے اور ایک محرم قبا بھی پہن سکتا ہے جب اس میں بٹن یا گھنڈی نہ ہو اور وہ اسکو الٹ کر پہنے۔

(۲۶۱۷) معاویہ بن عمار نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا اگر تم حالت احرام میں ہو تو اپنا وہ لباس نہ پہنو جس میں بٹن یا گھنڈی ہو بغیر اسکو توڑے ہوئے اور نہ وہ لباس جو قمیض و قبا کے مانند ہو اور نہ شلوار اور زیر جامہ لیکن یہ کہ اس میں بٹن یا گھنڈی نہ ہو اور نہ چمڑے کا موزہ لیکن اس وقت کہ جب تمہارے پاس کوئی جوتا نہ ہو۔

(۲۶۱۸) اور زرارہ نے ان اماموں علیہما السلام میں سے کسی ایک سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے آپ سے دریافت کیا کہ محرم کے لئے کونسا لباس پہننا مکروہ ہے تو آپؑ نے فرمایا ہر کپڑا (پہن سکتا ہے) سوائے اس کپڑے کے جو بطور قمیض سی لیا گیا ہو۔

(۲۶۱۹) معاویہ بن عمار نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا کوئی حرج نہیں اگر محرم درمیان راہ میں لباس تبدیل کرے لیکن جب مکہ میں داخل ہو تو وہی دونوں لباس پہنے جس کے اندر اس نے احرام باندھا تھا اور یہ ان دونوں کپڑوں کو فروخت کرنا مکروہ ہے اور ان دونوں کے فروخت کی اجازت بھی روایت کی گئی ہے۔

(۲۶۲۰) ابو بصیر نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے انکا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ کو فرماتے ہوئے سنا وہ فرمارہے تھے کہ میں مکروہ سمجھتا ہوں کہ ایک محرم زرد بستر اور تکیہ پر سوئے۔

(۲۶۲۱) عبدالرحمٰن بن حجّاج نے حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام سے دریافت کیا کہ کیا ایک محرم خز کا لباس پہنے؟ (یعنی ریشم اور اون کا بنا ہوا لباس پہنے) آپؑ نے فرمایا کوئی حرج نہیں ہے۔

(۲۶۲۲) عبداللہ بن سنان نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا کہ محرم اگر کوئی خوف و خطرہ محسوس کرے تو اسلحہ پہن لے۔

(۲۶۲۳) محمد بن مسلم نے ان دونوں ائمہ علیہما السلام میں سے کسی ایک سے روایت کی ہے اسکا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے دریافت کیا محرم کو اگر مختلف قسم کے لباس کی ضرورت پیش آجائے تو؟ آپؑ نے فرمایا ہر قسم کے لباس پر فدیہ (کفارہ) ادا کرے۔

(۲۶۲۴) معاویہ بن عمار نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے اسکا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے ایک محرم کے متعلق دریافت کیا کہ اسکا کپڑا جنابت سے آلودہ ہو گیا؟ آپؑ نے فرمایا جب تک دھو نہ لے اسکو نہ پہنے اور اسکا احرام پورا اور مکمل ہے۔

(۲۶۲۵) حمّاد بن عثمان نے حریز سے روایت کی ہے اسکا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ محرمہ یعنی احرام باندھی ہوئی عورت کپڑا اپنے چہرے سے ٹھوڑی تک لٹکا سکتی ہے۔

(۲۶۲۶) اور معاویہ بن عمار کی روایت میں ہے جو ان ہی جنابؑ سے ہے کہ آپؑ نے فرمایا عورت جب سواری پر سوار ہو تو اپنا کپڑا اوپر سے گردن تک لٹکا سکتی ہے۔

(۲۶۲۷) عبداللہ بن میمون نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا محرمہ اپنے چہرے پر نقاب نہیں ڈال سکتی اس لئے کہ عورت کا احرام اسکے چہرے میں اور مرد کا احرام اس کے سر میں ہے۔

(۲۶۲۸) ایک مرتبہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام احرام باندھی ہوئی ایک عورت کی طرف سے گزرے جس نے اپنا چہرہ پنکھے سے چھپا رکھا تھا تو آپؑ نے اپنی چھڑی سے وہ پنکھا اسکے چہرے سے ہٹا دیا۔

(۲۶۲۹) اور عبداللہ بن سنان نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا عورت محرمہ حالت حیض میں اپنے کپڑوں کے نیچے غلالہ پہن سکتی ہے۔

(۲۶۳۰) یحییٰ بن ابی العلاء نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار سے روایت کی ہے کہ آپؑ احرام باندھی ہوئی عورت کیلئے برقع اور دستانہ مکروہ جانتے تھے۔

(۲۶۳۱) اور محمد بن علی حلبی نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ عورت جب احرام باندھے تو شلوار پہنے؟ آپ نے فرمایا ہاں وہ اس سے اپنا پردہ کرنا چاہتی ہے۔

(۲۶۳۲) اور کاہلی نے آنجناب علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ محرمہ عورت کان کے مشہور گوشوارے اور مشہور گلو بند کے علاوہ ہر زیور پہن سکتی ہے۔

(۲۶۳۳) اور عامر بن جذاعہ نے آنجنابؑ سے رنگے ہوئے کپڑوں کیلئے پوچھا کہ کیا وہ ایک احرام باندھی ہوئی عورت پہن سکتی ہے؟ آپؑ نے فرمایا گہرے سرخ رنگ کے سوا کسی بھی رنگ کا پہنے کوئی مضائقہ نہیں۔

(۲۶۳۴) اور محمد بن مسلم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک محرمہ عورت کے متعلق روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ وہ تمام قسم کے زیورات پہن سکتی ہے ان زیوروں کے سوا جن کا اظہار ہوتا ہے۔

(۲۶۳۵) اور سماعہ نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا ایک محرمہ عورت کے متعلق کہ کیا وہ لباس حریر پہنے؟ آپؑ نے فرمایا کہ وہ ایسے خالص حریر کا لباس نہ پہنے جس میں کچھ ملا ہوا نہ ہو۔ اور خز اور علم (نقش ونگار) کا کپڑا تو اسکے پہننے میں کوئی مضائقہ نہیں اگرچہ حالت احرام میں پہنے مگر اگر کوئی مرد اسکی طرف سے گزرے تو وہ اپنے کپڑوں سے اسے چھپالے اور وہ دھوپ سے اپنے چہرے کو ہاتھوں سے نہ چھپائے اور خز کا لباس (ریشم اور اون ملا ہوا ہو) پہنے لیکن لوگ کہیں گے کہ خز میں تو ریشم ہوتا ہے اور خالص حریر کا لباس پہننا مکروہ ہے۔

(۲۶۳۶) ابو بصیر مرادی نے آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ کیا عورت حالت احرام میں ریشم خام (قز) پہنے؟ آپؑ نے فرمایا کوئی مضائقہ نہیں (لیکن) ریشم خالص پہننا مکروہ ہے۔

(۲۶۳۷) یعقوب بن شعیب نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ کیا عورت زیورات پہن سکتی ہے؟ آپؑ نے فرمایا کہ کنگن اور پازیب پہن سکتی ہے۔

(۲۶۳۸) حلبی نے حضرت امام جعفر صادق سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا کوئی مضائقہ نہیں اگر ایک عورت سونے (کے زیور) اور خز (کے لباس) میں احرام باندھے خالص ریشم کے علاوہ کچھ مکروہ نہیں ہے۔

(۲۶۳۹) اور حریز کی روایت میں ہے جو انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا اگر عورت کا کوئی زیور ہو جو اس نے احرام کیلئے نیا نہ پہنا ہو تو وہ اپنے زیور نہیں اتارے گی۔

(۲۶۴۰) ابوالحسن نہدی سے روایت ہے اسکا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا اور میں وہاں موجود تھا کہ کیا عورت عمامہ کے اندر احرام باندھ سکتی ہے جبکہ اس پر نقش ونگار بھی ہوں؟ آپؑ نے فرمایا

کوئی مضائقہ نہیں۔

(۲۶۴۱) اور سعید اعرج نے آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ کیا ایک محرم ازار (تہبند) کو اپنے گلے میں باندھ لے؟ آپؑ نے فرمایا نہیں۔

(۲۶۴۲) اور محمد بن مسلم نے آنجناب علیہ السلام سے ایسے محرم کے متعلق دریافت کیا جو مشکیزہ باندھنے کی رسی اپنے سر پر رکھ لے جبکہ وہ پانی پی رہا ہو؟ آپؑ نے فرمایا کہ ہاں (کوئی حرج نہیں)

(۲۶۴۳) اور یعقوب بن شعیب نے آپؑ سے ایک ایسے مردِ محرم کے متعلق سوال کیا جسکے زخم ہے کیا وہ اس کو باندھے یا کسی پارچے سے لپیٹے آپؑ نے فرمایا کہ ہاں۔

(۲۶۴۴) اور عمران حلبی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا کہ محرم اپنے پیٹ پر عمامہ باندھے اور اگر چاہے تو اسے تہبند کی جگہ لپیٹ لے مگر سینے کی طرف بلند نہ کرے۔

(۲۶۴۵) اور ابن فضّال نے یونس بن یعقوب سے روایت کی ہے اسکا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص محرم اپنی کمر میں همیان باندھتا ہے آپؑ نے فرمایا ہاں اس لئے کہ اسکے اخراجات کی رقم چلی جانے کے بعد اسکے لئے کیا بھلائی رہ جائیگی۔

(۲۶۴۶) اور ابو بصیر نے آنجنابؑ علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا کہ میرے پدر بزرگوار علیہ السلام اپنے شکم پر اپنے اخراجات (کیلئے) قابل بھروسہ رقم جس سے حج پورا ہو جائے باندھ لیا کرتے تھے۔

باب : ایک محرم کیلئے کیا کرنا اور کیا استعمال کرنا جائز و ناجائز ہے

(۲۶۴۷) ابو بصیر نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ایک محرم کی آنکھ اگر آشوب کر آئے تو اسکو اس سرمہ کے لگانے میں کوئی مضائقہ نہیں جس میں مشک و کافور نہ ہو اور عورت محرمہ ہر طرح کا سرمہ استعمال کرے گی سوائے اس سیاہ سرمہ کے جو زینت کیلئے ہو۔

(۲۶۴۸) اور محمد بن مسلم نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک مرد محرم اگر چاہے تو وہ اپنی آنکھ میں مصبر استعمال کر سکتا ہے بشرطیکہ اس میں زعفران اور ورس (ایک قسم کا پودا) شامل نہ ہو۔

(۲۶۴۹) حریز نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا اگر تم حالت احرام میں ہو تو آئینہ نہ دیکھو اس لئے کہ یہ زینت میں شامل ہے۔

(۲۶۵۰) معاویہ بن عمّار سے روایت ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا ایک مرد محرم مسواک کرے؟ آپؑ نے فرمایا ہاں میں نے عرض کیا اگر مسواک کرنے سے اسکے منہ میں خون نکل آئے؟ آپؑ نے فرمایا ہاں

کوئی حرج نہیں یہ مسواک تو سنت میں شامل ہے۔

(۲۶۵۱) حماد نے حریز سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ مرد محرم کیلئے کوئی مضائقہ نہیں اگر (ضرورت پڑنے پر) پچھنے لگوائے جس میں بال نہ اکھڑیں۔ اور حضرت امام حسن علیہ السلام نے حالت احرام میں پچھنے لگوائے۔

(۲۶۵۲) ذریح نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا ایک ایسے محرم کے متعلق جس نے پچھنے لگوائے آپؑ نے فرمایا ہاں اگر خون سے ڈر ہو۔

(۲۶۵۳) حسن بن صیقل نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے محرم کے متعلق دریافت کیا جسکی ڈاڑھ میں تکلیف ہے کیا وہ اسکو اکھڑوا دے۔ آپؑ نے فرمایا ہاں کوئی مضائقہ نہیں۔

(۲۶۵۴) عمران حلبی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ اس نے آنجنابؑ سے ایک ایسے محرم کے متعلق دریافت کیا جسکے زخم ہے اور ایسی دوا لگا رہا ہے جس میں زعفران بھی ہے؟ آپؑ نے فرمایا اگر زعفران دیگر دواؤں پر غالب ہے تو نہ (لگائے) اور اگر دوائیں زعفران پر غالب ہیں تو کوئی مضائقہ نہیں۔

(۲۶۵۵) اور معاویہ بن عمار نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ کوئی محرم دنبل (پھوڑے) کو نچوڑے اور اس پر پارچہ باندھے؟ آپؑ نے فرمایا کوئی مضائقہ نہیں۔

(۲۶۵۶) اور آنجناب علیہ السلام نے ارشاد فرمایا اگر کوئی محرم بیمار ہو جائے تو اسے چاہیئے کہ ان دواؤں سے علاج کرے جن کا کھانا حالت احرام میں حلال ہے۔

(۲۶۵۷) اور ہشام بن سالم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ اگر کسی محرم کے پھوڑا یا دنبل نکل آئے تو اسکو چیرا لگوائے اور اسکی دوا تیل اور گھی سے کرے۔

(۲۶۵۸) اور محمد بن مسلم نے ان دونوں ائمہ میں سے کسی ایک سے روایت کی ہے ایک ایسے محرم کے متعلق جسکے دونوں ہاتھ پھٹتے ہیں تو آپؑ نے فرمایا وہ اسکا علاج تیل اور گھی یا چربی سے کرے۔

(۲۶۵۹) اور محمد بن فضیل نے ابی الصباح کنانی سے روایت کی ہے اسکا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک عورت احرام باندھنا چاہتی ہے مگر اس کو ہاتھ پاؤں کے پھٹنے کا خوف ہے تو کیا وہ احرام سے پہلے مہندی لگائے؟ فرمایا مجھے کتنا تعجب ہوگا اگر وہ ایسا کرے گی۔

باب : محرم کیلئے خوشبو کا استعمال

(۲۶۶۰) اور حضرت امام علی ابن الحسین علیہ السلام جب مکہ کی طرف جانے کا سامان کرتے تو اپنے اہل و عیال سے کہتے کہ خبردار تم لوگ زادراہ میں کوئی خوشبو اور زعفران نہ ڈال دینا کہ جسے ہم میں سے کوئی بھولے سے کھالے یا چکھ لے۔

(۲۶۶۱) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ محرم کیلئے خوشبوؤں میں سے چار مکروہ ہیں مشک و عنبر و زعفران اور ورس (یہ بھی زعفران کی طرح کا ایک پودا ہے جو یمن میں پیدا ہوتا ہے) اور آپ تیلوں میں خوشبو دار تیل سے کراہت فرمایا کرتے تھے۔

(۲۶۶۲) اور حسن بن ہارون سے روایت کی گئی ہے اسکا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ میں نے حالت احرام میں خبیص (ایک حلوہ جو کھجور اور گھی سے تیار کیا جاتا ہے) جس میں زعفران پڑی ہوئی تھی خوب پیٹ بھر کر کھایا۔ آپ نے فرمایا جب تم مناسک سے فراغت پا جاؤ اور مکہ سے نکلنے کا ارادہ ہو تو ایک درہم کی کھجور خریدو اور اسکو تصدق کر دو یہ اسکا اور جو کچھ تمہارے احرام میں فرو گزاشت ہوئی ہے اسکا کفارہ ہو جائیگا۔

(۲۶۶۳) زرارہ نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ نے فرمایا کہ جو شخص عمداً زعفران یا ایسا کھانا جس میں خوشبو ہو کھائے تو اس پر ایک جانور کی قربانی کفارہ ہے اور اگر اس نے بھول کر کھایا ہے تو اس پر کچھ نہیں وہ اللہ سے استغفار اور توبہ کرے۔

(۲۶۶۴) اور حسن بن زیاد سے روایت کی گئی ہے اسکا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ میرے ملازم نے مجھے وضو کرایا اور (گو کہ) مجھے معلوم تھا کہ یہ اشنان خوشبودار ہے میں نے اس سے ہاتھ دھویا۔ آپ نے فرمایا اس کے لئے کچھ صدقہ دیدو۔

(۲۶۶۵) اور ابراہیم بن سفیان نے حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام کو خط لکھ کر دریافت کیا کہ کیا ایک محرم اپنے ہاتھ اشنان سے دھوئے جس میں اذخر ہے؟ آپ نے جواب میں تحریر فرمایا میں اسکو تمہارے لئے پسند نہیں کرتا۔

(۲۶۶۶) اور معاویہ بن عمار نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے اسکا بیان ہے کہ میں نے آنجناب سے دریافت کیا کہ ایک مرد محرم نے خوشبو کو بھول کر ہاتھ لگا دیا۔ آپ نے فرمایا وہ ہاتھ دھولے اور تلبیہ کہے اور اس پر کوئی کفارہ نہیں ہے اور دوسری روایت میں ہے کہ اور اپنے پروردگار سے استغفار کرے۔

(۲۶۶۷) حمران نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے قول خدا ثم لیقضوا تفثھم ولیوفوا نذورھم (پھر وہ اپنے بدن کی کثافت و بدبو دور کریں اور اپنی نذریں پوری کریں) (الحج ۲۹) کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا اس آیت میں تفث کا مطلب بدن پر خوشبو لگانا ہے اور جب سارے مناسک پورے ہو جائیں تو اسکے لئے خوشبو لگانا حلال ہے۔

(۲۶۶۸) عبداللہ بن سنان نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مہندی کے متعلق دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا کہ محرم اسکو چھوتا ہے اور اس سے اپنے اونٹ کا علاج کرتا ہے اور یہ خوشبو نہیں ہے اسمیں کوئی مضائقہ نہیں۔

(۲۶۶۹) اور آنجناب علیہ السلام نے فرمایا کہ کوئی مضائقہ نہیں اگر انسان احرام کی حالت میں اپنے کپڑے سے خلوق (ایک طرح کی خوشبو) کو دھو ڈالے۔

اور جب کسی محرم کو شدید حاجت ہو کہ وہ اپنی ناک میں کوئی ایسی دوا چڑھائے جس میں مشک ہو چہرے پر ریاحی مادے کی وجہ سے یا کسی اور بیماری کے عارض ہونے سے تو اگر وہ اپنی ناک میں دوا چڑھاتا ہے تو کوئی مضائقہ نہیں چنانچہ اسماعیل بن جابر نے اسکے متعلق حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا وہ ناک میں دوا چڑھا لے۔

(۲۶۷۰) اور حلبی نے محمد بن مسلم سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ محرم شخص خوشبو سے بچنے کیلئے اپنی ناک کو بند کریگا اور بدبو سے بچنے کیلئے اپنی ناک کو بند نہیں کرے گا۔

(۲۶۷۱) ہشام بن حکم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ صفا اور مروہ کے درمیان جو خوشبو محسوس ہوتی ہے اس میں کوئی مضائقہ نہیں اسلئے کہ یہ عطر فروشوں کی دوکان کی خوشبو ہے محرم اس سے اپنی ناک بند نہیں کرے گا۔

(۲۶۷۲) معاویہ بن عمار نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا کہ جب تم حالت احرام میں ہو تو کوئی حرج نہیں اگر تم اذخر و قیصوم اور خزامٰی اور شیح یا اس کے مثل اور خوشبودار چیزوں کو سونگھو۔

اور علی بن مہزیار سے روایت ہے کہ اسکا بیان ہے کہ میں نے ابن ابی عمیر سے سیب، نارنگی اور بیر جس میں خوشبو ہوتی ہے کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے کہا کہ ان چیزوں کے سونگھنے اور کھانے سے پرہیز کرو۔ مگر اس کے متعلق انہوں نے کوئی روایت نہیں کی ہے۔

باب : محرم کے لئے سایہ

(۲۶۷۳) عبداللہ بن مغیرہ سے روایت کی گئی ہے انہوں نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت ابوالحسن اول علیہ السلام سے عرض کیا میں حالت احرام میں سایہ کر لوں؟ فرمایا نہیں میں نے عرض کیا اچھا اپنے کو (دھوپ سے بچانے کیلئے) کوئی چیز اوڑھ لوں؟ آپؑ نے فرمایا نہیں میں نے عرض کیا اور اگر بیمار پڑ جاؤں؟ آپؑ نے فرمایا پھر سایہ بھی کر لو اور ڈھانپ بھی لو۔ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو بھی حاجی دھوپ میں تلبیہ کرتا رہے گا تو آفتاب کے غائب ہونے کے ساتھ اسکے گناہ بھی غائب ہو جائینگے۔

(۲۶۷۴) حسین بن مسلم نے حضرت ابو جعفر ثانی (امام علی النقی) علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ سے دریافت کیا گیا کہ خیمہ کے سایہ میں اور محمل کے سایہ میں کیا فرق ہے؟ آپ نے فرمایا کہ محمل کے اندر سایہ کرنا درست نہیں اور ان دونوں کے درمیان فرق ایسا ہی ہے جیسے کسی عورت کو ماہ رمضان میں حیض آجائے تو وہ روزہ کی قضا رکھے گی نماز کی قضا نہیں کرے گی۔ راوی نے کہا کہ آپ نے سچ کہا میں آپ پر قربان۔

اس کتاب کے مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کے معنی یہ ہیں کہ سنت کو قیاس نہیں کیا جاتا۔

(۲۶۷۵) علی بن مہزیار نے بکر بن صالح سے روایت کی ہے انکا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام ابو جعفر ثانی علیہ السلام کے پاس خط لکھ کر دریافت کیا کہ جب میں احرام باندھونگا تو میری پھوپھی میرے ساتھ محمل میں ہوگی اور اس پر دھوپ کی شدت ہوگی آپ کی رائے ہے کہ میں اپنے اور اسکے اوپر سایہ کرلوں؟ آپ نے تحریر فرمایا تنہا اسکے اوپر سایہ کرو۔

(۲۶۷۶) بزنطی نے علی بن ابی حمزہ سے اور انہوں نے ابی بصیر سے روایت کی ہے انکا بیان ہے کہ میں نے ان سے دریافت کیا ایک عورت کے متعلق جو احرام میں ہے اور اس پر سایہ کیا جاتا ہے آپ نے فرمایا ہاں۔ تو میں نے کہا اور وہ مرد جو اس پر سایہ کر رہا ہے وہ بھی حالت احرام میں ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں اگر وہ عورت درد شقیقہ (سر کے درد) میں مبتلا ہے۔ اور ہر دن کے عوض ایک مد غلہ تصدق کیا جائے گا۔

(۲۶۷۷) اور محمد بن اسماعیل بن بزیع سے روایت ہے کہ حضرت امام ابو الحسن علیہ السلام سے دریافت کیا جارہا تھا اور میں سن رہا تھا محرم کیلئے بارش اور دھوپ سے بچنے کیلئے سایہ کے متعلق یا کسی بیماری کی وجہ سے سایہ کے متعلق پوچھا گیا۔ تو آپ نے فرمایا وہ منیٰ میں ایک بکری ذبح کرے نیز فرمایا ہم لوگ جب حج کا ارادہ کرتے ہیں اور سایہ کرتے ہیں تو فدیہ کفارہ ادا کرتے ہیں۔

(۲۶۷۸) اور حریز کی روایت میں ہے اسکا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر عورتیں اور بچے حالت احرام میں ہیں اور (دھوپ سے بچنے کیلئے) اگر ان پر قبہ بنا دیا جائے تو کوئی مضائقہ نہیں اور کوئی محرم شخص نہ پانی میں غوطہ لگائے گا اور نہ کوئی روزہ دار۔

(۲۶۷۹) منصور بن حازم سے روایت کی گئی ہے اسکا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو دیکھا کہ انہوں نے حالت احرام میں وضو فرمایا پھر رومال لیا اور اپنا چہرہ پونچھا۔

(۲۶۸۰) معاویہ بن عمار نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ ایک محرم شخص کو اپنا کپڑا اپنی ناک سے اوپر پھرانا مکروہ ہے محرم اگر اپنا کپڑا اپنے منہ پر اس حد تک پھرائے جو ناک تک پہنچ جائے تو کوئی مضائقہ نہیں یعنی ناک سے نیچے تک۔

(۲۶۸۱) حفص بن بختری اور ہشام بن حکم ان دونوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ

نے فرمایا ایک مرد محرم کیلئے مکروہ ہے کہ وہ اپنا کپڑا ناک کے نیچے سے اوپر تجاوز کرے نیز فرمایا کہ جسکے لئے اس نے احرام باندھا ہے اس کیلئے (اپنا چہرہ) دھوپ میں کھلا رکھے۔

(۲۶۸۲) اور عبداللہ بن سنان سے روایت کی گئی ہے کہ اس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا وہ میرے والد سے فرمارہے تھے جبکہ میرے والد نے آپؑ سے دھوپ کی تپش کی شکایت کی جس سے انکو اذیت پہنچ رہی تھی میرے والد نے آنجنابؑ سے کہا کہ اگر آپؑ کی رائے ہو تو میں اپنے کپڑے کے ایک گوشہ سے آڑ کرلوں؟ آپؑ نے فرمایا اگر سر تک نہ پہنچے تو کوئی مضائقہ نہیں۔

(۲۶۸۳) اور سعید اعرج نے آنجنابؑ سے محرم کے متعلق دریافت کیا کہ وہ دھوپ سے بچنے کیلئے لکڑی یا ہاتھ سے ڈھانپ لے آپ نے فرمایا بغیر کسی مرض و علت کے نہ کرے۔

(۲۶۸۴) اور حلبی نے آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ ایک محرم شخص اپنا سر بھول کر یا سوتے میں ڈھانک لیتا ہے؟ آپؑ نے فرمایا کہ جب یاد آئے تو تلبیہ پڑھ لے۔

(۲۶۸۵) اور حریز کی روایت میں ہے کہ (اگر ایسا ہوا ہے تو) وہ سر سے چادر گرا دے اور تلبیہ پڑھے اس پر کوئی کفارہ نہیں۔

(۲۶۸۶) اور حلبی نے آنجنابؑ سے ایک ایسے مرد محرم کے متعلق دریافت کیا جو منہ کے بل اپنی ہتھیلیوں پہ سو رہا ہے؟ آپؑ نے فرمایا اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

(۲۶۸۷) اور زرارہ نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے ایک ایسے شخص محرم کے متعلق دریافت کیا کہ وہ جب سونے کا ارادہ کرتا ہے تو اسکے منہ پر مکھی بیٹھ جاتی ہے اور سونے نہیں دیتی کیا جب وہ سونے کا ارادہ کرے تو اپنا چہرہ چھپالے؟ آپؑ نے فرمایا ہاں۔

(۲۶۸۸) زرارہ نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا کہ ایک احرام باندھی ہوئی عورت اپنا کپڑا گردن تک لٹکا لے (مگر جب سواری پر سوار ہو جیسا کہ حدیث ۲۶۲۹ میں مذکور ہے)

باب : محرم کا ناخن یا بال تراشنا

(۲۶۸۹) حسن بن محبوب نے علی بن رئاب سے انہوں نے ابی بصیر سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا ایک ایسے شخص کے متعلق کہ جس نے حالت احرام میں اپنے ناخونوں میں سے ایک ناخن تراش لیا۔ آپؑ نے فرمایا اس پر ایک مد طعام کفارہ ہے دس ناخن پہنچنے تک اور جب اس نے اپنے دونوں ہاتھوں کے سارے ناخن تراش لئے تو اس پر ایک بکری کا ذبح کرنا ہے میں نے عرض کیا اور اگر وہ اپنے دونوں ہاتھوں اور دونوں

پیروں کے سارے ناخن تراش لے ؟ آپؑ نے فرمایا اگر اس نے ایک ہی نشست میں ایسا کیا ہے تو اس پر ایک جانور کا ذبح لازم ہے اور اگر اس نے متفرق دو نشستوں میں تراشا ہے تو اس پر دو جانور ذبح کرنا بطور کفارہ لازم ہے۔

(۲۶۹۰) اور زرارہ کی روایت میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جس کسی نے نسیان ، سہو یا جاہل مسئلہ ہونے کی وجہ سے ایسا کیا یعنی مسئلہ معلوم تھا مگر بھول گیا کہ وہ احرام سے ہے یا جاہل مسئلہ تھا اور ایسا کر بیٹھا تو اس پر کوئی کفارہ نہیں ہے۔

(۲۶۹۱) اور معاویہ بن عمار نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے محرم کے متعلق دریافت کیا کہ جس کے ناخن بہت بڑھ گئے ہیں یا بعض ٹوٹ گئے ہیں اور وہ تکلیف دیتے ہیں ۔ آپؑ نے فرمایا وہ حتی الامکان ذرا بھی نہ کاٹے اور اگر واقعی تکلیف پہنچا رہے ہیں تو انہیں تراشے اور ہر ناخن کے عوض ایک مشت طعام کسی کو کھلا دے ۔

(۲۶۹۲) اور اسحاق بن عمار نے حضرت امام ابو ابراہیم علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جو احرام باندھتے وقت اپنے ناخن تراشنا بھول گیا اور احرام باندھ لیا۔ آپؑ نے فرمایا وہ ناخن چھوڑ دے نہ کاٹے ۔ میں نے عرض کیا مگر اصحاب میں سے کسی ایک شخص نے یہ فتویٰ دیا کہ وہ اپنے ناخن تراشے اور پھر سے احرام باندھ لے اور اس نے ایسا کر لیا۔ آپؑ نے فرمایا اس پر ایک دَم (جانور کی قربانی) لازم ہے۔

(۲۶۹۳) اور حریز نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا کہ اگر احرام باندھنے کے بعد کوئی شخص اپنی بغل کے بال صاف کرے تو اس پر ایک دَم لازم ہے۔

(۲۶۹۴) اور ایک دوسری حدیث میں ہے کہ جو شخص نسیان یا سہو یا جاہل مسئلہ ہونے کی وجہ سے اپنا سر منڈواتا یا بغل صاف کرتا ہے تو اس پر کچھ لازم نہیں آتا۔

(۲۶۹۵) اور امام علیہ السلام نے فرمایا کوئی مضائقہ نہیں اگر محرم حمام میں جائے لیکن نہاتے وقت بدن نہ ملے۔

(۲۶۹۶) اور آپ علیہ السلام نے فرمایا ایک محرم (جس کا احرام بندھا ہے) اس شخص کے بال نہیں تراشے گا جو محل ہو چکا ہے یعنی جس کا احرام کھل چکا ہے۔

(۲۶۹۷) اور ایک مرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کعب بن عُجرہ انصاری کے پاس سے ہو کر گزرے وہ حالت احرام میں تھے آپؐ نے دیکھا کہ جوؤں نے انکے سر (کے بال) انکی بھوؤں اور انکی آنکھ کی پلکوں کو کھالیا ہے تو آپؐ نے فرمایا میری نظر میں یہ نہ تھا کہ تمہارا حال اس حد تک پہنچ جائیگا جو میں دیکھ رہا ہوں پھر آپؐ نے حکم دیا انکی طرف جانور ذبح کیا جائے اور انکا سر مونڈ دیا جائے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **فمن کان منکم مریضا او بہ اذی من راسہ ففدیۃ من صیام او صدقۃ او نسک** (پھر جب تم میں سے کوئی بیمار ہو یا اس کے سر میں کوئی تکلیف ہو تو سر منڈانے کا بدلہ روزے یا خیرات یا قربانی ہے) (سورہ بقرہ ۱۹۶) تو روزہ تین دن کا اور صدقہ چھ مسکینوں پر، ہر مسکین کیلئے ایک صاع کھجور (اور روایت کی گئی ہے کہ ایک

مد کھجور) اور قربانی ایک بکری کی اور اس قربانی سے مساکین کے سوا کوئی اور نہ کھائے۔

(۲۶۹۸) عبداللہ بن سنان نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا آپ کی کیا رائے ہے اگر میں حالت احرام میں ہوں اپنے اوپر اونٹ کی چچڑیاں یا کیڑوں کو دیکھوں تو اٹھا کر پھینک دوں ؟ آپ نے فرمایا ہاں بلکہ ان دونوں کی چھوٹی سے چھوٹی کو بھی اس لئے کہ یہ دونوں بغیر سیڑھیوں کے چڑھ جاتی ہیں۔

(۲۶۹۹) اور معاویہ بن عمار نے آنجناب سے عرض کیا کہ ایک شخص محرم اپنا سر رگڑتا ہے تو ایک دو جوئیں گرتی ہیں آپ نے فرمایا اس پر کوئی کفارہ نہیں لیکن اسکا اعادہ نہ کرے۔ راوی نے عرض کیا پھر محرم کیسے رگڑے ؟ آپ نے فرمایا اپنے ناخنوں سے اسی طرح کہ خون نہ نکلے اور کوئی بال نہ ٹوٹے۔

(۲۷۰۰) نیز آپ سے ایک ایسے شخص محرم کے متعلق دریافت کیا گیا کہ وہ اپنی داڑھی سے شغل کر رہا تھا کہ اس میں سے ایک دو بال گر گئے۔ آپ نے فرمایا مسکینوں کو کچھ کھلا دے۔

(۲۷۰۱) اور دوسری حدیث میں ہے کہ ایک مد طعام یا دو مٹھی طعام اور بہتر اور اولیٰ یہ ہے کہ محرم اپنا سر نہ رگڑے (نہ کھجائے) لیکن بہت آہستہ آہستہ صرف اپنی انگلیوں کے کنارے سے۔

(۲۷۰۲) اور ہشام بن سالم کی روایت میں ہے اسکا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا اگر تم میں سے کوئی شخص حالت احرام میں اپنے سر، داڑھی پر ہاتھ رکھے اور کچھ بال گر جائیں تو ایک مٹھی نان خشک یا ستو تصدق کر دے۔

(۲۷۰۳) اور ابان نے ابی جارود سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جس نے حالت احرام میں ایک جوں مار دی۔ آپ نے فرمایا اس نے بہت بُرا کیا اس نے پوچھا پھر اسکا فدیہ و کفارہ کیا ہوگا ؟ آپ نے فرمایا اسکا کوئی فدیہ و کفارہ نہیں ہے۔

(۲۷۰۴) معاویہ بن عمار نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ محرم کے جسم سے ہر رینگنے والا گرایا جا سکتا ہے سوائے جوں کے اس لئے کہ وہ اسی کے جسم سے پیدا ہوئی ہے ہاں اگر وہ اپنے جسم کے ایک حصے سے اٹھا کر دوسرے حصہ میں رکھ لے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

(۲۷۰۵) ابان نے زرارہ سے روایت کی ہے اسکا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ کیا ایک محرم اپنے سر کو رگڑے (کھجائے) یا پانی سے دھوئے ؟ آپ نے فرمایا اگر اسکا ارادہ جوں مارنے کا نہیں ہے تو رگڑ سکتا ہے اور دھونے میں بھی کوئی مضائقہ نہیں اور سر پر پانی ڈالنے میں بھی کوئی حرج نہیں جبکہ بال تہہ بہ تہہ جمائے ہوئے نہ ہوں اور بال جمائے ہوئے ہیں تو اپنے سر پر پانی نہ ڈالے سوائے یہ کہ وہ غسل احتلام کر رہا ہو۔

(۲۷۰۶) یعقوب بن شعیب نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ کیا محرم غسل کرے ؟ آپ نے

فرمایا ہاں اور اپنے سر پر پانی بھی ڈالے مگر اسکو نہ رگڑے۔

(۲۷۰۷) حریز نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے جو روایت کی ہے اس میں ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اگر ایک محرم غسل جنابت کر رہا ہے تو اپنے سر پر پانی ڈالے اور اپنی انگلیوں سے بالوں کو جدا جدا کرے۔

کیا محرم سے نکاح کیا جاسکتا ہے یا وہ خود نکاح کر سکتا ہے یا طلاق دے سکتا ہے

(۲۷۰۸) امام علیہ السلام نے فرمایا کیا کوئی محرم شخص دو محل (جو احرام کی حالت میں نہیں ہیں) کے نکاح کا گواہ بن سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا وہ گواہ نہیں بن سکتا۔ پھر فرمایا کیا کوئی محرم کسی محل کو شکار کی طرف اشارہ کر سکتا ہے؟ ہرگز نہیں مصنف کتاب علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ یہ استفہام انکاری ہے اس لئے نہیں کہ یہ جائز ہے۔

(۲۷۰۹) اور عبداللہ بن سنان نے حضرت امام جعفر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا یہ جائز نہیں کہ کوئی شخص کسی محرم سے نکاح کرے اور نہ محرم کے لئے جائز ہے کہ وہ کسی محل سے نکاح کرے۔ آپ نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص کسی محرم سے نکاح کرے یا محرم خود کسی محل سے نکاح کرے تو ان دونوں صورتوں میں نکاح باطل ہے۔

(۲۷۱۰) اور انصار میں سے ایک شخص نے حالت احرام میں (کسی عورت سے) نکاح کر لیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسکے نکاح کو باطل کر دیا۔

(۲۷۱۱) نیز امام علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص حالت احرام میں کسی عورت سے نکاح کرے تو ان دونوں کے درمیان مفارقت اور جدائی کرا دو اور اب یہ عورت اس کیلئے تا ابد حلال نہ ہوگی۔

(۲۷۱۲) اور سماعہ کی روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اگر اس محرم نے اس عورت سے مجامعت کی ہے تو اسے عورت کو مہر دینا پڑے گا۔

(۲۷۱۳) اور عاصم بن حمید کی روایت میں ہے جو اس نے ابی بصیر سے کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا وہ فرما رہے تھے کہ محرم طلاق تو دے سکتا ہے نکاح نہیں کر سکتا۔

(۲۷۱۴) اور سعید بن اعرج نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے حالت احرام میں اپنی عورت کو محمل سے اتارا اور اسکو اپنے سے چمٹالیا؟ آپ نے فرمایا اگر اس نے عمداً (بربنائے شہوت) ایسا نہیں کیا ہے تو کوئی مضائقہ نہیں اس لئے کہ وہ اپنی عورت کو محمل سے اتارنے کا غیروں سے زیادہ حق رکھتا ہے۔

(۲۷۱۵) محمد حلبی سے روایت کی گئی ہے اسکا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک شخص حالت احرام میں ہے وہ اپنی عورت کو جو حالت احرام میں ہے دیکھ رہا ہے؟ آپ نے فرمایا کوئی مضائقہ نہیں۔

(۲۷۱۶) اور خالد بیّاع قلانس (کلاہ فروش) سے روایت ہے اسکا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا کہ جس پر ابھی طواف النسا ء کرنا باقی ہے کہ اس نے اپنی عورت سے مجامعت کرلی؟ آپؑ نے فرمایا اس پر ایک اونٹ کی قربانی لازم ہے پھر ایک دوسرا شخص آیا اس نے بھی یہی مسئلہ پوچھا آپؑ نے فرمایا اس پر ایک گائے کی قربانی لازم ہے پھر ایک تیسرا شخص آیا اس نے بھی یہی مسئلہ دریافت کیا آپؑ نے فرمایا اس پر ایک بکری کی قربانی لازم ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ جب سب چلے گئے تو میں نے عرض کیا اللہ آپ کا بھلا کرے آپؑ نے مجھ سے یہ کیوں فرمایا کہ ایک اونٹ کی قربانی لازم ہے۔ فرمایا تم دولتمند و مالدار ہو تم پر ایک اونٹ کی قربانی لازم اور جو متوسط الحال ہے اس پر ایک گائے کی اور جو فقیر ہے اس پر ایک بکری کی قربانی لازم ہے۔

محرم کیلئے کن چیزوں کا قتل جائز ہے

(۲۷۱۷) اور امام علیہ السلام نے فرمایا حدود حرم میں کوئی شکار ذبح نہیں کیا جائے گا خواہ وہ حل (حدود حرم سے باہر) میں کیوں نہ شکار کیا گیا ہو۔

(۲۷۱۸) حنان بن سدیر نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حرم میں چوہے، سانپ، بچھو اور سیاہ وسفید داغوں والے کوے کے قتل کرنے کا حکم دیا ہے۔ تم اس کوے کو پتھر مارو اگر تمہارا پتھر اسپر پڑگیا تو سمجھو کہ اللہ نے اس سے نجات دی (یہ اونٹ کی پشت کے زخم کو کھاتا ہے) اور چوہے کو تو آپؐ فویسق کا نام دیتے تھے یہ پانی کے مشکیزہ کو کاٹتا اور خیموں میں آگ لگاتا ہے۔

(۲۷۱۹) معاویہ بن عمّار نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص حالت احرام میں اپنے اونٹ کی چچڑیاں اٹھا کر پھینکے تو کوئی مضائقہ نہیں (اس لئے کہ یہ اس سے پیدا نہیں ہوئی ہیں) مگر اسکے جسم کے کیڑوں کو نہ پھینکے (اس لئے کہ یہ اسی سے پیدا ہوئے ہیں)۔

(۲۷۲۰) اور حریز کی روایت میں ہے جو انہوں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ چچڑیاں اونٹ سے پیدا نہیں ہوتی ہیں مگر کیڑے اونٹ ہی سے پیدا ہوتے ہیں۔

(۲۷۲۱) علی بن ابی حمزہ کی روایت میں ہے جو انہوں نے ابو بصیر سے کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ کیا ایک شخص حالت احرام میں اپنے اونٹ کے جسم کے کیڑے نکال کر پھینکے؟ آپؑ نے فرمایا نہیں وہ بمنزلہ ان جوؤں کے ہے جو تمہارے جسم میں پڑتی ہیں۔

(۲۷۲۲) محمد بن فضیل نے حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام سے روایت کی ہے اسکا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ ایک شخص حالت احرام میں کن کن چیزوں کی قتل کرسکتا ہے؟ آپؑ نے فرمایا وہ مار سیاہ اور افعی اور چوہے۔

بچھو اور ہر اس سانپ کو قتل کرے جو اسکے کاٹنے کا ارادہ رکھتا ہو اور اگر وہ تم پر حملہ آور نہ ہو تو اسکو قتل نہ کرو۔ اور خبیث و بدذات کتا اگر تم پر حملہ کرے تو قتل کر دو۔ اور کوئی مضائقہ نہیں کہ محرم چیل کو مارے اور اگر چوروں کا مقابلہ ہو تو ان سے اپنی حفاظت کرے۔

باب : اگر کوئی شخص حالت احرام میں شکار کرے تو اس پر کیا کفارہ واجب ہے

(۲۷۲۳) جمیل نے محمد بن مسلم اور زرارہ سے اور ان دونوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک محرم کے بارے میں روایت کی ہے جس نے ایک شتر مرغ کو مار ڈالا۔ تو آپ نے فرمایا کہ اس پر ایک اونٹ کفارہ میں واجب ہے اور اگر اسکو اونٹ دستیاب نہیں ہے تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے۔ اور اگر اونٹ کی قیمت ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانے سے زیادہ ہے تو پھر بھی وہ ساٹھ ہی مسکینوں کو کھانا کھلائے گا زیادہ کو نہیں اور اگر اونٹ کی قیمت ساٹھ مسکینوں کے کھانے کی قیمت سے کم ہے تو اس پر ایک اونٹ کی قیمت ہی کفارہ میں واجب ہے۔

(۲۷۲۴) حسن بن محبوب نے داؤد رقی سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق روایت کی ہے جس پر ایک اونٹ کفارہ میں واجب ہے۔ آپ نے فرمایا اگر اسکو اونٹ دستیاب نہیں تو سات بکریاں اور اگر وہ اس پر بھی قادر نہیں تو مکہ میں یا اپنے گھر پر اٹھارہ دن روزہ رکھے۔

(۲۷۲۵) عبداللہ بن مسکان نے ابی بصیر سے روایت کی ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے محرم کے متعلق دریافت کیا جس نے شتر مرغ یا گورخر مارا۔ آپ نے فرمایا اس پر ایک اونٹ کفارہ میں واجب ہے۔ میں نے عرض کیا اور اگر وہ اسکی قدرت نہ رکھتا ہو؟ آپ نے فرمایا پھر وہ ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے۔ میں نے عرض کیا اور اگر وہ اتنا تصدق کرنے پر بھی قدرت نہ رکھتا ہو؟ آپ نے فرمایا اس پر ایک گائے کفارہ ہے۔ میں نے عرض کیا اگر وہ اس پر بھی قدرت نہ رکھتا ہو؟ آپ نے فرمایا پھر وہ تیس مسکینوں کو کھانا کھلائے۔ میں نے عرض کیا اور اگر وہ اتنا تصدق کرنے کی بھی قدرت نہ رکھتا ہو؟ آپ نے فرمایا پھر وہ نو دن روزہ رکھے۔

میں نے عرض کیا اور اگر وہ ایک ہرن کا شکار کرے؟ آپ نے فرمایا اس پر ایک بکری کفارہ ہے۔ میں نے عرض کیا اور اگر اسکو بکری دستیاب نہ ہو؟ آپ نے فرمایا پھر وہ دس مسکینوں کو کھانا کھلائے۔ میں نے عرض کیا اور اگر وہ اتنا تصدق نہ کر پائے؟ آپ نے فرمایا پھر وہ تین دن روزہ رکھے۔

(۲۷۲۶) ابن مسکان نے ابی بصیر سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک شخص نے احرام کی حالت میں ایک شکار پر تیر یا پتھر چلا دیا جس سے اس کا ایک ہاتھ یا ایک پاؤں ٹوٹ گیا اور جس طرف اسکا رخ تھا ادھر ہی بھاگ گیا اور نہیں معلوم کہ اسکا کیا بنا۔ آپ نے فرمایا کہ اس پر اسکا پورا کفارہ لازم ہے

میں نے عرض کیا مگر بعد میں اس نے دیکھا کہ چر رہا ہے اور گھوم پھر رہا ہے۔ آپ نے فرمایا پھر اس پر اسکی قیمت کا ایک چوتھا کفارہ لازم ہے۔

(۲۴۲۷) بزنطی نے حضرت ابو الحسن علیہ السلام سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب سے ایک محرم کے متعلق دریافت کیا کہ اس نے ایک خرگوش یا ایک لومڑی کا شکار کیا۔ آپ نے فرمایا خرگوش کے شکار میں اس پر ایک بکری ذبح کرنا لازم ہے۔

(۲۴۲۸) اور ابن مسکان نے حلبی سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک محرم کے بارے میں دریافت کیا جس نے ایک خرگوش کو شکار کیا آپ نے فرمایا کہ وہ ایک بکری کعبہ تک پہنچا کر قربانی کرے۔

(۲۴۲۹) اور بزنطی کی روایت میں ہے جو اس نے علی بن حمزہ سے اور انہوں نے ابو بصیر سے کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک محرم کے متعلق دریافت کیا جس نے ایک لومڑی کا شکار کیا آپ نے فرمایا اس پر ایک جانور کی قربانی لازم ہے میں نے عرض کیا اور اگر خرگوش شکار کیا ہو تو؟ آپ نے فرمایا اس پر بھی وہی ہے جو لومڑی کے شکار پر ہے۔

(۲۴۳۰) اور محمد بن فضیل نے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت ابو الحسن علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص حالت احرام میں تھا اور اس نے حرم کے کبوتروں میں سے ایک کبوتر کو مار ڈالا۔ آپ نے فرمایا کہ اگر وہ حالت احرام میں تھا اور اس نے حرم کے ایک کبوتر کو حرم میں قتل کیا ہے تو اس پر اسکے کفارہ میں ایک بکری اور کبوتر کی قیمت جو ایک درہم ہے اور اگر وہ حالت احرام میں نہیں تھا اور اس نے حرم میں اسکو مارا تو اس پر کفارہ اس کبوتر کی قیمت ہے جو ایک درہم ہے وہ اس درہم کو چاہے تصدق کردے یا چاہے تو حرم کے کبوتروں کیلئے دانہ خرید کر دے۔ اور اگر وہ حالت احرام میں تھا اور اس نے غیر حرم میں اسکو قتل کیا ہے تو اس پر کفارہ میں ایک بکری ذبح کرنا ہے۔

اور اگر کوئی شخص حالت احرام میں چڑیا کے بچے کو حدود حرم کے باہر قتل کردے تو اس پر ایک بکری ذبح کرنا کفارہ میں لازم ہے اس پر چڑیا کے بچے کی قیمت لازم نہیں ہے اس لئے کہ اس نے اسکو حدود حرم میں قتل نہیں کیا ہے۔ اور کفارہ میں بکری ہے تو اپنی منزل پر مکہ میں ذبح کرے اور چاہے تو صفا و مروہ کے درمیانی نخاسیوں کے قریب بازار حزورہ میں کرے جو ایک مشہور مقام ہے۔ (یہ جگہ اب مسجد الحرام میں داخل ہو گئی ہے اور لوگ اب اسکو باب عزورہ کہتے ہیں)

اور اگر اس نے اسکو حالت احرام میں حدود حرم کے اندر قتل کیا ہے تو اس پر ایک بکری کا بچہ اور چڑیا کے بچے کی قیمت جو کہ نصف درہم ہے اور اگر وہ ابھی انڈے کے اندر تھا تو ایک چوتھائی درہم۔

اور اگر بھٹ تیتر کو قتل کیا ہے تو ایک بکری کا بچہ جس نے دودھ چھوڑا ہو اور درخت کی پتیاں کھانے لگا ہو۔

اور اگر کسی نے شتر مرغ کے انڈے توڑے ہیں تو جتنے انڈے توڑے ہیں ہر انڈے کے عوض ایک بکری ذبح کرے گا اور اگر بکری نہ ملے تو تین دن روزے رکھے اور اگر روزے نہیں رکھ سکتا تو دس مسکینوں کو کھانا کھلائے۔

اور اگر کوئی احرام کی حالت میں شتر مرغ کے انڈے اپنے پاؤں تلے روندے اور ان انڈوں میں بچے حرکت کر رہے ہوں تو اس پر لازم ہے کہ جتنے انڈے پاؤں تلے روندے ہیں اتنے اونٹوں کو اونٹنیوں پر بھیجے جب وہ حاملہ ہو جائیں اور ان سے بچے پیدا ہوں تو وہ بیت اللہ الحرام کے سامنے قربانی کیلئے پیش کر دے اور اگر بچے نہ پیدا ہوں تو اس پر کفارہ نہیں ہے۔

اور اگر کوئی شخص احرام کی حالت میں بھٹ تیتر کے انڈے پاؤں تلے روندے اور وہ ٹوٹ جائیں تو اس پر لازم ہے کہ جتنے انڈے ٹوٹے ہیں اتنے بکروں کو بکریوں پر بھیجے جب وہ حاملہ ہو کر بچے پیدا کریں تو ان بکری کے بچوں کو بیت اللہ الحرام کے سامنے قربانی کیلئے پیش کر دے۔

(۲۷۳۱) امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا حالت احرام میں خواہ تم روندو یا تمہارا اونٹ روندے اسکا کفارہ تم پر لازم ہے۔

اور اگر کوئی شخص حالت احرام میں کوئی شکار مارے تو اس پر اس کا بدلہ ہے اور وہ شکار کسی مسکین کو تصدق کر دیگا اور اگر اس نے دوبارہ عمداً کوئی دوسرا شکار مارا تو اس پر اسکا بدلہ نہیں اور وہ ان لوگوں میں ہے جن سے اللہ انتقام لے گا اور انتقام آخرت میں ہوگا۔ چنانچہ اللہ تعالی کا قول ہے۔ عفی اللّٰہ عما سلف و من عاد فینتقم اللّٰہ منه (جو ہو چکا اس کو اللہ نے درگزر کیا اور جو پھر کسی نے ایسی حرکت کی تو اللہ اس سے انتقام لے گا) (سورہ مائدہ ۹۵) اور اگر کسی نے شکار کرنے کے بعد دوبارہ غلطی سے شکار کر لیا تو جتنی مرتبہ غلطی سے شکار کرے گا اتنی مرتبہ اسکا کفارہ ادا کرے گا۔

اور اگر کوئی شخص حالت احرام میں ناواقفیت اور جہالت کی وجہ سے ایسا کرے گا تو اس پر کچھ نہیں سوائے اس شکار کے اور یہی اسکا کفارہ ہے اور اگر کسی نے عمداً ایسا کیا ہے تو اس پر اس کا کفارہ بھی ہے اور گناہ بھی۔

اور کوئی مضائقہ نہیں اگر کوئی شخص حالت احرام میں مچھلی کا شکار کرے اور تر و تازہ کھائے اور نمک لگا کر اسکو اپنی زادِراہ بنائے۔ اور اگر کوئی شخص ایک ٹڈی کا شکار کرے تو اس پر ایک کھجور کفارہ لازم ہے اور کھجور ٹڈی سے بہتر ہے اور اگر اس نے بہت سی ٹڈیاں ماری ہیں تو اس پر ایک بکری ذبح کرنا ہے۔

(۲۷۳۲) اور ایک مرتبہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام لوگوں کی طرف ہو کر گزرے اور وہ لوگ ٹڈیاں کھا رہے تھے تو آپؑ نے فرمایا سبحان اللّٰہ جبکہ تم لوگ حالت احرام میں ہو؟ لوگوں نے کہا یہ بھی تو سمندر سے پیدا ہوتی ہے۔ آپؑ نے فرمایا (اچھا اگر یہ سمندر کی چیز ہے) تو سمندر میں ڈال دو (اور دیکھو یہ زندہ رہتی ہے؟)

اور محرم ٹڈی نہیں کھائے گا اور جو شخص محل ہے (احرام میں نہیں ہے) وہ بھی حدود حرم میں ٹڈی نہ کھائے۔

اور اگر کوئی بڑی سی چھپکلی مار دے تو اس پر ایک مد طعام تصدق کرنا لازم ہے۔

اور اگر کوئی شخص زنبور (بھڑ) کو غلطی سے مار دے تو اس پر کچھ نہیں ہے ہاں اگر عمداً مارے تو اس پر ایک مٹھی طعام تصدق کرنا ہے۔

اور اگر کوئی شخص حالت احرام میں حدود حرم سے باہر شکار کرے اور اسکو ذبح کرے اور اس مذبوح شدہ کو حدود حرم میں لیکر داخل ہو اور ایک ایسے شخص کو ہدیہ میں دے جو حالت احرام میں نہیں ہے تو کوئی مضائقہ نہیں اگر یہ شخص اس ہدیہ کو کھالے اس لئے کہ اسکا کفارہ تو اس شخص پر ہے جس نے اسکو شکار کیا ہے۔

(۲۷۳۳) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے حالت احرام میں شکار مارا تو اس نے اس کا کفارہ ادا کر دیا اب وہ شکار کو کھائے یا پھینک دے؟ آپ نے فرمایا اسطرح تو اس کو ایک دوسرا کفارہ اور ادا کرنا پڑے گا۔ تو عرض کیا گیا کہ پھر وہ اس شکار کا کیا کرے؟ آپ نے فرمایا وہ اس کو دفن کر دے۔

ہر وہ شخص کہ جس نے حالت احرام میں شکار کیا اور اس پر اس کا کفارہ واجب ہے وہ اگر حج کیلئے آیا ہے تو کفارہ میں جو اونٹ اس پر واجب ہے وہ اس کو منیٰ میں نحر کرے گا اور اگر وہ (حج کیلئے نہیں بلکہ) عمرے کیلئے آیا ہے تو کفارہ کا اونٹ مکہ میں خانہ کعبہ کے سامنے نحر کرے گا۔

اور اگر کوئی محرم شکار اور مردار کھانے پر مجبور ہو جائے تو وہ شکار کھالے اور اسکا کفارہ ادا کرے اور اگر اس نے مردار کھایا ہے تو پھر کوئی حرج نہیں۔

(۲۷۳۴) اور حضرت امام ابوالحسن ثانی نے فرمایا کہ میرے نزدیک مردار کھانے سے زیادہ بہتر یہ ہے کہ وہ شکار ذبح کرے اور کھائے پھر اس کا کفارہ ادا کرے۔

(۲۷۳۵) اور یوسف طاطری نے روایت کی ہے اسکا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا ایک شکار کو چند لوگوں نے کھایا جو حالت احرام میں تھے؟ آپ نے فرمایا ان میں سے ہر ایک پر ایک ایک بکری کفارہ واجب ہے اور جس نے اس شکار کو ذبح کیا اس پر بھی ایک ہی بکری کفارہ ہے۔

(۲۷۳۶) اور علی بن رئاب نے ابان بن تغلب سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان چند حاجیوں کے متعلق جو حالت احرام میں تھے اور انہوں نے شترمرغ کے بہت سے بچے شکار کئے اور ان کو سب نے مل کر کھایا؟ آپ نے فرمایا ان لوگوں نے جتنے بچے کھائے ہیں ان میں سے ہر بچے کے عوض ایک اونٹ ان پر لازم ہے اور وہ سب ان اونٹوں میں شریک ہونگے اور ان کو خریدیں گے ان بچوں کی تعداد اور آدمیوں کی تعداد کے مطابق۔

(۲۷۳۷) زرارہ اور بکیر نے ان امامین علیہما السلام میں سے کسی ایک سے روایت کی ہے دو شخصوں کے متعلق جو حالت احرام میں ہیں اور ان دونوں نے مل کر ایک شکار مارا؟ آپ نے فرمایا ان دونوں میں سے ہر ایک پر ایک ایک کفارہ ہے۔

(۲۷۳۸) اور ابو بصیر نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ کچھ لوگ حالت احرام میں تھے ایک شکار خریدا اور اس خریداری میں سب شریک رہے تو ایک عورت جو انکی ہمسفر تھی اس نے کہا کہ مجھے بھی اس شکار میں ایک درہم کی حصہ دار بنالو اور ان لوگوں نے اس کو بھی حصہ دار بنالیا؟ آپ نے فرمایا ان میں ہر انسان پر جو اس میں حصہ دار ہے ایک بکری لازم ہے۔

(۲۷۳۹) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے احل لکم صید البحر و طعامہ متاعاً لکم و للسیارہ و حرم علیکم صید البر مادمتم حرماً (تمہارے اور قافلہ کے فائدے کیلئے دریائی شکار اور اسکا کھانا تو ہر حالت میں جائز کر دیا گیا ہے اور جب تک تم حالت احرام میں رہو تم پر خشکی کا شکار حرام کر دیا گیا ہے) (سورہ مائدہ ۹۶)

اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا یہ وہ نمکین غذا ہے جسے تم لوگ کھاتے ہو نیز فرمایا کہ ان دونوں کے درمیان فرق ملحوظ رکھو وہ پرندے جو جھاڑیوں میں رہتے ہیں خشکی میں انڈے دیتے ہیں اور خشکی ہی میں بچے نکلتے ہیں وہ خشکی کے شکار ہیں اور وہ پرندے جو خشکی میں رہتے ہیں مگر دریا میں انڈے دیتے اور دریا ہی میں بچے نکلتے ہیں وہ دریائی شکار ہیں۔

(۲۷۴۰) اور کوئی شخص حالت احرام میں شکار کی رہنمائی نہ کرے اور اگر کسی نے رہنمائی کی اور وہ شکار مار لیا گیا تو اس محرم پر اسکا کفارہ لازم ہے۔

باب : تمتع کرنے والے کا بال تراشنا اور بال مونڈنا اور محل ہونا اور جو شخص بال تراشنا بھول جائے یہاں تک کہ عورت سے مقاربت کرے یا حج کیلئے احرام باندھ لے اسکے احکام

(۲۷۴۱) معاویہ بن عمار نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ نے فرمایا کہ جب تم تمتع کر رہے ہو اور صفا و مروہ کے درمیان سعی سے فارغ ہو جاؤ تو اپنے سر کے بال اور داڑھی کے بال اطراف سے ذرا ذرا تراشو اور اپنی موچھیں کاٹو، اور ناخن تراشو، اور (سر کے باقی بال) حج میں (مونڈنے) کیلئے چھوڑ دو جب تم نے ایسا کر لیا تو تم ہر طرح کی پابندیوں سے رہا ہو گئے اور ایک محرم شخص محل ہو گیا۔ اب تم استحباباً خانہ کعبہ کا جتنا چاہو طواف کرو۔

(۲۷۴۲) اسحاق بن عمار نے حضرت امام ابی ابراہیم علیہ السلام سے روایت کی ہے اسکا بیان ہے کہ میں نے آنجناب سے عرض کیا کہ ایک شخص تمتع کر رہا تھا اس میں بال کا تراشنا بھول گیا یہاں تک کہ اب وہ حج کیلئے احرام باندھ رہا ہے؟ آپ نے فرمایا اس پر ایک جانور کی قربانی لازم ہے۔ اور عبداللہ بن سنان کی روایت میں ہے جو اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ وہ اللہ تعالیٰ سے استغفار کرے گا۔

اس کتاب کے مصنف علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ جانور کی قربانی بربنائے استحباب ہے اور استغفار اس کیلئے کافی ہے اور ان دونوں حدیثوں میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔

(۲۷۴۳) اور عمران حلبی نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا ایک ایسے شخص کے متعلق جو تمتع کر رہا تھا اس نے خانہ کعبہ کا طواف کیا اور صفا و مروہ کے درمیان سعی بھی کرلی اور قبل اسکے کہ وہ اپنے بال تراشے اپنی عورت کے بوسے لے لئے۔ آپؑ نے فرمایا وہ ایک جانور ذبح کرے گا اور اگر اس نے مجامعت کی ہے تو ایک اونٹ یا ایک گائے کفارہ میں ذبح کرے گا۔

(۲۷۴۴) اور عبداللہ بن سنان نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جو تمتع کر رہا تھا اور اس نے اپنے سر کے بالوں کا جوڑا باندھ رکھا تھا وہ مکہ آیا اور اس نے اپنے تمام مناسک ادا کئے اور اب اپنے سر کا جوڑا کھولا۔ بال تراشے تیل لگایا اور محل ہو گیا۔ آپؑ نے فرمایا اس پر ایک بکری ذبح کرنا لازم ہے۔

(۲۷۴۵) اور معاویہ بن عمار نے آنجناب علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جو عمرہ تمتع کر رہا تھا ابھی اس نے بال بھی نہیں تراشا تھا کہ اپنی عورت سے مجامعت کر بیٹھا؟ آپؑ نے فرمایا اس پر ایک اونٹ نحر کرنا لازم ہے اور مجھے تو ڈر ہے کہ اگر اس کو مسئلہ کا علم ہے تو کہیں اسکے حج میں بھی رخنہ نہ پڑجائے۔ اور اگر اسکو مسئلہ کا علم نہیں ہے تو پھر اس پر کچھ نہیں ہے۔

راوی کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا ایک شخص عمرہ تمتع میں ہے اس نے اپنے دانت ہی سے اپنے ناخن کاٹ لئے اور اپنے بال کسی چوڑے پھل کے تیر سے کاٹے آپؑ نے فرمایا کوئی مضائقہ نہیں ہر ایک کے پاس تو قینچی نہیں ہوتی۔

(۲۷۴۶) اور ابو بصیر نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی راوی کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ ایک شخص عمرہ تمتع کر رہا ہے اسکا ارادہ ہوا کہ تھوڑے بال تراشے مگر اس نے اپنا پورا سر ہی مونڈ لیا؟ آپؑ نے فرمایا اس پر ایک جانور کی قربانی لازم آئی ہے۔ اور جب (حج میں) قربانی کا دن آئے تو جس وقت سر مونڈنے کا ارادہ کرے تو اپنے سر پر استرا پھرالے۔

(۲۷۴۷) اور ابو المغرا نے ابو بصیر سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک شخص نے اپنا احرام تو کھول لیا مگر ابھی اسکی عورت نے احرام نہیں کھولا تھا کہ وہ اس سے مجامعت کر بیٹھا۔ آپؑ نے فرمایا اس عورت پر ایک اونٹ قربانی کرنا لازم ہے اور اسکا یہ نقصان اسکے شوہر کو برداشت کرنا ہے۔

(۲۷۴۸) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ شخص جو حج کیلئے عمرہ تمتع بجالا رہا ہے اس کو چاہیئے کہ جب وہ عمرہ سے احرام کھولے تو سلا ہوا کپڑا (قمیض وغیرہ) نہ پہنے بلکہ خود کو محرم لوگوں سے مشابہ رکھے۔

(۲۷۴۹) حفص و جمیل وغیرہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک ایسے شخص کے متعلق جس نے (محل ہونے کیلئے) بعض جگہ سے بال تراشے اور بعض جگہ سے نہیں ؟آپؑ نے فرمایا وہ اسکے لئے کافی ہے۔

(۲۷۵۰) اور جمیل بن درّاج نے ایک ایسے تمتع کرنے والے کے متعلق دریافت کیا جس نے مکہ میں اپنا سر مونڈ لیا۔آپؑ نے فرمایا اگر وہ جاہل مسئلہ ہے تو اس پر کوئی کفارہ نہیں ہے اور اگر اس نے عمداً حج کے مہینوں میں حج سے تیس دن پہلے ایسا کیا ہے تو کوئی مضائقہ نہیں اور اگر اس نے عمداً تیس دن کے اندر ایسا کیا جس کے اندر حج کیلئے بال بڑھائے جاتے ہیں تو اس کو ایک جانور قربانی کرنا لازم ہے۔

(۲۷۵۱) حمّاد بن عثمان سے روایت کی گئی ہے اسکا بیان ہے کہ ایک شخص نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ میں آپ پر قربان میں نے عمرہ کے تمام مناسک پورے کرلئے اور ابھی اپنے بال نہیں تراشے تھے کہ اپنی زوجہ سے مجامعت کرلی ؟آپؑ نے فرمایا تجھ پر ایک اونٹ نحر کرنا لازم ہے۔اس نے کہا مگر جس وقت اس سے مجامعت کا ارادہ کیا تو اس نے بھی ابھی بال نہیں تراشے تھے مگر جب میں اس پر غالب ہوگیا تو اس نے اپنے دانتوں سے اپنے تھوڑے سے بال تراش لئے۔آپؑ نے فرمایا اللہ اس بیچاری پر رحم کرے پھر وہ تو تجھ سے زیادہ فقیہ ہے۔بس تجھ کو ایک اونٹ نحر کرنا ہے اور اس (تیری عورت) پر کوئی کفارہ نہیں ہے۔

باب : حج کیلئے عمرہ تمتع کرنے والا مکہ سے باہر جائیگا اور پھر واپس آئے گا

(۲۷۵۲) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اگر حج کیلئے عمرہ تمتع کرنے والا مکہ سے نکل کر کہیں دوسری جگہ جانا چاہے تو اس کے لئے جائز نہیں ہے اس لئے کہ وہ حج سے مربوط ہے جب تک وہ اسکو پورا نہ کرے سوائے یہ کہ اسکو علم ہو کہ وہ حج کو فوت نہیں کرے گا اور جب اس کا علم ہو (کہ فوت نہیں کرے گا) اور نکلا اور وہ اسی مہینے میں واپس آیا جس مہینے میں نکلا تھا تو مکہ میں بغیر احرام باندھے داخل ہوگا اور اگر اس مہینے کے علاوہ کسی دوسری مہینے میں داخل ہوگا تو مکہ میں احرام باندھ کر داخل ہوگا۔

(۲۷۵۳) محمد بن مسلم نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ کیا مکہ میں کوئی شخص بغیر احرام کے داخل ہو ؟آپؑ نے فرمایا نہیں سوائے یہ کہ وہ مریض ہو یا اسے پیٹ کی بیماری ہو۔

(۲۷۵۴) قاسم بن محمد نے علی بن ابی حمزہ سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت ابو ابراہیم علیہ السلام سے ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جو مکہ کے اندر سال میں ایک مرتبہ یا دو مرتبہ یا تین مرتبہ وارد ہوتا ہے وہ کیا کرے ؟آپؑ نے فرمایا جب داخل ہو تو احرام باندھ کر اور جب نکلے تو بغیر احرام باندھے ہوئے۔

باب　حائض اور مستحاضہ کے احرام

(۲۷۵۵) معاویہ بن عمار نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ نے فرمایا کہ اسما بنت عمیس حجتہ الوداع میں مقام بیدا۔ پر ۲۶ ذی القعدہ کو محمد بن ابی بکر کی ولادت کی وجہ سے نفاس میں ہوئیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں حکم دیا انہوں نے غسل کیا بدن خشک کیا احرام باندھا اور پھر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے اصحاب کے ساتھ لبیک کہتی ہوئی آگے بڑھیں اور جب لوگ مکہ پہنچے تو ابھی تک طاہر نہیں ہوئی تھیں یہاں تک کہ لوگوں نے منیٰ سے بھی کوچ کیا یہ بھی ہر موقف پر ساتھ رہیں عرفات، جمع (مشعرالحرام) گئیں رمی الجمرات بھی کیا مگر خانہ کعبہ کا طواف اور صفا و مروہ کے درمیان سعی نہیں کی پھر جب لوگوں نے منیٰ سے کوچ کیا تو آنحضرت نے انہیں حکم دیا اور انہوں نے غسل کیا اور خانہ کعبہ کا طواف کیا اور صفا و مروہ کے درمیان سعی کی اس طرح وہ ذی القعدہ کے بقیہ چار دن ذی الحجہ کے دس دن اور ایام تشریق کے تین دن بیٹھی رہیں۔

(۲۷۵۶) روایت کی گئی ہے درست سے اور انہوں نے عجلان ابی صالح سے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک عمرہ تمتع بجالانے والی عورت مکہ میں داخل ہوئی تو اسے حیض آنے شروع ہوگئے۔ آپؑ نے فرمایا وہ صفا و مروہ کے درمیان سعی کرے گی اور لوگوں کے ساتھ نکلے گی اور خانہ کعبہ کا طواف بعد میں کرے گی۔

(۲۷۵۷) معاویہ بن عمر نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک عورت صفا و مروہ کے درمیان سعی میں مشغول تھی کہ اس کو حیض آگیا آپؑ نے فرمایا وہ اپنی سعی کو پورا کرے گی۔ نیز اس نے دریافت کیا کہ ایک عورت نے خانہ کعبہ کا طواف کیا اور صفا و مروہ کے درمیان سعی سے قبل ہی اسکو حیض آگیا۔ آپ نے فرمایا وہ سعی کرے گی۔

(۲۷۵۸) اور محمد بن مسلم نے ان دونوں ائمہ علیہما السلام میں سے کسی ایک سے دریافت کیا کہ ایک عورت جو حالت احرام میں ہے جب حیض سے پاک ہو تو وہ اپنا سر خطمی سے دھوئے؟ آپؑ نے فرمایا اسے صرف پانی کافی ہے۔

(۲۷۵۹) اور جمیل نے آنجناب علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ جب کوئی حائضہ عورت یوم ترویہ (۸ ذی الحجہ) مکہ پہنچے تو وہ جسطرح ہے اسی طرح عرفات چلی جائے اور اسکو حج قرار دے پھر ٹھہری رہے یہاں تک کہ حیض سے پاک ہوجائے پھر تنعیم جائے وہاں سے احرام باندھے اور اسکو عمرہ قرار دے۔

(۲۷۶۰) صفوان نے اسحاق بن عمار سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام ابو ابراہیم علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک عورت حج تمتع کیلئے آئی ہے مگر خانہ کعبہ کے طواف سے پہلے اسکے حیض آنے شروع ہوگئے یہاں تک کہ وہ عرفات کی طرف چلی گئی آپؑ نے فرمایا اس کا یہ حج مفردہ ہوجائیگا اور اس کو ایک جانور کی قربانی کرنی ہے۔

(۲۷۶۱) صفوان نے عبدالرحمٰن بن حجاج سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت ابو ابراہیم علیہ السلام سے ایک ایسے مرد کے متعلق دریافت کیا جس کے ساتھ اسکی عورت تھی وہ مکہ آئی اور (حیض کی وجہ سے) نماز نہیں پڑھ رہی تھی اور یوم ترویہ یعنی ۸ ذی الحجہ کو ہی پاک ہوئی تو اس نے طہارت کی اور خانہ کعبہ کا طواف کیا مگر ابھی صفا و مروہ کے درمیان سعی نہیں کر سکی تھی کہ عرفات روانہ ہو گئی۔ تو خانہ کعبہ کا وہ طواف شمار میں آئے گا یا صفا و مروہ کے درمیان سعی سے پہلے اسکو پھر سے طواف کرنا پڑے گا۔ آپؑ نے فرمایا وہ پہلا طواف شمار کرلیا جائیگا اور اسی کو بنیاد بنایا جائے گا۔

(۲۷۶۲) ابان نے زرارہ سے روایت کی ہے اسکا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ آنجنابؑ سے ایک ایسی عورت کے متعلق دریافت کیا کہ جو خانہ کعبہ کا طواف کر چکی تھی کہ اسکے حیض جاری ہو گیا قبل اسکے کہ وہ دو رکعت (نماز طواف) پڑھے۔ آپؑ نے فرمایا کہ حیض سے پاک ہونے کے بعد اس پر سوائے اس دو رکعت نماز کے اور کچھ نہیں ہے اسکا طواف پورا ہو گیا۔

(۲۷۶۳) ابان نے فضیل بن یسار سے اس نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ نے فرمایا کہ جب عورت نے طواف النساء کرلیا اور آدھے سے زیادہ کرلیا کہ اسکو حیض جاری ہو گیا تو اگر چاہے تو کوچ کرلے۔

(۲۷۶۴) صفوان نے اسحاق بن عمار سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت ابو ابراہیم علیہ السلام سے ایک ایسی نوجوان لڑکی کے متعلق دریافت کیا جسے ابھی حیض نہیں آیا تھا وہ اپنے شوہر اور اپنے گھر والوں کے ساتھ (حج کو) چلی تو اسکو حیض جاری ہو گیا مگر اس کو شرم آئی کہ اپنے گھر والوں اور شوہر کو بتائے یہاں تک کہ اسی عالم میں اس نے اپنے تمام مناسک ادا کئے اور اس کے شوہر نے اس سے مجامعت بھی کی اور جب کوفہ واپس آئی تو اپنے گھر والوں کو بتایا کہ معاملہ ایسا ایسا ہوا۔ آپ نے فرمایا اس نوجوان لڑکی پر ایک اونٹ لیکر جانا اور آئندہ سال حج واجب ہے اور اس کے شوہر پر کچھ نہیں ہے۔

(۲۷۶۵) اور فضالہ بن ایوب نے کاہلی سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عورتوں کے احرام کے متعلق دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا وہ اپنی ضرورت کا جو سامان چاہیں درست کرلیں اور جب مسجد شجرہ پہنچیں تو حج کے لئے احرام باندھیں اور بیداء میں اول میل پر لبیک کہیں پھر ان کو مکہ لایا جائے اور وہ جلدی سے طواف اور سعی کرلیں اور جب طواف اور سعی کر چکیں اور اپنے بال تراش چکیں تو عمرہ تمتع ہو گیا۔ پھر یوم ترویہ (۸ ذی الحجہ) کو پھر حج کیلئے احرام باندھیں اور یہ عمرہ حج ہوا اور اگر بیمار بھی ہو جائیں تو اپنے حج پر رہیں گی اور اپنے حج کو افراد نہیں کریں گی۔

(۲۷۶۶) حریز نے محمد بن مسلم سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک عورت نے ابھی تین یا اس سے کم طواف کئے تھے کہ اس نے خون (حیض) دیکھا۔ آپؑ نے فرمایا وہ اپنی منزل پر چلی جائے اور جب پاک ہو جائے تو بقیہ طواف کرے اور گزشتہ طواف اس میں شمار کرے اور علاء نے محمد بن

مسلم سے اور انہوں نے ان دونوں ائمہ علیہما السلام میں سے کسی ایک سے اسی کے مثل روایت کی ہے۔

اس کتاب کے مصنف علیہ الرحمہ کہتے ہیں کہ میں اس حدیث کے مطابق فتویٰ دیتا ہوں کسی دوسری حدیث کے مطابق نہیں جس کو۔

(۲۷۶۷) ابن مسکان نے ابراہیم بن اسحاق سے اور انہوں نے اس سے روایت کی جس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے یہ دریافت کیا کہ ایک عورت عمرہ کررہی تھی اس نے طواف کے چار چکر لگائے تھے کہ خون حیض آگیا۔ آپؑ نے فرمایا اس کا طواف پورا ہوگیا اور اسکا عمرہ تمتع بھی پورا ہے اب اسکے لئے یہ ہے کہ صفا و مروہ کے درمیان سعی کرے اس لئے کہ طواف نصف سے زائد ہوچکا تھا اور اسکا عمرہ تمتع بھی پورا ہوگیا اور حج کے بعد ازسرنو طواف کرے۔ اور اگر اس نے صرف تین چکر لگائے تھے تو اب بعد حج ازسرنو طواف کرے اور اگر اسکا جمال (اونٹوں کو کرائے پر چلانے والا) حج کے بعد قیام کرتا ہے تو وہ جعرانہ یا تنعیم جائے اور (احرام باندھ کر) عمرہ بجالائے۔

اس لئے کہ اس حدیث کے اسناد منقطع ہیں اور پہلی حدیث میں رخصت و رحمت ہے اور اسکے اسناد بھی متصل ہیں۔

اور وہ عورت جو قبل احرام حائض ہوئی ہے وہ صفا و مروہ کے درمیان سعی نہیں کرے گی اور اپنے سارے مناسک ادا کرے گی۔ اس لئے کہ وہ شب عرفہ کے سوا کسی اور شب کو عرفات میں وقوف نہیں کرسکتی اور نہ یوم النحر کے سوا کسی اور شب مشعرالحرام میں رہ سکتی ہے اور نہ منیٰ کے علاوہ رمی جمرات کرسکتی ہے مگر یہ (یعنی صفا و مروہ کے درمیان سعی) اس کی بعد طہارت قضا کرسکتی ہے۔

باب : وہ وقت کہ اگر انسان اسکو پالے تو اس نے حج تمتع کو پالیا

(۲۷۶۸) اور ابن ابی عمیر نے ہشام بن سالم سے اور مرازم اور شعیب سے اور ان سب نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایسے شخص کے متعلق روایت کی ہے جو تمتع کررہا ہے وہ عرفہ کی شب آیا اس نے خانہ کعبہ کا طواف کیا پھر صفا و مروہ کے درمیان سعی کی اسکے بعد احرام باندھا اور منیٰ میں آگیا؟ آپؑ نے فرمایا کوئی مضائقہ نہیں۔

(۲۷۶۹) حسین بن سعید نے حماد سے انہوں نے محمد بن میمون سے روایت کی ہے اسکا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام شب عرفہ تشریف لائے خانہ کعبہ کا طواف کیا اور احرام کھولا اور اپنی کسی کنیز سے مباشرت کی پھر حج کیلئے احرام باندھا اور منیٰ کیلئے نکل گئے۔

(۲۷۷۰) اور ابو بصیر سے روایت کی گئی ہے انکا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک عورت حج تمتع کیلئے آئی مگر خانہ کعبہ کے طواف سے پہلے ہی اسکو حیض جاری ہوگیا۔ اور اس سے وہ شب

عرفہ پاک ہوئی ۔ آپ نے فرمایا اگر وہ جانتی ہے کہ پاک ہو جائیگی اور خانہ کعبہ کا طواف کر کے اپنے احرام کھول لیگی اور لوگوں سے منیٰ میں ملحق ہو جائیگی تو ایسا کرے۔

(۲۷۷۱) نضر نے شعیب عقرقوفی سے روایت کی ہے اسکا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں اور حدید (حج کیلئے) نکلے اور یوم ترویہ بستان (وادی فاطمہ) پہنچے وہاں سے میں نے اپنے گدھے کو آگے بڑھایا مکہ پہنچا طواف کیا سعی کی اور عمرہ تمتع سے محل ہو گیا پھر حج کیلئے احرام باندھا ۔ اور حدید رات کو پہنچا تو میں نے حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام کو خط لکھا اور اسکے معاملہ میں حکم شرع معلوم کیا تو آپ نے تحریر فرمایا اس سے کہدو کہ طواف کرے سعی کرے اور اپنے تمتع سے محل ہو اور پھر حج کیلئے احرام باندھے اور منیٰ جاکر لوگوں سے ملحق ہو جائے مکہ میں رات بسر نہ کرے۔

(۲۷۷۲) حسن بن محبوب نے علی بن رئاب سے اور انہوں نے ضریس کناسی سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے راوی کا بیان ہے کہ میں آنجناب سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جو حج کیلئے عمرہ تمتع کرنے نکلا مگر وہ مکہ یوم نحر (۱۰ ذی الحجہ کو) پہنچا۔ آپ نے فرمایا وہ مکہ میں اپنے احرام پر قائم رہے تلبیہ ترک کردے جس وقت حرم میں داخل ہو خانہ کعبہ کا طواف کرے صفا و مروہ کے درمیان سعی کرے سر منڈوا دے اور بکری ذبح کرے پھر اپنے اہل وعیال کی طرف واپس جائے ۔ پھر فرمایا یہ اس کیلئے ہے جو اپنے احرام کے وقت اپنے رب سے یہ شرط کرے کہ اگر کسی وجہ سے رکنا پڑ گیا تو احرام کھول دیگا۔ اور اگر اس نے اسکی شرط نہیں کی تھی تو پھر اس پر آئندہ سال حج اور عمرہ لازم ہے۔

باب : وہ وقت کہ جب انسان پا جائے تو اس نے حج کو پالیا

(۲۷۷۳) ابن ابی عمیر نے ہشام بن حکم سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا مشعر الحرام میں (سے سب چلے جائیں) صرف پانچ آدمی رہ جائیں اور کوئی شخص وہاں پہنچ جائے تو اس نے حج پالیا۔

(۲۷۷۴) ابن ابی عمیر نے جمیل بن دراج سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ جو شخص قربانی کے دن (۱۰ ذی الحجہ کو) زوال آفتاب سے قبل موقف (مشعر الحرام) میں پہنچ جائے جبکہ وہاں کچھ لوگ ابھی ہوں (وہاں سے نکلے نہ ہوں) تو اس نے حج کو پالیا۔

(۲۷۷۵) عبداللہ بن مغیرہ نے اسحاق بن عمار سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جو شخص زوال آفتاب سے قبل مشعر الحرام پہنچ جائے تو اس نے حج کو پالیا۔ اور اسکی روایت اسحاق بن عمار نے حضرت امام ابوالحسن موسیٰ بن جعفر علیہما السلام سے بھی کی ہے۔

(۲۷۷۶) معاویہ بن عمار نے روایت کی ہے اس کا بیان ہے مجھ سے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جس نے زوال (آفتاب) کو پالیا اس نے موقف (مشعر الحرام) کو پالیا۔

باب : سعی سے پہلے اور منیٰ کی طرف جانے سے پہلے طواف حج اور طواف النساء کو مقدم کرنا

(۲۷۷۷) اسحاق بن عمّار نے سماعہ بن مہران سے اور انہوں نے ابوالحسن ماضی علیہ السلام سے روایت کی ہے اسکا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جس نے صفا و مروہ کے درمیان سعی سے پہلے طواف حج اور طواف النساء کرلیا؟ آپؑ نے فرمایا اس کیلئے کوئی ضرر نہیں جب حج سے فارغ ہوجائے تو صفا و مروہ کے درمیان سعی کرے۔

(۲۷۷۸) ابن ابی عمیر نے حفص بن بختری سے اور انہوں نے حضرت ابوالحسن علیہ السلام سے منیٰ کی طرف خروج سے قبل طواف میں تعجیل کرنے کے متعلق روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا کہ متمتع کیلئے (اگر صاحب عذر ہے تو) دونوں برابر ہیں موخر کرے یا مقدم کرے۔

(۲۷۷۹) ابن بکیر نے زرارہ سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے تمتع کرنے والے کیلئے دریافت کیا کہ وہ حج میں طواف اور سعی کو مقدم کرے؟ تو ان دونوں حضرات علیہما السلام نے فرمایا کہ دونوں برابر ہیں مقدم کرے یا موخر کرے۔

(۲۷۸۰) صفوان بن یحییٰ نے اسحاق بن عمّار سے روایت کی ہے اسکا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت ابو ابراہیم علیہ السلام سے ایک ایسے عمرہ تمتع کرنے والے کے متعلق دریافت کیا جو بہت بوڑھا ہے (اژدحام مردم سے ڈرتا ہے) یا ایک عورت ہے جو ڈرتی ہے کہ اسے کہیں حیض شروع نہ ہوجائے۔ کیا وہ منیٰ میں آنے سے پہلے طواف حج کر سکتی ہے؟ آپؑ نے فرمایا ہاں اگر کوئی ایسا ہے تو وہ طواف میں تعجیل کر سکتا ہے۔ نیز میں نے آنجناب علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جس نے مکہ سے حج کا احرام باندھا پھر اس نے دیکھا کہ خانۂ کعبہ (اژدحام مردم سے) خالی ہے تو کیا وہ منیٰ کی طرف نکلنے سے پہلے طواف کرے۔ کیا اس پر کوئی گناہ یا کفارہ ہے؟ آپؑ نے فرمایا نہیں۔

باب : زیارت کعبہ میں تاخیر

(۲۷۸۱) اسحاق بن عمّار سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت ابو ابراہیم علیہ السلام سے زیارت خانۂ کعبہ کے متعلق دریافت کیا کہ کیا اس میں تیسرے دن تک تاخیر کی جاسکتی ہے؟ آپؑ نے فرمایا اس میں تعجیل میرے نزدیک پسندیدہ ہے لیکن اگر تاخیر ہوجائے تو کوئی حرج نہیں۔

(۲۷۸۲) اور عبداللہ بن سنان کی روایت میں ہے جو انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کی ہے آپؑ نے فرمایا زیارت کعبہ میں تاخیر کوچ کے دن تک کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

(۲۷۸۳) عبیداللہ بن علی حلبی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا کہ جو خانہ کعبہ کی زیارت بھول گیا یہاں تک کہ صبح ہوگئی آپؑ نے فرمایا کوئی حرج نہیں میں نے بھی کبھی کبھی اتنی تاخیر کی ہے کہ ایام تشریق گزر جاتے ہیں لیکن اس اثنا میں عورتوں سے قربت اور خوشبو استعمال نہیں کرتا۔

(۲۷۸۴) ہشام بن سالم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جو کعبہ کی زیارت کو بھول گیا یہاں تک کہ اپنے اہل وعیال کی طرف واپس چلا گیا آپؑ نے فرمایا اسکے لئے کوئی مضرت نہیں اگر اسکے مناسک پورے ہوگئے ہیں۔

(۲۷۸۵) ہشام بن سالم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ کوئی حرج نہیں اگر تم زیارت خانہ کعبہ میں اتنی تاخیر کردو کہ ایام تشریق گزر جائیں لیکن اس اثناء میں تم نہ عورتوں سے مقاربت کرو اور نہ خوشبو استعمال کرو۔

باب : جو شخص طواف النساء بھول جائے اسکے لئے حکم

(۲۷۸۶) معاویہ بن عمار نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آنجنابؑ سے عرض کیا کہ ایک شخص طواف النساء کرنا بھول گیا۔ آپؑ نے فرمایا کہ وہ کسی سے کہے گا کہ وہ اسکی طرف سے طواف النساء کردے اگر یہ خود حج نہیں کرتا۔ ورنہ جب تک وہ خانہ کعبہ کا طواف النساء نہیں کرلیتا کوئی عورت اس پر حلال نہ ہوگی۔

(۲۷۸۷) ابن ابی عمیر نے ابی ایوب ابراہیم بن عثمان خزاز سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے ایک مرتبہ میں مکہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک شخص آیا اور اس نے آپؑ سے عرض کیا اللہ آپؑ کو سلامت رکھے ہم لوگوں کے ساتھ ایک عورت ہے جو حائض ہوگئی اور طواف النساء نہیں کرسکتی اور جمّال قیام سے انکار کرتا ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ آپؑ نے یہ کہتے ہوئے سر جھکا لیا کہ وہ اپنے ساتھیوں کو نہیں چھوڑ سکتی۔ اسکا جمّال بھی قیام پر تیار نہیں پھر آپؑ نے سر اٹھایا اور فرمایا وہ چلی جائے اسکا حج پورا ہوگیا۔ (رہ گیا طواف النساء تو وہ کسی سے کرالے گی)۔

(۲۷۸۸) ابن محبوب نے علی بن رئاب سے انہوں نے حمران بن اعین سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک ایسے شخص کے متعلق کہ (جو سب مناسک ادا کرچکا تھا) اور اس پر صرف طواف النساء رہ گیا تھا اور اس

کے بھی پانچ چکر کر چکا تھا کہ یک بیک اسکے پیٹ میں مروڑ اٹھا اور اسے ڈر ہوا کہ کہیں یہیں اجابت نہ ہو جائے اس لئے وہ اپنے گھر چلا گیا وہاں اسکو صحت ہو گئی پھر اس نے اپنی کنیز سے مجامعت کر لی ؟ آپ نے فرمایا وہ غسل کر کے واپس آئے اور طواف کے جتنے چکر رہ گئے اسکو پورا کرے اور اللہ تعالیٰ سے استغفار کرے کہ دوبارہ ایسا نہیں کرے گا۔

(۲۷۸۹) ابن محبوب نے علی بن ابی حمزہ سے اور انہوں نے ابی بصیر سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق روایت کی ہے جو طواف النساء بھول گیا۔ آپ نے فرمایا اگر وہ نصف سے زیادہ طواف کر چکا ہے اور بھول کر وہاں سے نکل کھڑا ہوا تو کسی سے کہدے کہ وہ اسکی طرف سے طواف النساء کر دے اور اگر وہ نصف سے زائد چکر لگا چکا تھا تو وہ عورتوں سے مقاربت کر سکتا ہے۔

اور اس شخص کے متعلق روایت کی گئی ہے کہ جس نے طواف النساء ترک کر دیا ہے کہ اگر اس نے طواف وداع کیا ہے تو وہی اسکا طواف النساء ہو جائیگا۔

باب : پیدل چلنے کی نذر

(۲۷۹۰) حسین بن سعید نے اسماعیل بن ہمام مکی سے انہوں نے حضرت امام ابوالحسن رضا علیہ السلام سے اور انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ نے فرمایا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا ارشاد ہے اس شخص کے متعلق کہ جس پر پیدل چلنا فرض ہے کہ جب اس نے (پیدل جاکر) جمرہ کو کنکریاں مار لیں (تو فرض ادا ہو گیا) اب وہ خانہ کعبہ کی زیارت کو سواری پر جا سکتا ہے۔

(۲۷۹۱) روایت کی گئی ہے کہ جو شخص یہ نذر کرے کہ بیت اللہ کی طرف پاپیادہ جائیگا تو وہ کچھ دور پیدل چلے اور جب تھک جائے تو سواری پر بیٹھ جائے۔

(۲۷۹۲) اور یہ بھی روایت کی گئی کہ (جس شخص نے یہ نذر کی ہے) وہ مقام ابراہیمؑ کے پیچھے سے خانہ کعبہ کی طرف پاپیادہ جائے۔

باب : جس کا طواف نماز وغیرہ کی وجہ سے منقطع ہو جائے اسکے لئے حکم

(۲۷۹۳) یونس بن یعقوب سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک مرتبہ میں حالت طواف میں تھا کہ دیکھا میرے لباس میں خون لگا ہوا ہے ؟ آپ نے فرمایا اس جگہ کو جہاں تم طواف میں پہنچے ہو یاد رکھو اور جاؤ اپنا لباس پاک کرو پھر واپس آؤ وہیں سے اپنے طواف کی بنیاد رکھو۔

(۲۷۹۴) ابن مغیرہ نے عبداللہ بن سنان سے روایت کی ہے اسکا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق

علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جو طواف النساء کر رہا تھا کہ نماز کی صفیں کھڑی ہوگئیں ؟ آپؑ نے فرمایا (وہ طواف روک کر) ان لوگوں کے ساتھ نماز فریضہ پڑھے اور جب نماز سے فارغ ہو تو طواف میں جہاں تک پہنچا تھا وہیں سے طواف شروع کرے۔

(۲۷۹۵) اور ابن عمیر کی نادر احادیث میں ہے جو انہوں نے ہمارے بعض احباب سے روایت کی ہے اور انہوں نے ان امامین میں سے کسی ایک سے روایت کی ہے ایک ایسے شخص کے متعلق جو طواف کر رہا تھا کہ یک بیک اسے کوئی حاجت پیش آگئی۔ آپؑ نے فرمایا کوئی حرج نہیں وہ طواف کو قطع کرے اپنی حاجت کیلئے یا کسی دوسرے شخص کی حاجت کیلئے چلا جائے اور اگر وہ اپنے طواف کے درمیان آرام کرتا اور بیٹھنا چاہتا ہے تو کوئی حرج نہیں اور جب پلٹ کر آئے تو اپنے اسی طواف پر بنا رکھے خواہ وہ طواف ابھی نصف سے کم کیوں نہ کیا ہو۔

(۲۷۹۶) عبدالرحمٰن بن حجاج سے روایت کی گئی ہے اسکا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت ابو ابراہیم علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جو طواف کر رہا تھا کچھ چکر باقی تھے کہ وہ طواف سے نکل کر مقام حجر اسمعیل (جدھر میزاب کعبہ ہے) چلا گیا اور چونکہ نماز وتر نہیں پڑھی تھی تو نماز وتر پڑھنے کسی مسجد میں چلا گیا اور نماز وتر پڑھ کر واپس آیا اور اس نے اپنے اس طواف کو پورا کیا۔ تو آپ کی نظر میں کیا ہے یہ افضل ہے یا طواف پورا کرکے نماز وتر کیلئے جائے خواہ وہ تھوڑا سفر کرکے کیوں نہ گیا ہو۔ آپؑ نے فرمایا اگر تم کو ڈر ہو تو طواف کو قطع کرو اور پہلے وتر کی نماز پڑھ لو پھر طواف کرو۔

(۲۷۹۷) ابن ابی عمیر نے حفص بن بختری سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق روایت کی ہے کہ وہ طواف کر رہا تھا کہ اتنے میں اسکو خانہ کعبہ میں داخل ہونے کا موقع مل گیا اور وہ داخل ہو گیا۔ آپؑ نے فرمایا وہ اپنے طواف میں مشغول رہے (اس لئے کہ یہ خلاف سنت ہے)۔

(۲۷۹۸) اور حمّاد بن عثمان نے حبیب بن مظاہر سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے طواف فریضہ کی ابتداء کی اور صرف ایک ہی چکر لگایا تھا کہ ایک شخص میری ناک سے ٹکرایا اور ناک سے خون بہنے لگا میں طواف سے نکلا اپنی ناک دھوئی پھر واپس آیا اور اب از سر نو طواف شروع کیا اسکا تذکرہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کیا تو آپؑ نے فرمایا تم نے برا کیا تمہیں چاہیئے تھا کہ اپنے اسی طواف پر بنا کرکے اسے جاری رکھتے ویسے (اگر تم نے یہ کیا تو) تم پر کوئی گناہ نہیں ہے۔

(۲۷۹۹) صفوان جمّال سے روایت ہے اسکا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک شخص طواف میں مشغول تھا کہ اسکا بھائی کسی کام سے اسکو بلانے کیلئے آجاتا ہے۔ آپؑ نے فرمایا کہ وہ اپنے بھائی کے ساتھ اس کام کیلئے چلا جائے پھر واپس آکر اپنے اسی طواف پر بنا رکھ کر بقیہ طواف کرے۔

باب : طواف میں سہو ہونا

(۲۸۰۰) صفوان بن یحییٰ نے اسحاق بن عمار سے روایت کی ہے اسکا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک شخص نے خانہ کعبہ کا طواف کیا پھر وہاں سے نکل کر صفا و مروہ کے درمیان سعی کرنے لگا مگر اثنائے سعی اسے یاد آیا کہ خانہ کعبہ کے طواف میں اس سے کچھ چکر چھوٹ گئے ہیں ؟ آپ نے فرمایا وہ واپس جائے اور خانہ کعبہ کا بقیہ طواف پورا کرے پھر وہاں سے پلٹ کر آئے اور بقیہ سعی پوری کرے۔

(۲۸۰۱) اور ابی ایوب سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک شخص نے خانہ کعبہ کا طوافِ فریضہ کیا اور طواف میں آٹھ چکر لگا دئے ۔ آپ نے فرمایا پھر وہ چھ چکر اس میں اور شامل کرے اور چار رکعت نماز پڑھ لے۔

اور ایک دوسری حدیث میں ہے کہ طوافِ فریضہ دوسرا طواف ہوگا اور ابتداء کی دو رکعتیں طواف فریضہ کیلئے ہونگی اور آخر کی دو رکعتیں اور پہلا طواف مستحب ہوگا۔

(۲۸۰۲) اور قاسم بن محمد کی روایت میں ہے جسے انہوں نے علی بن ابی حمزہ سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں آنجناب کی خدمت میں حاضر تھا کہ آپ سے سوال کیا گیا ایک ایسے شخص کے متعلق جس نے خانہ کعبہ کا طواف کیا اور طواف میں آٹھ چکر لگا دیئے ۔ آپ نے پوچھا وہ طوافِ فریضہ کر رہا تھا یا طوافِ مستحب ؟ سائل نے عرض کیا وہ طوافِ فریضہ تھا ۔ آپ نے فرمایا اب وہ اس میں چھ چکر کا اور اضافہ کرلے اور جب اس سے فارغ ہو تو مقام ابراہیم کے پاس دو رکعت نماز پڑھے پھر وہاں سے نکل جائے اور صفا و مروہ کے درمیان سعی کرے اور جب سعی سے فارغ ہو تو دو رکعت اور پڑھ لے تو اس طرح طوافِ نافلہ اور طوافِ فریضہ دونوں ہو جائے گا۔

(۲۸۰۳) اور حسن بن عطیہ سے روایت کی گئی ہے ان کا بیان ہے کہ آنجناب علیہ السلام سے سلیمان بن خالد نے دریافت کیا اور میں اس کے ساتھ تھا ایک ایسے شخص کے متعلق کہ جس نے طواف میں صرف چھ چکر لگائے ۔ تو حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے پوچھا یہ چھ چکر اس نے کس طرح لگائے ؟ سائل نے کہا کہ وہ حجر اسود کے سامنے آیا اور اللہ اکبر کہکر اس نے اپنی ایک انگلی بند کرلی (حالانکہ جب طواف کرلیتا تو انگلی بند کرتا اسطرح چھٹے طواف پر سات انگلیاں بند کرلیں) آپ نے فرمایا وہ ایک چکر اور کرے ۔ سلیمان نے عرض کیا اور اگر وہ اسے چھوڑ کر اپنے اہل و عیال کے پاس آجائے آپ نے فرمایا وہ کسی سے کہدے کہ وہ اس کے عوض ایک طواف کرلے۔

(۲۸۰۴) اور رفاعہ نے آنجناب علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک ایسے شخص کے متعلق کہ جس کو یاد نہیں کہ اس نے طواف میں چھ چکر لگائے ہیں یا سات چکر ؟ آپ نے فرمایا کہ وہ اپنے یقین پر اسکی بنیاد رکھے۔

(۲۸۰۵) نیز آپؑ سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا گیا جس کو یاد نہیں کہ اس نے طواف میں تین چکر لگائے یا چار چکر؟ آپؑ نے فرمایا یہ بتاؤ وہ طواف فریضہ تھا یا طواف نافلہ؟ سائل نے عرض کیا مجھے آپؑ دونوں کے متعلق بتائیں آپؑ نے فرمایا اگر وہ طواف نافلہ ہے تو جس پر چاہو بنیاد رکھ لو۔ اور اگر طواف فریضہ ہے تو پھر سے دوبارہ طواف کرو اور اگر تم نے خانہ کعبہ کا طواف فریضہ کیا اور تمہیں یاد نہیں چھ چکر لگائے یا سات چکر تو از سر نو پھر سے طواف کرو لیکن اگر تم مکہ سے باہر نکل گئے اور یہ تم سے چھوٹ گیا تو تم پر کچھ نہیں ہے۔

باب : جو شخص اپنا چکر مختصر کرنے کیلئے حجر اسماعیل میں سے گزرے اس پر کیا واجب ہے

(۲۸۰۶) ابن مسکان نے حلبی سے روایت کی ہے اسکا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک شخص نے خانہ کعبہ کا طواف کیا اور اس میں سے ایک شوط (چکر) حجر اسماعیل میں سے کرکے اسے مختصر کرلیا۔ اب وہ کیا کرے آپؑ نے فرمایا وہ ایک شوط پھر سے کرے۔

(۲۸۰۷) اور معاویہ بن عمّار کی روایت میں ان ہی جناب علیہ السلام سے ہے کہ آپؑ نے فرمایا جو شخص حجر اسماعیل میں سے گزر کر اپنا طواف مختصر کرے تو وہ اپنا طواف حجر اسود سے دوبارہ شروع کرے۔

(۲۸۰۸) حسین بن سعید نے ابراہیم بن سفیان سے روایت کی ہے اسکا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت ابوالحسن رضا علیہ السلام کی خدمت میں عریضہ لکھ کر دریافت کیا کہ ایک عورت نے حج کا طواف کیا اور جب ساتواں شوط (چکر) کرنے لگی تو اسکو مختصر کرنے کیلئے حجر اسماعیل میں سے ہو کر چکر لگالیا پھر دو رکعت نماز فریضہ (طواف) پڑھی۔ صفا و مروہ کے درمیان سعی کی اور طواف النساء بجالائی پھر منیٰ میں آگئی؟ آپؑ نے جواب میں تحریر فرمایا کہ وہ اسکو دوبارہ کرے گی۔

باب : جو شخص مقام ابراہیمؑ کے پیچھے سے طواف کرے اسکے لئے کیا حکم آیا ہے

(۲۸۰۹) ابان نے محمد بن علی حلبی سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس طواف کے متعلق دریافت کیا جو مقام ابراہیمؑ کے پیچھے سے کیا جائے۔ آپؑ نے فرمایا میں اسکو پسند تو نہیں کرتا لیکن اس میں کوئی حرج بھی نہیں لیکن ایسا نہ کرو جب تک کہ بغیر اسکے کوئی چارہ نہ ہو۔

باب : جو شخص بغیر وضو کے طواف یا دوسرے مناسک ادا کرے اس پر کیا واجب ہے

(۲۸۱۰) معاویہ بن عمار سے روایت ہے اسکا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ کوئی حرج نہیں اگر انسان طواف کے علاوہ تمام مناسک حج بے وضو ادا کر لے مگر وضو افضل ہے۔

(۲۸۱۱) علاء نے محمد بن مسلم سے اور انہوں نے ان دونوں ائمہ علیہما السلام میں سے کسی ایک سے روایت کی ہے کہ میں نے ان جنابؑ سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جس نے بغیر وضو کے طواف فریضہ ادا کیا؟ آپؑ نے فرمایا وہ وضو کرکے پھر سے طواف کرے۔ اور اگر یہ طواف مستحب تھا تو وضو کرکے دو رکعت نماز پڑھے۔

(۲۸۱۲) اور عبید بن زرارہ کی روایت میں ان ہی جناب علیہ السلام سے ہے آپؑ نے فرمایا کہ کوئی حرج نہیں اگر کوئی شخص مستحبی طواف بغیر وضو کے کرے پھر وضو کرے اور نماز پڑھے اور اگرچہ اس نے عمداً بغیر وضو کے طواف کیا ہو پھر وضو کرکے نماز پڑھے اور اگر کسی نے بغیر وضو کے طواف مستحبی اور دو رکعت نماز پڑھی ہے تو وہ نماز کا اعادہ کرے گا طواف کا نہیں۔

(۲۸۱۳) صفوان نے یحییٰ ازرق سے روایت کی ہے اسکا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک شخص نے صفا و مروہ کے درمیان سعی کی اور تین یا چار چکر لگائے پھر پیشاب کیا اور بغیر وضو کے آکر اپنی سعی کو پورا کیا؟ آپؑ نے فرمایا کوئی حرج نہیں لیکن اگر وہ وضو کے ساتھ اپنے مناسک پورے کرلیتا تو یہ میرے نزدیک بہت پسندیدہ بات تھی۔

باب : غیر ختنہ شدہ شخص کے طواف کے متعلق احادیث

(۲۸۱۴) حریز اور ابراہیم بن عمر دونوں نے روایت کی ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اگر غیر ختنہ شدہ عورت طواف کرے تو کوئی حرج نہیں لیکن غیر ختنہ شدہ مرد طواف نہیں کرے گا۔

(۲۸۱۵) ابن مسکان نے ابراہیم بن میمون سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک ایسے شخص کے متعلق جو اسلام لایا اور ارادہ کررہا تھا کہ اپنی ختنہ کرائے کہ اتنے میں حج کا موسم آگیا اب وہ حج کرے یا ختنہ کرائے؟ آپؑ نے فرمایا کہ وہ جب تک ختنہ نہ کرالے حج نہ کرے۔

باب : سات سات چکروں کے دو طوافوں کو متصل کر لینا

(۲۸۱۶) ابن مسکان نے زرارہ سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ کسی شخص کا طوافِ فریضہ میں سات سات شوطوں کے دو طوافوں کو ملا لینا اور درمیان میں نماز طواف نہ پڑھنا مکروہ ہے لیکن طواف نافلہ میں کوئی حرج نہیں۔

(۲۸۱۷) اور زرارہ کا بیان ہے کہ بعض مرتبہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کے ساتھ طواف کیا وہ میرا ہاتھ پکڑے ہوئے مسلسل دو تین طواف کرتے پھر پلٹتے اور چھ رکعت نماز پڑھتے تھے۔

اور جب کبھی کوئی شخص طواف نافلہ دو عدد ملا کر کرے تو ہر سات سات شوط (چکر) پر دو دو رکعت نماز طواف پڑھے۔

باب : مریض اور اس شخص کا طواف جسکو کوئی بلا سبب اٹھائے ہوئے ہو

(۲۸۱۸) محمد بن مسلم نے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا وہ فرما رہے تھے کہ میرے پدر بزرگوار نے مجھ سے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی سواری پر بیٹھ کر طواف کیا اور اپنے عصا سے حجر اسود کو چھوا اور سواری ہی پر بیٹھ کر صفا و مروہ کے درمیان سعی فرمائی۔

(۲۸۱۹) اور ایک دوسری حدیث میں ہے کہ آپؐ (اپنے ناقہ عضبا۔ کو حجر اسود سے متصل کر کے) بوسہ بھی دیتے تھے۔

(۲۸۲۰) اور ابی بصیر سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام بیمار ہوئے تو آپؑ نے اپنے غلاموں سے فرمایا تم لوگ مجھ کو اٹھا کر لے چلو اور طواف کراؤ اور یہ بھی حکم دیا کہ مجھے اس طرح اٹھائے رہو کہ میرے پاؤں زمین پر خط دیتے جائیں اور میرے دونوں پاؤں زمین پر حالت طواف میں مس ہوتے رہیں۔

اور محمد بن فضیل کی روایت میں ہے جو انہوں نے ربیع بن خثیم سے کی ہے کہ آپؑ یہ اس وقت کرتے تھے جب رکن یمانی پر پہنچتے تھے۔

(۲۸۲۱) اور اسحاق بن عمار نے حضرت ابو ابراہیم علیہ السلام سے ایک ایسے مریض کے متعلق دریافت کیا جس پر مرض کا غلبہ ہے کہ کیا اسکی طرف سے طواف کر دیا جائے؟ آپؑ نے فرمایا کہ نہیں بلکہ اسکو اٹھا کر اور ساتھ لیکر طواف کیا جائے اور حریز نے آنجنابؑ سے رخصت کی روایت کی ہے کہ اسکی طرف سے اور جس پر غشی طاری ہو اسکی طرف سے طواف کیا جائیگا اور اسکی طرف سے جمرہ کو پتھر بھی مارے جائیں گے۔

(۲۸۲۲) اور معاویہ بن عمار کی روایت میں ان ہی جناب علیہ السلام سے ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ جسکے پاؤں شکستہ ہوں اسکو اٹھا کر لے جایا جائیگا اور وہ خود جمرہ کو پتھر مارے گا اور شخص مبطون (جو پیٹ کے مرض میں مبتلا ہے) کی طرف سے جمرہ

کو پتھر مارا جائیگا اور اسکی طرف سے نماز پڑھی جائیگی اور معاویہ نے آنجنابؑ سے رخصت کی روایت کی ہے کہ ان دونوں کی طرف سے طواف اور رمی جمرات کیا جائیگا۔

(۲۸۲۳) اور فرمایا کہ بچوں کے متعلق یہ ہے کہ انکو لیکر طواف کیا جائیگا مگر رمی جمرہ انکی طرف سے کردیا جائیگا۔

باب : اس شخص کے لئے کیا لازم ہے جس نے طواف سے پہلے یا بعد میں سعی کی ہو

(۲۸۲۴) صفوان نے اسحاق بن عمار سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک شخص نے خانہ کعبہ کا طواف کیا پھر وہاں سے نکلا اور صفا و مروہ کے درمیان سعی کرنے لگا مگر اثنائے سعی میں اسکو یاد آیا کہ خانہ کعبہ کے طواف میں کچھ (شوط) چکر اس سے چھوٹ گئے ہیں؟ آپؑ نے فرمایا وہ واپس جائے خانہ کعبہ کا طواف پورا کرے اسکے بعد صفا و مروہ پلٹ کر آئے اور بقیہ سعی کو پورا کرے۔ میں نے عرض کیا مگر ایک شخص نے تو خانہ کعبہ کا طواف کرنے سے پہلے ہی صفا و مروہ کے درمیان سعی شروع کردی؟ آپؑ نے فرمایا پھر وہ پہلے خانہ کعبہ کا طواف کرے اسکے بعد صفا و مروہ جاکر از سرِ نو سعی کرے۔ میں نے عرض کیا مگر ان دونوں میں فرق کیا ہے؟ آپؑ نے فرمایا یہ خانہ کعبہ کا طواف کچھ کرچکا تھا اور اس نے خانہ کعبہ کا طواف ابھی شروع ہی نہیں کیا تھا۔

(۲۸۲۵) اور عبداللہ بن سنان نے آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ ایک شخص حج کے ارادے سے آیا اسکو دھوپ سخت محسوس ہورہی تھی اس لئے اس نے خانہ کعبہ کا طواف کرلیا اور ٹھنڈا ہونے تک سعی میں تاخیر کی؟ آپؑ نے فرمایا کوئی حرج نہیں میں نے بھی بعض اوقات ایسا کیا ہے۔

(۲۸۲۶) اور ایک دوسری حدیث میں ہے کہ وہ رات تک تاخیر کرسکتا ہے۔

(۲۸۲۷) علاء نے محمد بن مسلم سے اور انہوں نے ان امامینؑ میں سے ایک سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا کہ جس نے خانہ کعبہ کا طواف کیا اور تھک گیا کیا صفا و مروہ کے درمیان سعی میں وہ کل تک تاخیر کرلے؟ آپؑ نے فرمایا نہیں۔

(۲۸۲۸) اور رفاعہ نے آنجناب علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جو خانہ کعبہ کا طواف کررہا تھا کہ اتنے میں عصر کا وقت آگیا تو اب وہ نماز عصر سے پہلے سعی کرے یا سعی سے پہلے نماز عصر پڑھے؟ آپؑ نے فرمایا کوئی حرج نہیں اگر وہ نماز عصر پڑھے پھر سعی کرے۔

باب : غائب یا حاضر شخص کی طرف سے طواف کرنے سے متعلق احکام

(۲۸۲۹) معاویہ بن عمار نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی آپؑ نے فرمایا کہ جب تمہارا ارادہ ہو کہ اپنے بھائیوں میں سے کسی ایک کی طرف سے طواف کرو تو حجر اسود کے پاس آؤ اور کہو بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْ مِنْ فُلَانٍ [اللہ کے نام سے اے اللہ تو یہ (طواف) فلاں کی طرف سے قبول فرما] ۔

(۲۸۳۰) اور یحییٰ ازرق نے آنجنابؑ سے دریافت کیا ایسے شخص کے متعلق کہ جسے موقع مل گیا کہ اپنے عزیز واقارب کی طرف سے طواف کرے ؟ آپؑ نے فرمایا جب تم اپنے حج مناسک ادا کرلو تو پھر جو چاہو کرو۔

اور ایسے شخص کے لئے جائز نہیں جو مکہ میں خود مقیم ہو اور اسے کوئی علت و مرض بھی نہ ہو اور اسکی طرف سے کوئی دوسرا شخص طواف کرے۔

باب : نماز طواف کی دو رکعتوں میں سہو

(۲۸۳۱) اور معاویہ بن عمار نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق روایت کی ہے جس نے طواف فریضہ کیا اور نماز طواف کی دو رکعتیں پڑھنا بھول گیا یہاں تک کہ صفا و مروہ کے درمیان سعی کرنے لگا تو اسے یاد آیا ؟ آپؑ نے فرمایا اس نے جہاں تک سعی کی ہے اس جگہ کو یاد رکھے اور وہاں سے پلٹ کر آئے دو رکعتیں پڑھے پھر جہاں سے سعی چھوڑی تھی وہاں آجائے (اور اسکی بھی رخصت و اجازت ہے کہ اپنی سعی کو مکمل کرکے پلٹے اور مقام ابراہیمؑ کے پیچھے دو رکعت نماز پڑھ لے اس کی روایت محمد بن مسلم نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے کی ہے لہٰذا ان دونوں حدیثوں میں سے جس پر چاہے عمل کرے) راوی کا بیان ہے کہ میں نے دریافت کیا کہ ایک شخص مقام ابراہیمؑ کے پیچھے دو رکعت نماز پڑھنا بھول گیا اور جب مکہ سے کوچ کر گیا تو اسے یاد آیا آپؑ نے فرمایا جہاں یاد آئے وہیں پڑھ لے اور اگر شہر مکہ میں یاد آئے تو جب تک یہ دو رکعت نہ پڑھ لے وہاں سے کوچ نہ کرے۔

(۲۸۳۲) اور عمر بن یزید کی روایت میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ہے آپؑ نے فرمایا کہ اگر وہ مکہ سے ابھی تھوڑی دور گیا ہے تو واپس آکر خود نماز پڑھے یا کسی سے کہدے کہ وہ اسکی طرف سے دو رکعت نماز پڑھ دے۔

(۲۸۳۳) اور حسین بن سعید نے احمد بن عمر سے روایت کی اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جو طوافِ فریضہ کی دو رکعت نماز پڑھنا بھول گیا اور خانہ کعبہ کا طواف کرچکا تھا یہاں تک کہ منیٰ میں آگیا۔ آپؑ نے فرمایا وہ مقام ابراہیمؑ کی طرف واپس جائے اور دو رکعت نماز پڑھے۔

اور اسکی بھی رخصت کی روایت کی گئی ہے کہ وہ منیٰ ہی میں دو رکعت نماز پڑھ لے یہ روایت ابن مسکان نے عمر

بن براء سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کی ہے۔

(۲۸۳۴) اور جمیل بن دراج کی روایت میں ہے جو اس نے ان امامین علیہما السلام سے کی ہے کہ مقام ابراہیمؑ پر اگر دو رکعت ترک کرنا ناواقفیت وجہالت کی وجہ سے ہے تو وہ بمنزلہ سہو کے ہے۔

باب : طواف کے متعلق نادر احادیث

(۲۸۳۵) عاصم بن حمید نے محمد بن مسلم سے روایت کی ہے اسکا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جو طواف کرتا ہے سعی کرتا ہے مگر اپنے بال تراشنے سے پہلے مستحبی طواف کرلیتا ہے۔ آپ نے فرمایا میرے لئے یہ کتنے تعجب کی بات ہے کہ اس نے ایسا کیا۔

(۲۸۳۶) صفوان بن یحییٰ نے ہیثم تمیمی سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک مرد کے ساتھ اسکی زوجہ ہے جو اپنے پاؤں پر کھڑی نہیں ہو سکتی تو اسکے شوہر نے اسکو محمل میں بٹھایا اور اسکو ساتھ لیکر خانہ کعبہ کا طوافِ فریضہ اور صفا و مروہ کے درمیان سعی کرائی تو کیا اسکو طواف کرانے کے ساتھ یہ خود اسکے طواف کیلئے بھی کافی ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں خدا کی قسم یہی اس کیلئے بھی کافی ہے۔

(۲۸۳۷) ابن مسکان نے ہذیل سے اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک ایسے شخص کے متعلق کہ جو طواف میں اپنی زوجہ کے شمار (شوط) اور ایک نابالغ بچے کے شمار پر بھروسہ کرتا ہے کیا وہ شمار ان دونوں کیلئے کافی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ہاں کیا تم نہیں دیکھتے کہ جب تم کسی امام کے پیچھے نماز پڑھتے ہو (تو اسکے شمار پر بھروسہ کرتے ہو) پھر یہ بھی تو اسی کے مثل ہے۔

(۲۸۳۸) اور سعید اعرج نے آنجنابؑ سے طواف کے متعلق دریافت کیا کہ کیا کوئی شخص اپنے ساتھی کے شمار کو کافی سمجھ لے آپ نے فرمایا ہاں۔

(۲۸۳۹) صفوان نے یزید بن خلیفہ سے روایت کی ہے انہوں نے کہا کہ ایک مرتبہ حضرت ابو عبداللہ جعفر صادق علیہ السلام نے مجھے کعبہ کے گرد برطلہ (طویل ٹوپی) پہنے ہوئے طواف کرتے دیکھا تو طواف وغیرہ کے بعد فرمایا تم برطلہ پہن کر کعبہ کے گرد طواف کرتے ہو کعبہ کے گرد اسکو نہ پہنا کرو یہ یہودیوں کی پوشاک ہے۔

(۲۸۴۰) اور معاویہ بن عمار نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ مستحب ہے کہ انسان سات سات چکر تین سو ساٹھ مرتبہ کرے سال کے دنوں کی تعداد کے برابر اور اگر یہ نہ کرسکتا ہو تو تین سو ساٹھ چکر (شوط) کرے اور اگر یہ بھی نہ کرسکے تو پھر جتنی مرتبہ طواف کرسکتا ہو کرے۔

(۲۸۴۱) ابان نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طواف

کا کوئی معروف طریقہ تھا؟ آپ نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رات و دن میں سات سات شوط کے دس طواف کیا کرتے تھے۔ تین طواف ابتدائی شب میں تین طواف آخری شب میں دو طواف جب صبح ہوتی اور دو طواف نماز ظہر کے بعد اور اسکے درمیان آپ راحت فرمایا کرتے تھے۔

(۲۸۴۲) سعید اعرج نے طواف میں تیز رفتاری اور سست رفتاری کے متعلق آنجنابؑ سے دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا ہر ایک کیلئے آزادی ہے جب تک کسی اور کی اذیت کا سبب نہ بنے۔

(۲۸۴۳) علی بن نعمان نے یحییٰ ازرق سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت ابوالحسن علیہ السلام سے عرض کیا کہ میں نے سات سات شوط کے چار طواف کئے اور تھک گیا اب کیا ان کی نماز کی رکعتیں بیٹھ کر پڑھ لوں؟ آپؑ نے فرمایا کہ نہیں۔ میں نے عرض کیا پھر لوگ کیسے جب تھکتے یا کمزوری محسوس کرتے ہیں تو نماز شب بیٹھ کر پڑھتے ہیں؟ آپؑ نے فرمایا یہ بتاؤ کوئی شخص بیٹھ کر طواف کرتا ہے؟ میں نے عرض کیا نہیں۔ آپؑ نے فرمایا پھر تم کھڑے ہی ہو کر اسکی نماز بھی پڑھو۔

(۲۸۴۴) علی بن ابی حمزہ نے حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق روایت کی ہے جو خانہ کعبہ کا طواف کرنا بھول گیا یہاں تک کہ اپنے گھر واپس ہو گیا؟ آپؑ نے فرمایا اگر بربنائے جہالت ایسا ہوا ہے تو دوبارہ حج کرے اور ایک اونٹ کفارہ میں دے۔

(۲۸۴۵) ہشام بن حکم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا کہ جو شخص مکہ میں ایک سال تک قیام کرے اسکے لئے خانہ کعبہ کا طواف وہاں نماز پڑھنے سے افضل ہے اور جو شخص دو سال قیام کرے وہ نماز اور طواف دونوں مخلوط کرے کچھ طواف اور کچھ نماز اور جو شخص تین سال قیام کرے اسکے لئے نماز افضل ہے۔

(۲۸۴۶) اور معاویہ بن عمّار نے آنجناب علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ مستحب ہے کہ انسان ہر دن اور ہر رات اپنے سات شوط کے طواف شمار کرتا رہے۔

(۲۸۴۷) صفوان نے عبدالحمید بن سعد سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت ابو ابراہیم علیہ السلام سے باب صفا کے متعلق دریافت کیا اور عرض کیا کہ ہمارے اصحاب اس میں اختلاف کرتے ہیں بعض کہتے ہیں یہ وہ دروازہ ہے جو سقایت سے ملا ہوا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ یہ وہ دروازہ ہے جو حجر اسود کے بالکل سامنے ہے۔ آپؑ نے فرمایا باب صفا وہ دروازہ ہے جو حجر اسود کے بالکل سامنے ہے اور وہ دروازہ جو سقایت سے ملا ہوا ہے وہ نیا بنایا ہوا ہے جسے داؤد بن علی بن عباس (جو مکہ کا والی تھا) نے بنایا اور اسی نے اس کا افتتاح کیا۔

باب : صفاء و مروہ کے درمیان سعی میں سہو ہو جانا

(۲۸۴۸) علاء نے محمد بن مسلم سے اور انہوں نے ان امامین علیہما السلام میں سے کسی ایک سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جو صفاء و مروہ کے درمیان سعی کرنا بھول گیا؟ آپ نے فرمایا اسکی طرف سے سعی کر دی جائے۔

(۲۸۴۹) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا گیا جس نے صفاء و مروہ کے درمیان چھ چکر لگائے مگر اس نے خیال کیا کہ اس نے سات چکر لگائے پھر احرام کھولنے اور عورتوں سے مجامعت کے بعد اسکو یاد آیا کہ اس نے چھ چکر کئے تھے۔ آپ نے فرمایا وہ ایک گائے ذبح کرے اور سعی کا ایک اور چکر کرے۔

اور اگر کسی کو یہ پتا نہیں کہ اس نے سعی میں کتنے چکر لگائے تو از سر نو سعی کرے۔

اور جو شخص صفاء و مروہ کے درمیان آٹھ شوط کرے تو اس پر لازم ہے کہ وہ از سر نو پھر سے سعی کرے اور اگر کسی نے سعی کے اندر نو شوط کئے تو اس پر کچھ نہیں ہے۔

اور جب وہ شوط کرے گا تو یقیناً اس نے صفاء سے شروع کیا ہوگا اور مروہ پر ختم کیا ہوگا۔ اور اگر کوئی شخص صفا سے قبل مروہ سے سعی شروع کرے تو اس پر لازم ہے کہ وہ از سر نو پھر سے سعی کرے۔

اور اگر کوئی شخص اپنی سعی میں ھرولہ (تیز اور دلکی چال) میں سے کچھ چھوڑ دے تو اس پر کچھ نہیں ہے۔

(۲۸۵۰) عبدالرحمٰن بن حجاج نے حضرت امام ابو ابراہیم علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک ایسے شخص کے متعلق کہ جس نے صفاء و مروہ کے درمیان سعی میں آٹھ شوط کئے۔ آپ نے فرمایا اگر اس نے غلطی سے ایسا کیا ہے تو اس میں سے ایک گھٹا دے اور صرف سات شوط شمار کرے۔

اور محمد بن مسلم نے ان امامین میں سے کسی ایک سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ وہ اس پر چھ شوط کا اضافہ کرے (اس طرح سات سات شوط کی دو سعی ہو جائیگی۔)

باب : کسی سواری پر سوار ہو کر سعی کرنا اور صفا اور مروہ کے درمیان بیٹھ رہنا

(۲۸۵۱) معاویہ بن عمار نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ آنجناب سے عرض کیا کہ ایک عورت کسی سواری پر یا اونٹ پر سوار ہو کر صفاء و مروہ کے درمیان سعی کرتی ہے۔ آپ نے فرمایا اس میں کوئی حرج نہیں راوی کا بیان ہے کہ میں نے آپ سے ایک مرد کیلئے یہی سوال کیا تو آپ نے فرمایا اس میں کوئی حرج نہیں مگر اس کیلئے افضل یہ ہے کہ پاپیادہ سعی کرے۔

(۲۸۵۲) اور عبدالرحمن بن حجاج نے حضرت امام ابو ابراہیم علیہ السلام سے دریافت کیا ایسی عورتوں کے متعلق جو اونٹوں اور سواریوں پر سوار ہو کر صفاء ومروہ کے درمیان سعی کرتی ہیں کیا یہ انکے لئے جائز ہے کہ وہ صفاء اور مروہ کے نیچے ٹھہر جائیں کہ جہاں خانہ کعبہ نظر آئے آپ نے فرمایا ہاں۔

(۲۸۵۳) اور معاویہ بن عمار نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ کسی سوار کی سعی اس وقت تک نہ ہوگی جب تک وہ اپنی سواری کو مقام ہرولہ پر ذرا تیز نہ چلائے۔

(۲۸۵۴) اور عبدالرحمن بن ابی عبداللہ نے آنجناب علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ صفاو مروہ کے درمیان نہ بیٹھو مگر جب پیاس لگ جائے یا تھک جاؤ۔

باب : اس شخص کے لئے حکم جو نماز کیلئے یا کسی اور وجہ سے سعی منقطع کردے

(۲۸۵۵) معاویہ بن عمار نے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے عرض کیا کہ ایک شخص نے صفاء مروہ کے درمیان سعی شروع کر دی تھی کہ نماز کا وقت آگیا اب وہ کیا کرے۔ ہلکے پھلکے انداز سے سعی کرے یا جائے نماز پڑھے پھر پلٹ کر آئے اور پھر سے سعی کرے یا جس طرح سعی کر رہا ہے کرتا رہے اور سعی سے فارغ ہو کر نماز پڑھے ؟ آپ نے فرمایا کیا صفاء ومروہ پر اتنی جگہ نہیں جہاں وہ نماز پڑھ لے ؟ نہیں بلکہ وہ پہلے نماز پڑھے پھر سعی کرے۔ میں نے عرض کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ صفاء مروہ پر بیٹھے ؟ آپ نے فرمایا ہاں۔

(۲۸۵۶) اور علی بن نعمان و صفوان نے یحییٰ ازرق سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جو صفاو مروہ کے درمیان سعی کر رہا ہے اور اس نے تین یا چار چکر کر لئے ہیں کہ اتنے میں اسکا ایک دوست آگیا اور اس نے اسکو کسی کام کیلئے یا کھانے کیلئے بلایا ؟ آپ نے فرمایا اگر وہ اسکی دعوت قبول کرلے تو کوئی حرج نہیں لیکن اسکو چاہیئے کہ وہ پہلے اللہ کے حق کو ادا کرے اسکے بعد اپنے دوست کے حق کو ادا کرے۔

(۲۸۵۷) ابن فضال سے روایت کی گئی ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام محمد بن علی ابوالحسن علیہ السلام سے عرض کیا کہ میں نے ابھی سعی میں ایک ہی چکر کیا تھا کہ فجر طالع ہو گئی ؟ آپ نے فرمایا وہ نماز پڑھ لے اسکے بعد اپنی سعی کو پورا کرے۔

باب : حج کیلئے استطاعت کا مفہوم

(۲۸۵۸) ابی الربیع شامی سے روایت کی گئی ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے قول خدا و للّٰہ علی الناس حج البیت من استطاع الیہ سبیلا (اور لوگوں پر واجب ہے کہ محض خدا کیلئے خانہ کعبہ کا حج کریں جنہیں وہاں تک پہنچنے کی استطاعت ہو) (آل عمران، ۹۷) کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا اس کے متعلق اور لوگ کیا کہتے ہیں تو عرض کیا گیا (لوگ تو یہ سمجھتے ہیں کہ) آدمی کے پاس صرف راستہ خرچ اور سواری ہو (تو وہ صاحب استطاعت ہے) تو آپؑ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ امام محمد باقر علیہ السلام سے اسکے متعلق دریافت کیا گیا تو آپؑ نے فرمایا اگر انسان کے پاس اتنا ہی ہے کہ جس سے اسکے اہل وعیال کا خرچ چلے اور وہ کسی کے محتاج نہ ہوں اور یہ ان لوگوں سے چھین کر راستہ کا خرچ اور سواری کا انتظام کرکے حج کو چلا جائے تو پھر اس کے اہل وعیال تو تباہ ہوجائیں گے اور اس طرح تو دنیا ہلاک ہوجائیگی۔ تو عرض کیا گیا کہ پھر صحیح راستہ کیا ہے؟ آپؑ نے فرمایا کہ مال میں اتنی وسعت ہو کہ وہ کچھ مال سے حج کرے اور کچھ مال اپنے اہل وعیال کے اخراجات کیلئے چھوڑ جائے۔ کیا اللہ نے زکوٰۃ فرض نہیں کی ہے پھر اس نے صرف اس شخص پر فرض کیوں کی ہے جس کے پاس کم از کم دو سو درہم ہوں۔

(۲۸۵۹) ہشام بن سالم نے ابو بصیر سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا وہ فرمارہے تھے کہ جس شخص پر حج کا فریضہ لازم ہوجائے تو خواہ وہ کان پھٹے اور دم کٹے گدھے پر کیوں نہ ہو (اپنی شان کے خلاف سمجھ کر) انکار کردے مگر وہ حج کیلئے مستطیع سمجھا جائے گا۔ (یہ غالباً اس وقت ہے کہ جب اسکے اہل وعیال نہ ہوں اور وہ تنہا ہو)

باب : ترک حج

(۲۸۶۰) حنان بن سدیر نے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے خانہ کعبہ کا ذکر کیا تو آپؑ نے فرمایا کہ اگر لوگ ایک سال بھی اسکو معطل کریں (حج کو نہ جائیں) تو اللہ کی طرف سے انہیں مہلت نہ دی جائے گی۔ اور ایک دوسری حدیث میں کہ ان لوگوں پر عذاب نازل ہوجائے گا۔

باب : لوگوں کو حج اور زیارت قبر نبی کیلئے جانے پر مجبور کیا جائے

(۲۸۶۱) جعفر بن بختری وہشام بن سالم و معاویہ بن عمّار وغیرہ نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ اگر لوگ حج کیلئے جانا ترک کریں تو والی و حاکم پر یہ لازم ہے کہ وہ لوگوں کو اس (حج) پر اور وہاں (مکہ میں) قیام پر مجبور کرے اور اگر لوگ زیارت قبر نبی کو ترک کردیں تو والی و حاکم پر واجب و لازم ہے کہ لوگوں کو اس (زیارت) پر اور وہاں (مدینہ میں) قیام پر جبر کرے اور اگر ان لوگوں کے پاس مال نہ ہو تو انکا خرچ مسلمانوں کے بیت المال سے دے۔

باب : حج سے منہ موڑنے اور نہ جانے کا سبب

(۲۸۶۲) ابو بصیر نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ انسان کسی نہ کسی گناہ کے سبب ہی سے حج کو نہیں جاتا اس سے منہ موڑے رہتا ہے اور اللہ تعالیٰ تو اکثر گناہوں کو معاف کر دیتا ہے۔

(۲۸۶۳) ابو حمزہ ثمالی نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ کو فرماتے ہوئے سنا آپؑ فرمارہے تھے کہ جو کوئی بندہ حج پر اپنی دنیاوی ضرورتوں میں سے کسی ضرورت کو ترجیح دیگا تو وہ دیکھیگا کہ اپنا سر منڈوانے والے اسکی حاجت پوری ہونے سے پہلے حج کرکے واپس آگئے۔

باب : اپنا فریضہ حج کسی دوسرے کے سپرد کردینا

(۲۸۶۴) حلبی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص دولتمند اور مالدار ہے اور اسکے اور حج کے درمیان کوئی مرض یا کوئی ایسا امر پیش آگیا جس سے اللہ تعالیٰ نے اسکو حج پر جانے سے معذور کردیا تو اس پر لازم ہے کہ اپنے خرچ پر کسی شخص کو حج پر بھیج دے جس نے اب تک حج نہ کیا ہو اور وہ مفلس ہو۔

(۲۸۶۵) عبداللہ بن سنان نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے بیان فرمایا کہ امیر المومنین علیہ السلام نے ایک انتہائی بوڑھے شخص کو جس نے ابھی تک کوئی حج نہیں کیا تھا اور اپنے بڑھاپے کی وجہ سے اب اس میں حج کرنے کی طاقت نہیں رہ گئی تھی حکم دیا کہ وہ اپنے خرچ سے کسی دوسرے شخص کو بھیجے جو اسکی طرف سے حج بجالائے۔

(۲۸۶۶) معاویہ بن عمّار نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جو دوسرے کی طرف سے حج کررہا ہے کیا یہی حج بدل اسکے اپنے حجۃ الاسلام (پہلا حج جو فرض ہے) کیلئے بھی کافی ہوگا؟ آپؑ نے فرمایا کہ ہاں (جب تک وہ خود مستطیع نہیں ہوتا۔)

(۲۸۶۷) علی بن ابی حمزہ نے ابی بصیر سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا کہ اگر کوئی مفلس کسی ایسے شخص کی طرف سے حج بجالائے جس پر حج فرض تھا اور اسکے بعد اگر وہ مفلس خود مستطیع اور دولتمند ہو جائے تو اس پر اپنی طرف سے اور اس طرح ایک ناصبی (دشمن اہلبیت) جب اس کو اہلبیت کی معرفت ہو جائے تو اس پر حج بجالانا واجب ہے خواہ اس سے پہلے حج کیوں نہ کر چکا ہو۔

(۲۸۶۸) سعد بن عبداللہ نے موسیٰ بن حسن سے انہوں نے ابو علی احمد بن محمد بن مطہر سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام ابو محمد (حسن عسکری) علیہ السلام کو خط لکھا کہ میں نے چھ آدمیوں کو ایک سو دینار اور پچاس دینار دیئے تا کہ وہ اس رقم سے حج کریں تو کچھ تو حج کر کے واپس آئے اور کچھ واپس نہ آئے اور جو میرے پاس آئے انہوں نے بیان کیا کہ اس میں سے کچھ دینار خرچ ہو گئے اور کچھ باقی ہیں اور جو دینار باقی رہ گئے وہ مجھے واپس کر رہے ہیں اور جو میرے پاس واپس نہیں آئے میں ان سے جو رقم میں نے دی تھی اسکا حساب مانگ رہا ہوں۔ تو آپؑ نے جواب میں تحریر فرمایا جو تمہارے پاس نہیں آئے ان سے کوئی تعرض نہ کرو اور جو تمہارے پاس آئے اور بقیہ رقم واپس دے رہے ہیں ان سے واپس نہ لو۔ اور تمہارے لئے اسکا اجر و ثواب اللہ تعالیٰ پر ہے۔

(۲۸۶۹) بزنطی نے حضرت امام ابو الحسن علیہ السلام سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جس نے کسی سے حج بدل کرنے کیلئے رقم لی مگر راستہ میں ڈاکہ پڑ گیا تو اب ایک دوسرے شخص نے اسکو حج بدل کیلئے رقم دیدی کیا یہ اس کے لئے جائز ہے؟ آپؑ نے فرمایا یہ اس کیلئے جائز ہے اور یہ حج پہلے اور دوسرے دونوں کے حق میں محسوب ہو گا جب اس کو ایسا شخص مل گیا جو اس کو حج کے خرچ کیلئے رقم دے تو جو کچھ اس نے کیا اس کے علاوہ کچھ کرنا اس کے بس میں نہ تھا۔

(۲۸۷۰) جمیل بن دراج نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق روایت کی ہے کہ جس کے پاس رقم نہیں رہ گئی تھی کہ وہ ایک آدمی کی طرف سے بدل کرتا یا کسی اور شخص نے اسکو حج کرا دیا۔ مگر پھر اسکے بعد اس کے پاس رقم آگئی تو اب اس پر حج لازم ہے؟ آپؑ نے فرمایا وہ ایک حج دونوں کی طرف سے کافی ہو گیا۔

(۲۸۷۱) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ ایک شخص نے حج بدل کیلئے کسی سے رقم لی ہے پھر وہ مر جاتا ہے اور اس رقم میں سے کچھ نہیں چھوڑتا۔ آپؑ نے فرمایا وہ مرنے والے کی طرف سے کافی ہے اور اگر اللہ تعالیٰ کے پاس اس کا کوئی حج ہے تو وہ اسی شخص کے نام لکھ دیا جائے گا جس سے اس نے رقم لی تھی۔

(۲۸۷۲) سعید بن عبداللہ اعرج نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جس نے ابھی کوئی حج نہیں کیا ہے کیا وہ کسی میت کی طرف سے حج کرے؟ آپؑ نے فرمایا ہاں اگر اسکے پاس اتنا مال نہیں ہے جس سے وہ خود حج کرے اور اگر اس کے پاس اتنا مال ہے کہ وہ اپنی طرف سے حج کرے تو اسکے لئے جائز نہیں جب تک کہ

وہ اپنے مال سے حج نہ کرے اور یہی میت کی طرف سے بھی کافی ہوگا خواہ اس میت کے پاس مال رہا ہو یا نہ رہا ہو۔

(۲۸۷۳) حسن بن محبوب نے علی بن رئاب سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے بارے میں روایت کی کہ جس نے کسی آدمی کو حج کا خرچ دیا تاکہ وہ اسکی طرف سے حج ادا کرے اور وہ کوفہ سے حج کیلئے جائے۔ مگر وہ بصرہ سے حج کیلئے گیا۔ آپؑ نے فرمایا کوئی حرج نہیں جب اس نے حج کے پورے مناسک ادا کردیئے تو اسکا حج پورا ہو گیا۔

(۲۸۷۴) ابن محبوب بن ہشام بن سالم سے انہوں نے ابی بصیر سے اور انہوں نے ان امامینؑ میں سے کسی ایک سے روایت کی ہے ایک ایسے شخص کے متعلق کہ جس نے کسی آدمی کو کچھ درہم دیئے کہ وہ اسکی طرف سے حج مفردہ کرے تو کیا اس آدمی کیلئے جائز ہے کہ وہ حج کیلئے عمرہ تمتع بھی کرے۔ آپؑ نے فرمایا کہ ہاں اس نے اسکے کہنے کے برخلاف اس لئے کیا کہ وہ اس سے افضل و بہتر کر دے۔

(۲۸۷۵) اور وہب بن عبداللہ نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ کیا کوئی شخص کسی ناصبی (دشمن اہلبیت) کی طرف سے حج ادا کرے؟ آپؑ نے فرمایا نہیں۔ میں نے عرض کیا اگرچہ وہ میرا باپ ہی کیوں نہ ہو؟ آپؑ نے فرمایا اگر وہ تمہارا باپ ہے تو اس کی طرف سے حج کر لو۔

(۲۸۷۶) اور روایت کی گئی ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ایک شخص کو تیس (۳۰) دینار دیئے اور فرمایا کہ تم اسماعیل کی طرف سے حج کرو اور یہ کرو یہ کرو (یعنی پورے مناسک حج گنوا دیئے) اور تمہیں اسکا ثواب نو حصہ ملے گا اور اسماعیل کو ایک حصہ ملے گا۔

(۲۸۷۷) ابان بن عثمان نے یحییٰ ازرق سے انہوں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ جو شخص کسی آدمی کی طرف سے حج کریگا تو اس حج میں دونوں شریک رہیں گے۔ اور جب وہ طواف ادا کرے گا تو شرکت ختم ہو جائے گی اب اسکے بعد وہ جو بھی عمل کرے گا وہ اس حاجی کا ہوگا۔

(۲۸۷۸) اور آنجناب علیہ السلام نے فرمایا ایک ایسے شخص کے متعلق کہ جس نے کسی آدمی کو رقم دی کہ وہ اسکی طرف سے حج ادا کرے مگر وہ اسکی طرف سے کرنے کے بجائے اپنی طرف سے بجا لایا۔ آپؑ نے فرمایا کہ یہ حج اسکی طرف سے محسوب ہوگا جس نے رقم دی ہے۔

اور کوئی حرج نہیں اگر ایک عورت دوسری عورت کی طرف سے حج کرے۔ اور عورت مرد کی طرف سے حج کرے اور مرد عورت کی طرف سے حج کرے اور مرد دوسرے مرد کی طرف سے حج کرے۔

اور کوئی حرج نہیں ایک صرورہ (جس نے کوئی حج نہ کیا ہو) دوسرے صرورہ کی طرف سے حج کرے یا صرورہ ایسے شخص کی طرف سے حج کرے جو حج کر چکا ہو۔

(۲۸۷۹) حریز نے محمد بن مسلم سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ وہ شخص جس نے کبھی حج نہ کیا ہو وہ مال زکوٰۃ سے حج کرلے؟ آپؑ نے فرمایا کہ ہاں۔

(۲۸۸۰) اور معاویہ بن عمار کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک شخص بغرض تجارت مکہ آگیا یا اس کے پاس اونٹ ہیں وہ کرایہ پر چلاتا ہے (اگر وہ حج کرے) تو اسکا حج ناقص ہوگا یا پورا ہوگا۔ آپؑ نے فرمایا نہیں بلکہ پورا ہوگا۔

باب : جمّال اور مزدور کا حج

(۲۸۸۱) معاویہ بن عمار سے روایت ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ جمّال کا حج پورا ہے یا ناقص؟ آپؑ نے فرمایا پورا۔ میں نے عرض کیا کہ اجیر و مزدور کا حج پورا ہے یا ناقص آپؑ نے فرمایا پورا۔

باب : جو شخص مرجائے اور اس پر حجۃ الاسلام (واجب حج) اور نذر کا حج باقی ہو۔

(۲۸۸۲) حسن بن محبوب نے علی بن رئاب سے انہوں نے ضریس کناسی سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جس پر حجۃ الاسلام باقی ہے اور پھر اس نے نذر شکر بھی مان لی کہ وہ اپنے ساتھ کسی کو حج کیلئے مکہ لے جائیگا مگر وہ حجۃ الاسلام ادا کرنے سے پہلے اور اپنی نذر پوری کرنے سے پہلے مرگیا۔ آپؑ نے فرمایا کہ اگر اس نے مال چھوڑا ہے تو اسکے پورے مال میں سے اسکی طرف سے حجۃ الاسلام کرایا جائیگا۔ اس کے مال کے ایک تہائی حصہ میں سے اتنا نکال لیا جائے گا جس سے ایک آدمی حج کرسکے اسکی نذر پوری کرنے کیلئے۔ اور اگر اس نے صرف اتنا مال ہی چھوڑا ہے کہ جس سے اسکی طرف سے حجۃ الاسلام بجا لایا جائے تو اسکے مشترکہ مال سے حج کرایا جائیگا۔ اور اسکا ولی و وارث اسکی طرف سے نذر کا حج ادا کرے گا اس لئے کہ یہ مثل قرض کے ہے۔

باب : معرفت امام سے پہلے کئے ہوئے حج کے متعلق جو حکم آیا ہے

(۲۸۸۳) عمر بن اذینہ سے روایت ہے کہ اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عریضہ لکھا اور آنجنابؑ سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جس نے اس وقت حج کیا جب اسکو امام کی معرفت نہ تھی اور نہیں جانتا تھا کہ یہ امر امامت کس کے پاس ہے۔ پھر اللہ نے اسکو امام کی اور دین کی معرفت عطا کرکے اس پر احسان کیا اب کیا اس پر حجۃ الاسلام کرنا لازم ہے آپؑ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو فرض تھا وہ تو ادا ہوگیا مگر حج مجھ کو بہت پسند ہے۔

(۲۸۸۴) ابو عبداللہ خراسانی سے روایت کی گئی ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت ابو جعفر ثانی امام علی النقی علیہ السلام سے عرض کیا کہ میں نے ایک حج اس وقت کیا جب آپ کے مخالفین سے تھا اور اب جبکہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو آپ لوگوں کی معرفت عطا کی ہے تو یہ حج کر رہا ہوں اور مجھے علم ہے کہ جس اعتقاد پر میں پہلے تھا وہ باطل تھا۔ تو اب میرے حج کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے؟ فرمایا تم اس وقت کے حج کو اپنا حجۃ الاسلام قرار دیدو اور اس پچھلے حج کو حج مستحب، نافلہ قرار دیدو۔

باب : دوران سفر حج کرنے والے کے متعلق احکام

(۲۸۸۵) معاویہ بن عمار کی روایت ہے اسکے بیان کو ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک شخص یمن وغیرہ کا ارادہ کرکے مکہ کے راستہ سے گزرا اور دیکھا کہ کچھ لوگ حج کیلئے جارہے ہیں تو یہ بھی ان لوگوں کے ساتھ حج وغیرہ کیلئے ہو گیا۔ تو کیا اسکا یہ حج اسکے حجۃ الاسلام کیلئے کافی ہوگا۔ آپ نے فرمایا ہاں۔

(۲۸۸۶) حریز نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ جب بھی کسی غلام سے جو احرام باندھے ہوئے ہے بحالت احرام میں کوئی غلطی سرزد ہو جائے تو اگر اس کے مالک نے اسکو احرام کا اذن دیدیا تھا تو اسکا کفارہ اسکے مالک پر ہے۔

(۲۸۸۷) حسن بن محبوب نے فضل بن یونس سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام سے دریافت کیا اور عرض کیا کہ میرے پاس بہت سی کنیزیں ہوتی ہیں جبکہ مکہ مکرمہ میں ہوتا ہوں تو کیا میں انہیں یوم ترویہ (۸ ذی الحجہ) اجازت دوں کہ وہ حج کیلئے احرام باندھیں اور میں انکے ساتھ جاؤں تاکہ وہ حج کے سارے مناسک ادا کریں یا میں مکہ ہی میں انہیں چھوڑ دوں کہ وہ جاکر اپنے مناسک ادا کریں تو آپؑ نے فرمایا اگر تم ان سب کے ساتھ چلے جاؤ تو یہ افضل و بہتر ہے اور اگر تم ان کو کسی قابل بھروسہ شخص کے ساتھ چھوڑ دو تو بھی کوئی حرج نہیں ہے۔ مگر مملوک جب تک آزاد نہ کر دیا جائے اس پر نہ حج ہے اور نہ عمرہ۔

(۲۸۸۸) مسمع بن عبدالملک نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے ارشاد فرمایا اگر کوئی غلام دس (۱۰) حج بھی کئے ہوئے ہو مگر جب آزاد ہوگا اور مستطیع ہو جائیگا تو اس پر حجۃ الاسلام واجب ہے۔

(۲۸۸۹) اور نضر کی روایت میں ہے جو اس نے عبداللہ بن سنان سے اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ کوئی غلام اگر اپنی غلامی کے عالم میں حج کرے اور آزاد ہونے سے پہلے مرجائے تو وہی حج اسکے لئے کافی ہے اور اگر آزاد ہو جائے تو اس پر حج فرض ہے۔

(۲۸۹۰) اسحاق بن عمار سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت ابو ابراہیم علیہ السلام سے عرض

کیا کہ ایک شخص کی ایک ام ولد ہے اس نے اسکو حج کرا دیا ہے کیا ام ولد کے لئے یہ حجتہ الاسلام کیلئے کافی ہے؟ آپؑ نے فرمایا نہیں میں نے عرض کیا پھر اس ام ولد کو اس حج میں سے ثواب ملے گا آپؑ نے فرمایا ہاں۔

باب : وہ غلام جو عرفہ کی شام کو آزاد ہو جائے وہ حجتہ الاسلام سے مستغنی ہے

(۲۸۹۲) حسن بن محبوب نے شہاب سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق روایت کی ہے جس نے اپنے غلام کو عرفہ کی شام میں آزاد کر دیا آپ نے فرمایا وہ غلام حجتہ الاسلام سے مستغنی ہے اور اس کے مالک کو دو ثواب ملیں گے ایک آزاد کرنے کا ثواب دوسرے اسکے حج کا ثواب۔

(۲۸۹۳) معاویہ بن عمار سے روایت کی گئی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک غلام عرفہ کے دن آزاد ہوا۔ آپؑ نے فرمایا اگر اس غلام کو (موقف عرفات اور موقف مشعرالحرام) دونوں موقفوں میں سے کوئی موقف بھی مل گیا تو اس نے حج کو پالیا۔

باب : بچوں کا حج

(۲۸۹۳) زرارہ نے امامین علیہما السلام میں سے کسی ایک سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا جب کوئی شخص اپنے لڑکے کے ساتھ حج کرے اور لڑکا کمسن ہو تو اس سے کہے کہ تلبیہ کہو اور حج کی نیت کرو اور اگر وہ اچھی طرح تلبیہ نہیں کہہ پاتا تو وہ اس کی طرف سے تلبیہ کہے اور اس کو ساتھ لیکر طواف کرے اور اس کی طرف سے نماز پڑھے۔ میں نے عرض کیا۔ اگر ان لوگوں کے پاس جانور نہ ہو کہ اس بچے کی طرف سے قربانی کریں، آپؑ نے فرمایا (اس صورت میں) بچوں کی طرف سے قربانی کریں اور بڑے روزہ رکھیں اور بچے ان تمام چیزوں سے پرہیز کریں جس طرح ایک محرم کپڑے اور خوشبو (وغیرہ) سے پرہیز کرتا ہے اور اگر بچے نے کوئی شکار مارا ہے تو اس کا کفارہ اس کے باپ پر ہے۔

(۲۸۹۴) ادیم کے بھائی ایوب سے روایت کی گئی ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ بچوں کو کس جگہ سے احرام بندھوایا جائے؟ تو آپؑ نے فرمایا میرے پدر بزرگوار بچوں کو مقام فخ (معروف کنواں جو مکہ سے ایک فرسخ کے فاصلے پر ہے) سے احرام بندھواتے تھے۔

(۲۸۹۵) اور یونس بن یعقوب نے اپنے والد سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ میرے ساتھ چند چھوٹے بچے ہیں میں ڈرتا ہوں کہ کہیں انہیں سردی نہ لگ جائے اس لئے ان کو کہاں سے احرام بندھوایا جائے۔ آپؑ نے فرمایا ان سب کو لیکر عرج (مکہ اور مدینہ کے درمیان ایک گھاٹی) آؤ وہاں سے احرام باندھیں اس لئے جب تم عرج آ گئے تو تہامہ (اطراف مکہ میں وہ حد جس میں احرام کے بغیر داخل نہیں

ہوسکتے) میں داخل ہوجاؤ گے۔ پھر فرمایا اور اگر پھر بھی تمہیں ان کے متعلق ڈر ہے تو پھر انہیں فخہ لیکر آؤ۔

(۲۸۹۶) معاویہ بن عمار نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا دیکھو تم لوگوں کے ساتھ جو بچے ہیں انہیں فخہ یا بطن مر (شام کے راستے میں مکہ سے قریب ایک موضع) لے جاؤ اور وہاں ان سے وہی عمل کراؤ جو احرام باندھنے والے کرتے ہیں۔ پھر ان کو ساتھ لیکر طواف کیا جائے ان کی طرف سے جمرات کو کنکریاں ماری جائیں۔ اور ان میں سے جس کے پاس قربانی کا جانور نہ ہو تو اس کی طرف سے اس کا ولی روزہ رکھے۔ اور حضرت علی ابن الحسین علیہ السلام بچے کے ہاتھ میں چھری دیتے اور اس بچے کا ہاتھ کوئی مرد پکڑتا اور قربانی کا جانور ذبح کرتا۔

(۲۸۹۷) اور سماعہ نے آپ جنابؑ سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جس نے اپنے غلاموں کو حکم دیا کہ وہ حج تمتع بجالائیں۔ آپؑ نے فرمایا پھر اس پر لازم ہے کہ ان غلاموں کی طرف سے قربانی کا جانور بھی ذبح کرے۔ میں نے عرض کیا مگر اس شخص نے ان غلاموں کو اس کے لئے کچھ درہم دیئے تو ان میں سے بعض نے تو قربانی کی اور بعض نے وہ درہم بچالیے اور روزہ رکھ لیا آپؑ نے فرمایا پھر یہ ان غلاموں کی طرف سے کافی ہے۔ اور اس کو اختیار ہے کہ ان بچائے ہوئے درہموں کو ان سے واپس لے لے یا چھوڑ دے۔ راوی کا بیان ہے کہ آپؑ نے ارشاد فرمایا کہ اگر وہ ان غلاموں کو روزہ رکھنے کا حکم دیتا تو یہ بھی ان کے لئے کافی تھا۔

(۲۸۹۸) اور صفوان نے اسحٰق بن عمار سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام سے دریافت کیا کہ کیا بارہ برس کا لڑکا حج کرے تو آپؑ نے فرمایا اگر اس کو احتلام ہوتا ہے تو اس پر حجۃ الاسلام لازم ہے اور اسی طرح لڑکی اگر اس کو حیض آتا ہے تو اس پر حج لازم ہے۔

(۲۸۹۹) علی بن مہزیار سے اور انہوں نے محمد بن فضیل سے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت ابو جعفر ثانی سے بچے کے متعلق دریافت کیا کہ وہ کب حج کرے تو آپؑ نے فرمایا کہ جب اس کے دانت ٹوٹ جائیں۔

(۲۹۰۰) ابان نے حکم سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا وہ فرما رہے تھے کہ جب کوئی لڑکا حج کرے تو بڑے ہونے تک اس کا یہ حجۃ الاسلام ہے اور کوئی غلام حج کرے تو آزاد ہونے تک اس کا یہ حجۃ الاسلام ہے۔

باب : جو آدمی قرض لیکر حج کرتا ہے نیز مقروض پر حج کا واجب ہونا

(۲۹۰۱) یعقوب بن شعیب سے روایت کی گئی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص حجۃ الاسلام کر چکا ہے پھر بھی وہ قرض لیکر حج کرتا ہے۔ آپؑ نے فرمایا ہاں ان شاء اللہ تعالیٰ اس کے قرض کو اللہ ادا کرے گا۔

(۲۹۰۲) عبدالملک بن عتبہ سے روایت کی گئی ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام ابو الحسن علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا کہ جو مقروض تھا اس کے بعد بھی وہ قرض لیکر حج کرتا ہے۔آپؑ نے فرمایا اگر اس کے لئے آمدنی کی کوئی صورت ہے تو کوئی ہرج نہیں ہے۔

(۲۹۰۳) موسیٰ بن بکر نے آنجناب علیہ السلام سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے عرض کیا کہ کیا ایک شخص قرض لیکر حج کرے جبکہ اس کے متروکات میں اتنا ہے کہ اگر اس کو کوئی حادثہ ہوجائے تو اس کی طرف سے اس کا قرض ادا کر دیا جائے؟ آپؑ نے فرمایا ہاں۔

(۲۹۰۴) ابی ھمام سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک شخص کے اوپر کسی کا قرض ہے اور اسے (سالانہ) یافت ہوتی ہے کیا وہ اس سے قرض ادا کرے یا حج کرے؟ فرمایا کچھ سے قرض ادا کرے اور کچھ سے حج کرے۔میں نے عرض کیا مگر اسے تو حج کے خرچ کے بقدر ہی یافت ہوتی ہے آپؑ نے فرمایا پھر وہ ایک سال قرض ادا کرے اور ایک سال حج کو جائے۔میں نے عرض کیا مگر یہ رقم تو اس کو بادشاہ وقت سے عطا ہوتی ہے؟ آپؑ نے فرمایا تم لوگوں کے لئے کوئی حرج نہیں ہے۔

(۲۹۰۵) اور ایک شخص نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا اور یہ کہا کہ میں ایک مقروض شخص ہوں کیا مزید قرض لوں اور حج کروں؟ آپؑ نے فرمایا ہاں وہ سب سے زیادہ قرض کا ادا کرنے والا ہے۔

(۲۹۰۶) ابن محبوب نے ابان سے انہوں نے حسن بن زیاد عطّار سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ مجھ پر بہت سے لوگوں کے قرض ہیں اب مجھے کچھ دراہم ہاتھ آئے ہیں اگر میں سارے قرض خواہوں میں تقسیم کردوں تو بھی پورا نہیں پڑے گا اب میں کیا کروں قرض خواہوں میں تقسیم کروں یا حج کرلوں؟ آپؑ نے فرمایا تم اس سے حج کرو اور اللہ پر چھوڑ دو کہ وہ ان شاء اللہ تعالیٰ تمہارا قرض ادا کرادے گا۔

باب : وہ عورت جس کا شوہر اس کو حجۃ الاسلام یا حج مستحب سے روکتا ہے

(۲۹۰۷) ابان نے زرارہ سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے ایک ایسی عورت کے متعلق دریافت کیا جس نے ابھی کوئی حج نہیں کیا مگر اس کا شوہر اس کو حج کی اجازت نہیں دیتا؟ آپؑ نے فرمایا اگر شوہر اجازت نہ دے تب بھی وہ حج کرے۔

(۲۹۰۸) عبدالرحمٰن بن عبداللہ کی روایت میں ہے جسے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا عورت (نے اگر اس سے پہلے کوئی حج نہیں کیا ہے تو) حج کرے خواہ اس کے شوہر کی مرضی کے خلاف ہو۔

(۲۹۰۹) اسحاق بن عمّار نے حضرت ابو ابراہیم علیہ السلام سے روایت کی اس کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام

سے ایک ایسی عورت کے متعلق دریافت کیا جو دولتمند اور خوشحال ہے اس نے حجۃ الاسلام (پہلا حج واجب) کر لیا ہے اب وہ اپنے شوہر سے کہتی ہے کہ مجھے دوسری مرتبہ حج کراؤ تو کیا شوہر کو یہ حق ہے کہ وہ اسے منع کر دے؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں (اپنی زوجہ سے) یہ کہکر کہ اس معاملہ میں جو تیرا حق مجھ پر ہے اس سے زیادہ میرا حق تجھ پر ہے۔

باب : عورت کا حج کسی غیر محرم یا غیر ولی کے ساتھ

(۲۹۱۰) معاویہ بن عمار سے روایت کی گئی اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسی عورت کے متعلق دریافت کیا جو (حج کے لئے) بغیر ولی مکہ گئی۔ آپ نے فرمایا کوئی حرج نہیں وہ باوثوق لوگوں کے ساتھ جائے۔

(۲۹۱۱) اور ھشام کی روایت میں ہے انہوں نے سلیمان بن خالد سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسی عورت کے متعلق روایت کی ہے کہ جو حج کا ارادہ رکھتی ہے مگر اس کے ساتھ کوئی محرم نہیں ہے کیا اس کے لئے حج کرنا درست ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں اگر وہ ہر طرح خود کو محفوظ و مامون سمجھتی ہے۔

(۲۹۱۲) اور بزنطی نے صفوان جمّال سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ آپ تو میرا پیشہ جانتے ہی ہیں چنانچہ ایک عورت میرے پاس آئی ہے جس کو میں جانتا ہوں کہ وہ مسلمان ہے آپ لوگوں سے محبت رکھتی ہے آپ لوگوں کو اپنا ولی مانتی ہے مگر اس کے ساتھ کوئی محرم نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا جب کوئی ایسی مسلمان عورت آئے تو اس کو حج کے لئے سواری پر بٹھالو اس لئے کہ مرد مومن زن مومنہ کا محرم ہوتا ہے۔ پھر آپ نے اس آیت کی تین مرتبہ تلاوت فرمائی المومنون و المومنات بعضھم اولیاء بعض (سورہ توبہ آیت نمبر ۷۱)۔ (مومنین و مومنات ایک دوسرے کے ولی ہوتے ہیں۔)

باب : عدہ کے زمانہ میں عورت کا حج کرنا

(۲۹۱۳) علاء نے محمد بن مسلم سے اور انہوں نے ان امامین علیہما السلام میں سے کسی ایک سے روایت کی ہے کہ مطلقہ عورت اپنے زمانہ عدت میں حج کر سکتی ہے۔

(۲۹۱۴) ابن بکیر نے زرارہ سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسی عورت کے متعلق دریافت کیا جس کا شوہر وفات پا گیا ہے کیا وہ زمانہ عدت میں حج کر سکتی ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں۔

باب : کسی حاجی کا راستہ میں مرجانا

(۲۹۱۵) علی بن رئاب نے ضریس سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق روایت کی ہے کہ جو حجتہ الاسلام کے لئے نکلا اور راستہ میں مرگیا۔ آپ نے فرمایا اگر وہ حرم میں مرا ہے تو یہ اس کو حجتہ الاسلام سے مستغنی کر دیگا۔ اور اگر حدود حرم کے باہر کہیں اور مرا ہے تو اس کا ولی اس کے حجتہ الاسلام کی قضا کرے گا۔

(۲۹۱۶) علی بن رئاب نے برید عجلی سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص حج کے لئے نکلا اس کے ساتھ اس کا اونٹ اس کا خرچ اور اس کا زاد سفر سب تھا مگر وہ راستہ ہی میں مرگیا۔ آپؑ نے فرمایا اگر اس نے ابھی کوئی حج نہیں کیا تھا اور حرم میں پہنچ کر مرگیا تو اس کی طرف سے یہ حجتہ الاسلام کے لئے کافی ہے۔ اور اگر اس نے ابھی کوئی حج نہیں کیا تھا اور حرم میں داخل ہونے سے پہلے مرگیا تو اس کا اونٹ اس کا زاد راہ اور اس کا خرچ اور جو کچھ اس کے پاس ہے وہ حجتہ الاسلام میں صرف ہوگا اور اگر اس میں سے کچھ باقی بچ گیا اور اگر اس پر کوئی قرض نہیں ہے تو وہ اس کے وارث کا ہوگا۔ میں نے عرض کیا اور اگر اس کا یہ حج مستحب تھا تو اس کے متعلق آپ کی رائے کیا ہے کہ وہ راستہ میں حرم میں داخل ہونے سے پہلے مرگیا تو اس کا اونٹ اس کا زاد سفر اس کا خرچ اور جو کچھ اس کے ساتھ تھا وہ کس کا ہے۔ آپؑ نے فرمایا کہ ایسی صورت میں جو کچھ اس نے چھوڑا ہے وہ سب اس کے وارث کا ہے مگر یہ کہ اس پر قرض ہو تو اس سے اس کا قرض ادا کیا جائے گا۔ یا یہ کہ اس نے کسی کے حق میں وصیت کی ہو تو اس کو اس کے ترکہ کے صرف ایک تہائی کے اندر سے دیا جائے گا۔

باب : میت کی طرف سے حجتہ الاسلام کس مال سے ادا کیا جائے خواہ وصیت کرے یا نہ کرے

(۲۹۱۷) ہارون بن حمزہ غنوی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق روایت کی ہے کہ جس نے ابھی حجتہ الاسلام نہیں کیا تھا کہ مرگیا اور اس نے صرف اتنا ہی مال چھوڑا جو حج کے اخراجات کے بقدر ہو اور اس کے بہت سے ورثا ہیں۔ آپؑ نے فرمایا کہ اس کے ورثا میراث کے سب سے زیادہ مستحق ہیں۔ اب وہ ورثا چاہیں تو وہ مال خود کھائیں یا مرنے والے کی طرف سے حج کا فریضہ ادا کرائیں۔

(۲۹۱۸) حارث غالیچہ فروش سے روایت ہے کہ اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا کہ جس نے حج کے لئے وصیت کی ہے آپؑ نے فرمایا اگر اس نے ابھی تک کوئی حج نہیں کیا تھا تو یہ حج اس کے پورے مال میں سے ہوگا اس لئے کہ یہ اس پر قرض ہے اور اگر وہ کوئی حج کر چکا تھا تو پھر یہ حج اس کے ایک تہائی

مال سے ہوگا۔

(۲۹۱۹) حارث بن مغیرہ سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ میری بیٹی نے حج کے لئے وصیت کی ہے اور اس نے کوئی حج نہیں کیا تھا؟ آپ نے فرمایا پھر تم اس کی طرف سے حج کرو یہ تمہارے اور اس کے لئے باعث ثواب ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا کہ میری ماں کا انتقال ہوگیا اس نے کوئی حج نہیں کیا تھا؟ آپ نے فرمایا تم اس کی طرف سے حج کرو یہ تمہارے اور اس کے دونوں کے لئے باعث ثواب ہے۔

(۲۹۲۰) معاویہ بن عمار سے روایت کی گئی ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسی عورت کے متعلق دریافت کیا جس نے اپنے مال سے صدقہ و حج و غلام آزاد کرانے کی وصیت کی۔ آپ نے فرمایا پہلے حج کراؤ اس لئے کہ یہ فریضہ ہے اس کے بعد اگر کچھ باقی رہ جائے تو اس میں سے ایک حصہ صدقہ دے دو اور ایک حصہ سے غلام آزاد کراؤ۔

(۲۹۲۱) بشیر نبال سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ میری والدہ کا انتقال ہوگیا انہوں نے کوئی حج نہیں کیا تھا۔ آپ نے فرمایا اس کی طرف سے مرد یا عورت کوئی بھی حج کرے۔ اس کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا مگر آپ کے نزدیک بہتر کیا ہے؟ آپ نے فرمایا میرے نزدیک بہتر ہے کہ کوئی مرد حج کرے۔

(۲۹۲۲) عاصم بن حمید سے روایت کی گئی ہے کہ انہوں نے محمد بن مسلم سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جو مرگیا اس نے ابھی تک کوئی حج نہیں کیا تھا اور اس نے اس کے لئے کوئی وصیت بھی نہیں کی کیا اس کی طرف سے حج کی قضا کی جائے؟ آپ نے فرمایا ہاں۔

باب : ایک آدمی نے حج کی وصیت کی مگر اس کے وصی نے غلام آزاد کرادیا

(۲۹۲۳) ابن مسکان نے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ بیان کیا مجھ سے ابو سعید نے روایت کرتے ہوئے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہ آنجناب سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا گیا جس نے حج کے لئے وصیت کی مگر اس کے وصی نے حج کے بدلے ایک غلام آزاد کرادیا۔ آپ نے فرمایا یہ نقصان اس کا وصی برداشت کرے اور اس کی وصیت کے مطابق اس کا مال حج میں صرف کرے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ فمن بدله بعد ما سمعه فانما اثمه علی الذین یبدلونه (سورہ بقرہ آیت نمبر ۱۸۱) (جو شخص وصیت سننے کے بعد اس میں تبدیلی کرے تو اس کا گناہ ان ہی لوگوں پر ہے جو اس میں تبدیلی کریں۔)

باب : جب ام ولد مرجائے تو اس کی طرف سے حج

(۲۹۲۴) ابن فضال نے یونس بن یعقوب سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے ایک شخص کو حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں بھیجا اور یہ پوچھا کہ ایک عورت کی ماں ام ولد تھی وہ مرگئی اب یہ عورت چاہتی ہے کہ اس کی طرف سے حج کرے۔ آپ نے فرمایا کیا مرنے والی اپنی اولاد کی وجہ سے آزاد نہیں ہوئی ہے کہ یہ اس کی طرف سے حج نہ کرے گی۔ (یعنی اس کے مالک کے مرنے کے بعد تاکہ اولاد میراث پائے اور اس کی ماں بھی آزاد ہو جائے)

باب : ایک آدمی کو ایک شخص نے وصیت کی کہ میری طرف سے تین آدمیوں کو حج کرادے تو کیا وہ آدمی ان تین میں خود کو بھی شامل کر سکتا ہے

(۲۹۲۵) عمرو بن سعید ساباطی نے حضرت امام محمد باقر علیہ کو عریضہ لکھ کر دریافت کیا کہ ایک آدمی کو ایک شخص نے وصیت کی کہ میری طرف سے تین آدمیوں کو حج کرایا جائے تو کیا اب اس آدمی کے لئے یہ جائز ہے کہ وہ ایک حج اپنی ذات کے لئے لے لے؟ تو آنجنابؑ کی طرف سے خود ان کے ہاتھ کی لکھی ہوئی تحریر آئی اور میں نے اس کو پڑھا کہ وہ اس کی طرف سے حج کرے ان شاء اللہ اور اس کے لئے بھی اس کے مثل ثواب ملے گا اور اس کے ثواب میں ان شاء اللہ کوئی کمی نہ ہوگی۔

باب : ایک شخص کسی آدمی سے حج بدل کے لئے رقم لے مگر وہ کافی نہ ہو

(۲۹۲۶) علی بن مہزیار نے محمد بن اسماعیل سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے ایک شخص کو حکم دیا کہ وہ حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام سے دریافت کرے کہ ایک شخص نے ایک آدمی سے حج کرنے کے لئے رقم لی مگر وہ رقم کافی نہیں پڑی تو کیا اس کے لئے یہ مناسب ہے کہ وہ ایک دوسرے آدمی سے دوسرے حج کے لئے رقم لے اور وہ اس کے اخراجات حج میں کشادگی پیدا کردے اس طرح دونوں کی طرف سے حج ہو جائے یا دونوں کو چھوڑ دے اگر ان دونوں میں سے کسی ایک کی رقم کافی نہ ہو۔ تو اس شخص نے آکر بیان کیا کہ آنجنابؑ نے فرمایا کہ میرے نزدیک پسندیدہ و بہتر یہ ہے کہ حج خالص ایک کے لئے ہو اگر رقم حج کے لئے کافی نہ ہو تو اس سے نہ لے۔

باب : وصیت حج مگر اس کی رقم حج کے لئے کافی نہ ہو

(۲۹۲۷) ابن مسکان نے ابی بصیر سے اور انہوں نے اس شخص سے جس نے آپ سے سوال کیا اس کا بیان ہے کہ میں نے

دریافت کیا کہ ایک شخص نے حج میں صرف کرنے کے لئے بیس دینار کی وصیت کی ہے آپ نے فرمایا پھر ایک شخص اس کی طرف سے حج کرے اور وہ جہاں تک پہنچ سکے جائے۔

(۲۹۲۸) اور ابراہیم بن مہزیار نے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کو خط لکھا کہ میرے آقا و مولا آپؑ کے ایک مولائی علی بن مہزیار نے یہ وصیت کی ہے کہ ہر سال بیس دینار میں ایک حج اس کی طرف سے اس جائیداد سے کیا جائے جس کی پیداوار کا ایک چوتھائی اس نے آپؑ کے لئے قرار دیا ہے مگر جب سے بصرہ کا راستہ منقطع ہوا ہے لوگوں کے اخراجات بڑھ گئے ہیں اور اب یہ بیس دینار لوگوں کے اخراجات کے لئے کافی نہیں ہوتے۔ اور اسی طرح آپ کے متعدد مولائیوں نے بھی دو دو حجوں کی وصیت کی ہے۔ تو آپؑ نے خط کے جواب میں لکھا کہ تین حجوں کو دو حج بنالو ان شاء اللہ تعالیٰ۔

(۲۹۲۹) اور علی بن محمد حضینی نے آنجنابؑ کو ایک خط لکھا کہ میرے چچازاد بھائی نے وصیت کی ہے کہ ہر سال میری طرف سے پندرہ دینار سے حج کیا جائے مگر یہ پندرہ دینار حج کے لئے کافی نہیں ہیں آپؑ مجھے اس کے متعلق کیا حکم دیتے ہیں؟ تو آپ نے جواب میں تحریر فرمایا کہ دو حج کو ایک حج میں قرار دے لو ان شاء اللہ تعالیٰ بیشک اللہ جانتا ہے کہ کوئی کیوں جارہا ہے۔

باب : کسی کی رکھی ہوئی امانت سے حج کرنا

(۲۹۳۰) سوید قلاء نے ایوب بن حر سے انہوں نے برید عجلی سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے میرے پاس کچھ مال بطور امانت رکھا پھر وہ مرگیا اور اس نے حجۃ الاسلام نہیں کیا تھا اور اس کے لڑکے کے پاس کوئی مال نہیں ہے آپ نے فرمایا اس امانت سے اس کی طرف سے حج کیا جائے اور حج کے خرچ سے جو مال بچے وہ اس کے لڑکوں کو دے دیا جائے۔

باب : ایک شخص مرجائے مگر اس کے لڑکوں کو معلوم نہ ہو کہ اس نے حج کیا تھا یا نہیں

(۲۹۳۱) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص مرگیا اس کا ایک لڑکا ہے مگر اس کو نہیں معلوم کہ اس کے باپ نے حج کیا تھا یا نہیں آپؑ نے فرمایا لڑکا اپنے باپ کی طرف سے حج کرے اگر اس کے باپ نے حج کرلیا تھا تو اس کے نامہ اعمال میں حج مستحب لکھ دیا جائے گا اور لڑکے کے نامہ اعمال میں حج فریضہ لکھ دیا جائے گا۔ اور اگر اس نے حج نہیں کیا تھا تو اس کے نامہ اعمال میں حج فریضہ اور لڑکے کے نامہ اعمال میں حج مستحب لکھا جائے گا۔

باب : باپ کیطرف سے حج تمتع کرنے والا

(۲۹۳۲) جعفر بن بشیر نے علاء سے انہوں نے محمد بن مسلم سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جو اپنے باپ کی طرف سے حج کر رہا ہے کیا وہ تمتع کرے؟ آپ نے فرمایا ہاں تمتع اس کے لئے ہوگا اور حج اس کے باپ کے لئے ہوگا۔

باب : حج کو تاخیر میں ڈالنا

(۲۹۳۳) محمد بن فضیل سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے متعلق دریافت کیا و من کان فی هذه اعمی فهو فی الآخرة اعمی و اضل سبیلا (سورہ اسراء آیت نمبر ۷۲) (جو شخص اس دنیا میں جان بوجھ کر اندھا بنا رہا وہ آخرت میں بھی اندھا ہی رہے گا اور نجات کے راستہ سے بہت دور بھٹکا ہوا ہوگا) آپ نے فرمایا یہ آیت اس شخص کے لئے نازل ہوئی ہے جو حجۃ الاسلام (پہلا حج) کرنے میں تاخیر کرتا ہے جبکہ اس کے پاس وہ تمام وسائل ہیں جن سے وہ حج کر سکے اور یہ کہتا رہے کہ اس سال کروں گا اس سال حج کروں گا اور حج کرنے سے پہلے ہی مرجائے۔

(۲۹۳۴) معاویہ بن عمار سے روایت کی گئی ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آنجناب سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جس کے پاس مال و دولت سب کچھ موجود تھا مگر اس نے قطعی کوئی حج نہیں کیا۔ آپ نے فرمایا یہ ان لوگوں میں سے ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ کا ارشاد و نحشره یوم القیامة اعمی (سورہ طٰہٰ آیت نمبر ۱۲۴) (ہم اس کو قیامت کے دن اندھا بنا کر اٹھائیں گے۔) میں نے عرض کیا سبحان اللہ اندھا؟ آپ نے فرمایا اللہ نے اس کو خیر کے راستے سے اندھا کر دیا ہے۔

(۲۹۳۵) صفوان بن یحییٰ نے ذریح محاربی سے اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا جو شخص مرجائے اور حجۃ الاسلام نہ کرے جسے نہ کوئی ایسی حاجت مانع تھی جس کی وجہ سے وہ مجبور تھا نہ کوئی ایسا مرض تھا جس کی وجہ سے اس میں حج کرنے کی طاقت نہ تھی نہ حاکم وقت کی طرف سے کوئی پابندی تھی تو وہ یہودی یا نصرانی ہو کر مرا (یعنی اس کا حشر ان لوگوں کے ساتھ ہوگا)۔

(۲۹۳۶) علی بن ابی حمزہ نے آنجناب علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ وہ شخص جو ان تمام چیزوں پر قادر ہو جس سے حج کیا جاسکتا ہے اور وہ حج کو ٹالتا رہے اور اس کی کوئی ایسی مشغولیت بھی نہ ہو جس کی وجہ سے اللہ اس کی معذرت قبول کرے یہاں تک کہ اس کو ایسی حالت میں موت آجائے تو اس نے شرائع اسلام میں سے ایک شریعت کو ضائع کر دیا۔

باب : حج کے مہینوں میں عمرہ

(۲۹۳۷) سماعہ بن مہران نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ جو شخص ماہ شوال میں حج کے ارادے سے عمرہ کرے اور اس کی نیت یہ ہو کہ وہ عمرہ کے بعد اپنے شہر واپس چلا جائے گا تو اس میں کوئی حرج نہیں اور اگر وہ حج تک وہیں مقیم رہے تو یہ اس کا عمرہ تمتع ہوگا اس لئے کہ حج کے مہینے شوال و ذی القعدہ و ذی الحج ہیں۔ جو شخص ان مہینوں میں عمرہ کرے اور حج تک وہاں مقیم رہے تو یہ اس کا حج تمتع ہوگا اور جو شخص عمرہ کے بعد اپنے شہر واپس آجائے اور حج تک وہاں قیام نہ کرے تو یہ اس کا عمرہ ہوگا۔ اور اگر کوئی شخص ماہ رمضان یا اس سے پہلے عمرہ کرے اور حج تک وہیں قیام کرے تو اس کا یہ عمرہ تمتع نہیں ہے اور یہ مجاور ہے اور اس نے عمرہ مفردہ کیا ہے۔ اگر وہ چاہتا ہے کہ حج کے مہینوں میں حج کے لئے عمرہ تمتع کرے تو مکہ سے نکل کر ذات عرق (ایک جگہ جو اول تہامہ اور آخر عقیق پر واقع ہے اور مکہ سے دو مرحلہ پر ہے) یا عسفان (مکہ و مدینہ کے درمیان ایک جگہ) چلا جائے اور وہاں سے حج کے لئے عمرہ تمتع کی نیت سے داخل ہو۔ اور اگر وہ حج مفردہ کرنا چاہتا ہے تو جعرانہ (مکہ اور طائف کے درمیان ایک جگہ) جائے اور وہاں سے احرام باندھے۔

(۲۹۳۸) عمر بن یزید نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا جو شخص عمرہ مفردہ کر رہا ہے تو وہ جب چاہے اپنے اہل و عیال کی طرف مکہ سے نکل جائے مگر یہ کہ ۸ ذی الحجہ کو حاجیوں کا یوم خروج اس کو مل جائے۔

(۲۹۳۹) اور عبدالرحمن بن ابی عبداللہ کی روایت میں ہے جو انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ ذی الحجہ کے پہلے عشرہ میں عمرہ، عمرہ تمتع ہے۔

(۲۹۴۰) معاویہ بن عمار نے روایت کی اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے حج مفردہ کیا تو کیا اس پر لازم ہے کہ حج کے بعد عمرہ بجالائے؟ آپؑ نے فرمایا ہاں اگر سر کا منڈوانا ممکن ہو تو بہتر ہے۔

(۲۹۴۱) مفضل بن صالح نے ابی بصیر سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ عمرہ مفروضہ حج کے مانند ہے پس اگر کسی نے عمرہ تمتع ادا کرلیا تو گویا اس نے عمرہ مفروضہ ادا کرلیا۔

(۲۹۴۲) اور عبداللہ بن سنان نے آنجناب علیہ السلام سے ایک غلام کے متعلق دریافت کیا کہ وہ دوپہر میں مویشی چرایا کرتا ہے اس کی منشاء ہے کہ عمرہ کرکے مکہ سے نکل آئے گا۔ آپؑ نے فرمایا اگر وہ ذی القعدہ میں عمرہ کر رہا ہے تو بہتر ہے اور اگر وہ ذی الحج میں کر رہا ہے تو بغیر حج کئے نکل آنا درست نہیں۔

(۲۹۴۳) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین عمرے متفرق طور پر کئے اور سب کے سب ذی قعدہ میں کئے ایک

عمرہ جس کا احرام آپ نے عسفان سے باندھا اور وہی عمرہ حدیبیہ ہے دوسرے عمرہ قضاء جس کا احرام آپ نے جحفہ سے باندھا اور تیسرا عمرہ جس کا احرام آپ نے جعرانہ سے باندھا غزوہ حنین سے طائف سے واپسی کے بعد۔

باب : عمرہ متبولہ (مفردہ) کا احرام اور اس سے محل ہونا اور اس کے مناسک

(۲۹۴۴) معاویہ بن عمار نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ نے فرمایا اگر بغیر تمتع عمرہ کرنے والا مکہ میں داخل ہو تو خانہ کعبہ کا طواف کرے دو رکعت نماز مقام ابراہیم کے نزدیک پڑھے اور صفا و مروہ کے درمیان سعی کرے پھر اگر چاہے تو اپنے اہل سے ملحق ہو جائے۔

(۲۹۴۵) اور ان ہی جناب علیہ السلام سے روایت کی گئی ہے کہ آپ نے فرمایا جو شخص عمرہ میں قربانی کا اونٹ ساتھ لائے تو وہ سر منڈوانے سے پہلے اس کو نحر کردے اور جو شخص عمرہ کر رہا ہو اور قربانی کے لئے اونٹ اپنے ساتھ لائے تو وہ اپنے اونٹ کو نحر کرنے کی جگہ نحر کردے اور وہ صفا و مروہ کے درمیان باب حناطین کے پاس ایک جگہ ہے جس کا نام حزورہ ہے۔

(۲۹۴۶) علی بن رئاب نے مسمع بن عبدالملک سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک ایسے شخص کے متعلق جو عمرہ مفردہ کرتا ہے پھر خانہ کعبہ کا طواف مفروضہ کرتا ہے پھر صفا و مروہ کے درمیان سعی کرنے سے پہلے اپنی عورت سے مجامعت کر لیتا ہے آپ نے فرمایا اس کا عمرہ فاسد ہو گیا اس پر لازم ہے کہ ایک اونٹ نحر کرے اور مکہ میں قیام کرے یہاں تک کہ وہ مہینہ گذر جائے جس میں اس نے عمرہ کیا تھا پھر اسی میقات پر جائے جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مقرر کیا ہے اور وہاں سے احرام باندھے اور عمرہ کرے۔

(۲۹۴۷) علی بن رئاب نے برید عجلی سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ کسی میقات پر چلے جاتے وہاں سے احرام باندھتے اور عمرہ کرتے تھے۔ اور حج کرنے والے کے سوا کسی شخص پر طواف النساء واجب نہیں ہے اور عمرہ مفردہ کرنے والا جب دور حرم کے شروع میں داخل ہو تو تلبیہ منقطع کردے۔

(۲۹۴۸) صفوان بن یحییٰ نے سالم بن فضیل سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ ہم لوگ عمرہ کر رہے ہیں تو اس میں تھوڑے سے بال تراش لیں یا پورا سر منڈوائیں؟ آپ نے فرمایا پورا سر منڈواؤ اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سر منڈوانے والے کے لئے تین بار رحمت کی دعا کی ہے اور تھوڑا بال تراشنے والے کے لئے صرف ایک مرتبہ۔

اور اگر کوئی شخص عمرہ سے محل ہونے لگے اپنے بال تراشے مگر ناخن تراشنا بھول جائے تو یہ اس کے لئے کافی ہے خواہ اس نے عمداً ایسا کیا ہو یا وہ ناواقف ہو اور اس پر کوئی کفارہ نہیں ہے۔

باب : ماہ رمضان و ماہ رجب وغیرہ میں عمرہ

(۲۹۴۹) معاویہ بن عمار نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ سے دریافت کیا گیا کہ کونسا عمرہ افضل ہے رجب میں عمرہ کرنا یا رمضان میں عمرہ کرنا؟ آپ نے فرمایا نہیں بلکہ رجب میں عمرہ افضل ہے۔

(۲۹۵۰) اور عبدالرحمٰن بن حجاج نے ان ہی جناب علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق روایت کی ہے کہ جس نے ایک مہینے میں احرام باندھا اور دوسرے مہینے میں احرام کھولا آپؑ نے فرمایا اس کے نامہ اعمال میں لکھا جائے گا جو اس نے نیت کی تھی نیز فرمایا ان دونوں میں جو افضل ہے وہ لکھا جائے گا۔

(۲۹۵۱) اور عبداللہ بن سنان کی روایت میں ہے جو انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کی ہے کہ جب تم ایسے وقت احرام باندھو جب رجب کا ایک دن اور رات باقی رہ جائے تو تمہارا عمرہ رجبیہ ہوگا۔

باب : مکہ سے عمرہ کے مواقیت اور عمرہ کرنے والا تلبیہ کہاں قطع کرے

(۲۹۵۲) عمر بن یزید نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا جو شخص مکہ سے نکل کر عمرہ کرنا چاہے تو وہ جعرانہ یا حدیبیہ اور ان دونوں کے مثل مقامات سے احرام باندھے۔ اور جو شخص مکہ سے نکل کر عمرہ کرنا چاہے اور پھر عمرہ کے لئے احرام باندھ کر مکہ میں داخل ہو تو جب تک کعبہ پر نظر نہ پڑے تلبیہ منقطع نہ کرے۔

(۲۹۵۳) اور روایت کی گئی ہے کہ جب مسجد الحرام کو دیکھے تو تلبیہ منقطع کردے۔

(۲۹۵۴) نیز روایت کی گئی ہے جب اول حرم میں داخل ہو تو تلبیہ منقطع کردے۔

(۲۹۵۵) اور فضیل کی روایت میں ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا اور عرض کیا کہ میں عمرہ کررہا ہوں تو تلبیہ کہاں منقطع کروں؟ آپ نے فرمایا کہ عقبہ مدنیین کے بالمقابل، میں نے عرض کیا عقبہ مدنیین کہاں ہے فرمایا قصار ین کے بالمقابل۔

(۲۹۵۶) یونس بن یعقوب سے روایت کی گئی ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جو عمرہ مفردہ کررہا ہے آپ نے فرمایا جب تم ذی طویٰ کو دیکھو تو تلبیہ منقطع کردو۔

(۲۹۵۷) اور مرازم کی روایت میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ عمرہ مفردہ کرنے والا جب اس کا اونٹ حرم میں قدم رکھے تو تلبیہ منقطع کردے۔

(۲۹۵۸) اور روایت کی گئی ہے کہ جب مکہ کے مکانات پر نظر پڑے تو تلبیہ منقطع کردے۔

اس کتاب کے مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ یہ تمام حدیثیں صحیح ہیں اور ایک دوسرے سے مختلف نہیں ہیں بلکہ متفق ہیں عمرہ مفردہ کرنے والے کو اختیار ہے وہ ان میقاتوں میں سے جہاں سے چاہے احرام باندھے اور ان مقامات میں سے جس مقام پر چاہے تلبیہ منقطع کردے۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللّٰہ العلی العظیم۔

باب : حج کے مہینے سیاحت کے مہینے اور حرمت کے مہینے

(۲۹۵۹) زرارہ نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے اللہ تعالیٰ کے قول (الحج اشھر معلومات) (سورہ بقرہ آیت نمبر ۱۹۷) (حج کے مہینے سب کو معلوم ہیں) کے متعلق، آپؑ نے فرمایا یہ شوال و ذی قعدہ اور ذی الحجہ ہیں کسی کے لئے یہ جائز نہیں کہ ان مہینوں کے علاوہ دوسرے مہینوں میں حج کے لئے احرام باندھے۔

(۲۹۶۰) اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ عمرہ کے لئے تنہا مہینہ رجب کا ہے۔

(۲۹۶۱) نیز آپؑ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے زمین کا کوئی ٹکڑا ایسا پیدا نہیں کیا جو کعبہ سے زیادہ اس کے نزدیک پسندیدہ و مکرم ہو اور اسی کے لئے اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں چار مہینے محترم قرار دیئے جس دن سے اس نے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کیا ان میں سے پے درپے تین مہینے حج کے لئے اور ایک مہینہ رجب کا عمرہ کے لئے قرار دیا۔

(۲۹۶۲) نیز آنجناب علیہ السلام نے قول خدا (فسیحوا فی الارض اربعة اشھر) (سورہ توبہ آیت ۲) (تم لوگ چار ماہ روئے زمین پر سیر و سیاحت کرتے پھرو) کے متعلق فرمایا کہ ۲۰ ذی الحجہ سے لے کر محرم و صفر و ربیع الاول اور ربیع الآخر کی دس تاریخ تک (چار مہینے ہیں) ان چار مہینوں میں ذی الحجہ کے ابتدائی دس دنوں کا شمار نہیں۔

(۲۹۶۳) ابو جعفر احول نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق روایت کی ہے کہ جس نے حج کے مہینوں کے علاوہ کسی دوسرے مہینے میں حج کے لئے احرام باندھا آپؑ نے فرمایا وہ اس کو عمرہ قرار دیدے۔

باب : عمرہ مہینہ میں ایک ہونا چاہیئے اور کم سے کم کتنے دنوں کے بعد ہونا چاہیئے

(۲۹۶۴) اسحاق بن عمار سے روایت ہے اس نے کہا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ ایک سال میں بارہ مہینے ہوتے ہیں ہر مہینے میں ایک عمرہ ہونا چاہیئے۔

(۲۹۶۵) علی بن ابی حمزہ نے حضرت امام ابوالحسن موسیٰ علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا کہ ہر مہینے میں ایک عمرہ ہونا چاہیے۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا کیا اس سے کم مدت میں بھی ہو سکتا ہے؟ آپؑ نے فرمایا ہر دس دن پر ایک عمرہ۔

(۲۹۶۶) ابان نے ابی الجارود سے اور انہوں نے ان امامین علیہما السلام میں سے کسی ایک سے روایت کی ہے اس کا

بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے ماہ ذی الحجہ میں حج کے بعد عمرہ کے متعلق دریافت کیا کہ آپؑ نے فرمایا بہتر ہے۔

باب : اگر کوئی شخص کسی غیر کی طرف سے حج یا طواف کرے تو کیا کہے

(۲۹۶۷) ابن مسکان نے حلبی سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آنجنابؑ سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جو اپنے بھائی اپنے باپ یا لوگوں میں سے کسی اور کی طرف سے حج کی قضا کر رہا ہے تو کیا اس کو یہ کہنا بھی چاہیئے؟ آپؑ نے فرمایا ہاں وہ اپنے احرام کے بعد اسی وقت یہ کہے۔ اَللّٰھُمَّ مَا اَصَابَنِیْ فِیْ سَفَرِیْ ھٰذَا مِنْ نَصَبٍ اَوْ شِدَّۃٍ اَوْ بَلَاءٍ اَوْ شَعْثٍ فَاْجُرْ فُلَاناً فِیْہِ وَ اْجُرْنِیْ فِیْ قَضَائِیْ عَنْہُ [اے اللہ میرے اس سفر (حج) میں جو تھکن مشقت مصیبت یا پریشانی مجھے اٹھانی پڑے تو اس کا ثواب فلاں شخص کو عطا کر دے اور مجھے اس کی طرف سے قضا کا ثواب دے]۔

(۲۹۶۸) اور معاویہ بن عمار کی روایت میں ہے اس کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جب تمہارا ارادہ ہو کہ اپنے بھائیوں میں سے کسی کی طرف سے خانہ کعبہ کا طواف کرو تو حجر اسود کے پاس آؤ اور کہو کہ اَللّٰھُمَّ تَقَبَّلْ مِنْ فُلَانٍ [اے اللہ تو یہ (طواف) فلاں کی طرف سے قبول فرما۔]

(۲۹۶۹) بزنطی سے روایت کی گئی ہے اس کا بیان ہے کہ ایک شخص نے حضرت امام ابو الحسن اول سے دریافت کیا کہ اگر ایک شخص کسی دوسرے شخص کی طرف سے حج کر رہا ہے تو ضروری ہے کہ اس کا نام بھی لے۔ آپؑ نے فرمایا کہ کوئی پوشیدہ شے اللہ سے پوشیدہ نہیں رہتی۔

(۲۹۷۰) مثنیٰ بن عبدالسلام نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ایک انسان کسی دوسرے انسان کی طرف سے حج کرے تو کیا ہر ہر موقع پر اس کا نام لے؟ آپؑ نے فرمایا چاہے تو وہ ایسا کرے اور چاہے تو ایسا نہ کرے اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے کہ اس نے اس کی طرف سے حج کیا ہے لیکن قربانی کا جانور جب ذبح کرنے لگے تو اس کا نام لے۔

باب : کسی دوسرے کی طرف سے حج یا حج میں شرکت یا اس کی طرف سے طواف

(۲۹۷۱) معاویہ بن عمار نے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ میرے والد نے بھی حج کر لیا ہے اور میری والدہ نے بھی حج کر لیا ہے اور میرے بھائی نے بھی حج کر لیا ہے لیکن میں چاہتا ہوں کہ ان سب کو اپنے حج میں داخل کر لوں۔ گویا میں یہ چاہتا ہوں کہ وہ سب حج میں میرے ساتھ ہوتے۔ آپؑ نے فرمایا ان سب کو اپنے حج میں شریک کر لے اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے لئے بھی ایک ایک حج قرار دے گا اور تیرے لئے بھی

ایک حج قرار دے گا۔ اور تونے جو ان لوگوں کے ساتھ صلہ رحم کیا ہے اس کا ثواب بھی تیرے لئے ہے۔

(۲۹۷۲) نیز امام علیہ السلام نے فرمایا کہ میت کے پاس قبر میں نماز، روزہ، حج، صدقہ اور غلام آزاد کرانا یہ سب پہنچتا ہے۔

(۲۹۷۳) اور ایک شخص نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا میں آپؑ پر قربان میں نے ارادہ کیا تھا کہ میں اپنے اس سال کے حج میں اپنی ماں یا اپنے گھر والوں میں سے کسی کو شریک کروں گا مگر میں بھول گیا۔ آپؑ نے فرمایا پھر تو اب ان دونوں کو شریک کرلے۔

باب : قبل ترویہ (۸ ذی الحجہ) منیٰ کی طرف جانے میں جلدی کرنا

(۲۹۷۴) اسحاق بن عمار سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام ابو الحسن علیہ السلام سے دریافت کیا کہ اژدھام مردم اور لوگوں کی بھیڑ کی وجہ سے اگر کوئی شخص ترویہ کے ایک دو دن پہلے ہی جانے میں تعجیل کرے؟ آپؑ نے فرمایا کوئی حرج نہیں۔

(۲۹۷۵) دوسری حدیث میں ہے کہ تین دن سے زیادہ پہلے جانے میں جلدی نہ کرے۔

(۲۹۷۶) جمیل بن درّاج نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا امام پر لازم ہے کہ ظہر کی نماز منیٰ میں پڑھے وہیں شب بسر کرے جب صبح ہو اور آفتاب طالع ہوجائے تو پھر عرفات کی طرف روانہ ہو۔

(۲۹۷۷) محمد بن مسلم نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یوم ترویہ ظہر کی نماز منیٰ میں پڑھی تھی؟ آپؑ نے فرمایا ہاں بلکہ یوم عرفہ صبح کی نماز بھی وہیں پڑھی تھی۔

باب : منیٰ و عرفات و جمع کے حدود

(۲۹۷۸) معاویہ بن عمّار اور ابو بصیر نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا کہ منیٰ کی حد عقبہ سے لیکر وادی مُحسّر تک ہے اور عرفات کی حد مازمین سے موقف کے آخری سرے تک۔

(۲۹۷۹) نیز فرمایا کہ عرفات میں ٹھہرنے کی جگہ اور حد بطن عرفہ و ثویہ و نمرہ و ذی المجاز اور پہاڑ کے پیچھے تک ہے اور عرفات کا حرم میں شمار نہیں حرم اس سے افضل ہے۔

اور مشعر الحرام کی حد مازمین سے حیاض و وادی محسر تک ہے۔

(۲۹۸۰) اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عرفہ میں جبل کے بائیں جانب وقوف کیا تو لوگ آنحضرتؐ کے ناقہ کے قدم کے نشانات کی طرف بھاگے اور اس کے ایک جانب وقوف کیا پھر آپؑ نے اپنے ناقہ کا رخ موڑا تو لوگوں نے بھی ایسا ہی کیا اس پر آپؐ نے ارشاد فرمایا ایہا الناس صرف میرے ناقہ کے نشانات قدم ہی موقف نہیں بلکہ یہ سب کا سب موقف ہے اور

اپنے ہاتھ سے اشارہ فرماتے ہوئے کہا عرفہ کل کا کل موقف ہے اور اگر میرے ناقہ کے نشانات قدم تک ہی موقف ہو تو اس میں لوگوں کی سمائی نہ ہوگی۔

اور مزدلفہ میں بھی آپ نے ایسا ہی کیا۔

اور اگر تم دیکھو کہ کسی جگہ خلاء ہے تو تم خود اپنی ذات سے یا اپنی سواری سے اس خلاء کو پر کردو اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کو یہ پسند ہے کہ وہ خلاء پر کر دیا جائے۔ اور زمین پر پھیلے ہوئے چھوٹے چھوٹے ٹیلوں سے ہموار زمین کی طرف منتقل ہو جاؤ اور اراک سے اور نمرہ سے (اور یہی بطن عرفہ ہے) اور ثویہ اور ذوالمجاز پر وقوف سے بچو اس لئے کہ اس کا شمار عرفات میں نہیں ہے۔

(۲۹۸۱) اور ایک دوسری حدیث میں ہے کہ اراک والوں کا حج نہیں اور یہ وہ لوگ ہیں جو کوہ اراک کے نیچے وقوف کرتے ہیں۔

(۲۹۸۲) اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جمع میں وقوف کیا تو لوگ آپ کے ناقہ کے نشانات قدم کی طرف دوڑے تو آپ نے کھڑے ہو کر ہاتھ ہلایا اور فرمایا لو میں کھڑا ہوں اور یہ سب کا سب موقف ہے۔

(۲۹۸۳) اور امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ میرے پدر بزرگوار مشعرالحرام میں جہاں شب بسر کرتے وہیں وقوف کرتے اور وہ شخص جس نے اس سے پہلے کوئی حج نہ کیا ہو اس کے لئے مستحب ہے کہ اپنے پاؤں سے یا اپنی سواری سے مشعر کی زمین کو روندے اور وہ شخص جس نے اس سے پہلے کوئی حج نہ کیا ہو اس کے لئے مستحب ہے کہ خانہ کعبہ کے اندر جائے۔

باب : عرفات کے راستے میں قصر کرنا

(۲۹۸۴) معاویہ بن عمار نے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ اہل مکہ عرفات میں نماز پوری پڑھتے ہیں تو آپ نے فرمایا ان لوگوں پر ویل ہو یا ان پر افسوس ہے اس سے زیادہ سخت سفر اور کونسا ہوگا۔ اس میں نماز تمام نہیں پڑھی جائے گی۔

باب : اس پہاڑ کا نام جس پر لوگ عرفہ میں وقوف کرتے ہیں

(۲۹۸۵) ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ اس پہاڑ کا کیا نام ہے جس پر لوگ عرفہ میں وقوف کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا (اس کا نام) الالال ہے۔

باب : مشعر الحرام سے کوچ کرنے کے بعد وہاں ٹھہرنے کی کراہت

(۲۹۸۶) ابان نے عبدالرحمن بن اعین سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا مشعر الحرام سے لوگوں کے کوچ کرنے کے بعد وہاں ٹہرنا مکروہ ہے۔

اور کسی شخص کے لئے یہ جائز نہیں کہ طلوع آفتاب سے پہلے وہاں سے کوچ کرے اور نہ عرفات سے قبل غروب آفتاب ورنہ اس پر ایک بکری ذبح کرنے کا کفارہ ہوگا۔

باب : وادی محسر میں دوڑنا

(۲۹۸۷) معاویہ بن عمار نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا جب تم وادی محسر سے گذرو جو کہ جمع اور منیٰ کے درمیان ایک بڑی وادی ہے اور منیٰ سے قریب تر ہے تو اس میں دوڑنا تاکہ اس سے جلد گذر جاؤ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس میں اپنے ناقہ کو تیز کیا تھا اور کہا تھا اَللّٰھُمَّ سَلِّمْ عَھْدِیْ وَ اقْبَلْ تَوْبَتِیْ وَ اَجِبْ دَعْوَتِیْ وَ اخْلُفْنِیْ بِخَیْرٍ فِیْمَنْ تَرَکْتُ بَعْدِیْ (اے اللہ میرے عہد و میثاق کو سلامت رکھ میری توبہ قبول فرما میری دعا کو مستجاب کر اور اپنے بعد جس کو میں چھوڑ کر آؤں اسے بخیریت رکھ۔)

(۲۹۸۸) محمد بن اسماعیل نے حضرت ابوالحسن علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ وادی محسر میں تیز قدمی صرف سو قدم تک ہے۔

(۲۹۸۹) اور ایک دوسری حدیث میں ہے کہ سو ہاتھ تک۔

اور ایک شخص وادی محسر میں دوڑا نہیں تو حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مکہ کی طرف چلنے کے بعد اس کو حکم دیا کہ وہ واپس جائے اور (وادی محسر میں) تیز دوڑے۔

باب : وہ شخص جو مشعر الحرام کے وقوف کو جانتا نہ ہو اس کے لئے حکم

(۲۹۹۰) اور علی بن رئاب کی روایت میں ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص عرفات سے لوگوں کے ساتھ کوچ کرے اور لوگوں کے ساتھ جمع میں نہ ٹہرے اور عمداً یا اس کو ہلکی بات سمجھتے ہوئے منیٰ کی طرف چلا جائے تو اس پر ایک اونٹ کی قربانی لازم ہے۔

(۲۹۹۱) یونس بن یعقوب نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی راوی کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ عرض کیا کہ ایک شخص نے عرفات سے کوچ کیا اور مشعر الحرام سے گذرا مگر وہاں ٹہرا نہیں بلکہ منیٰ چلا گیا اور جمرہ کو

کنکریاں ماریں، اس کو علم نہیں تھا (کہ مشعر میں وقوف کرنا چاہیئے تھا) یہاں تک کہ دن چڑھ گیا۔ آپ نے فرمایا کہ وہ مشعر واپس جائے وہاں تھوڑا وقوف کرے پھر جمرہ کو کنکریاں مارے۔

(۲۹۹۲) اور محمد بن حکیم نے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک نابینا شخص ہے اور ایک بوڑھی عورت ہے دونوں ایک دیہاتی جمّال کے ساتھ ہوتے ہیں جب وہ لوگوں کے ساتھ عرفات سے کوچ کرتا ہے تو وہ لوگوں کے ساتھ گذرتا رہتا ہے جیسا کہ وہ لوگ چلتے رہتے ہیں مگر وہ جمع (مشعر) میں لوگوں کے ساتھ منزل اور وقوف نہیں کرتا بلکہ منیٰ پہنچ جاتا ہے۔ آپؑ نے فرمایا کیا ان لوگوں نے وہاں (جمع میں) نماز نہیں پڑھی (نماز کے لئے وقوف) ان کے لئے کافی ہے میں نے عرض کیا اور اگر ان لوگوں نے وہاں نماز نہ پڑھی ہو تو؟ آپؑ نے فرمایا ان لوگوں نے وہاں اللہ تعالیٰ کا ذکر تو کیا ہوگا اگر ان لوگوں نے وہاں اللہ کا ذکر کیا تو وہی ان لوگوں کے لئے کافی ہے۔ اور اس شخص کے متعلق روایت کی گئی جس کو مشعر میں وقوف کرنے کا علم نہ تھا کہ وہاں صبح کی نماز میں قنوت ہی اس کے لئے کافی ہے۔

باب : وہ شخص جس کو مزدلفہ سے قبل فجر کوچ کرنے کی اجازت ہے

(۲۹۹۳) ابن مسکان نے ابو بصیر سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا آپؑ فرما رہے تھے کہ کوئی حرج نہیں اگر عورتیں جب رات ڈھل جائے تو مشعر الحرام میں ایک ساعت وقوف کریں، پھر ان کو منیٰ پہنچا دیا جائے وہ جمرہ کو کنکریاں ماریں پھر ایک ساعت صبر کریں اپنے بال تراشیں پھر ان کو مکہ پہنچا دیا جائے اور وہ طواف کریں مگر یہ کہ انہوں نے ارادہ کیا ہو کہ ان کی طرف سے قربانی کا جانور ذبح کر دیا جائے اس کے لئے انہوں نے اپنی طرف سے کسی کو وکیل بنا دیا ہو کہ ان کی طرف سے قربانی کا جانور ذبح کرے۔

(۲۹۹۴) علی بن رئاب نے مسمع سے اس نے حضرت امام ابو ابراہیم علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق روایت کی ہے جس نے لوگوں کے ساتھ جمع میں وقوف کیا لیکن لوگوں کے کوچ کرنے سے پہلے ہی اس نے وہاں سے کوچ کر لیا۔ آپؑ نے فرمایا اگر اس کو مسئلہ کا علم نہ تھا تو اس پر کچھ نہیں ہے اور اگر اس نے طلوع فجر سے پہلے کوچ کیا ہے تو اس کو ایک بکری ذبح کرنا لازم ہے۔

باب : جس شخص کا حج فوت ہو گیا ہے اس کیلئے شرعی حکم

(۲۹۹۵) معاویہ بن عمّار نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ جس شخص نے جمع (مشعر الحرام) کو پالیا اس نے حج کو پالیا۔

نیز فرمایا کہ جو کوئی بھی شخص قران یا حج افراد یا حج تمتع کے لئے آئے اور اس کا حج فوت ہو جائے تو وہ عمرہ کرکے اپنا احرام کھول لے مگر آئندہ سال اس پر حج لازم ہے۔

نیز ایسے شخص کے لئے جس نے مقام جمع میں امام کو پالیا تو اس کے متعلق آپؑ نے فرمایا کہ اگر اس کا اندازہ اور گمان ہے کہ وہ عرفات پہنچ جائے گا وہاں ذرا دیر وقوف کرے گا اور قبل طلوع آفتاب جمع میں واپس آجائے گا تو عرفات جائے۔ اور اگر اس کو یہ امید نہیں کہ لوگوں کے کوچ کرنے سے پہلے واپس آجائے گا تو پھر عرفات نہ جائے اس کا حج پورا ہے۔

(۲۹۹۶) ابن محبوب نے داؤد رقی سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں منیٰ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے ساتھ تھا کہ ایک شخص آیا اور اس نے بیان کیا کہ کچھ لوگ حج کی غرض سے آئے تھے مگر ان کا حج فوت ہو گیا۔ آپؑ نے فرمایا لوگ اللہ سے عافیت کی دعا کرتے ہیں میری رائے یہ ہے کہ ان میں سے ہر شخص ایک بکری ذبح کرے اور احرام کھول دے اور اگر وہ اپنے شہروں کو واپس چلے جاتے ہیں تو ان پر آئندہ سال حج لازم ہے اور اگر وہ مکہ میں ایام تشریق کے گذرنے تک قیام کرتے ہیں اور اہل مکہ کے میقات پر جاکر وہاں سے احرام باندھتے ہیں اور عمرہ بجالاتے ہیں تو ان پر آئندہ سال حج لازم نہیں ہے۔

باب : رمی جمرات کے لئے حرم وغیرہ سے سنگریزے اٹھانا

(۲۹۹۷) حنان بن سدیر نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا تمہارے لئے یہ جائز ہے کہ رمی جمرات کے لئے سوائے مسجد حرام اور مسجد خیف کے پورے حدود میں سے جہاں چاہو سنگریزے اٹھالو۔

باب :۔ وہ شخص جس نے رمی میں زیادتی یا کمی کردی ہو۔

(۲۹۹۸) علی بن ابی حمزہ نے ابو بصیر سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ میں جمرہ کو رمی کرنے گیا تو یک بیک دیکھا کہ میرے ہاتھ میں صرف چھ سنگریزے ہیں۔ آپؑ نے فرمایا پھر اپنے قدموں کے نیچے سے ایک سنگریزہ اٹھالو۔

(۲۹۹۹) اور ایک دوسرے حدیث میں ہے کہ رمی جمرہ کے لئے وہ سنگریزہ نہ لو جس سے رمی کی جاچکی ہے۔

(۳۰۰۰) معاویہ بن عمار نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک شخص کے متعلق جس نے اکیس عدد سنگریزے لئے اور تینوں جمروں کو مارا اس میں سے ایک سنگریزہ بچ گیا اب اسے معلوم نہیں کہ کس جمرہ پر کم سنگریزے مارے۔ آپؑ نے فرمایا کہ واپس جائے اور ہر جمرہ پر ایک ایک سنگریزہ مارے۔

اور اگر کسی شخص کے ہاتھ سے ایک سنگریزہ گر جائے اور وہ شناخت نہ کرسکے کہ کونسا سنگریزہ گرا ہے کیونکہ زمین پر بہت سے سنگریزے ہیں تو اسے چاہیئے کہ اپنے پیروں تلے سے ایک سنگریزہ اٹھائے اور اس سے مارے۔

راوی کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا کہ اگر میں نے ایک سنگریزہ مارا اور وہ (بجائے جمرہ پر لگنے کے) کسی مجمع میں جا گرا؟ آپؑ نے فرمایا وہ اس کی جگہ دوسرا سنگریزہ پھر سے مارے۔ اور اگر وہ سنگریزہ کسی انسان یا کسی اونٹ سے ٹکرایا اور پھر جمرہ پر گرا تو یہ تمہارے لئے کافی ہے۔

نیز آپ نے ایک ایسے شخص کے متعلق جس نے پہلے جمرہ کو چار سنگریزے مارے اور دوسرے تیسرے کو سات سات تو آپؑ نے فرمایا واپس جا کر پہلے جمرہ کو تین سنگریزے مارے اور فراغت حاصل کرے۔

اور اگر اس نے جمرہ وسطیٰ (درمیان والے) کو صرف تین سنگریزے مار کر آخر والے کو سات مارے تو پھر درمیان والے کو سات سنگریزے مارے اور اگر وسطیٰ (درمیان والے) کو چار مارے تھے تو واپس جائے اور اس کو تین سنگریزے اور مارے راوی کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا کہ ایک شخص نے جمروں کو الٹی ترتیب سے سنگریزے مارے تو آپ نے فرمایا کہ اب وہ جمرہ وسطیٰ اور جمرہ عقبہ کو سنگریزے مارے۔

(۳۰۰۱) محمد بن مسلم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ اگر کسی شخص کو کسی طرح کا خوف ہو تو کوئی حرج نہیں اگر وہ شب میں جمرات کو سنگریزے مارے اور شب ہی کو جانور کی قربانی کرے اور رات کو ہی کوچ کرلے۔

(۳۰۰۲) اور معاویہ بن عمار نے آنجناب علیہ السلام سے ایک ایسی عورت کے متعلق دریافت کیا جو یہ نہیں جانتی تھی کہ اس کو رمی جمرات کرنا ہے یہاں تک کہ وہ مکہ چلی آئی۔ آپؑ نے فرمایا وہ واپس جا کر جمرات کو سنگریزے مارے جس طرح سنگریزے مارے جاتے ہیں۔ اور اسی طرح (اگر مرد نے ایسا نہیں کیا ہے تو) مرد بھی۔

(۳۰۰۳) اور عبداللہ بن سنان نے آنجناب علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق روایت کی ہے جو جمع (مشعرالحرام) سے کوچ کرکے منیٰ پہنچا مگر اس کو کوئی امر ایسا درپیش ہوا کہ جمرہ کو سنگریزے نہیں مار سکا اور آفتاب غروب ہو گیا۔ آپؑ نے فرمایا جب صبح ہو جائے تو دو مرتبہ سنگریزے مارے ایک بہت تڑکے جو گزشتہ دن کے بدلے ہے اور دوسری زوال آفتاب کے وقت۔

باب : وہ لوگ جنہیں شب کے وقت رمی کی آزادی ہے

(۳۰۰۴) وھیب بن حفص نے ابو بصیر سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ وہ کون سے لوگ ہیں جن کو مناسب ہے کہ شب کو رمی کریں؟ آپؑ نے فرمایا وہ عورت جس کو کسی نے نکاح کا پیغام دیا ہو اور وہ مملوک جس کو اپنے معاملہ میں کوئی اختیار نہ ہو۔ اور وہ شخص جس کو کسی امر کا خوف ہو۔ اور مقروض اور ایسا مریض جو رمی نہ کرسکتا ہو تو اس کو اٹھا کر جمرات کے پاس لایا جائے گا اگر وہ رمی کی قدرت رکھتا ہو تو رمی

کرے ورنہ اس کی موجودگی میں تم اس کی طرف سے رمی کرو۔

باب : بیمار اور بچوں کی طرف سے رمی

(۳۰۰۵) معاویہ بن عمار اور عبدالرحمن بن حجاج نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا عضو شکستہ یا درد شکم میں مبتلا شخص دونوں کی طرف سے رمی کر دی جائے گی اور فرمایا کہ بچوں کی طرف سے بھی رمی کر دی جائے گی۔

(۳۰۰۶) اسحاق بن عمار نے حضرت امام ابوالحسن موسیٰ علیہ السلام سے دریافت کیا کہ کیا مریض کی طرف سے رمی جمرات کیا جائے؟ آپؑ نے فرمایا ہاں اس کو اٹھا کر جمرہ کے پاس پہنچایا جائے اور اس کی طرف سے رمی کر دی جائے۔ میں نے عرض کیا وہ لے جانے کے لائق بھی نہیں ہے؟ آپؑ نے فرمایا پھر اس کو گھر پر چھوڑ دیا جائے اور اس کی طرف سے رمی کر دی جائے۔

باب : وہ شخص جس نے منیٰ کی راتیں مکہ میں بسر کیں

(۳۰۰۷) ابن مسکان نے جعفر بن ناجیہ سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے راوی کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب سے ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جس نے منیٰ کی راتیں مکہ میں بسر کیں۔ تو آپؑ نے فرمایا کہ وہ تین گوسفند ذبح کرے گا۔

(۳۰۰۸) معاویہ بن عمار نے آنجناب علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا کہ جو خانہ کعبہ کی زیارت کو آیا اور مسلسل طواف اور اس کی دعا اور سعی اور اس کی دعا میں مشغول رہا یہاں تک کہ صبح ہو گئی آپؑ نے فرمایا اس پر کوئی کفارہ نہیں وہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں مشغول رہا ہے۔

(۳۰۰۹) جمیل بن دراج نے ان ہی جنابؑ سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا اگر تم منیٰ سے غروب آفتاب سے قبل نکلو تو اور کہیں صبح نہ کرو وہیں (منیٰ میں) صبح کرو۔

(۳۰۱۰) جعفر بن ناجیہ نے آنجنابؑ سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا اگر کوئی شخص منیٰ سے اول شب میں نکلے تو نصف شب سے پہلے منیٰ میں آجائے اور اگر نصف شب کے بعد نکلے تو اگر وہ منیٰ میں صبح نہ کرے تو کوئی حرج نہیں۔

(۳۰۱۱) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اہل مکہ کے متعلق فرمایا کہ جب تم (منیٰ سے) خانہ کعبہ کی زیارت کے لئے آؤ تو (پہلے) اپنے گھروں میں نہ جاؤ۔

(۳۰۱۲) ابن ابی عمیر نے ہشام بن حکم سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے

فرمایا اگر کوئی حاجی منیٰ سے خانہ کعبہ کی زیارت کو آئے اور پھر مکہ سے نکل جائے اور مکہ کی تمام آبادی سے آگے بڑھ کر سو جائے یہاں تک کہ صبح ہو جائے تو اس پر کوئی کفارہ نہیں ۔

باب : زیارتِ کعبہ کے بعد پھر منیٰ سے طواف کے لئے مکہ آنا

(۳۰۱۳) جمیل نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ کوئی حرج نہیں اگر کوئی شخص ایام منیٰ میں مکہ آئے اور خانہ کعبہ کا طواف کرے مگر یہاں شب نہ بسر کرے ۔

(۳۰۱۴) اور لیث مرادی نے آنجنابؑ سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جو زیارت خانہ کعبہ سے فارغ ہونے کے بعد ایام منیٰ میں مکہ آئے مستحبی طواف کرے تو آپ نے فرمایا لیکن میرے نزدیک اس کا منیٰ میں مقیم رہنا ہی زیادہ بہتر اور پسندیدہ ہے ۔

باب : منیٰ سے پہلی روانگی اور آخری روانگی

(۳۰۱۵) معاویہ بن عمار نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ اگر تمہارا ارادہ ہو کہ منیٰ سے دو دن میں نکل جاؤ گے تو تمہیں زوال آفتاب سے قبل نہیں نکلنا چاہیئے ۔ اور اگر تم نے آخر ایام تشریق تک نکلنے میں تاخیر کی اور یہ آخری نکلنا ہے تو تمہارے لئے کوئی حرج نہیں قبل زوال یا بعد زوال رمی کرو اور نکل جاؤ ۔

(۳۰۱۶) راوی مذکور کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام کو قول خدا فمن تعجل فی یومین فلا اثم علیہ و من تاخر فلا اثم علیہ لمن اتقی - سورۃ بقرہ آیت ۲۰۳ - {پھر جو شخص جلدی کر کے دو ہی دن میں (منیٰ) سے چل پڑا تو اس پر کوئی گناہ نہیں اور جو شخص ٹھہرا رہا تو اس پر (بھی) گناہ نہیں (یہ رعایت) اس کے لئے ہے جو پرہیزگار ہو} کے متعلق ارشاد فرمایا کہ جب تک اہل منیٰ آخری کوچ نہ کریں شکار سے پرہیز کیا جائے ۔

(۳۰۱۷) اور ابن محبوب کی روایت میں ہے جو انہوں نے ابو جعفر احول سے انہوں نے سلام بن بشیر سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ رفث و فسوق و جدال سے اور ہر اس چیز سے پرہیز کرو جس کو اللہ تعالیٰ نے حالت احرام میں حرام قرار دیا ہے ۔

(۳۰۱۸) اور علی بن عطیہ کی روایت میں ہے جو انہوں نے اپنے باپ سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے کیا ہے کہ آنجنابؑ نے فرمایا کہ (اس آیت **لمن اتقی** کا مطلب یہ ہے کہ) جو اللہ تعالیٰ سے ڈرے ۔

(۳۰۱۹) روایت کی گئی ہے کہ وہ اپنے گناہوں سے اس طرح نکل جائے گا جیسے آج ہی اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے ۔

(۳۰۲۰) اور روایت کی گئی کہ جو شخص اللہ سے عہد کو پورا کرے گا اللہ اس سے اپنا عہد پورا کرے گا ۔

(۳۰۲۱) روایت کی ہے سلیمان بن داؤد منقری نے سفیان بن عیینہ سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے قول خدا فمن تعجل فی یومین فلا اثم علیہ کے متعلق آپؑ نے ارشاد فرمایا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص مرجائے اس پر کوئی گناہ نہیں رہے گا اور جس کی موت تاخیر سے آئے اس پر بھی کوئی گناہ باقی نہیں رہے گا بشرطیکہ وہ گناہان کبیرہ سے بچتا رہے۔

(۳۰۲۲) اور ابو بصیر نے آنجناب علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جو نفر اول (پہلے کوچ) میں روانہ ہورہا ہے۔ تو آپؑ نے فرمایا اس کو چاہیئے کہ وہ آفتاب کے زوال اور اس کے زرد ہونے کے درمیان روانہ ہوجائے اگر وہ غروب آفتاب تک نہیں روانہ ہوا تو روانہ نہ ہو اور منیٰ میں شب بسر کرے جب صبح ہو اور آفتاب طلوع ہوجائے تو جب چاہے روانہ ہو۔

(۳۰۲۳) اور حلبی سے روایت ہے کہ آنجناب علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا گیا جو نفر اول میں زوال آفتاب سے پہلے (منیٰ سے) روانہ ہورہا ہے۔ آپؑ نے فرمایا نہیں (ایسا نہ کرے) لیکن اگر وہ چاہے تو اپنا سامان بھیج دے اور خود جب تک زوال آفتاب نہ ہو منیٰ سے نہ نکلے۔

اور ایک روایت میں ہے کہ جو شخص ایسا کرے وہ آیت "من تعجل فی یومین" کے ذیل میں آتا ہے۔

(۳۰۲۴) اور معاویہ بن عمار نے آنجناب علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ جو دو دن میں تعجیل کرکے نکلے وہ شکار سے پرہیز کرے جب تک کہ تیسرا دن ختم نہ ہوجائے۔

(۳۰۲۵) جمیل بن دراج نے آنجناب علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کوئی حرج نہیں جو شخص نفر اول میں (منیٰ سے) نکلے اور پھر مکہ میں قیام کرے۔ اور میرے پدر بزرگوار فرمایا کرتے تھے کہ جو چاہے وہ رمی جمرات دن چڑھے میں کرے پھر (منیٰ سے) کوچ کرے۔ میں نے عرض کیا کہ رمی جمرات کس وقت کرسکتا ہے۔ آپؑ نے فرمایا دن چڑھنے کے بعد سے لیکر غروب آفتاب تک اور جس نے کوئی شکار کیا ہے اس کے لئے جائز نہیں کہ نفر اول میں (منیٰ سے) کوچ کرے۔

(۳۰۲۶) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے قول خدا (فمن تعجل فی یومین فلا اثم علیہ و من تاخر فلا اثم علیہ) کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپؑ نے فرمایا اس کا مطلب یہ نہیں کہ جو چاہے یہ کرے اور جو چاہے وہ کرے بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ (منیٰ سے چلے گا تو) اس کے سارے گناہ بخشے ہوئے ہوں گے۔ اب اس پر کوئی گناہ اور کوئی عصیان نہ ہوگا۔

باب : حصبہ میں نزول

(۳۰۲۷) ابان نے ابن ابی مریم سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجناب علیہ السلام سے حصبہ (کنکریلی سرزمین جو منیٰ و مکہ کے درمیان واقع ہے) کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپؑ نے فرمایا میرے پدر بزرگوار مقام ابطح میں تھوڑی دیر کے لئے اترتے اور ابطح میں بغیر سوئے ہوئے آبادی میں داخل ہوجاتے۔ میں نے عرض کیا آپؑ کے نزدیک وہ شخص جو دو دن میں جلدی (منیٰ سے) نکل آئے کیا اسے بھی حصبہ میں منزل کرنی چاہیئے۔ آپؑ نے فرمایا نہیں۔

(۳۰۲۸) نیز فرمایا کہ میرے پدر بزرگوار تھوڑی دیر کے لئے حصبہ میں منزل کرتے پھر وہاں سے روانہ ہوجاتے اور یہ حصبہ مقام خبط وحرمان کے پاس ہے۔

باب : اپنی میل کچیل دور کرنا

(۳۰۲۹) معاویہ بن عمار نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ مرد اور عورت دونوں کے لئے مستحب ہے کہ وہ جب تک ایک درہم کی کھجوریں خرید کر اسے تصدق نہ کریں اس وقت تک مکہ سے نہ نکلیں اس لئے کہ حالت احرام میں خصوصاً حرم ہی میں ان دونوں سے فروگذاشتیں ضرور ہوئی ہوں گی۔ (تو اس طرح کفارہ ہوجائے گا)

(۳۰۳۰) اور ابو بصیر نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے قول خدا ثم **لیقضوا تفثھم** سورۃ الحج آیت ۲۹۔ (تاکہ وہ اپنی میل کچیل دور کرلیں) کے متعلق دریافت کیا۔ آپؑ نے فرمایا بات یہ ہے کہ حالت احرام میں آدمی سے کچھ نہ کچھ فروگذاشت ہوجاتی ہے اور جب مکہ آتا ہے اور خانہ کعبہ کا طواف کرتا ہے اور اچھی اچھی باتیں کرتا تو یہ وہ ساری فروگذاشتوں کا کفارہ ہوجاتا ہے جو اس سے سرزد ہوئی ہیں۔

(۳۰۳۱) ذریح محاربی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے قول خدا ثم **لیقضوا تفثھم** کے متعلق روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ تفث (میل کچیل دور کرنے) سے مراد امام سے ملاقات ہے۔

(۳۰۳۲) ربعی نے محمد بن مسلم سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے ثم **لیقضوا تفثھم** کے متعلق روایت کی ہے کہ اس سے مراد مونچھ کے بال اور ناخن تراشنا ہے۔

(۳۰۳۳) اور نضر کی روایت میں ہے جو اس نے عبداللہ بن سنان سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا تفث سے مراد انسان کی جلد پر جو بال ہیں انہیں مونڈنا ہے۔

(۳۰۳۴) اور زرارہ نے حمران سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ تفث کا مطلب آدمی کا خوشبو سے خود کو بسانا ہے جب حج کے تمام مناسک پورے کرلے تو اس کے لئے خوشبو حلال ہے۔

(۳۰۳۵) اور بزنطی کی روایت میں ہے جو اس نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ تفث سے مراد ناخن تراشنا میل کچیل دور کرنا اور احرام کھولنا ہے۔

(۳۰۳۶) عبداللہ بن سنان سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا مولا میں آپؑ پر قربان قول خدا ثم **لیقضوا تفثھم** کے کیا معنی ہیں ؟ تو آپؑ نے فرمایا مونچھ کے بال تراشنا اور ناخن کاٹنا اور اسی کے مثل اور چیزیں۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا مگر ذریح نے تو آپؑ ہی سے یہ روایت بیان کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ **لیقضوا تفثھم** سے ملاقات امام مراد ہے۔ اور **لیوفوا نذورھم** سے مراد مناسک حج ہیں ؟ آپؑ نے فرمایا ذریح نے سچ کہا اور میں نے بھی سچ کہا قران کے ایک ظاہری معنی ہوتے ہیں اور ایک باطنی اور ذریح جس بات کا متحمل تھا اتنا متحمل کون ہو سکتا ہے۔

اور اللہ تعالیٰ کا قول و **لیطوفوا بالبیت العتیق** سورہ حج آیت ۲۹ (اور لوگ بیت العتیق کا طواف کریں) تو اس کے متعلق روایت کی گئی ہے کہ اس سے مراد طواف النساء ہے۔

اس کتاب کے مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ یہ تمام حدیثیں ایک دوسرے کے موافق ہیں مخالف نہیں ہیں اور تفث کے معنی میں یہ جتنی احادیث وارد ہوئی ہیں میں نے وہ کتاب تفسیر المنزل فی الحج میں پیش کر دی ہیں۔

باب : یوم نحر (قربانی کا دن)

(۳۰۳۷) عمار بن موسیٰ ساباطی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے راوی کا بیان ہے کہ میں آنجنابؑ سے منیٰ میں قربانی کے متعلق دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا کہ چار دن (پوچھا گیا) اور تمام دوسرے شہروں میں ؟ فرمایا تین دن نیز فرمایا اگر کوئی شخص یوم اضحیٰ کے دو دن بعد اپنے اہل و عیال میں آئے تو تیسرے دن قربانی کرے یعنی جس دن میں وہ آیا ہے۔

(۳۰۳۸) کلیب اسدی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آنجنابؑ سے نحر کے متعلق دریافت کیا تو فرمایا منیٰ میں تین دن اور دیگر شہروں میں ایک دن۔ اس کتاب کے مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ مندرجہ بالا حدیثیں ایک دوسرے کے موافق ہیں مخالف نہیں ہیں۔ اور یہ اس لئے کہ عمّار کی روایت تنہا قربانی کے لئے ہے اور کلیب کی روایت تنہا روزہ کے لئے ہے اور اس کی تصدیق ذیل کی حدیث سے ہوتی ہے۔

(۳۰۳۹) جو سیف بن عمیرہ نے منصور بن حازم سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کی ہے راوی کا

بیان ہے کہ میں آنجنابؑ کو فرماتے ہوئے سنا آپؑ فرمارہے تھے کہ نحر منیٰ میں تین دن ہے اور جس شخص کا ارادہ روزہ رکھنے کا ہے تو جب تک یہ تین دن نہ گذر جائیں روزہ نہ رکھے اور نحر دیگر امصار میں ایک دن ہے پس جس شخص کا ارادہ روزہ رکھنے کا ہے وہ کل یعنی دوسرے ہی دن سے روزہ رکھ لے۔

(۳۰۴۰) اور روایت کی گئی ہے کہ قربانی کے تین دن ہیں مگر افضل پہلا دن ہے۔

باب : حج اکبر اور حج اصغر

(۳۰۴۱) معاویہ بن عمار سے روایت کی گئی ہے انہوں نے کہا کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے یوم حج اکبر کے متعلق دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا وہ یوم نحر ہے اور یوم (حج) اصغر عمرہ ہے۔

(۳۰۴۲) اور سلیمان بن داؤد منقری کی روایت میں ہے جو انہوں نے فضیل بن عیاض سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کی اور حدیث کے آخر میں آپؑ نے فرمایا کہ حج اکبر کو حج اکبر اس لئے کہا گیا ہے کہ یہ وہ سال تھا جس میں مسلمانوں اور مشرکوں دونوں نے ایک ساتھ جمع ہو کر حج کیا پھر اس سال کے بعد مشرکوں نے حج نہیں کیا۔

باب : اضاحی (قربانی)

(۳۰۴۳) سوید قلاء نے محمد بن مسلم سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا قربانی کرنا واجب ہے ہر اس شخص پر جس کو مل جائے چھوٹا ہو یا بڑا یہ سنت (مؤکدہ) ہے۔

(۳۰۴۴) علاء بن فضیل سے روایت ہے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے آنجناب علیہ السلام سے اضحیٰ (قربانی) کے متعلق دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا یہ ہر مسلمان پر واجب ہے سوائے اس کے جس کو (جانور) نہ مل سکے سائل نے عرض کیا اور اہل و عیال کے متعلق آپؑ کی کیا رائے ہے؟ آپؑ نے فرمایا تم چاہو تو ان کی طرف سے کرو اور چاہو تو ان کی طرف سے نہ کرو مگر خود تم اس کو نہ چھوڑو۔

(۳۰۴۵) اور ایک مرتبہ حضرت ام المومنین ام سلمہ رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا یا رسول اللہ قربانی کا دن آپہنچا لیکن میرے پاس قربانی کا جانور خریدنے کے لئے رقم نہیں ہے۔ تو کیا میں قرض لیکر قربانی کروں؟ آپؑ نے فرمایا قرض لے لو اور اس قرض کو اللہ کی طرف سے ادا شدہ سمجھو۔

(۳۰۴۶) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو مینڈھے ذبح کئے ایک خود اپنے ہاتھ سے اور کہا "اے اللہ یہ میری طرف سے اور میرے اہلبیت میں سے جو قربانی نہ کر سکا یہ اس کی طرف سے ہے" اور دوسرے کو ذبح کیا تو کہا "اے اللہ یہ میری طرف سے اور میری امت میں سے اس شخص کی طرف سے ہے جو قربانی نہ کر سکا۔"

اور امیر المومنین علیہ السلام ہر سال ایک مینڈھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے قربان کرتے اس کو ذبح کرتے وقت کہتے بِسْمِ اللّٰهِ وَ جَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ فَطَرَ السَّمٰوٰاتِ وَ الْاَرْضَ حَنِيْفاً مُسْلِماً وَ مَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ اِنَّ صَلَاتِيْ وَ نُسُكِيْ وَ مَحْيَايَ وَ مَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ اَللّٰهُمَّ مِنْكَ وَ لَكَ (اللہ کے نام سے میں نے اپنا رخ اس ذات کی طرف موڑا جس نے آسمانوں اور زمینوں کو خلق کیا سنت ابراہیمؑ کی پیروی کرتے اور دین اسلام پر قائم رہتے ہوئے میں شرک کرنے والوں میں سے نہیں میری نماز میری عبادت میری حیات میری موت اس اللہ کے لئے ہے جو تمام عالمین کا پروردگار ہے اے اللہ یہ تیری طرف سے ہے اور تیرے لئے ہے۔) پھر فرماتے یہ تیرے نبی کی طرف سے ہے اس کے بعد دوسرا مینڈھا اپنی طرف سے ذبح کرتے۔

(۳۰۴۷) حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں حکم دیا ہے قربانی کے جانوروں کے متعلق کہ ہم لوگ اس کی آنکھ اور اس کے کان اچھی طرح دیکھ بھال لیں (کہ وہ صحیح سلامت ہیں) اور جس کے کان میں سوراخ ہو یا پھٹے ہوئے ہوں یا آگے سے کٹ کر لٹکے ہوئے یا پیچھے سے کٹ کر لٹکے ہوئے ہوں اس کی قربانی سے منع فرمایا ہے۔

(۳۰۴۸) نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ وہ جانور جو صاف لنگڑا نظر آتا ہو یا وہ جو صاف کانا ہو اس کی ایک آنکھ ضائع ہو گئی ہو، یا جو بالکل لاغر دبلا ہو یا جو خارشی ہو بال جھڑ گئے ہوں، یا جس کے کان جڑ سے کٹے ہوئے ہوں، یا جس کے کان پھٹے ہوئے ہوں اس کی قربانی نہ کی جائے۔

(۳۰۴۹) داؤد رقّی سے روایت ہے کہ مجھ سے خوارج میں سے ایک شخص نے کتاب خدا کی اس آیت ثمانية ازواج من الضان اثنين و من المعز اثنين..... و من الابل اثنين و من البقر اثنين سورہ انعام ۱۴۳-۱۴۴ (اللہ تعالیٰ نے نر و مادہ ملا کر آٹھ قسم کے جوڑے پیدا کئے ہیں بھیڑ کی قسم سے دو (نر و مادہ) بکری کی قسم سے دو (نر و مادہ) اے رسول ان کافروں سے پوچھو کہ خدا نے ان بھیڑ بکریوں کے دونوں نروں کو حرام کر دیا ہے یا دونوں مادینوں کو یا ان بچوں کو جو ان مادیوں کے پیٹ میں ہیں۔ اگر تم سچے ہو تو مجھے سمجھ کے بتاؤ اور دو اونٹ کے (نر و مادہ) اور دو گائے کے (نر و مادہ) اے رسول تم ان سے پوچھو کہ خدا نے ان دوتوں (اونٹ و گائے) کے نروں کو حرام کیا یا دونوں مادینوں کو یا ان بچوں کو جو ان دونوں مادیوں کے پیٹ میں ہیں) کے متعلق دریافت کیا کہ اس میں سے اللہ نے کس کو حلال کیا اور کس کو حرام کیا؟ تو اس وقت میرے پاس اس کا کوئی جواب نہ تھا میں اس وقت حج کے مناسک بجا لا رہا تھا۔ تو حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور اُس کا یہ سوال بیان کیا تو آپؑ نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے بھیڑ بکریوں میں سے منیٰ میں قربانی کے لئے پالتو کو حلال کیا ہے اور پہاڑی کو حرام کیا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا یہ قول اونٹ میں دو اور گائے میں دو تو اللہ تعالیٰ نے منیٰ میں قربانی کے اعرابی اونٹ کو حلال کیا ہے اور بختاتی (خراسانی) اونٹ کو حرام کیا ہے اور گائے میں سے قربانی

کے لئے اہلی کو حلال کیا ہے اور پہاڑی کو حرام کیا ہے۔اس کے بعد میں پلٹ کر اس شخص خارجی کے پاس گیا اور اس کو یہ جواب بتایا تو اس نے کہا یہ جواب تو تم اور کہیں سے نہیں لائے صرف حجاز سے لائے ہو۔

(۳۰۵۰) ابان نے زرارہ سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا ایک مینڈھا ایک شخص اور اس کے گھر والوں کی طرف سے کافی ہے۔

(۳۰۵۱) یونس بن یعقوب نے حضرت امام جعفر صادق سے گائے کے متعلق پوچھا کہ اس کی قربانی کی جائے ؟ تو آپؑ نے فرمایا یہ سات نفر کی طرف سے کافی ہے۔

(۳۰۵۲) وہیب بن حفص نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا کہ گائے اور اونٹ سات نفر کی طرف سے کافی ہے خواہ وہ گھر والے ہوں یا دوسرے لوگ۔

نیز روایت کی گئی ہے کہ قربانی کے لئے ایک اونٹ یا بکری دس متفرق لوگوں کی طرف سے کافی ہے اور اگر قربانی کے جانور بہت گراں ہوجائیں تو ایک بکری ستر آدمیوں کی طرف سے کافی ہے۔

اور قربانی کے جانوروں کے اندر اونٹ صرف وہ جائز ہے جو ثنی ہو اور یہ وہ ہے جو پانچ سال کا پورا ہوکر چھٹے سال میں پہنچ گیا ہو اور بکری بھی ثنی ہو اور یہ وہ ہے جو ایک سال کی پوری ہوکر دوسرے سال میں ہو اور بھیڑ اگر ایک سال کے اندر ہو تو وہ کافی ہے۔

(۳۰۵۳) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام قول خدا فاذا وجبت جنوبھا فکلوا منھا و اطعموا القانع و المعتر سورہ الحج ۳۶۔ (جب ان کے ہاتھ پاؤں کٹ کر گر پڑیں تو ان میں سے تم خود بھی کھاؤ اور قناعت پیشہ فقیروں اور مانگنے والے محتاجوں کو بھی کھلاؤ) کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپؑ نے فرمایا قانع وہ ہے کہ اس کو جو کچھ دے دیا جائے اس پر قناعت کرے اور معتر وہ ہے جو تم سے مانگ کرلے۔

(۳۰۵۴) اور حضرت امام علی ابن الحسین و حضرت امام محمد باقر علیہ السلام ایک تہائی گوشت اپنے پڑوسیوں میں تقسیم کرتے ایک تہائی سائلین کو دیتے اور ایک تہائی اپنے گھر والوں کے لئے روک لیتے۔

(۳۰۵۵) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام قربانی کے جانور کا گوشت مشرکین کو کھلانا ناپسند و مکروہ جانتے تھے۔

(۳۰۵۶) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ ہم پہلے لوگوں کو قربانی کے جانور کا گوشت تین دن تک منیٰ سے باہر لیجانے کو منع کیا کرتے تھے۔اس لئے کہ گوشت کم ہوتا اور آدمی زیادہ ہوا کرتے مگر آج کل گوشت زیادہ ہے اور آدمی کم ہیں اس لئے اس کے لیجانے میں کوئی حرج نہیں۔

اور قربانی کے جانور کی جلد اور کوہان حرم سے باہر لیجانے میں کوئی حرج نہیں لیکن حرم سے گوشت باہر لیجانا جائز نہیں۔

(۳۰۵۷) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ شکار کے کفارہ میں جو جانور ذبح کیا جائے اس کے گوشت میں سے صاحب کفارہ کھاسکتا ہے؟ آپؑ نے فرمایا اپنے قربانی کے جانور کا گوشت کھائے اور کفارہ کا تصدق کردے۔

(۳۰۵۸) اور امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ قربانی صرف اسی جانور کی کی جائے جو ذی الحجہ کے پہلے عشرہ میں خریدا گیا ہو اور خصی کیا ہوا جانور قربانی کے لئے جائز و کافی نہیں ہے۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی ازواج کی طرف سے گائے ذبح کرتے۔

اور اگر کوئی شخص قربانی کے لئے جانور خریدے اور وہ جانور ذبح کرنے سے پہلے مرجائے تو یہ اس کی طرف سے کافی ہے۔ اور اگر کوئی شخص قربانی کے لئے جانور خریدے اور وہ چوری ہوجائے تو اگر وہ اس کی جگہ پر دوسرا جانور خریدے تو یہ افضل و بہتر ہے اور اگر نہ خریدے تو اس پر کچھ نہیں ہے۔

اور قربانی کے جانور کی جلد سے نفع اٹھانا جائز ہے۔ یا اس کے عوض کوئی چیز خرید لے یا اس کی دباغت کرکے اس سے جراب بنائے یا مصلیٰ بنائے۔ لیکن اگر اس کو تصدق کردے تو یہ افضل ہے۔

اور اگر کوئی شخص منیٰ میں ذبح کرنا بھول جائے یہاں تک کہ خانہ کعبہ کی زیارت بھی کرلے پھر مکہ میں جانور خریدے اور اس کو نحر کرے تو کوئی حرج نہیں یہ اس کی طرف سے کافی ہے۔

(۳۰۵۹) اور علی بن جعفر نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ بن جعفر علیہما السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے قربانی کے لئے جانور خریدا اور خریدنے کے بعد معلوم ہوا کہ وہ کانا ہے کیا یہ اس کی طرف سے قربانی کے لئے کافی ہے؟ آپؑ نے فرمایا ہاں لیکن یہ کہ وہ کعبہ کی طرف ہدی کیا جانے والا نہ ہو اس لئے کہ (کعبہ کی طرف ناقص الاعضاء) ہدی کرنا جائز نہیں ہے۔

(۳۰۶۰) اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے ایسے بوڑھے جانور کے متعلق پوچھا گیا جس کے اوپر اور نیچے کے دو دانت جھڑ چکے ہوں کہ کیا وہ قربانی کے لئے کافی ہے آپؑ نے فرمایا کوئی حرج نہیں اگر اس کی قربانی کی جائے۔

(۳۰۶۱) حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ بچہ جو ابھی ماں کے پیٹ میں ہے اس کی طرف سے قربانی نہیں کی جائے گی۔

(۳۰۶۲) جمیل نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے قربانی کے جانور کے متعلق روایت کی جس کا سینگ ٹوٹا ہوا ہے آپؑ نے فرمایا اگر اندرونی سینگ صحیح ہے تو کافی ہے۔

میں نے اپنے استاد محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے سنا ہے وہ فرماتے تھے کہ میں نے محمد بن حسن صفار رضی اللہ عنہ سے سنا وہ فرمارہے تھے کہ سینگ کا اندرونی دو تہائی حصہ بھی چلا جائے اور ایک تہائی باقی رہ جائے تو اس کی قربانی کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

(۳۰۶۳) اور عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ ہم لوگ مکہ میں تھے کہ قربانی کے جانوروں کی قیمت بہت چڑھنے لگی پہلے ہم لوگوں نے ایک دینار میں خریدا پھر دو دینار میں یہاں تک کہ قیمت سات دینار تک پہنچی اور پھر تو نہ کم قیمت پر جانور رہے نہ زیادہ قیمت پر سو چنانچہ ہشام مکاری نے حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام کو عریضہ لکھا اور آپؑ نے اس کا جواب یہ دیا کہ پہلی قیمت دوسری قیمت اور تیسری قیمت کو دیکھو اور ان تینوں کو جمع کرو اور حاصل جمع کے ایک تہائی کے برابر کی رقم تصدق کر دو (اگر جانور نہیں ملتا)۔

(۳۰۶۴) حضرت امام ابوالحسن موسیٰ بن جعفر علیہما السلام نے ارشاد فرمایا کہ گھر کے کسی پالے ہوئے جانور کی قربانی نہ کی جائے۔

(۳۰۶۵) اور علی بن جعفر نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ بن جعفر علیہما السلام سے قربانی کے متعلق دریافت کیا کہ ذبح کرنے والے نے غلطی سے مالک کے علاوہ کسی دوسرے شخص کا نام لے لیا تو کیا مالک کی طرف سے یہ قربانی کافی ہے؟ آپؑ نے فرمایا ہاں اس کے لئے وہی ہے جو اس کی نیت ہے (الفاظ سے کچھ نہیں ہوتا)

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک ایسے مینڈھے کی قربانی کی جو سینگ والا تھا جو اطراف کی بستیوں میں نظر آتا اور اطراف کی بستیوں میں گھومتا پھرتا تھا۔

(۳۰۶۶) حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص دانستہ طور پر لاغر اور دبلا اونٹ خریدے تو وہ اس کی طرف سے کافی ہے اور تمتع کرنے والے کی ہدی (منیٰ کی طرف لے کر جانے والے جانور) میں بھی یہی ہے۔

(۳۰۶۷) محمد حلبی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ کیا چند آدمیوں کی طرف سے ایک گائے کی قربانی کافی ہے آپؑ نے فرمایا (منیٰ میں) ہدی کرنے کے لئے تو نہیں لیکن دیگر کسی مقام پر قربانی کرنے کے لئے جائز ہے۔ اور قربانی کے بدلے جانور کو ہدی کر دینا کافی ہے۔

(۳۰۶۸) بزنطی نے عبدالکریم بن عمرو سے اور انہوں نے سعید بن یسار سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا کہ جس نے ایک بکری (قربانی کے لئے) خریدی مگر وہ اس کو عرفات نہیں لے گیا آپؑ نے فرمایا کوئی حرج نہیں عرفات لے جائے یا نہ لے جائے۔

باب : ھدی (قربانی کا جانور) قربان گاہ پر پہنچنے سے پہلے چلنے کے قابل نہ رہے یا ہلاک ہو جائے

(۳۰۶۹) معاویہ بن عمار نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جو ایک اونٹنی قربان گاہ کی طرف لے چلا اور اس نے راستہ میں ہی بچہ دے دیا۔ آپؑ نے فرمایا اس اونٹنی کو بھی نحر کرے اور اس کے بچے کو بھی۔ اور اگر یہ ھدی نذر کفارہ وغیرہ کی تھی اور ہلاک ہو گئی تو اس کی جگہ اور اس کے بچے کی جگہ دوسری خریدے۔

(۳۰۷۰) منصور بن حازم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق روایت کی ہے جس کے ھدی کا جانور گم ہو گیا اور ایک دوسرے شخص نے اس کو پایا اور اس نے اس کو نحر کر دیا۔ آپؑ نے فرمایا اگر اس نے اس کو منیٰ میں نحر کیا ہے تو وہ مالک کی طرف سے کافی ہے جس سے یہ گم ہو گیا تھا اور اگر اس نے اس کو منیٰ کے علاوہ کسی دوسری جگہ نحر کیا ہے تو اپنے مالک کی طرف سے وہ کافی نہیں ہے۔

(۳۰۷۱) عبدالرحمن بن حجاج نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا اگر ہدی کو وہ عرفات لے گیا تھا اور اس کے بعد وہ گم ہوا ہے تو پھر یہ اس کی طرف سے کافی ہے۔

(۳۰۷۲) حفص بن بختری سے روایت کی گئی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص ہدی کو منیٰ لے چلا وہ درمیان میں تھکن کے باعث چلنے کے قابل نہیں رہا اور وہ کسی ایسے کو بھی نہیں پاتا کہ جس کو تصدق کر دے اور بتا دے کہ ہدی ہے آپؑ نے فرمایا پھر اس کو اسی جگہ نحر کر دے اور اس پر ایک تحریر لکھ کر رکھ دے تاکہ ادھر سے گذرنے والے کو معلوم ہو جائے کہ یہ صدقہ ہے۔

(۳۰۷۳) قاسم بن محمد نے علی بن ابی حمزہ سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جو ایک اونٹنی منیٰ کی طرف لے چلا مگر وہ اپنے محل پہنچنے سے پہلے ہی (تھک کر) چور ہو گئی (اب اس سے چلنا ممکن نہیں) اب وہ قریب بہ ہلاکت ہے۔ آپؑ نے فرمایا اگر ممکن ہو تو اس کو نحر کر دے اور وہ نعل جو اس نے اس کے گلے میں لٹکایا ہوا ہے اس کو اس کے خون سے آلودہ کر دے تاکہ ادھر سے جو شخص گزرے اس کو معلوم ہو جائے یہ نحر کی ہوئی ہے اور چاہے تو اس کا گوشت کھا لے اور اگر یہ ہدی (جانور) نذر کفارہ وغیرہ کی ہے اور واجب ہے۔ اور تھک کر چور ہو گئی یا ہلاک ہو رہی ہو تو اس پر لازم ہے کہ اس ہدی کے بدلے دوسری ہدی خرید لے اور اگر یہ نذر کفارہ واجب وغیرہ نہیں ہے بلکہ مستحب ہے تو اس پر لازم نہیں ہے کہ اس کی جگہ دوسری خریدے مگر یہ کہ وہ مستحب ادا کرنا چاہتا ہو۔

(۳۰۷۴) عبدالرحمن بن حجاج سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت ابو ابراہیم علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جو اپنے متعتہ الحج کے لئے ہدی (قربانی کا جانور) خرید کر اپنے گھر لایا اور اس کو باندھ دیا مگر وہ کھل گیا اور کہیں گم ہو گیا کیا یہ اس کے لئے کافی ہے یا وہ دوبارہ خریدے آپؑ نے فرمایا نہیں اس کے لئے کافی نہیں مگر یہ کہ اب اس میں قوت خرید نہ ہو۔

(۳۰۷۵) ابن مسکان نے ابی بصیر سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا کہ جس نے ایک مینڈھا خریدا اور وہ اس سے کھو گیا آپؑ نے فرمایا وہ اس کی جگہ دوسرا خریدے میں نے عرض کیا اس نے اس کی جگہ دوسرا خریدا اور جب خرید چکا تو پہلا والا بھی مل گیا؟ آپؑ نے فرمایا اگر دونوں موجود ہیں تو پہلے کو ذبح کرے اور دوسرے کو فروخت کر دے یا اسے بھی چاہے تو ذبح کر دے اور اگر اس نے دوسرے کو ذبح کر دیا ہے تو اس کے ساتھ پہلے کو بھی ذبح کرے۔

(۳۰۷۶) اور معاویہ بن عمار نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ اگر کسی شخص کو بدنہ (قربانی کیلئے اونٹنی) کسی کی گمشدہ مل جائے تو وہ اس کو نحر کر دے اور ادھر سے گزرنے والوں کے علم کیلئے کوئی نشان جیسے تحریر لکھ دے یا اس کے کوہان کو خون سے آلودہ کر دے تاکہ لوگ سمجھ جائیں کہ یہ قربانی کا جانور ہے۔

(۳۰۷۷) علاء نے محمد بن مسلم سے اور انہوں نے اماقینؑ میں سے کسی ایک سے روایت کی ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ واجب قربانی کا جانور اگر عضو شکستہ ہو جائے یا تھکن کے باعث چلنے کے قابل نہ رہے تو کیا اس کو فروخت کر دیا جائے اور اگر فروخت کر دیا جائے تو اس کی قیمت کا کیا کیا جائے؟ فرمایا اگر فروخت کیا جائے تو اس کی قیمت تصدق کر دی جائے اور اس کی جگہ دوسرا ہدی (جانور) خریدا جائے۔

(۳۰۷۸) حماد کی روایت میں ہے جو انہوں نے حریز سے ایک حدیث کے آخر میں کی ہے وہ ہدی (قربانی کا جانور) جو نذر یا کفارہ وغیرہ کا ہے اگر تھک کر چلنے کے قابل نہ رہے تو اگر (اسے ذبح کر کے) اس میں سے کچھ کھا لیا جائے تو یہ قرض ہوگا۔

باب : نحر اور ذبح کرتے وقت کیا کہا جائے

(۳۰۷۹) معاویہ بن عمار نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ نحر سینہ کے بالائی حصہ میں کیا جائے گا جہاں ہار پہناتے ہیں اور ذبح حلق سے ہوگا۔

(۳۰۸۰) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ ہر وہ جانور جو نحر ہوتا ہے اگر اس کو ذبح کر دیا جائے تو وہ حرام ہو جاتا ہے اور ہر وہ جانور جو ذبح کیا جاتا ہے اس کو نحر کر دیا جائے تو وہ حرام ہو جاتا ہے۔

(۳۰۸۱) اور حلبی نے ان ہی جناب علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ نے فرمایا تمہاری قربانی کا جانور نہ کوئی یہودی ذبح کرے اور نہ نصرانی ۔ اگر عورت ہے تو قبلہ رو لٹا کر خود ذبح کرے اور یہ کہے وَ جَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰاتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفاً مُّسْلِماً اَللّٰھُمَّ مِنْکَ وَ لَکَ (میں نے اپنا رخ موڑا ہے اس ذات کی طرف جس نے آسمانوں اور زمینوں کو خلق کیا سنت ابراہیمی کی پیروی کرتے ہوئے اور دین اسلام پر قائم رہتے ہوئے اے اللہ یہ تجھ سے عطا ہوا اور تیرے لئے ہے)

(۳۰۸۲) عبداللہ بن سنان نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے قول خدا فاذکروا اسم اللّٰہ علیھا صواف (پھر جب اونٹوں کو نحر کیلئے کھڑا کرو تو ان پہ اللہ کا نام لو) (سورہ الحج آیت ۳۶) کے متعلق روایت کی ہے آپ نے فرمایا یہ اس وقت کے لئے ہے جبکہ تم اس کو نحر کیلئے کھڑا کرو اور اس کے اگلے دونوں پاؤں نیچے سے گھٹنوں تک باندھ لو اور جب وہ زمین پر گر پڑے ۔

(۳۰۸۳) ابو الصباح کنانی نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ قربانی کے اونٹ کو کیونکر نحر کیا جائے؟ آپ نے فرمایا اس کو کھڑا کر کے داہنی جانب سے نحر کرو۔

(۳۰۸۴) اور معاویہ بن عمار نے آنجناب علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ نے فرمایا جب تم قربانی کا جانور خریدو تو اس کو روبقبلہ کرو پھر نحر کرو یا ذبح کرو اور اس وقت یہ کہو وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰاتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفاً مُّسْلِماً وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ ، اِنَّ صَلَاتِیْ وَ نُسُکِیْ وَ مَحْیَایَ وَ مَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ لَاشَرِیْکَ لَهٗ وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ، اَللّٰھُمَّ مِنْکَ وَلَکَ ، بِسْمِ اللّٰہِ ، وَاللّٰہُ اَکْبَرُ ، اَللّٰھُمَّ تَقَبَّلْ مِنِّیْ (میں نے اپنا رخ اس ذات کی طرف کیا جس نے آسمانوں اور زمینوں کو خلق کیا ہے سنت ابراہیمی اور دین اسلام پر قائم رہتے ہوئے اور میں مشرکین میں سے نہیں ہوں بیشک میری نماز میری عبادت میرا جینا میرا مرنا اس اللہ کے لئے ہے جو تمام عالمین کا پروردگار ہے ۔ اے اللہ یہ تیری طرف سے ہے اور تیرے لئے ہے ۔ اللہ کے نام سے ۔ اور اللہ سب سے بڑا ہے اے اللہ یہ میری طرف سے قبول فرما) پھر چھری پھیرو اور گردن جدا نہ کرو جبتک کہ مر نہ جائے ۔

باب : قربانی کی اونٹنی اسکا دودھ اور اس پر سواری

(۳۰۸۵) حماد نے حریز سے روایت کی ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ حضرت علی علیہ السلام جب (حج کیلئے جاتے) قربانی کی اونٹنی ساتھ لے جاتے اور کسی پاپیادہ چلنے والے کی طرف سے گزرتے تو اس کو اس پر بٹھا لیتے اور اگر کسی حاجی کی سواری گم ہو جاتی اور آپ کے ساتھ قربانی کی اونٹنی ہوتی تو آپ اس کو اس پر سوار کر لیتے بغیر اس کے کہ اس اونٹنی کو کوئی ضرر پہنچے یا زیادہ بوجھل ہو جائے ۔

(۳۰۸۶) یعقوب بن شعیب نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ اگر کسی شخص کو ضرورت پڑ جائے تو وہ اپنے قربانی کے جانور پر سواری کرے تو آپؑ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا وہ اس پر تھوڑی سواری کرے اور اس کی طاقت سے زیادہ بوجھ نہ ڈالے۔

(۳۰۸۷) منصور بن حازم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ حضرت علی علیہ السلام قربانی کی اونٹنی کا دودھ دوھا کرتے اور اس پر اتنا بوجھ لادتے کہ جو اس کے لئے مضر و تکلیف دہ نہ ہو۔

(۳۰۸۸) اور ابو بصیر نے آنجنابؑ سے روایت کی ہے اس قول خدا کے متعلق لکم فیھا منافع الی اجل مسمیٰ (ان چارپایوں میں ایک معینہ مدت تک تمہارے بہت سے فائدے ہیں) (سورہ الحج آیت ۳۳) ان کو زیادہ تکلیف نہ دی جائے اور اگر وہ دودھ دے رہی ہے تو اس کا دودھ دوھے مگر بالکل نچوڑ نہ لے۔

باب : قربانی کے جانور کا مذبح تک پہنچنا

(۳۰۸۹) علی بن ابی حمزہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا کہ جب آدمی نے قربانی کا جانور خریدا اور اس کو اپنے گھر لاکر باندھ لیا تو (گویا) وہ محل تک پہنچ گیا اب اگر وہ چاہے تو اپنا سر منڈوالے (مگر مشہور یہ ہے کہ ذبح یا نحر کے بعد سر منڈوائے)

باب : کسی شخص نے ایک آدمی کو ہدایت کی کہ وہ اسکی طرف سے قربانی کا جانور ذبح کرے اور اپنے سر کا بال منڈوا کر مکہ میں ڈال دیئے

(۳۰۹۰) ابن مسکان نے ابی بصیر سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک شخص نے کسی آدمی کو وصیت کی کہ وہ اس کی طرف سے قربانی کا جانور ذبح کرے اور اپنے سر کے مونڈے ہوئے بال مکہ میں لاکر ڈال دیئے۔آپؑ نے فرمایا کہ اس کو جائز نہیں کہ اپنے سر کے بال منیٰ کے علاوہ کہیں اور لے جاکر ڈالے۔

باب : مناسک حج میں تقدیم و تاخیر

(۳۰۹۱) ابن ابی عمیر نے جمیل بن دراج سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ اس کا بیان ہے کہ اس نے آنجنابؑ سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جس نے سر منڈوانے سے پہلے ہی خانہ کعبہ کی زیارت کرلی۔آپؑ نے فرمایا کہ یہ جائز نہیں مگر یہ کہ وہ بھول گیا ہو۔

اس کے بعد آپؑ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں کچھ لوگ یوم نحر حاضر ہوئے اور ان میں سے کسی نے کہا کہ رسول اللہ میں نے قربانی کا جانور ذبح کرنے سے پہلے ہی اپنا سر منڈوا لیا۔ کسی نے کہا کہ میں نے رمی جمرہ سے پہلے اپنا سر منڈوا لیا غرض ان لوگوں نے کوئی ایسی چیز نہیں چھوڑی جسے پہلے کرنا چاہیئے تھا انہوں نے بعد میں کیا یا بعد میں کرنا چاہیئے انہوں نے پہلے کر لیا۔ آنحضرت نے فرمایا کوئی حرج نہیں ہے۔

(۳۰۹۲) معاویہ بن عمار نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک ایسے شخص کے متعلق جو منیٰ میں قربانی کرنا بھول گیا اور آکر خانہ کعبہ کی زیارت کر لی پھر اس نے مکہ میں آکر جانور خریدا اور پھر نحر کیا۔ آپؑ نے فرمایا کوئی حرج نہیں یہ اس کی طرف سے کافی ہے۔

باب : وہ شخص جو سر کے بال تراشنے یا منڈوانے کو بھول گیا یا اس سے ناواقف تھا یہاں تک کہ منیٰ سے نکل آیا

(۳۰۹۳) علی بن ابی حمزہ نے ابی بصیر سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جس کو یہ علم نہ تھا کہ بال تراشا یا منڈوایا بھی جاتا ہے یہاں تک کہ وہ منیٰ سے کوچ کر گیا؟ آپؑ نے فرمایا وہ منیٰ کی طرف پھر واپس جائے تاکہ وہ اپنا تراشا ہوا یا منڈوایا ہوا بال وہاں ڈال دے اور جس نے ابھی تک کوئی حج نہیں کیا تھا اس کے لئے منڈوانا ضروری ہے۔

اور یہ بھی روایت کی گئی کہ وہ مکہ میں سر منڈوائے اور بال کو منیٰ میں لے جاکر ڈال دے۔

(۳۰۹۴) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یوم نحر (قربانی کے دن) اپنا سر منڈوایا کرتے ناخن تراشا کرتے مونچھ کے تھوڑے بال تراشتے اور ریش مبارک کے اطراف کے بال تراش دیا کرتے تھے۔

باب : حج تمتع یا حج افراد کرنے والا جب قربانی کا جانور ذبح کرے تو زیارت خانہ کعبہ سے پہلے اسکے لئے کیا حلال ہے

(۳۰۹۵) معاویہ بن عمار نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا جب کوئی شخص قربانی کا جانور ذبح کرے اور اپنے سر کے بال منڈوالے تو سوائے عورت کے اور خوشبو کے ہر وہ چیز اس کیلئے حلال ہو جاتی ہے جو اس پر حرام تھی۔ اور جب خانہ کعبہ کی زیارت اور طواف اور صفا و مروہ کے درمیان سعی کر لے تو سوائے عورت کے ہر وہ شے اس کیلئے حلال ہو جاتی ہے جو اب تک اس کیلئے حرام تھی۔ اور جب طواف النساء کر لے تو سوائے شکار کے وہ ہر

شے اس کیلئے حلال ہو جاتی ہے جو اب تک اس کیلئے حرام تھی۔

(۳۰۹۶) علی بن نعمان نے سعید اعرج اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ آنجنابؑ سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا کہ جس نے جمرہ کو کنکریاں مارلیں قربانی کا جانور ذبح کرلیا اور سر کے بال منڈوالیے کیا اب وہ خانہ کعبہ کی زیارت سے پہلے قمیض اور ٹوپی پہن سکتا ہے؟ آپؑ نے فرمایا اگر وہ حج تمتع کر رہا ہے تو ہاں۔

اور روایت کی گئی ہے کہ وہ اپنے سر پر مہندی لگا سکتا ہے۔ سک (ایک قسم کی خوشبو) اور اس طرح کی چیزیں لگانا اسکے لئے مکروہ ہے۔ اور مہندی کا شمار خوشبو میں نہیں ہے۔ اور اس کیلئے سر کا کسی شے سے ڈھانپنا جائز ہے۔ کیونکہ سر کا منڈوالینا اسکے ڈھانپنے سے کہیں زیادہ بڑی بات ہے۔

باب : اگر حج تمتع کرنے والے کے پاس قربانی کے جانور کی قیمت نہ ہو تو اس پر روزہ رکھنے میں کیا واجب ہے

(۳۰۹۷) ائمہ طاہرین علیہم السلام سے روایت کی گئی ہے کہ حج تمتع کرنے والا اگر قربانی کا جانور پاتا ہو مگر اسے خریدنے کیلئے اس کے پاس رقم نہ ہو تو حج میں تین روزے رکھے۔ ایک ترویہ سے پہلے ایک ترویہ کے دن اور ایک عرفہ کے دن اور سات دن جب وہ اپنے اہل وعیال میں واپس جائے۔ یہ کامل دس دن ہیں قربانی کے جانور کے عوض میں۔ اور اگر یہ تین دن کے روزے اس سے چھوٹ جائیں تو پھر حصبہ کی شب وہ سحر کھائے اور یہ کوچ کی شب ہے اور دن کو روزہ رکھے اور اس کے بعد دو دن اور روزہ رکھے اور اگر یہ تین دن بھی چھوٹ جائیں اور کوچ کر جائے اور اس کا قیام نہ رہے تو اگر چاہے تو ان تین روزوں کو راستے میں رکھ لے اور اگر چاہے تو دس روزے اپنے اہل وعیال میں پہنچ کر رکھے اور ان تین روزوں اور سات روزوں کے درمیان فصل کرلے اور چاہے تو مسلسل پے در پے رکھ لے۔

اور اس کیلئے یہ جائز نہیں کہ ایام تشریق میں روزے رکھے اس لئے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بدیل بن ورقاء خزاعی کو خاکی رنگ کے اونٹ پر سوار کرکے روانہ کیا اور حکم دیا کہ وہ تمام خیموں کے درمیان گھوم کر یہ اعلان کردے کہ لوگ ایام منیٰ میں روزے نہ رکھیں اس لئے کہ یہ کھانے پینے اور اپنی ازواج سے ملاعبت کے دن ہیں۔

اور جس شخص کو حج میں ان تین دنوں کے روزوں کا علم نہ ہو تو اگر اس کا جمّال ٹھہرتا ہے تو مکہ میں روزہ رکھے اور اگر نہیں ٹھہرتا تو راستہ میں روزہ رکھے یا پھر اگر چاہے تو مدینہ پہنچ کر روزہ رکھے پھر جب اپنے اہل میں واپس پہنچ جائے تو سات دن روزہ رکھے۔ اور اگر گھر والوں میں پہنچنے سے اور سات دن روزہ رکھنے سے پہلے مرجائے تو اسکے وصی اور وارث پر اس کی قضا نہیں ہے۔

اس کتاب کے مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ یہ بربنائے استحباب ہے واجب نہیں اور یہ اس وقت بھی ہے جب اس نے حج میں تین روزے نہ رکھے ہوں۔

(۳۰۹۸) ابن مسکان سے اور انہوں نے ابی بصیر سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے ایک شخص کے متعلق دریافت کیا جس نے حج تمتع کیا مگر اس کو قربانی کرنے کیلئے جانور نہیں ملا تو اس نے تین روزے رکھے اور جب اس کے تمام مناسک حج پورے ہوچکے تو اس کا ارادہ ہوا کہ وہیں ایک سال قیام کرے آپ نے فرمایا کہ وہ اپنے شہر والوں کا اپنے گھروں تک پہنچنے کا انتظار کرے۔ جب اس کو اندازہ ہوجائے کہ اب وہ اپنے گھر پہنچ گئے ہونگے تو سات روزے رکھ لے۔

(۳۰۹۹) اور معاویہ بن عمار کی روایت میں ہے جو انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کی ہے آپ نے فرمایا کہ جب اس کا مکہ میں قیام ہو جائے اور ارادہ ہو کہ سات روزے رکھے تو جتنے دن اس کو اپنے گھر والوں تک پہنچنے میں لگتے اتنے دن یہ روزے نہ رکھے یا ایک مہینے کے بعد روزہ رکھے۔

اور اگر اس نے وہ تین روزے نہیں رکھے اور کوچ کے بعد قربانی کا جانور خریدنے کیلئے قیمت ہاتھ آگئی تو ایسی صورت میں بھی یہ تین روزے ہی رکھے اس لئے کہ قربانی کے دن گزر گئے۔

(۳۱۰۰) اور زرارہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جس شخص کو قربانی کیلئے جانور خریدنے کی قیمت ہاتھ نہ آئے تو بہتر ہے کہ وہ آخری عشرہ میں تین روزے رکھے اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

(۳۱۰۱) یحییٰ ازرق نے حضرت ابو ابراہیم علیہ السلام سے دریافت کیا ایک ایسے شخص کے متعلق جو تمتع کیلئے یوم ترویہ (۸ ذی الحجہ) پہنچا اس کے پاس قربانی کا جانور تھا اس لئے اس نے یوم ترویہ اور یوم عرفہ روزہ رکھا۔ آپ نے فرمایا کہ وہ ایام تشریق گزرنے کے بعد ایک روزہ اور رکھے۔

راوی کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب سے ایک ایسے حج تمتع کرنے والے کے متعلق دریافت کیا کہ جس کے پاس قربانی کے جانور خریدنے کا آخری دن آگیا اور جانور کی قیمت بڑھ گئی اور اب اس میں خریدنے کی قدرت باقی نہ رہی؟ آپ نے فرمایا وہ ایام تشریق کے بعد تین روزے رکھے۔

(۳۱۰۲) عبدالرحمن بن اعین نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ آپ نے فرمایا وہ لڑکا جس کے پاس قربانی کے لئے جانور نہیں ہے، اس کے بدلے اس کا ولی وسرپرست روزہ رکھے۔

(۳۱۰۳) عمران حلبی سے روایت ہے اس نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا گیا کہ کہ وہ بھول گیا کہ حج تمتع کرنے والے کے پاس اگر قربانی کیلئے جانور موجود نہ ہو تو وہ تین روزے رکھے یہاں تک کہ وہ شخص اپنے اہل وعیال کے پاس واپس آگیا؟ آپ نے فرمایا پھر ایک جانور قربانی کیلئے بھیج دے۔

باب اگر تمتع کرنے والے کے پاس رقم ہو مگر جانور نہ ملے تو وہ کیا کرے

میرے والد رضی اللہ عنہ نے مجھے اپنے ایک خط میں تحریر فرمایا۔ اگر تمہارے پاس قربانی کے جانور کی قیمت ہو مگر جانور نہ مل سکے تو اہل مکہ میں سے کسی کے پاس قیمت چھوڑ جاؤ تاکہ وہ اسی ماہ ذی الحجہ میں تمہارے لئے جانور خرید کر تمہاری طرف سے ذبح کر دے اور اگر ماہ ذی الحجہ گزر جائے اور وہ جانور نہ خرید سکے تو آئندہ سال ماہ ذی الحجہ کیلئے اسکو موخر کر دے اس لئے کہ ایام ذبح گزر گئے۔

باب : محصور و مصدود

(۳۴۴) معاویہ بن عمار نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ محصور اور ہے اور مصدود اور ہے محصور وہ ہے جو بیمار ہو جائے اور مصدود وہ ہے جسے مشرکین واپس کر دیں (حج نہ کرنے دیں) جیسا کہ ان لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے اصحاب کو واپس کر دیا تھا وہ لوگ کسی مرض کی وجہ سے واپس نہ ہوئے تھے۔ مصدود کیلئے عورتیں حلال ہو جائیں گی اور مریض کیلئے عورتیں حلال نہ ہونگی۔

اور اگر کوئی شخص حج قران اور عمرہ کرنے آیا اور محصور (بیمار) ہو گیا تو اپنی قربانی کا جانور کسی شخص کے جانور کے ساتھ بھیج دے اور جب تک وہ جانور محل قربانی تک نہ پہنچے وہ احرام نہ کھولے جب وہ اپنے محل قربانی تک پہنچ جائے تو اپنا احرام کھول دے اور اپنے گھر واپس آجائے اور سال آئندہ اس پر حج لازم ہے اور عورتوں سے مقاربت نہ کرے اور جب اپنا ہدی (قربانی کا جانور) اپنے اصحاب کے ساتھ بھیجے تو ان سے اس دن کا وعدہ لیلے اور جب وہ دن ختم ہو جائے تو یہ سمجھے کہ وعدہ پورا ہو گیا اور اگر وہ لوگ میعاد میں اختلاف کریں تو اسکے لئے ان شاء اللہ تعالیٰ کوئی ضرر نہیں ہے۔

(۳۴۵) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ محصور اور مضطر اپنے (بدنہ) اونٹ کو وہیں نحر کریں گے جہاں وہ محصور ہوئے ہیں۔

(۳۴۶) اور معاویہ بن عمار نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے محصور کے متعلق دریافت کیا جو قربانی کا جانور ساتھ نہیں لایا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ وہ ایک جانور قربانی کر کے واپس چلا جائے۔ تو عرض کیا گیا کہ اگر قربانی کا جانور نہ ملے؟ آپ نے فرمایا پھر روزہ رکھے۔

اور اگر وہ حج کیلئے عمرہ سے تمتع کر رہا ہے اور اسے کسی ظالم حاکم نے مکہ میں قید کر لیا اور یوم نحر تک اس کو رہا نہیں کیا تو اس کو لازم ہے کہ جمع میں لوگوں سے ملحق ہو پھر وہاں سے پلٹ کر منیٰ آئے رمی جمرات کرے جانور کی قربانی کرے اور اپنا سر منڈوائے اس پر کوئی کفارہ وغیرہ نہیں۔

اور اگر اس ظالم نے اس کو یوم نحر چھوڑا تو پھر وہ حج سے مصدود ہے اگر وہ عمرہ تمتع کیلئے مکہ آیا ہے تو خانہ کعبہ کا سات مرتبہ طواف کرے اور صفا و مروہ کے درمیان سات مرتبہ چکر لگائے اپنا سر منڈوالے اور ایک بکری ذبح کرے اور اگر وہ مکہ میں حج افراد کیلئے آیا ہے تو اس پر ذبح کرنا لازم نہیں اور اس پر کفارہ وغیرہ کچھ نہیں ہے۔

(۳۰۷) رفاعہ بن موسیٰ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے بیان فرمایا کہ ایک مرتبہ حضرت امام حسین علیہ السلام عمرہ کیلئے نکلے اور اپنے ساتھ قربانی کا جانور لیا اور مقام سقیا تک پہنچے وہاں بیمار پڑگئے۔ تو آپ نے اپنا سر وہیں منڈوالیا اور جانور کی قربانی بھی وہیں کر دی اور واپس آئے دروازے کو دستک دی تو حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا رب کعبہ کی قسم میرا فرزند آگیا۔ دروازہ کھول دو اور لوگ ان کیلئے پانی گرم کئے ہوئے تھے آپ پانی پر جھک پڑے اور اسے نوش فرمایا اور پھر بعد میں آپؑ نے عمرہ کیا۔

اور محصور کیلئے جب تک وہ خانہ کعبہ کا طواف نہ کرے اور صفا و مروہ کے درمیان سعی نہ کرے عورت حلال نہیں اور حج قران کرنے والا اگر محصور ہو جائے اور اس نے (محصور کرنے والے سے) شرط کر لی ہو کہ جس طرح تو نے قید کیا ہے اسی طرح آزاد کرنا تو وہ نہ قربانی کا جانور بھیجے گا اور نہ آئندہ سال تمتع کرے گا بلکہ وہ اسی طرح داخل ہوگا جس طرح اس میں سے نکلا ہے۔

(۳۰۸) اور حمزہ بن حمران نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس شخص کے متعلق دریافت کیا جس نے یہ کہا کہ جس طرح تو نے مجھے (حج سے) روکا اسی طرح آزاد کر۔ تو آپؑ نے فرمایا کہ جس طرح اللہ نے اس کو روکا اسی طرح اب آزاد ہے اور اس کہنے سے اس پر آئندہ سال کا حج ساقط نہیں ہوگا۔

باب : ایک آدمی قربانی کا جانور بھیج دے اور خود اپنے اہل و عیال میں مقیم رہے

(۳۰۹) معاویہ بن عمار سے روایت کی گئی ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا کہ جو قربانی کا جانور بربنائے واجب نہیں بلکہ بربنائے استحباب منیٰ بھیجتا ہے۔ آپؑ نے فرمایا پھر وہ اپنے اصحاب سے کسی دن کا اس ساعت کا وعدہ لے کہ وہ لوگ اس کے گلے میں قلادہ ڈالیں گے۔ اور وہ دن اور وہ ساعت آئے تو یہ یوم نحر تک ہر اس چیز سے اجتناب کرے جس سے حالت احرام میں اجتناب ہوتا ہے اور جب یوم نحر آجائے تو یہ اس کی طرف سے کافی ہوگا۔ اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یوم حدیبیہ مشرکین نے مکہ جانے سے روک دیا تو آپ نے وہیں اونٹ نحر کیا احرام کھول دیا اور واپس مدینہ گئے۔

(۳۱۰) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ تم لوگوں کو ہر سال حج کرنے سے کیا امر مانع ہے۔ لوگوں نے کہا کہ ہم لوگوں کے پاس اتنا مال نہیں ہے۔ آپؑ نے فرمایا کیا تم لوگوں میں سے کسی کے پاس اتنی بھی قدرت

نہیں کہ جب اس کا کوئی بھائی حج کیلئے جارہا ہو تو اس کو ایک قربانی کے جانور کی قیمت دے دے اور اس سے التجا کرے کہ وہ اس کی طرف سے کعبہ کا سات مرتبہ طواف کرے اور قربانی کا جانور ذبح کر دے اور یہ جب عرفہ کا دن آئے تو اپنا لباس پہن کر کسی مسجد میں چلا جائے اور غروب آفتاب تک وہاں دعاؤں میں مشغول رہے۔

باب : حج کے متعلق نادر احادیث

(۳۱۱۱) بکیر بن اعین نے اپنے بھائی زرارہ سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ مولا میں آپؑ پر قربان میں چالیس سال سے آپؑ سے حج کے مسائل پوچھتا رہتا ہوں اور آپؑ بتاتے رہتے ہیں؟ آپؑ نے فرمایا اے زرارہ اس گھر کا حضرت آدمؑ کی پیدائش سے دو ہزار سال پہلے سے حج کیا جارہا ہے اور تم چاہتے ہو کہ اس کے مسائل سے چالیس سال میں بے نیاز ہو جاؤ۔

(۳۱۱۲) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ حرم کی وادیوں کا پانی حل میں بہتا ہے مگر وادیوں کا پانی حرم میں نہیں بہتا۔

اور ابو حنیفہ نعمان بن ثابت سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ اگر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نہ ہوتے تو لوگوں کو اپنے مناسک حج کا علم نہ ہوتا۔

(۳۱۱۳) ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے راہ مکہ میں پانی اور اس کی گرانی کا ذکر کیا گیا تو آپؑ نے فرمایا کہ پانی گراں نہیں ہوگا لیکن اس وقت کہ جب اس کیلئے ایک تنہا اونٹ ہو اور اس پر پانی کے ساتھ کوئی دوسری شے نہ لادی جائے۔

(۳۱۱۴) اور حضرت علی علیہ السلام اس اونٹ پر حج اور عمرہ کرنے کو ناپسند اور مکروہ سمجھتے تھے جو جلالہ (غلیظ خور) ہو۔

(۳۱۱۵) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ ایام حج میں اللہ تعالیٰ ملائکہ کو آدمیوں کی شکل میں بھیج دیتا ہے جو حاجیوں اور تاجروں سے ان کے اموال خریدتے ہیں تو عرض کیا گیا کہ پھر وہ اسے خرید کر کیا کرتے ہیں؟ فرمایا وہ اسے سمندر میں ڈال دیتے ہیں۔

اور محمد بن عثمان عمری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ خدا کی قسم حضرت صاحب الامر علیہ السلام ہر سال حج میں موجود ہوتے ہیں وہ لوگوں کو دیکھتے اور پہچانتے ہیں لیکن لوگ ان کو دیکھتے ہیں مگر انہیں پہچانتے نہیں۔

اور عبداللہ بن جعفر حمیری سے روایت کی گئی ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے محمد بن عثمانؓ عمری سے دریافت کیا کہ کیا آپ نے حضرت صاحب العصر علیہ السلام کو دیکھا؟ انہوں نے کہا کہ ہاں آخری مرتبہ میں نے آنجنابؑ کو بیت اللہ الحرام کے پاس دیکھا وہ یہ دعا فرما رہے تھے کہ اللھم انجزلی ما وعدتنی (اے اللہ جو تو نے مجھ سے وعدہ کیا ہے اسے پورا کر)

محمد بن عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ پھر میں نے آنجناب علیہ السلام کو مستجار میں خانہ کعبہ کے پردے کو پکڑے ہوئے یہ دعا کرتے دیکھا اللھم انتقم لی من اعدائک (اے اللہ اپنے دشمنوں سے میرے لئے انتقام لے)

(۳۱۱۶) داؤد رقی سے روایت کی گئی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک شخص کے پاس میرا کچھ مال تھا اور مجھے ڈر تھا کہ وہ کہیں ڈوب نہ جائے تو میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت حاضر ہوا اور آنجنابؑ سے اسکی شکایت کی آپؑ نے فرمایا کہ جب تم مکہ مکرمہ جاؤ تو حضرت عبدالمطلب کی طرف سے خانہ کعبہ کا طواف کرو اور انکی طرف سے دو رکعت نماز پڑھو۔ اور پھر حضرت ابو طالب کی طرف سے طواف کرو انکی طرف سے دو رکعت نماز پڑھو۔ پھر حضرت عبداللہ کی طرف سے طواف کرو اور انکی طرف سے دو رکعت نماز پڑھو پھر حضرت آمنہ (والدہ حضرت محمدؐ) کی طرف سے طواف کرو اور انکی طرف سے دو رکعت نماز پڑھو۔ پھر حضرت فاطمہ بنت اسد کی طرف سے طواف کرو اور انکی طرف سے دو رکعت نماز پڑھو پھر اللہ تعالیٰ سے دعا کرو کہ تمہارا مال تمہیں واپس دیدے۔

راوی کا بیان ہے کہ میں نے ایسا ہی کیا اور یہ سب کرکے باب صفا سے نکلا تو ناگاہ دیکھا کہ میرا قرض دار (دروازے پر) کھڑا ہے اور یہ کہہ رہا ہے کہ اے داؤد تم نے مجھ کو باندھ لیا آؤ اور اپنا مال لے لو۔

(۳۱۱۷) حضرت امام جعفر صادق اور موسیٰ بن جعفر علیہما السلام نے فرمایا کہ جو شخص پوری سعی یا کچھ سعی بھول جائے پھر یاد آجائے تو اپنا رخ پیچھے کی طرف نہ موڑے لئے پاؤں اس مقام پر آئے جہاں سے اس پر سعی واجب ہے۔

(۳۱۱۸) سعد بن سعد اشعری نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ کیا کوئی شخص حالت احرام میں خرید یا فروخت کر سکتا ہے آپؑ نے فرمایا کہ ہاں۔

(۳۱۱۹) اور حریز کی روایت میں ہے جو انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کی ہے کہ میں نے آنحضرت سے عرض کیا کہ ایک شخص عصر کے وقت مکہ میں داخل ہوا۔ آپؑ نے فرمایا کہ وہ پہلے نماز عصر پڑھے پھر طواف کرے۔

(۳۱۲۰) سکونی نے اپنے اسناد کے ساتھ روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے ایک ایسی عورت کے متعلق ارشاد فرمایا جس نے نذر مانی تھی کہ کہ چار طواف کرے گی۔ آپؑ نے فرمایا کہ وہ سات سات چکر کے دو طواف اپنے دونوں ہاتھوں کیلئے کرے اور سات سات چکر کے دو طواف اپنے دونوں پاؤں کیلئے کرے۔

(۳۱۲۱) ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا گیا کہ جس کے لباس میں خون لگا ہوا ہے اور اتنا ہے کہ جس میں نماز جائز نہیں ہے مگر اس نے اسی لباس میں خانہ کعبہ کا طواف کر لیا؟ آپؑ نے فرمایا اس میں اس کا طواف ہو گیا مگر اب نماز پڑھے تو طاہر لباس میں پڑھے۔ (مگر مشہور ہے کہ طواف میں طہارت جسم ولباس دونوں کی شرط ہے)

(۳۱۲۲) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا جب تمہارا جی نہ چاہتا ہو تو طواف چھوڑ دو۔ (بد دلی کے ساتھ طواف نہ کرو)

(۳۱۲۳) ہیثم بن عروہ تمیمی نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ میری زوجہ مریضہ تھی میں نے اس کو اٹھالیا اور اس کو ساتھ لیکر خانہ کعبہ کا طوافِ فریضہ کیا اور صفا و مروہ کے درمیان سعی کی اور جی میں تھا کہ میں اپنی طرف سے کر رہا ہوں تو کیا یہ میرے لئے کافی ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں۔

(۳۱۲۴) احمد بن ابی نصر بزنطی نے حضرت امام ابو الحسن علیہ السلام سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے عرض کیا کہ ہمارے اصحاب کی رائے یہ ہے کہ حج اور عمرہ کے علاوہ اور کبھی اپنا سر منڈوانا اپنے کو مثلہ کرالینا ہے؟ تو آپؑ نے فرمایا کہ ابوالحسن (موسیٰ) علیہ السلام جب اپنے مناسک پورے کرلیتے تو ایک قریہ میں جس کا نام سایہ ہے چلے جاتے اور وہاں سر منڈوالیتے تھے۔

(۳۱۲۵) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی گئی ہے کہ آپؑ نے فرمایا حج اور عمرہ کے علاوہ اور کبھی سر منڈوانا تمہارے دشمنوں کے لئے مثلہ ہے مگر تم لوگوں کیلئے باعث حسن و جمال ہے۔

(۳۱۲۶) محمد بن سنان نے مفضل بن عمر سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی کہ آپؑ نے فرمایا جو شخص زاملہ (وہ جانور جو سواری کا نہ ہو سامان لادنے کا ہو) پر سوار ہو اور اس پر سے گر کر مر جائے تو جہنم میں گیا۔

اس کتاب کے مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ لوگ عموماً بوجھ لادنے والے جانور پر سوار ہو جاتے اور جب اس پر سے اترنا چاہتے تو بغیر کسی سہارے کے اترتے اور گر پڑتے اس لئے اس سے منع فرمایا تاکہ کوئی شخص عمداً گر کر مر نہ جائے یہ خودکشی ہوگی اور وہ جہنم کا مستحق ہوگا۔ اس حدیث کا مطلب یہ ہے۔ اور یہ اس لئے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں اور ائمہ طاہرین علیہم السلام کے زمانہ میں لوگ بوجھ لادنے والی سواری پر سوار ہوتے اور منع کرنے پر بھی نہیں مانتے تھے اور اسکو برا نہیں سمجھتے تھے۔

(۳۱۲۷) اور وہ حدیث جس کی روایت حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کی گئی ہے وہ یہ ہے کہ آپؑ نے فرمایا جو شخص بوجھ لادنے کی سواری پر سوار ہو اس کو چاہیئے کہ پہلے وصیت کرکے سوار ہو اس میں آپ نے زاملہ پر سواری سے منع نہیں فرمایا ہے بلکہ اس میں گرنے سے احتراز کا حکم ہے اور یہ ایسا ہی ہے جیسے کوئی کہنے والا کہے کہ جو شخص حج کیلئے یا جہاد فی سبیل اللہ کیلئے نکلے تو پہلے وصیت کرے۔ اور گزشتہ زمانہ میں صرف زوامل تھے محملیں تو تازہ ایجاد ہیں گزشتہ زمانہ میں ان سے کوئی واقف نہ تھا۔

(۳۱۲۸) معاویہ بن عمار نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے وہ کہتا ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جس نے حج افراد کیا مکہ میں آیا خانہ کعبہ کا طواف کیا پھر اپنے اصحاب کے پاس آیا تو دیکھا

کہ وہ اپنے بال تراش رہے ہیں تو اس نے بھی ان کے ساتھ اپنے بال تراش لئے اور بال تراشنے کے بعد اسکو یاد آیا کہ وہ تو حج افراد کر رہا ہے۔ آپؑ نے فرمایا اس پر کچھ نہیں ہے جب وہ نماز پڑھے تو از سر نو تلبیہ کہہ لے۔

(۳۱۲۹) علی بن یقطین سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام ابوالحسن اول علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جس نے صرف ایک حج کیلئے پانچ آدمیوں کو رقم دی (کہ ان میں سے کوئی بھی ایک حج کرے) تو ان میں سے ایک آدمی حج کو گیا تو کیا اسکا ثواب ان پانچ آدمیوں میں سب کو ملے گا؟ آپؑ نے فرمایا ہاں۔ میں نے عرض کیا سب سے زیادہ ثواب کس کو ملے گا؟ فرمایا اسکو جس نے گرمی، سردی برداشت کی ہے۔ اور اگر اس نے کبھی حج نہیں کیا تھا تو پھر یہ حج ان میں سے کسی کے بدلے میں نہیں ہوگا۔ بلکہ جس نے حج کیا اسی کیلئے ہوگا۔

(۳۱۳۰) منصور بن حازم سے روایت ہے اسکا بیان ہے کہ سلمہ بن محرز نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا اور میں وہاں موجود تھا۔ اس نے عرض کیا کہ میں نے خانہ کعبہ کا طواف کیا اور صفا و مروہ کے درمیان سعی کی پھر منیٰ آگیا۔ اور بغیر طواف النسا۔ کئے ہوئے اپنی زوجہ سے مجامعت کرلی۔ آپؑ نے فرمایا یہ تم نے بہت برا کیا اور اسے جاہل قرار دیا۔ اس نے عرض کیا اب تو میں اس میں پھنس ہی گیا۔ آپؑ نے فرمایا تجھ پر کوئی کفارہ نہیں (یہ سب جہالت کے سبب تھا)

(۳۱۳۱) حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا تم لوگوں کو حج اور عمرہ دونوں کا حکم دیا گیا ہے۔ اس لئے پرواہ نہ کرو جس سے چاہو ابتداء کرو۔

اس کتاب کے مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد عمرہ مفردہ ہے اور عمرہ تمتع الی الحج تو وہ جائز نہیں سوائے اس کے کہ وہ حج سے پہلے کیا جائے۔ اور یہ جائز نہیں کہ اس سے پہلے حج کیا جائے سوائے ایسی صورت کے کہ تمتع کرنے والا شب عرفہ کو نہ پاسکے تو وہ پہلے حج کرے گا پھر اسکے بعد عمرہ کرے گا۔

(۳۱۳۲) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ سب سے پہلے حضرت امام قائم علیہ السلام عدل کا اظہار فرمائیں گے وہ یہ کہ انکی طرف سے ایک منادی ندا دیگا کہ وہ لوگ جو مستحب حج کر رہے ہیں وہ حجراسود اور خانہ کعبہ کا طواف ان لوگوں کے حوالے کر دیں جو حج فریضہ ادا کر رہے ہیں۔

(۳۱۳۳) ابو بصیر سے روایت ہے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ مکہ میں ایک دن قبل حج قیام کرنا افضل ہے بعد حج دو دن کے قیام کرنے سے۔

باب : آداب سفر حج و مناسک حج

جب تم سفر حج کا ارادہ کرو تو اپنے گھر والوں کو جمع کرو دو رکعت نماز پڑھو اور بہت زیادہ اللہ کی حمد کرو اور محمدؐ و آل محمدؐ پر درود بھیجو پھر یہ کہو اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْتَوْدِعُکَ الْیَوْمَ دِیْنِیْ وَنَفْسِیْ وَمَالِیْ وَاَھْلِیْ وَ وَلَدِیْ وَجِیْرَانِیْ ، وَاَھْلَ حِزَانَتِیْ الشَّاھِدَ مِنَّا وَالْغَائِبَ وَجَمِیْعَ مَا اَنْعَمْتَ بِہٖ عَلَیَّ ، اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنَا فِیْ کَنَفِکَ وَ مَنْعِکَ وَعِیَاذِکَ وَعِزِّکَ ، عَزَّ جَارُکَ وَجَلَّ ثَنَاؤُکَ ، وَ امْتَنَعَ عَائِذُکَ ، وَلَا اِلٰہَ غَیْرُکَ ، وَتَوَکَّلْتُ عَلَی الْحَیِّ الَّذِیْ لَا یَمُوْتُ ، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ لَمْ یَتَّخِذْ صَاحِبَۃً وَلَا وَلَدًا ، وَلَمْ یَکُنْ لَہٗ شَرِیْکٌ فِی الْمُلْکِ وَلَمْ یَکُنْ لَہٗ وَلِیٌّ مِنَ الذُّلِّ وَکَبِّرْہُ تَکْبِیْرًا ؛ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کَبِیْرًا ، وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ کَثِیْرًا ، وَسُبْحَانَ اللّٰہِ بُکْرَۃً وَّاَصِیْلًا (اے اللہ آج میں اپنا دین اپنی جان اپنے گھر والے اپنی اولاد اپنے پڑوسی اور اپنے زیر پرورش اور جو ہم میں سے یہاں موجود ہیں ان کو اور جو یہاں موجود نہیں ہے ان کو اور ان تمام نعمتوں کو جو تو نے مجھے عطا فرمائیں تیرے سپرد کرتا ہوں ۔ اے اللہ تو ہم لوگوں کو اپنی نگہبانی ، اپنی حفاظت اپنی پناہ اور اپنی تقویت میں قرار دے ۔ جو تیری تقویت میں ہوتا ہے وہ قوی ہوتا ہے ۔ تیری حمد وثنا بہت بڑی ہے تیری پناہ مانگنے والا بہت محفوظ ہے ۔ نہیں ہے کوئی الٰہ سوائے تیرے ۔ میں بھروسہ رکھتا ہوں اس ذات پر جو زندہ ہے کبھی نہیں مرے گا ۔ حمد اس اللہ کی جس نے نہ کسی کو اپنی زوجہ بنایا نہ کسی کو اپنا فرزند بنایا اور مالکیت میں اسکا کوئی شریک نہیں اور نہ اس میں کسی طرح کی کمزوری ہے کہ کوئی اسکی سرپرستی کرے اور اس کی بڑائی اچھی طرح کیا کرو)

پھر جب تم اپنے گھر سے نکلو تو کہو بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ ، اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ وَعْثَاءِ السَّفَرِ وَکَآبَۃِ الْمُنْقَلَبِ وَسُوْءِ الْمَنْظَرِ فِی الْاَھْلِ وَالْمَالِ وَالْوَلَدِ ؛ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ فِیْ سَفَرِیْ ھٰذَا السُّرُوْرَ وَالْعَمَلَ بِمَا یُرْضِیْکَ عَنِّیْ ، اَللّٰھُمَّ اقْطَعْ عَنِّیْ بُعْدَہٗ وَمَشَقَّتَہٗ وَاَصْحِبْنِیْ فِیْہِ وَاخْلُفْنِیْ فِیْ اَھْلِیْ بِخَیْرٍ (اللہ کے نام سے جو رحمٰن و رحیم ہے ۔ نہیں ہے کوئی طاقت اور نہیں ہے کوئی قوت لیکن صرف خدائے برتر وبزرگ کی عطا کی ہوئی ۔ اے اللہ میں تیری پناہ چاہتا ہوں سفر کی تکان سے اور سفر سے محزون و مغموم واپس ہونے سے اور اس امر سے کہ (جب میں سفر سے واپس ہوں تو) اپنے اہل ومال و اولاد کو برے حال میں دیکھوں ۔ اے اللہ میں اپنے اس سفر میں تجھ سے مسرت چاہتا ہوں اور وہ عمل چاہتا ہوں جس سے تو مجھ سے راضی اور خوش ہو جائے ۔ اے اللہ تو اس سفر کی دوری اور اسکی مشقت کو طے کرا دے اور اس میں میرے ساتھ رہ اور میرے گھر والوں کو بخیر وخوبی رکھنے میں میری نیابت کر)

اور جب تم اپنی سواری پر سوار ہو جاؤ اور اپنی محمل میں ٹھیک بیٹھ جاؤ تو یہ کہو اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ ھَدَانَا لِلْاِسْلَامِ ، وَعَلَّمَنَا الْقُرْاٰنَ ، وَمَنَّ عَلَیْنَا بِمُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ ، سُبْحَانَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا ھٰذَا وَمَا کُنَّا لَہٗ مُقْرِنِیْنَ وَاِنَّا اِلٰی رَبِّنَا

لَمُنْقَلِبُوْنَ وَ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ، اَللّٰھُمَّ اَنْتَ الْحَامِلُ عَلَی الظَّھْرِ ، وَ الْمُسْتَعَانُ عَلَی الْاَمْرِ ، وَ اَنْتَ الصَّاحِبُ فِی السَّفَرِ ، وَ الْخَلِیْفَۃُ فِی الْاَھْلِ وَ الْمَالِ وَ الْوَلَدِ ، اَللّٰھُمَّ اَنْتَ عَضُدِیْ وَ نَاصِرِیْ [اس خدا کی حمد جس نے ہم کو اسلام کی ہدایت کی اور ہمیں قرآن کی تعلیم دی اور ہم پر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معبوث کرکے بڑا احسان کیا۔ پاک ہے وہ ذات جس نے اس سواری کو ہمارے تابع کیا حالانکہ ہمارے اندر اسکی کوئی طاقت نہ تھی۔ اور ہم لوگ اپنے رب کی طرف پلٹ کر جانے والے ہیں اور حمد اس اللہ کی جو تمام عالمین کا پروردگار ہے۔ اے اللہ تو ہی (اسکی) پشت پر بٹھانے والا ہے اور ہر کام میں تجھ ہی سے مدد مانگی جاتی ہے۔ اور تو سفر میں ہمارا ساتھی ہے اور میری جگہ تو ہی میرے اہل ومال و اولاد کی دیکھ بھال کرنے والا ہے اے اللہ تو میرا قوت بازو اور میرا مددگار ہے]۔

اور جب تمہاری سواری تمہیں لیکر چلے تو راستہ میں یہ کہو خَرَجْتُ بِحَوْلِ اللّٰہِ وَ قُوَّتِہٖ بِغَیْرِ حَوْلٍ مِنِّیْ وَ قُوَّۃٍ وَ لٰکِنْ بِحَوْلِ اللّٰہِ وَ قُوَّتِہٖ ، بَرِئْتُ اِلَیْکَ یَارَبِّ مِنَ الْحَوْلِ وَ الْقُوَّۃِ ، اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُکَ بَرَکَۃَ سَفَرِیْ ھٰذَا وَ بَرَکَۃَ اَھْلِہٖ ، اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ الْوَاسِعِ رِزْقًا حَلَالًا طَیِّبًا تَسُوْقُہٗ اِلَیَّ وَ اَنَا خَائِضٌ فِیْ عَافِیَۃٍ بِقُوَّتِکَ وَ قُدْرَتِکَ ، اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ سِرْتُ فِیْ سَفَرِیْ ھٰذَا بِلَا ثِقَۃٍ مِنِّیْ بِغَیْرِکَ وَ لَا رَجَاءٍ لِسِوَاکَ فَارْزُقْنِیْ فِیْ ذٰلِکَ شُکْرَکَ وَ عَافِیَتَکَ وَ وَفِّقْنِیْ لِطَاعَتِکَ وَ عِبَادَتِکَ حَتّٰی تَرْضٰی وَ بَعْدَ الرِّضَا [میں اپنی قوت و طاقت سے نہیں بلکہ اللہ کی قوت سے (سفر کیلئے) نکلا ہوں اے پروردگار میں تیری بارگاہ میں ہر قوت وطاقت سے برات کا اظہار کرتا ہوں۔ اے اللہ میں اپنے اس سفر میں اپنے اور اپنے اہل وعیال کیلئے برکت کا خواستگار ہوں۔ اے اللہ میں تیرے وسیع فضل وکرم سے رزق حلال وپاک کا خواستگار ہوں کہ وہ (جہاں بھی ہو) ہانک کر میرے پاس بھیج کہ میں تیری قوت وقدرت کے ذریعہ عافیت کے ساتھ اس میں غوطہ لگاتا رہوں۔ اے اللہ میں اپنے اس سفر میں چلا ہوں تو تیرے سوا کسی اور پر بھروسہ کرکے نہیں چلا۔ اور تیرے سوا کسی اور سے امید بھی نہیں ہے۔ پس تو اس میں اپنے شکر کی اور اپنی طرف سے عافیت کی روزی عطا فرما۔ مجھے اپنی اطاعت اور اپنی عبادت کی توفیق عطا فرما تاکہ مجھے تیری رضا حاصل ہوجائے اور رضا کے بعد مزید رضا حاصل ہو]۔

اور تم پر لازم ہے کہ تم اپنے اس راستے میں اللہ سے ڈرو اسکی اطاعت کو ترجیح دو، گناہوں سے اجتناب کرو، بہترین اخلاق و عمل کا مظاہرہ کرو، خوش اخلاقی دکھاؤ، ساتھیوں سے اچھا برتاؤ کرو، غصہ کو ضبط کرو اور زیادہ تر تلاوت کلام پاک و ذکر الٰہی اور دعاؤں میں مشغول رہو۔

اور جب تم ان مواقیت میں سے کسی ایک میقات پر پہنچو جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مقرر فرمایا ہے جیساکہ آنحضرتؐ نے اہل عراق کیلئے عقیق کو معین کیا ہے جس کا اول مَسلخ وسط غَمْرہ اور آخر ذات عِرق ہے اور اول افضل ہے اور اہل طائف کیلئے قَرنُ المنازل مقرر فرمایا اہل یمن کیلئے یَلَملَم اور اہل شام کیلئے مہیعہ اور یہی جحفہ ہے اور اہل مدینہ کیلئے ذاالحلیفہ مقرر فرمایا اور یہی مسجد شجرہ ہے۔ (جب ان مقامات میں سے کسی پر پہنچو) تو پھر اپنے ناخن تراشنے، مونچھ تراشنے، بغل

کے بال صاف کرنے اور نورہ لگانے کے بعد غسل کرو۔ اور غسل کرتے وقت یہ کہو بِسْمِ اللّٰهِ وَ بِاللّٰهِ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ لِيْ نُوْرًا وَ طَهُوْرًا وَ حِرْزًا وَ اَمْنًا مِنْ كُلِّ خَوْفٍ وَ شِفَاءً مِنْ كُلِّ دَاءٍ وَ سَقَمٍ. اَللّٰهُمَّ طَهِّرْنِيْ وَ طَهِّرْ لِيْ قَلْبِيْ وَ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ وَ اَجْرِ عَلٰى لِسَانِيْ مُحَبَّتَكَ وَ مِدْحَتَكَ وَ الثَّنَاءَ عَلَيْكَ فَاِنَّهُ لَا قُوَّةَ لِيْ اِلَّا بِكَ، وَ قَدْ عَلِمْتُ اَنَّ قِوَامَ التَّسْلِيْمُ لِاَمْرِكَ وَ الْاِتِّبَاعَ لِسُنَّةِ نَبِيِّكَ صَلَوَاتُكَ عَلَيْهِ وَ آلِهٖ (اللہ کے نام سے اور اللہ کی مدد سے۔ اے اللہ اس غسل کو میرے لئے نور و طہارت و حفاظت اور ہر خوف سے محفوظ اور ہر مرض و بیماری سے شفا قرار دے۔ اے اللہ تو مجھے پاک کر اور میرے دل کو پاک کر، میرے سینے کو کشادہ کر دے اور میری زبان پر اپنی محبت، اپنی حمد و ثنا، جاری کر اس لئے کہ تیری دی ہوئی قوت کے سوا میرے اندر کوئی قوت نہیں۔ اور تو جانتا ہے کہ میرے دین کی بقا و قیام تیرے حکم کو تسلیم کرنا اور تیرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کی اتباع کرنے پر منحصر ہے)

پھر احرام کے دونوں لباس پہنو اور کہو اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ رَزَقَنِيْ مَا اُوَارِيْ بِهٖ عَوْرَتِيْ وَ اُؤَدِّيْ بِهٖ فَرْضِيْ وَ اَعْبُدُ فِيْهِ رَبِّيْ وَ اَنْتَهِيْ فِيْهِ اِلٰى مَا اَمَرَنِيْ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ قَصَدْتُهُ فَبَلَّغَنِيْ وَ اَرَدْتُهُ فَاَعَانَنِيْ، وَ قَبِلَنِيْ وَ لَمْ يَقْطَعْ بِيْ، وَ وَجْهَهُ اَرَدْتُ فَسَلَّمَنِيْ، فَهُوَ حِصْنِيْ وَ كَهْفِيْ وَ حِرْزِيْ وَ ظَهْرِيْ وَ مَلَاذِيْ وَ مَلْجَايَ وَ مَنْجَايَ وَ ذُخْرِيْ وَ عُدَّتِيْ فِيْ شِدَّتِيْ وَ رَخَائِيْ (حمد اس اللہ کی جس نے ایسا لباس دیا کہ جس سے میں اپنی شرمگاہ کو چھپاؤں اور اپنے فریضہ حج کو ادا کروں اس میں اپنے رب کی عبادت کروں اور اس نے جو مجھے حکم دیا ہے اسکو سرانجام دوں۔ حمد اس خدا کی کہ میں نے قصد کیا تھا اور اس نے مجھے منزل تک پہنچایا میں نے ارادہ کیا اور اس نے میری مدد کی مجھے قبول کیا اور میرا ساتھ نہیں چھوڑا میں نے اس کی طرف توجہ کی اور ارادہ کیا اور اس نے مجھے سلامتی عطا کی۔ اور وہی تو میرا قلعہ، میری جائے پناہ، میرا محافظ، میری پشت پناہ، میری امید، میری نجات، میرا ذخیرہ اور سختی و کشادگی میں میرا آسرا ہے)۔

اور احرام کیلئے چھ رکعت نماز پڑھو دو دو رکعت کر کے۔ ہر دو رکعت کے اندر پہلی رکعت میں الحمد اور قل ھو اللہ احد پڑھو اور دوسری رکعت میں سورہ الحمد اور سورہ قل یاایھا الکافرون۔ اور ہر دو رکعت کے اندر دوسری رکعت میں سوروں کی قراءت کے بعد رکوع سے پہلے قنوت اور ہر دو رکعت کے آخر میں سلام۔ اور چاہو تو اسی بتائے ہوئے طریقے سے احرام کیلئے صرف دو رکعت پڑھ لو اور احرام باندھنے کیلئے کا بہترین وقت زوال آفتاب کا ہے ویسے طلوع آفتاب سے لیکر غروب آفتاب تک جس وقت چاہو احرام باندھو اس میں کوئی ضرر نہیں ہے۔ اور اگر نماز فریضہ کا وقت ہو تو نماز فریضہ سے پہلے طلوع آفتاب سے پہلے ان رکعتوں کو پڑھ لو پھر نماز فریضہ پڑھو۔ اور اس کے بعد احرام باندھو یہ بہتر و افضل ہے۔ اور جب تم نماز سے فارغ ہو چکو تو پھر اللہ تعالیٰ کی ایسی حمد و ثنا کرو جس کا وہ اہل ہے اور اسکے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجو اسکے بعد کہو اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْاَلُكَ اَنْ تَجْعَلَنِيْ مِمَّنِ اسْتَجَابَ لَكَ وَ آمَنَ بِوَعْدِكَ وَ اتَّبَعَ اَمْرَكَ فَاِنِّيْ عَبْدُكَ وَ فِيْ قَبْضَتِكَ لَا اُوْقٰى اِلَّا مَا وَقَيْتَ وَ لَا آخُذُ اِلَّا مَا اَعْطَيْتَ، اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اُرِيْدُ مَا اَمَرْتَ بِهٖ مِنَ التَّمَتُّعِ بِالْعُمْرَةِ اِلَى الْحَجِّ عَلٰى كِتَابِكَ

وَ سُنَّةِ نَبِيِّكَ صَلَوٰاتُكَ عَلَيْهِ وَ آلِهٖ، فَاِنْ عَرَضَ يَحْبِسُنِىْ فَحُلَّنِىْ حَيْثُ حَبَسْتَنِىْ لِقَدْرِكَ الَّذِىْ قَدَّرْتَ عَلَىَّ، اَللّٰهُمَّ وَاِنْ لَمْ يَكُنْ حُجَّةٌ فَعُمْرَةٌ اَحْرَمُ لَكَ شَعْرِىْ وَ بَشَرِىْ وَلَحْمِىْ وَ دَمِىْ وَعِظَامِىْ وَ مُخِّىْ وَعَصَبِىْ مِنَ النِّسَاءِ وَالطِّيْبِ اَبْتَغِىْ بِذٰلِكَ وَجْهَكَ الْكَرِيْمَ وَ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ (اے اللہ میں تجھ سے درخواست کرتا ہوں کہ تو مجھے ان لوگوں میں قرار دے جنہوں نے تیری دعوت قبول کی اور جو تیرے وعدے پر ایمان لائے اور تیرے حکم کی پیروی کی حقیقت یہ ہے کہ میں تیرا ہی بندہ ہوں اور تیرے ہی قبضہ میں ہوں میں بچ نہیں سکتا جب تک کہ تو نہ بچائے اور میں کچھ نہیں لے سکتا جب تک تو عطا نہ کرے۔

اے اللہ میں نے ارادہ کیا ہے اس حج کیلئے عمرہ کے ساتھ تمتع کا جس کا تو نے حکم دیا تیری کتاب اور تیرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کے مطابق پس اگر میں کسی ایسے عارضہ میں مبتلا ہو جاؤں جو مجھے روک دے تو اپنی اس قدرت کی بنا پر جو تجھے مجھ پر ہے جس طرح تو نے مجھے اس عارضہ میں مبتلا کیا ہے اسی طرح تو مجھے اس سے نجات دے۔ اے اللہ اگر حج نہ ہو سکا تو عمرہ ہی بجا لاؤں گا۔ میں تیرے لئے اپنے بال اپنی کھال اپنے گوشت اپنے خون اپنی ہڈیاں اپنی ہڈیوں کے گودے اور اپنی رگوں پر عورتوں اور خوشبو کو حرام کرتا ہوں اور اسکے ذریعہ میں تیری خوشنودی اور آخرت کا گھر چاہتا ہوں)

تمہارے لئے یہ کافی ہے کہ جب احرام باندھو تو ایک مرتبہ یہ کہہ لو۔

تلبیہ

پھر تم یہ چار تلبیہ آہستہ آہستہ کہو اور واجبات میں سے یہ ہے کہ یہ کہو لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَاشَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ، اِنَّ الْحَمْدَ وَ النِّعْمَةَ لَكَ، وَ الْمُلْكَ لَاشَرِيْكَ لَكَ (میں حاضر ہوں اے اللہ میں حاضر ہوں میں حاضر ہوں تیرا کوئی شریک نہیں میں حاضر ہوں بیشک تمام حمد و نعمت و ملکیت تیرے ہی لئے ہے تیرا کوئی شریک نہیں ہے)

یہ کہنا واجبات میں سے ہے۔ پھر اٹھو اور تھوڑا چلو جب تمہارے قدم یا تمہاری سواری کے قدم زمین پر اچھی طرح استوار ہو جائیں تو پھر بالاعلان تلبیہ کہو اور بلند آواز سے کہو۔ اور اگر تم نے مدینہ منورہ کا راستہ اختیار کیا ہے او مسجد شجرہ سے احرام باندھا ہے تو ان چاروں تلبیہ واجبہ کو چپکے چپکے دل میں کہتے ہوئے بیداء کے مقام پر آؤ اور اس میل پر پہنچو جو راستہ کے بائیں جانب ہے اور جب وہاں پہنچ جاؤ تو باآواز بلند تلبیہ کہو اور تلبیہ کہے بغیر میل سے نہ گزرو۔ اور یہ کہو۔

لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ، لَبَّيْكَ لَاشَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ، اِنَّ الْحَمْدَ وَ النِّعْمَةَ لَكَ وَ الْمُلْكَ لَاشَرِيْكَ لَكَ، لَبَّيْكَ ذَاالْمَعَارِجِ، لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ تُبْدِئُ وَ الْمَعَادُ اِلَيْكَ، لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ دَاعِيًا اِلٰى دَارِ السَّلَامِ، لَبَّيْكَ غَفَّارَ الذُّنُوْبِ، لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ مَرْهُوْبًا وَ مَرْغُوْبًا اِلَيْكَ، لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ اَنْتَ الْغَنِىُّ وَ نَحْنُ الْفُقَرَاءُ اِلَيْكَ، لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ ذَاالْجَلَالِ وَ الْاِكْرَامِ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ اِلٰهَ الْحَقِّ، لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ ذَا النَّعْمَاءِ وَ الْفَضْلِ الْحَسَنِ الْجَمِيْلِ، لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ كَشَّافَ الْكُرَبِ الْعِظَامِ،

لَبَّیْکَ لَبَّیْکَ عَبْدُکَ وَ ابْنُ عَبْدَیْکَ، لَبَّیْکَ لَبَّیْکَ یَا کَرِیْمُ، لَبَّیْکَ لَبَّیْکَ اَتَقَرَّبُ اِلَیْکَ بِمُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ، لَبَّیْکَ لَبَّیْکَ بِحَجَّةٍ وَ عُمْرَةٍ مَعاً لَبَّیْکَ لَبَّیْکَ هٰذِهِ عُمْرَةٌ مُتْعَةٌ اِلَی الْحَجِّ، لَبَّیْکَ لَبَّیْکَ اَهْلَ التَّلْبِیَةِ، لَبَّیْکَ لَبَّیْکَ تَلْبِیَةً تَمَامُهَا وَ بَلَاغُهَا عَلَیْکَ لَبَّیْکَ (میں حاضر ہوں اے اللہ میں حاضر ہوں میں حاضر ہوں تیرا کوئی شریک نہیں میں حاضر ہوں بیشک ہر طرح کی حمد و نعمت تیرے لئے ہے اور ملکیت میں بھی تیرا کوئی شریک نہیں۔ میں حاضر ہوں اے بلندیوں والے میں حاضر ہوں میں حاضر ہوں تجھ سے ہی ابتداء ہے اور واپسی بھی تیری ہی طرف ہے میں حاضر ہوں میں حاضر ہوں۔ میں حاضر ہوں میں حاضر ہوں اے گناہوں کے بخشنے والے میں حاضر ہوں میں حاضر ہوں تجھ سے ڈرتے ہوئے اور تیری طرف رغبت رکھتے ہوئے۔ میں حاضر ہوں میں حاضر ہوں تو غنی ہے اور ہم سب لوگ تیرے محتاج ہیں۔ میں حاضر ہوں میں حاضر ہوں اے صاحب نعمت و فضل حسن و جمیل میں حاضر ہوں میں حاضر ہوں اے بڑی سے بڑی تکلیفوں کو دور کرنے والے میں حاضر ہوں میں حاضر ہوں۔ حاضر ہے حاضر ہے یہ تیرا بندہ اور تیرے دونوں بندوں کا فرزند حاضر ہے حاضر ہے اے کرم کرنے والے میں حاضر ہوں میں حاضر ہوں اور تیرا تقرب چاہتا ہوں محمدؐ و آل محمدؐ کے واسطے سے میں حاضر ہوں میں حاضر ہوں حج اور عمرہ کیلئے ایک ساتھ حاضر ہوں میں حاضر ہوں یہ عمرہ تمتع ہے حج کیلئے میں حاضر ہوں میں حاضر ہوں اے حاضری دیئے جانے کے اہل۔ میں حاضر ہوں میں حاضر ہوں پوری طرح حاضری اور تجھ تک پہنچنے کی حاضری میں حاضر ہوں)

اور تم ہر نماز فریضہ اور نماز نافلہ کے بعد یا جب تمہارا اونٹ تم کو لے کر چلنے لگے یا تم کسی بلندی پر چڑھنے لگو یا کسی پست وادی میں اترنے لگو۔ یا تم کسی سوار سے ملاقات کر دیا تم خواب سے بیدار ہو یا تم اپنی سواری پر سوار ہونے لگو۔ یا تم اپنی سواری سے اترنے لگو نیز ہر صبح کو یہ (مندرجہ بالا لبیک) کہا کرو۔ لیکن اگر ان مواقع میں سے کسی موقع پر یہ تلبیہ کہنا چھوڑ دو تو کوئی نقصان نہیں مگر ہر موقع پر اس کا کہنا افضل ہے سوائے اس تلبیہ کے جس کا کہنا فرض ہے اس کو ہرگز نہ چھوڑو اور کثرت سے ذی المعارج کہا کرو۔

اور جب تم حرم تک پہنچو تو چاہ میمون سے یا فخ سے غسل کرو۔ اور جہاں تم نے قیام کیا ہے اگر وہاں بھی غسل کرلو تو کوئی حرج نہیں پھر حرم میں داخل ہوتے وقت یہ کہو اَللّٰهُمَّ اِنَّکَ قُلْتَ فِیْ کِتَابِکَ الْمُنْزَلِ وَ قَوْلُکَ الْحَقُّ "وَ اَذِّنْ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ یَاْتُوْکَ رِجَالًا وَّ عَلٰی کُلِّ ضَامِرٍ یَّاْتِیْنَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ" اَللّٰهُمَّ وَ اِنِّیْ اَرْجُوْ اَنْ اَکُوْنَ مِمَّنْ اَجَابَ دَعْوَتَکَ، وَ قَدْ جِئْتُ مِنْ شُقَّةٍ بَعِیْدَةٍ وَ مِنْ فَجٍّ عَمِیْقٍ سَامِعاً لِنِدَائِکَ وَ مُسْتَجِیْباً لَکَ، مُطِیْعاً لِاَمْرِکَ، وَ کُلُّ ذٰلِکَ بِفَضْلِکَ عَلَیَّ وَ اِحْسَانِکَ اِلَیَّ فَلَکَ الْحَمْدُ عَلٰی مَا وَفَّقْتَنِیْ لَهُ، اَبْتَغِیْ بِذٰلِکَ الزُّلْفَةَ عِنْدَکَ، وَ الْقُرْبَةَ اِلَیْکَ، وَ الْمَنْزِلَةَ لَدَیْکَ، وَ الْمَغْفِرَةَ لِذُنُوْبِیْ - وَ التَّوْبَةَ عَلَیَّ مِنْهَا بِمَنِّکَ، اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ وَ حَرِّمْ بَدَنِیْ عَلَی النَّارِ، وَ آمِنِّیْ مِنْ عَذَابِکَ وَ عِقَابِکَ بِرَحْمَتِکَ [یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ] (اے اللہ تو نے اپنی کتاب منزل میں فرمایا ہے اور تیرا قول حق ہے کہ "اور (اے ابراہیمؑ) تم لوگوں کو حج کیلئے آواز دو تاکہ وہ لوگ پاپیادہ اور کمزور دبلے اونٹوں پر

سوار ہو کر دور دراز راستوں سے تمہارے پاس حج کیلئے آئیں" اے اللہ مجھے امید ہے کہ میں ان لوگوں میں سے ہو جاؤنگا جنہوں نے تیری دعوت کو قبول کیا اور جو تیری ندا کو سن کر تیرے امر کی اطاعت کرنے کیلئے دور دراز سفر طے کر کے تیری بارگاہ میں آئے ہیں اور یہ سب کچھ تیرا فضل و احسان ہے جو مجھ پر ہے۔ پس تمام حمد تیرے لئے ہے اس لئے کہ تو نے مجھے توفیق عطا فرمائی۔ میں تیرا تقرب تیری نزدیکی اور تیرے حضور میں اپنا مرتبہ اور اپنے گناہوں کی مغفرت اور تیرے فضل و احسان سے اپنی توبہ کی قبولیت چاہتا ہوں۔ اے اللہ تو محمدؐ و آل محمدؐ پر اپنی رحمت کاملہ نازل فرما اور میرے بدن کو جہنم پر حرام کر دے اور مجھے اپنی رحمت سے اپنے عذاب و عتاب سے مامون اور محفوظ رکھ اے رحم کرنے والوں میں سے سب سے زیادہ رحم کرنے والے)۔

اور جب تمہاری نگاہ مکہ کی آبادی پر پڑے تو تلبیہ منقطع کرو۔ اور اس کی حد عقبہ مدنیین یا اس کے بالمقابل ہے اور جو شخص مدینہ کا راستہ اختیار کرے تو وہ اس وقت تلبیہ منقطع کرے جب اسکی نظر عریش مکہ پر پڑے اور وہ عقبہ ذی طویٰ ہے۔ اور تم پر لازم ہے کہ تکبیر و تہلیل و تحمید و تسبیح اور نبی (محمد) صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور انکی آل پر درود پڑھتے رہو۔

دخول مکہ

اور جب تمہارا ارادہ مکہ میں داخل ہونے کا ہو تو کوشش کرو کہ غسل کر کے سکون و وقار کے ساتھ داخل ہو۔

دخول مسجد حرام

اور جب تمہارا ارادہ مسجد حرام میں داخل ہونے کا ہو تو باب بنی شیبہ سے پاپیادہ داخل ہو اپنا دایاں پاؤں بائیں پاؤں سے پہلے رکھو اور تم پر سکون و وقار لازم ہے اس لئے کہ جو اس میں خضوع و خشوع سے داخل ہوگا اسکی مغفرت کر دی جائے گی۔

اور مسجد حرام کے دروازے پر کھڑے ہو کر کہو اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ بِسْمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ وَمِنَ اللّٰهِ وَمَاشَاءَ اللّٰهُ، وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ وَآلِهِ، وَالسَّلَامُ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَآلِهِ، وَالسَّلَامُ عَلٰى اَنْبِيَاءِ اللّٰهِ وَرُسُلِهِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ (آپ پر سلام ہو اے نبی مکرم اور اللہ کی رحمتیں اور برکتیں بھی ہوں۔ رسول اللہ اور انکی آل پر سلام ہو، حضرت ابراہیمؑ اور انکی آل پر سلام ہو، اللہ کے تمام انبیاء اور اسکے رسولوں پر سلام ہو اور حمد اس اللہ کی جو تمام عالمین کا پروردگار ہے)

خانہ کعبہ پر نظر

اور جب تم مسجد حرام میں داخل ہو کر خانہ کعبہ کو دیکھو تو یہ کہو اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ عَظَّمَکَ وَشَرَّفَکَ وَکَرَّمَکَ وَجَعَلَکَ مَثَابَةً لِلنَّاسِ وَاَمْناً مُبَارَکاً وَهُدًی لِلْعَالَمِیْنَ (حمد اس اللہ کی جس نے تجھ کو عظمت و شرف و کرامت عطا فرمائی اور تجھے لوگوں کے اکٹھے ہونے کی جگہ اور جائے امن و مبارک اور تمام جہانوں کیلئے ہدایت گاہ قرار دیا)

حجراسود پر نظر

پھر حجراسود کی طرف دیکھو اس کی طرف اپنا رخ کرو اور کہو اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ هَدَانَا لِهٰذَا وَمَا کُنَّا لِنَهْتَدِیَ لَوْلَا اَنْ هَدَانَا اللّٰهُ ، سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَکْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْکَ لَهٗ ، لَهُ الْمُلْکُ وَلَهُ الْحَمْدُ ، یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ ، وَیُمِیْتُ وَیُحْیِیْ وَهُوَ حَیٌّ لَا یَمُوْتُ ، بِیَدِهِ الْخَیْرُ وَهُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ، اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ ، وَبَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ کَاَفْضَلِ مَا صَلَّیْتَ وَبَارَکْتَ وَتَرَحَّمْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَآلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَجِیْدٌ ، وَسَلَامٌ عَلٰی جَمِیْعِ النَّبِیِّیْنَ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ، اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُوْمِنُ بِوَعْدِکَ ، وَاُصَدِّقُ رُسُلَکَ ، وَاَتَّبِعُ کِتَابَکَ (ہر طرح کی حمد اس اللہ کیلئے ہے جس نے اس کیلئے ہماری رہبری فرمائی اور اگر اللہ ہمیں ہدایت کی توفیق نہ دیتا تو ہم ہدایت یافتہ نہ ہوتے۔ اللہ ہر نقص سے پاک ہے اور حمد اللہ ہی کیلئے سزاوار ہے اور نہیں ہے کوئی اللہ سوائے اسی اللہ کے اور خدا ہی سب سے بڑا ہے۔ نہیں ہے کوئی اللہ سوائے اس اللہ کے وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اس کے لئے مُلک ہے اور اس کے لئے حمد ہے وہی زندہ کرتا ہے اور وہی مارتا ہے پھر وہی مارے گا اور وہی زندہ کرے گا۔ اور وہ خود زندہ رہے گا کبھی نہیں مرے گا۔ وہی ہر شے پر قدرت رکھتا ہے۔ اے اللہ اپنی رحمتیں نازل فرما محمدؐ وآل محمدؐ پر اور برکتیں نازل فرما محمدؐ وآل محمدؐ پر اس سے بھی افضل رحمت و برکت جو تو نے ابراہیمؑ وآل ابراہیمؑ پر نازل فرمائی ہے۔ بیشک تو سزاوار حمد و بزرگی ہے اور تمام انبیاء اور رسولوں پر سلام اور ہر طرح کی حمد اس اللہ کیلئے جو تمام عالمین کا پروردگار ہے اے اللہ میں تیرے وعدے پر ایمان رکھتا ہوں تیرے رسولوں کی تصدیق کرتا ہوں اور تیری کتاب کا اتباع کرتا ہوں)

حجراسود کو بوسہ

پھر (طواف کے اندر) ہر چکر میں حجراسود کو ہاتھ سے مس کرو اور اسے بوسہ دو اور اگر اس پر قدرت نہ ہو تو ہر چکر اس سے شروع کرو اور اس پر ختم کرو۔ اور اگر اس پر بھی قدرت نہ ہو تو داہنے ہاتھ سے اسکو مس کرو اور اس کو چوم لو۔ اور اگر اس پر بھی قدرت نہ ہو تو پھر اپنے ہاتھ سے اشارہ کرو اور ہاتھ کو چوم لو اور یہ کہو اَمَانَتِیْ اَدَّیْتُهَا وَمِیْثَاقِیْ تَعَاهَدْتُهٗ

لِتَشْهَدَ لِي بِالْمُوَافَاةِ ، آمَنْتُ بِاللّٰهِ وَ كَفَرْتُ بِالْجِبْتِ وَ الطَّاغُوتِ وَ اللَّاتِ وَ الْعُزّٰى وَ عِبَادَةِ الشَّيْطَانِ وَ عِبَادَةِ الْأَوْثَانِ وَ عِبَادَةِ كُلِّ نِدٍّ يُدْعٰى مِنْ دُونِ اللّٰهِ عَزَّ وَ جَلَّ (یہ میری امانت تھی جسے میں نے ادا کیا اور یہ میرا عہد تھا جسے میں نے وفا کیا تاکہ تو میرے لئے اس عہد کے وفا کرنے کی گواہی دے۔ میں اللہ پر ایمان لایا اور جبت وطاغوت ولات وعزیٰ اور شیطان کی پرستش اور بتوں کی پوجا اور ہر اس مخالفِ خدا سے انکار کیا جسے خدا کو چھوڑ کر بطور معبود پکارا جائے)۔

نوٹ:- اِن دنوں حجرِ اسود کعبہ کی اصل دیوار میں نہیں بلکہ پرانے حدود سے اندر کر کے بنائی جانے والی دیوار میں نصب ہے اور کیونکہ طواف کے دوران جسم کا کوئی حصہ کعبہ کے اندر داخل نہیں کیا جاسکتا اس سے طواف باطل ہوجاتا ہے اس لئے آجکل طواف کے دوران نہ حجرِ اسود کو چھونا ہے نہ چومنا۔

طواف

پھر خانۂ کعبہ کا سات چکر طواف کرو اور ہر چکر میں حجرِ اسود کو بوسہ دو (مندرجہ بالا نوٹ دیکھیں) اور اپنے قدم قریب قریب رکھو اور جب خانۂ کعبہ کے دروازے پر پہنچو تو کہو سَائِلُكَ فَقِيرُكَ مِسْكِينُكَ بِبَابِكَ فَتَصَدَّقْ عَلَيْهِ بِالْجَنَّةِ اَللّٰهُمَّ الْبَيْتُ بَيْتُكَ ، وَ الْحَرَمُ حَرَمُكَ ، وَ الْعَبْدُ عَبْدُكَ ، وَ هٰذَا مَقَامُ الْعَائِذِ الْمُسْتَجِيرِ بِكَ مِنَ النَّارِ ، فَأَعْتِقْنِي وَ وَالِدَيَّ وَ أَهْلِي وَ وَلَدِي وَ إِخْوَانِيَ الْمُؤْمِنِينَ مِنَ النَّارِ ، يَا جَوَادُ يَا كَرِيمُ (اے اللہ تیرے در کا سوالی تیرا فقیر تیرا محتاج تیرے دروازے پر آیا ہے اسے بھیک میں جنت دیدے۔ اے اللہ یہ گھر تیرا ہی گھر ہے اور یہ حرم تیرا ہی حرم ہے اور یہ بندہ بھی تیرا ہی بندہ ہے اور یہ مقام نارِ جہنم سے تیری پناہ چاہنے والے کا ہے پس تو مجھے اور میرے والدین کو میرے اہل کو میری اولاد کو میرے برادرانِ مومن کو جہنم سے چھٹکارا دیدے اے سخی اور اے کریم)

اور جب تم میزابِ خانۂ کعبہ کے مقابل پہنچو تو یہ کہو۔

اَللّٰهُمَّ أَعْتِقْ رَقَبَتِي مِنَ النَّارِ ، وَ وَسِّعْ عَلَيَّ مِنَ الرِّزْقِ الْحَلَالِ ، وَ ادْرَأْ عَنِّي شَرَّ فَسَقَةِ الْعَرَبِ وَ الْعَجَمِ وَ شَرَّ فَسَقَةِ الْجِنِّ وَ الْإِنْسِ (اے اللہ جہنم سے میرا گلا چھڑا دے اور مجھ پر رزقِ حلال کو وسیع کر اور فاسق عرب وعجم کے شر کو اور فاسق جن وانس کے شر کو مجھ سے دور رکھ)

اور ہر چکر میں گزرتے ہوئے یہ کہو

اَللّٰهُمَّ إِنِّي إِلَيْكَ فَقِيرٌ ، وَ إِنِّي مِنْكَ خَائِفٌ وَ مُسْتَجِيرٌ فَلَا تُبَدِّلْ اِسْمِي ، وَ لَا تُغَيِّرْ جِسْمِي (اے اللہ میں تیرا محتاج ہوں اور میں تجھ سے ڈرتا ہوں اور تیری پناہ چاہتا ہوں پس میرا نام نہ بدلنا اور میرے جسم کو متغیر نہ کرنا)

طواف میں دعا

اور حالت طواف میں یہ کہو اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُکَ بِاسْمِکَ الَّذِیْ یُمْشٰی بِہٖ عَلٰی ظَلَلِ الْمَاءِ کَمَا یُمْشٰی بِہٖ عَلٰی جَدَدِ الْاَرْضِ، وَ اَسْاَلُکَ بِاسْمِکَ الْمَخْزُوْنِ الْمَکْنُوْنِ عِنْدَکَ، وَ اَسْاَلُکَ بِاسْمِکَ الْاَعْظَمِ الْاَعْظَمِ الْاَعْظَمِ الَّذِیْ اِذَا دُعِیْتَ بِہٖ اَجَبْتَ، وَ اِذَا سُئِلْتَ بِہٖ اَعْطَیْتَ اَنْ تُصَلِّیَ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ وَ اَنْ تَفْعَلَ بِیْ، کذا و کذا (اے اللہ میں تیرے اس اسم کے واسطے سے سوال کرتا جس سے سطح آب پر بھی اسی طرح چلا جاسکتا ہے جس طرح سطح زمین پر چلا جاتا ہے اور میں تیرے اس نام کے واسطے سے تجھ سے سوال کرتا ہوں جو تیرے پاس تیرے خزانے میں پوشیدہ ہے اور میں تجھ سے سوال کرتا ہوں تیرے اس اسم کے واسطے جو اعظم بلکہ اعظم تر بلکہ اعظم ترین ہے اور تجھ کو پکارا جائے تو تو جواب دیتا ہے اور جس کے واسطے سے جب تجھ سے کچھ مانگا جائے تو تو عطا فرماتا ہے پس تو اپنی رحمتیں نازل فرما محمدؐ اور انکی آلؑ پر اور میرا یہ کام اور یہ کام کردے) اور جب تم رکن یمانی پر پہنچو تو ہر چکر میں اس سے چسپیدہ ہو جاؤ اور نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور انکی آل پر درود بھیجو۔

نوٹ:۔ موجودہ تغیر کی وجہ سے اپنے جسم کو طواف کے دوران رکن یمانی سے چھونا صحیح نہیں ہے۔

رکن یمانی اور اس رکن کے درمیان کی دعا جس میں حجر اسود ہے

رَبَّنَا آتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَ فِی الْآخِرَۃِ حَسَنَۃً وَ قِنَا بِرَحْمَتِکَ عَذَابَ النَّارِ (اے ہمارے پروردگار ہمیں دنیا میں بھلائی اور آخرت میں بھلائی عطا فرما اور اپنی مہربانی سے عذاب جہنم سے بچالے)

مستجار پر وقوف

اور جب تم ساتویں چکر میں مستجار پر پہنچو جو خانہ کعبہ کی پشت پر رکن یمانی سے متصل خانہ کعبہ کے دروازے کے بالکل بالمقابل ہے تو وہاں ٹھہر جاؤ اور اپنے دونوں ہاتھ خانہ کعبہ پر پھیلا دو اور اپنا رخسار و شکم خانہ کعبہ سے چسپیدہ کر دو اور یہ کہو۔ اَللّٰھُمَّ الْبَیْتُ بَیْتُکَ، وَ الْعَبْدُ عَبْدُکَ، وَ ھٰذَا مَقَامُ الْعَائِذِ بِکَ مِنَ النَّارِ، اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ حَلَلْتُ بِفِنَائِکَ فَاجْعَلْ قِرَایَ مَغْفِرَتَکَ، وَ ھَبْ لِیْ مَا بَیْنِیْ وَ بَیْنَکَ، وَ اسْتَوْھِبْنِیْ مِنْ خَلْقِکَ (اے اللہ یہ گھر تیرا گھر ہے اور یہ بندہ بھی تیرا ہی بندہ ہے اور یہ مقام وہ ہے جہاں ایک پناہ چاہنے والا جہنم سے تیری پناہ چاہے۔ اے اللہ میں تیرے صحن خانہ میں (تیرا مہمان بن کر) آیا ہوں پس اپنی مغفرت سے مجھ کو شکم سیر کردے اور میرے اور تیرے درمیان جو کچھ ہے وہ مجھے بخش دے اور میرے اور تیری مخلوق کے درمیان جو کچھ ہے تو اسے بھی معاف کردے)

پھر جو چاہو دعا مانگو ۔ پھر اپنے پروردگار کے سامنے اپنی گناہوں کا اقرار کرو پھر اسکے بعد کہو اَللّٰھُمَّ مِنْ قِبَلِکَ الرَّوْحُ وَالرَّاحَۃُ وَ الْفَرَجُ وَ الْعَافِیَۃُ ، اَللّٰھُمَّ اِنَّ عَمَلِیْ ضَعِیْفٌ فَضَاعِفْہُ لِیْ وَاغْفِرْلِیْ مَا اِطَّلَعْتَ عَلَیْہِ مِنِّیْ وَ خَفِیَ عَلٰی خَلْقِکَ ، اَسْتَجِیْرُ بِاللّٰہِ مِنَ النَّارِ (اے اللہ تیری ہی طرف سے تمام آسائش و کشادگی اور عافیت ہے اے اللہ بیشک میرا عمل کمزور ہے تو میرے لئے اس میں زیادتی کر دے اور میرے ان گناہوں کی مغفرت فرما جن سے تو مطلع ہے اور جو تیری مخلوق سے پوشیدہ ہیں، میں جہنم سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں)۔

پھر اپنی ذات کیلئے بہت دعا مانگو پھر رکن یمانی کو ہاتھ سے مس کرو اسکے بعد اس رکن کو ہاتھ سے مس کرو جس میں حجر اسود ہے اسکو بوسہ دو اور وہاں ساتواں چکر ختم کرو اور اگر اسے نہ چوم سکو تو کوئی ضروری نہیں لیکن یہ لازمی ہے کہ طواف کا ہر چکر حجر اسود سے شروع کرو اور حجر اسود پر ختم کرو اور یہ کہو۔ اَللّٰھُمَّ قَنِّعْنِیْ بِمَا رَزَقْتَنِیْ ، وَبَارِکْ لِیْ فِیْمَا آتَیْتَنِیْ (اے اللہ تو نے مجھے جو رزق دیا ہے اس پر مجھے قانع بنا اور جو کچھ تو نے مجھے دیا اس میں میرے لئے برکت عطا فرما)

(نوٹ :- مراجع کے فتویٰ کی رو سے طواف مکمل کرنے سے پہلے نہ خانہ کعبہ کی طرف سینہ کیا جاسکتا ہے اور نہ اسے چھوا جاسکتا ہے۔ سابقہ نوٹ بھی دیکھیں)

مقام ابراہیمؑ

پھر مقام ابراہیمؑ پر آؤ اور اسکو اپنے سامنے رکھ کر وہاں دو رکعت نماز پڑھو پہلی رکعت میں سورہ الحمد اور سورہ قل ھو اللہ احد ۔ اور دوسری رکعت میں سورہ الحمد اور سورہ قل یا ایھا الکافرون ۔ پھر تشہد اور سلام پڑھو ۔ اور اللہ کی حمد وثنا بجالاؤ اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور انکی آل پر درود بھیجو ۔ اور اللہ سے دعا کرو کہ یہ تمہاری طرف سے قبول فرمائے اور یہ تمہاری طرف سے آخری حج کا موقع نہ ہو اور یہ دو رکعتیں پڑھنا فرائض میں سے ہے لیکن یہ جس وقت چاہو پڑھو اس میں کوئی کراہت نہیں ہے تم اگر چاہو تو طلوع آفتاب سے لیکر غروب آفتاب تک کسی وقت پڑھ سکتے ہو اس کا وقت طواف سے فراغت کے بعد سے شروع ہوتا ہے مگر یہ کہ وہ نماز واجب کا وقت نہ ہو اگر نماز واجب کا وقت ہے تو پہلے نماز واجب پڑھو اسکے بعد نماز طواف پڑھو اور جب تم نماز طواف کی دو رکعتوں سے فارغ ہو جاؤ تو یہ کہو۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ بِمَحَامِدِہٖ کُلِّھَا عَلٰی نَعْمَائِہٖ کُلِّھَا حَتّٰی یَنْتَھِیَ الْحَمْدُ اِلٰی مَا یُحِبُّ رَبِّیْ وَ یَرْضٰی ، اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ وَ تَقَبَّلْ مِنِّیْ ، وَ طَھِّرْ قَلْبِیْ وَ زَکِّ عَمَلِیْ (حمد ہے اللہ کی اس کی تمام دی ہوئی نعمتوں پر اس کی تمام تعریفوں کے ساتھ یہاں تک کہ وہ حمد اس مقام تک منتہی ہو جسے میرا رب پسند کرے اور جس سے وہ راضی ہو جائے اے اللہ رحمتیں نازل فرما محمدؐ اور آل محمدؐ پر اور میری طرف سے یہ قبول فرما میرے دل کو پاک کر اور میرے عمل کو صاف ستھرا بنا دے)۔

پھر دعا کرو اور اس میں پوری کوشش کرو اور یہ دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ تمہاری طرف سے اس حج کو قبول کرے اس

کے بعد حجر اسود کے پاس آؤ اس کو مس کرو اسے بوسہ دو یا اپنے ہاتھ سے مسح کرو یا اس کی طرف اشارہ کرو اور وہ کہو جو اس سے پہلے کہہ چکے ہو یہ کہنا ضروری ہے۔

آب زمزم کا پینا

اور اگر صفا کی طرف جانے سے پہلے آب زمزم پی سکتے ہو تو پی لو اور پیتے وقت یہ کہو اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ عِلْمًا نَافِعًا، وَرِزْقًا وَاسِعًا، وَشِفَاءً مِّنْ کُلِّ دَاءٍ وَسُقْمٍ اِنَّکَ قَادِرٌ یَا رَبَّ الْعَالَمِیْنَ (اے اللہ تو اس کو علم نافع و رزق واسع اور تمام بیماریوں سے شفا قرار دے اس لئے کہ تو صاحب قدرت ہے اے سارے جہانوں کے پروردگار)۔

صفا کی طرف جانا

پھر کوہ صفا کی طرف جاؤ اور اس پر اس طرح کھڑے ہو کہ خانہ کعبہ پر نظر کر سکو اور اپنا رخ اس رکن کی طرف کرو جس میں حجر اسود ہے اور حمد وثنائے الٰہی بجالاؤ اور جہاں تک ممکن ہو اس کی دی ہوئی نعمتوں کا ذکر کرو اللہ نے تمہارے اوپر جو احسانات کئے ہیں انہیں یاد کرو پھر تین مرتبہ یہ کہو لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ (نہیں ہے کوئی اللہ سوائے اس اللہ کے وہ اکیلا ہے اسکا کوئی شریک نہیں اسی کے لئے ملک ہے اور اسی کے لئے حمد ہے وہی حیات دیتا ہے وہی موت دیتا ہے وہی ہر شے پر قدرت رکھنے والا ہے)

پھر تین مرتبہ یہ کہو اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَۃَ وَالْیَقِیْنَ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ (اے اللہ میں تجھ سے دنیا و آخرت دونوں میں عفو اور عافیت اور یقین کی درخواست کرتا ہوں)

پھر تین مرتبہ یہ کہو اَللّٰھُمَّ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ (اے اللہ مجھے دنیا میں بھلائی دے اور جہنم کے عذاب سے بچالے

پھر سو مرتبہ کہو اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ

اور سو مرتبہ کہو اَللّٰہُ اَکْبَرُ

اور سو مرتبہ کہو سُبْحَانَ اللّٰہِ

اور سو مرتبہ کہو لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ

اور سو مرتبہ کہو اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ اور سو مرتبہ کہو صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ

پھر کہو یَا مَنْ لَّا یُخَیِّبُ سَائِلَہٗ وَلَا یُنْفِدُ نَائِلَہٗ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ، وَاَعِذْنِیْ مِنَ النَّارِ بِرَحْمَتِکَ (اے وہ ذات جو اپنے سائل کو کبھی محروم نہیں کرتی اور جس کی عطا کبھی ختم نہیں ہوتی تو اپنی رحمتیں نازل فرما محمدؐ وآل محمدؐ پر اور اپنی

رحمت سے مجھے جہنم سے بچا دے)

پھر اس کے بعد اپنے لئے جو چاہو دعا مانگو۔ اور تمہارا وقوف کوہ صفا پر پہلی مرتبہ دوسرے وقوفوں کے مقابلہ میں زیادہ طویل ہونا چاہیئے۔ پھر چوتھے زینہ پر اترآؤ بالکل خانہ کعبہ کے سامنے اور یہ کہو اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَ فِتْنَتِهٖ وَ غُرْبَتِهٖ وَ وَحْشَتِهٖ وَ ظُلْمَتِهٖ وَ ضِیْقِهٖ وَ ضَنْكِهٖ، اَللّٰھُمَّ اَظِلَّنِیْ فِیْ ظِلِّ عَرْشِکَ یَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّکَ (اے اللہ میں تیری پناہ چاہتا ہوں قبر کے عذاب اور اسکے فتنہ اور اسکی غربت اور اسکی وحشت اور اسکی تنگی اور گنجائش کی کمی سے اے اللہ جس دن کوئی سایہ سوائے تیرے سایہ کے نہ ہوگا اس دن مجھے اپنے عرش کے زیر سایہ رکھ)

پھر زینہ اترو اور اپنی پشت کو کھلا رکھو اور کہو یَا رَبَّ الْعَفْوِ، یَا مَنْ اَمَرَ بِالْعَفْوِ، یَا مَنْ ھُوَ اَوْلٰی بِالْعَفْوِ، یَا مَنْ یُثِیْبُ عَلَی الْعَفْوِ، اَلْعَفْوَ اَلْعَفْوَ اَلْعَفْوَ، یَا جَوَادُ یَا کَرِیْمُ یَا قَرِیْبُ یَا بَعِیْدُ اُرْدُدْ عَلَیَّ نِعْمَتَکَ، وَ اسْتَعْمِلْنِیْ بِطَاعَتِکَ وَ مَرْضَاتِکَ۔ (اے پروردگار میں تجھ سے عفو چاہتا ہوں اے وہ ذات جس نے لوگوں کو عفو کرنے کا حکم دیا ہے اور وہ ذات جو عفو کرنے کا زیادہ سزاوار ہے اے وہ ذات جو عفو کرنے پر ثواب دیتا ہے تو عفو کر عفو کر عفو کر اے سخی اے کرم کرنے والے اے قریب اے بعید تو اپنی نعمت میرے پاس بھیج دے اور مجھے اپنی اطاعت میں اپنی مرضی کے مطابق استعمال فرما)۔

پھر وہاں سے بہت سکون وقار کے ساتھ چلو اور اس منارہ کے پاس پہنچو جو سعی کی راہ میں ایک طرف ہے وہاں سے اپنے قدم تیز کرو اور کہو بِسْمِ اللّٰهِ وَ اللّٰهُ اَکْبَرُ، اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ، اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ وَ ارْحَمْ وَ تَجَاوَزْ عَمَّا تَعْلَمُ، اِنَّکَ اَنْتَ الْاَعَزُّ الْاَکْرَمُ ۔ وَ اھْدِنِیْ لِلَّتِیْ ھِیَ اَقْوَمُ، اَللّٰھُمَّ اِنَّ عَمَلِیْ ضَعِیْفٌ فَضَاعِفْهُ لِیْ، وَ تَقَبَّلْ مِنِّیْ، اَللّٰھُمَّ لَکَ سَعْیِیْ وَ بِکَ حَوْلِیْ وَ قُوَّتِیْ، فَتَقَبَّلْ عَمَلِیْ یَا مَنْ یَقْبَلُ عَمَلَ الْمُتَّقِیْنَ (اللہ کے نام سے اللہ سب سے بڑا ہے اے اللہ اپنی رحمتیں نازل فرما محمدؐ وآل محمدؐ پر۔ اے اللہ مغفرت فرما۔ رحم فرما اور جو میری کوتاہیاں تو جانتا ہے انہیں درگزر کر۔ بیشک تو ہی سب سے زیادہ عزت وکرم والا ہے۔ اور میری ہدایت کر اے اللہ میری سعی تیرے ہی لئے ہے۔ میری قوت تیرے ہی دی ہوئی ہے۔ میری طاقت تیری ہی عطا کردہ ہے پس میرے عمل کو قبول فرما اے صاحبان تقویٰ کے عمل کو قبول کرنے والے)۔

اور جب تم عطاروں کے کوچے سے گزر جاؤ تو ہرولہ (تیز قدمی) ختم کردو (نوٹ:۔ موجودہ مکہ میں عطاروں کا کوچہ اب اس مقام پر نہیں، دو سبز روشنیوں کے درمیان کا فاصلہ ہرولہ کی نشاندہی کرتا ہے) اور سکون و وقار کے ساتھ چلو اور کہو یَا ذَا الْمَنِّ وَ الطَّوْلِ وَ الْکَرَمِ وَ النَّعْمَاءِ وَ الْجُوْدِ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ وَ اغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ، اِنَّهٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ یَا کَرِیْمُ (اے صاحب احسان و بخشش وکرم و نعمت وسخاوت اپنی رحمتیں نازل فرما محمدؐ وآل محمدؐ پر اور میرے گناہوں کو بخش دے اس لئے کہ اے کریم سوائے تیرے کوئی گناہوں کو نہیں بخشے گا)۔

اورجب تم کوہ مروہ پر پہنچو تو اوپر جاکر کھڑے ہوجاؤ اس طرح کہ خانہ کعبہ تم کو نظر آئے اور وہی دعا پڑھو جو تم نے

کوہ صفا پر پڑھی تھی اور اللہ تعالیٰ سے اپنی حاجتیں طلب کرو اور اپنی دعا میں یہ بھی کہو یَامَنْ اَمَرَ بِالْعَفْوِ، یَامَنْ یَجْزِیْ عَلَی الْعَفْوِ، یَامَنْ دَلَّ عَلَی الْعَفْوِ، یَامَنْ زَیَّنَ الْعَفْوَ، یَامَنْ یُثِیْبُ عَلَی الْعَفْوِ، یَامَنْ یُحِبُّ الْعَفْوَ، یَامَنْ یُعْطِیْ عَلَی الْعَفْوِ، یَامَنْ یَعْفُوْ عَلَی الْعَفْوِ یَارَبَّ الْعَفْوِ الْعَفْوَ الْعَفْوَ الْعَفْوَ (اے وہ ذات جس نے لوگوں کو عفو کرنے کا حکم دیا، اے وہ کہ جو عفو کرنے پر جزا دیتا ہے اے وہ کہ جس نے عفو کی طرف رہنمائی کی ہے اے وہ کہ جس نے عفو کو مزین کیا اے وہ کہ جو عفو کرنے پر ثواب دیتا ہے اے وہ کہ جو عفو کو پسند کرتا ہے اے وہ کہ جو عفو کرنے پر انعام دیتا ہے اے وہ کہ جو عفو کرنے پر عفو کر دیتا ہے اے عفو کے پروردگار عفو کر عفو کر عفو کر)۔

پھر تم اللہ کی بارگاہ میں گڑگڑاؤ اور گریہ وزاری کرو۔ اور اگر رونا نہ آئے تو رونے والے کی صورت بناؤ۔ اور کوشش کرو کہ تمہاری آنکھوں میں آنسو آجائے خواہ ایک مکھی کے سر کے برابر کیوں نہ ہو اور دعا میں پوری کوشش کرو پھر کوہ مروہ سے اترو اور کوہ صفا کی طرف چلو اور جب تم عطاروں کے کوچے کے پاس پہنچو تو اپنے قدم تیز کر دو (ہرولہ کرو) اس پہلے منارہ تک جو کوہ صفا کے قریب ہے اور اس منارہ تک پہنچو تو ہرولہ ختم کر دو۔ اور میانہ رفتار کے ساتھ چلو یہاں تک کہ کوہ صفا تک پہنچ جاؤ اور اس پر جا کر کھڑے ہو جاؤ اور اپنا رخ خانہ کعبہ کی طرف کرو اور وہی دعا پڑھو جو تم نے پہلی مرتبہ پڑھی تھی۔ پھر وہاں سے اتر کر کوہ مروہ کی طرف چلو اور وہی کرو جو پہلے کر چکے ہو اور وہی کہو جو پہلے کہہ چکے ہو۔ یہاں تک کہ کوہ مروہ تک پہنچ جاؤ اور اس طرح کوہ صفا اور کوہ مروہ کے درمیان پھیرے کرو اور وہ اس طرح کہ تمہارا وقوف کوہ صفا پر چار مرتبہ اور کوہ مروہ پر چار مرتبہ ہو اور ان دونوں کے درمیان سعی سات مرتبہ ہو اور کوہ صفا سے شروع کرو اور کوہ مروہ پر ختم کرو۔

اور جو شخص سعی کے اندر ہرولہ ترک کر دے اس طرح کہ ہرولہ کے بغیر کچھ دور نکل جائے تو وہ اپنا چہرہ بغیر پھیرے ہوئے الٹے پاؤں واپس ہو کر اس مقام پر پہنچے جہاں سے ہرولہ ترک کیا ہے اور وہیں سے ہرولہ کرے جہاں سے ہرولہ کرنا چاہیئے اور وہیں ختم کرے جہاں ختم کرنا چاہیئے۔

تقصیر (بال تراشنا)

اور جب تم سعی سے فارغ ہو جاؤ تو کوہ مروہ سے نیچے اترو اور اپنے سر کے بالوں کے اطراف میں سے اور اپنے ابرو میں سے اور اپنی داڑھی میں ذرا ذرا تراش لو اور اپنی مونچھوں میں سے بھی اور ناخن بھی ذرا کاٹو اور تھوڑا اپنے حج کیلئے چھوڑ دو۔ اور جب تم نے یہ سب کچھ کر لیا تو اب احرام کی حالت میں جو جو چیزیں تم پر حرام تھیں وہ سب حلال ہو گئیں اور تمہارے لئے جائز ہے کہ خانہ کعبہ کا جتنا چاہو مستحبی طواف کرو اور کوئی حرج نہیں اگر تم طواف مستحب کی دو رکعت نماز مسجد الحرام کے اندر جہاں چاہو پڑھو۔ اور طواف واجب کی دو رکعت نماز سوائے مقام ابراہیمؑ کے اور کہیں جائز نہیں ہے۔

پھر جب یوم ترویہ (۸ ذی الحجہ) آجائے تو غسل کرو اپنا لباس پہنو اور پا برہنہ مسجد الحرام میں بہت سکون و وقار سے داخل ہو۔ اور خانہ کعبہ کا سات مرتبہ مستحبی طواف کرو اور اگر چاہو تو اپنے طواف کی دو رکعت نماز مقام ابراہیمؑ یا حجر اسماعیلؑ میں پڑھو۔ اور بیٹھ جاؤ اور جب زوال آفتاب کا وقت ہو جائے تو نماز فریضہ سے پہلے چھ رکعت نماز پڑھو اسکے بعد نماز فریضہ ادا کرو اور نماز ظہر کے بعد اور چاہو تو نماز عصر کے بعد حج افراد کی نیت سے احرام باندھو اور یہ کہو:

لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيمُ الْكَرِيمُ ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ ، سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ السَّمَاوَاتِ السَّبْعِ وَرَبِّ الْأَرَضِينَ السَّبْعِ وَمَا فِيهِنَّ وَمَا بَيْنَهُنَّ وَمَا تَحْتَهُنَّ وَرَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ، اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ أَنْ تَجْعَلَنِي مِمَّنِ اسْتَجَابَ لَكَ وَآمَنَ بِوَعْدِكَ وَاتَّبَعَ كِتَابَكَ وَأَمْرَكَ فَإِنِّي عَبْدُكَ وَفِي قَبْضَتِكَ لَا أُوقَى إِلَّا مَا وَقَيْتَ ، وَلَا آخُذُ إِلَّا مَا أَعْطَيْتَ ، اَللّٰهُمَّ إِنِّي أُرِيدُ مَا أَمَرْتَ بِهِ مِنَ الْحَجِّ عَلَى كِتَابِكَ وَسُنَّةِ نَبِيِّكَ صَلَوَاتُكَ عَلَيْهِ وَآلِهِ فَقَوِّنِي عَلَى مَا ضَعُفْتُ عَنْهُ وَيَسِّرْهُ لِي وَتَقَبَّلْهُ مِنِّي وَتَسَلَّمْ مِنِّي مَنَاسِكِي فِي يُسْرٍ مِنْكَ وَعَافِيَةٍ وَاجْعَلْنِي مِنْ وَفْدِكَ وَحُجَّاجِ بَيْتِكَ الَّذِينَ رَضِيتَ عَنْهُمْ وَارْتَضَيْتَ وَسَمَّيْتَ وَكَتَبْتَ ، اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِي قَضَاءَ مَنَاسِكِي فِي يُسْرٍ مِنْكَ وَعَافِيَةٍ وَأَعِنِّي عَلَيْهِ وَتَقَبَّلْهُ مِنِّي ، اَللّٰهُمَّ وَإِنْ عَرَضَ لِي عَارِضٌ يَحْبِسُنِي فَحُلَّنِي حَيْثُ حَبَسْتَنِي لِقَدَرِكَ الَّذِي قَدَّرْتَ عَلَيَّ وَاصْرِفْ عَنِّي سُوءَ الْقَضَاءِ وَسُوءَ الْقَدَرِ أَحْرَمَ لَكَ وَجْهِي وَشَعْرِي وَبَشَرِي وَلَحْمِي وَدَمِي وَمُخِّي وَعِظَامِي وَعَصَبِي مِنَ النِّسَاءِ وَالطِّيبِ وَالثِّيَابِ أُرِيدُ بِذٰلِكَ وَجْهَكَ الْكَرِيمَ وَالدَّارَ الْآخِرَةَ (نہیں ہے کوئی اللہ سوائے اس اللہ کے جو صاحب حلم و صاحب کرم ہے نہیں ہے کوئی اللہ سوائے اس اللہ کے جو بلندی و عظمت والا ہے۔ پاک ہے وہ اللہ جو سات آسمانوں سات زمینوں اور جو کچھ انکے اندر اور انکے درمیان اور انکے نیچے ہے ان سب کا رب ہے اور عرش عظیم کا بھی رب ہے۔ حمد اس اللہ کی جو تمام جہانوں کا پرورش کرنے والا ہے۔ اے اللہ میں تجھ سے درخواست کرتا ہوں کہ تو ہمیں ان لوگوں میں قرار دیدے جنہوں نے تیری دعوت کو قبول کیا اور تیرے وعدے پر ایمان لائے تیری کتاب اور تیرے امر کا اتباع کیا میں تیرا ہی بندہ ہوں اور تیرے قبضہ قدرت میں ہوں۔ میں ان ہی چیزوں سے بچ سکتا ہوں جن سے تو بچائے اور ان ہی چیزوں کو لے سکتا ہوں جو تو عطا فرما دے۔ اے اللہ میں نے ارادہ کیا ہے کہ تیرے حکم پر تیری کتاب اور تیرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کے مطابق حج کروں لہذا جن (مناسک کی ادائیگی) میں میرے اندر کمزوری آئے اس میں تو مجھے قوت عطا فرما اور میرے لئے آسان بنا دے اور میری طرف سے اسے قبول فرما اور میرے مناسک کو میری طرف سے آسانی اور عافیت کے ساتھ ادا کرا دے اور مجھے اپنے گھر کے حج کرنے والوں کے اس گروہ میں شامل کرلے جن سے تو راضی اور خوش ہو اور جن کا نام تو نے واقعی حاجی رکھا ہے اور ان کا نام حاجیوں کی فہرست میں لکھ لیا ہے۔ اے اللہ مجھے اپنی طرف سے آسانی اور عافیت دیکر مناسک حج ادا کرنے کی توفیق عطا فرما اس میں میری مدد فرما اور اس کو میری طرف سے قبول فرما۔ اے اللہ اور اگر اس اثنا میں مجھے کوئی ایسا عارضہ لاحق ہو جائے جو رکاوٹ بن رہا ہو تو جس طرح

تو نے مجھے اس عارضہ میں مبتلا کر کے روکا ہے اسی طرح اپنی قدرت سے اس عارضہ سے چھٹکارا دیدے۔ اور بُری قضا اور بُری قدر کو مجھ سے دور کر دے۔ میں حرام کر رہا ہوں اپنے چہرے، اپنے بال، اپنی کھال، اپنے گوشت، اپنے خون اپنے مغز اپنی رگوں پر عورتوں کو، خوشبو کو اور لباس کو۔ اور اس سے صرف تیری رضا مندی و کرم کا اور آخرت کے گھر کا امیدوار ہوں)۔

پھر دل ہی دل میں آہستہ آہستہ چاروں تلبیات جو فرض ہیں کہو خواہ کھڑے ہو کر خواہ بیٹھ کر خواہ مسجد الحرام کے دروازے کے باہر حجر اسود کی طرف رخ کر کے (اور اس تلبیہ میں یہ) کہو لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ لَبَّیْکَ، لَاشَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ اِنَّ الْحَمْدَ وَ النِّعْمَةَ لَکَ وَ الْمُلْکَ لَاشَرِیْکَ لَکَ (میں حاضر ہوں اے اللہ میں حاضر ہوں تیرا کوئی شریک نہیں میں حاضر ہوں بیشک ہر طرح کی حمد اور ہر طرح کی نعمت تیری ہے اور ملک بھی (تیرا ہے) تیرا کوئی شریک نہیں)

پھر سکون و وقار کے ساتھ ذکر خدا کرتے ہوئے آگے بڑھو جب مقام رقطاء پر پہنچو جو ردم کے آگے ہے جہاں دونوں راستے ملتے ہیں تو تمہیں ابطح نظر آئے گا تو وہاں بلند آواز سے تلبیہ کہو اور منیٰ میں آجاؤ۔ اور اسی طرح تلبیہ کہتے رہو جیسے عمرہ میں کہا کرتے تھے۔ اور کثرت کے ساتھ ذی المعارج کہو اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ کثرت سے کہا کرتے تھے پھر تم منیٰ کی طرف جاتے ہوئے یہ کہو اَللّٰھُمَّ اِیَّاکَ اَرْجُوْ، وَ اِیَّاکَ اَدْعُوْ فَبَلِّغْنِیْ اَمَلِیْ، وَ اَصْلِحْ لِیْ عَمَلِیْ (اے اللہ میں تجھ سے امید رکھتا ہوں، اور تجھ ہی کو پکارتا ہوں، مجھے میری مراد تک پہنچا دے اور میرے عمل کی اصلاح فرما دے)

اور جب تم منیٰ میں آجاؤ تو یہ کہو اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَقْدَمَنِیْهَا صَالِحاً فِیْ عَافِیَةٍ وَ بَلَّغَنِیْ هٰذَا الْمَکَانَ، اَللّٰھُمَّ وَ هٰذِهٖ مِنیٰ وَ هِیَ مِمَّا مَنَنْتَ بِهٖ عَلٰی اَوْلِیَائِکَ مِنَ الْمَنَاسِکِ فَاَسْاَلُکَ اَنْ تُصَلِّیَ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ وَ اَنْ تَمُنَّ عَلَیَّ فِیْهَا بِمَا مَنَنْتَ عَلٰی اَوْلِیَائِکَ وَ اَهْلِ طَاعَتِکَ، فَاِنَّمَا اَنَا عَبْدُکَ وَ فِیْ قَبْضَتِکَ (حمد اس اللہ کی جس نے مجھے یہاں بخیر و عافیت پہنچایا۔ اے اللہ یہی منیٰ ہے اور مناسک حج میں سے ایک ہے جہاں بلا کر تو نے اپنے اولیاء پر احسان کیا ہے میں تجھ سے التجا کرتا ہوں کہ تو محمدؐ و آل محمدؐ پر اپنی رحمتیں نازل فرما اور وہ احسان جو تو نے اپنے اولیا اور اپنے اطاعت کرنے والوں پر کیا ہے وہی احسان مجھ پر بھی فرما اس لئے کہ میں تیرا بندہ اور تیرے قبضہ قدرت میں ہوں)

پھر مغرب و عشاء اور صبح کی نماز مسجد خیف میں پڑھو اور نمازیں تمہاری اس منارہ کے پاس ہونی چاہئیں جو وسط مسجد میں ہے اور مینارہ کے ہر طرف تیس (۳۰) ہاتھ مسجد نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے اور آپ سے پہلے جو انبیاء آئے انہوں نے بھی ان ہی حدود میں نمازیں پڑھیں۔ اور جو تیس ہاتھ سے باہر ہے وہ حدود مسجد میں نہیں ہے۔

عرفات کی طرف روانگی

پھر تم عرفات کی طرف روانہ ہو اور عرفات کی طرف متوجہ ہو کر کہو اَللّٰھُمَّ اِلَیْکَ صَمَدْتُ، وَ اِیَّاکَ اعْتَمَدْتُ، وَ وَجْھَکَ اَرَدْتُ، وَ قَوْلَکَ صَدَّقْتُ، وَ اَمْرَکَ اتَّبَعْتُ، اَسْاَلُکَ اَنْ تُبَارِکَ لِیْ فِیْ اَجَلِیْ، وَ اَنْ تَقْضِیَ لِیْ حَاجَتِیْ وَ اَنْ تَجْعَلَنِیْ مِمَّنْ تُبَاھِیْ بِہِ الْیَوْمَ مَنْ ھُوَ اَفْضَلُ مِنِّیْ (اے اللہ میں نے تیری ہی طرف ارادہ کیا اور تجھ ہی پر اعتماد کیا اور تیری ہی خوشنودی چاہی، تیرے کلام کو سچ جانا اور تیرے ہی حکم کا اتباع کیا میں تجھ سے درخواست کرتا ہوں کہ تو میری مدت (حیات) میں برکت دے میری حاجت کو پورا کر اور مجھے ان لوگوں میں قرار دے جن کے سامنے آج کے دن تو فخر کرے ان لوگوں پر جو مجھ سے افضل ہیں)

پھر عرفات کی طرف گزرتے ہوئے تلبیہ کہو اور طلوع آفتاب سے پہلے کسی طرح بھی منیٰ سے نہ نکلو اور جب تم عرفات پہنچو تو نمرہ میں مسجد کے قریب اپنا خیمہ نصب کرو اس لئے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا خیمہ اور قبہ وہیں نصب کیا تھا اور ظہر و عصر کی دونوں نمازیں ایک اذان اور دو اقامتوں کے ساتھ پڑھو نماز میں جلدی کرو دونوں کو ایک ساتھ جمع کر کے پڑھو تاکہ دعا کیلئے فارغ ہو جاؤ اس لئے کہ یہ دعا اور طلب حاجت کا دن ہے۔ پھر اپنے موقف (پڑاؤ) پر سکون و وقار کے ساتھ آؤ اور دامن کوہ میں سر راہ کھڑے ہو کر دعائے موقف (جو ذیل میں درج ہے) پڑھو اور اپنے والدین کیلئے بہت زیادہ دعا کرو اور انکی مغفرت کی اپنے رب سے دعا مانگو اور دعا کیلئے بغیر طہارت اور بغیر غسل ہر گز نہ کھڑے ہو اور غروب آفتاب تک وہاں سے ہر گز نہ نکلو اس لئے کہ اگر تم عرفات سے قبل غروب آفتاب نکلے تو تم پر ایک بکری ذبح کرنا (کفارہ میں) لازم ہوگا۔

دعائے موقف

(۳۱۳۴) زرعہ نے ابی بصیر سے روایت کی ہے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے آپؑ نے ارشاد فرمایا کہ جب تم موقف پر آؤ تو خانہ کعبہ کی طرف رخ کر و اور

سو مرتبہ کہو سُبْحَانَ اللّٰہِ

سو مرتبہ کہو اَللّٰہُ اَکْبَرُ

سو مرتبہ کہو مَاشَاءَ اللّٰہُ لَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ

سو مرتبہ کہو اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ، لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ، وَیُمِیْتُ وَیُحْیِیْ، بِیَدِہِ الْخَیْرُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ (میں گواہی دیتا ہوں کہ نہیں ہے کوئی اللہ سوائے اس اللہ کے وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اسی کیلئے ملک ہے اسی کیلئے حمد ہے وہی زندہ کرتا اور مارتا ہے مارنے کے بعد زندہ کرتا ہے اسی

کے دست قدرت میں خیر و بھلائی ہے اور وہی ہر شے پر قادر ہے)
پھر سورہ بقرہ کی ابتدائی دس آیتیں پڑھو، پھر سورہ قل ھو اللہ احد تین مرتبہ پڑھو، پھر آیتہ الکرسی پڑھ کر فارغ ہو جاؤ اس کے بعد آیہ، سخرہ پڑھو جو یہ ہے اِنَّ رَبَّکُمُ اللّٰہُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰاتِ وَ الْاَرْضَ فِیْ سِتَّۃِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ یُغْشِی اللَّیْلَ النَّھَارَ یَطْلُبُہٗ حَثِیْثًا وَ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ وَ النُّجُوْمَ مُسَخَّرَاتٍ بِاَمْرِہٖ، اَلَا لَہُ الْخَلْقُ وَ الْاَمْرُ، تَبَارَکَ اللّٰہُ رَبُّ الْعَالَمِیْنَ ۔ (سورہ اعراف آیت ۵۴) (بیشک تمہارا پروردگار خدا ہی ہے جس نے چھ دنوں میں آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کیا پھر عرش کے بنانے پر آمادہ ہوا وہی رات کو دن کا لباس پہناتا ہے تو گویا رات دن کو پیچھے پیچھے تیزی سے ڈھونڈتی پھرتی ہے اور اسی نے آفتاب و ماہتاب اور ستاروں کو پیدا کیا۔ یہ سب اسی کے حکم کے تابعدار ہیں دیکھو حکومت اور پیدا کرنا بس خاص اسی کے لئے ہے وہ خدا جو سارے جہان کا پروردگار ہے بڑا برکت والا ہے)۔
پھر قل اعوذ برب الفلق پڑھو، پھر سورہ قل اعوذ برب الناس اور جب ان دونوں سے فارغ ہو جاؤ تو اس کے بعد ہر وہ نعمت جو اللہ تعالیٰ نے تم کو عطا کی ہے اس پر اللہ کی حمد کرو اور ایک ایک کر کے ان نعمتوں کا ذکر کرو جہاں تک بھی تم ان کو شمار کر سکو اور جو کچھ بھی اللہ نے تم کو اہل (وعیال) و مال دیا ہے اس پر اللہ کی حمد کرو جن جن چیزوں سے اللہ نے تم کو آزمایا ہے ان پر اللہ کی حمد کرو۔ اور یہ کہو اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ عَلٰی نَعْمَائِکَ الَّتِیْ لَا تُحْصٰی بِعَدَدٍ وَ لَا تُکَافٰی بِعَمَلٍ (اے اللہ تیری ان عطا کردہ نعمتوں پر تیرا شکر جو لاتعداد و لاتحصیٰ ہیں اور کسی عمل سے اسکا بدلہ نہیں اتارا جاسکتا)
پھر قرآن میں جہاں جہاں اور جس جس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کی حمد کی ہے وہ آیتیں پڑھ کر اس کی حمد کرو۔ اور قرآن میں جس جس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کی تسبیح کا ذکر کیا ہے اسے پڑھ کر اسکی تسبیح کرو۔ اور قرآن میں جس جس آیت میں اللہ تعالیٰ نے لا الہ الا اللہ کہا تم اسے پڑھ کر اسکی تہلیل کرو پھر محمدؐ و آل محمدؐ پر درود بھیجو اور کثرت سے اور پوری کوشش سے درود بھیجو اور قرآن میں جو جو نام اللہ نے اپنے لئے رکھے ہیں تم وہ نام لیکر اسکو پکارو جو نام تم کو اللہ کیلئے پسند ہوں اس سے اسکو پکارو۔ اور سورہ حشر میں جو اسماء اسکے مذکور ہیں اس سے اسکو پکارو اور یہ کہو اَسْاَلُکَ یَا اَللّٰہُ یَا رَحْمٰنُ بِکُلِّ اِسْمٍ ھُوَ لَکَ وَ اَسْاَلُکَ بِقُوَّتِکَ وَ قُدْرَتِکَ وَ عِزَّتِکَ، وَ بِجَمِیْعِ مَا اَحَاطَ بِہٖ عِلْمُکَ، وَ بِجَمْعِکَ وَ بِاَرْکَانِکَ کُلِّھَا، وَ بِحَقِّ رَسُوْلِکَ صَلَوٰاتُکَ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَ بِاسْمِکَ الْاَکْبَرِ الْاَکْبَرِ، وَ بِاسْمِکَ الْعَظِیْمِ الَّذِیْ مَنْ دَعَاکَ بِہٖ کَانَ حَقًّا عَلَیْکَ اَنْ تُجِیْبَہٗ وَ بِاسْمِکَ الْاَعْظَمِ الْاَعْظَمِ الْاَعْظَمِ الَّذِیْ مَنْ دَعَاکَ بِہٖ کَانَ حَقًّا عَلَیْکَ اَنْ لَا تَرُدَّہٗ وَ اَنْ تُعْطِیَہٗ مَا سَاَلَ اَنْ تَغْفِرَ لِیْ جَمِیْعَ ذُنُوْبِیْ فِیْ جَمِیْعِ عِلْمِکَ فِیَّ (اے اللہ اے رحمٰن میں سوال کرتا ہوں تجھ سے ہر اس اسم کے واسطے سے جو تیرا ہے اور تیری قوت اور تیری قدرت تیری عزت اور ان تمام چیزوں کے واسطے سے جو تیرے علم کے احاطہ میں ہیں اور سارے ارکان کے واسطے سے اور تیرے رسول اور ان کی آل کے واسطے سے اور تیرے بزرگتر سے بزرگترین اسم کے واسطے سے تیرے اس عظیم اسم کے واسطے سے کہ جو شخص اس اسم سے تجھ کو پکارے تو تجھ پر حق ہوتا

ہے کہ اس کا جواب دے اور عظیم تر بلکہ عظیم ترین اسم کے واسطے سے کہ جو شخص اس اسم کے واسطے سے تجھ سے دعا کرے تو تجھ پر حق ہے کہ اسکی دعا کو رد نہ کرے اور جو کچھ مانگتا ہے وہ اسکو عطا کردے۔ میں درخواست کرتا ہوں کہ تو میرے ان سارے گناہوں کو بخش دے جو تیرے علم میں ہیں)

پھر تم اللہ تعالیٰ سے دنیا و آخرت کی تمام حاجتیں طلب کرو اور آئندہ سال بلکہ ہر سال حج کی تمنا کا اظہار کرو اور اللہ سے جنت کی دعا ستر مرتبہ کرو اور ستر مرتبہ توبہ کرو۔ اور اپنی دعا میں کہو اَللّٰھُمَّ فَکَّنِیْ مِنَ النَّارِ وَ اَوْسِعْ عَلَیَّ مِنْ رِزْقِکَ الْحَلَالِ الطَّیِّبِ، وَ ادْرَأْعَنِّیْ شَرَّ فَسَقَةِ الْجِنِّ وَ الْاِنْسِ، وَ شَرَّ فَسَقَةِ الْعَرَبِ وَ الْعَجَمِ (اے اللہ مجھے جہنم سے چھڑا لے اور میرے حلال و طیب رزق میں وسعت عطا فرما۔ اور فاسق جنوں اور انسانوں کے شر کو اور فاسق عربوں اور عجمیوں کے شر کو مجھ سے دور رکھ)

اور اگر یہ دعا ختم ہوجائے اور ابھی آفتاب غروب نہ ہوا ہو تو اس دعا کو پھر سے پڑھو اور دعا میں تضرع کرتے کرتے اکتا نہ جاؤ۔

(۳۱۳۵) معاویہ بن عمار نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام سے ارشاد فرمایا کہ کیا میں تمہیں یوم عرفہ کی دعا نہ بتاؤں اور یہ دعا وہی ہے جو مجھ سے قبل کے انبیاء نے کی تھی؟ حضرت علی علیہ السلام نے عرض کیا جی ہاں یا رسول اللہ ارشاد فرمائیں تو آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اچھا تو روز عرفہ یہ کہا کرو لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْکَ لَهٗ، لَهُ الْمُلْکُ وَ لَهُ الْحَمْدُ، یُحْیِیْ وَ یُمِیْتُ، وَ یُمِیْتُ وَ یُحْیِیْ، وَ هُوَ حَیٌّ لَا یَمُوْتُ بِیَدِهِ الْخَیْرُ، وَ هُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ اَنْتَ کَمَا تَقُوْلُ وَ خَیْرَ مَا یَقُوْلُ الْقَائِلُوْنَ، اَللّٰھُمَّ لَکَ صَلَاتِیْ وَ دِیْنِیْ وَ مَحْیَایَ وَ مَمَاتِیْ، وَ لَکَ تُرَاثِیْ وَ بِکَ حَوْلِیْ وَ مِنْکَ قُوَّتِیْ، اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْفَقْرِ وَ مِنْ وَسْوَاسِ الصَّدْرِ وَ مِنْ شَتَاتِ الْاَمْرِ وَ مِنْ عَذَابِ النَّارِ وَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُکَ مِنْ خَیْرِ مَا تَاْتِیْ بِهِ الرِّیَاحُ وَ اَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّ مَا تَاْتِیْ بِهِ الرِّیَاحُ وَ اَسْاَلُکَ خَیْرَ اللَّیْلِ وَ خَیْرَ النَّهَارِ (اس اللہ کے سوا کوئی اللہ نہیں ہے وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں ملک اس کے لئے ہے اور حمد بھی اس کے لئے ہے وہی زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے۔ وہی مارتا ہے اور زندہ کرتا ہے وہ ایسا زندہ ہے جو کبھی نہیں مرے گا اس کے دست قدرت میں خیر ہے اور وہ ہر شے پر قادر ہے۔ اے اللہ تیرے لئے اسی طرح کی حمد ہے جس طرح کی تو اپنی حمد کرتا ہے اور تیرے لئے اس سے بھی بہتر حمد ہے جس طرح کی حمد کرنے والے کرتے ہیں۔ اے اللہ میری نماز اور میرا دین، میری زندگی اور میری موت تیرے ہی لئے ہے۔ اور میری میراث بھی تیرے لئے ہے اور میری طاقت بھی تیری دی ہوئی ہے میری قوت بھی تیری عطا کردہ ہے۔ اے اللہ میں فقر سے اور دل کے وسواس سے اور امور کی پریشانی اور پراگندگی سے اور جہنم کے عذاب سے اور قبر کے عذاب سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ اے اللہ میں تجھ سے اس خیر کا طالب ہوں جو ہوائیں لیکر آتی ہیں اور اس شر سے تیری

پناہ چاہتا ہوں جو ہوائیں لپنے ساتھ لاتی ہیں اور تجھ سے رات اور دن دونوں کی خیر اور بھلائی چاہتا ہوں)۔

(۳۱۳۶) اور عبداللہ بن سنان کی روایت میں ہے (کہ یہ دعا پڑھے) اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ فِیْ قَلْبِیْ نُوْراً وَفِیْ سَمْعِیْ [نُوراً] وَفِیْ بَصَرِیْ نُوراً وَفِیْ لَحْمِیْ وَدَمِیْ وَعِظَامِیْ وَعُرُوْقِیْ وَمَفَاصِلِیْ وَمَقْعَدِیْ وَمَقَامِیْ وَمَدْخَلِیْ وَمَخْرَجِیْ نُوراً، وَاَعْظِمْ لِیْ نُوراً یَارَبِّ یَوْمَ اَلْقَاکَ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ (اے اللہ تو میرے دل میں اور میرے کانوں میں نور اور میری آنکھوں میں نور اور میرے گوشت میرے خون میری ہڈیوں میری رگوں میرے جوڑوں میری جائے نشست میری جائے قیام، میرے داخل ہونے اور میرے خارج ہونے کی جگہ میں نور پیدا کردے اور میرے نور کو اس دن زیادہ کردے جس دن میں تجھ سے ملاقات کروں گا بیشک تو ہر شے پر قادر ہے)

اس کتاب کے مصنف علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ یہ دعا عرفہ کے موقف کے لئے پوری اور کافی ہے اور موقف عرفہ کے لئے میں نے ایک جامع دعا اپنی کتاب دعاءِ موقف میں نقل کر دی ہے جو چاہے اس دعا کو پڑھے ان شاء اللہ تعالیٰ۔

عرفات سے کوچ

پس جب یوم عرفہ آفتاب غروب ہوجائے تو پورے سکون و وقار کے ساتھ استغفار کرتے ہوئے وہاں سے روانہ ہو اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ثم افیضوا من حیث افاض الناس و استغفروا اللّٰہ ان اللّٰہ غفور رحیم (سورۃ بقرہ ۱۹۹) اور جہاں سے لوگ چلیں وہیں سے تم بھی چلو اللہ تعالیٰ سے مغفرت کی دعا مانگتے ہوئے بیشک اللہ بخشنے اور رحم کرنے والا ہے۔)

(۳۱۳۷) زرعہ نے ابو بصیر سے روایت کی ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جب یوم عرفہ آفتاب غروب ہو رہا ہو تو کہو اَللّٰھُمَّ لَا تَجْعَلْهُ آخِرَ الْعَهْدِ مِنْ ہٰذَا الْمَوْقِفِ وَارْزُقْنِیْهِ اَبَداً مَا اَبْقَیْتَنِیْ، وَاقْلِبْنِی الْیَوْمَ مُفْلِحاً مُنْجِحاً مُسْتَجَاباً لِیْ، مَرْحُوْماً مَغْفُوْراً لِیْ بِاَفْضَلِ مَا یَنْقَلِبُ بِهِ الْیَوْمَ اَحَدٌ مِنْ وَفْدِکَ وَحُجَّاجِ بَیْتِکَ الْحَرَامِ وَاجْعَلْنِی الْیَوْمَ مِنْ اَکْرَمِ وَفْدِکَ عَلَیْکَ، وَاَعْطِنِیْ اَفْضَلَ مَا اَعْطَیْتَ اَحَداً مِنْهُمْ مِنَ الْخَیْرِ وَالْبَرَکَةِ (وَالْعَافِیَةِ) وَالرَّحْمَةِ وَالرِّضْوَانِ وَالْمَغْفِرَةِ، وَبَارِکْ لِیْ فِیْمَا اَرْجِعُ اِلَیْهِ مِنْ اَهْلٍ اَوْ مَالٍ اَوْ قَلِیْلٍ اَوْ کَثِیْرٍ وَبَارِکْ لَهُمْ فِیَّ۔ (اے اللہ اس مقام پر وقوف کرنے کا میرے لئے آخری موقع نہ قرار دینا اور مجھے تا ابد اس کا موقع دیتے رہنا جب تک تو مجھے باقی رکھتا ہے اور آج مجھے یہاں سے ایسی حاجت میں پلٹانا کہ میں فلاح یافتہ، نجات حاصل کیا ہوا ہو جاؤں۔ میری دعائیں مستجاب ہوجائیں اور میں رحم کیا ہوا اور مغفرت کیا ہوا ہو جاؤں اور آج کے دن میں اس طرح واپس ہوں کہ تیرے گھر آنے والے حاجیوں سے افضل رہوں، اور آج تو نے ان میں سے جس کسی کو بھی خیر و برکت و عافیت و راحت و رضوان و مغفرت عطا کی ہے مجھے اس سے بہتر و افضل یہ چیزیں عطا فرما۔ اور جن چیزوں کی طرف میں مراجعت کروں، خواہ وہ اہل و

عیال ہوں خواہ مال و دولت خواہ قلیل ہوں خواہ کثیر مجھے ان کے اندر برکت دے اور ان لوگوں کو میرے اندر برکت عطا فرما۔

اور جب تم وہاں سے کوچ کرو تو رفتار میں نرمی رکھو آہستہ آہستہ چلو دوڑ بھاگ نہ کرو جیسا کہ عام طور پر لوگ پہاڑوں اور وادیوں میں کرتے ہیں اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے ناقہ کو اتنا روکے رہتے تھے کہ ناقہ کا سر آنحضرت کے زانو سے مل جاتا اور آہستہ آہستہ چلنے کا حکم دیتے اور آپ کی سنت ہی وہ سنت ہے جس کی اتباع کی جاتی ہے اور جب تم سرخ رنگ کے اس ٹیلہ کے پاس پہنچو جو راستہ کے دائیں جانب ہے تو یہ کہو اَللّٰھُمَّ ارْحَمْ مَوْقِفِیْ، وَ بَارِکْ لِیْ فِیْ عَمَلِیْ، وَ سَلِّمْ لِیْ دِیْنِیْ، وَ تَقَبَّلْ مَنَاسِکِیْ، (اے اللہ تو میرے موقف پر رحم فرما اور میرے عمل میں برکت دے میرے دین کو سلامت رکھ میرے مناسک کو قبول فرما)۔

اور جب تم مزدلفہ پہنچو جس کا نام جمع بھی ہے تو داہنی جانب بطن وادی میں اترو اور ان حوضوں سے ہرگز آگے نہ بڑھو جو وادی محسر کے پاس ہیں اس لئے کہ یہی جمع اور منیٰ کے درمیان حد فاصل ہے (موجودہ زمانے میں وہاں دیواروں کے ذریعے حد فاصل قائم کی گئی ہے۔ناشر) وہاں ایک اذان اور دو اقامتوں کے ساتھ مغرب و عشاء کی نماز پڑھو نماز عشاء کے بعد نوافل مغرب پڑھو۔ اور مغرب کی نماز قربانی کی شب مزدلفہ کے علاوہ کہیں اور نہ پڑھو اور مزدلفہ ہی میں شب بسر کرو۔ اور وہاں تمہاری دعاؤں میں یہ بھی ہونا چاہیے کہ

اَللّٰھُمَّ ھٰذِہٖ جُمَعٌ فَاجْمَعْ لِیْ فِیْھَا جَوَامِعَ الْخَیْرِ کُلِّہٖ، اَللّٰھُمَّ لَا تُؤْیِسْنِیْ مِنَ الْخَیْرِ الَّذِیْ سَاَلْتُکَ اَنْ تَجْمَعَہٗ لِیْ فِیْ قَلْبِیْ وَ عَرِّفْنِیْ مَا عَرَّفْتَ اَوْلِیَاءَکَ فِیْ مَنْزِلِیْ ھٰذَا وَ ھَبْ لِیْ جَوَامِعَ الْخَیْرِ وَ الْیُسْرِ کُلِّہٖ (اے اللہ یہ مقام جمع ہے لہذا اس میں میرے اندر تمام جوامع خیر جمع کر دے اے اللہ مجھے مایوس نہ کر اس خیر سے جس کی میں نے درخواست کی ہے کہ اسے میرے قلب میں جمع فرمادے اور اس منزل میں مجھے بھی ان چیزوں کی معرفت عطا کر جن کی معرفت تو نے اولیاء کو عطا کی ہے اور مجھے جوامع خیر عطا فرما اور ہر طرح کی آسانی عطا فرما۔)

اور اگر تم یہ کر سکتے ہو کہ اس شب میں نہ سوؤ (بیدار رہو) تو ایسا ہی کرو۔ اس لئے کہ اس شب میں آسمانوں کے دروازے بند نہیں کئے جاتے اس میں مومنین کی آوازیں اس طرح مسلسل جاری رہتی ہیں جیسے شہد کی مکھیوں کی آوازیں۔ اور اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ میں تم لوگوں کا رب ہوں اور تم لوگ میرے بندے ہو۔ اے میرے بندو تم لوگوں نے میرے حق کو ادا کیا تو پھر مجھ پر لازم ہے کہ میں تمہاری دعاؤں کو قبول کروں۔ پس جو شخص اس شب میں اپنے گناہ جھاڑ دینا چاہے جھاڑ دیئے جاتے ہیں جو شخص اپنے گناہ معاف کرانا چاہے معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

رمی جمرات کے لئے مقام جمع سے سنگریزے لینا

اور رمی جمرات کے لئے مقام جمع سے سنگریزے چنو اور اگر چاہو تو منیٰ میں اپنے راحلہ ہی سے سنگریزے چنتے جاؤ۔ اور ان سنگریزوں کو نہ لو جو رمی جمرات میں استعمال ہو چکے ہیں۔ اور پتھروں کو توڑ کر سنگریزے نہ بناؤ جیسا کہ عوام الناس کرتے ہیں اور رمی جمرات کے لئے تم حدود حرم میں سے جہاں سے چاہو سنگریزے اٹھاؤ کوئی حرج نہیں ہے سوائے مسجد الحرام اور مسجد خیف کے اور سنگریزوں کو ابلق اور چتی دار ہونا چاہیئے انگلیوں کی ایک پور کے برابر یا کوڑیوں کے برابر ہوں اور انہیں دھولو۔ اور یہ عدد میں ستر ہوں جنہیں تم اپنے لباس کے ایک گوشے میں باندھ کر محفوظ کر لو۔

مشعر الحرام میں وقوف

اور جب فجر طالع ہو جائے تو صبح کی نماز پڑھو اور دامن کوہ میں وقوف کرو اور وہ (شخص جس نے اس سے پہلے کوئی حج نہیں کیا) جس کا یہ پہلا حج ہے اس کے لئے مستحب ہے کہ مشعر الحرام کو اپنے پاؤں سے روندے یا اگر کسی سواری پر ہے تو اس سے روندے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

فاذا افضتم من عرفات فاذکروا اللہ عند المشعر الحرام واذکروہ ، کما ھداکم وان کنتم من قبلہ لمن الضالین ۔ (سورہ بقرہ ۱۹۸) (جب تم عرفات سے چل کھڑے ہو تو مشعر الحرام کے پاس اللہ کا ذکر کرو اور اس کو اس طرح یاد بھی کرو جس طرح تمہیں بتایا ہے اگرچہ اس سے پہلے تم گمراہوں میں سے تھے۔)

اور تم پر لازم ہے کہ وہاں غسل کرکے وقوف کرو اور یہ دعا پڑھو۔

اَللّٰھُمَّ رَبَّ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ ، وَ رَبَّ الرُّکْنِ وَ الْمَقَامِ ، وَ رَبَّ الْحَجَرِ الْاَسْوَدِ وَ زَمْزَمَ ، وَ رَبَّ الْاَیَّامِ الْمَعْلُوْمَاتِ فُکَّ رَقَبَتِیْ مِنَ النَّارِ وَ اَوْسِعْ عَلَیَّ مِنْ رِزْقِکَ الْحَلَالِ ، وَ ادْرَاْ عَنِّیْ شَرَّ فَسَقَۃِ الْجِنِّ وَ الْاِنْسِ وَ شَرَّ فَسَقَۃِ الْعَرَبِ وَ الْعَجَمِ ، اَللّٰھُمَّ اَنْتَ خَیْرُ مَطْلُوْبٍ اِلَیْہِ وَ خَیْرُ مَدْعُوٍّ وَ خَیْرُ مَسْؤُوْلٍ وَ لِکُلِّ وَافِدٍ جَائِزَۃٌ فَاجْعَلْ جَائِزَتِیْ فِیْ مَوْطِنِیْ ھٰذَا اَنْ تُقِیْلَنِیْ عَثْرَتِیْ ، وَ تَقْبَلَ مَعْذِرَتِیْ ، وَ تَتَجَاوَزَ عَنْ خَطِیْئَتِیْ ، وَ تَجْعَلَ التَّقْوٰی مِنَ الدُّنْیَا زَادِیْ ، وَ تَقْلِبَنِیْ مُفْلِحاً مُنْجِحاً ، مُسْتَجَاباً لِیْ بِاَفْضَلِ مَا یَرْجِعُ بِہٖ اَحَدٌ مِنْ وَفْدِکَ وَ حُجَّاجِ بَیْتِکَ الْحَرَامِ ۔ (اے اللہ اے مشعر الحرام کے رب اے رکن و مقام کے رب اے حجر اسود اور زمزم کے رب ، اے ایام معلومہ کے رب جہنم سے میری گلو خلاصی کردے اور اپنا رزق حلال مجھ پر وسیع کردے اور فاسق جنوں اور انسانوں کے شر کو اور فاسق عربوں اور عجمیوں کے شر کو مجھ سے دور رکھ اے اللہ تو ان سب سے بہتر ہے جن کو تلاش کیا جاتا ہے اور ان سب سے بہتر ہے جن کو پکارا جاتا ہے اور ان سب سے بہتر ہے جن سے سوال کیا جاتا ہے۔ اور ہر آنے والے کے لئے انعام ہوتا ہے پس تو میرا انعام اس مقام پر یہ قرار دے کہ میرے

گناہوں کو بخش دے، میری معذرت قبول فرما اور میری خطاؤں کو درگذر کر۔ اور دنیا سے میرا توشہ آخرت تقویٰ قرار دے اور مجھے ایسی حالت میں بدل دے کہ میں فلاح یافتہ و نجات یافتہ ہو جاؤں میری دعائیں قبول ہو جائیں اور یہ تبدیلی ایسی ہو کہ تیرے بیت الحرام آکر واپس جانے والے جتنے حاجی ہیں میں ان میں سب سے افضل و بہتر رہوں۔)

پھر اپنی ذات کے لئے اپنے والدین کے لئے اپنی اولاد و اہل و عیال کے لئے اپنی مال و دولت کے لئے اور اپنے برادران ایمانی کے لئے اور مومنات کے لئے بہت بہت دعائیں مانگو اس لئے کہ یہ مقام بہت باشرف اور عظیم ہے اور یہاں وقوف کرنا فرض ہے ۔ اور جب آفتاب طلوع ہو جائے تو اللہ کی بارگاہ میں اپنے گناہوں کا سات مرتبہ اعتراف کرو اور سات مرتبہ توبہ کرو۔ اور جب مقام جمع میں لوگوں کی کثرت ہوتی ہے اور جگہ کم پڑتی ہے تو لوگ مازمین پر چڑھ جاتے ہیں۔

مشعرالحرام سے روانگی

پھر جب آفتاب جبل ثبیر کے اوپر نمودار ہو جائے اور اونٹوں کے پاؤں کے نشانات نظر آنے لگیں تو مشعرالحرام سے کوچ کرو قبل طلوع آفتاب ہرگز روانہ نہ ہو ورنہ ایک بکری کا ذبح کرنا تم پر لازم آئے گا۔ اور لازم ہے کہ انتہائی سکون و وقار کے ساتھ روانہ ہو اگر تم پا پیادہ چل رہے ہو یا سواری پر ہو تو دونوں صورتوں میں درمیانی چال سے چلو اور تم پر لازم ہے کہ اللہ تعالیٰ سے طلب مغفرت کرتے ہوئے چلو اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ثم افیضوا من حیث افاض الناس و استغفروا اللہ ان اللہ غفور رحیم (سورہ بقرہ ۱۹۹) (جہاں سے لوگ چل کھڑے ہوں وہیں سے تم بھی چل کھڑے ہو اور اللہ سے مغفرت کی دعا مانگو بیشک اللہ بڑا بخشنے والا مہربان ہے)

اور مشعرالحرام سے لوگوں کے کوچ کے بعد وہاں قیام کرنا مکروہ ہے۔

اور جب تم وادی محسر تک پہنچو جو جمع اور منیٰ کے درمیان ایک بڑی وادی ہے اور منیٰ سے زیادہ قریب ہے تو پھر سو قدم کی مقدار میں قدم تیز کرو (دلکی چال سے چلو) اور اگر تم کسی سواری پر ہو تو اپنی سواری کو حرکت دو اور یہ کہو رَبِّ اغْفِرْ وَ ارْحَمْ وَ تَجَاوَزْ عَمَّا تَعْلَمُ اِنَّکَ اَنْتَ الْاَعَزُّ الْاَکْرَمُ (اے پروردگار میری مغفرت کر مجھ پر رحم فرما اور میرے ان گناہوں کو درگذر کر جن کا تجھے علم ہے بیشک تو سب سے زیادہ عزت و کرم والا ہے۔)

جیسا کہ تم نے مکہ کے اندر صفا و مروہ کے درمیان سعی کرتے ہوئے کہا تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس موقع پر اپنے ناقہ کو حرکت دیتے تھے اور کہتے تھے۔ اَللّٰھُمَّ سَلِّمْ عَھْدِیْ وَ اقْبَلْ تَوْبَتِیْ وَ اَجِبْ دَعْوَتِیْ وَ اخْلُفْنِیْ فِیْمَنْ تَرَکْتُ بَعْدِیْ (اے اللہ میرے عہد کو تسلیم کر۔ میری توبہ قبول فرما میری دعا مستجاب کر اور اپنے بعد میں جن لوگوں کو چھوڑوں ان کی دیکھ بھال میں میری اچھی نیابت فرما۔)

اور جو شخص وادی محسر میں سعی کو ترک کردے تو اس پر لازم ہے کہ واپس جائے اور اس میں سعی کرے اور اگر کسی کو وادی محسر کے حدود معلوم نہ ہوں تو لوگوں سے دریافت کرے۔ اس کے بعد منیٰ جائے۔

منیٰ کی طرف واپسی اور رمی جمرات

جب تمہاری سواری منیٰ پہنچے تو باطہارت ہو کر جمرہ عقبہ کا قصد کرو اور وہ بالکل آخری جمرہ ہے اور اب تمہارے پاس جو سنگریزے ہیں ان میں سے سات عدد نکالو اور اس وادی کے وسط میں قبلہ رُو ہو کر کھڑے ہو جاؤ۔ تمہارے اور جمرہ کے درمیان دس یا پندرہ قدم کا فاصلہ ہو۔ تمہارے بائیں ہاتھ میں سنگریزے ہوں اور قبلہ رُو ہو کر یہ کہو اَللّٰھُمَّ ھٰذِہٖ حَصَیَاتِیْ فَاَحْصِھِنَّ لِیْ وَ ارْفَعْھُنَّ فِیْ عَمَلِیْ (اے اللہ یہ میرے سنگریزے ہیں ان کو میرے لئے گن رکھ اور میرے عمل میں ان کو بلند کر)

پھر ان سنگریزوں میں ایک ایک لو اور جمرہ کے سامنے کی طرف سے اس کو مارو اور اوپر کی طرف سے نہ مارو اور ہر سنگریزہ مارتے وقت یہ کہو اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰھُمَّ ادْحَرْعَنِّی الشَّیْطَانَ وَ جُنُوْدَہٗ، اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ حَجًّا مَّبْرُوْرًا، وَعَمَلًا مَّقْبُوْلًا وَ سَعْیًا مَّشْکُوْرًا، وَ ذَنْبًا مَّغْفُوْرًا، اَللّٰھُمَّ اِیْمَانًا بِکَ وَ تَصْدِیْقًا بِکِتَابِکَ وَ عَلٰی سُنَّۃِ نَبِیِّکَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَ سَلَّمَ (اللہ سب سے بڑا ہے اے اللہ مجھ سے شیطان کو دور رکھ۔ خداوندا میں نے تیری کتاب کی تصدیق کی اور تیرے نبی مکرم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت پر ہوں، پروردگار میرے لئے حج کو مبرور اور عمل کو مقبول اور سعی کو مشکور اور گناہوں کو مغفور قرار دے۔ اے اللہ تجھ پر ایمان رکھتے ہوئے تیری کتاب کی تصدیق کرتے ہوئے تیرے نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت پر قائم رہتے ہوئے میں رمی کر رہا ہوں)۔

اسی طرح تم سات سنگریزے مارو اور یہ بھی جائز ہے ہر سنگریزہ مارتے وقت ایک مرتبہ اللہ اکبر کہو۔ اور اگر تمہارا کوئی سنگریزہ جمرہ کے پاس یا راستہ میں گر جائے تو جہاں گرا ہے وہیں اپنے پاؤں کے نیچے سے سنگریزہ اٹھا لو اور وہ سنگریزہ نہ اٹھاؤ جس سے جمرہ کو مارا گیا ہو۔

اور جب تم نے جمرہ عقبہ کو سنگریزے مار لئے تو سوائے عورت اور خوشبو کے اور تمام چیزیں تم پر حلال ہو گئیں پھر تم دوسرے دن تیسرے دن اور چوتھے دن ہر روز اکیس سنگریزے مارو۔ جب تم جمرہ اول کو سات سنگریزے مارو اس کے پاس کھڑے ہو کر دعا کرو اور جمرہ دوم کو سات سنگریزے مارو تو اس کے پاس کھڑے ہو کر دعا کرو اور جب جمرہ سوم کو سات سنگریزے مارو تو پھر اس کے پاس نہ کھڑے ہو اور جب تم ان جمروں کو سنگریزے مار کر قربانی کے دن منیٰ میں اپنی منزل پر آؤ تو یہ کہو۔ اَللّٰھُمَّ بِکَ وَ ثِقْتُ وَ عَلَیْکَ تَوَکَّلْتُ، فَنِعْمَ الرَّبُّ اَنْتَ، وَ نِعْمَ الْمَوْلٰی وَ نِعْمَ النَّصِیْرُ (اے اللہ میں نے تجھ پر بھروسہ کیا تجھ ہی پر توکل کیا پس تو ہی بہترین پروردگار بہترین مولا اور بہترین ناصر و مددگار ہے)۔

الذبح

اور قربانی کے لئے جانور خرید و خواہ اونٹ یا بیل ہو یا اگر بکری ہے تو مینڈھا ہو موٹا تازہ اور اور نر ہو اور اگر وہ نہ مل سکے تو (مجبوراً) دنبے اور بھیڑ کا نر آختہ اور بدھیا کیا ہوا لیا جاسکتا ہے اور یہ بھی نہ ملے تو جو بھی میسر ہو اور شعائر اللہ کی تعظیم کرو اس لئے کہ یہ دلوں کا تقویٰ ہے اور قصاب کو اس کا چمڑا اس کا گلوبند اس کے اوپر کا جھول کچھ نہ دو بلکہ ان سب کو تصدق کر دو اور اس کی کھال اتارنے والے (قصاب) کو اس میں سے کچھ نہ دو اور جب قربانی کا جانور خرید لو تو قبلہ رُو ہو کر یا اس کو نحر کرو یا ذبح کرو اور یہ کہو۔ وَجَّہْتُ وَجْہِیَ لِلَّذِی فَطَرَ السَّمٰوٰاتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفاً مُسْلِماً وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ، اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ، لَاشَرِیْکَ لَہٗ وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ، اَللّٰھُمَّ مِنْکَ وَلَکَ بِسْمِ اللّٰہِ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰھُمَّ تَقَبَّلْ مِنِّیْ (میں نے اپنا رخ کیا اسی ذات کی طرف جس نے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کیا ہے میں خالص دل سے مسلمان ہوں میں شرک کرنے والوں میں سے نہیں ہوں۔ بے شک میری نماز میری قربانی میری حیات میری موت اس اللہ کے لئے ہے جو تمام عالمین کا پروردگار ہے اس کا کوئی شریک نہیں اسی کا مجھ کو حکم دیا گیا ہے اور میں مسلمین میں سے ہوں، اے اللہ یہ تیری طرف سے (عطا) ہے تیرے لئے ہے۔ اللہ کے نام سے اور اللہ سب سے بڑا ہے اے اللہ تو میری طرف سے قبول فرما)۔ پھر ذبح کرو اور جب تک بے جان اور ٹھنڈا نہ ہو جائے چھری کو حرام مغز تک نہ اتارو اس کے بعد کھاؤ کھلاؤ تصدق کرو اور جس کو چاہو ہدیہ کرو۔ اس کے بعد اپنے سر کے بال منڈواؤ۔

اور قربانی کے جانوروں کے متعلق میں نے اسی کتاب میں گزشتہ صفحات کے اندر ذکر کر دیا ہے یہاں دوبارہ اس کا ذکر کر رہا ہوں۔

اور قربانی کے جانور میں سے اونٹ صرف وہ جائز ہے جو ثنی ہو اور ثنی وہ ہے جو پانچ سال کا پورا ہو کر چھٹے سال میں داخل ہو۔ اور گائے بکرے کا جائز ثنی وہ ہے جو ایک سال کا پورا ہو کر دوسرے سال میں داخل ہو گیا ہو۔ اور بھیڑ اور دنبہ ایک سال کا جائز ہے اور گائے عام شہروں میں سات آدمیوں کی طرف سے کافی ہے اور منیٰ میں صرف ایک آدمی کی طرف سے اور اونٹ سات آدمیوں کی طرف سے کافی ہے اور اگر قربانی کے جانور گراں اور کمیاب ہوں تو ایک بکری ستر آدمیوں کی طرف سے کافی ہے۔

حلق راس (سر منڈوانا)

جب تمہارا سر منڈوانے کا ارادہ ہو تو قبلہ رو ہو کر پیشانی سے شروع کرو اور کنپٹی کی جڑوں میں جو دو ہڈیاں ابھری ہوئی ہیں ان سے کان کی جڑوں تک سر کے بال منڈواؤ اور جب سر کے بال منڈوا چکو تو یہ کہو اَللّٰھُمَّ اَعْطِنِیْ بِکُلِّ شَعْرَۃٍ نُوْراً یَوْمَ الْقِیَامَۃِ (اے اللہ مجھے قیامت کے دن ہر بال کے عوض ایک نور عطا فرما) اور اپنے بالوں کو منیٰ میں دفن کر دو۔

زیارت خانہ کعبہ

پھر قربانی کے دن (یوم النحر) یا دوسرے دن غسل کر کے خانہ کعبہ کی زیارت کرو اور اس کو یوم النحر یا دوسرے دن سے زیادہ موخر نہ کرو اس لئے کہ تمتع کرنے والے کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ اس کو موخر کرے اور حج مفرد کرنے والے کو اجازت ہے کہ وہ اس کو موخر کرے۔ اور جب تم خانہ کعبہ کی زیارت کا رخ کرو تو راستہ میں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کرو اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کی آل پر درود بھیجو جہاں تک تم سے ممکن ہو اور جب مسجد الحرام کے دروازے پر پہنچو وہاں کھڑے ہو کر کہو۔ اَللّٰهُمَّ أَعِنِّيْ عَلٰى نُسُكِيْ وَ سَلِّمْهُ لِيْ وَ سَلِّمْنِيْ مِنْهُ، أَسْأَلُكَ مَسْأَلَةَ الْعَلِيْلِ الذَّلِيْلِ الْمُعْتَرِفِ بِذَنْبِهٖ أَنْ تَغْفِرَ لِيْ ذُنُوْبِيْ وَ أَنْ تُرْجِعَنِيْ بِحَاجَتِيْ، اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ عَبْدُكَ، وَ الْبَلَدُ بَلَدُكَ، وَ الْبَيْتُ بَيْتُكَ، جِئْتُ أَطْلُبُ رَحْمَتَكَ وَ أَبْتَغِيْ مَرْضَاتَكَ مُتَّبِعًا لِأَمْرِكَ، رَاضِيًا بِقَدَرِكَ، أَسْأَلُكَ مَسْأَلَةَ الْمُضْطَرِّ إِلَيْكَ الْمُطِيْعِ لِأَمْرِكَ، الْمُشْفِقِ مِنْ عَذَابِكَ، الْخَائِفِ لِعُقُوْبَتِكَ، أَسْأَلُكَ أَنْ تُلَقِّيَنِيْ عَفْوَكَ وَ تُجِيْرَنِيْ بِرَحْمَتِكَ مِنَ النَّارِ (اے اللہ مناسک کے بجا لانے میں میری اعانت فرما اور مجھے اس کے لئے سلامتی دے اور اس کو میرے لئے سلامتی دے۔ بار الہا میں ایک ایسے علیل و ذلیل کی طرح جو اپنے گناہوں کا معترف ہے۔ تجھ سے درخواست کرتا ہوں کہ میرے گناہوں کو بخش دے اور میری حاجتوں کو بر لا۔ اے اللہ میں تیرا بندہ ہوں یہ شہر تیرا شہر ہے یہ گھر تیرا گھر ہے میں یہاں تیری رحمتوں کا طلبگار آیا ہوں تیری خوشنودی حاصل کرنے آیا ہوں، میں تیرے حکم کی اطاعت کرنے والا اور تیری قدر پر راضی ہوں۔ میں ایک ایسے مضطر و پریشان شخص کی طرح جو تیرے امر کا مطیع اور تیرے عذاب سے ڈرنے والا اور تیری سزا سے خائف ہے سوال کرتا ہوں اور تجھ سے درخواست کرتا ہوں کہ تو مجھے اپنے عفو و کرم تک پہنچا دے اور اپنی مہربانی کے ساتھ مجھے جہنم سے بچا دے)

حجر اسود کے پاس آنا

پھر تم حجر اسود کے پاس آؤ اسے بوسہ دو اور اگر تمہارے لئے یہ ممکن نہ ہو تو اپنا ہاتھ اس سے مس کرو اور اپنا ہاتھ چوم لو اور اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو اس کی طرف رخ کر کے اپنے ہاتھ سے اس کی طرف اشارہ کرو اور ہاتھ کو چوم لو اور اللہ اکبر کہو اور وہ دعا پڑھو جو تم نے مکہ پہنچنے اور خانہ کعبہ کا سات مرتبہ طواف کرتے وقت پڑھی تھی اور جس کو میں اس سے پہلے تحریر کر چکا ہوں۔ اس کے بعد مقام ابراہیمؑ کے پاس دو رکعت نماز پڑھو جس کی پہلی رکعت میں سورہ الحمد اور سورہ قل ھو اللہ احد اور دوسری رکعت میں سورہ الحمد اور سورہ قل یا ایھا الکافرون پڑھو پھر حجر اسود کی طرف واپس آؤ اور ممکن ہو تو اس کو بوسہ دو ورنہ اس کو ہاتھ سے مس کر کے اللہ اکبر کہو۔

کوہ صفا کی طرف روانگی

پھر کوہ صفا کی طرف آؤ وہ عمل کرو جو تم نے مکہ پہنچنے کے دن کیا تھا یعنی ان دونوں (پہاڑیوں) صفا و مروہ کے درمیان سات مرتبہ سعی کی تھی اور یہ سعی صفا سے شروع کرو اور مروہ پر ختم کرو جب تم یہ تمام اعمال بجالاچکو گے تو سوائے عورت کے اور تمام چیزیں جو حالت احرام میں تم پر حرام تھیں وہ سب تم پر حلال ہوجائیں گی۔

طواف النساء

پھر تم خانہ کعبہ کی طرف واپس جاؤ اور سات مرتبہ خانہ کعبہ کا طواف کرو یہ طواف النساء ہے پھر مقام ابراہیمؑ کے پاس دو رکعت نماز پڑھو۔ یا مسجد حرام کے اندر جس جگہ چاہو پڑھ لو اب اس کے بعد تم پر عورت بھی حلال ہوجائے گی اور اب تم اپنے سارے مناسک حج سے فارغ ہوگئے سوائے رمی جمرات کے اور جتنی چیزیں تم پر حرام ہوگئی تھیں وہ سب حلال ہوگئیں۔

منیٰ کی طرف واپسی

ایام تشریق کی شبیں سوائے منیٰ کے اور کہیں بسر نہ کرو اگر یہ راتیں منیٰ کے علاوہ کسی اور جگہ بسر کیں تو ہر رات کے لئے تم پر کفارہ میں ایک بکری ذبح کرنا لازم ہوگا۔

اگر تم اول شب میں منیٰ سے نکلے ہو تو نصف شب سے پہلے منیٰ میں واپس آجاؤ اور شب کا باقی حصہ منیٰ میں بسر کرو یا تم (منیٰ کے لئے) مکہ سے نکل چکے ہو۔ لیکن اگر تم طواف اور سعی میں اتنے مشغول رہے کہ مکہ ہی میں صبح ہوگئی تو تم پر کوئی کفارہ نہیں اور اگر تم نصف شب کے بعد منیٰ سے نکلے تو پھر اگر تم کو منیٰ کے علاوہ کسی اور جگہ صبح ہوجائے تو اس میں کوئی ضرر نہیں ہے۔

رمی جمرات

اور تم جمرات کو ہر روز سنگریزے مارو طلوع آفتاب سے لے کر زوال آفتاب تک کے درمیان اور جو وقت زوال آفتاب سے زیادہ قریب ہوگا وہ افضل ہوگا۔

اور اول نہار سے آخر نہار تک کی بھی رخصت کی ہدایت کی گئی ہے۔

اور تم پتھر مارتے وقت وہی کہو جو جمرہ عقبہ کو پتھر مارنے کے دن کہہ چکے ہو۔ اور پہلے جمرہ اول سے شروع کرو اس کو سات پتھر اس کے سامنے کی طرف سے مارو اوپر کی طرف سے نہیں پھر راستے کے بائیں جانب کھڑے ہوکر حمد و ثنائے الٰہی

بجا لاؤ اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ اور ان کی آل پر درود بھیجو پھر تھوڑا سا آگے بڑھو اور اللہ تعالیٰ سے دعا مانگو کہ وہ تمہارا یہ عمل قبول کرے پھر تھوڑا آگے بڑھو اور دعا مانگو پھر آگے بڑھو اور جمرہ وسطی کے لئے بھی ایسا ہی کرو سات پتھر مارو اور وہی کرو جو اول کے لئے کیا تھا اور اس کے پاس تھوڑا بڑھو اور دعا مانگو تیسرے جمرہ کی طرف سکون و وقار کے ساتھ چلو اور اسے بھی سات پتھر مارو اور وہاں نہ ٹھہرو۔

ایام تشریق کی تکبیر

عید اضحیٰ میں تکبیر اور قربانی کے اندر نماز ظہر سے لے کر چوتھے دن کی نماز صبح تک (یعنی ۱۰-۱۱-۱۲-۱۳) کل پندرہ نمازوں میں ہوگی یہ صرف منیٰ میں ہوگی اور دیگر مقامات پر دس نمازوں میں ہوگی یعنی قربانی کے دن ظہر کی نماز سے لیکر تیسرے دن (۱۰-۱۱-۱۲) صبح کی نماز تک ، اور تم تکبیر میں یہ کہوگے ۔اَللّٰہُ اَکْبَرُ ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ ، لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ، وَ اللّٰہُ اَکْبَرُ ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ ، وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ عَلٰی مَا ھَدَانَا ، وَ الْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی مَا اَبْلَانَا ، وَ اللّٰہُ اَکْبَرُ عَلٰی مَا رَزَقَنَا مِنْ بَہِیْمَۃِ الْاَنْعَامِ ۔ (اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے، نہیں ہے کوئی اللہ سوائے اس اللہ کے اور اللہ سب سے بڑا ہے اللہ سب سے بڑا ہے اور اللہ ہی کے لئے ہر طرح کی حمد ہے اللہ سب سے بڑا ہے اس بات پر کہ اس نے ہم لوگوں کی ہدایت کی اور اللہ کی حمد اس بات پر کہ اس نے ہم لوگوں کو آزمایا اور اللہ سب سے بڑا ہے اس بات پر کہ اس نے ہم لوگوں کو چوپایوں کے گوشت سے رزق دیا۔)

منیٰ سے واپسی

اور جب قربانی کے دن سے چوتھے دن (۱۳ ذی الحجہ کو) منیٰ سے واپسی کا ارادہ کرو تو آفتاب کے طلوع ہونے کے بعد جس وقت چاہو واپس ہو کوئی حرج نہیں رمی قبل زوال کرو یا بعد زوال ۔ اور جب تم پہلی واپسی یعنی ۱۲ ذی الحجہ کو (منیٰ سے) واپس ہو تو زوال آفتاب کے بعد واپس ہو۔ زوال آفتاب سے قبل واپس ہونا تمہارے لئے جائز نہیں اور اگر تم منیٰ میں غروب آفتاب تک مقیم رہے تو اب تمہارے لئے منیٰ سے نکلنا جائز نہیں اب تمہارے اوپر چوتھے دن تک قیام درست ہے اور یہ آخری کوچ ہے سبحان سے تہلیل و تمجید اور دعائیں کرتے ہوئے مکہ کی جانب چلو اور جب مسجد نبیؐ یعنی مسجد حصباء پہنچو اور اس میں داخل ہو تو پشت کے بل بقدر استراحت لیٹ رہو۔ مگر جو پہلے کوچ میں روانہ ہو اس کے لئے وہاں لیٹنا ضروری نہیں ہے۔

دخول مکہ

پھر تم پر لازم ہے کہ انتہائی سکون اور وقار کے ساتھ مکہ میں داخل ہو تم پر حج اور عمرے میں جو کچھ لازم تھا اس سے فراغت پاگئے اب تم ایک درھم کی کھجوریں خرید کر اسے تصدق کردو تاکہ احرام کی حالت میں جو کوتاہیاں تم سے لاعلمی میں سرزد ہوئی ہیں ان کا کفارہ ہوجائے۔

دخول کعبہ

اب اگر تم خانہ کعبہ میں داخل ہونا چاہتے ہو تو داخل ہو اور نہیں چاہتے تو نہ داخل ہو لیکن اگر تم نے اس سے پہلے کوئی حج نہیں کیا تھا (یہ پہلا حج ہے) تو تمہارے لئے اس میں داخل ہونا لابدی اور ضروری ہے اور داخل ہونے سے پہلے غسل کرو پھر داخل ہوتے وقت یہ کہو۔ اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ قُلْتَ فِيْ كِتَابِكَ، وَ مَنْ دَخَلَهُ كَانَ آمِنًا، فَاٰمِنِّيْ مِنْ عَذَابِكَ عَذَابَ النَّارِ (اے اللہ تو نے اپنی کتاب میں ارشاد کیا کہ جو اس میں داخل ہوا اس نے امن پایا تو اپنے عذاب یعنی جہنم کے عذاب سے مجھے امن دیدے)

پھر دونوں ستونوں کے درمیان سرخ ٹائل کے بنے ہوئے فرش پر دو رکعت نماز پڑھو پہلی رکعت میں الحمد اور حم سجدہ اور دوسری رکعت میں سورہ الحمد اور قرآن مجید کی چند آیات۔ اور اس کے ہر گوشے میں نماز پڑھو۔ پھر یہ دعا پڑھو۔

اَللّٰهُمَّ مَنْ تَهَيَّاَ اَوْ تَعَبَّاَ اَوْ اَعَدَّ اَوِ اسْتَعَدَّ لِوِفَادَةٍ اِلٰى مَخْلُوْقٍ رَجَاءَ رِفْدِهٖ وَ نَوَافِلِهٖ وَ جَوَائِزِهٖ فَاِلَيْكَ يَا سَيِّدِيْ تَهْيِئَتِيْ وَ تَعْبِئَتِيْ وَ اِعْدَادِيْ وَ اسْتِعْدَادِيْ رَجَاءَ رِفْدِكَ وَ نَوَافِلِكَ وَ جَائِزَتِكَ فَلَا تُخَيِّبِ الْيَوْمَ رَجَائِيْ، يَا مَنْ لَا يَخِيْبُ عَلَيْهِ سَائِلٌ، وَ لَا يَنْقُصُهٗ نَائِلٌ، وَ لَا يَبْلُغُ مِدْحَتَهٗ قَائِلٌ، فَاِنِّيْ لَمْ آتِكَ بِعَمَلٍ صَالِحٍ قَدَّمْتُهٗ، وَ لَا شَفَاعَةِ مَخْلُوْقٍ رَجَوْتُهَا، لٰكِنِّيْ اَتَيْتُكَ مُقِرًّا بِالظُّلْمِ وَ الْاِسَاءَةِ عَلٰى نَفْسِيْ، اَتَيْتُكَ بِلَا حُجَّةٍ وَ لَا عُذْرٍ، فَاَسْاَلُكَ يَا مَنْ هُوَ كَذٰلِكَ اَنْ تُعْطِيَنِيْ مُنْيَتِيْ وَ تُقَلِّبَنِيْ بِرَحْمَتِكَ وَ لَا تَرُدَّنِيْ مَجْرُوْمًا وَ لَا خَائِبًا يَا عَظِيْمُ يَا عَظِيْمُ يَا عَظِيْمُ اَرْجُوْكَ لِلْعَظِيْمِ اَسْاَلُكَ يَا عَظِيْمُ اَنْ تَغْفِرَ لِيَ الذَّنْبَ الْعَظِيْمَ، فَاِنَّهٗ لَا يَغْفِرُ الذَّنْبَ الْعَظِيْمَ اِلَّا الْعَظِيْمُ، (اے اللہ کوئی شخص کسی مخلوق کے پاس اس سے انعام و اکرام و ہدیہ و تحفہ کے لئے تہیہ کرتا ہے سامان کرتا ہے تیاری کرتا ہے یا مستعد ہوتا ہے (تو وہ ہوا کرے) مگر اے میرے مالک میرا تہیہ میرا ارادہ میری تیاری اور میری مستعدی تو اس امید پر ہوئی ہے کہ میں تیری بارگاہ پر پہنچ کر انعام و اکرام و ہدیہ و جائزہ لوں گا لہذا آج تو میری امیدوں پر پانی نہ پھیر۔ اے وہ ذات جو کسی سائل کو محروم نہیں کرتا جو اپنے عطیہ و بخشش میں کمی نہیں کرتا۔ اور کوئی تعریف کرنے والا اس کی تعریف کے حق کو ادا نہیں کرسکتا۔ میں کوئی عمل خیر تیری بارگاہ میں پہلے سے بھیج کر نہیں آیا ہوں اور نہ اس امید پر آیا ہوں کہ کوئی مخلوق

تیری بارگاہ میں میری سفارش کردیگی۔ بلکہ میں اپنے گناہوں کا اقرار کرتے ہوئے اور اپنے نفس کو برا سمجھتے ہوئے حاضر ہوا ہوں اور میں آیا تو ہوں مگر میرے پاس نہ کوئی حجت و دلیل ہے نہ کوئی عذر و معذرت۔ پس اے وہ ذات جو اس شان کی ہے میں تجھ سے ملتجی ہوں کہ تو میری امیدوں کو برلا، اور اپنی مہربانی سے میرے حالات کو بدل دے اور مجھے محروم و ناکامیاب واپس نہ کر۔ اے عظیم اے عظیم اے عظیم میں تجھ سے عظیم بات کی توقع رکھتا ہوں اے عظیم میں تجھ سے درخواست کرتا ہوں کہ تو میرے عظیم گناہوں کو معاف کردے اس لئے کہ عظیم گناہوں کو صرف عظیم ذات ہی معاف کرتی ہے]

اور جوتا اور موزہ پہن کر اندر داخل نہ ہو اور نہ اس میں تھوکو اور نہ اس میں اپنی ناک صاف کرو۔

خانہ کعبہ سے وداع و رخصت ہونا

اور جب تم خانہ کعبہ سے رخصت ہونا چاہو تو اس کا سات مرتبہ طواف کرو اور دو رکعت نماز حرم کے اندر جہاں بھی چاہو پڑھو۔ پھر حطیم کے پاس آؤ اور حطیم خانہ کعبہ کے دروازے اور حجر اسود کے درمیان کا حصہ ہے۔ پھر کھڑے ہو کر خانہ کعبہ کے پردے کو پکڑو اور حمد و ثنائے الہیٰ بجا لاؤ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجو پھر کہو۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ عَبْدُکَ وَ ابْنُ عَبْدِکَ وَ ابْنُ اَمَتِکَ، حَمَلْتَهٗ عَلٰی دَوَابِّکَ وَ سَیَّرْتَهٗ فِیْ بِلَادِکَ وَ اَقْدَمْتَهُ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ، اَللّٰھُمَّ وَ قَدْ کَانَ فِیْ اَمَلِیْ وَ رَجَائِیْ اَنْ تَغْفِرَلِیْ فَاِنْ کُنْتَ یَا رَبِّ قَدْ فَعَلْتَ ذٰلِکَ فَازْدَدْ عَنِّیْ رِضاً وَ قَرِّبْنِیْ اِلَیْکَ زُلْفٰی، وَ اِنْ لَمْ تَکُنْ فَعَلْتَ یَا رَبِّ ذٰلِکَ فَمِنَ الْاٰنَ فَاغْفِرْلِیْ قَبْلَ اَنْ تَنْاٰی دَارِیْ عَنْ بَیْتِکَ غَیْرَ رَاغِبٍ عَنْهُ وَ لَا مُسْتَبْدِلٍ بِهٖ، هٰذَا اَوَانُ انْصِرَافِیْ اِنْ کُنْتَ قَدْ اَذِنْتَ لِیْ، اَللّٰھُمَّ فَاحْفَظْنِیْ مِنْ بَیْنِ یَدَیَّ وَ مِنْ خَلْفِیْ وَ مِنْ تَحْتِیْ وَ مِنْ فَوْقِیْ وَ عَنْ یَمِیْنِیْ وَ عَنْ شِمَالِیْ حَتّٰی تُقْدِمَنِیْ اَھْلِیْ صَالِحاً، فَاِذَا اَقْدَمْتَنِیْ اَھْلِیْ فَلَا تَتَخَلَّ مِنِّیْ وَ اکْفِنِیْ مَؤُوْنَةَ عِیَالِیْ وَ مَؤُوْنَةَ خَلْقِکَ [اے اللہ میں تیرا بندہ اور تیرے بندے کا فرزند اور تیری کنیز کا فرزند ہوں، تیری (پیدا کی ہوئی) سواری پر سوار ہوا ہوں میں اس کو تیرے مختلف شہروں میں پھراتا ہوا مسجد حرام میں لایا ہوں اے اللہ اس آرزو اور اس امید میں آیا ہوں کہ تو میرے گناہوں کو بخش دے گا اے پروردگار اگر تو نے ایسا کردیا ہے تو میری طرف سے اپنی رضا و خوشنودی میں اضافہ فرما اور مجھے اپنا مزید تقرب عطا فرما اور اگر تو نے ایسا نہیں کیا ہے تو اب مجھے بخش دے قبل اس کے کہ میں اپنے گھر کا رخ کروں تیرے گھر سے بغیر منہ موڑے اور رخ بدلے ہوئے۔ اگر تو نے مجھے واپسی کی اجازت دیدی ہے اب میری واپسی کا وقت ہے اے اللہ! تو میرے سامنے سے میرے پیچھے سے میرے نیچے سے اور میرے اوپر سے اور میرے دائیں سے اور میرے بائیں سے میری حفاظت فرما تاکہ میں اپنے اہل و عیال میں بخیر و عافیت پہنچ جاؤں اور تو میرے اہل و عیال کے اخراجات کو پورا کرنا اور ان لوگوں کے اخراجات کو پورا کرنا جو تیری مخلوق ہیں]

اور جب حناطوں (گیہوں فروشوں) کے دروازے پر پہنچو تو اپنا رخ قبلہ کی طرف کرکے سربسجدہ ہوجاؤ اور اللہ سے دعا

کرو کہ وہ تمہاری طرف سے اس کو قبول کرے اور اس کو تمہاری طرف سے آخری حج نہ قرار دے اور وہاں سے گزرتے ہوئے یہ کہو۔ آئِبُوْنَ تَائِبُوْنَ حَامِدُوْنَ لِرَبِّنَا شَاكِرُوْنَ إِلَى اللّٰهِ رَاغِبُوْنَ، وَ إِلَى اللّٰهِ رَاجِعُوْنَ، وَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَى مُحَمَّدٍ وَ آلِهِ وَ سَلَّمَ كَثِيْراً، وَ حَسْبُنَا اللّٰهُ وَ نِعْمَ الْوَكِيْلُ (ہم لوگ واپس آنے والے ہیں توبہ کرنے والے اور حمد کرنے والے ہیں اور اپنے رب کے شکر گزار ہیں اللہ کی طرف رغبت رکھنے والے ہیں اور اللہ ہی کی طرف واپس جانے والے ہیں اور اللہ تعالیٰ محمدؐ اور ان کی آل پر بہت بہت رحمتیں نازل فرمائے اور ہمارے لئے اللہ کافی ہے اور وہ بہترین سرپرست ہے۔)

مکہ سے ابتدا اور مدینہ پر اختتام

(۳۱۳۸) ہشام بن مثنّیٰ نے سدیر سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ تم لوگ مکہ سے ابتدا کرو اور ہم لوگوں کے پاس آکر اختتام کرو۔

(۳۱۳۹) عمر بن اُذینہ نے زرارہ سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ لوگوں کو حکم دیا گیا ہے کہ ان پتھروں تک آئیں اور ان کا طواف کریں پھر ہم لوگوں کے پاس آئیں اور اپنی ولایت و دوستی کا ثبوت دیں اور ہم لوگوں کے سامنے اپنی نصرت پیش کریں۔

(۳۱۴۰) اور ہمارے اصحاب میں سے کسی نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ مکہ سے ابتدا کی جائے یا مدینہ سے؟ تو آپؑ نے فرمایا کہ مکہ سے ابتدا کرو اور مدینہ پر ختم کرو اس لئے کہ یہ افضل و بہتر ہے۔

اس کتاب کے مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ مندرجہ بالا احادیث ان لوگوں کے لئے وارد ہوئی ہیں جن کو اختیار حاصل ہو کہ وہ جہاں سے چاہیں ابتداء کریں مکہ سے ابتداء کریں یا مدینہ سے لیکن جو شخص کسی ایک راستہ کا پابند بنایا جائے کہ چاہے تو قبول کرے اور چاہے انکار کردے تو اس میں وہ مختار نہیں سمجھا جائے گا۔ اور اگر اس کو مدینہ کے راستے لے جایا جائے تو پھر وہ (مکہ سے شروع کرنے کے بدلے) مدینہ سے شروع کرے گا۔ اور افضل اس کے لئے یہی ہے کہ وہ مدینہ سے شروع کرے اس لئے کہ مدینہ میں داخل ہونا اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ائمہ طاہرین کی قبور کی زیارت کو چھوڑ دینا اور اس امر کا انتظار کرنا کہ واپسی میں زیارت کریں گے اس کے لئے جائز نہیں اس لئے کہ کبھی کبھی واپسی کی نوبت نہیں آتی یہی اس حدیث کا مطلب ہے۔

(۳۱۴۱) صفوان نے عیص بن قاسم سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے کوفہ سے جانے والے حاجیوں کے متعلق دریافت کیا کہ ان کے لئے مدینہ سے ابتدا کرنا افضل ہے یا مکہ سے تو آپؑ نے ارشاد فرمایا مدینہ سے۔

مسجد غدیر میں نماز

اور جب تم غدیر خم کی مسجد تک پہنچو تو اس کے اندر جاؤ اور اس میں جتنی چاہو نماز پڑھو۔

(۳۱۴۲) اس لئے کہ احمد بن محمد بن ابی نصر نے ابان سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ مسجد غدیر میں نماز پڑھنا مستحب ہے اس لئے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہاں حضرت امیر المومنین علیہ السلام کو اپنا جانشین مقرر فرمایا اور یہ وہ مقام ہے کہ جہاں اللہ تعالیٰ نے حق کو ظاہر فرمایا۔

(۳۱۴۳) صفوان نے عبدالرحمن بن حجاج سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت ابو ابراہیم علیہ السلام سے مسجد غدیر میں دن کے وقت حالت سفر میں نماز کے متعلق دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا کہ اس میں نماز پڑھو اس لئے کہ اس میں نماز پڑھنے کی فضیلت ہے اور میرے پدر بزرگوار اس کا حکم دیا کرتے تھے۔

(۳۱۴۵) حسان جمال سے روایت کی گئی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو اپنے کرایہ کے اونٹ پر مدینے سے مکہ جانے کے لئے بٹھایا جب ہم لوگ مسجد غدیر پہنچے تو آپؑ نے مسجد کے بائیں طرف نظر ڈالی اور فرمایا یہی وہ جگہ ہے جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کھڑے ہو کر فرمایا تھا من کنت مولاہ فعلی مولاہ (کہ میں جس کا مولا ہوں، اس کے علیؑ مولا ہیں۔) پھر دوسری جانب نظر ڈالی اور فرمایا یہ وہ جگہ ہے جہاں منافقین کے خیمے اور سالم مولیٰ ابی حذیفہ و ابی عبیدہ جراح کے خیمے تھے جب ان لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ وہ حضرت علی علیہ السلام کو اپنے ہاتھوں پر بلند کئے ہوئے ہیں تو ان میں سے کسی نے کہا ذرا ان کی آنکھوں کو تو دیکھو اس طرح گردش کر رہی ہیں جیسے کسی مجنوں کی آنکھیں ہوں پس حضرت جبریل یہ آیت لیکر نازل ہوئے و ان یکاد الذین کفروا لیز لقونک بابصارھم لما سمعوا الذکر و یقولون انہ لمجنون و ماھو الا ذکر للعالمین (سورہ القلم ۵۲-۵۱) (اور یہ جھٹلانے والے جب ذکر کو سنتے ہیں تو تمہیں گھور گھور کر اس طرح دیکھتے ہیں جیسے یہ لوگ اپنی نگاہوں سے تمہیں راہ راست سے ضرور پھسلا دیں گے اور کہتے ہیں کہ یہ شخص تو مجنوں و پاگل ہے مگر وہ تو ذکر ہے سارے جہانوں کے لئے۔)

مسجد معرس النبی میں نزول

(۳۱۴۵) معاویہ بن عمار سے روایت ہے ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جب تم مکہ سے مدینہ کی طرف واپس ہو رہے ہو اور مدینہ کی طرف واپسی میں تم ذی الحلیفہ پہنچو تو مسجد معرس النبی میں آؤ (جو مدینہ سے ایک فرسخ کے فاصلے پر مسجد شجرہ کے قریب ہے) اگر کسی نماز واجب یا مستحب کا وقت ہے تو اس میں نماز پڑھو اور اگر کسی نماز کا وقت نہیں ہے تو تھوڑی دیر وہاں ٹھہرو اس لئے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہاں آرام فرمایا کرتے اور نماز پڑھا کرتے تھے۔

(۳۱۴۶) علی بن مہزیار نے روایت کی ہے محمد بن قاسم بن فضیل سے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت ابو الحسن علیہ السلام سے عرض کیا کہ مولا میں آپؑ پر قربان جب ہم لوگوں کا اونٹ والا ہم لوگوں کو لے کر چلتا ہے تو معرس النبی میں نہیں ٹھہرتا تو آپؑ نے فرمایا تم لوگوں پر لازم ہے کہ معرس النبی کی طرف واپس جاؤ چنانچہ ہم لوگ اس طرف واپس گئے۔

(۳۱۴۷) اور عیص بن قاسم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے معرس النبی میں غسل کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا وہاں تم پر غسل لازم نہیں ہے تعریس (پڑاؤ) کا مطلب یہ ہے کہ تم وہاں نماز پڑھو اور ایک شب یا ایک دن آرام کرو۔

(۳۱۴۸) زرارہ بن اعین نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ منورہ کی دونوں سرحدوں کے درمیان شکار حرام قرار دیا ہے اور اس کے اطراف لمبائی اور چوڑائی میں ایک برید کی مسافت تک کسی پودے کو اکھیڑنے یا کسی درخت کو کاٹنے کو حرام کیا ہے سوائے آب پاشی کے لئے لکڑی کاٹنے کے۔

(۳۱۴۹) اور یہ بھی روایت کی گئی ہے کہ اس کی دونوں سرحدوں سے مراد وہ قطعہ ہے جس کو سیاہ پتھروں نے گھیرا ہوا ہے۔

(۳۱۵۰) اور ایک دوسری روایت ایک خبر میں ہے کہ اس کی دونوں سرحدیں صورین اور ثنیہ کے درمیان ہیں اور جس مقام کے درختوں کے کاٹنے کو حرام قرار دیا وہ کوہ عائر اور کوہ وعیر کے سایوں کے درمیان کا حصہ ہے اور ان ہی درختوں کے کاٹنے کو آپ نے حرام قرار دیا ہے اور یہاں کا شکار مکہ کے شکار کے مانند نہیں اس لئے کہ مکہ کے شکار کا کھانا بھی حرام ہے اور یہاں کے شکار کا کھانا حرام نہیں ہے۔

(۳۱۵۱) اور ابو بصیر نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے ارشاد فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ کے جن حدود کو حرام کیا وہ کوہ رباب سے واقم اور عریض و نقب تک مکہ کی جانب سے ہے۔

(۳۱۵۲) اور عبداللہ بن سنان کی روایت میں ہے جو انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ مدینہ کے حدود میں سے وہی شکار حرام ہے جو حرہ واقم اور حرہ وبرہ کے درمیان کیا جائے۔

(۳۱۵۳) اور یونس بن یعقوب نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ کیا حرم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں بھی ہم پر وہ تمام چیزیں حرام ہیں جو چیزیں ہم پر حرم اللہ میں حرام ہیں۔ آپؑ نے فرمایا کہ نہیں۔

(۳۱۵۴) ابان نے ابو العباس یعنی فضل بن عبدالملک سے روایت کی ہے راوی کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ حرم قرار دیا ہے؟ آپؑ نے فرمایا ہاں

ایک برید کی مسافت لمبائی اور چوڑائی کے اندر آپؐ نے درخت وغیرہ کا کاٹنا حرام قرار دیا ہے میں نے عرض کیا اور اس حد میں شکار؟ آپؑ نے فرمایا نہیں لوگ غلط کہتے ہیں۔

(۳۱۵۵) اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (مکہ سے ہجرت کرکے) مدینہ میں داخل ہوئے تو دعا کی کہ اے اللہ تو مدینہ کی محبت میرے دل میں ویسے ہی ڈال دے جیسی محبت مکہ کی میرے دل میں ہے یا اس سے بھی زیادہ اور تو یہاں کے صاع اور مد (وزن کے دو پیمانے) میں برکت عطا فرما۔ اور یہاں سے بیماری اور وباء کو جحفہ تک باہر نکال دے۔

(۳۱۵۶) اور روایت کی گئی ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ایک مرتبہ دجال کا تذکرہ کیا تو فرمایا کہ کوئی سرزمین ایسی نہ بچے گی جس پر وہ قدم نہ رکھے سوائے مکہ اور مدینہ کی سرزمین کے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کی تمام راہوں اور دروں پر ملک بٹھا دیئے ہیں جو ان دونوں کی طاعون اور دجال سے حفاظت کرتے ہیں اور اللہ توفیق دینے والا ہے۔

جو شخص حج کو جائے اور نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی زیارت کو نہ جائے اور جو شخص مکہ یا مدینہ میں مرجائے اس کے لئے حدیث میں کیا آیا ہے۔

(۳۱۵۷) محمد بن سلیمان دیلمی نے ابراہیم بن ابی حجر اسلمی سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص حج کے لئے مکہ آئے اور مدینہ میری زیارت کے لئے نہ آئے قیامت کے دن میں اس کے ساتھ بے رخی سے پیش آؤں گا۔ اور جو میری زیارت کو آئے گا اس کی شفاعت مجھ پر لازم ہوگی اور جس کی شفاعت مجھ پر لازم ہوگی اس کے لئے جنت بھی لازم ہوگی۔

اور جو شخص مکہ و مدینہ ان دونوں حرموں میں سے کسی ایک جگہ بھی مرے گا اس کی نہ پیشی ہوگی اور نہ اس کا حساب کتاب ہوگا وہ راست اللہ کی طرف مہاجر بن کر مرے گا اور قیامت کے دن اس کا حشر اصحاب بدر کے ساتھ ہوگا۔

مدینہ میں حاضری

جب تم مدینہ میں داخل ہو تو داخلہ سے پہلے یا داخل ہوتے وقت غسل کرو پھر قبر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آؤ اور مسجد میں باب جبرئیل سے داخل ہو اور داخل ہوتے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سلام کرو پھر قبر کے گوشہ میں اور قبر کے سامنے جو ستون ہے وہاں قبلہ رو ہو کر کھڑے ہو جاؤ اس طرح کہ تمہارا بایاں کاندھا قبر کی طرف اور دایاں کاندھا منبر سے ملا ہوا ہو اس لئے کہ یہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سر اقدس کی جگہ ہے پھر کہو:

اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهُ وَ رَسُولُهُ، وَ اَشْهَدُ اَنَّكَ رَسُولُ اللّٰهِ، وَ اَشْهَدُ اَنَّكَ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، وَ اَشْهَدُ اَنَّكَ قَدْ بَلَّغْتَ رِسَالَاتِ رَبِّكَ وَ نَصَحْتَ لِاُمَّتِكَ وَ جَاهَدْتَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ، وَ عَبَدْتَ اللّٰهَ مُخْلِصاً حَتّٰى اَتَاكَ الْيَقِينُ، وَ دَعَوْتَ اِلٰى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَ الْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَ اَدَّيْتَ الَّذِي عَلَيْكَ مِنَ الْحَقِّ، وَ اَنَّكَ قَدْ رَؤُفْتَ بِالْمُؤْمِنِينَ وَ غَلَظْتَ عَلَى الْكَافِرِينَ فَبَلَّغَ اللّٰهُ بِكَ اَشْرَفَ مَحَلِّ الْمُكَرَّمِينَ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي اسْتَنْقَذَنَا بِكَ مِنَ الشِّرْكِ وَ الضَّلَالَةِ، اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ صَلَوَاتِكَ وَ صَلَوَاتِ مَلَائِكَتِكَ الْمُقَرَّبِينَ وَ عِبَادِكَ الصَّالِحِينَ وَ اَنْبِيَائِكَ الْمُرْسَلِينَ وَ اَهْلِ السَّمَاوَاتِ وَ الْاَرَضِينَ وَ مَنْ سَبَّحَ لَكَ يَا رَبَّ الْعَالَمِينَ مِنَ الْاَوَّلِينَ وَ الْآخِرِينَ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَ رَسُولِكَ وَ نَبِيِّكَ وَ اَمِينِكَ وَ نَجِيِّكَ وَ حَبِيبِكَ وَ صَفِيِّكَ وَ خَاصَّتِكَ وَ صَفْوَتِكَ مِنْ بَرِيَّتِكَ وَ خِيَرَتِكَ مِنْ خَلْقِكَ، اَللّٰهُمَّ وَ اَعْطِهِ الدَّرَجَةَ وَ الْوَسِيلَةَ مِنَ الْجَنَّةِ وَ ابْعَثْهُ مَقَاماً مَحْمُوداً يَغْبِطُهُ بِهِ الْاَوَّلُونَ وَ الْآخِرُونَ، اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ قُلْتَ وَ قَوْلُكَ الْحَقُّ: وَ لَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَلَمُوا اَنْفُسَهُمْ جَاؤُكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَ اسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّاباً رَحِيماً، وَ اِنِّي اَتَيْتُ نَبِيَّكَ مُسْتَغْفِراً تَائِباً مِنْ ذُنُوبِي، يَا رَسُولَ اللّٰهِ اِنِّي اَتَوَجَّهُ بِكَ اِلَى اللّٰهِ رَبِّي وَ رَبِّكَ لِيَغْفِرَ لِي ذُنُوبِي (میں گواہی دیتا ہوں کہ نہیں ہے کوئی اللہ سوائے اسی اللہ کے وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے عبد خاص اور اس کے رسول ہیں۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ بیشک آپ اللہ کے رسول ہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ محمد بن عبداللہ ہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ نے اپنے رب کی رسالتوں کو پہنچایا اور اپنی امت کو نصیحت کی اور راہ خدا میں جہاد فرمایا اور آخر وقت تک خلوص کے ساتھ عبادت کی اور حکمت اور دل نشین وعظ و پند کے ساتھ لوگوں کو (دین خدا کی طرف) بلایا اور خدائے برحق کی طرف سے جو آپ پر فرض تھا اسے ادا کر دیا اور بیشک آپ نے مومنین پر لطف و مہربانی فرمائی اور کافروں پر سختی کی پس خدا نے آپ کو اپنے مکرم بندوں سے بھی افضل و اشرف درجہ پر پہنچایا۔ ساری حمد ہے اس اللہ کے لئے جس نے ہمیں آپ کے ذریعہ شرک و گمراہی سے بچایا۔ اے اللہ تو اپنی طرف سے اور اپنے ملائکہ مقربین کی طرف سے، اپنے صالح بندوں کی طرف سے، اپنے انبیاء مرسلین کی طرف سے، زمین و آسمان کے رہنے والوں کی طرف سے، اولین و آخرین کی طرف سے اور اے رب العالمین ان سب کی طرف سے جو تیری تسبیح کرتے ہیں: اپنے بندے، اپنے نبی، اپنے امین، اپنے نجی، اپنے حبیب، اپنے صفی، اپنے خاص الخاص، تیری مخلوق میں منتخب اور تیرے بہترین بندے یعنی محمدؐ پر درود بھیج اے اللہ تو ان کو بلند درجہ عطا فرما اور ان کو ہمارے لئے جنت میں جانے کا وسیلہ قرار دے اور ان کو اس مقام محمود پر مبعوث فرما جس کو دیکھ کر اولین و آخرین کے لوگ رشک کریں۔ اے اللہ تو نے کہا ہے اور تیرا قول حق ہے کہ **و لو انھم اذ ظلموا انفسھم جاؤک فاستغفروا اللّٰہ و استغفر لھم الرسول لوجدوا اللّٰہ توابا رحیما**) سورہ النساء ۶۴۔ (یعنی اے رسول جب ان لوگوں نے نافرمانی کر کے اپنے نفسوں پر ظلم کیا تھا اگر تمہارے پاس چلے آتے اور خدا سے معافی مانگتے اور (اے رسول) تم

بھی ان کی مغفرت چاہتے تو بیشک وہ خدا کو بڑا توبہ قبول کرنے والا مہربان پاتے۔ اور میں تیرے نبی کے پاس اپنے گناہوں کی مغفرت چاہنے اور توبہ کرنے کے لئے آیا ہوں۔ اے اللہ کے رسول میں آپ کو وسیلہ بنا کر اس اللہ کی طرف متوجہ ہوں جو میرا بھی رب ہے اور آپ کا بھی رب ہے تاکہ وہ میرے تمام گناہوں کو بخش دے۔]

اور اگر تمہاری کوئی حاجت ہو تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر کو اپنے کاندھے کے پیچھے رکھ کر قبلہ رُو ہو جاؤ اپنے دونوں ہاتھ اٹھاؤ اور اپنی حاجت طلب کرو پھر تم زیادہ اس امر کے لائق ہو گے کہ تمہاری دعا قبول کر لی جائے ان شاء اللہ تعالیٰ پھر اس سبز و پتلے اور چوڑے پتھر سے جو قبر کے پاس ہے اپنے پشت سے ٹیک لگاؤ اور قبلہ رُو ہو کر یہ کہو۔

اَللّٰھُمَّ اِلَیْکَ اَلْجَاْتُ اَمْرِیْ وَ اِلٰی قَبْرِ مُحَمَّدٍ عَبْدِکَ وَ رَسُوْلِکَ صَلَوَاتُکَ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ اَسْنَدْتُ ظَھْرِیْ وَ الْقِبْلَۃَ الَّتِیْ رَضِیْتَ لِمُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَ سَلَّمَ اسْتَقْبَلْتُ، اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَصْبَحْتُ لَا اَمْلِکُ لِنَفْسِیْ خَیْرَ مَا اَرْجُوْ لَھَا، وَ لَا اَدْفَعُ عَنْھَا شَرَّ مَا اَحْذَرُ عَلَیْھَا، وَ اَصْبَحَتِ الْاُمُوْرُ بِیَدِکَ، فَلَا فَقِیْرَ اَفْقَرُ مِنِّیْ اِنِّیْ لِمَا اَنْزَلْتَ اِلَیَّ مِنْ خَیْرٍ فَقِیْرٌ، اَللّٰھُمَّ ارْدُدْنِیْ مِنْکَ بِخَیْرٍ، لَا رَادَّ لِفَضْلِکَ، اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ اَنْ تُبَدِّلَ اِسْمِیْ، وَ اَنْ تُغَیِّرَ جِسْمِیْ، اَوْ تُزِیْلَ نِعْمَتَکَ عَنِّیْ، اَللّٰھُمَّ زَیِّنِّیْ بِالتَّقْوٰی، وَ جَمِّلْنِیْ بِالنِّعَمِ، وَ اغْمُرْنِیْ بِالْعَافِیَۃِ، وَ ارْزُقْنِیْ شُکْرَکَ [اے اللہ میں نے اپنا معاملہ تیرے سامنے پیش کر دیا ہے اور تیرے بندے اور تیرے رسول محمد صلی اللہ علیہ وآلہ کی قبر پر اپنے پشت کی ٹیک لگائی ہے اور اس قبلہ کی طرف رخ کیا ہے جس کو تو نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ کے لئے قبلہ ہونا پسند فرمایا ہے پروردگار میں اس حال میں ہوں کہ جو خیر و بہتری میں اپنی ذات کے لئے چاہتا ہوں اس پر مجھے اختیار نہیں اور جو بدی و شر میں اپنی ذات سے دور کرنا چاہتا ہوں وہ دور نہیں کر سکتا اور سارے امور تیرے دست قدرت میں ہیں اور کوئی بھی فقیر مجھ سے زیادہ فقیر محتاج نہیں۔ انی لما انزلت الی من خیر فقیر (سورہ قصص آیت ۲۴) (پروردگار اس وقت جو بھی نعمت تو میرے پاس بھیج دے میں اس کا سخت حاجتمند ہوں) پروردگار مجھے اپنے پاس سے خیر و بھلائی دیکر واپس کر تیرے فضل و کرم کا کوئی روکنے والا نہیں۔ پروردگار میں تیری پناہ چاہتا ہوں اس بات سے کہ تو میرے نام کو تبدیل کر دے اور جسم کو متغیر کر دے یا وہ نعمتیں جو تو نے مجھے دی ہیں ان کو زائل کر دے' پروردگار تقویٰ سے مزین و آراستہ کر اور مجھے نعمتوں کا حسن و جمال عطا فرما اور عافیت میں غوطہ دیدے اور مجھے شکر کی روزی دے۔]

منبر کے پاس حاضری

پھر منبر کے پاس آؤ اور اس کے دونوں اناروں (لٹوؤں) سے اپنے چہرے اور دونوں آنکھوں کو مسح کرو اس لئے کہ کہا جاتا ہے کہ یہ آنکھوں کے لئے شفا ہے اور اس کے پاس کھڑے ہو کر حمد و ثنائے الٰہی بجا لاؤ اور اپنی حاجت طلب کرو۔

(۳۱۵۸) اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میری قبر اور میرے منبر کے درمیان جنت کے

باغوں میں سے ایک باغ ہے اور میرا منبر جنت کی کھڑکیوں میں سے ایک کھڑکی پر ہے اور منبر کے پائے اس پر رکھے ہوئے ہیں پھر مقام نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آؤ اور وہاں جتنی چاہو نمازیں پڑھو اور جب تم مسجد میں داخل ہو تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ پر درود بھیجو اور اسی طرح جب وہاں سے نکلو تو درود بھیجو۔ پھر مقام جبریل پر آؤ جو میزاب کے نیچے ہے اس لئے کہ یہی وہ مقام ہے جہاں سے کھڑے ہو کر وہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ سے اذن باریابی چاہتے تھے۔ پھر کہو اَیْ جَوَادُ اَیْ کَرِیْمُ اَیْ قَرِیْبُ اَیْ بَعِیْدُ اَسْأَلُکَ اَنْ تَرُدَّ عَلَیَّ نِعْمَتَکَ (اے جواد اے کریم اے قریب اے بعید میں تجھ سے درخواست کرتا ہوں کہ تو اپنی نعمتیں میری طرف پھیر دے)

اور یہ وہ مقام ہے کہ جہاں کوئی بھی زن حائض قبلہ کی طرف رخ کر کے دعا کرے گی تو اس کا خون رک جائے گا۔

اور خون کے لئے یہ دعا پڑھے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُکَ بِکُلِّ اِسْمٍ ھُوَ لَکَ اَوْ تَسَمَّیْتَ بِہٖ لِاَحَدٍ مِنْ خَلْقِکَ، اَوْ ھُوَ مَأْثُوْرٌ فِیْ عِلْمِ الْغَیْبِ عِنْدَکَ، وَ اَسْأَلُکَ بِاِسْمِکَ الْاَعْظَمِ الْاَعْظَمِ الْاَعْظَمِ، وَ بِکُلِّ حَرْفٍ اَنْزَلْتَہٗ عَلٰی مُوْسٰی، وَ بِکُلِّ حَرْفٍ اَنْزَلْتَہٗ عَلٰی عِیْسٰی، وَ بِکُلِّ حَرْفٍ اَنْزَلْتَہٗ عَلٰی مُحَمَّدٍ صَلَوَاتُکَ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَ عَلٰی اَنْبِیَاءِ اللّٰہِ اِلَّا فَعَلْتَ بِیْ کَذَا وَ کَذَا، (پروردگار میں تجھ سے سوال کرتی ہوں ہر اس اسم کے واسطے سے جو تیرا ہے یا تو نے اپنی مخلوق میں سے کسی کو وہ نام بتایا ہے یا وہ اسم تیرے علم غیب میں تیرے پاس نشان شدہ ہے اور میں درخواست کرتی ہوں تیرے اس اسم اعظم کے واسطے سے جو اعظم سے بھی اعظم ترین ہے اور ہر اس حرف کے واسطے سے جو تو نے حضرت موسیٰ پر نازل فرمایا اور ہر اس حرف کے واسطے سے جو تو نے حضرت عیسیٰ پر نازل فرمایا اور ہر اس حرف کے واسطے سے جو تو نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور انبیا علیہم السلام پر نازل فرمایا کہ تو میری یہ یہ حاجت روا کر دے) اور حائض کہے گی کہ اِلَّا اَذْھَبْتَ عَنِّیْ ھٰذَا الدَّمَ (مجھ سے اس خون کو دور کر دے)

مدینہ منورہ میں روزہ اور ستونوں کے پاس اعتکاف

اگر تم کو مدینہ منورہ میں تین دن قیام کا موقع ملے تو چہار شنبہ کو روزہ رکھو اور چہار شنبہ کی شب ستون توبہ کے پاس نماز پڑھو اور وہ ستون ابی لبابہ ہے جس میں انہوں نے خود کو باندھ لیا تھا اور وہاں وہ چہار شنبہ کے دن بھر بیٹھے رہے پھر تم شب پنج شنبہ اس ستون کے پاس آؤ جو اس سے ملا ہوا ہے اور مقام نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملے ہوئے ستون کے پاس ہے اور وہاں اس شب اور اس دن بیٹھو اور پنج شنبہ کے دن روزہ رکھو پھر اسی ستون کے پاس آؤ جو مقام نبی سے متصل ہے اور شب جمعہ نمازوں میں بسر کرو اور جمعہ کے دن نماز پڑھتے رہو اور روزہ رکھو۔ اور اگر تم سے ہو سکے تو ان ایام میں سوائے ناگزیر اور واجب کے کوئی بات نہ کرو اور بغیر کسی ضروری حاجت کے مسجد سے باہر نہ نکلو اور دن اور رات سوائے تھوڑی سی نیند کے اور نیند نہ کرو۔ اور جمعہ کے دن حمد و ثنائے الٰہی بجا لاؤ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجو پھر

اللہ سے اپنی حاجتیں طلب کرو اور یہ کہو:

اَللّٰهُمَّ مَا كَانَتْ لِيْ اِلَيْكَ مِنْ حَاجَةٍ شَرَعْتُ فِيْ طَلَبِهَا وَ الْتِمَاسِهَا اَوْ لَمْ اَشْرَعْ، سَأَلْتُكَهَا اَوْ لَمْ اَسْأَلْكَهَا فَاِنِّيْ اَتَوَجَّهُ اِلَيْكَ بِنَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ فِيْ قَضَاءِ حَوَائِجِيْ صَغِيْرِهَا وَ كَبِيْرِهَا (اے اللہ میری جتنی حاجتیں تجھ سے ہیں میں نے ان کو مانگنا شروع کیا ہے یا نہیں میں نے ان کے لئے گذارش کی ہے یا نہیں کی ہے میں نے تجھ سے ان کا سوال کیا ہے یا نہیں کیا ہے اب میں ان تمام چھوٹی اور بڑی حاجتوں کو پوری کرانے کے لئے تیرے نبی رحمت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وسیلہ بنا کر تیری بارگاہ میں آیا ہوں۔)

زیارت فاطمہؑ بنت نبیؐ، اللہ کی رحمتیں نازل ہوں ان پر انکے پدر بزرگوار انکے شوہر نامدار اور انکے فرزندوں پر

اس کتاب کے مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت سیدہ النساء العالمین فاطمہ زہرا صلوات اللہ وسلامہ علیہا کی قبر کی جگہ کے متعلق مختلف روایات ہیں۔ کچھ لوگ روایت کرتے ہیں کہ آپ بقیع میں دفن ہوئیں کچھ لوگ روایت کرتے ہیں کہ آپ قبر نبی اور منبر نبی کے درمیان دفن ہوئیں چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ کا بھی ارشاد ہے کہ میری قبر اور میرے منبر کے درمیان جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے، اس لئے کہ ان معظمہ کی قبر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر اور منبر کے درمیان ہے اور کچھ لوگوں کی روایت ہے کہ وہ معظمہ اپنے بیت (گھر) میں دفن ہوئیں۔ مگر جب بنی امیہ نے مسجد میں توسیع کی تو اس بیت کو بھی مسجد میں شامل کر لیا۔ اور یہی وہ روایت ہے جو میرے نزدیک صحیح ہے۔ چنانچہ جب اللہ تعالیٰ کی توفیق شامل ہوئی اور میں نے بیت اللہ الحرام کا حج کیا تو مدینہ منورہ واپس آیا اور جب زیارت قبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ سے فارغ ہوا تو بیت فاطمہؑ پر حاضری کا قصد کیا اور وہ اس ستون کے پاس ہے کہ جب باب جبریل سے داخل ہوتے ہیں تو ملتا ہے اور وہ قبر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احاطہ کے آخر میں ہے۔ چنانچہ میں اسی احاطہ کے پاس کھڑا ہو گیا اس کو اپنے بائیں جانب رکھا اور پشت قبلہ کی طرف اور اپنا رخ اس کی طرف کیا اس وقت میں غسل کئے ہوئے تھا اور یہ کہا:

اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ يَا بِنْتَ رَسُوْلِ اللّٰهِ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ يَا بِنْتَ نَبِيِّ اللّٰهِ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ يَا بِنْتَ حَبِيْبِ اللّٰهِ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ يَا بِنْتَ خَلِيْلِ اللّٰهِ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ يَا بِنْتَ صَفِيِّ اللّٰهِ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ يَا بِنْتَ اَمِيْنِ اللّٰهِ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ يَا بِنْتَ خَيْرِ خَلْقِ اللّٰهِ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ يَا بِنْتَ اَفْضَلِ اَنْبِيَاءِ اللّٰهِ وَ رُسُلِهِ وَ مَلَائِكَتِهِ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ يَا ابْنَةَ خَيْرِ الْبَرِيَّةِ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ يَا سَيِّدَةَ نِسَاءِ الْعَالَمِيْنَ مِنَ الْاَوَّلِيْنَ وَ الْآخِرِيْنَ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ يَا زَوْجَةَ وَلِيِّ اللّٰهِ وَ خَيْرِ الْخَلْقِ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ يَا اُمَّ الْحَسَنِ وَ الْحُسَيْنِ سَيِّدَيْ شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ اَيَّتُهَا الصِّدِّيْقَةُ الشَّهِيْدَةُ، اَلسَّلَامُ

عَلَيْكِ أَيَّتُهَا الرَّضِيَّةُ الْمَرْضِيَّةُ ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ أَيَّتُهَا الْفَاضِلَةُ الزَّكِيَّةُ ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ أَيَّتُهَا الْحَوْرِيَّةُ الْاِنْسِيَّةُ ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ أَيَّتُهَا التَّقِيَّةُ النَّقِيَّةُ ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ أَيَّتُهَا الْمُحَدَّثَةُ الْعَلِيمَةُ ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ أَيَّتُهَا الْمَظْلُومَةُ الْمَغْصُوبَةُ ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ أَيَّتُهَا الْمُضْطَهَدَةُ الْمَقْهُورَةُ ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ يَا فَاطِمَةُ بِنْتَ رَسُولِ اللّٰهِ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُهُ ، صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكِ وَ عَلَى رُوحِكِ وَ بَدَنِكِ ، أَشْهَدُ أَنَّكِ مَضَيْتِ عَلَى بَيِّنَةٍ مِنْ رَبِّكِ وَ أَنَّ مَنْ سَرَّكِ فَقَدْ سَرَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ سَلَّمَ ، وَ مَنْ جَفَاكِ فَقَدْ جَفَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ سَلَّمَ ، وَ مَنْ آذَاكِ فَقَدْ آذَى رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ سَلَّمَ ، وَ مَنْ وَصَلَكِ فَقَدْ وَصَلَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ سَلَّمَ ، وَ مَنْ قَطَعَكِ فَقَدْ قَطَعَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ سَلَّمَ ، لِأَنَّكِ بَضْعَةٌ مِنْهُ وَ رُوحُهُ الَّتِي بَيْنَ جَنْبَيْهِ كَمَا قَالَ عَلَيْهِ أَفْضَلُ سَلَامِ اللّٰهِ وَ صَلَوَاتُهُ ، أُشْهِدُ اللّٰهَ وَ رُسُلَهُ وَ مَلَائِكَتَهُ أَنِّي رَاضٍ عَمَّنْ رَضِيتِ عَنْهُ ، سَاخِطٌ عَلَى مَنْ سَخِطْتِ عَلَيْهِ ، مُتَبَرِّئٌ مِمَّنْ تَبَرَّأْتِ مِنْهُ ، مُوَالٍ لِمَنْ وَالَيْتِ ، مُعَادٍ لِمَنْ عَادَيْتِ ، مُبْغِضٌ لِمَنْ أَبْغَضْتِ ، مُحِبٌّ لِمَنْ أَحْبَبْتِ ، وَ كَفَى بِاللّٰهِ شَهِيداً وَ حَسِيباً وَ جَازِياً وَ مُثِيباً ۔

[اے رسول اللہ کی دختر آپ پر سلام ہو اے نبی خدا کی لخت جگر آپ پر سلام ہو، اے حبیب خدا کی نور نظر آپ پر سلام ہو اے خلیل خدا کی بیٹی آپ پر سلام ہو ۔ اے برگزیدہ خدا کی دلبند آپ پر سلام ہو ۔ اے امین خدا کی پارہ دل آپ پر سلام ہو اے بہترین خلق خدا کی قرۃ العین آپ پر سلام ہو ۔ اے اللہ کے تمام نبیوں رسولوں اور ملائکہ سے افضل کی دختر آپ پر سلام ہو اے بہترین مخلوق کی دختر آپ پر سلام ہو اے اولین وآخرین میں سے تمام عالمین کی عورتوں کی سردار آپ پر سلام ہو اے اللہ کے ولی اور بعد رسول مخلوق میں سب سے بہتر کی زوجہ آپ پر سلام ہو اے سرداران جوانان اہل جنت حسنؑ و حسینؑ کی مادر گرامی آپ پر سلام ہو ۔

آپ پر میرا سلام ہو اے صدیقہ شہیدہ ۔ آپ پر میرا سلام ہو اے راضیہ مرضیہ ، آپ پر میرا سلام ہو اے فاضلہ زکیہ ، آپ پر میرا سلام ہو اے حوریہ انسیہ ، آپ پر میرا سلام ہو اے تقیہ نقیہ ، آپ پر میرا سلام ہو اے محدثہ علیمہ ، آپ پر میرا سلام ہو اے مظلومہ و مغصوبہ (کہ آپ پر ظلم کیا گیا اور آپ کا حق غصب کیا گیا) آپ پر میرا سلام ہو اے وہ معظمہ جن پر ظلم و جور اور قہر کیا گیا ۔ آپ پر میرا سلام ہو اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی فاطمہ اور اللہ کی رحمت اور برکتیں نازل ہوں ۔ اللہ تعالیٰ آپ پر ، آپ کی روح پر اور آپ کے بدن پر رحمتیں نازل فرمائے ۔ میں گواہی دیتا ہوں آپ اپنے رب کے احکامات پر عامل رہتے ہوئے دنیا سے گذر گئیں اور یہ کہ جس نے آپ کو خوش کیا اس نے رسول اللہ کو خوش کیا اور جس نے آپ پر جور و جفا کیا اس نے رسول اللہ پر جور و جفا کیا جس نے آپ کو اذیت دی اس نے بلاشک رسول اللہ کو اذیت دی جس نے آپ سے میل ملاپ رکھا اس نے رسول اللہ سے میل ملاپ رکھا اور جو آپ سے لاتعلق ہوا وہ اللہ کے رسول سے لاتعلق ہوا کیونکہ آپ رسول اللہ کے اس دل کا ٹکڑا ہیں جو ان کے دونوں پہلوؤں کے درمیان ہے اور آپ ان کی جان ہیں ۔

جیسا کہ آنحضرتؐ نے جن پر اللہ کا بہترین درود و سلام ہو فرمایا ہے۔ میں اللہ تعالیٰ کو اس کے رسولوں کو اور اس کے ملائکہ کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ میں بھی اسی سے خوش ہوں جس سے آپ خوش ہیں اور اس سے ناراض ہوں جس سے آپ ناراض ہیں اس سے اظہار براءت کرتا ہوں جس سے آپ اظہار براءت کرتی ہیں میں اس کا دوست ہوں جو آپ کو دوست رکھتا ہے میں اس کا دشمن ہوں جو آپ کا دشمن ہے میں اس سے بغض رکھتا ہوں جو آپ سے بغض رکھتا ہے میں اس سے محبت کرتا ہوں جو آپ سے محبت کرتا ہے۔ اور گواہی کے لئے اور حساب و کتاب وجزا ثواب کے لئے اللہ تعالیٰ بہت کافی ہے۔]

اس کے بعد میں نے کہا اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَ سَلِّمْ عَلٰى عَبْدِكَ وَ رَسُوْلِكَ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ خَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ وَ خَيْرِ الْخَلَائِقِ أَجْمَعِيْنَ، وَ صَلِّ عَلٰى وَصِيِّهِ عَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ أَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ إِمَامِ الْمُسْلِمِيْنَ وَ خَيْرِ الْوَصِيِّيْنَ، وَ صَلِّ عَلٰى فَاطِمَةَ بِنْتِ مُحَمَّدٍ سَيِّدَةِ نِسَاءِ الْعَالَمِيْنَ، وَ صَلِّ عَلٰى سَيِّدَيْ شَبَابِ أَهْلِ الْجَنَّةِ الْحَسَنِ وَ الْحُسَيْنِ، وَ صَلِّ عَلٰى زَيْنِ الْعَابِدِيْنَ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ، وَ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ بَاقِرِ عِلْمِ النَّبِيِّيْنَ، وَ صَلِّ عَلَى الصَّادِقِ عَنِ اللّٰهِ جَعْفَرِ ابْنِ مُحَمَّدٍ، وَ صَلِّ عَلٰى كَاظِمِ الْغَيْظِ فِي اللّٰهِ مُوْسَى بْنِ جَعْفَرٍ، وَ صَلِّ عَلَى الرِّضَا عَلِيِّ بْنِ مُوْسٰى، وَ صَلِّ عَلَى التَّقِيِّ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ، وَ صَلِّ عَلَى النَّقِيِّ عَلِيِّ بْنِ مُحَمَّدٍ، وَ صَلِّ عَلَى الزَّكِيِّ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ، وَ صَلِّ عَلَى الْحُجَّةِ الْقَائِمِ ابْنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ، اَللّٰهُمَّ أَحْيِ بِهِ الْعَدْلَ، وَ أَمِتْ بِهِ الْجَوْرَ، وَ زَيِّنْ بِطُوْلِ بَقَائِهِ الْأَرْضَ، وَ أَظْهِرْ بِهِ دِيْنَكَ وَ سُنَّةَ نَبِيِّكَ حَتّٰى لَا يَسْتَخْفِيَ بِشَيْءٍ مِنَ الْحَقِّ مَخَافَةَ أَحَدٍ مِنَ الْخَلْقِ وَ اجْعَلْنَا مِنْ أَعْوَانِهِ وَ أَشْيَاعِهِ وَ الْمَقْبُوْلِيْنَ فِيْ زُمْرَةِ أَوْلِيَائِهِ يَا رَبَّ الْعَالَمِيْنَ، اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَ أَهْلِ بَيْتِهِ الَّذِيْنَ أَذْهَبْتَ عَنْهُمُ الرِّجْسَ وَ طَهَّرْتَهُمْ تَطْهِيْرًا۔

(اے اللہ درود و سلام بھیج اپنے بندے اور اپنے رسول محمدؐ بن عبداللہ پر جو خاتم النبیین اور تمام خلائق میں سب سے بہتر ہیں اور درود بھیج ان کے وصی علیؑ ابن ابی طالب امیر المومنین و امام مسلمین اور تمام اوصیا میں سب سے بہتر۔ اور درود بھیج فاطمہؑ بنت محمدؐ سیدہ نساء العالمین پر اور درود بھیج سردار جوانان اہل جنت حسنؑ و حسینؑ پر اور درود بھیج زین العابدین علیؑ ابن الحسینؑ پر اور درود بھیج محمد بن علیؑ باقر علم النبیین پر اور درود بھیج اللہ کی طرف سے سچ بولنے والے جعفرؑ ابن محمدؑ پر اور درود بھیج اللہ کے معاملہ میں غصہ کو پی جانے والے موسیٰؑ بن جعفرؑ پر اور درود بھیج علیؑ ابن موسیٰؑ الرضا پر اور درود بھیج تقیؑ محمد بن علیؑ پر اور درود بھیج علی النقیؑ بن محمدؑ پر اور درود بھیج حسنؑ زکی بن علیؑ پر اور درود بھیج حجتؑ قائم ابن الحسنؑ بن علیؑ پر۔

اے اللہ تو ان کے ذریعہ عدل کو زندہ کر اور ظلم و جور کو مٹادے ان کے طول بقا سے زمین کو مزین رکھ اور ان کے ذریعہ اپنے دین کو اور اپنے نبی کی سنت کو غالب کر یہاں تک کہ مخلوق میں سے کسی شخص کے خوف سے حق کی کوئی بات مخفی نہ رہ جائے۔ اور ہم لوگوں کو ان کے مددگاروں میں، ان کے متبعین میں، انکے مقبولین اور ان کے دوستوں کے زمرہ

میں شامل فرما اے رب العالمین۔ اے اللہ تو اپنی رحمتیں نازل فرما محمدؐ اور ان کے ان اہلبیت پر جن کو تو نے تمام برائیوں سے پاک رکھا ہے اور اس طرح پاک رکھا ہے جیسا کہ پاک رکھنے کا حق ہے۔)

اس کتاب کے مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میں نے ان صدیقہ طاہرہ سلام اللہ علیہا کی زیارت کے لئے مقررہ ومعینہ کوئی چیز نہیں پائی۔ لہٰذا جو شخص میری اس کتاب سے آپ کی یہ زیارت پڑھے گا میں اس سے اسی طرح راضی، خوش ہوں جس طرح میں اس زیارت سے اپنی ذات کے لئے خوش و راضی ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ راہ راست کی توفیق دینے والا ہے۔ وہی ہم لوگوں کے لئے کافی ہے اور وہی بہترین سرپرست ہے۔

دیگر مشاہد مقدسہ اور قبور شہداء پر حاضری

اور تم وہاں کے مشاہد مقدسہ میں سے کسی پر حاضری ترک نہ کرو مسجد قباء و مشربہ ام ابراہیم و مسجد فضیخ و قبور شہداء و مسجد احزاب کہ جس کا دوسرا نام مسجد فتح ہے اور جتنی چاہو اس میں مستحب نمازیں پڑھو۔ اور جب تم قبور شہداء کے پاس آؤ تو یہ کہو اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَی الدَّارِ [آپ لوگوں پر میرا سلام آپ نے بڑے صبر سے کام لیا (آپ لوگوں کے لئے) آخرت کا گھر بہترین ہے] اور جب مسجد فتح آؤ تو یہ کہو:

یَا صَرِیْخَ الْمَکْرُوْبِیْنَ وَ یَا مُجِیْبَ (دَعْوَۃِ) الْمُضْطَرِّیْنَ اکْشِفْ عَنِّیْ غَمِّیْ وَ ہَمِّیْ وَ کَرْبِیْ کَمَا کَشَفْتَ عَنْ نَبِیِّکَ صَلَوَاتُکَ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ ہَمَّہٗ وَ غَمَّہٗ وَ کَرْبَہٗ وَ کَفَیْتَہٗ ہَوْلَ عَدُوِّہٖ فِیْ ہٰذَا الْمَکَانِ (اے کرب و مصیبت میں مبتلا لوگوں کی فریاد کو پہنچنے والے اے مضطر اور بے قراروں کی دعاؤں کو قبول کرنے والے مجھ سے میرے کرب و تکلیف و غم وہم کو اسی طرح دور کر جس طرح تو نے اس مقام پر اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہم و غم و کرب و تکلیف کو دور کیا تھا اور انہیں دشمن کے خوف سے اس مقام پر بچایا)۔

قبر نبی اور منبر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے رخصت ہونا

اور جب تمہارا ارادہ مدینہ سے نکلنے کا ہو تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سرہانے قبر آؤ اور آپ کو سلام کرو پھر منبر کے پاس آؤ اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجو جس قدر بھی تم سے ممکن ہو اور اپنے دین و دنیا کے لئے جو چاہو دعا مانگو پھر قبر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آؤ اور اپنے بائیں کاندھے کو قبر سے چسپیدہ کر دو اس ستون کے قریب جو اس ستون سے ہٹ کر ہے جو سرہانے قبر نبی ہے پھر چھ رکعت نماز پڑھو یا آٹھ رکعت اور ہر رکعت میں سورہ حمد اور کوئی دوسری سورہ اور ہر دوسری رکعت میں قنوت، پھر جب تم اس سے فارغ ہو جاؤ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے جاؤ اور آنجنابؐ کو وداع کرتے ہوئے یہ کہو۔

صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْکَ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ لَا جَعَلَهُ اللّٰهُ آخِرَ تَسْلِیْمِیْ عَلَیْکَ ، اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْهُ آخِرَ الْعَهْدِ مِنْ زِیَارَةِ قَبْرِ نَبِیِّکَ صَلَوٰاتُکَ عَلَیْهِ وَ آلِهٖ وَ اِنْ تَوَفَّیْتَنِیْ قَبْلَ ذٰلِکَ فَاِنِّیْ اَشْهَدُ فِیْ مَمَاتِیْ عَلٰی مَا اَشْهَدُ فِیْ حَیَاتِیْ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ وَ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُکَ وَ رَسُوْلُکَ (آپؐ پر اللہ تعالیٰ اپنی رحمتیں نازل فرمائے سلام ہو آپؐ پر اللہ آپؐ پر میرا یہ سلام آخری سلام نہ قرار دیدے۔ اے اللہ اپنی نبی کی قبر کی اس زیارت کو میرے لئے آخری زیارت نہ قرار دینا۔ اور اگر اس سے پہلے تو مجھے موت دیدے تو اپنی موت کے بعد بھی میں وہی گواہی دوں گا جس کی گواہی میں اپنی زندگی میں دیتا ہوں کہ نہیں ہے کوئی اللہ سوائے تیرے اور یہ کہ محمدؐ تیرے بندے اور تیرے رسول ہیں۔)

بقیع میں زیارت قبور ائمہ علیہم السلام

یعنی امام حسن ابن علی بن ابی طالب و امام علی ابن الحسین و امام محمد بن علی باقر و امام جعفر بن محمد صادق علیہم السلام اور جب تم بقیع میں ائمہ کی قبروں کے پاس پہنچو تو ان قبروں کو اپنے سامنے رکھو پھر یہ کہو۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا اَئِمَّةَ الْهُدٰی ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا اَهْلَ التَّقْوٰی ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا حُجَجَ اللّٰهِ عَلٰی اَهْلِ الدُّنْیَا ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ اَیُّهَا الْقَوَّامُوْنَ فِی الْبَرِیَّةِ بِالْقِسْطِ ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا اَهْلَ الصَّفْوَةِ ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا اَهْلَ النَّجْوٰی ، اَشْهَدُ اَنَّکُمْ قَدْ بَلَّغْتُمْ وَ نَصَحْتُمْ وَ صَبَرْتُمْ فِیْ ذَاتِ اللّٰهِ عَزَّ وَ جَلَّ وَ کُذِّبْتُمْ ، وَ اُسِیْءَ اِلَیْکُمْ فَغَفَرْتُمْ ، وَ اَشْهَدُ اَنَّکُمُ الْاَئِمَّةُ الرَّاشِدُوْنَ وَ اَنَّ طَاعَتَکُمْ مَفْرُوْضَةٌ وَ اَنَّ قَوْلَکُمُ الصِّدْقُ ، وَ اَنَّکُمْ دَعَوْتُمْ فَلَمْ تُجَابُوْا ، وَ اَمَرْتُمْ فَلَمْ تُطَاعُوْا ، وَ اَنَّکُمْ دَعَائِمُ الدِّیْنِ ، وَ اَرْکَانُ الْاَرْضِ ، لَمْ تَزَالُوْا بِعَیْنِ اللّٰهِ ، یَنْسَخُکُمْ فِیْ اَصْلَابِ الْمُطَهَّرِیْنَ وَ یَنْقُلُکُمْ فِیْ اَرْحَامِ الْمُطَهَّرَاتِ ، لَمْ تُدَنِّسْکُمُ الْجَاهِلِیَّةُ الْجَهْلَاءُ وَ لَمْ تَشْرَکْ فِیْکُمْ فِتَنُ الْاَهْوَاءِ ، طِبْتُمْ وَ طَابَتْ مَنْبَتُکُمْ ، اَنْتُمُ الَّذِیْنَ مَنَّ بِکُمْ عَلَیْنَا دَیَّانُ الدِّیْنِ فَجَعَلَکُمْ فِیْ بُیُوْتٍ اَذِنَ اللّٰهُ اَنْ تُرْفَعَ وَ یُذْکَرَ فِیْهَا اسْمُهٗ ، وَ جَعَلَ صَلٰوتَنَا عَلَیْکُمْ رَحْمَةً لَنَا وَ کَفَّارَةً لِذُنُوْبِنَا اِذَا اخْتَارَکُمْ لَنَا ، وَ طَیَّبَ خَلْقَنَا بِمَا مَنَّ عَلَیْنَا مِنْ وِلَایَتِکُمْ وَ کُنَّا عِنْدَهٗ بِفَضْلِکُمْ مُعْتَرِفِیْنَ ، وَ بِتَصْدِیْقِنَا اِیَّاکُمْ مُقِرِّیْنَ ، وَ هٰذَا مَقَامُ مَنْ اَسْرَفَ وَ اَخْطَاَ وَ اسْتَکَانَ وَ اَقَرَّ بِمَا جَنٰی ، وَ رَجَا بِمَقَامِهِ الْخَلَاصَ ، وَ اَنْ یَسْتَنْقِذَهٗ بِکُمْ مُسْتَنْقِذُ الْهَلْکٰی مِنَ النَّارِ ، فَکُوْنُوْا لِیْ شُفَعَاءَ ، فَقَدْ وَفَدْتُ اِلَیْکُمْ اِذْ رَغِبَ عَنْکُمْ اَهْلُ الدُّنْیَا ، وَ اتَّخَذُوْا آیَاتِ اللّٰهِ هُزُوًا ، وَ اسْتَکْبَرُوْا عَنْهَا ، یَا مَنْ هُوَ قَائِمٌ لَا یَسْهُوْ وَ دَائِمٌ لَا یَلْهُوْ وَ مُحِیْطٌ بِکُلِّ شَیْءٍ لَکَ الْمَنُّ بِمَا وَفَّقْتَنِیْ وَ عَرَّفْتَنِیْ بِمَا ائْتَمَنْتَنِیْ عَلَیْهِ اِذْ صَدَّ عَنْهُ عِبَادُکَ ، وَ جَهِلُوْا مَعْرِفَتَهُمْ ، وَ اسْتَخَفُّوْا بِحَقِّهِمْ ، وَ مَالُوْا اِلٰی سِوَاهُمْ ، فَکَانَتِ الْمِنَّةُ مِنْکَ عَلَیَّ مَعَ اَقْوَامٍ خَصَصْتَهُمْ بِمَا خَصَصْتَنِیْ بِهٖ ، فَلَکَ الْحَمْدُ اِذْ کُنْتُ عِنْدَکَ فِیْ مَقَامِیْ مَکْتُوْبًا ، فَلَا تَحْرِمْنِیْ مَا رَجَوْتُ ، وَ لَا تُخَیِّبْنِیْ فِیْمَا دَعَوْتُ۔

(سلام ہو آپ لوگوں پر اے ائمہ ہدایت۔ سلام ہو آپ لوگوں پر اے صاحبان تقویٰ، سلام ہو آپ لوگوں پر اے

اہل دنیا پر حجتہائے خدا، سلام ہو آپ لوگوں پر اے مخلوقاتِ خدا میں عدل پر قائم رہنے والوں۔ سلام ہو آپ لوگوں پر اے صاحبان خلوص، سلام ہو آپ لوگوں پر اے صاحبان راز۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ لوگوں نے حق تبلیغ و نصیحت کو پوری طرح ادا کر دیا اور ذاتِ خدا کے اثبات میں پورے صبر و تحمل سے کام لیا آپ لوگوں کو جھٹلایا گیا آپ لوگوں کو ناسزا کہا گیا مگر آپ لوگوں نے معاف کر دیا۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ لوگ ارشاد و ہدایت کرنے والے امام ہیں آپ لوگوں کی اطاعت اللہ کی طرف سے فرض کی گئی ہے آپ لوگوں کا قول سچا ہے اور آپ لوگوں نے (حق کی طرف) دعوت دی مگر اسے قبول نہیں کیا گیا۔ آپ لوگوں نے حکم دیا مگر اس کی اطاعت نہیں کی گئی۔ بیشک آپ لوگ دین کے ستون اور زمین کے ارکان ہیں ہمیشہ اللہ کی نگاہ آپ لوگوں پر رہی۔ اللہ نے آپ لوگوں کو ہمیشہ پاکیزہ صلبوں سے پاک و طاہر رحموں میں منتقل کیا ایام جاہلیت کی جہالت نے کبھی آپ لوگوں کو آلودہ نہیں کیا اور فتنہ ہوا و ہوس آپ لوگوں کی طبیعت میں کبھی شریک نہیں رہا۔ آپ لوگ پاک اور آپ لوگوں کی بنیاد بھی پاک، آپ وہ لوگ ہیں کہ آپ کو پیدا کرکے قیامت کے دن جزا دینے والے نے ہم لوگوں پر بڑا احسان فرمایا اور آپ لوگوں کو ان گھروں میں پیدا کیا (فی بیوت اذن اللہ ان ترفع و یذکر فیھا اسمہ (سورہ نور ۳۶) کہ جن کی نسبت اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ ان کی تعظیم کی جائے اور ان میں اس کا نام لیا جائے جن میں صبح و شام لوگ اس کی تسبیح کیا کرتے ہیں۔ اور آپ لوگوں پر ہمارے درود بھیجنے کو خود ہمارے لئے اللہ تعالیٰ نے رحمت اور ہمارے گناہوں کا کفارہ قرار دیا ہے۔ اللہ نے آپ لوگوں کو ہمارے لئے منتخب فرمایا اور آپ لوگوں کی ولایت کے سبب ہم لوگوں کی خلقت پاک کی۔ اس کے نزدیک ہم لوگ آپ لوگوں کے فضل و شرف کے معترف ہیں آپ لوگوں کی تصدیق کرتے ہیں اور آپ کے مقرب ہیں۔ یہ اس شخص کا مقام ہے جس نے اسراف کیا ہو، خطا کی ہو اور عاجزی کے ساتھ اپنے گناہوں کا اقرار کرے اور ایسے مقام پر رہتے ہوئے گلو خلاصی کا اور اس کا امیدوار ہو کہ آپ لوگوں کے واسطے سے وہ خدا نجات دیگا جو ہلاکت میں پڑنے والوں کو ہلاکت سے نجات دیتا ہے چونکہ میں نے آپ لوگوں کو واسطہ بنایا ہے اس لئے آپ لوگ میری شفاعت کریں جبکہ اہل دنیا نے آپ لوگوں سے منہ موڑا ہوا ہے اور آیات الٰہی کے ساتھ تمسخر اور اس کے سامنے تکبر کیا ہوا ہے۔ اے وہ ذات جو قائم ہے کبھی سہو نہیں کرتا اے وہ ذات جو دائم ہے جو کبھی لہو لعب میں مبتلا نہیں ہوتا اور ہر شے پر حاوی ہے جن عقائد کی تو نے مجھے معرفت دی ہے اور اس پر گامزن ہونے کی توفیق دی یہ تیرا احسان ہے جبکہ ان عقائد سے تیرے عام بندوں نے پیٹھ پھیر لی اور اس کی معرفت سے نادان رہے اور اس کے حق کو خفیف سمجھا اور غیر کی طرف مائل ہوئے سو چنانچہ تو نے مجھ پر اور ان لوگوں پر احسان فرمایا جنہیں تو نے اس نعمت سے مختص فرمایا، جس سے تو نے مجھے مخصوص کیا، پس میں تیری ہی حمد کرتا ہوں جبکہ میرا یہ مقام تیرے پاس محفوظ و مکتوب ہے پس جس کا میں امیدوار ہوں اس سے تو مجھے محروم نہ فرما جو دعا میں نے کی ہے اس میں مجھے مایوس نہ کر)

اس کے علاوہ اپنی ذات کے لئے جو چاہو دعا مانگو پس اس

مسجد میں جو وہاں موجود ہے آٹھ رکعت نماز پڑھو اور ان میں جو سورہ چاہو پڑھو اور ہر دو رکعت پر سلام پڑھو اور بیان کیا جاتا ہے کہ یہ وہ جگہ ہے جہاں حضرت فاطمہ زہرا نے نماز پڑھی تھی۔

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و ائمہ طاہرین کی زیارت کا ثواب

(۳۱۵۹) حضرت امام حسین بن علی بن ابی طالب علیہ السلام نے اپنے جد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا نانا جان جو شخص آپ کی زیارت کرے اس کو اس کی کیا جزا ملے گی؟ آپ نے فرمایا اے فرزند جو میری زیارت کو آئے میری زندگی میں یا میرے مرنے کے بعد یا تمہارے پدر کی زیارت کرے یا تمہارے بھائی کی زیارت کرے یا تمہاری زیارت کرے تو مجھ پر فرض ہے کہ قیامت کے دن میں اس کی زیارت کو جاؤں اور اس کے گناہوں سے اس کی گلو خلاصی کراؤں۔

(۳۱۶۰) اور حسن بن علی وشاء نے حضرت امام ابو الحسن الرضا علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ ہر امام کا اپنے ماننے والوں اور اپنے شیعوں کی گردن پر ایک عہد و حق ہوتا ہے۔ اور اس عہد اور حق کی وفا اور ادائیگی یہ ہے کہ ان کی قبروں کی زیارت کی جائے۔ پس جو شخص رغبت سے اور ان کی تصدیق (سچا سمجھ کر) کرتے ہوئے ان کی زیارت کو جائے تو اس کے ائمہ قیامت کے دن اس کی شفاعت فرمائیں گے۔

(۳۱۶۱) علی بن حکم نے زیاد بن ابی حلال سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کوئی نبی یا کوئی وصی تین دن سے زیادہ زمین (یعنی قبر) میں نہیں رہتا یہاں تک کہ اس کی روح اس کی ہڈیاں اور اس کے گوشت کو آسمان کی طرف اٹھالیا جاتا ہے مگر وہ اپنی قبروں کی جگہ آتے ہیں اور دور سے ان تک سلام پہنچتے ہیں اور اپنی قبروں کے قریب سے لوگوں کی باتیں سنتے ہیں۔

(۳۱۶۲) جابر نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ حج کی تکمیل امام سے ملاقات ہے۔

(۳۱۶۳) صالح بن عقبہ نے زید شحام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ اگر کوئی شخص آپ لوگوں میں سے کسی ایک (امام) کی زیارت کرے تو اس کے لئے کیا ہے؟ آپ نے فرمایا وہ ایسا ہی ہے جیسے اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی۔

(۳۱۶۴) ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام سے ارشاد فرمایا کہ اے علی جس نے میری حیات میں یا میری موت کے بعد میری زیارت کی یا تمہاری حیات میں یا تمہاری موت کے بعد تمہاری زیارت کی یا تمہارے دونوں فرزندوں کی حیات میں یا ان دونوں کی موت کے بعد ان دونوں کی زیارت کی تو میں اس کا ضامن ہوں کہ قیامت کے دن کے ہول اور اس کی سختیوں سے اس کو چھڑاؤں گا یہاں تک کہ میں اس کو اپنے درجہ میں رکھوں گا۔

(۳۱۶۵) اسحاق بن عمار نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا قبر حسینؑ کی جگہ جس دن سے وہ وہاں دفن ہوئے جنت کے باغوں میں سے ایک باغ بن گیا۔

(۳۱۶۶) نیز فرمایا کہ قبر حسینؑ کی جگہ جنت کے خیابانوں میں سے ایک خیابان ہے۔

(۳۱۶۷) نیز فرمایا کہ قبر حسینؑ کے چاروں جانب پانچ پانچ فرسخ تک حریم قبر حسین علیہ السلام ہے۔

(۳۱۶۸) اسحاق بن عمار نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ قبر حسین علیہ السلام سے ساتویں آسمان تک ہر وقت ملائکہ کی آمد و رفت رہتی ہے۔

(۳۱۶۹) صالح بن عقبہ نے بشیر دھان سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ کبھی کبھی جب مجھ سے حج فوت ہوجاتا ہے تو میں عرفہ کے دن اعمال عرفہ قبر حسینؑ کے پاس بجا لاتا ہوں۔ آپؑ نے فرمایا اے بشیر تم بہت اچھا کرتے ہو جو مرد مومن عید کے دن کے علاوہ کسی اور دن قبر حسینؑ کی زیارت کو ان کے حق کو پہچانتے ہوئے آئے گا تو اس کے نامہ اعمال میں بیس حج اور بیس عمرہ مبرورہ و مقبولہ اور بیس حج کسی نبیِ مرسل یا امامِ عادل کے ساتھ لکھ دیئے جائیں گے۔ اور جو شخص عید کے دن قبر حسینؑ پر زیارت کے لئے آئے گا اس کے نامہ اعمال میں ایک ہزار حج اور ایک ہزار عمرہ مبرورہ و مقبولہ اور ایک ہزار جہاد کسی نبیِ مرسل یا امامِ عادل کے ساتھ تحریر کردیئے جائیں گے۔

راوی کا بیان ہے کہ میں نے کہا مگر یہ میرے لئے وقوف عرفات کے مانند کیونکر ہوجائے گا؟ تو آپؑ نے میری طرف جیسے غصہ کی نگاہ سے دیکھا پھر فرمایا اے بشیر اگر کوئی مومن عرفہ کے دن قبر حسینؑ پر ان کے حق کو پہچانتے ہوئے آئے اور دریائے فرات میں غسل کرکے آپ کی قبر کی زیارت کو جائے تو اللہ تعالیٰ اس کے ہر قدم پر ایک حج پورے مناسک کے ساتھ اس کے نامہ اعمال میں لکھ دے گا اور مجھے نہیں یاد کہ اور کیا کہا لیکن یہ ضرور کہا کہ اور عمرہ بھی۔

(۳۱۷۰) داؤد رقی سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام ابو عبداللہ جعفر بن محمد اور حضرت امام ابو الحسن موسیٰ بن جعفر اور حضرت امام ابو الحسن علی ابن موسیٰ الرضا علیہم السلام کو فرماتے ہوئے سنا یہ حضرات فرماتے تھے کہ جو شخص عرفہ کے دن حضرت حسین ابن علی علیہما السلام کی قبر کی زیارت کو آئے گا اللہ تعالیٰ اس کے سینے کو برف کے مانند ٹھنڈا رکھے گا۔

(۳۱۷۱) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ عرفہ کی شب سب سے پہلے اللہ تعالیٰ زائرین قبر حسینؑ ابن علی پر نگاہ کرم ڈالتا ہے۔ تو عرض کیا گیا کہ کیا تمام اہل موقف (عرفات) پر نگاہ کرم ڈالنے سے بھی پہلے؟ آپؑ نے فرمایا کہ ہاں۔ عرض کیا گیا کہ یہ کیونکر آپؑ نے فرمایا اس لئے کہ اہل موقف میں کچھ اولاد زنا بھی ہوتے ہیں اور زائران قبر حسین میں کوئی اولاد زنا نہیں ہوتا۔

(۳۱۷۲) نیز آپؑ نے فرمایا کہ جو شخص قبر حسینؑ کی زیارت کرتا ہے اس کے گھر کے دروازے کے سامنے اس کے گناہوں کا ایک پل بنا دیا جاتا ہے جسے وہ عبور کر کے چلا جاتا ہے جس طرح تم میں سے کوئی شخص پل کو عبور کرتا ہے تو پل کو اپنے پیچھے چھوڑ دیتا ہے۔

(۳۱۷۳) علی بن ابی حمزہ نے ابو بصیر سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے امام حسین علیہ السلام کے ساتھ ستر ہزار ملک مقرر کر دیئے ہیں جو بال بکھراتے ہوئے اور خاک اڑاتے ہوئے ان پر روزانہ درود بھیجتے رہتے ہیں اور جو شخص آپؑ کی زیارت کو آتا ہے اس کے لئے دعائیں کرتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ پروردگار یہ حسینؑ کے زائر ہیں ان کے ساتھ نیک سلوک کر ان کے ساتھ نیک سلوک کر۔

(۳۱۷۴) نیز فرمایا کہ جو شخص قبر حسینؑ پر ان کے حق کو پہچانتے ہوئے زیارت کو آتا ہے اللہ تعالیٰ اس کا مقام اعلیٰ علیین میں قرار دے دیتا ہے۔

(۳۱۷۵) اور زید شحام نے آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ جس شخص نے آپ لوگوں میں سے کسی ایک کی زیارت کی اس کے لئے کیا ثواب ہے؟ تو آپؑ نے فرمایا یہ ایسا ہی ہے جیسے اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کی زیارت کی۔

(۳۱۷۶) اور حضرت امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام نے فرمایا کہ شطِ فرات (کربلا) میں حضرت ابی عبد اللہ الحسین علیہ السلام کی زیارت کرنے والے کو بشرطیکہ وہ ان کے حق و حرمت و ولایت کی معرفت بھی رکھتا ہو کم از کم اتنا ثواب ضرور دیا جاتا ہے کہ اس کے اگلے اور پچھلے گناہ سب معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

(۳۱۷۷) حسن بن علی بن فضال نے ابی ایوب خزاز سے انہوں نے محمد بن مسلم سے انہوں نے حضرت امام ابو جعفر محمد بن علی علیہما السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ ہمارے شیعوں سے کہدو کہ وہ حضرت امام حسین بن علی علیہما السلام کی زیارت کیا کریں اس لئے کہ ان کی زیارت بلندی سے گرنے، پانی میں غرق ہونے، آگ میں جلنے اور درندوں کے پھاڑ کھانے سے بچاتی ہے۔ اور جو شخص امام حسین علیہ السلام کی امامت کا منجانب اللہ ہونے کا اقرار کرتا ہے اس پر آپؑ کی زیارت فرض ہے۔

(۳۱۷۸) ہارون بن خارجہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ جب نیمہ شعبان (۱۵ تاریخ) ہوتی ہے تو ایک منادی افق اعلیٰ سے ندا دیتا ہے کہ اے حسینؑ کی قبر کی زیارت کے لئے آنے والو جاؤ تمہارے گناہ بخش دیئے گئے اب اس کا ثواب تم لوگوں کے لئے تمہارے پروردگار اور تم لوگوں کے نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ہے (وہ جو چاہیں عطا کریں)۔

(۳۱۷۹) حسین بن محمد قمی نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ جس نے میرے پدر بزرگوار کی زیارت بغداد میں کی تو وہ ایسا ہی ہے جیسے اس نے قبر رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور قبر امیر المومنین علیہ السلام کی

زیارت کی لیکن یہ کہ رسول اللہؐ اور امیر المومنینؑ دونوں کو فضیلت حاصل ہے۔

(۳۱۸۰) اور حسن بن علی وشاء نے حضرت امام ابو الحسن رضا علیہ السلام سے روایت کی ہے انہوں نے کہا کہ میں نے آنجناب سے حضرت امام ابو الحسن موسیٰ بن جعفر علیہ السلام کی قبر کی زیارت کے متعلق دریافت کیا کہ کیا یہ حضرت امام حسین علیہ السلام کی زیارت کے مانند ہے تو آپؑ نے فرمایا ہاں۔

(۳۱۸۱) علی بن مہزیار نے حضرت امام ابو جعفر محمد بن علی ثانی علیہما السلام سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آنجنابؑ سے عرض کیا کہ مولا میں آپ پر قربان حضرت امام رضا علیہ السلام کی زیارت افضل ہے یا حضرت امام حسین علیہ السلام کی تو آپؑ نے فرمایا کہ میرے پدر بزرگوار کی زیارت افضل ہے اس لئے کہ امام حسین علیہ السلام کی زیارت تو سبھی لوگ کرتے ہیں لیکن میرے پدر بزرگوار کی زیارت صرف خواص شیعہ کرتے ہیں۔

(۳۱۸۲) احمد بن محمد بن ابی نصر بزنطی سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت ابو الحسن رضا علیہ السلام کے خط میں پڑھا جس میں تحریر تھا کہ میرے شیعوں کو یہ پیغام پہنچاؤ کہ میری زیارت اللہ کے نزدیک ایک ہزار حج کے برابر ہے راوی کا بیان ہے کہ میں نے حضرت ابی جعفر یعنی آپ کے فرزند علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک ہزار حج کے برابر؟ آپؑ نے فرمایا ہاں خدا کی قسم بلکہ ایک لاکھ حج کے برابر اس شخص کے لئے جو آپ کے حق کی معرفت رکھتے ہوئے آپ کی زیارت کرے۔

(۳۱۸۳) حسین بن زید نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ کو فرماتے ہوئے سنا وہ فرما رہے تھے کہ اولاد موسیٰ (بن جعفر) میں ایک ایسا شخص پیدا ہوگا کہ جس کا نام امیر المومنین علیہ السلام کا نام ہوگا اور وہ طوس میں جو خراسان کا ایک حصہ ہے دفن کیا جائے گا۔ وہ وہاں زہر سے شہید ہوگا اور وہیں عالم مسافرت میں دفن کردیا جائے گا۔ اور جو شخص اس کے حق کو پہچانتے ہوئے اس کی زیارت کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو اس شخص کے برابر ثواب و اجر دیگا جس نے قبل فتح مکہ اللہ کی راہ میں جہاد کیا اور اپنا مال خرچ کیا ہو۔

(۳۱۸۴) اور بزنطی نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میرے دوست داروں میں سے جس نے بھی میرے حق کی معرفت رکھتے ہوئے میری زیارت کی میں اس کے حق میں اللہ سے شفاعت کروں گا۔

(۳۱۸۵) اور حضرت ابو جعفر محمد بن علی الرضا علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ طوس دونوں پہاڑوں کے درمیان جنت کے قطعوں میں سے ایک قطعہ ہے جو اس میں داخل ہوا وہ قیامت کے دن جہنم سے محفوظ رہے گا۔

(۳۱۸۶) نیز آپؑ نے فرمایا کہ جس شخص نے طوس میں میرے پدر بزرگوار کے حق کی معرفت رکھتے ہوئے آنجنابؑ کی زیارت کی میں ضامن ہوتا ہوں اللہ تعالیٰ اس کو جنت نصیب کرے گا۔

(۳۱۸۷) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میرا ایک پارہ جگر خراساں میں دفن ہوگا جو دکھ درد کا مارا

اس کی زیارت کو جائے گا اللہ تعالیٰ اس کے دکھ درد کو دور کردے گا اور جو کوئی گناہگار اس کی زیارت کرے گا اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو بخش دے گا۔

(۳۱۸۸) نعمان بن سعد نے حضرت امیرالمومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ میری اولاد میں سے ایک شخص خراسان میں زہر سے ظلم کے ساتھ ناحق قتل کردیا جائے گا۔ جس کا نام میرا نام ہوگا اور اس کے باپ کا نام عمران کے فرزند موسیٰ کا نام ہوگا۔ آگاہ رہو کہ جو اس عالم مسافرت میں اس کی زیارت کرے گا اللہ تعالیٰ اس کے اگلے پچھلے سارے گناہ معاف کردے گا خواہ اس کے گناہ آسمان کے ستاروں کی تعداد میں ہوں یا بارش کے قطروں کی تعداد میں یا درختوں کے پتوں کی تعداد میں۔

(۳۱۸۹) حمدان دیوانی نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجناب نے فرمایا کہ جو میرے دور افتادہ مکان کے باوجود میری زیارت کو آئے گا تین مواقع پر اس کی مدد کو پہنچوں گا اور ہولناکیوں سے اس کی گلو خلاصی کراؤں گا۔ ایک اس وقت جب لوگوں کے نامہ اعمال ان کے دائیں اور بائیں اڑتے پھریں گے۔ دوسرے صراط سے گذرتے ہوئے تیسرے میزان میں اعمال تولتے وقت۔

(۳۱۹۰) حمزہ بن حمران سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ ہمارے فرزند زادوں میں سے ایک فرزند سرزمین خراسان کے ایک شہر طوس میں قتل کردیا جائے گا جو شخص اس کے حق کی معرفت رکھتے ہوئے اس کی زیارت کو جائے گا میں قیامت کے دن اس کو اپنے ہاتھ سے پکڑوں گا اور جنت میں داخل کروں گا خواہ وہ ان لوگوں میں سے ہو جو گناہان کبیرہ کے مرتکب ہوئے ہوں۔

راوی کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا مولا میں آپ پر قربان ان کے حق کی معرفت کیا ہے؟ آپ نے فرمایا اس کو معلوم ہو یہ امام ہیں اور ان کی اطاعت فرض ہے غریب (مسافر) و شہید ہیں جو شخص ان کے حق کی معرفت رکھتے ہوئے ان کی زیارت کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو ایسے ستر شہیدوں کے برابر ثواب عطا فرمائے گا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ جہاد میں شریک ہوئے ہیں۔

(۳۱۹۱) حسن بن علی بن فضّال نے حضرت ابو الحسن علی ابن موسیٰ رضا علیہما السلام سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ اہل خراسان میں سے ایک شخص نے آنجنابؑ سے عرض کیا کہ فرزند رسول میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا گویا وہ مجھ سے یہ کہہ رہے تھے کہ جب میرے جگر کا ایک ٹکڑا تمہاری سرزمین میں دفن ہوگا اور میرا ایک ستارہ تمہاری خاک میں غروب کرجائے گا تو تم لوگ اس کے ساتھ کیا کروگے اور میری امانت کی کیسے حفاظت کروگے۔ تو امام رضا علیہ السلام نے فرمایا کہ میں ہی تمہاری سرزمین میں دفن کیا جاؤں گا میں ہی تمہارے نبی کا پارہ جگر ہوں اور میں ہی وہ امانت اور وہ ستارہ ہوں۔ آگاہ رہو کہ جو شخص میرے اس حق اور میری اطاعت کو پہچانتے ہوئے جو اللہ تعالیٰ نے اس پر

واجب کیا ہے میری زیارت کرے تو میں اور میرے آبائے کرام قیامت کے دن اس کی شفاعت فرمائیں گے اور جس شخص کے ہم لوگ شفیع بن جائیں گے اس کی نجات ہو جائے گی خواہ جن وانس کے گناہوں کے برابر اس پر بار کیوں نہ ہو۔

نیز آپؑ نے فرمایا کہ میرے والد بزرگوار نے میرے جد سے اور انہوں نے اپنے پدر بزرگوار سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے اپنے خواب میں مجھے دیکھا تو اس نے یقیناً مجھ ہی کو دیکھا کیونکہ شیطان میری شکل یا میرے اوصیا میں سے کسی کی شکل میں یا میرے اوصیا کے کسی شیعہ کی شکل میں متشکل نہیں ہو سکتا اور سچا خواب نبوت کے ستر جزوں میں ایک جزو ہے۔

(۳۱۹۲) ابو صلت عبدالسلام بن صالح ہروی سے روایت کی گئی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا آپؑ فرما رہے تھے کہ خدا کی قسم ہم میں سے جو بھی (امام) ہوگا وہ مقتول یا شہید ہوگا تو عرض کیا گیا فرزند رسول آپؑ کو کون قتل کرے گا؟ آپؑ نے فرمایا میرے زمانے کا بدترین خلق خدا مجھے زہر سے قتل کرے گا پھر مجھے عالم مسافرت میں ایک تنگ مکان میں دفن کر دے گا۔ آگاہ رہو جو شخص میری عالم مسافرت میں میری زیارت کرے گا اللہ تعالیٰ اس کے نامہ اعمال میں ایک لاکھ شہیدوں، ایک لاکھ صدیقوں، ایک لاکھ حج اور عمرہ کرنے والوں اور ایک لاکھ مجاہدوں کا ثواب لکھ دے گا اور اس کو ہم لوگوں کے زمرہ میں محشور کرے گا اور جنت کے اعلیٰ درجات میں اس کو ہم لوگوں کا رفیق بنا دے گا۔

(۳۱۹۳) حسن بن علی بن فضال نے حضرت ابو الحسن رضا علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ خراسان میں ایک بقعہ ہے کہ اس پر ایک زمانہ ایسا آئے گا جہاں ملائکہ کی آمد و رفت ہوگی پھر فرمایا اور صور پھونکنے تک ہمیشہ ملائکہ کی ایک فوج وہاں آسمان سے نازل ہوتی رہے گی اور ایک فوج آسمان کی طرف پرواز کرتی رہے گی۔ تو آپؑ سے عرض کیا گیا کہ فرزند رسول وہ بقعہ زمین کونسا ہے؟ آپؑ نے فرمایا وہ سرزمین طوس ہے اور خدا کی قسم یہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔ اور جس نے اس بقعہ میں میری زیارت کی گویا اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی اور اللہ تعالیٰ اس کے نامہ اعمال میں ایک ہزار حج مبرورہ ایک ہزار عمرہ مقبولہ کا ثواب لکھے گا اور میں اور میرے آبائے کرام قیامت کے دن اس کے شفیع ہوں گے۔

(۳۱۹۴) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرا ایک پارہ جگر سرزمین خراسان میں دفن ہوگا جو کوئی مرد مومن اس کی زیارت کرے گا اللہ تعالیٰ اس پر جنت واجب کر دے گا اور اس کے جسد کو جہنم پر حرام کر دے گا۔

موضع قبر امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام

(۳۱۹۵) صفوان بن مہران جمّال نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ آنجناب قادسیہ کو چلے اور میں بھی آپؑ کے ساتھ تھا جب نجف پہنچے تو فرمایا کہ میرے جد حضرت نوح علیہ السلام کے بیٹے نے جس پہاڑ سے پناہ چاہی تھی اور کہا تھا کہ میں اس پہاڑ پر چڑھ جاؤں گا وہ مجھے پانی کے طوفان سے بچا لے گا تو اللہ تعالیٰ نے اس پہاڑ کی طرف وحی فرمائی کہ اے پہاڑ کیا مجھ پر پناہ لیکر کوئی مجھ سے بچ جائے گا؟ (یہ سنکر) پہاڑ زمین میں دھنس گیا اور ٹکڑے ٹکڑے ہوکر شام کی طرف چلا گیا۔ پھر آپؑ نے فرمایا! چھا اب میرے ساتھ محمل میں سوار ہوجاؤ اور میں آپؑ کے ساتھ سوار ہوگیا تو آپؑ مسلسل چلتے رہے یہاں تک کہ غری (جہاں قبر امیر المومنین ہے) پہنچے تو ایک قبر پر ٹھہر گئے اور حضرت آدم سے لیکر ایک ایک نبی علیہم السلام کو سلام کرنے لگے اور میں بھی آپؑ کے ساتھ سب کو سلام کرنے لگا۔یہاں تک کہ نبی آخرالزماں علیہ السلام کے سلام تک پہنچے پھر قبر پر منہ کے بل گر پڑے اور صاحب قبر کو سلام کیا اور ان کی سسکیوں کی آواز بلند ہوئی پھر اٹھے اور چار رکعت نماز پڑھی (اور دوسری حدیث میں ہے کہ چھ رکعت پڑھی) اور میں نے بھی آپؑ کے ساتھ نماز پڑھی پھر عرض کیا فرزند رسول یہ کس کی قبر ہے؟ آپؑ نے فرمایا یہ میرے جد بزرگوار علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی قبر ہے۔

زیارت قبر امیر المومنین صلوات اللہ علیہ

(۳۱۹۶) جب تم پشت کوفہ مقام غری پر پہنچو تو غسل کرو اور بہت سکون و وقار کے ساتھ چل کر قبر امیرالمومنین پر آؤ قبر کو اپنے سامنے رکھو اور یہ کہو:

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا وَلِيَّ اللّٰهِ أَنْتَ أَوَّلُ مَظْلُومٍ ، وَ أَوَّلُ مَنْ غُصِبَ حَقُّهُ ، صَبَرْتَ وَ احْتَسَبْتَ حَتَّىٰ أَتَاكَ الْيَقِينُ ، وَ أَشْهَدُ أَنَّكَ لَقِيتَ اللّٰهَ عَزَّ وَ جَلَّ ، وَ أَنْتَ شَهِيدٌ ، عَذَّبَ اللّٰهُ قَاتِلَكَ بِأَنْوَاعِ الْعَذَابِ ، وَ جَدَّدَ عَلَيْهِ الْعَذَابَ ، جِئْتُكَ عَارِفاً بِحَقِّكَ ، مُسْتَبْصِراً بِشَأْنِكَ ، مُعَادِياً لِأَعْدَائِكَ وَ مَنْ ظَلَمَكَ ، أَلْقَىٰ عَلَىٰ ذٰلِكَ رَبِّي إِنْ شَاءَ اللّٰهُ ، إِنَّ لِي ذُنُوباً كَثِيرَةً فَاشْفَعْ لِي عِنْدَ رَبِّكَ فَإِنَّ لَكَ عِنْدَ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَ تَعَالَىٰ مَقَاماً مَعْلُوماً ، وَ إِنَّ لَكَ عِنْدَ اللّٰهِ جَاهاً وَ شَفَاعَةً ، وَ قَدْ قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَ جَلَّ: وَ لَا يَشْفَعُونَ إِلَّا لِمَنِ ارْتَضَىٰ [اے اللہ کے ولی آپ پر سلام آپ (ائمہ طاہرین میں) پہلے شخص ہیں جن پر ظلم کیا گیا اور آپ پہلے وہ ہیں جن کا حق غصب کیا گیا اور آپ نے اس پر مرتے دم تک صبر و تحمل سے کام لیا۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ نے شہید ہوکر اللہ سے ملاقات کی۔ اللہ تعالیٰ آپ کے قاتل کو مختلف عذابوں میں اور نئے نئے عذاب میں مبتلا کرے۔ میں آپ کے حق میں معرفت رکھتے اور آپ کی شان پر نظر رکھتے ہوئے آپ کے دشمنوں کو اور آپ

پر ظلم کرنے والوں کو دشمن سمجھتے ہوئے آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوا ہوں ان شاء اللہ تعالیٰ اسی اعتقاد پر اپنے رب سے ملاقات بھی کروں گا۔ مولا میں بڑا گناہگار ہوں آپ اپنے رب سے میری شفاعت فرمادیں۔ کیونکہ سب کو معلوم ہے کہ آپ کا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ایک اہم مقام ہے اور آپ کو اللہ کی بارگاہ میں ایک بلند مرتبہ اور حق شفاعت حاصل ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا خود ارشاد ہے (و لا یشفعون الا لمن ارتضیٰ) (سورہ انبیاء۔ ۲۸) [یہ لوگ اس شخص کے سوا جس سے خدا راضی ہو کسی کی سفارش نہیں کرتے]۔

(۳۱۹۷) اور امیر المومنین کی ضریح اقدس کے پاس یہ بھی کہو:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَکْرَمَنِیْ بِمَعْرِفَتِهٖ وَ مَعْرِفَةِ رَسُوْلِهٖ وَ مَنْ فَرَضَ طَاعَتَهٗ رَحْمَةً مِنْهُ لِیْ وَ تَطَوُّلاً مِنْهُ عَلَیَّ، وَ مَنَّ عَلَیَّ بِالْاِیْمَانِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ سَیَّرَنِیْ فِیْ بِلَادِهٖ، وَ حَمَلَنِیْ عَلٰی دَوَابِّهٖ، وَ طَوٰی لِیَ الْبَعِیْدَ، وَ دَفَعَ عَنِّیَ الْمَکْرُوْهَ حَتّٰی اَدْخَلَنِیْ حَرَمَ اَخِیْ نَبِیِّهٖ وَ اَرَانِیْهِ فِیْ عَافِیَةٍ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ جَعَلَنِیْ مِنْ زُوَّارِ قَبْرِ وَصِیِّ رَسُوْلِهٖ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ هَدَانَا لِهٰذَا وَ مَا کُنَّا لِنَهْتَدِیَ لَوْ لَا اَنْ هَدَانَا اللّٰهُ، اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْکَ لَهٗ، وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ، جَآءَ بِالْحَقِّ مِنْ عِنْدِهٖ، وَ اَشْهَدُ اَنَّ عَلِیًّا عَبْدُ اللّٰهِ وَ اَخُوْ رَسُوْلِهٖ، اَللّٰهُمَّ عَبْدُکَ وَ زَائِرُکَ مُتَقَرِّبٌ اِلَیْکَ بِزِیَارَةِ قَبْرِ اَخِیْ رَسُوْلِکَ، وَ عَلٰی کُلِّ مَاْتِیٍّ حَقٌّ لِمَنْ اَتَاهُ وَ زَارَهٗ، وَ اَنْتَ خَیْرُ مَاْتِیٍّ وَ اَکْرَمُ مَزُوْرٍ فَاَسْاَلُکَ یَا اَللّٰهُ یَا رَحْمٰنُ یَا رَحِیْمُ یَا جَوَادُ یَا اَحَدُ یَا صَمَدُ یَا مَنْ لَمْ یَلِدْ وَ لَمْ یُوْلَدْ وَ لَمْ یَکُنْ لَهٗ کُفُوًا اَحَدٌ، اَنْ تُصَلِّیَ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ اَهْلِ بَیْتِهٖ وَ اَنْ تَجْعَلَ تُحْفَتَکَ اِیَّایَ مِنْ زِیَارَتِیْ فِیْ مَوْقِفِیْ هٰذَا فَکَاکَ رَقَبَتِیْ مِنَ النَّارِ وَ اجْعَلْنِیْ مِمَّنْ یُسَارِعُ فِی الْخَیْرَاتِ وَ یَدْعُوْکَ رَغَبًا وَ رَهَبًا، وَ اجْعَلْنِیْ مِنَ الْخَاشِعِیْنَ، اَللّٰهُمَّ (اِنَّکَ) بَشَّرْتَنِیْ عَلٰی لِسَانِ نَبِیِّکَ صَلَوَاتُکَ عَلَیْهِ وَ اٰلِهٖ فَقُلْتَ "فَبَشِّرْ عِبَادِ الَّذِیْنَ یَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَیَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَهٗ"، وَ قُلْتَ، "وَ بَشِّرِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَنَّ لَهُمْ قَدَمَ صِدْقٍ عِنْدَ رَبِّهِمْ"، اَللّٰهُمَّ وَ اِنِّیْ بِکَ مُؤْمِنٌ وَ بِجَمِیْعِ اَنْبِیَائِکَ فَلَا تَقِفْنِیْ بَعْدَ مَعْرِفَتِهِمْ مَوْقِفًا تَفْضَحُنِیْ بِهٖ عَلٰی رُؤُوْسِ الْخَلَائِقِ بَلْ قِفْنِیْ مَعَهُمْ وَ تَوَفَّنِیْ عَلَی التَّصْدِیْقِ بِهِمْ، فَاِنَّهُمْ عَبِیْدُکَ وَ اَنْتَ خَصَصْتَهُمْ بِکَرَامَتِکَ وَ اَمَرْتَنِیْ بِاتِّبَاعِهِمْ [اس خدا کی حمد جس نے اپنی مہربانی اور اپنے جود و کرم سے مجھے اپنی معرفت اپنے رسول کی معرفت اور ان لوگوں کی معرفت دیکر جن کی اطاعت اس نے فرض کی ہے میری عزت افزائی کی اور مجھے ایمان سے نوازا۔ حمد اس اللہ کی جس نے مجھے اپنے ملکوں کی سیر کرائی اور اپنی پیدا کی ہوئی سواریوں پر سوار کیا اور میرے لئے دور دراز کی مسافتوں کو طے کردیا۔ ناپسندیدہ باتوں کو مجھ سے دور رکھا یہاں تک کہ اس نے مجھے اپنے نبی کے بھائی کے حرم تک پہنچادیا۔ اور بخیر و عافیت اس کی زیارت کروائی۔ حمد اس اللہ کی جس نے مجھے اپنے رسول کے وصی کی قبر کے زوّاروں میں شامل کرلیا۔ حمد اس خدا کی جس نے مجھ کو اس کی طرف ہدایت کی اور اگر وہ ہدایت نہ کرتا تو ہم ہرگز ہدایت نہ پاتے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ نہیں ہے کوئی اللہ سوائے اس اللہ کے وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔ اور میں گواہی دیتا ہوں

کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں وہ اس کے پاس سے حق لیکر آئے اور گواہی دیتا ہوں کہ علی اللہ کے بندے اور اس کے رسول کے بھائی ہیں۔

پروردگار تیرا بندہ اور تیرا زائر تیرے رسول کے بھائی کی قبر کی زیارت کر کے تیرے تقرب کا طلبگار ہے اور ہر آنے والے اور زیارت کرنے والے کا ایک حق ہوتا ہے اس پر کہ جس کے پاس وہ آیا اور اس نے اس کی زیارت کی ہے اور تو ان سے سب سے افضل واکرم ہے جن کے پاس لوگ آتے اور اس کی زیارت کرتے ہیں لہذا اے اللہ، اے رحمن، اے رحیم، اے جواد، اے احد، اے صمد، اے وہ ذات کہ نہ اس کو کسی نے جنا اور نہ اس سے کوئی جنا گیا اور اس کا کوئی ہمسر نہیں میں تجھ سے التجا کرتا ہوں کہ تو رحمتیں نازل فرما محمدؐ اور ان کے اہلبیت پر اور اس مقام پر میری اس زیارت کا اپنی طرف سے یہ انعام عطا کر کہ جہنم سے میری گلو خلاصی کردے اور مجھے ان لوگوں میں قرار دیدے جو نیکیوں کی طرف تیزی سے بڑھتے ہیں اور تیری طرف راغب بھی رہتے ہیں اور تجھ سے ڈرتے بھی ہیں۔ اور مجھے خضوع و خشوع کرنے والوں میں شامل کرلے۔

پروردگار تونے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ کی زبانی مجھے یہ خوشخبری دی ہے اور یہ کہا ہے کہ **فبشر عباد الذین یستمعون القول فیتبعون احسنہ** (سورہ الزمر ۱۸) (میرے خالص بندوں کو خوشخبری دیدو جو بات کو جی لگا کر سنتے ہیں اور پھر ان میں سے اچھی بات پر عمل کرتے ہیں) نیز فرمایا ہے **وبشر الذین آمنو ان لھم قدم صدق عند ربھم** (سورہ یونس ۲) (اور اہل ایمان کو خوشخبری دیدو کہ ان کے لئے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سچا بلند درجہ ہے) اے اللہ میں تجھ پر اور تیرے تمام انبیاء پر ایمان رکھتا ہوں ان لوگوں کی معرفت رکھنے کے بعد مجھے اس موقف پر نہ کھڑا کر دینا جہاں کھڑے ہو کر مجھے تمام خلائق کے سامنے رسوائی ہو۔ بلکہ مجھے ان ہی لوگوں کے ساتھ کھڑا کرنا اور ان لوگوں کی تصدیق کرتے ہوئے مجھے موت دینا اس لئے کہ یہ تیرے بندے ضرور ہیں مگر تونے انہیں اپنے کرم کے لئے مخصوص کیا ہے اور ان کی پیروی کا حکم دیا ہے۔]

اس کے بعد قبر اقدس کے قریب جاؤ اور یہ کہو:

اَلسَّلَامُ مِنَ اللّٰہِ، اَلسَّلَامُ عَلٰی مُحَمَّدٍ اَمِیْنِ اللّٰہِ وَ عَلٰی رُسُلِہٖ وَ عَزَائِمِ اَمْرِہٖ وَ مَعْدَنِ الْوَحْیِ وَ التَّنْزِیْلِ الْخَاتَمِ لِمَا سَبَقَ وَ الْفَاتِحِ لِمَا اسْتَقْبَلَ وَ الْمُہَیْمِنِ عَلٰی ذٰلِکَ کُلِّہٖ وَ الشَّاہِدِ عَلٰی خَلْقِہٖ وَ السِّرَاجِ الْمُنِیْرِ، وَ السَّلَامُ عَلَیْہِ وَ رَحْمَةُ اللّٰہِ وَ بَرَکَاتُہٗ، اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ اَھْلِ بَیْتِہِ الْمَظْلُوْمِیْنَ اَفْضَلَ وَ اَکْمَلَ وَ اَرْفَعَ وَ اَشْرَفَ مَا صَلَّیْتَ عَلٰی اَحَدٍ مِنْ اَنْبِیَائِکَ وَ رُسُلِکَ وَ اَصْفِیَائِکَ، اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی عَلِیٍّ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ عَبْدِکَ وَ خَیْرِ خَلْقِکَ بَعْدَ نَبِیِّکَ وَ اَخِیْ رَسُوْلِکَ وَ وَصِیِّ رَسُوْلِکَ الَّذِی انْتَجَبْتَہٗ مِنْ خَلْقِکَ وَ الدَّلِیْلِ عَلٰی مَنْ بَعَثْتَہٗ بِرِسَالَاتِکَ وَ دَیَّانِ الدِّیْنِ بِعَدْلِکَ وَ فَصْلِ قَضَائِکَ بَیْنَ خَلْقِکَ وَ السَّلَامُ عَلَیْہِ وَ رَحْمَةُ اللّٰہِ وَ بَرَکَاتُہٗ، اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلَی الْاَئِمَّةِ مِنْ

وُلْدِهٖ، اَلْقَوَّامِيْنَ بِاَمْرِكَ مِنْ بَعْدِهٖ، اَلْمُطَهَّرِيْنَ الَّذِيْنَ ارْتَضَيْتَهُمْ اَنْصَارًا لِدِيْنِكَ وَ حَفَظَةً لِسِرِّكَ وَ شُهَدَاءَ عَلٰى خَلْقِكَ وَ اَعْلَامًا لِعِبَادِكَ۔

[اللہ کی طرف سے سلام۔ سلام ہو محمدؐ پر جو اللہ کے امین ہیں رسالت اور اس کے اہم امور پر اور وحی و تنزیل کے معدن ہیں، سابقہ شریعتوں کے ختم کرنے والے ہیں اور اس دین کے شروع کرنے والے ہیں جو آگے آنے والا ہے اور ان سب (ادیان) کے نگہبان و محافظ ہیں، تمام مخلوقات پر شاہد ہیں اور روشن چراغ ہیں، ان پر سلام ہو اور ان پر اللہ کی رحمت و برکت ہو۔ اے اللہ تو اپنی رحمتیں نازل فرمایا محمدؐ اور ان کے اہلبیت پر جن پر ظلم کیا گیا اس سے بھی زیادہ افضل و اکمل و اعلیٰ و اشرف رحمت جو تونے اپنے انبیاء و رسل اور اصفیاء میں سے کسی پر بھیجی ہو۔ اے اللہ اپنی رحمتیں نازل فرما امیر المومنینؑ پر جو تیرے بندے اور تیرے نبی کے بعد ساری مخلوقات سے بہتر ہیں تیرے رسول کے بھائی اور تیرے رسول کے وصی ہیں جن کو تونے اپنے مخلوقات میں منتخب فرمایا ہے اور جس قوم پر تونے اپنے رسول کو مبعوث کیا اس کے رہنما ہیں وہ تیری مخلوق کے درمیان تیرے عدل کے مطابق حساب کے دن حساب لینے والے اور تیرے حکم کے مطابق فیصلہ کرنے والے ہیں۔ ان پر سلام اور اللہ کی رحمت و برکت ہو۔ اے اللہ ان پر رحمت نازل فرما اور جو ائمہ ان کی اولاد میں سے ہیں اور ان کے بعد تیرے امر پر قائم ہیں اور (گناہوں سے) پاک ہیں جن کو تونے اپنے دین کا ناصر و مددگار بنایا ہے جو تیرے راز ہائے سربستہ کے محافظ ہیں اور تیری مخلوق پر گواہ ہیں اور تیرے بندوں کے لئے علم و نشان ہیں۔]

پھر جس قدر ممکن ہو ان حضرات پر درود بھیجو اور یہ کہو:

اَلسَّلَامُ عَلَى الْاَئِمَّةِ الْمُسْتَوْدِعِيْنَ، اَلسَّلَامُ عَلٰى خَالِصَةِ اللّٰهِ مِنْ خَلْقِهٖ، اَلسَّلَامُ عَلَى الْاَئِمَّةِ الْمُتَوَسِّمِيْنَ، اَلسَّلَامُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْنَ قَامُوْا بِاَمْرِكَ وَ وَازَرُوْا اَوْلِيَاءَ اللّٰهِ وَ خَافُوْا لِخَوْفِهِمْ، اَلسَّلَامُ عَلٰى مَلَائِكَةِ اللّٰهِ الْمُقَرَّبِيْنَ (سلام ہو ان ائمہ پر جن کو اللہ کی طرف سے امانتیں ودیعت کی گئی ہیں۔ سلام ہو ان لوگوں پر جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق میں سے چنا ہے سلام ہو ان ائمہ پر جو ایمان کی علامت ہیں۔ سلام ہو ان مومنین پر جو تیرے امر پر قائم رہے اور اولیاء اللہ کا بوجھ بٹایا اور اللہ کے خوف سے خائف رہے اور اللہ کے مقرب ملائکہ پر سلام)

پھر کہو:

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُهٗ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا صَفْوَةَ اللّٰهِ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا وَلِيَّ اللّٰهِ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا حُجَّةَ اللّٰهِ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا عَمُوْدَ الدِّيْنِ وَ وَارِثَ عِلْمِ الْاَوَّلِيْنَ وَ الْاٰخِرِيْنَ، وَ صَاحِبَ الْمِيْسَمِ وَ الصِّرَاطِ الْمُسْتَقِيْمِ، اَشْهَدُ اَنَّكَ قَدْ اَقَمْتَ الصَّلَاةَ وَ اٰتَيْتَ الزَّكَاةَ، وَ اَمَرْتَ بِالْمَعْرُوْفِ، وَ نَهَيْتَ عَنِ الْمُنْكَرِ، وَ اتَّبَعْتَ الرَّسُوْلَ، وَ تَلَوْتَ الْكِتَابَ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ وَ جَاهَدْتَ فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ وَ نَصَحْتَ لِلّٰهِ وَ لِرَسُوْلِهٖ وَ جُدْتَ بِنَفْسِكَ صَابِرًا مُحْتَسِبًا وَ مُجَاهِدًا عَنْ دِيْنِ اللّٰهِ مُوَقِّيًا لِرَسُوْلِهٖ، طَالِبًا مَا

عِنْدَ اللّٰهِ وَ رَاغِبٌ فِيْمَا وَعَدَ اللّٰهُ عَزَّ وَ جَلَّ وَ مَضَيْتَ لِلَّذِيْ كُنْتَ عَلَيْهِ شَهِيْدًا وَ شَاهِدًا وَ مَشْهُوْدًا ، فَجَزَاكَ اللّٰهُ عَنْ رَسُوْلِهِ ، وَ عَنِ الْإِسْلَامِ وَ أَهْلِهِ أَفْضَلَ الْجَزَاءِ ، وَ لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ قَتَلَكَ وَ لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ خَالَفَكَ وَ لَعَنَ اللّٰهُ مَنِ افْتَرَى عَلَيْكَ وَ ظَلَمَكَ وَ لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ غَصَبَكَ وَ مَنْ بَلَغَهُ ذٰلِكَ فَرَضِيَ بِهِ ، أَنَا إِلَى اللّٰهِ مِنْهُمْ بَرِيْءٌ لَعَنَ اللّٰهُ أُمَّةً خَالَفَتْكَ وَ أُمَّةً جَحَدَتْكَ وَ جَحَدَتْ وِلَايَتَكَ وَ أُمَّةً تَظَاهَرَتْ عَلَيْكَ وَ أُمَّةً قَتَلَتْكَ وَ أُمَّةً حَادَتْ عَنْكَ وَ خَذَلَتْكَ ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ جَعَلَ النَّارَ مَثْوَاهُمْ وَ بِئْسَ الْوِرْدُ الْمَوْرُوْدُ ، وَ بِئْسَ وِرْدُ الْوَارِدِيْنَ ، وَ بِئْسَ الدَّرْكُ الْمُدْرَكُ ، اَللّٰهُمَّ الْعَنْ قَتَلَةَ أَنْبِيَائِكَ ، وَ قَتَلَةَ أَوْصِيَاءِ أَنْبِيَائِكَ بِجَمِيْعِ لَعَنَاتِكَ وَ أَصْلِهِمْ حَرَّ نَارِكَ ، اَللّٰهُمَّ الْعَنِ الْجَوَابِيْتَ الطَّوَاغِيْتَ الْفَرَاعِنَةَ وَ اللَّاتَ وَ الْعُزّٰى وَ الْجِبْتَ ، وَ كُلَّ نِدٍّ يُدْعٰى مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ، وَ كُلَّ مُفْتَرٍ ، اَللّٰهُمَّ الْعَنْهُمْ وَ أَشْيَاعَهُمْ وَ أَتْبَاعَهُمْ وَ أَوْلِيَائَهُمْ وَ أَعْوَانَهُمْ وَ مُحِبِّيْهِمْ لَعْنًا كَثِيْرًا ، اَللّٰهُمَّ الْعَنْ قَتَلَةَ أَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ - (تین بار کہا جائے) اَللّٰهُمَّ الْعَنْ قَتَلَةَ الْحَسَنِ وَ الْحُسَيْنِ - (تین بار کہا جائے) اَللّٰهُمَّ الْعَنْ قَتَلَةَ الْأَئِمَّةِ - (تین بار کہا جائے) اَللّٰهُمَّ عَذِّبْهُمْ عَذَابًا لَا تُعَذِّبُ بِهِ أَحَدًا مِنَ الْعَالَمِيْنَ وَ ضَاعِفْ عَلَيْهِمْ عَذَابَكَ كَمَا شَاقُّوْا وُلَاةَ أَمْرِكَ وَ أَعِدَّ لَهُمْ عَذَابًا لَمْ تُحِلَّهُ بِأَحَدٍ مِنْ خَلْقِكَ ، اَللّٰهُمَّ وَ أَدْخِلْ عَلٰى قَتَلَةِ أَنْصَارِ رَسُوْلِكَ ، وَ قَتَلَةِ أَنْصَارِ أَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ، وَ عَلٰى قَتَلَةِ أَنْصَارِ الْحَسَنِ وَ الْحُسَيْنِ ، وَ عَلٰى قَتَلَةِ مَنْ قُتِلَ فِيْ وِلَايَةِ آلِ مُحَمَّدٍ أَجْمَعِيْنَ عَذَابًا مُضَاعَفًا فِيْ أَسْفَلِ دَرْكٍ مِنَ الْجَحِيْمِ ، لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمْ مِنْ عَذَابِهَا وَ هُمْ فِيْهَا مُبْلِسُوْنَ مَلْعُوْنُوْنَ نَاكِسُوْا رُؤُوْسِهِمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ، قَدْ عَايَنُوا النَّدَامَةَ وَ الْخِزْيَ الطَّوِيْلَ لِقَتْلِهِمْ عِتْرَةَ أَنْبِيَائِكَ وَ رُسُلِكَ وَ أَتْبَاعَهُمْ مِنْ عِبَادِكَ الصَّالِحِيْنَ ، اَللّٰهُمَّ الْعَنْهُمْ فِيْ مُسْتَسِرِّ السِّرِّ وَ ظَاهِرِ الْعَلَانِيَةِ فِيْ سَمَائِكَ وَ أَرْضِكَ ، اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ لِيْ لِسَانَ صِدْقٍ فِيْ أَوْلِيَائِكَ وَ أَحْبِبْ إِلَيَّ مُسْتَقَرَّهُمْ وَ مَشَاهِدَهُمْ حَتّٰى تُلْحِقَنِيْ بِهِمْ ، وَ تَجْعَلَنِيْ لَهُمْ تَبَعًا فِي الدُّنْيَا وَ الْآخِرَةِ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ [سلام ہو آپ پر اے امیر المومنین ۔ اور اللہ کی رحمت اور برکت ہو ۔ سلام ہو آپ پر اے حبیب خدا ۔ سلام ہو آپ پر اے برگزیدہ خدا ۔ سلام ہو آپ پر اے ولی خدا سلام ہو آپ پر اے حجت خدا سلام ہو آپ پر اے دین کے ستون اور اولین و آخرین کے علم کے وارث اور (مومن و کافر کی پیشانی پر) مہر لگانے والے اور صراط مستقیم ۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ نے نماز قائم کی زکوٰۃ دی لوگوں کو نیکی کا حکم دیا اور برائی سے منع کیا ۔ اور رسول کی اتباع کی اور کتاب خدا کی جو تلاوت کا حق ہے اور راہ خدا میں جہاد کا حق ادا کر دیا اور اللہ اور اس کے رسول کے لئے لوگوں کو ہدایت و نصیحت کی اور صبر و تحمل کرتے ہوئے دین الٰہی کی طرف سے جہاد کرتے ہوئے اللہ کے رسول کی حفاظت کرتے ہوئے اور اس کا جو اجر و ثواب اللہ کے پاس ہے اس کے حصول کی کوشش کرتے ہوئے اور جو کچھ اللہ نے اس کا بدلہ دینے کا وعدہ کیا ہے اس کی خواہش کرتے ہوئے آپ نے اپنی جان نچھاور کر دی اور جس عزم و ارادہ پر آپ تھے اسی پر قائم رہتے ہوئے آپ شہید اور شاہد اور مشہود ہو کر گزر گئے ۔ پس اپنے رسول کی طرف اور اسلام کی طرف سے اور اہل اسلام کی طرف سے اللہ آپ کو بہترین جزا دے ۔ اللہ لعنت کرے اس پر جس

نے آپ کو قتل کیا اللہ لعنت کرے اس پر جس نے آپ کی مخالفت کی اللہ لعنت کرے اس پر جس نے آپ پر افترا پردازی کی اور آپ پر ظلم کیا اور اللہ لعنت کرے اس پر جس نے آپ کا حق غصب کیا اور اس پر جس کو اس کی خبر پہنچی اور وہ اس پر راضی رہا۔ میں اللہ کی بارگاہ میں ان سب سے براءت کا اظہار کرتا ہوں۔ اللہ لعنت کرے اس قوم پر جس نے آپ کی مخالفت کی اور اس قوم پر جس نے آپ سے انکار کیا اور آپ کی ولایت سے انکار کیا اور اس قوم پر جس نے آپ پر غلبہ کی کوشش کی اور اس قوم پر جس نے آپ کو قتل کیا اور اس قوم پر جو آپ سے پھر گئی اور جس نے آپ کی نصرت سے منہ موڑا اس خدا کا شکر جس نے ان (دشمنان علیؑ) کی جائے قیام جہنم بنائی اور وہ وارد ہونے کی کتنی بدترین جگہ ہے اور اس میں وارد ہونے والوں کا ورود کتنا برا ہے اور کتنا برا طبقہ جہنم ہے جس میں وہ پہنچیں گے۔ اے اللہ اپنے انبیاء کے قاتلوں پر اور اپنے انبیاء کے اولیاء کے قاتلوں پر اپنی تمام اقسام لعنت کے ساتھ لعنت کر اور ان کو جہنم کی آگ میں جلا۔ اے اللہ تمام ظالموں اور طاغوتوں و فراعنہ ولات و عزیٰ و جبت پر اور ہر اس شخص پر جو خدا کے سوا خدا کے مثل ہونے کا دعویٰ کرے اور ہر افتراء کرنے والے پر اور ان کے ماننے والوں پر ان کے دوستوں پر اور ان کے مددگاروں پر اور ان سے محبت کرنے والوں پر کثرت سے لعنت کر۔ اے اللہ لعنت کر امیر المومنین علیہ السلام کے قاتلوں پر (تین بار کہا جائے) اے اللہ لعنت کر امام حسنؑ و امام حسین علیہ السلام کے قاتلوں پر (تین بار کہا جائے) اے اللہ لعنت کر ائمہ طاہرین علیہم السلام کے قاتلوں پر (تین بار) اے اللہ ان سب پر اتنا عذاب نازل کر جسے عالمین میں کوئی شمار نہ کرسکے۔ اور ان پر عذاب کو کئی گنا کردے جیسا کہ ان سب نے تیرے والیان امر کو تکلیف پہنچائی اور ان کے لئے ایسا عذاب فراہم کر جس نے ان کو مخلوق میں سے کوئی چھڑا نہ سکے۔ اے اللہ تو اپنے رسولؐ کے انصار کے قاتلوں پر اور امیر المومنینؑ کے انصار کے قاتلوں اور امام حسنؑ و امام حسینؑ کے انصار کے قاتلوں پر اور ان لوگوں کے قاتلوں پر جو آل محمدؐ کی محبت میں قتل کئے گئے دوگنا عذاب نازل کر، وہ جہنم کے سب سے نچلے طبقے میں رہیں اور ان کے عذاب میں کبھی تخفیف نہ ہو۔ وہ اس میں مایوسی کے ساتھ پڑے رہیں ان پر لعنت برستی رہے اور اپنے رب کے سامنے سر جھکائے بیٹھے ہوں اور ایک طویل شرمندگی اور مایوسی کو دیکھتے رہیں اس لئے کہ انہوں نے تیرے انبیاء کو، رسولوں کی عترت اور ان کے متبعین کو جو تیرے صالحین میں سے تھے قتل کیا۔ اے اللہ ان پر لعنت کر اپنے آسمانوں اور زمینوں میں درپردہ بھی اور بالاعلان بھی۔ اے اللہ اپنے اولیاء کے معاملہ میں مجھے سچی زبان دے اور ان کے مقامات و مشاہد مقدسہ کو میرے لئے محبوب بنادے بالآخر ان لوگوں سے مجھے ملحق کردے اور دنیا و آخرت میں ان لوگوں کی پیروی کرنے والا بنادے اے ارحم الراحمین!

پھر سر مبارک کے پاس بیٹھ جاؤ اور یہ کہو:

سَلَامُ اللّٰہِ وَ سَلَامُ مَلَائِکَتِہِ الْمُقَرَّبِیْنَ وَ الْمُسَلِّمِیْنَ لَکَ بِقُلُوْبِہِمْ، اَلنَّاطِقِیْنَ بِفَضْلِکَ، اَلشَّاہِدِیْنَ عَلٰی اَنَّکَ صَادِقٌ اَمِیْنٌ صِدِّیْقٌ عَلَیْکَ یَا مَوْلَایَ صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی رُوْحِکَ وَ بَدَنِکَ، وَ اَشْہَدُ اَنَّکَ طُہْرٌ طَاہِرٌ مُطَہَّرٌ مِنْ طُہْرٍ

طاهر مطهر أشهد لک یا ولیّ الله و ولیّ رسوله بالبلاغ و الأداء ، أشهد أنک جنب الله ، و أنک باب الله ، و أنک وجه الله الذی یؤتی منه ، و أنک سبیل الله و أنک عبد الله و أخو رسول الله . أتیتک وافداً لعظیم حالک و منزلتک عند الله عزّ و جلّ و عند رسوله ، أتیتک متقرباً إلی الله عزّ و جلّ بزیارتک فی خلاص نفسی ، متعوذاً بک من نار استحقّها مثلی بما جنیت علی نفسی ، أتیتک انقطاعاً إلیک و إلی ولیّک الخلف من بعدک علی برکة الحقّ ، فقلبی لکم مسلّم و أمری لکم متّبع و نصرتی لکم معدّة ، و أنا عبد الله و مولاک فی طاعتک ، الوافد إلیک ، ألتمس بذلک کمال المنزلة عند الله عزّ و جلّ ، و أنت ممّن أمرنی الله بصلته ، و حثّنی علی برّه ، و دلّنی علی فضله ، و هدانی لحبّه ، و رغّبنی فی الوفادة إلیه ، و ألهمنی طلب الحوائج عنده ، أنتم أهل بیت یسعد من تولّاکم ، و لا یخیب من أتاکم ، و لا یخسر من یهواکم ، و لا یسعد من عاداکم ، و لا أجد أحداً أفزع إلیه خیراً لی منکم ، أنتم أهل بیت الرحمة ، و دعائم الدین ، و أرکان الأرض ، و الشجرة الطیّبة ، اللّهمّ لا تخیّب توجّهی إلیک برسولک و آل رسولک و استشفاعی بهم ، اللّهمّ أنت مننت علیّ بزیارة مولای و ولایته و معرفته ، فاجعلنی ممّن ینصره و ینتصر به ، و منّ علیّ بنصرک لدینک فی الدنیا و الآخرة ، اللّهمّ إنّی أحیی علی ما حیی علیه علیّ ابن أبی طالب علیه السّلام ، و أموت علی ما مات علیه علیّ بن أبی طالب علیه السّلام -

[آپ پر اللہ کا سلام ہو اور اس کے ملائکہ مقربین کا اور ان کا سلام جو آپ کو دل سے تسلیم کرتے ہیں آپ کے فضائل بیان کرتے ہیں اور گواہی دیتے ہیں کہ آپ صادق و امین و صدیق ہیں۔ اے مولا آپ کی روح اور آپ کے بدن پر اللہ کی رحمتیں نازل ہوں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ طیب و طاہر و مطہر ہیں اور طیب و طاہر و مطہر کی نسل سے ہیں۔ اے اللہ کے ولی اور اس کے رسول کے ولی میں آپ کی تبلیغ و ادائے فرض کی گواہی دیتا ہوں۔ نیز گواہی دیتا ہوں کہ آپ جنب اللہ اور باب اللہ ہیں اور یہ کہ آپ وہ وجہ اللہ ہیں کہ جس کی وجہ سے لوگ اس (خدا) کی طرف آتے ہیں اور آپ راہ خدا ہیں، آپ اللہ کے بندے اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بھائی ہیں۔ میں آپ کے پاس آیا ہوں اس لئے کہ اللہ اور اس کے رسول کے نزدیک آپ کی بڑی عظمت و منزلت اور شان ہے، میں آپ کے پاس اس لئے آیا ہوں کہ آپ کی زیارت کرکے اللہ کا تقرب حاصل کروں اور اس کی پناہ میں رہ کر اس جہنم سے اپنی جان چھڑاؤں جس کے مجھ جیسے لوگ گناہوں کا ارتکاب کرکے مستحق ہوگئے ہیں۔ میں آپ کی بارگاہ میں حق کی برکت و توفیق کی بنا پر ساری دنیا سے کٹ کر آپ کی طرف اور آپ کے بعد جو آپ کے نائبین ہیں ان کی طرف آیا ہوں۔ میرا قلب آپ لوگوں کو تسلیم کرتا ہے اور میرا امر آپ لوگوں کے امر کا تابع ہے اور میری مدد آپ لوگوں کے لئے فراہم ہے اور میں اللہ کا بندہ ہوں اور آپ کی اطاعت میں آپ کا غلام ہوں، آپ کے پاس آیا ہوں اس لئے کہ میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کمال منزلت کا طلبگار ہوں اور آپ تو ان لوگوں میں سے ہیں کہ جن سے ملنے کا اللہ نے مجھے حکم دیا ہے اور ان سے حسن سلوک کا شوق دلایا ہے اور ان کے فضل و شرف کی طرف رہنمائی کی

ہے اور ان کی محبت کی ہمیں ہدایت کی ہے اور ان کی بارگاہ میں آنے کی مجھے رغبت دلائی ہے اور میرے دل میں یہ بات ڈالی ہے کہ ان کے پاس پہنچ کر طلب حاجت کروں آپ لوگ وہ اہلبیت ہیں کہ جس نے آپ لوگوں سے تولا رکھا وہ خوش بخت ہوا جو آپ لوگوں کے پاس آیا وہ ناکامیاب نہیں ہوا۔ جس نے آپ لوگوں سے محبت کی وہ خسارہ میں نہیں رہا اور جس نے آپ لوگوں کو دشمن رکھا وہ خوش نہیں ہوا اور میں دنیا میں کسی ایک کو بھی ایسا نہیں پاتا جو میرے لئے آپ لوگوں سے بہتر ہو آپ لوگ تو اہل بیت رحمت ہیں دین کے ستون اور زمین کے ارکان اور شجرہ طیبہ ہیں اے اللہ تیرے رسول اور تیرے رسول کی آل کے وسیلہ سے تیری طرف میری توجہ کو اور ان کے واسطے سے میری طلب شفاعت کو محروم نہ کر۔

اے اللہ تو نے مجھے میرے مولا کی معرفت اور ولایت عطا کر کے اور مجھے ان کی زیارت کی توفیق دیکر مجھ پر بڑا احسان فرمایا اب تو مجھے ان لوگوں میں شامل کر دے جو ان کی نصرت کریں اور ان سے نصرت کے طلبگار ہوں اے اللہ دنیا اور آخرت میں اپنے دین کی نصرت کرنے میں میری مدد فرما۔ اے اللہ مجھے اس پر زندہ رکھ جس پر علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے زندگی بسر کی اور میں اسی پر مروں جس پر علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے اپنی زندگی تمام کی]

اور جب تم ان سے رخصت اور وداع ہونے کا ارادہ کرو تو کہو۔

(۳۱۹۸) اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَکَاتُهٗ اَسْتَوْدِعُکَ اللّٰهَ ، وَ اَسْتَرْعِیْکَ ، وَ اَقْرَأُ عَلَیْکَ السَّلَامُ ، آمَنَّا بِاللّٰهِ وَ بِالرَّسُوْلِ وَ بِمَا جَاءَتْ بِهٖ وَ دَلَّتْ عَلَیْهِ فَاکْتُبْنَا مَعَ الشَّاهِدِیْنَ اَشْهَدُ فِیْ مَمَاتِیْ عَلٰی مَا شَهِدْتُ عَلَیْهِ فِیْ حَیَاتِیْ ، اَشْهَدُ اَنَّکُمُ الْاَئِمَّةُ وَاحِداً بَعْدَ وَاحِدٍ ، وَ اَشْهَدُ اَنَّ مَنْ قَتَلَکُمْ وَ حَارَبَکُمْ مُشْرِکُوْنَ ، وَ مَنْ رَدَّ عَلَیْکُمْ فِیْ اَسْفَلِ دَرْکٍ مِنَ الْجَحِیْمِ ، وَ اَشْهَدُ اَنَّ مَنْ حَارَبَکُمْ لَنَا اَعْدَاءٌ وَ نَحْنُ مِنْهُمْ بُرَآءُ وَ اَنَّهُمْ حِزْبُ الشَّیْطَانِ ، اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُکَ بَعْدَ الصَّلَاةِ وَ التَّسْلِیْمِ اَنْ تُصَلِّیَ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ - (یہاں تمام ائمہ علیہم السلام کے نام لئے جائیں) وَ لَا تَجْعَلْهُ آخِرَ الْعَهْدِ مِنْ زِیَارَتِهٖ فَاِنْ جَعَلْتَهٗ فَاحْشُرْنِیْ مَعَ هٰؤُلَاءِ الْاَئِمَّةِ الْمُسَمَّیْنَ ، اَللّٰهُمَّ وَ ذَلِّلْ قُلُوْبَنَا بِالطَّاعَةِ وَ الْمُنَاصَحَةِ وَ الْمَحَبَّةِ وَ حُسْنِ الْمُؤَازَرَةِ وَ التَّسْلِیْمِ [سلام ہو آپ پر اور اللہ کی برکت ہو میں آپ کو اللہ کے سپرد کرتا ہوں اور آپ سے توجہ کی درخواست کرتا ہوں اور آپ کو سلام کرتا ہوں۔ میں ایمان لایا اللہ پر اور رسول پر اور ان تمام چیزوں پر جو آنحضرتؐ کے ساتھ آئیں اور آنحضرتؐ کی نبوت کی دلیل بنیں۔ اے اللہ تو ہم لوگوں کا نام گواہی دینے والوں میں لکھ لے۔ میں اپنی موت کے بعد بھی اسی کی گواہی دوں گا جس کی گواہی میں نے اپنی زندگی میں دی ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ لوگ مسلسل ایک کے بعد ایک امام ہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ جنہوں نے آپ لوگوں کو قتل کیا اور آپ لوگوں سے جنگ کی وہ سب کے سب مشرک ہیں اور جس نے آپ لوگوں کو مسترد کیا وہ جہنم کے سب سے نچلے طبقہ میں ہوگا۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ جنہوں نے آپ لوگوں سے جنگ کی وہ ہمارے دشمن ہیں اور ہم سب ان سے برائت کا اظہار کرتے ہیں اور وہ شیطان کا گروہ ہے اے اللہ میں تجھ سے درخواست کرتا ہوں درود و سلام کے بعد کہ تو محمدؐ و آل محمدؐ پر اپنی رحمتیں نازل فرما

(یہاں تمام ائمہ علیہم السلام کے نام لئے جائیں) اور اس زیارت کو آخری زیارت نہ قرار دے۔ اور اگر تو نے اس زیارت کو آخری زیارت قرار دیا تو پھر میرا حشر ان ائمہ علیہم السلام کے ساتھ کر جن کے نام لئے گئے۔ بار الہا ہمارے قلوب کو انکی اطاعت و نصیحت و محبت اور بہترین خدمت اور ان کے سامنے سر تسلیم خم کرنے پر ثابت و قائم رکھ۔

اس کے بعد تسبیح حضرت فاطمہ زہرا پڑھو اور وہ یہ ہے:

سُبْحَانَ ذِی الْجَلَالِ الْبَاذِخِ الْعَظِیْمِ ، سُبْحَانَ ذِی الْعِزِّ الشَّامِخِ الْمُنِیْفِ ، سُبْحَانَ ذِی الْمُلْکِ الْفَاخِرِ الْقَدِیْمِ ، سُبْحَانَ ذِی الْبَهْجَةِ وَ الْجَمَالِ ، سُبْحَانَ مَنْ تَرَدّٰی بِالنُّوْرِ وَ الْوَقَارِ ، سُبْحَانَ مَنْ یَرٰی اَثَرَ النَّمْلِ فِی الصَّفَا وَ وَقْعَ الطَّیْرِ فِی الْهَوَاءِ (پاک اور منزہ ہے وہ ذات جو عظیم الشان جلال والا ہے۔ پاک اور منزہ ہے وہ ذات جو اعلیٰ اور بلند عزت والا ہے۔ پاک اور منزہ ہے وہ ذات جو قابل فخر قدیم ملک و سلطنت والا ہے پاک اور منزہ ہے وہ ذات جو صاحب حسن و جمال ہے پاک اور منزہ ہے وہ ذات جس نے نور اور وقار کی چادر اوڑھ رکھی ہے پاک اور منزہ ہے وہ ذات جو صاف و شفاف پتھروں پر چیونٹی کے نشان قدم کو اور ہوا میں پرندے کی پرواز کو دیکھتا ہے۔)

دوسری زیارت امیرالمومنین علیہ السلام

پھر تم یہ کہو:

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰهِ ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا صِفْوَةَ اللّٰهِ ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا وَلِیَّ اللّٰهِ ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا حُجَّةَ اللّٰهِ ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا اِمَامَ الْهُدٰی ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا عَلَمَ التُّقٰی ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّهَا الْوَصِیُّ الْبَارُّ التَّقِیُّ ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا اَبَا الْحَسَنِ ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا عَمُوْدَ الدِّیْنِ ، وَ وَارِثَ عِلْمِ الْاَوَّلِیْنَ وَ الْآخِرِیْنَ ، وَ صَاحِبَ الْمِیْسَمِ وَ الصِّرَاطِ الْمُسْتَقِیْمِ ، اَشْهَدُ اَنَّکَ قَدْ اَقَمْتَ الصَّلَاةَ وَ آتَیْتَ الزَّکَاةَ ، وَ اَمَرْتَ بِالْمَعْرُوْفِ ، وَ نَهَیْتَ عَنِ الْمُنْکَرِ ، وَ اتَّبَعْتَ الرَّسُوْلَ ، وَ تَلَوْتَ الْکِتَابَ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ وَ بَلَّغْتَ عَنِ اللّٰهِ عَزَّ وَ جَلَّ ، وَ وَفَیْتَ بِعَهْدِ اللّٰهِ ، وَ تَمَّتْ بِکَ کَلِمَاتُ اللّٰهِ ، وَ جَاهَدْتَ فِی اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ ، وَ نَصَحْتَ لِلّٰهِ وَ لِرَسُوْلِهٖ ، وَ جُدْتَ بِنَفْسِکَ صَابِرًا وَ مُجَاهِدًا عَنْ دِیْنِ اللّٰهِ ، مُوْمِنًا بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ، طَالِبًا مَا عِنْدَ اللّٰهِ ، رَاغِبًا فِیْمَا وَعَدَ اللّٰهُ ، وَ مَضَیْتَ لِلَّذِیْ کُنْتَ عَلَیْهِ شَاهِدًا وَ شَهِیْدًا وَ مَشْهُوْدًا ، فَجَزَاکَ اللّٰهُ عَنْ رَسُوْلِهٖ وَ عَنِ الْاِسْلَامِ وَ اَهْلِهٖ مِنْ صِدِّیْقٍ اَفْضَلَ الْجَزَاءِ۔

کُنْتَ اَوَّلَ الْقَوْمِ اِسْلَامًا ، وَ اَخْلَصَهُمْ اِیْمَانًا ، وَ اَشَدَّهُمْ یَقِیْنًا ، وَ اَخْوَفَهُمْ لِلّٰهِ ، وَ اَعْظَمَهُمْ عَنَاءً ، وَ اَحْوَطَهُمْ عَلٰی رَسُوْلِهٖ ، وَ اَفْضَلَهُمْ مَنَاقِبَ ، وَ اَکْثَرَهُمْ سَوَابِقَ ، وَ اَرْفَعَهُمْ دَرَجَةً ، وَ اَشْرَفَهُمْ مَنْزِلَةً ، وَ اَکْرَمَهُمْ عَلَیْهِ قَوِیْتَ حِیْنَ ضَعُفَ اَصْحَابُهٗ ، وَ بَرَزْتَ حِیْنَ اسْتَکَانُوْا ، وَ نَهَضْتَ حِیْنَ وَهَنُوْا ، وَ لَزِمْتَ مِنْهَاجَ رَسُوْلِ اللّٰهِ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ سَلَّمَ ، كُنْتَ خَلِيفَتَهُ حَقّاً لَمْ تُنَازَعْ بِرَغْمِ الْمُنَافِقِينَ ، وَ غَيْظِ الْكَافِرِينَ ، وَ كُرْهِ الْحَاسِدِينَ ، وَ ضِغْنِ الْفَاسِقِينَ ، فَقُمْتَ بِالْأَمْرِ حِينَ فَشِلُوا ، وَ نَطَقْتَ حِينَ تَتَعْتَعُوا ، وَ مَضَيْتَ بِنُورِ اللّٰهِ إِذْ وَقَفُوا ، فَمَنِ اتَّبَعَكَ فَقَدْ هُدِيَ ، كُنْتَ أَقَلَّهُمْ كَلَاماً ، وَ أَصْوَبَهُمْ مَنْطِقاً ، وَ أَكْثَرَهُمْ رَأْياً ، وَ أَشْجَعَهُمْ قَلْباً ، وَ أَشَدَّهُمْ يَقِيناً ، وَ أَحْسَنَهُمْ عَمَلاً ، وَ أَعْرَفَهُمْ بِالْأُمُورِ۔

كُنْتَ لِلدِّينِ يَعْسُوباً أَوَّلاً حِينَ تَفَرَّقَ النَّاسُ ، وَ أَخِيراً حِينَ فَشِلُوا ، كُنْتَ لِلْمُؤْمِنِينَ أَباً رَحِيماً إِذْ صَارُوا عَلَيْكَ عِيَالاً ، فَحَمَلْتَ أَثْقَالَ مَا عَنْهُ ضَعُفُوا ، وَ حَفِظْتَ مَا أَضَاعُوا ، وَ رَعَيْتَ مَا أَهْمَلُوا ، وَ شَمَّرْتَ إِذَا اجْتَمَعُوا ، وَ شَهِدْتَ إِذْ جَمَعُوا ، وَ عَلَوْتَ إِذْ هَلَعُوا ، وَ صَبَرْتَ إِذْ جَزِعُوا ، كُنْتَ عَلَى الْكَافِرِينَ عَذَاباً صَبّاً ، وَ لِلْمُؤْمِنِينَ غَيْثاً وَ خِصْباً ، لَمْ تُفْلَلْ حُجَّتُكَ ، وَ لَمْ يَزِغْ قَلْبُكَ ، وَ لَمْ تَضْعُفْ بَصِيرَتُكَ ، وَ لَمْ تَجْبُنْ نَفْسُكَ ، وَ لَمْ تَهِنْ ، كُنْتَ كَالْجَبَلِ لَا تُحَرِّكُهُ الْعَوَاصِفُ ، وَ لَا تُزِيلُهُ الْقَوَاصِفُ ، وَ كُنْتَ كَمَا قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ سَلَّمَ ضَعِيفاً فِي بَدَنِكَ ، قَوِيّاً فِي أَمْرِ اللّٰهِ ، مُتَوَاضِعاً فِي نَفْسِكَ ، عَظِيماً عِنْدَ اللّٰهِ عَزَّ وَ جَلَّ ، كَبِيراً فِي الْأَرْضِ ، جَلِيلاً عِنْدَ الْمُؤْمِنِينَ ، لَمْ يَكُنْ لِأَحَدٍ فِيكَ مَهْمَزٌ ، وَ لَا لِقَائِلٍ فِيكَ مَغْمَزٌ ، وَ لَا لِأَحَدٍ فِيكَ مَطْمَعٌ ، وَ لَا لِأَحَدٍ عِنْدَكَ هَوَادَةٌ ، اَلضَّعِيفُ الذَّلِيلُ عِنْدَكَ قَوِيٌّ عَزِيزٌ حَتَّى تَأْخُذَ بِحَقِّهِ ، وَ الْقَوِيُّ الْعَزِيزُ عِنْدَكَ ضَعِيفٌ ذَلِيلٌ حَتَّى تَأْخُذَ مِنْهُ الْحَقَّ ، وَ الْقَرِيبُ وَ الْبَعِيدُ عِنْدَكَ فِي ذٰلِكَ سَوَاءٌ ، شَأْنُكَ الْحَقُّ وَ الصِّدْقُ وَ الرِّفْقُ ، وَ قَوْلُكَ حُكْمٌ وَ حَتْمٌ ، وَ أَمْرُكَ حِلْمٌ وَ حَزْمٌ ، وَ رَأْيُكَ عِلْمٌ وَ عَزْمٌ ، اِعْتَدَلَ بِكَ الدِّينُ ، وَ سَهُلَ بِكَ الْعَسِيرُ ، وَ أُطْفِئَتْ بِكَ النِّيرَانُ ، وَ قَوِيَ بِكَ الْإِيمَانُ ، وَ ثَبَتَ بِكَ الْإِسْلَامُ وَ الْمُؤْمِنُونَ ، سَبَقْتَ سَبْقاً بَعِيداً ، وَ أَتْعَبْتَ مَنْ بَعْدَكَ تَعَباً شَدِيداً ، فَجَلَلْتَ عَنِ الْبُكَاءِ ، وَ عَظُمَتْ رَزِيَّتُكَ فِي السَّمَاءِ ، وَ هَدَّتْ مُصِيبَتُكَ الْأَنَامَ ، فَإِنَّا لِلّٰهِ وَ إِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ ، رَضِينَا عَنِ اللّٰهِ قَضَاءَهُ ، وَ سَلَّمْنَا لِلّٰهِ أَمْرَهُ ، فَوَ اللّٰهِ لَنْ يُصَابَ الْمُسْلِمُونَ بِمِثْلِكَ أَبَداً ، كُنْتَ لِلْمُؤْمِنِينَ كَهْفاً وَ حِصْناً ، وَ عَلَى الْكَافِرِينَ غِلْظَةً وَ غَيْظاً فَأَلْحَقَكَ اللّٰهُ بِنَبِيِّهِ وَ لَا حَرَمَنَا أَجْرَكَ ، وَ لَا أَضَلَّنَا بَعْدَكَ ، وَ السَّلَامُ عَلَيْكَ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُهُ۔

(سلام ہو آپ پر اے امیر المومنینؑ سلام ہو آپ پر اے اللہ کے حبیب، سلام ہو آپ پر اے اللہ کے منتخب کردہ، سلام ہو آپ پر اے اللہ کے ولی، سلام ہو آپ پر اے حجت خدا، سلام ہو آپ پر اے امام ہدایت، سلام ہو آپ پر اے تقویٰ کے نشان، سلام ہو آپ پر اے صاحب احسان اور پرہیزگار وصی رسول ۔ سلام ہو آپ پر اے امام حسنؑ کے والد بزرگوار ۔ سلام ہو آپ پر اے دین کے ستون اور اولین و آخرین کے علم کے وارث اور صاحب میسم (داغنے والے) اور صراط مستقیم ۔ میں گواہی دیتا ہوں آپ نے نماز قائم کی، زکوٰۃ ادا کی، نیکی کا حکم دیا اور بدی سے منع فرمایا ۔ رسول کی اتباع کی، کتاب خدا کی ایسی تلاوت کی جیسا کہ تلاوت کا حق ہے ۔ اللہ کی طرف سے احکامات پہنچائے ۔ اللہ کے عہد کو پورا کیا ۔ اللہ کے کلمات آپ سے پورے ہوئے ۔ راہ خدا میں جہاد کیا جو جہاد کرنے کا حق ہے ۔ اور اللہ اور اس کے رسول کے لئے لوگوں کو نصیحت کی اور

صبر و تحمل کرتے ہوئے اور دین الہی کی طرف سے جہاد کرتے ہوئے، رسول اللہ کی رسالت پر ایمان رکھتے ہوئے، اللہ کے پاس جو اس کا اجر و ثواب ہے اس کے حصول کی کوشش کرتے ہوئے اور اللہ نے جو کچھ وعدہ کیا ہے اس کی رغبت و خواہش رکھتے ہوئے آپ نے اپنی جان تک قربان کر دی اور جس پر آپ شاہد و شہید اور مشہود تھے اسی پر زندگی بسر کر گئے۔ پس اللہ تعالیٰ اپنے رسول کی طرف سے اور اسلام کی طرف سے اور اہل اسلام کی طرف سے آپ کو اس کی بہترین جزا دے جو ایک دوست دوسرے دوست کو دیتا ہے۔

آپ مسلمانوں میں سے سب سے پہلے اسلام لائے اور از روئے ایمان سب سے زیادہ مخلص، ان میں سب سے زیادہ یقین رکھنے والے، ان میں سب سے زیادہ متواضع، سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والے، اس کے رسول کے سب سے بڑے محافظ۔ مناقب میں سب سے افضل۔ بموجب سبقت فضائل میں سب سے زیادہ۔ درجہ میں سب سے بلند۔ منزلت میں سب سے اشرف۔ سب سے زیادہ کرم کرنے والے تھے۔ جس وقت آنحضرتؐ کے اصحاب نے کمزوری دکھائی تو آپ نے تقویت پہنچائی۔ اور جب وہ لوگ درماندہ اور عاجز ہوگئے تو آپ نکلے جب وہ لوگ سست پڑ گئے تو آپ آگے بڑھ گئے۔ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طریقہ پر گامزن رہے۔ آپ آنحضرتؐ کے حقیقی خلیفہ اور جانشین تھے منافقین نے اپنے اکراہ و انکار کے باوجود، کافروں نے اپنے غیظ و غضب کے باوجود اور منافقین نے اپنی دشمنی اور کینہ کے باوجود آپ سے (خلافت کے معاملہ میں) کوئی نزع و اختلاف نہیں کیا۔ آپ نے اس وقت عنان حکومت سنبھالی۔ جب سب کے حوصلے پست تھے آپ اس وقت بولے جب سب کی زبانیں لڑکھڑا رہی تھیں آپ اس وقت نور خدا کی روشنی میں چلے جب سب کے سب ٹھٹک کر رہ گئے تھے۔ پس جس نے آپ کی اتباع کی اس نے ہدایت پائی۔ آپ سب سے کم بات کرتے مگر جو کچھ کہتے وہ سب سے زیادہ صائب اور درست ہوتا اور آپ بہترین صاحب رائے تھے آپ سب سے زیادہ شجاع قلب اور سب سے زیادہ محکم یقین رکھنے والے سب سے اچھے عمل کرنے والے اور سب سے زیادہ معاملات سمجھنے والے تھے۔

آپ اول اول بھی دین کے لئے یعسوب (امیر) رہے پھر لوگ متفرق ہوگئے اور آخر میں بھی جب لوگ ناکام اور مایوس ہوئے تو آپ مومنین کے لئے مہربان باپ تھے جب وہ سب آپ کے عیال میں شامل ہوگئے تو آپ نے ان سب کا بوجھ اٹھایا جس کے اٹھانے میں وہ کمزوری محسوس کر رہے تھے۔ اور جو کچھ وہ ضایع اور برباد کر رہے تھے اس کی حفاظت کی۔ اور جو کچھ وہ مہمل اور بیکار سمجھ رہے تھے اس کی نگہداشت کی۔ اور جب وہ لوگ (آپ کے گرد) مجتمع ہوئے تو آپ بھی کمربستہ ہوئے۔ جب وہ لوگ جمع ہوئے تو آپ نے انہیں ملاحظہ کیا جب ان لوگوں نے بیقراری دکھائی تو آپ اس سے بالاتر رہے جب ان لوگوں نے ہائے وائے شروع کی تو آپ نے صبر و برداشت سے کام لیا۔ آپ کافروں پر (اللہ کی طرف سے) برسنے والا عذاب تھے اور مومنین کے لئے سرسبزی و شادابی لانے والی بارش تھے۔ آپ کی حجت اور دلیل کبھی کند اور پسپا نہیں ہوئی آپ کے دل میں کبھی کجی نہیں آئی۔ آپ کی بصیرت اور سوجھ بوجھ کبھی کمزور نہیں ہوئی۔ آپ کی ذات میں کبھی بزدلی نہیں

آئی کبھی بودا پن نہیں آیا۔ آپ ایک ایسے پہاڑ کے مانند تھے جس کو آندھیاں اس کے مقام سے ہٹا نہیں سکیں اور نہ ان کے فرائے جگہ سے ٹال سکے۔ آپ ویسے ہی تھے جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔ آپ جسمانی طور پر تو ضعیف و لاغر تھے مگر اللہ کے کاموں کے لئے قوی اور طاقتور تھے۔ آپ میں بذات خود تو تواضع اور انکساری تھی مگر اللہ کے نزدیک عظیم تھے۔ روئے زمین پر بڑے اور مومنین کی نگاہ میں جلیل القدر تھے۔ کسی ایک شخص کی بھی مجال نہ تھی جو آپ میں عیب نکال سکے اور نہ کوئی ایک بھی بولنے والا ایسا تھا جو آپ پر طعنہ زنی کرسکے۔ اور نہ کوئی ایک ایسا تھا جو آپ سے بیجا طمع اور امید رکھ سکے۔ اور نہ کوئی ایک ایسا تھا جو آپ سے بیجا نرمی اور رعایت اٹھاسکے۔ ایک ضعیف و کمزور شخص آپ کے نزدیک اس وقت تک قوی اور طاقتور تھا جب تک آپ اس کو اس کا حق نہ دلادیتے تھے اور ایک قوی اور طاقتور آپ کے نزدیک اس وقت تک کمزور و ضعیف تھا جب تک آپ اس سے کسی کا حق واپس نہ دلا دیتے تھے۔ اس معاملہ میں (آپ کے لئے) اپنے اور پرائے سب برابر تھے آپ کی شان حق و حق گوئی اور نرمی تھی۔ آپ کا قول قول فیصل اور حتمی ہوتا تھا۔ آپ ہر کام حلم و بردباری و حزم و احتیاط سے کرتے تھے۔ آپ کی رائے ہمیشہ علم اور عزم پر مبنی ہوتی تھی۔ آپ کی وجہ سے دین میں اعتدال رہا لوگوں کی مشکلیں آسان ہوئیں۔ آپ کی وجہ سے آگ بجھ گئی۔ آپ کی وجہ سے ایمان میں قوت آئی۔ اسلام اور مومنین میں ثابت قدمی اور پائیداری آئی۔ آپ آگے اور بہت دور آگے بڑھ گئے اور اپنے بعد والوں کو تعب و تکلیف میں چھوڑا اور خود تمام آلام و تکالیف سے بالاتر ہوگئے۔ آپ کا سوگ آسمانوں میں منایا گیا آپ کا غم لوگوں کو تباہ حال کر گیا۔ بیشک ہم سب لوگ اللہ ہی کے لئے ہیں اور اللہ ہی کی طرف پلٹ کر جانے والے ہیں۔ ہم لوگ اللہ کے فیصلے پر راضی ہیں اور اللہ کے حکم کو تسلیم کرتے ہیں۔ خدا کی قسم مسلمان آپ جیسا کبھی نہ پاسکیں گے۔ آپ مومنین کے لئے ایک پناہ گاہ اور ایک مضبوط قلعہ تھے اور کافروں پر غیظ و غضب تھے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اپنے نبی سے ملحق کرے اور ہم لوگوں کو آپ کی جدائی پر صبر کے ثواب سے محروم نہ کرے۔ اور ہمیں آپ کے بعد گمراہی سے بچائے۔ آپ پر سلام ہو اور اللہ کی رحمت اور برکت ہو۔)

پھر وہاں چھ رکعت نماز پڑھو۔ اور اس میں ہر دو رکعت پر سلام اس لئے کہ آپ کی قبر میں حضرت آدم علیہ السلام کی ہڈیاں اور حضرت نوح علیہ السلام اور امیرالمومنین علیہ السلام کا جسد خاکی دفن ہے جس نے آپ کی قبر کی زیارت کی اس نے حضرت آدم، حضرت نوح اور امیرالمومنین علیہم السلام کی زیارت کر لی اس لئے ہر ایک کی زیارت کے لئے دو رکعت نماز پڑھو۔

زیارت قبر حضرت ابی عبداللہ الحسین ابن علی ابن ابی طالب علیہما السلام شہید کربلا

(۳۱۹۹) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا جب تم امام ابی عبداللہ الحسین علیہ السلام کی زیارت کے لئے آؤ تو پہلے نہر فرات کے کنارے غسل کرو پاک و طاہر لباس پہنو اور پا پیادہ چلو اس لئے کہ تم اللہ کے حرم اور اس کے رسول کے

حرم میں ہو اور تم پر لازم ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بہت زیادہ تکبیر و تہلیل و تمجید و تعظیم کرو اور محمدؐ اور ان کے اہلبیت پر درود بھیجتے ہوئے چلو یہاں تک کہ باب حائر حسینؑ تک پہنچ جاؤ پھر کہو۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا حُجَّةَ اللّٰہِ وَ ابْنَ حُجَّتِہٖ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا مَلَائِکَةَ اللّٰہِ وَ زُوَّارَ قَبْرِ ابْنِ نَبِیِّ اللّٰہِ۔

(سلام ہو آپ پر اے حجت خدا اور پسر حجت خدا۔ سلام ہو تم لوگوں پر اے اللہ کے ملائکہ اور نبی خدا کے فرزند کی قبر کی زیارت کرنے والو)

پھر دس قدم چلو اور ٹھہر جاؤ اور تیس مرتبہ تکبیر کہو پھر آگے بڑھو یہاں تک کہ سرہانے قبر پہنچو اپنا چہرہ آنجناب کے چہرے کے سامنے رکھو اور قبلہ کو اپنے دونوں کاندھوں کے درمیان رکھو پھر کہو۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا حُجَّةَ اللّٰہِ وَ ابْنَ حُجَّتِہٖ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا ثَارَ اللّٰہِ فِی الْاَرْضِ وَ ابْنَ ثَارِہٖ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا وِتْرَ اللّٰہِ الْمَوْتُوْرَ فِی السَّمٰوَاتِ وَ الْاَرْضِ۔ اَشْهَدُ اَنَّ دَمَکَ سَکَنَ فِی الْخُلْدِ، وَ اقْشَعَرَّتْ لَهٗ اَظِلَّةُ الْعَرْشِ۔ وَ بَکٰی لَهٗ جَمِیْعُ الْخَلَائِقِ، وَ بَکَتْ لَهُ السَّمٰوَاتُ السَّبْعُ وَ الْاَرَضُوْنَ (السَّبْعُ) وَ مَا فِیْهِنَّ وَ مَا بَیْنَهُنَّ، وَ مَنْ یَتَقَلَّبُ فِی الْجَنَّةِ وَ النَّارِ مِنْ خَلْقِ رَبِّنَا، وَ مَا یُرٰی وَ مَا لَا یُرٰی، اَشْهَدُ اَنَّکَ حُجَّةُ اللّٰہِ وَ ابْنُ حُجَّتِہٖ، وَ اَشْهَدُ اَنَّکَ ثَارُ اللّٰہِ وَ ابْنُ ثَارِہٖ، وَ اَشْهَدُ اَنَّکَ وِتْرُ اللّٰہِ الْمَوْتُوْرُ فِی السَّمٰوَاتِ وَ الْاَرْضِ، وَ اَشْهَدُ اَنَّکَ بَلَّغْتَ عَنِ اللّٰہِ وَ نَصَحْتَ وَ وَفَیْتَ وَ اَوْفَیْتَ، وَ جَاهَدْتَ فِیْ سَبِیْلِ رَبِّکَ، وَ مَضَیْتَ لِلَّذِیْ کُنْتَ عَلَیْهِ شَهِیْدًا وَ مُسْتَشْهِدًا وَ شَاهِدًا وَ مَشْهُوْدًا، اَنَا عَبْدُ اللّٰہِ وَ مَوْلَاکَ وَ فِیْ طَاعَتِکَ وَ الْوَافِدُ اِلَیْکَ، اَلْتَمِسُ بِذٰلِکَ کَمَالَ الْمَنْزِلَةِ عِنْدَ اللّٰہِ عَزَّ وَ جَلَّ، وَ ثَبَاتَ الْقَدَمِ فِی الْهِجْرَةِ اِلَیْکَ، وَ السَّبِیْلَ الَّذِیْ لَا یَخْتَلِجُ دُوْنَکَ مِنَ الدُّخُوْلِ فِیْ کِفَالَتِکَ الَّتِیْ اُمِرْتُ بِهَا مَنْ اَرَادَ اللّٰہَ بَدَاَ بِکُمْ، مَنْ اَرَادَ اللّٰہَ بَدَاَ بِکُمْ، مَنْ اَرَادَ اللّٰہَ بَدَاَ بِکُمْ، بِکُمْ یُبَیِّنُ اللّٰہُ الْکَذِبَ، وَ بِکُمْ یُبَاعِدُ اللّٰہُ الزَّمَانَ الْکَلِبَ، وَ بِکُمْ یَفْتَحُ اللّٰہُ وَ بِکُمْ یَخْتِمُ اللّٰہُ، وَ بِکُمْ یَمْحُو اللّٰہُ مَا یَشَاءُ، وَ بِکُمْ یُثْبِتُ وَ بِکُمْ یَفُکُّ الذُّلَّ مِنْ رِقَابِنَا، وَ بِکُمْ یُدْرِکُ اللّٰہُ تِرَةَ کُلِّ مُؤْمِنٍ وَ مُؤْمِنَةٍ تُطْلَبُ، وَ بِکُمْ تُنْبِتُ الْاَرْضُ اَشْجَارَهَا، وَ بِکُمْ تُخْرِجُ الْاَشْجَارُ اَثْمَارَهَا، وَ بِکُمْ تُنْزِلُ السَّمَاءُ قَطْرَهَا، وَ بِکُمْ یَکْشِفُ اللّٰہُ الْکَرْبَ، وَ بِکُمْ یُنَزِّلُ اللّٰہُ الْغَیْثَ، وَ بِکُمْ تُسَبِّحُ الْاَرْضُ الَّتِیْ تَحْمِلُ اَبْدَانَکُمْ، لَعَنَتْ اُمَّةٌ قَتَلَتْکُمْ، وَ اُمَّةٌ خَالَفَتْکُمْ، وَ اُمَّةٌ جَحَدَتْ وِلَایَتَکُمْ، وَ اُمَّةٌ ظَاهَرَتْ عَلَیْکُمْ، وَ اُمَّةٌ شَهِدَتْ وَ لَمْ تَنْصُرْکُمْ، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ جَعَلَ النَّارَ مَأْوَاهُمْ وَ بِئْسَ وِرْدُ الْوَارِدِیْنَ، وَ بِئْسَ الْوِرْدُ الْمَوْرُوْدُ، وَ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ یَا اَبَا عَبْدِ اللّٰہِ، اَنَا اِلَی اللّٰہِ مِمَّنْ خَالَفَکَ بَرِیْءٌ، اَنَا اِلَی اللّٰہِ مِمَّنْ خَالَفَکَ بَرِیْءٌ، اَنَا اِلَی اللّٰہِ مِمَّنْ خَالَفَکَ بَرِیْءٌ۔

[سلام ہو آپ پر اے حجت خدا اور حجت خدا کے فرزند۔ سلام ہو آپ پر اے وہ شہید جس کے خون کا طالب خدا ہے اور ایسے شہید کے فرزند جس کے خون کا طالب خدا ہے سلام ہو آپ پر اے کشتہ راہ خدا کہ جس کے خون کا انتقام اللہ لے گا۔

اور جس کے خون کا انتقام آسمان و زمین کے اندر کہیں نہیں لیا گیا۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ کا خون خلا میں ٹھہرا ہوا ہے جس سے عرش کا سایہ کانپ رہا ہے جس پر ساری مخلوق نے گریز کیا جس پر ساتوں آسمان اور ساتوں زمین اور ان سب کے درمیان جتنی چیزیں ہیں سب نے اور ہمارے رب کی مخلوق میں سے جتنے بھی جنت و جہنم میں پھر رہے ہیں وہ سب اور جو چیزیں نظر آتی ہیں اور جو نظر نہیں آتیں، ان سب نے گریہ کیا۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ حجت خدا ہیں اور حجت خدا کے فرزند ہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ ایسے شہید ہیں کہ جس کے خون کا طالب خدا ہے اور ایسے کے فرزند ہیں کہ جس کے خون کا طالب خدا ہے میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ وہ کشتۂ راہ خدا ہیں جس کے خون کا انتقام خدا لے گا اور جس کے خون کا انتقام آسمانوں اور زمینوں میں کہیں نہیں لیا گیا۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ نے اللہ کی طرف سے احکامات قوم کو پہنچائے انہیں نصیحت کی، اپنے عہد کو پورا کیا اور کامل طور پر پورا کیا اور اپنے رب کی راہ میں جہاد کیا اور جس نصب العین پر آپ تھے اسی پر شہید ہو کر، شہادت کی خواہش کر کے، لوگوں پر شاہد بن کر اور لوگوں کے لئے مشہود بن کر اپنی زندگی بسر کر دی۔ اور میں اللہ کا بندہ اور آپ کا دوستدار ہوں آپ کی اطاعت میں ہوں اور آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوا ہوں اس سے میری آرزو یہ ہے کہ مجھے اللہ کے پاس پوری منزلت ہو اور آپ کی طرف ہجرت کرنے میں ثابت قدم رہوں اور اس راستہ پر چلوں جس میں آپ کی کفالت و سرپرستی کے اندر داخل ہونے میں کوئی دغدغہ نہ رہے کہ جس کے متعلق آپ کے لئے حکم ہے کہ جو شخص اللہ کے تقرب کا ارادہ کرے وہ پہلے آپ لوگوں کی زیر سرپرستی آئے۔ جو اللہ کے تقرب کا ارادہ کرے وہ پہلے آپ لوگوں کی زیر سرپرستی آئے جو شخص اللہ کے تقرب کا ارادہ کرے وہ پہلے آپ لوگوں کی زیر سرپرستی آئے۔ آپ لوگوں کے وسیلے سے اللہ تعالیٰ کذب و دروغ کو آشکار کرتا ہے اور آپ لوگوں کی خاطر سے اللہ تعالیٰ مشکل اور کاٹ کھانے والے زمانے کو دور کرتا ہے۔ آپ ہی لوگوں کے وسیلہ سے اللہ تعالیٰ خیر کے دروازے کھولتا ہے اور آپ ہی لوگوں کے وسیلہ سے بند کر دیتا ہے۔ آپ ہی لوگوں کے وسیلہ سے اللہ تعالیٰ قسمت کا لکھا مٹاتا اور آپ ہی لوگوں کے وسیلہ سے لکھتا ہے اور آپ ہی لوگوں کے وسیلہ سے ہم لوگوں کی گردنوں سے ذلت کا طوق اتارتا ہے اور آپ ہی لوگوں کے وسیلہ سے اللہ تعالیٰ ہر مومن و مومنہ کے طلب کئے ہوئے خون کا انتقام لیتا ہے، آپ ہی لوگوں کے وسیلہ سے زمین درخت روئیدہ کرتی ہے، آپ ہی لوگوں کے وسیلہ سے درختوں میں پھل آتے ہیں، آپ ہی لوگوں کے وسیلہ سے آسمان بارش کے قطرے برساتا ہے، آپ ہی لوگوں کے وسیلہ سے اللہ تعالیٰ ہر کرب و تکلیف کو دور کرتا ہے، آپ ہی لوگوں کے وسیلہ سے اللہ تعالیٰ پانی برساتا ہے، آپ ہی لوگوں کے وسیلہ سے وہ زمین جو آپ لوگوں کے جسد پاک اٹھائے ہوئے ہے اللہ تعالیٰ کی تسبیح پڑھتی ہے اور اس قوم پر لعنت کرتی ہے جس نے آپ لوگوں کو قتل کیا اور اس قوم پر جس نے آپ لوگوں کی مخالفت کی اور اس قوم پر جس نے آپ لوگوں کی ولایت سے انکار کیا اور اس قوم پر جس نے آپ لوگوں پر غلبہ حاصل کیا اور اس قوم پر جس نے یہ سب کچھ دیکھا اور پھر بھی آپ لوگوں کی مدد نہ کی۔ اس خدا کی حمد جس نے جہنم کو اس قوم کی قرارگاہ بنایا اور اس میں وارد ہونے والوں کے لئے کتنا برا ورود ہے

اور کتنی بری یہ وارد ہونے کی جگہ ہے ۔ اور تمام جہانوں کے پروردگار کا شکر ۔

آپ پر اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل ہو اے ابو عبداللہ (علیہ السلام) میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ان لوگوں سے براءت کا اظہار کرتا ہوں جنہوں نے آپ کی مخالفت کی ۔ میں اللہ کی بارگاہ میں ان لوگوں سے اپنی براءت اظہار کرتا ہوں جنہوں نے آپ کی مخالفت کی، میں اللہ کی بارگاہ میں ان لوگوں سے براءت کا اظہار کرتا ہوں جنہوں نے آپ کی مخالفت کی ۔

پھر آپ کے فرزند حضرت علی (اکبر) کی قبر کے پاس آؤ جو آنجناب کے قدموں کے پاس مدفون ہیں اور کہو ۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا ابْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا ابْنَ عَلِیٍّ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا ابْنَ الْحَسَنِ وَ الْحُسَیْنِ ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا ابْنَ خَدِیْجَةَ وَ فَاطِمَةَ عَلَیْهِمَا السَّلَامُ ، صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْکَ ، صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْکَ ، صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْکَ ، لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ قَتَلَکَ ، لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ قَتَلَکَ ، لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ قَتَلَکَ ، اَنَا اِلَی اللّٰهِ مِنْهُمْ بَرِیْءٌ ۔ اَنَا اِلَی اللّٰهِ مِنْهُمْ بَرِیْءٌ ۔ اَنَا اِلَی اللّٰهِ مِنْهُمْ بَرِیْءٌ (آپ پر سلام ہو اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرزند ۔ آپ پر سلام ہو اے امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے فرزند آپ پر سلام ہو اے امام حسنؑ و امام حسین علیہما السلام کے فرزند ۔ آپ پر سلام ہو اے حضرت خدیجہ اور حضرت فاطمہ علیہما السلام کے فرزند ۔ آپ پر اللہ اپنی رحمتیں نازل فرمائے آپ پر اللہ اپنی رحمتیں نازل فرمائے آپ پر اللہ اپنی رحمتیں نازل فرمائے اور اللہ اس پر لعنت کرے جس نے آپ کو قتل کیا ۔ اللہ اس پر لعنت کرے جس نے آپ کو قتل کیا اللہ اس پر لعنت کرے جس نے آپ کو قتل کیا ۔ میں اللہ کی بارگاہ میں ان لوگوں سے براءت کا اظہار کرتا ہوں میں اللہ کی بارگاہ میں ان لوگوں سے براءت کا اظہار کرتا ہوں ۔ میں اللہ کی بارگاہ میں ان لوگوں سے براءت کا اظہار کرتا ہوں ۔)

پھر اٹھو اور اپنے ہاتھ سے گنج شہیدان کی طرف اشارہ کرو اور یہ کہو

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ ، وَ فُزْتُمْ وَ اللّٰهِ ، فُزْتُمْ وَ اللّٰهِ ، فُزْتُمْ وَ اللّٰهِ ، یَا لَیْتَنِیْ کُنْتُ مَعَکُمْ فَاَفُوْزَ فَوْزًا عَظِیْمًا ۔

(آپ لوگوں پر میرا سلام آپ لوگوں پر میرا سلام آپ لوگوں پر میرا سلام ۔ خدا کی قسم آپ لوگ کامیاب ہوگئے خدا کی قسم آپ لوگ کامیاب ہوگئے ۔ خدا کی قسم آپ لوگ کامیاب ہوگئے کاش میں بھی آپ لوگوں کے ساتھ ہوتا تو عظیم کامیابی حاصل کرتا ۔)

مندرجہ بالا زیارت کی روایت کی ہے حسن بن راشد نے حسن بن ثویر سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ۔

وداع

(۳۲۰۰) یوسف کناسی کی روایت میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے یہ روایت ہے کہ جب تم امام حسین علیہ السلام کی قبر سے وداع اور رخصت ہونا چاہو تو کہو:

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُهُ، نَسْتَوْدِعُكَ اللّٰهَ وَ نَقْرَأُ عَلَيْكَ السَّلَامَ آمَنَّا بِاللّٰهِ وَ بِالرَّسُوْلِ وَ بِمَا جَاءَ بِهِ وَ دَلَّ عَلَيْهِ، وَ اتَّبَعْنَا الرَّسُوْلَ يَا رَبِّ فَاكْتُبْنَا مَعَ الشَّاهِدِيْنَ، اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْهُ آخِرَ الْعَهْدِ مِنَّا وَ مِنْهُ، اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَسْأَلُكَ أَنْ تَنْفَعَنَا بِحُبِّهِ، اَللّٰهُمَّ ابْعَثْهُ مَقَامًا مَحْمُوْدًا، تَنْصُرُ بِهِ دِيْنَكَ، وَ تَقْتُلُ بِهِ عَدُوَّكَ وَ تُبِيْرُ بِهِ مَنْ نَصَبَ حَرْبًا لِآلِ مُحَمَّدٍ، فَإِنَّكَ وَعَدْتَهُ ذٰلِكَ أَنْتَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُهُ، أَشْهَدُ أَنَّكُمْ شُهَدَاءُ نُجَبَاءُ، جَاهَدْتُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ قُتِلْتُمْ عَلٰى مِنْهَاجِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ سَلَّمَ وَ ابْنِ رَسُوْلِهِ كَثِيْرًا، وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ صَدَقَكُمْ وَعْدَهُ، وَ أَرَاكُمْ مَا تُحِبُّوْنَ وَ صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ وَ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُهُ، اَللّٰهُمَّ لَا تُشْغِلْنِيْ فِي الدُّنْيَا عَنْ شُكْرِ نِعْمَتِكَ وَ لَا بِإِكْثَارٍ فِيْهَا تُلْهِيْنِيْ عَجَائِبُ بَهْجَتِهَا، وَ تَفْتِنُنِيْ زَهَرَاتُهَا، وَ لَا بِإِقْلَالٍ يَضُرُّ بِعَمَلِيْ ضُرُّهُ، وَ يَمْلَأُ صَدْرِيْ هَمُّهُ، أَعْطِنِيْ مِنْ ذٰلِكَ غِنًى عَنْ شِرَارِ خَلْقِكَ، وَ بَلَاغًا أَنَالُ بِهِ رِضَاكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ.

[سلام ہو آپ پر اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں نازل ہوں (اے فرزند رسول) میں آپ کو اللہ کے سپرد کرتا ہوں اور آپ کو سلام عرض کرتا ہوں، میں اللہ اور رسول اور جو بھی وہ اپنے ساتھ لائے جو ان کی نبوت کی دلیل بنی ہیں ان سب پر ایمان رکھتا ہوں اور ہم نے رسول کی اتباع کی۔ پروردگار میرا نام گواہی دینے والوں میں لکھ لے۔ اے اللہ اس زیارت کو ہماری طرف اور ان کی طرف سے آخری موقع نہ قرار دے، اے اللہ میں درخواست کرتا ہوں کہ ان کی محبت سے ہم لوگوں کو نفع پہنچا اور آنجناب کو مقام محمود پر پہنچا ان کے ذریعہ اپنے دین کی مدد کر۔ اور ان کے ذریعہ اپنے دشمنوں کو قتل کر اور ان کے ذریعہ ان لوگوں کو ہلاک کر جنہوں نے آل محمدؐ سے جنگ ٹھان لی اس لئے کہ تو نے اس کا وعدہ فرمایا ہے اور تو اپنے وعدہ کے کبھی خلاف نہیں کرتا۔ (اے مولا و آقا) آپ پر سلام اور اللہ کی رحمت اور برکت ہو۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ لوگ شہیدان راہ خدا شریف الاصل ہیں آپ لوگوں نے راہ خدا میں جہاد کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور رسول اللہ کے فرزند کے راستہ پر چلتے ہوئے قتل ہوئے اور اس خدا کی حمد جس نے آپ لوگوں سے اپنے کئے ہوئے وعدے کو سچ کر دکھایا اور آپ لوگوں کو وہ سب کچھ دکھا دیا جو آپ لوگ چاہتے تھے۔ اور محمد وآل محمد علیہم السلام پر اللہ کی طرف سے درود ہو اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکت ہو اے اللہ مجھے دنیا میں اتنا مشغول نہ کردے کہ میں تیری نعمتوں کے شکر سے غافل ہوجاؤں اور نہ دنیا اتنی کثیر مقدار میں دے کہ میں اس کی خوبصورتی کو دیکھ کر لہو لعب میں مبتلا ہوجاؤں اور

اس کی رونقیں اور چہل پہل مجھے دھوکہ میں مبتلا کر دیں اور نہ اتنی کم کہ اس کی کمی میرے عمل کو ضرر پہنچائے اور اس کی فکر میرے دل میں بھری رہے۔ بس اتنا دے کہ میں تیری شریر مخلوق سے غنی ہو جاؤں اتنا دے کہ میں اس سے تیری رضا اور خوشنودی حاصل کر سکوں اے تمام رحم کرنے والوں میں سب سے زیادہ رحم کرنے والے]

میں نے مختلف زیارتیں کتاب زیارات اور کتاب مقتل حسین میں نقل کر دی ہیں اور اس کتاب کے لئے مندرجہ بالا زیارت کو اس لئے منتخب کیا ہے کہ میرے نزدیک ازروئے روایت یہ صحیح ترین زیارت ہے اور بھرپور اور کافی ہے۔

زیارت قبور شہداء

اور جب تم شہداء کی قبروں کی زیارت کا ارادہ کرو تو یہ کہو:

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ

[تم پر سلام ہو کہ تم لوگوں نے صبر سے کام لیا اب آخرت کا گھر (تم لوگوں کے لئے) کتنا اچھا ہے۔]

حالت تقیہ میں امام حسین علیہ السلام کی زیارت میں کتنا کہنا کافی ہے

جب تم نہر فرات پر آؤ تو غسل کرو اور اپنے دونوں پاک و طاہر کپڑے پہنو پھر امام حسین علیہ السلام کی قبر کے پاس آؤ اور یہ کہو:

صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْکَ یَا اَبَا عَبْدِ اللّٰهِ، صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْکَ یَا اَبَا عَبْدِ اللّٰهِ، صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْکَ یَا اَبَا عَبْدِ اللّٰهِ (اے ابا عبداللہ اللہ تعالیٰ آپ پر رحمت نازل فرمائے، اے ابا عبداللہ اللہ تعالیٰ آپ پر رحمت نازل فرمائے، اے ابا عبداللہ اللہ تعالیٰ آپ پر رحمت نازل فرمائے)

حالت تقیہ میں بس اتنی ہی زیارت تمہارے لئے کافی ہے۔ یونس بن ظبیان نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے یہ روایت کی ہے۔

اگر طوالت سفر کے باعث زیارت امام حسین و دیگر ائمہ طاہرین جانا نہ ہو سکے تو اسکا بدل وقائم مقام

(۳۲۰۲) ابن ابی عمیر نے ہشام سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ جب تمہارے لئے دور دراز کا سفر بہت مشقت کا باعث ہو تو اپنے گھر کی چھت پر چڑھ جاؤ اور دو رکعت نماز پڑھو اور ہماری

قبروں کی طرف اشارہ کر کے سلام پڑھو وہ سلام ہم لوگوں تک پہنچ جائے گا۔

(۳۲۰۳) اور حنان بن سدیر کی روایت میں ہے جو انہوں نے اپنے والد سے کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ مجھ سے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے دریافت فرمایا کہ اے سدیر کیا تم حضرت امام حسین علیہ السلام کی قبر کی زیارت ہر روز کرتے ہو؟ میں نے عرض کیا میں آپؑ پر قربان، نہیں۔ آپؑ نے فرمایا پھر تم کتنا ظلم کرتے ہو۔ اچھا ہر ماہ آنجنابؑ کی قبر کی زیارت کرتے ہو؟ میں نے عرض کیا نہیں۔ آپؑ نے فرمایا پھر سال میں ایک بار آنجنابؑ کی زیارت کرتے ہو؟ میں نے عرض کیا ہاں کبھی کبھی ایسا ہوتا ہے۔ آپؑ نے فرمایا اے سدیر یہ تم امام حسین علیہ السلام پر کتنا بڑا ظلم کرتے ہو۔ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے ایک لاکھ ملائکہ بال پریشان و غبار آلود ان کی قبر کی زیارت کرتے ہیں اور اس میں کبھی سستی اور کوتاہی نہیں کرتے پھر اے سدیر تمہارے لئے کیا امر مانع ہے کہ آنجنابؑ کے قبر کی زیارت ہفتہ میں پانچ مرتبہ یا ہر روز ایک مرتبہ کیا کرو۔ میں نے عرض کیا میں آپ پر قربان میرے اور ان کے درمیان بہت فرسخوں، کا فاصلہ ہے آپؑ نے فرمایا اچھا تو پھر اپنے مکان کی چھت پر چلے جایا کرو اور داہنے بائیں تھوڑا ملتفت ہو پھر اپنا سر آسمان کی طرف اٹھاؤ۔ اس کے بعد اپنا رخ قبر امام حسین کی طرف کرو اور کہو:

"اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَبَا عَبْدِ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُهُ"

تو ایک مرتبہ کی زیارت پر ایک حج اور ایک عمرہ کا ثواب تمہارے نامہ اعمال میں لکھ دیا جائے گا۔

سدیر کا بیان ہے کہ اس کے بعد کبھی کبھی میں ایک ماہ میں بیس مرتبہ سے زیادہ اس طرح آنجنابؑ کی زیارت کرتا ہوں۔

باب :- خاک تربت امام حسین علیہ السلام اور ان کے حریم قبر کی فضیلت

(۳۲۰۴) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ قبر امام حسین علیہ السلام کی خاک ہر مرض کی دوا ہے اور یہ سب سے بڑی دوا ہے۔

(۳۲۰۵) نیز آپؑ نے فرمایا کہ جب تم یہ (خاک) کھاؤ تو کہو:

اَللّٰهُمَّ رَبَّ التُّرْبَةِ الْمُبَارَكَةِ وَ رَبَّ الْوَصِيِّ الَّذِي وَارَتْهُ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ وَ اجْعَلْهُ عِلْمًا نَافِعًا وَ رِزْقًا وَاسِعًا وَ شِفَاءً مِنْ كُلِّ دَاءٍ [اے اللہ اے اس تربت مبارک کے پروردگار اور اس وصی کے پروردگار جو اس میں دفن ہے تو محمدؐ و آل محمدؐ پر اپنی رحمتیں نازل فرما اور اس (خاک) کو علم نافع اور رزق واسع اور ہر مرض کی دوا بنادے۔]

(۳۲۰۶) آنجنابؑ نے فرمایا حریم قبر حسین علیہ السلام قبر کے چاروں طرف پانچ فرسخ ہے۔

(۳۲۰۷) اسحاق بن عمار نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کی قبر کی جگہ جس دن سے آپؑ وہاں دفن ہوئے جنت کے باغوں میں سے ایک باغ بن گیا۔

(۳۲۰۸) نیز آپؑ نے فرمایا کہ امام حسین علیہ السلام کی قبر کی جگہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔

باب : بغداد میں قریش کے قبرستان میں حضرت امام ابو الحسن موسیٰ بن جعفر اور حضرت ابو جعفر محمد بن علی ثانی (امام محمد تقی) علیہما السلام کی زیارت

(۳۲۰۹) ان شاء اللہ تعالیٰ جب تم بغداد کا ارادہ کرو تو غسل کر کے پاک اور صاف ستھرے ہو جاؤ اپنے دو عدد پاک صاف کپڑے پہنو اور ان ائمہ کی قبروں کی زیارت کرو اور جب حضرت امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام کی قبر پر پہنچو تو یہ کہو۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا وَلِیَّ اللّٰهِ ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا حُجَّةَ اللّٰهِ ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا نُوْرَ اللّٰهِ فِیْ ظُلُمَاتِ الْاَرْضِ ، اَتَیْتُکَ زَائِرًا عَارِفًا بِحَقِّکَ ، مُعَادِیًا لِاَعْدَائِکَ ، مُوَالِیًا لِاَوْلِیَائِکَ ، فَاشْفَعْ لِیْ عِنْدَ رَبِّکَ (سلام ہو آپ پر اے ولی خدا۔ سلام ہو آپ پر اے حجت خدا۔ سلام ہو آپ پر اے زمین کے اندھیروں میں چلنے والے اللہ کے نور۔ میں آپ کے حق کو پہچانتے ہوئے آپ کے دشمنوں کو اپنا دشمن اور آپ کے دوستوں کو اپنا دوست سمجھتے ہوئے آپ کی زیارت کو حاضر ہوا ہوں آپ اپنے رب کی بارگاہ میں میری شفاعت فرمادیں)۔

پھر اپنی جو حاجت ہو طلب کرو اس کے بعد ان ہی الفاظ میں حضرت ابو جعفر (امام محمد تقی علیہ السلام) کو بھی سلام کرو اور جب تم آنجناب علیہ السلام کی زیارت کا ارادہ کرو تو پہلے غسل کرو اور اپنے دو صاف ستھرے اور پاک کپڑے پہنو اور کہو۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ بْنِ عَلِیٍّ الْاِمَامِ التَّقِیِّ النَّقِیِّ الرَّضِیِّ الْمَرْضِیِّ وَحُجَّتِکَ عَلٰی مَنْ فَوْقَ الْاَرْضِ وَمَنْ تَحْتَ الثَّرٰی ، صَلَاةً کَثِیْرَةً نَامِیَةً زَاکِیَةً مُبَارَکَةً مُتَوَاصِلَةً مُتَوَاتِرَةً مُتَرَادِفَةً کَاَفْضَلِ مَا صَلَّیْتَ عَلٰی اَحَدٍ مِنْ اَوْلِیَائِکَ ، وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا وَلِیَّ اللّٰهِ ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا نُوْرَ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا حُجَّةَ اللّٰهِ ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا اِمَامَ الْمُتَّقِیْنَ ، وَوَارِثَ عِلْمِ النَّبِیِّیْنَ ، وَسُلَالَةَ الْوَصِیِّیْنَ ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا نُوْرَ اللّٰهِ فِیْ ظُلُمَاتِ الْاَرْضِ اَتَیْتُکَ زَائِرًا عَارِفًا بِحَقِّکَ ، مُعَادِیًا لِاَعْدَائِکَ ، مُوَالِیًا لِاَوْلِیَائِکَ ، فَاشْفَعْ لِیْ عِنْدَ رَبِّکَ (اے اللہ اپنی رحمتیں نازل فرما یا محمد بن علی امام تقی و پاکیزہ و راضی بہ رضا و پسندیدہ خدا پر جو تمام روئے زمین اور زیر زمین بسنے والوں کے لئے تیری حجت ہیں بہت زیادہ رحمت ایسی رحمت جو روز افزوں ہو، پاک ہو، مسلسل اور متواتر ہو پے در پے ہو اور اس سے بھی زیادہ افضل و بہتر رحمت جو تو اپنے اولیاء میں سے کسی ولی پر نازل فرماتا ہے۔ آپ پر سلام ہو اے اللہ کے ولی۔ آپ پر سلام ہو اے اللہ کے نور۔ آپ پر

سلام ہو اے اللہ کی حجت۔ آپ پر سلام ہو اے متقیوں کے امام، انبیاء کے علم کے وارث اور اوصیاء کی اولاد۔ آپ پر سلام ہو اے زمین کی تاریکیوں میں اللہ کے نور۔ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں۔ آپ کا زائر ہوں آپ کے حق کو پہچاننے والا ہوں آپ کے دشمنوں کا دشمن اور آپ کے دوستوں کا دوست ہوں۔ پس آپ اپنے پروردگار کی بارگاہ میں میری شفاعت فرمادیں۔) اس کے بعد اللہ سے اپنی حاجتیں طلب کرو۔

پھر اس قبہ میں کہ جس میں حضرت امام محمد بن علی (امام محمد تقی) علیہ السلام ہیں ان کے سرہانے قبر چار رکعت نماز دو سلام کے ساتھ پڑھو، دو رکعت حضرت امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام کی زیارت کے لئے اور دو رکعت حضرت امام محمد بن علی (امام محمد تقی) علیہ السلام کی زیارت کے لئے۔ امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام کے سرہانے نماز نہ پڑھنا اس لئے کہ اس طرح تمہارے سامنے قریش کی قبریں ہوں گی۔ اور نماز میں ان کی قبروں کو سامنے رکھنا جائز نہیں ہے ان شاء اللہ تعالیٰ۔

باب : طوس میں حضرت امام ابوالحسن علی ابن موسیٰ الرضا علیہ السلام کی قبر کی زیارت

(۳۲۲) جب تم طوس میں حضرت امام ابوالحسن علی ابن موسیٰ الرضا علیہ السلام کا ارادہ کرو تو گھر سے نکلنے سے پہلے غسل کرو اور غسل کرتے وقت یہ کہو:

اَللّٰهُمَّ طَهِّرْنِیْ، وَ طَهِّرْلِیْ قَلْبِیْ، وَ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ، وَ اَجْرِ عَلٰی لِسَانِیْ مِدْحَتَکَ، وَ الثَّنَاءَ عَلَیْکَ، فَاِنَّهُ لَاقُوَّةَ اِلَّا بِکَ، اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ لِیْ طَهُوْرًا وَ شِفَاءً [اے اللہ مجھے پاک کر اور میرے دل کو پاک کر اور میرے سینہ کو کشادہ کر اور میری زبان پر اپنی مدح و ثنا کو جاری رکھ اس لئے کہ بغیر تیری دی ہوئی قوت کے اور کوئی قوت نہیں ہے۔ اے اللہ اس غسل کو میرے لئے پاک کرنے والا اور شفا (بخش) قرار دے] اور جب گھر سے نکلو تو یہ کہو۔

بِسْمِ اللّٰهِ وَ بِاللّٰهِ وَ اِلَی اللّٰهِ وَ اِلَی ابْنِ رَسُوْلِ اللّٰهِ حَسْبِیَ اللّٰهُ، تَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰهِ، اَللّٰهُمَّ اِلَیْکَ تَوَجَّهْتُ، وَ اِلَیْکَ قَصَدْتُ، وَ مَا عِنْدَکَ اَرَدْتُ [اللہ کے نام سے اللہ کی مدد سے اللہ کی طرف اور رسول اللہ کے فرزند کی طرف (میں جارہا ہوں) میرے لئے کافی ہے میں نے اللہ پر بھروسہ کیا۔ اے اللہ میں نے تیری طرف رخ کیا اور تیری طرف کا قصد کیا اور جو کچھ تیرے پاس ہے اسی کا ارادہ کیا ہے] پھر گھر سے نکلو تو اپنے گھر کے دروازے پر کھڑے ہو جاؤ اور یہ کہو

اَللّٰهُمَّ اِلَیْکَ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ، وَ عَلَیْکَ خَلَّفْتُ اَهْلِیْ وَ مَالِیْ وَ مَا خَوَّلْتَنِیْ، وَ بِکَ وَ ثِقْتُ فَلَا تُخَیِّبْنِیْ، یَا مَنْ لَا یُخَیِّبُ مَنْ اَرَادَهُ، وَ لَا یُضَیِّعُ مَنْ حَفِظَهُ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ، وَ احْفَظْنِیْ بِحِفْظِکَ فَاِنَّهُ لَا یُضِیْعُ مَنْ

حَفَظْتَ (اے اللہ میں نے اپنا رخ تیری طرف کیا اور اپنے اہل و مال اور جو کچھ بھی تو نے مجھ کو عطا کیا ہے ان سب کو تجھ پر چھوڑا اور تجھ پر بھروسہ کیا اے وہ ذات کہ جو بھی اس پر بھروسہ کرے وہ اس کو مایوس نہیں کرتا۔ اور جس کی وہ حفاظت کرے وہ کبھی برباد نہیں ہوتا تو مجھے ناامید اور مایوس نہ کرنا اور محمدؐ اور آل محمدؐ پر اپنی رحمت نازل فرما اور مجھے اپنی حفاظت میں رکھ اس لئے کہ جس کی تو حفاظت کرے گا وہ کبھی تباہ نہیں ہوگا)

پھر جب سلامتی کے ساتھ وہاں پہنچ جاؤ تو غسل کرو اور غسل کرتے وقت یہ کہو:

اَللّٰهُمَّ طَهِّرْنِیْ ، وَ طَهِّرْلِیْ قَلْبِیْ وَ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ ، وَ اَجْرِ عَلٰی لِسَانِیْ مِدْحَتَکَ وَ مَحَبَّتَکَ وَ الثَّنَاءَ عَلَیْکَ ، فَاِنَّهُ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِکَ فَقَدْ عَلِمْتُ اَنَّ قِوَامَ دِیْنِیَ التَّسْلِیْمُ لِاَمْرِکَ ، وَ الْاِتِّبَاعُ لِسُنَّةِ نَبِیِّکَ ، وَ الشَّهَادَةُ عَلٰی جَمِیْعِ خَلْقِکَ ، اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ لِیْ شِفَاءً وَ نُوْرًا ، اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ (اے اللہ مجھے پاک کر اور میرے دل کو پاک کر اور میرے سینے کو کشادہ کر دے اور میری زبان پر اپنی مدحت و محبت و ثنا جاری کر اس لئے کہ بغیر تیرے عطا کئے ہوئے کسی کے پاس کوئی قوت نہیں ہے۔ اور مجھے اس کا بخوبی علم ہے کہ میرے دین کا قیام صرف تیرے حکم کو تسلیم کرنے اور تیری نبی کی سنت کی اتباع کرنے اور تیری تمام مخلوق کے سامنے اس کی گواہی دینے میں ہے اے اللہ تو اس غسل کو میرے لئے شفا و نور بنا دے بے شک تو ہر شے پر قادر ہے)۔

پھر اپنے پاک و صاف لباس پہنو۔ اور انتہائی سکون و وقار کے ساتھ تکبیر و تہلیل و تحمید کرتے ہوئے پا پیادہ چھوٹے چھوٹے قدم رکھتے ہوئے چلو اور جس وقت روضہ میں داخل ہو تو کہو:

بِسْمِ اللّٰهِ وَ بِاللّٰهِ وَ عَلٰی مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ اٰلِهٖ وَ سَلَّمَ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْکَ لَهٗ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ وَ اَنَّ عَلِیًّا وَلِیُّ اللّٰهِ (اللہ کے نام سے اللہ کی مدد سے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ملت پر قائم رہتے ہوئے میں گواہی دیتا ہوں کہ نہیں ہے کوئی اللہ سوائے اس اللہ کے وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں نیز گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں اور علیؑ اللہ کے ولی ہیں)۔

اور یونہی چلتے رہو یہاں تک کہ قبر مبارک کے پاس جا کر ٹھہر جاؤ اور اپنے چہرے کو آنحضرتؐ کے چہرہ مبارک کے سامنے رکھو اور قبلہ کو اپنے دونوں کاندھوں کے درمیان پھر یہ کہو:

اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْکَ لَهٗ ، وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ ، وَ اَنَّهٗ سَیِّدُ الْاَوَّلِیْنَ وَ الْاٰخِرِیْنَ ، وَ اَنَّهٗ سَیِّدُ الْاَنْبِیَاءِ وَ الْمُرْسَلِیْنَ ، اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِکَ وَ رَسُوْلِکَ وَ نَبِیِّکَ وَ سَیِّدِ خَلْقِکَ اَجْمَعِیْنَ ، صَلَاةً لَا یَقْوٰی عَلٰی اِحْصَائِهَا غَیْرُکَ ، اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ عَبْدِکَ وَ اَخِیْ رَسُوْلِکَ ، اَلَّذِی انْتَجَبْتَهٗ بِعِلْمِکَ وَ جَعَلْتَهٗ هَادِیًا لِمَنْ شِئْتَ مِنْ خَلْقِکَ ، وَ الدَّلِیْلَ عَلٰی مَنْ بَعَثْتَهٗ بِرِسَالَاتِکَ ،

وَ دَیَّانَ الدِّیْنِ بِعَدْلِکَ ، وَ فَصْلَ قَضَائِکَ بَیْنَ خَلْقِکَ ، وَ الْمُهَیْمِنَ عَلٰی ذٰلِکَ کُلِّهٖ ، وَ السَّلَامُ عَلَیْهِ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَکَاتُهٗ ، اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی فَاطِمَةَ بِنْتِ نَبِیِّکَ وَ زَوْجَةِ وَلِیِّکَ وَ اُمِّ السِّبْطَیْنِ الْحَسَنِ وَ الْحُسَیْنِ سَیِّدَیْ شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ ، اَلطُّهْرَةِ الطَّاهِرَةِ الْمُطَهَّرَةِ ، اَلتَّقِیَّةِ النَّقِیَّةِ الرَّضِیَّةِ الزَّکِیَّةِ ، سَیِّدَةِ نِسَاءِ اَهْلِ الْجَنَّةِ اَجْمَعِیْنَ صَلٰوةً لَا یَقْوٰی عَلٰی اِحْصَائِهَا غَیْرُکَ ، اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَی الْحَسَنِ وَ الْحُسَیْنِ سِبْطَیْ نَبِیِّکَ وَ سَیِّدَیْ شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ الْقَائِمَیْنِ فِیْ خَلْقِکَ وَ الدَّلِیْلَیْنِ عَلٰی مَنْ بَعَثْتَ بِرِسَالَاتِکَ وَ دَیَّانَیِ الدِّیْنِ بِعَدْلِکَ ، وَ فَصْلَیْ قَضَائِکَ بَیْنَ خَلْقِکَ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی عَلِیِّ بْنِ الْحُسَیْنِ عَبْدِکَ الْقَائِمِ فِیْ خَلْقِکَ وَ الدَّلِیْلِ عَلٰی مَنْ بَعَثْتَ بِرِسَالَاتِکَ وَ دَیَّانِ الدِّیْنِ بِعَدْلِکَ وَ فَصْلِ قَضَائِکَ بَیْنَ خَلْقِکَ ، سَیِّدِ الْعَابِدِیْنَ ، اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ بْنِ عَلِیٍّ عَبْدِکَ وَ خَلِیْفَتِکَ فِیْ اَرْضِکَ بَاقِرِ عِلْمِ النَّبِیِّیْنَ ، اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ الصَّادِقِ عَبْدِکَ وَ وَلِیِّ دِیْنِکَ ، وَ حُجَّتِکَ عَلٰی خَلْقِکَ اَجْمَعِیْنَ ، اَلصَّادِقِ الْبَارِّ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُوْسَی بْنِ جَعْفَرٍ عَبْدِکَ الصَّالِحِ ، وَ لِسَانِکَ فِیْ خَلْقِکَ ، اَلنَّاطِقِ بِحُکْمِکَ وَ الْحُجَّةِ عَلٰی بَرِیَّتِکَ ، اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی عَلِیِّ بْنِ مُوْسَی الرِّضَا الْمُرْتَضٰی ، عَبْدِکَ وَ وَلِیِّ دِیْنِکَ ، اَلْقَائِمِ بِعَدْلِکَ ، وَ الدَّاعِیْ اِلٰی دِیْنِکَ وَ دِیْنِ آبَائِهِ الصَّادِقِیْنَ ، صَلٰوةً لَا یَقْوٰی عَلٰی اِحْصَائِهَا غَیْرُکَ ، اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ بْنِ عَلِیٍّ عَبْدِکَ وَ وَلِیِّکَ ، اَلْقَائِمِ بِاَمْرِکَ ، وَ الدَّاعِیْ اِلٰی سَبِیْلِکَ ، اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی عَلِیِّ بْنِ مُحَمَّدٍ عَبْدِکَ وَ وَلِیِّ دِیْنِکَ ، اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَی الْحَسَنِ ابْنِ عَلِیٍّ الْعَامِلِ بِاَمْرِکَ ، اَلْقَائِمِ فِیْ خَلْقِکَ ، وَ حُجَّتِکَ الْمُؤَدِّیْ عَنْ نَبِیِّکَ ، وَ شَاهِدِکَ عَلٰی خَلْقِکَ ، اَلْمَخْصُوْصِ بِکَرَامَتِکَ ، اَلدَّاعِیْ اِلٰی طَاعَتِکَ وَ طَاعَةِ رَسُوْلِکَ ، صَلَوَاتُکَ عَلَیْهِمْ اَجْمَعِیْنَ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی حُجَّتِکَ وَ وَلِیِّکَ الْقَائِمِ فِیْ خَلْقِکَ صَلٰوةً تَامَّةً نَامِیَةً بَاقِیَةً تُعَجِّلُ بِهَا فَرَجَهٗ وَ تَنْصُرُهٗ بِهَا ، وَ تَجْعَلُنَا مَعَهٗ فِی الدُّنْیَا وَ الْآخِرَةِ ، اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَتَقَرَّبُ اِلَیْکَ بِحُبِّهِمْ وَ اُوَالِیْ وَلِیَّهُمْ وَ اُعَادِیْ عَدُوَّهُمْ ، فَارْزُقْنِیْ بِهِمْ خَیْرَ الدُّنْیَا وَ الْآخِرَةِ ، وَ اصْرِفْ عَنِّیْ بِهِمْ شَرَّ الدُّنْیَا وَ الْآخِرَةِ ، وَ اَهْوَالَ یَوْمِ الْقِیَامَةِ (میں گواہی دیتا ہوں کہ نہیں ہے کوئی اللہ سوائے اس اللہ کے وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں اور بے شک وہ تمام اولین و آخرین کے سردار اور انبیاء و مرسلین کے سید و سردار ہیں ۔ اے اللہ اپنے بندے اور اپنے رسول اور اپنے نبی اور اپنی تمام مخلوقات کے سردار محمدؐ پر درود بھیج اتنا درود کہ جسے سوائے تیرے کوئی دوسرا شمار نہ کرسکے اے اللہ تو درود بھیج اپنے بندے اور اپنے رسول کے بھائی امیرالمومنین حضرت علی ابن ابی طالب پر جن کو تو نے اپنے علم کے ساتھ منتخب فرمایا اور اپنی مخلوقات میں سے جس کے لئے چاہا اس کے لئے ہادی بنایا اور جن کو تو نے اپنی رسالتوں کے ساتھ مبعوث کیا انکی حقانیت کی دلیل بنایا ۔ اسے اپنے عدل کے ساتھ حاکم دین بنایا ۔ اپنی مخلوق کے درمیان اپنے تصفیوں کا فیصلہ کرنے والا بنایا اور ان سب پر ان کو محافظ بنایا ۔ ان پر سلام اور اللہ کی رحمت اور برکت ہو ۔

اے اللہ درود بھیج اپنے نبی کی دختر اور اپنے ولی کی زوجہ اور سردار جوانان اہل جنت نواسہ رسول امام حسنؑ و امام حسینؑ کی والدہ معظمہ طاہرہ و مطہرہ پاک و پاکیزہ صاحب تقویٰ صاف و پسندیدہ و صاحب ذکاوت اور تمام جہاں کی عورتوں کی سردار حضرت فاطمہ زہراؑ پر اتنا درود کہ جس کو سوائے تیرے کوئی اور شمار نہ کرسکے۔

اے اللہ تو اپنے نبی کے دونوں نواسوں امام حسنؑ اور امام حسینؑ پر درود بھیج کہ یہ دونوں سرداران جوانان اہل جنت ہیں، تیری مخلوقات میں قائم ہیں اور جن کو تونے اپنی رسالت کے ساتھ مبعوث کیا اس کی حقانیت کی دلیل ہیں یہ دونوں تیرے عدل کے ساتھ دین کے حاکم ہیں اور تیری مخلوقات کے درمیان تیری قضا کے مطابق فیصلہ کرنے والے ہیں۔

اے اللہ درود بھیج اپنے بندے علیؑ ابن الحسینؑ پر جو تیری مخلوقات میں قائم ہیں اور ان کی حقانیت کی دلیل ہیں جن کو تونے اپنی رسالت کے ساتھ مبعوث کیا اور تیرے عدل کے ساتھ دین کے حاکم ہیں اور تیری قضا و قدرت کے مطابق تیری مخلوقات کے درمیان فیصلہ کرنے والے ہیں اور سید العابدین ہیں۔

اے اللہ درود بھیج اپنے بندے محمدؑ بن علیؑ پر جو تیری زمین پر تیرے خلیفہ ہیں اور علوم انبیاء کو شگافتہ اور آشکار کرنے والے ہیں۔

اے اللہ درود بھیج اپنے بندے جعفر بن محمدؑ صادق پر جو تیرے دین کے والی اور تیری تمام مخلوقات پر تیری حجت ہیں سچ بولنے والے اور نیکی کرنے والے ہیں۔

اے اللہ درود بھیج اپنے عبد صالح موسیٰ بن جعفر پر جو تیری مخلوقات میں تیری زبان اور لوگوں کو تیرے احکامات بتاتے ہیں اور تیری مخلوق پر تیری حجت ہیں۔

اے اللہ درود بھیج اپنے بندے علیؑ بن موسیٰ الرضا المرتضیٰ پر جو تیرے دین کے والی اور تیرے عدل کے ساتھ قائم اور تیرے دین اور اپنے آبائے صادقین کے دین کی طرف لوگوں کو دعوت دینے والے ہیں اتنا زیادہ درود کہ جس کو سوائے تیرے کوئی اور شمار نہ کرسکے۔

اے اللہ درود بھیج اپنے بندے اور اپنے ولی محمدؑ بن علیؑ پر جو تیرے عدل کے ساتھ قائم ہیں اور تیرے راستے کی طرف دعوت دینے والے ہیں۔

اے اللہ درود بھیج اپنے بندے اور اپنے دین کے والی علیؑ بن محمدؑ پر۔

اے اللہ درود بھیج حسنؑ بن علیؑ پر جو تیرے حکم پر عمل کرتے ہیں۔ تیری مخلوق میں قائم ہیں تیری حجت ہیں تیرے نبی کی طرف سے ذمہ داریاں ادا کرنے والے ہیں اور تیری طرف سے تیری مخلوق پر شاہد اور تیرے کرم کے لئے مخصوص اور تیری اطاعت اور تیرے رسول کی اطاعت کی طرف دعوت دینے والے ہیں ان سب حضرات پر تیری رحمتیں نازل ہوں۔

اے اللہ درود بھیج اپنی حجت اور اپنے ولی پر جو تیری مخلوق میں قائم ہیں ایسا کامل اور تام درود جو بڑھنے والا اور باقی رہنے والا ہو اور ان کے ظہور میں تعجیل ہو اس سے ان کی نصرت ہو اور ہم لوگوں کو دنیا و آخرت میں ان کے ساتھ رکھ۔ اے اللہ میں تیرا تقرب چاہتا ہوں ان لوگوں سے اور ان کے دوستوں سے محبت کرکے اور ان کے دشمنوں سے دشمنی کرکے پس ان لوگوں کے صدقہ میں مجھے دنیا و آخرت کی بہتری عطا فرما۔ اور ان لوگوں کے صدقے میں مجھ کو دنیا و آخرت کے شر سے اور قیامت کی ہولناکیوں سے محفوظ رکھ۔)

پھر آنجناب کے سر اقدس کے پاس بیٹھ جاؤ اور کہو۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا وَلِیَّ اللّٰہِ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا حُجَّةَ اللّٰہِ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا نُوْرَ اللّٰہِ فِیْ ظُلُمَاتِ الْاَرْضِ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا عَمُوْدَ الدِّیْنِ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا وَارِثَ آدَمَ صِفْوَةِ اللّٰہِ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا وَارِثَ نُوْحٍ نَبِیِّ اللّٰہِ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا وَارِثَ اِبْرَاہِیْمَ خَلِیْلِ اللّٰہِ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا وَارِثَ اِسْمَاعِیْلَ ذَبِیْحِ اللّٰہِ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا وَارِثَ مُوْسٰی کَلِیْمِ اللّٰہِ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا وَارِثَ عِیْسٰی رُوْحِ اللّٰہِ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا وَارِثَ مُحَمَّدٍ رَسُوْلِ اللّٰہِ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا وَارِثَ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلِیٍّ وَلِیِّ اللّٰہِ وَوَصِیِّ رَسُوْلِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا وَارِثَ فَاطِمَةَ الزَّہْرَاءِ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا وَارِثَ الْحَسَنِ وَالْحُسَیْنِ سَیِّدَیْ شَبَابِ اَہْلِ الْجَنَّةِ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا وَارِثَ عَلِیِّ بْنِ الْحُسَیْنِ سَیِّدِ الْعَابِدِیْنَ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا وَارِثَ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِیٍّ بَاقِرِ عِلْمِ الْاَوَّلِیْنَ وَالْآخِرِیْنَ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا وَارِثَ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ الصَّادِقِ الْبَارِّ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا وَارِثَ مُوْسٰی بْنِ جَعْفَرٍ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّہَا الصِّدِّیْقُ الشَّہِیْدُ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّہَا الْوَصِیُّ الْبَارُّ التَّقِیُّ، اَشْہَدُ اَنَّکَ قَدْ اَقَمْتَ الصَّلٰوةَ، وَآتَیْتَ الزَّکٰوةَ، وَاَمَرْتَ بِالْمَعْرُوْفِ، وَنَہَیْتَ عَنِ الْمُنْکَرِ وَعَبَدْتَ اللّٰہَ مُخْلِصًا حَتّٰی اَتَاکَ الْیَقِیْنُ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا اَبَا الْحَسَنِ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ اِنَّہٗ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔

[آپ پر سلام اے اللہ کے ولی، آپ پر سلام اے اللہ کی حجت، آپ پر سلام اے زمین کے اندھیروں میں اللہ کے نور، آپ پر سلام اے دین کے ستون، آپ پر سلام اے حضرت آدمؑ صفی اللہ کے وارث، آپ پر سلام اے حضرت نوحؑ نبی اللہ کے وارث، آپ پر سلام اے حضرت ابراہیمؑ خلیل اللہ کے وارث، آپ پر سلام اے حضرت اسماعیلؑ ذبیح اللہ کے وارث، آپ پر سلام اے حضرت موسیٰؑ کلیم اللہ کے وارث، آپ پر سلام اے حضرت عیسیٰؑ روح اللہ کے وارث، آپ پر سلام اے حضرت محمدؐ رسول اللہ کے وارث، آپ پر سلام اے حضرت امیرالمومنینؑ ولی خدا اور رسول رب العالمین کے وصی کے وارث، آپ پر سلام اے حضرت فاطمۃ الزہراؑ کے وارث، آپ پر سلام اے حضرت حسنؑ و حضرت حسینؑ سرداران جوانان اہل جنت کے وارث، آپ پر سلام ہو اے علیؑ ابن الحسینؑ سید العابدین کے وارث، آپ پر سلام ہو اے حضرت محمد بن علی باقر (شگافتہ کرنے والے) علوم اولین و آخرین کے وارث، آپ پر سلام اے حضرت جعفر ابن محمدؑ صادقؑ نیکی کرنے والے کے وارث، آپ پر سلام اے حضرت موسیٰ بن جعفرؑ کے وارث آپ پر سلام ہو اے صدیق شہید، آپ پر سلام ہو اے وصی نیکوکار و

صاحب تقویٰ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ نے نماز قائم کی زکوۃ ادا کی نیکی کا حکم دیا اور برائی سے منع فرمایا اور پورے خلوص سے اللہ کی عبادت کرتے رہے یہاں تک کہ آپ کو موت آگئی آپ پر سلام ہو اے ابو الحسنؑ اور اللہ کی رحمت و برکت ہو بیشک وہ (اللہ) لائق حمد و صاحب بزرگی ہے۔]

پھر ذرا قبر پر جھکو اور کہو:

اَللّٰهُمَّ اِلَيْكَ صَمَدْتُ مِنْ اَرْضِیْ، وَ قَطَعْتُ الْبِلَادَ رَجَاءَ رَحْمَتِكَ فَلَا تُخَيِّبْنِیْ وَلَا تَرُدَّنِیْ بِغَيْرِ قَضَاءِ حَوَائِجِیْ، وَ ارْحَمْ تَقَلُّبِیْ عَلٰی قَبْرِ ابْنِ اَخِیْ رَسُوْلِكَ صَلَوَاتُكَ عَلَيْهِ وَ آلِهٖ، بِاَبِیْ اَنْتَ وَ اُمِّیْ اَتَيْتُكَ زَائِرًا وَ افِدًا عَائِذًا مِمَّا جَنَيْتُ عَلٰی نَفْسِیْ، وَ احْتَطَبْتُ عَلٰی ظَهْرِیْ، فَكُنْ لِیْ شَافِعًا اِلَی اللّٰهِ يَوْمَ فَقْرِیْ وَ فَاقَتِیْ، فَلَكَ عِنْدَ اللّٰهِ مَقَامٌ مَحْمُوْدٌ وَ اَنْتَ (عِنْدَهٗ) وَجِيْهٌ [اے اللہ میں اپنی سرزمین سے تیری طرف آیا ہوں بہت سے ملکوں کو پار کرتے ہوئے پس بغیر میری حاجتیں پوری کئے ہوئے مجھے ناامید و محروم واپس نہ کر۔ اپنے رسول صلوات اللہ علیہ وآلہ کے بھائی کے فرزند کی قبر پر میرے اس رخسار رکھنے پر رحم کر۔ مولا میرے ماں باپ آپ پر قربان میں آپ کے پاس آپ کا زائر بن کر اور جو کچھ گناہ مجھ سے سرزد ہوئے ہیں اس کی گٹھریاں اپنی پشت پر لادے ہوئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں، پس میرے فقر و فاقہ کے دن (بروز قیامت) اللہ کی بارگاہ میں میری شفاعت فرمائیں۔ اس لئے کہ اللہ کی بارگاہ میں آپ کو ایک لائق ستائش مقام حاصل ہے اور آپ اس کی بارگاہ میں صاحب وجاہت ہیں۔]

پھر اپنا داہنا ہاتھ بلند کرو اور بایاں ہاتھ قبر پر پھیلاؤ اور یہ کہو:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَتَقَرَّبُ اِلَيْكَ بِحُبِّهِمْ وَ بِوَلَايَتِهِمْ، اَتَوَلّٰی آخِرَهُمْ بِمَا تَوَلَّيْتُ بِهٖ اَوَّلَهُمْ، وَ اَبْرَاُ مِنْ كُلِّ وَلِيْجَةٍ دُوْنَهُمْ، اَللّٰهُمَّ الْعَنِ الَّذِيْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَتَكَ، وَ اتَّهَمُوْا نَبِيَّكَ، وَ جَحَدُوْا بِآيَاتِكَ، وَ سَخِرُوْا بِاِمَامِكَ، وَ حَمَلُوا النَّاسَ عَلٰی اَكْتَافِ آلِ مُحَمَّدٍ، اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَتَقَرَّبُ اِلَيْكَ بِاللَّعْنَةِ عَلَيْهِمْ وَ الْبَرَاءَةِ مِنْهُمْ فِی الدُّنْيَا وَ الْآخِرَةِ يَا رَحْمٰنُ۔

(اے اللہ میں ان حضرات علیہم السلام کی محبت اور ولایت و دوستی کے وسیلہ سے تیرا تقرب چاہتا ہوں میں ان کے آخر سے ویسا ہی تولّا رکھتا ہوں جس طرح ان کے پہلے سے تولّا رکھتا ہوں اور ان حضرات کے علاوہ ہر دوست سے اپنی برائت کا اظہار کرتا ہوں۔ اے اللہ تو لعنت کر ان لوگوں پر جنہوں نے تیری نعمت کو بدل دیا۔ تیرے نبی پر اتہام لگایا تیری آیات سے انکار کیا اور تیرے امام کا مذاق اڑایا اور اغیار کو آل محمدؐ کے کاندھوں پر بٹھادیا۔ اے اللہ میں ان لوگوں پر لعنت کرکے اور ان لوگوں سے برائت کا اظہار کرکے دنیا و آخرت میں تیرا تقرب چاہتا ہوں اے رحمٰن)

پھر آنجناب کے پائے اقدس کی طرف آؤ اور یہ کہو:

صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْكَ يَا اَبَا الْحَسَنِ، صَلَّی اللّٰهُ عَلٰی رُوْحِكَ وَ بَدَنِكَ، صَبَرْتَ وَ اَنْتَ الصَّادِقُ الْمُصَدَّقُ، قَتَلَ اللّٰهُ مَنْ قَتَلَكَ بِالْاَيْدِیْ وَ الْاَلْسُنِ [اے ابو الحسنؑ آپ پر اللہ کی رحمت ہو آپ کی روح اور آپ کے بدن پر اللہ کی رحمت ہو

آپ نے واقعاً صبر کیا آپ سچے اور تصدیق شدہ (امام) تھے اللہ لعنت کرے ان لوگوں پر جنھوں نے اپنے ہاتھوں اور اپنی زبانوں سے آپ کو قتل کیا]

پھر قاتلِ امیر المومنین اور امام حسن و امام حسین علیہما السلام کے قاتلوں پر تیز اہل بیتِ رسول کے تمام قاتلوں پر لعنت کے لئے اللہ تعالیٰ سے گڑگڑا کر دعا کرو پھر آنجنابؑ کے سرِ اقدس کے پاس پیچھے سے واپس آؤ اور دو رکعت نماز پڑھو پہلی رکعت میں الحمد کے بعد سورہ یٰس اور دوسری رکعت میں الحمد کے بعد سورہ رحمٰن ۔ اور دعا اور تضرع میں پوری کوشش کرو ۔ اپنے لئے اپنے والدین کے لئے اپنے تمام بھائیوں کے لئے بہت بہت دعا مانگو ۔ اور آنجنابؑ کے سرِ اقدس کے پاس کھڑے ہو اور تمہاری نماز آنجنابؑ کی قبر کے پاس ہونی چاہیئے ۔

الوداع

اور جب اپنے مولا و آقا سے رخصت ہونے کا ارادہ کرو تو یہ کہو:

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا مَوْلَایَ وَ ابْنَ مَوْلَایَ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَکَاتُهُ أَنْتَ لَنَا جُنَّةٌ مِنَ الْعَذَابِ وَ هٰذَا أَوَانُ انْصِرَافِنَا عَنْکَ، غَیْرَ رَاغِبٍ عَنْکَ، وَ لَا مُسْتَبْدِلٍ بِکَ، وَ لَا مُؤْثِرٍ عَلَیْکَ، وَ لَا زَاهِدٍ فِی قُرْبِکَ، وَ قَدْ جُدْتُ بِنَفْسِی لِلْحَدَثَانِ، وَ تَرَکْتُ الْأَهْلَ وَ الْأَوْطَانَ وَ الْأَوْلَادَ، فَکُنْ لِی شَافِعاً یَوْمَ حَاجَتِی وَ فَقْرِی وَ فَاقَتِی، یَوْمَ لَا یُغْنِی عَنِّی حَمِیمِی وَ لَا قَرِیبِی، یَوْمَ لَا یُغْنِی عَنِّی وَالِدَیَّ، أَسْأَلُ اللّٰهَ الَّذِی قَدَّرَ رَحِیلِی إِلَیْکَ أَنْ یُنَفِّسَ بِکَ کُرْبَتِی، وَ أَسْأَلُ اللّٰهَ الَّذِی قَدَّرَ عَلَیَّ فِرَاقَ مَکَانِکَ أَنْ لَا یَجْعَلَهُ آخِرَ الْعَهْدِ مِنْ رُجُوعِی، وَ أَسْأَلُ اللّٰهَ الَّذِی أَبْکَی عَلَیْکَ عَیْنِی أَنْ یَجْعَلَهُ لِی سَبَباً وَ ذُخْراً، وَ أَسْأَلُ اللّٰهَ الَّذِی أَرَانِی مَکَانَکَ وَ هَدَانِی لِلتَّسْلِیمِ عَلَیْکَ وَ زِیَارَتِی إِیَّاکَ أَنْ یُورِدَنِی حَوْضَکُمْ، وَ یَرْزُقَنِی مُرَافَقَتَکُمْ فِی الْجِنَانِ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا صِفْوَةَ اللّٰهِ (اَلسَّلَامُ عَلَی مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ خَاتَمِ النَّبِیِّینَ) اَلسَّلَامُ عَلَی أَمِیرِ الْمُؤْمِنِینَ وَ وَصِیِّ رَسُولِ رَبِّ الْعَالَمِینَ، وَ قَائِدِ الْغُرِّ الْمُحَجَّلِینَ، اَلسَّلَامُ عَلَی الْحَسَنِ وَ الْحُسَیْنِ سَیِّدَیْ شَبَابِ أَهْلِ الْجَنَّةِ، اَلسَّلَامُ عَلَی الْأَئِمَّةِ - (تمام ائمہ علیہم السلام کے اسم ہائے گرامی دہراؤ) وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَکَاتُهُ اَلسَّلَامُ عَلَی مَلَائِکَةِ اللّٰهِ الْحَافِّینَ اَلسَّلَامُ عَلَی مَلَائِکَةِ اللّٰهِ الْمُقِیمِینَ الْمُسَبِّحِینَ الَّذِینَ هُمْ بِأَمْرِهِ یَعْمَلُونَ، اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَ عَلَی عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِینَ - اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْهُ آخِرَ الْعَهْدِ مِنْ زِیَارَتِی إِیَّاهُ، فَإِنْ جَعَلْتَهُ فَاحْشُرْنِی مَعَهُ وَ مَعَ آبَائِهِ الْمَاضِینَ، وَ إِنْ أَبْقَیْتَنِی یَا رَبِّ فَارْزُقْنِی زِیَارَتَهُ أَبَداً مَا أَبْقَیْتَنِی إِنَّکَ عَلَی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیرٌ (سلام ہو آپ پر اے میرے مولا اور میرے مولا کے فرزند اور اللہ کی رحمت اور برکت ہو آپ پر ۔ آپ تو ہمارے لئے عذاب سے بچانے کے لئے سپر ہیں ۔ اب یہ وقت آپ کی بارگاہ سے ہم لوگوں کی واپسی کا ہے مگر اس لئے نہیں کہ ہمیں آپ سے کوئی رغبت اور دلچسپی نہیں رہی اور نہ اس لئے کہ ہمیں آپ کے بدلے کسی اور سے رغبت ہے اور نہ اس لئے کہ ہم آپ پر کسی دوسرے کو ترجیح دیتے ہیں اور

نہ اس لئے کہ ہمیں آپ کے قرب سے پرہیز ہے بلکہ میں تو اپنی جان حادثات کے حوالے کرکے اور گھر بار اور اولاد کو چھوڑ کر یہاں آیا ہوں ۔ لہذا آپ اس دن میری شفاعت کرنے والے بن جائیں جو دن میری حاجتمندی اور فقرو فاقہ کا ہو کہ جس دن نہ کوئی دوست مجھے فائدہ پہنچا سکتا ہے نہ کوئی قریبی رشتہ دار اور نہ میرے والدین مجھے فائدہ پہنچا سکتے ہیں ۔ میں اس اللہ سے درخواست کرتا ہوں کہ جس نے آپ کی بارگاہ میں میرے لئے آنا مقدر کیا کہ وہ آپ کے صدقہ میں میرے تمام دکھ درد دور کردے ۔ اور اس اللہ سے کہ جس نے آپ کی بارگاہ سے میری یہ جدائی مقدر کی ہے یہ گذارش ہے کہ وہ میرے لئے آپ کی بارگاہ میں آنے کا یہ آخری موقع قرار نہ دے اور اس اللہ سے التجا ہے جس نے میری آنکھوں کو آپ کے لئے رلایا ہے کہ وہ اسی رونے کو میرے لئے ذریعہ اور ذخیرہ آخرت قرار دے اور اس اللہ سے دعا ہے جس نے مجھے آپ کا روضہ دکھایا اور مجھے آپ کو سلام کرنے کا موقع دیا اور آپ کی زیارت کرائی کہ وہ مجھے آپ لوگوں کے حوض پر پہنچائے اور جنت میں آپ لوگوں کی رفاقت و ہمسائگی عطا فرمائے ۔

سلام ہو آپ پر اے اللہ کے برگزیدہ (سلام ہو آپ پر اے محمدؐ بن عبداللہ خاتم النبیین)۔ سلام ہو آپ پر اے امیر المومنین و وصیِ رسول رب العالمین و قائد الغر المحجلین ۔ سلام ہو امام حسنؑ و امام حسینؑ سرداران جوانان اہل جنت پر اور سلام ہو ائمہ طاہرین پر (تمام ائمہ علیہم السلام کے اسم ہائے گرامی دہراؤ) اور اللہ کی رحمت اور برکت ہو ۔ سلام ہو اللہ کے ان ملائکہ پر جو آپ کے روضہ کو گھیرے ہوئے ہیں ۔ سلام ہو اللہ کے ان ملائکہ پر جو اس میں مقیم ہیں، سلام ہو اللہ کے ان ملائکہ پر جو تسبیح الٰہی میں مشغول ہیں اور اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل کرتے ہیں ۔ ہم لوگوں پر سلام اور اللہ کے صالح بندوں پر بھی سلام ۔ اے اللہ تو آنجنابؑ کی زیارت کو میرے لئے آخری موقع نہ قرار دے اور اگر اس کو آخری موقع قرار دے تو پھر میرا حشر ان کے ساتھ اور ان کے گذشتہ آبائے کرام کے ساتھ کر ۔ اور اگر تو مجھ کو دنیا میں باقی رکھتا ہے تو اے پروردگار جب تک میں باقی رہوں آنجناب علیہ السلام کی زیارت کا شرف مجھے عطا کرتا رہ ۔ بیشک تو ہر شے پر قادر ہے)

پھر یہ کہو:

أَسْتَوْدِعُكَ اللّٰهَ وَ أَسْتَرْعِيكَ وَ أَقْرَأُ عَلَيْكَ السَّلَامَ آمَنَّا بِاللّٰهِ وَ بِمَا دَعَوْتَ إِلَيْهِ، اَللّٰهُمَّ فَاكْتُبْنَا مَعَ الشَّاهِدِينَ اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِي حُبَّهُمْ وَ مَوَدَّتَهُمْ أَبَداً (مَا أَبْقَيْتَنِي اَلسَّلَامُ عَلَى مَلَائِكَةِ اللّٰهِ وَ زُوَّارِ قَبْرِ ابْنِ نَبِيِّ اللّٰهِ، اَلسَّلَامُ مِنِّي أَبَداً) مَا بَقِيتُ وَ دَائِماً إِذَا فَنِيتُ، اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَ عَلَى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِينَ [مولا اب میں آپ کو اللہ کے سپرد کرتا ہوں اور اس کی نگہبانی میں دیتا ہوں اور آپ کو سلام کرتا ہوں ۔ میں اللہ پر ایمان لایا اور اس پر جس کی دعوت آپ نے مجھے دی ۔ اے اللہ تو ہم لوگوں کا نام گواہوں کی فہرست میں لکھ دے ۔ اے اللہ ہم لوگوں کو ان حضرات کی محبت اور مودت تا ابد عطا فرما (میرا سلام جب تک تجھے ہمیں رکھنا ہے ۔ اللہ کے ملائکہ اور پیغمبر خدا کے فرزند کی قبر کے زائرین پر، میرا تا ابد سلام) جب تک میں دنیا میں باقی رہوں اور جب فنا ہو جاؤں تو دائماً سلام ۔ اور ہم لوگوں پر بھی سلام اور اللہ کے صالح

بندوں پر بھی ۔)

اور جب تم قبہ سے نکلو تو اس کی طرف پشت نہ کرو اور جب تک وہ نظروں سے غائب نہ ہو اس کی طرف اپنا چہرہ رکھو۔

سر من رای (سامرہ) میں حضرت امام ابو الحسن علی بن محمد (امام علی نقی علیہ السلام) اور حضرت امام ابو محمد حسن بن علی (امام حسن عسکری علیہ السلام) کی زیارت

(۳۲۱۱) جب تم ان امامین علیہما اسلام کی قبروں کی زیارت کا ارادہ کرو تو غسل کر کے صاف ستھرے ہو جاؤ اپنے پاک لباس پہنو۔ پھر جب تم ان دونوں حضرات کی قبروں تک پہنچ جاؤ تو ٹھیک ورنہ اس دروازے کے پاس جو سر راہ ہے یہ کہو

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمَا یَا وَلِیَّیِ اللّٰہِ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمَا یَا حُجَّتَیِ اللّٰہِ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمَا یَا نُورَیِ اللّٰہِ فِی ظُلُمَاتِ الْاَرْضِ اَتَیْتُکُمَا عَارِفًا بِحَقِّکُمَا، مُعَادِیًا لِاَعْدَائِکُمَا، مُوَالِیًا لِاَوْلِیَائِکُمَا، مُؤْمِنًا بِمَا آمَنْتُمَا بِہٖ، کَافِرًا بِمَا کَفَرْتُمَا بِہٖ، مُحَقِّقًا لِمَا حَقَّقْتُمَا، مُبْطِلًا لِمَا اَبْطَلْتُمَا، اَسْاَلُ اللّٰہَ رَبِّیْ وَ رَبَّکُمَا اَنْ یَجْعَلَ حَظِّیْ مِنْ زِیَارَتِیْ اِیَّاکُمَا الصَّلَاۃَ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ آلِہٖ، وَ اَنْ یَرْزُقَنِیْ مُرَافَقَتَکُمَا فِی الْجِنَانِ مَعَ آبَائِکُمَا الصَّالِحِیْنَ، وَ اَسْاَلُہٗ اَنْ یُعْتِقَ رَقَبَتِیْ مِنَ النَّارِ، وَ اَنْ یَرْزُقَنِیْ شَفَاعَتَکُمَا وَ مُصَاحَبَتَکُمَا، وَ لَا یُفَرِّقَ بَیْنِیْ وَ بَیْنَکُمَا وَ لَا یَسْلُبَنِیْ حُبَّکُمَا وَ حُبَّ آبَائِکُمَا الصَّالِحِیْنَ، وَ اَنْ لَا یَجْعَلَہٗ آخِرَ الْعَہْدِ مِنْ زِیَارَتِکُمَا وَ اَنْ یَجْعَلَ مَحْشَرِیْ مَعَکُمَا فِی الْجَنَّۃِ بِرَحْمَتِہٖ، اَللّٰہُمَّ ارْزُقْنِیْ حُبَّہُمَا وَ تَوَفَّنِیْ عَلٰی مِلَّتِہِمَا، اَللّٰہُمَّ الْعَنْ ظَالِمِیْ آلِ مُحَمَّدٍ حَقَّہُمْ، وَ انْتَقِمْ مِنْہُمْ، اَللّٰہُمَّ الْعَنِ الْاَوَّلِیْنَ مِنْہُمْ وَ الْآخِرِیْنَ، وَ ضَاعِفْ عَلَیْہِمُ الْعَذَابَ الْاَلِیْمَ، وَ ابْلُغْ بِہِمْ وَ بِاَشْیَاعِہِمْ وَ مُحِبِّیْہِمْ وَ شِیْعَتِہِمْ، اَسْفَلَ دَرْکٍ مِنَ الْجَحِیْمِ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ، اَللّٰہُمَّ عَجِّلْ فَرَجَ وَلِیِّکَ وَ ابْنِ وَلِیِّکَ وَ اجْعَلْ فَرَجَنَا مَعَ فَرَجِہٖ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ۔

(اے اللہ کے اولیا، آپ دونوں پر سلام اے اللہ کی حجتوں آپ دونوں پر سلام اے زمین کی تاریکیوں میں اللہ کے چمکنے والے نور آپ دونوں پر سلام میں آپ دونوں کی بارگاہ میں حاضر ہوا ہوں آپ دونوں کے حق کو پہچانتے ہوئے، آپ دونوں کے دشمنوں کو اپنا دشمن اور آپ دونوں کے دوستوں کو اپنا دوست سمجھتے ہوئے اور ان باتوں پر ایمان رکھتے ہوئے جن پر آپ دونوں کا ایمان ہے اور ان تمام چیزوں سے انکار کرتے ہوئے جن سے آپ دونوں کو انکار ہے، اس کو حق سمجھتے ہوئے جن کو آپ دونوں حق سمجھتے ہیں اور اس کو باطل سمجھتے ہوئے جس کو آپ دونوں باطل سمجھتے ہیں۔ میں اپنے پروردگار اور آپ دونوں کے پروردگار اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ آپ دونوں حضرات کی زیارت کو میرا نصیب قرار دے، درود محمد و آل محمد پر۔ اور جنت میں آپ دونوں کے ساتھ آپ دونوں کے آبائے صالحین کا رفیق بنا دے اور اس سے یہ بھی دعا ہے کہ وہ میری گردن کو جہنم سے آزاد کردے اور آپ دونوں کی شفاعت اور مصاحبت عطا فرمائے اور میرے اور آپ دونوں کے

درمیان جدائی نہ ڈالے۔ اور آپ دونوں کی اور آپ دونوں کے آبائے صالحین کی محبت مجھ سے سلب نہ کرے اور آپ دونوں کی میری اس زیارت کو میرے لئے آخری زیارت نہ قرار دے اور اپنی مہربانی سے جنت میں میرا حشر آپ دونوں کے ساتھ ہو۔

پروردگار مجھے ان دونوں سے محبت کرنے کی توفیق دے اور ان ہی دونوں کی ملت پر میرا دم نکلے۔ اے اللہ تو آل محمدؐ کے حق کو غصب کرنے والوں پر لعنت کر ان ظالموں سے آل محمدؐ کا انتقام لے۔ اے اللہ ان ظالموں میں سے اولین پر اور ان میں سے آخرین پر لعنت کر اور ان لوگوں پر دردناک عذاب کو کئی گنا بڑھا دے۔ اور انہیں اور ان کے متبعین، ان کے محبین اور ان کے دوستداروں کو جہنم کے بالکل آخری طبقہ میں بھیج دے بیشک تو ہر شے پر قادر ہے۔
اے اللہ اپنے ولی اور اپنے ولی کے فرزند کی کشادگی میں تعجیل فرما اور آنجناب کی کشادگی کے ساتھ ہم لوگوں کو بھی کشادگی عطا فرما اے تمام رحم کرنے والوں میں سب سے زیادہ رحم کرنے والے)
اور اپنے لئے اور اپنے والدین کے لئے دعا کرنے میں پوری کوشش کرو۔ اور ان امامین علیہما السلام کے پاس ہر ایک کی زیارت کی دو دو رکعت نماز پڑھو پھر جو چاہو دعا مانگو بے شک اللہ تعالیٰ قریب اور اجابت دعا کرنے والا ہے۔

تمام ائمہ طاہرین علیہم السلام کی زیارت کے وقت کم از کم کتنا کہہ لینا کافی ہے

(۳۲۱۴) علی بن حسّان سے روایت کی گئی ہے اس کا بیان ہے کہ حضرت امام رضا علیہ السلام سے حضرت امام ابوالحسن موسیٰ علیہ السلام کی قبر کی زیارت کے لئے آنے کو دریافت کیا گیا (کہ وہاں کیا عمل انجام دیا جائے) تو آپؑ نے فرمایا کہ تم لوگ اس کے گرد جو نماز کی جگہیں اور مسجدیں ہیں ان میں نماز پڑھو اور ائمہ طاہرین علیہم السلام کی قبروں کی زیارت کے لئے تمہارا یہ کہنا کافی ہے۔

اَلسَّلَامُ عَلٰی اَوْلِیَاءِ اللّٰهِ وَ اَصْفِیَائِهٖ، اَلسَّلَامُ عَلٰی اُمَنَاءِ اللّٰهِ وَ اَحِبَّائِهٖ، اَلسَّلَامُ عَلٰی اَنْصَارِ اللّٰهِ وَ خُلَفَائِهٖ، اَلسَّلَامُ عَلٰی مَحَالِّ مَعْرِفَةِ اللّٰهِ، اَلسَّلَامُ عَلٰی مَسَاكِنِ ذِكْرِ اللّٰهِ، اَلسَّلَامُ عَلٰی مُظْهِرِیْ اَمْرِ اللّٰهِ وَ نَهْیِهٖ، اَلسَّلَامُ عَلَی الدُّعَاةِ اِلَی اللّٰهِ، اَلسَّلَامُ عَلَی الْمُسْتَقِرِّیْنَ فِیْ مَرْضَاتِ اللّٰهِ، اَلسَّلَامُ عَلَی الْمُخْلَصِیْنَ فِیْ طَاعَةِ اللّٰهِ، اَلسَّلَامُ عَلَی الْاَدِلَّاءِ عَلَی اللّٰهِ، اَلسَّلَامُ عَلَی الَّذِیْنَ مَنْ وَالَاهُمْ فَقَدْ وَالَی اللّٰهَ، وَ مَنْ عَادَاهُمْ فَقَدْ عَادَی اللّٰهَ، وَ مَنْ عَرَفَهُمْ فَقَدْ عَرَفَ اللّٰهَ، وَ مَنْ جَهِلَهُمْ فَقَدْ جَهِلَ اللّٰهَ، وَ مَنِ اعْتَصَمَ بِهِمْ فَقَدِ اعْتَصَمَ بِاللّٰهِ، وَ مَنْ تَخَلّٰی مِنْهُمْ فَقَدْ تَخَلّٰی مِنَ اللّٰهِ عَزَّ وَ جَلَّ، وَ اُشْهِدُ اللّٰهَ اَنِّیْ سِلْمٌ لِمَنْ سَالَمْتُمْ، وَ حَرْبٌ لِمَنْ حَارَبْتُمْ، مُؤْمِنٌ بِسِرِّكُمْ وَ عَلَانِیَتِكُمْ، مُفَوِّضٌ فِیْ ذٰلِكَ كُلِّهٖ اِلَیْكُمْ، لَعَنَ اللّٰهُ عَدُوَّ آلِ مُحَمَّدٍ مِنَ الْجِنِّ وَ الْاِنْسِ، وَ اَبْرَاُ اِلَی اللّٰهِ مِنْهُمْ وَ صَلَّی اللّٰهُ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ (اللہ کے اولیاء اور اس کے منتخب بندوں پر سلام۔ اللہ تعالیٰ کے امانت داروں اور اس سے محبت کرنے والوں پر

سلام ۔ اللہ کی نصرت کرنے والوں اور اس کے خلفا۔ پر سلام اللہ تعالیٰ کی معرفت کی جگہوں پر سلام ۔ اللہ تعالیٰ کے ذکر کے مقامات پر سلام ۔ ان لوگوں پر سلام جن سے اللہ تعالیٰ کے امر و نہی کا ظہور ہوتا ہے ۔ اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دینے والوں پر سلام ۔ ان لوگوں پر سلام جو اللہ کی مرضی پر قائم رہنے والے ہیں ۔ اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں مخلص رہنے والوں پر سلام ۔ ان لوگوں پر سلام جو اللہ (کی ذات و صفات) پر دلیل ہیں، ان لوگوں پر سلام کہ جس نے ان لوگوں سے دوستی رکھی اس نے اللہ سے دوستی رکھی، اور جس نے ان لوگوں سے دشمنی رکھی اس نے اللہ سے دشمنی رکھی ۔ جس نے ان لوگوں کو پہچانا اس نے اللہ کو پہچانا جو ان لوگوں سے لاعلم اور جاہل ہوا وہ اللہ سے لاعلم و جاہل ہوا ۔ جو ان لوگوں سے وابستہ ہوا وہ اللہ سے وابستہ ہوا ۔ جس نے ان لوگوں کو چھوڑا اس نے اللہ کو چھوڑا، میں اللہ تعالیٰ کو گواہ کرکے کہتا ہوں کہ میری صلح اس سے ہے جس نے آپ لوگوں سے صلح رکھی اور میری جنگ اس سے ہے جس نے آپ لوگوں سے جنگ کی، میں آپ لوگوں کے ہر پوشیدہ اور ظاہر پر ایمان رکھتا ہوں اور یہ تمام معاملات آپ لوگوں کے سپرد کرتا ہوں، جن و انس میں سے جو لوگ آل محمدؐ کے دشمن ہیں ان پر اللہ کی لعنت میں ان لوگوں سے براءت کا اظہار کرتا ہوں، اللہ اپنی رحمتیں نازل فرمائے محمدؐ پر اور آل محمدؐ پر ۔)

اور یہ تمام ائمہ طاہرین علیہم السلام کی زیارتوں کے لئے کافی ہے اور بہت زیادہ درود بھیجو محمدؐ اور ان کی آل پر ائمہ میں سے ایک ایک کا نام لیکر اور ان کے دشمنوں سے براءت کا اظہار کرو ۔ اور اپنے لئے اور مومنین اور مومنات کے لئے جو چاہو دعا مانگو تمہیں اختیار ہے ۔

زیارت جامعہ تمام ائمہ طاہرین علیہم السلام کیلئے

(۳۲۱۳) محمد بن اسماعیل برمکی نے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ مجھ سے موسیٰ بن عبداللہ نخعی نے بتایا اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام علی بن محمد بن علی بن موسیٰ بن جعفر بن محمد بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب علیہم السلام (یعنی امام علی النقی علیہ السلام) سے عرض کیا کہ فرزند رسول مجھے کوئی ایسی فصیح و بلیغ کامل زیارت بتایئے کہ جب میں آپ حضرات میں سے کسی ایک کی زیارت کو جاؤں تو اسے پڑھا کروں ۔ تو آپؑ نے فرمایا جب تم ائمہ کے روضوں میں سے کسی روضہ پر زیارت کے لئے جاؤ تو باغسل و طہارت ہونا چاہیئے پہلے جاکر روضہ کے دروازے پر ٹھہرو اور کلمہ شہادتین پڑھو پھر جب روضہ میں داخل ہو اور تمہاری نگاہ قبر اقدس پر پڑے تو رک جاؤ اور اللہ اکبر تیس مرتبہ کہو پھر تھوڑا آگے سکون و وقار کے ساتھ چلو چھوٹے چھوٹے قدم رکھو اور ٹھہر جاؤ اور تیس مرتبہ اللہ اکبر کہو پھر قبر اقدس کے قریب جاؤ اور چالیس مرتبہ اللہ اکبر کہو تاکہ سو تکبیریں پوری ہو جائیں اس کے بعد کہو:

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا اَهْلَ بَيْتِ النُّبُوَّةِ، وَ مَوْضِعَ الرِّسَالَةِ، وَ مُخْتَلَفَ الْمَلَائِكَةِ، وَ مَهْبِطَ الْوَحْيِ، وَ مَعْدِنَ الرَّحْمَةِ وَ خُزَّانَ الْعِلْمِ، وَ مُنْتَهَى الْحِلْمِ، وَ اُصُوْلَ الْكَرَمِ، وَ قَادَةَ الْاُمَمِ، وَ اَوْلِيَاءَ النِّعَمِ، وَ عَنَاصِرَ الْاَبْرَارِ، وَ دَعَائِمَ الْاَخْيَارِ، وَ سَاسَةَ الْعِبَادِ، وَ اَرْكَانَ الْبِلَادِ، وَ اَبْوَابَ الْاِيْمَانِ، وَ اُمَنَاءَ الرَّحْمٰنِ، وَ سُلَالَةَ النَّبِيِّيْنَ، وَ صَفْوَةَ الْمُرْسَلِيْنَ، وَ عِتْرَةَ خِيَرَةِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ، وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُهُ، اَلسَّلَامُ عَلٰى اَئِمَّةِ الْهُدٰى، وَ مَصَابِيْحِ الدُّجٰى، وَ اَعْلَامِ التُّقٰى، وَ ذَوِي النُّهٰى، وَ اُوْلِي الْحِجٰى، وَ كَهْفِ الْوَرٰى، وَ وَرَثَةِ الْاَنْبِيَاءِ، وَ الْمَثَلِ الْاَعْلٰى، وَ الدَّعْوَةِ الْحُسْنٰى، وَ حُجَجِ اللّٰهِ عَلٰى اَهْلِ الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِ وَ الْاُوْلٰى، وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُهُ، اَلسَّلَامُ عَلٰى مَحَالِّ مَعْرِفَةِ اللّٰهِ، وَ مَسَاكِنِ بَرَكَةِ اللّٰهِ، وَ مَعَادِنِ حِكْمَةِ اللّٰهِ، وَ حَفَظَةِ سِرِّ اللّٰهِ، وَ حَمَلَةِ كِتَابِ اللّٰهِ، وَ اَوْصِيَاءِ نَبِيِّ اللّٰهِ، وَ ذُرِّيَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ اٰلِهٖ وَ سَلَّمَ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُهُ۔ اَلسَّلَامُ عَلَى الدُّعَاةِ اِلَى اللّٰهِ، وَ الْاَدِلَّاءِ عَلٰى مَرْضَاتِ اللّٰهِ، وَ الْمُسْتَقِرِّيْنَ فِيْ اَمْرِ اللّٰهِ، وَ التَّامِّيْنَ فِيْ مَحَبَّةِ اللّٰهِ، وَ الْمُخْلِصِيْنَ فِيْ تَوْحِيْدِ اللّٰهِ، وَ الْمُظْهِرِيْنَ لِاَمْرِ اللّٰهِ وَ نَهْيِهٖ، وَ عِبَادِهِ الْمُكْرَمِيْنَ الَّذِيْنَ لَا يَسْبِقُوْنَهُ بِالْقَوْلِ وَ هُمْ بِاَمْرِهٖ يَعْمَلُوْنَ، وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُهُ، اَلسَّلَامُ عَلَى الْاَئِمَّةِ الدُّعَاةِ، وَ الْقَادَةِ الْهُدَاةِ، وَ السَّادَةِ الْوُلَاةِ، وَ الذَّادَةِ الْحُمَاةِ، وَ اَهْلِ الذِّكْرِ وَ اُوْلِي الْاَمْرِ، وَ بَقِيَّةِ اللّٰهِ وَ خِيَرَتِهٖ وَ حِزْبِهٖ، وَ عَيْبَةِ عِلْمِهٖ، وَ حُجَّتِهٖ وَ صِرَاطِهٖ وَ نُوْرِهٖ، وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُهُ، اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ كَمَا شَهِدَ اللّٰهُ لِنَفْسِهٖ وَ شَهِدَتْ لَهُ مَلَائِكَتُهُ وَ اُوْلُو الْعِلْمِ مِنْ خَلْقِهٖ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ، وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ الْمُنْتَجَبُ وَ رَسُوْلُهُ الْمُرْتَضٰى، اَرْسَلَهُ بِالْهُدٰى وَ دِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَ لَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ، وَ اَشْهَدُ اَنَّكُمُ الْاَئِمَّةُ الرَّاشِدُوْنَ الْمَهْدِيُّوْنَ الْمَعْصُوْمُوْنَ الْمُكَرَّمُوْنَ الْمُقَرَّبُوْنَ الْمُتَّقُوْنَ الصَّادِقُوْنَ الْمُصْطَفَوْنَ الْمُطِيْعُوْنَ لِلّٰهِ، الْقَوَّامُوْنَ بِاَمْرِهٖ، الْعَامِلُوْنَ بِاِرَادَتِهٖ، الْفَائِزُوْنَ بِكَرَامَتِهٖ، اِصْطَفَاكُمْ بِعِلْمِهٖ، وَ ارْتَضَاكُمْ لِغَيْبِهٖ، وَ اخْتَارَكُمْ لِسِرِّهٖ، وَ اجْتَبَاكُمْ بِقُدْرَتِهٖ، وَ اَعَزَّكُمْ بِهُدَاهُ، وَ خَصَّكُمْ بِبُرْهَانِهٖ، وَ انْتَجَبَكُمْ بِنُوْرِهٖ، وَ اَيَّدَكُمْ بِرُوْحِهٖ، وَ رَضِيَكُمْ خُلَفَاءَ فِيْ اَرْضِهٖ، وَ حُجَجًا عَلٰى بَرِيَّتِهٖ، وَ اَنْصَارًا لِدِيْنِهٖ، وَ حَفَظَةً لِسِرِّهٖ، وَ خَزَنَةً لِعِلْمِهٖ، وَ مُسْتَوْدَعًا لِحِكْمَتِهٖ، وَ تَرَاجِمَةً لِوَحْيِهٖ، وَ اَرْكَانًا لِتَوْحِيْدِهٖ، وَ شُهَدَاءَ عَلٰى خَلْقِهٖ، وَ اَعْلَامًا لِعِبَادِهٖ، وَ مَنَارًا فِيْ بِلَادِهٖ، وَ اَدِلَّاءَ عَلٰى صِرَاطِهٖ، عَصَمَكُمُ اللّٰهُ مِنَ الزَّلَلِ، وَ اٰمَنَكُمْ مِنَ الْفِتَنِ، وَ طَهَّرَكُمْ مِنَ الدَّنَسِ، وَ اَذْهَبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ (اَهْلَ الْبَيْتِ) وَ طَهَّرَكُمْ تَطْهِيْرًا۔ فَعَظَّمْتُمْ جَلَالَهُ، وَ اَكْبَرْتُمْ شَاْنَهُ، وَ مَجَّدْتُمْ كَرَمَهُ، وَ اَدَمْتُمْ ذِكْرَهُ، وَ وَكَّدْتُمْ مِيْثَاقَهُ، وَ اَحْكَمْتُمْ عَقْدَ طَاعَتِهٖ، وَ نَصَحْتُمْ لَهُ فِي السِّرِّ وَ الْعَلَانِيَةِ، وَ دَعَوْتُمْ اِلٰى سَبِيْلِهٖ بِالْحِكْمَةِ وَ الْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ، وَ بَذَلْتُمْ اَنْفُسَكُمْ فِيْ مَرْضَاتِهٖ، وَ صَبَرْتُمْ عَلٰى مَا اَصَابَكُمْ فِيْ جَنْبِهٖ، وَ اَقَمْتُمُ الصَّلَاةَ، وَ اٰتَيْتُمُ الزَّكَاةَ، وَ اَمَرْتُمْ بِالْمَعْرُوْفِ، وَ نَهَيْتُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ، وَ جَاهَدْتُمْ فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ حَتّٰى اَعْلَنْتُمْ دَعْوَتَهُ، وَ بَيَّنْتُمْ فَرَائِضَهُ، وَ اَقَمْتُمْ حُدُوْدَهُ، وَ نَشَرْتُمْ شَرَائِعَ اَحْكَامِهٖ، وَ سَنَنْتُمْ سُنَّتَهُ، وَ صِرْتُمْ فِيْ ذٰلِكَ

منه الى الرضا، و سلمتم له القضاء، و صدقتم من رسله من مضى، فالراغب عنكم مارق و اللازم لكم لاحق، و المقصر في حقكم زاهق، و الحق معكم و فيكم و منكم و اليكم و انتم اهله و معدنه، و ميراث النبوة عندكم، و اياب الخلق اليكم و حسابهم عليكم و فصل الخطاب عندكم، و آيات الله لديكم، و عزائمه فيكم و نوره و برهانه عندكم و امره اليكم، من والاكم فقد والى الله و من عاداكم فقد عادى الله و من احبكم فقد احب الله و من ابغضكم فقد ابغض الله و من اعتصم بكم فقد اعتصم بالله، انتم الصراط الاقوم، و شهداء دار الفناء، و شفعاء دار البقاء، و الرحمة الموصولة، و الآية المخزونة و الامانة المحفوظة، و الباب المبتلى به الناس، من اتاكم نجى، و من لم ياتكم هلك، الى الله تدعون، و عليه تدلون، و به تؤمنون، و له تسلمون، و بامره تعملون، و الى سبيله ترشدون، و بقوله تحكمون، سعد من والاكم، و هلك من عاداكم، و خاب من جحدكم، و ضل من فارقكم، و فاز من تمسك بكم، و امن من لجا اليكم، و سلم من صدقكم، و هدي من اعتصم بكم، من اتبعكم فالجنة ماواه، و من خالفكم فالنار مثواه، و من جحدكم كافر، و من حاربكم مشرك، و من رد عليكم في اسفل درك من الجحيم، اشهد ان هذا سابق لكم فيما مضى و جار لكم فيما بقي، و ان ارواحكم و نوركم و طينتكم واحدة، طابت و طهرت بعضها من بعض، خلقكم الله انوارا فجعلكم بعرشه محدقين حتى من علينا بكم فجعلكم في بيوت اذن الله ان ترفع و يذكر فيها اسمه، و جعل صلواتنا عليكم، و ما خصنا به من ولايتكم طيبا لخلقنا، و طهارة لانفسنا و تزكية لنا، و كفارة لذنوبنا، فكنا عنده مسلمين بفضلكم، و معروفين بتصديقنا اياكم، فبلغ الله بكم اشرف محل المكرمين، و اعلى منازل المقربين، و ارفع درجات المرسلين، حيث لا يلحقه لاحق، و لا يفوقه فائق، و لا يسبقه سابق، و لا يطمع في ادراكه طامع، حتى لا يبقى ملك مقرب، و لا نبي مرسل، و لا صديق و لا شهيد، و لا عالم و لا جاهل، و لا دني و لا فاضل و لا مؤمن صالح و لا فاجر طالح، و لا جبار عنيد و لا شيطان مريد، و لا خلق فيما بين ذلك شهيد الا عرفهم جلالة امركم و عظم خطركم و كبر شانكم، و تمام نوركم، و صدق مقاعدكم، و ثبات مقامكم، و شرف محلكم و منزلتكم عنده، و كرامتكم عليه، و خاصتكم لديه، و قرب منزلتكم منه، بابي انتم و امي و اهلي و مالي و اسرتي، اشهد الله و اشهدكم اني مؤمن بكم و بما آمنتم به كافر بعدوكم و بما كفرتم به، مستبصر بشانكم و بضلالة من خالفكم، موال لكم و لاوليائكم، مبغض لاعدائكم و معاد لهم، سلم لمن سالمكم (و) حرب لمن حاربكم محقق لما حققتم، مبطل لما ابطلتم، مطيع لكم، عارف بحقكم، مقر بفضلكم، محتمل لعلمكم، محتجب بذمتكم، معترف بكم، و مؤمن بايابكم، مصدق برجعتكم، منتظر لامركم، مرتقب لدولتكم، آخذ بقولكم، عامل بامركم، مستجير بكم، زائر لكم، لائذ عائذ بقبوركم، مستشفع

إِلَى اللهِ عَزَّ وَجَلَّ بِكُمْ، وَمُتَقَرِّبٌ بِكُمْ إِلَيْهِ، وَمُقَدِّمُكُمْ أَمَامَ طَلِبَتِي وَحَوَائِجِي وَإِرَادَتِي فِي كُلِّ أَحْوَالِي وَ
أُمُورِي، مُؤْمِنٌ بِسِرِّكُمْ وَعَلَانِيَتِكُمْ، وَشَاهِدِكُمْ وَغَائِبِكُمْ، وَأَوَّلِكُمْ وَآخِرِكُمْ، وَمُفَوِّضٌ فِي ذَلِكَ كُلِّهِ
إِلَيْكُمْ، وَمُسَلِّمٌ فِيهِ مَعَكُمْ، وَقَلْبِي لَكُمْ سِلْمٌ، وَرَأْيِي لَكُمْ تَبَعٌ، وَنُصْرَتِي لَكُمْ مُعَدَّةٌ، حَتَّى يُحْيِيَ اللهُ دِينَهُ بِكُمْ
وَيَرُدَّكُمْ فِي أَيَّامِهِ، وَيُظْهِرَكُمْ لِعَدْلِهِ، وَيُمَكِّنَكُمْ فِي أَرْضِهِ، فَمَعَكُمْ مَعَكُمْ لَا مَعَ عَدُوِّكُمْ، آمَنْتُ بِكُمْ، وَ
تَوَلَّيْتُ آخِرَكُمْ بِمَا تَوَلَّيْتُ بِهِ أَوَّلَكُمْ، وَبَرِئْتُ إِلَى اللهِ عَزَّ وَجَلَّ مِنْ أَعْدَائِكُمْ، وَمِنَ الْجِبْتِ وَالطَّاغُوتِ، وَ
الشَّيَاطِينِ وَحِزْبِهِمُ الظَّالِمِينَ لَكُمْ، الْجَاحِدِينَ لِحَقِّكُمْ، وَالْمَارِقِينَ مِنْ وَلَايَتِكُمْ، وَالْغَاصِبِينَ لِإِرْثِكُمُ الشَّاكِّينَ
فِيكُمْ، الْمُنْحَرِفِينَ عَنْكُمْ، وَمِنْ كُلِّ وَلِيجَةٍ دُونَكُمْ، وَكُلِّ مُطَاعٍ سِوَاكُمْ، وَمِنَ الْأَئِمَّةِ الَّذِينَ يَدْعُونَ إِلَى النَّارِ
فَثَبَّتَنِيَ اللهُ أَبَداً مَا حَيِيتُ عَلَى مُوَالاتِكُمْ وَمَحَبَّتِكُمْ وَدِينِكُمْ، وَوَفَّقَنِي لِطَاعَتِكُمْ، وَرَزَقَنِي شَفَاعَتَكُمْ، وَ
جَعَلَنِي مِنْ خِيَارِ مَوَالِيكُمُ التَّابِعِينَ لِمَا دَعَوْتُمْ إِلَيْهِ، وَجَعَلَنِي مِمَّنْ يَقْتَصُّ آثَارَكُمْ، وَيَسْلُكُ سَبِيلَكُمْ، وَيَهْتَدِي
بِهُدَاكُمْ، وَيُحْشَرُ فِي زُمْرَتِكُمْ، وَيَكِرُّ فِي رَجْعَتِكُمْ، وَيُمَلَّكُ فِي دَوْلَتِكُمْ، وَيُشَرَّفُ فِي عَافِيَتِكُمْ، وَيُمَكَّنُ فِي
أَيَّامِكُمْ، وَتَقَرُّ عَيْنُهُ غَداً بِرُؤْيَتِكُمْ، بِأَبِي أَنْتُمْ وَأُمِّي وَنَفْسِي وَأَهْلِي وَمَالِي، مَنْ أَرَادَ اللهَ بَدَأَ بِكُمْ، وَمَنْ
وَحَّدَهُ قَبِلَ عَنْكُمْ، وَمَنْ قَصَدَهُ تَوَجَّهَ بِكُمْ، مَوَالِيَّ لَا أُحْصِي ثَنَاءَكُمْ، وَلَا أَبْلُغُ مِنَ الْمَدْحِ كُنْهَكُمْ، وَمِنَ
الْوَصْفِ قَدْرَكُمْ، وَأَنْتُمْ نُورُ الْأَخْيَارِ، وَهُدَاةُ الْأَبْرَارِ، وَحُجَجُ الْجَبَّارِ، بِكُمْ فَتَحَ اللهُ وَبِكُمْ يَخْتِمُ، وَبِكُمْ يُنَزِّلُ
الْغَيْثَ، وَبِكُمْ يُمْسِكُ السَّمَاءَ أَنْ تَقَعَ عَلَى الْأَرْضِ إِلَّا بِإِذْنِهِ وَبِكُمْ يُنَفِّسُ الْهَمَّ وَيَكْشِفُ الضُّرَّ، وَعِنْدَكُمْ مَا نَزَلَتْ
بِهِ رُسُلُهُ، وَهَبَطَتْ بِهِ مَلَائِكَتُهُ، وَإِلَى جَدِّكُمْ بُعِثَ الرُّوحُ الْأَمِينُ (اگر یہ امیر المومنین علیہ السلام کی زیارت ہے تو
وَإِلَى جَدِّكُمْ بُعِثَ الرُّوحُ الْأَمِينُ کے بجائے کہا جائے وَإِلَى أَخِيكَ بُعِثَ الرُّوحُ الْأَمِينُ) آتَاكُمُ اللهُ مَا لَمْ يُؤْتِ أَحَداً
مِنَ الْعَالَمِينَ، طَأْطَأَ كُلُّ شَرِيفٍ لِشَرَفِكُمْ، وَبَخَعَ كُلُّ مُتَكَبِّرٍ لِطَاعَتِكُمْ، وَخَضَعَ كُلُّ جَبَّارٍ لِفَضْلِكُمْ، وَذَلَّ كُلُّ
شَيْءٍ لَكُمْ، وَأَشْرَقَتِ الْأَرْضُ بِنُورِكُمْ، وَفَازَ الْفَائِزُونَ بِوَلَايَتِكُمْ، بِكُمْ يُسْلَكُ إِلَى الرِّضْوَانِ، وَعَلَى مَنْ جَحَدَ
وَلَايَتَكُمْ غَضَبُ الرَّحْمَنِ، بِأَبِي أَنْتُمْ وَأُمِّي وَنَفْسِي وَأَهْلِي وَمَالِي، ذِكْرُكُمْ فِي الذَّاكِرِينَ وَأَسْمَاؤُكُمْ فِي
الْأَسْمَاءِ، وَأَجْسَادُكُمْ فِي الْأَجْسَادِ، وَأَرْوَاحُكُمْ فِي الْأَرْوَاحِ، وَأَنْفُسُكُمْ فِي النُّفُوسِ، وَآثَارُكُمْ فِي الْآثَارِ
وَقُبُورُكُمْ فِي الْقُبُورِ، فَمَا أَحْلَى أَسْمَاءَكُمْ، وَأَكْرَمَ أَنْفُسَكُمْ، وَأَعْظَمَ شَأْنَكُمْ وَأَجَلَّ خَطَرَكُمْ وَ
أَوْفَى عَهْدَكُمْ، كَلَامُكُمْ نُورٌ، وَأَمْرُكُمْ رُشْدٌ، وَوَصِيَّتُكُمُ التَّقْوَى، وَفِعْلُكُمُ الْخَيْرُ وَعَادَتُكُمُ الْإِحْسَانُ، وَ
سَجِيَّتُكُمُ الْكَرَمُ، وَشَأْنُكُمُ الْحَقُّ وَالصِّدْقُ وَالرِّفْقُ، وَقَوْلُكُمْ حُكْمٌ وَحَتْمٌ، وَرَأْيُكُمْ عِلْمٌ وَحِلْمٌ وَحَزْمٌ، إِنْ
ذُكِرَ الْخَيْرُ كُنْتُمْ أَوَّلَهُ وَأَصْلَهُ وَفَرْعَهُ وَمَعْدِنَهُ وَمَأْوَاهُ وَمُنْتَهَاهُ، بِأَبِي أَنْتُمْ وَأُمِّي وَنَفْسِي كَيْفَ أَصِفُ حُسْنَ
ثَنَائِكُمْ، وَأُحْصِي جَمِيلَ بَلَائِكُمْ، وَبِكُمْ أَخْرَجَنَا اللهُ مِنَ الذُّلِّ وَفَرَّجَ عَنَّا غَمَرَاتِ الْكُرُوبِ، وَأَنْقَذَنَا مِنْ شَفَا

جُرُفِ الْهَلَكَاتِ وَ مِنَ النَّارِ، بِأَبِي أَنْتُمْ وَ أُمِّي وَ نَفْسِي، بِمُوَالاتِكُمْ عَلَّمَنَا اللّٰهُ مَعَالِمَ دِينِنَا وَ أَصْلَحَ مَا كَانَ فَسَدَ مِنْ دُنْيَانَا، وَ بِمُوَالاتِكُمْ تَمَّتِ الْكَلِمَةُ وَ عَظُمَتِ النِّعْمَةُ وَ ائْتَلَفَتِ الْفُرْقَةُ وَ بِمُوَالاتِكُمْ تُقْبَلُ الطَّاعَةُ الْمُفْتَرَضَةُ وَ لَكُمُ الْمَوَدَّةُ الْوَاجِبَةُ، وَ الدَّرَجَاتُ الرَّفِيعَةُ، وَ الْمَقَامُ الْمَحْمُودُ، وَ الْمَقَامُ الْمَعْلُومُ عِنْدَ اللّٰهِ عَزَّ وَ جَلَّ، وَ الْجَاهُ الْعَظِيمُ، وَ الشَّأْنُ الْكَبِيرُ، وَ الشَّفَاعَةُ الْمَقْبُولَةُ، رَبَّنَا آمَنَّا بِمَا أَنْزَلْتَ وَ اتَّبَعْنَا الرَّسُولَ فَاكْتُبْنَا مَعَ الشَّاهِدِينَ، رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا وَ هَبْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ رَحْمَةً إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ، سُبْحَانَ رَبِّنَا إِنْ كَانَ وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُولًا، يَا وَلِيَّ اللّٰهِ إِنَّ بَيْنِي وَ بَيْنَ اللّٰهِ عَزَّ وَ جَلَّ ذُنُوبًا لَا يَأْتِي عَلَيْهَا إِلَّا رِضَاكُمْ، فَبِحَقِّ مَنِ ائْتَمَنَكُمْ عَلَى سِرِّهِ، وَ اسْتَرْعَاكُمْ أَمْرَ خَلْقِهِ، وَ قَرَنَ طَاعَتَكُمْ بِطَاعَتِهِ لَمَّا اسْتَوْهَبْتُمْ ذُنُوبِي، وَ كُنْتُمْ شُفَعَائِي فَإِنِّي لَكُمْ مُطِيعٌ، مَنْ أَطَاعَكُمْ فَقَدْ أَطَاعَ اللّٰهَ، وَ مَنْ عَصَاكُمْ فَقَدْ عَصَى اللّٰهَ، وَ مَنْ أَحَبَّكُمْ فَقَدْ أَحَبَّ اللّٰهَ، وَ مَنْ أَبْغَضَكُمْ فَقَدْ أَبْغَضَ اللّٰهَ، اَللّٰهُمَّ إِنِّي لَوْ وَجَدْتُ شُفَعَاءَ أَقْرَبَ إِلَيْكَ مِنْ مُحَمَّدٍ وَ أَهْلِ بَيْتِهِ الْأَخْيَارِ الْأَئِمَّةِ الْأَبْرَارِ لَجَعَلْتُهُمْ شُفَعَائِي، فَبِحَقِّهِمُ الَّذِي أَوْجَبْتَ لَهُمْ عَلَيْكَ أَسْأَلُكَ أَنْ تُدْخِلَنِي فِي جُمْلَةِ الْعَارِفِينَ بِهِمْ وَ بِحَقِّهِمْ وَ فِي زُمْرَةِ الْمَرْحُومِينَ بِشَفَاعَتِهِمْ، إِنَّكَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ، وَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَى مُحَمَّدٍ وَ آلِهِ وَ سَلَّمَ (تَسْلِيمًا) كَثِيرًا وَ حَسْبُنَا اللّٰهُ وَ نِعْمَ الْوَكِيلُ۔

[سلام ہو آپ لوگوں پر اے اہل بیتِ نبوت و مسکن رسالت اور ملائکہ کی آمد و رفت کے مرکز اور نزول وحی کی جگہ اور رحمت کی کان اور خزینہ داران علم اور حلم و بردباری کی آخری سرحد، اور کرم و بخشش کی جڑوں اور ملتوں و قوموں کے پیشوا اور الٰہی نعمتوں کے والی و وارث اور نیکیوں کے اصل و اصول اور بھلے لوگوں کے لئے ستون (سہارا) اور بندوں کے حاکم، شہروں اور ملکوں کے ستون اور ایمان کے دروازے اور خدائے رحمان کے امین اور پیغمبروں کی نسل اور رسولوں کی اولاد اور رب العالمین کے منتخب کئے ہوئے بندے کی عترت آپ لوگوں پر اللہ کی رحمت و برکت ہو، سلام ہو ہدایت کرنے والے اماموں پر، اندھیرے کے اندر چراغوں پر، تقویٰ و پرہیزگاری کے نشانوں پر، صاحبان عقل و خرد پر، دلیل و حجت رکھنے والوں پر، اہل عالم کی پناہ گاہوں پر، انبیاء علیہم السلام کے وارثوں پر، اللہ کی پیش کی ہوئی اعلیٰ مثالوں پر، نیکی و بھلائی کی دعوت دینے والوں پر، اہل دنیا و آخرت کے سامنے رکھی ہوئی دلیلوں پر، اور ان لوگوں پر اللہ کی رحمت اور برکت ہو۔ سلام ہو خدا شناسی کی جگہوں پر، برکت الٰہی کی جائے سکونت پر، حکمت الٰہی کی کانوں پر، رازہائے الٰہی کی حفاظت کرنے والوں پر، حاملان کتاب خدا پر، اللہ کے نبی کے اوصیاء پر، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذریت پر اور ان لوگوں پر اللہ کی رحمت و برکت ہو، سلام ہو اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دینے والوں پر اور خوشنودی خدا کے اسباب کی نشاندہی کرنے والوں پر اور حکم خدا پر قائم و مستقر رہنے والوں پر اور اللہ کی دوستی میں کامل ہونے والوں پر اور اللہ کی توحید میں مخلص رہنے والوں پر، اور اللہ تعالیٰ کے امر و نہی کو ظاہر کرنے والوں پر اور اس کے ان مکرم بندوں پر جو قول میں اللہ پر سبقت نہیں رکھتے بلکہ وہ اللہ کے حکم پر عمل کرتے ہیں۔ ان لوگوں پر اللہ کی رحمت اور برکتیں نازل ہوں۔

سلام ہو حق کی طرف دعوت دینے والوں پر، رہنمائی کرنے والے پیشواؤں پر، دین کے سرداروں اور سرپرستوں پر، دین خدا کا دفاع کرنے والوں اور حمایت کرنے والوں پر، اہل ذکر پر، صاحبان امر پر اللہ کے نمائندوں پر، اس کے منتخب کئے ہوئے لوگوں پر، اس کے گروہ والوں پر، اس کے علم کے خزانوں پر، اس کی حجتوں پر، اس کے راستوں پر اس کے نور پر اور اس کی روشن دلیلوں پر اور ان پر اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں ہوں۔

میں گواہی دیتا ہوں کہ نہیں ہے کوئی اللہ سوائے اس اللہ کے وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں وہ ایسا ہی ہے جیسا اس نے اپنی ذات کے لئے گواہی دی ہے اور اس کے ملائکہ نے اور اس کی مخلوق میں سے صاحبان علم نے اس کی ذات کے متعلق گواہی دی ہے نہیں ہے کوئی اللہ سوائے اس صاحب عزت و حکمت ذات کے۔

اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ اس کے منتخب بندے ہیں اور اس کے پسندیدہ رسول ہیں اس نے آنجنابؐ کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تاکہ وہ تمام ادیان عالم پر غالب آجائے خواہ مشرکین اس کو کتنا ہی ناپسند کیوں نہ کریں۔

اور میں گواہی دیتا ہوں آپ ہی لوگ امام ہیں خلق کی رہنمائی کرنے والے ہیں اللہ کی طرف سے ہدایت یافتہ ہیں معصوم ہیں مکرم ہیں مقرب بارگاہ الٰہی ہیں صاحب تقویٰ ہیں صادق القول ہیں اللہ کے منتخب ہیں اس کے اطاعت گذار ہیں اس کے حکم پر قائم رہنے والے اور اس کے ارادوں پر عمل کرنے والے ہیں اور اس کی کرامت پر فائز ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ لوگوں کو اپنے علم کی بنیاد پر منتخب کیا آپ لوگوں کو اپنے غیب کے لئے پسند کیا، آپ لوگوں کو اپنے راز سربستہ کے لئے چنا، آپ لوگوں کو اپنی قدرت سے اختیار کیا آپ لوگوں کو اپنی طرف سے رہنمائی کی عزت بخشی آپ لوگوں کو اپنی روشن دلیلوں کے لئے مخصوص کیا آپ لوگوں کو اپنے نور کے لئے منتخب کیا آپ لوگوں کی اپنی روح سے تائید کی۔ آپ لوگوں کو اپنی زمین پر خلیفہ، اپنی مخلوق پر حجت اور اپنے دین کے لئے ناصر و مددگار، اپنے رازوں کے محافظ، اپنے علم کے خزانہ دار، اپنی حکمت کے امانت دار، اپنے وحی کے ترجمان، اپنی توحید کے ارکان، اپنی مخلوق پر شاہد، اپنے بندوں کے لئے علم و نشان، اپنے شہروں کے لئے مینارہ نور، اپنے راستہ کے لئے راہ نما ہونے کو پسند کیا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ لوگوں کو لغزشوں سے بچایا، فتنوں سے محفوظ رکھا گندگیوں سے پاک کیا اور رجس و نجاست سے اس طرح پاک رکھا جو پاک رکھنے کا حق ہے۔ اور آپ لوگوں نے بھی اس کی شوکت و جلال کو عظیم سمجھا، اس کی شان کو بڑا خیال کیا، اس کے کرم کے گن گائے، اس کے ذکر کو دوامی بنایا، اس کے پیمان کو مستحکم کیا اور اس کی اطاعت کے عہد کو استوار کیا، پنہاں اور اعلانیہ اس کی خیر خواہی کی اور حکمت اور اچھی اچھی نصیحتوں سے لوگوں کو اس کے راستے کی دعوت دی اور اس کی خوشنودی کے لئے اپنی جانیں تک قربان کردیں، اس کی راہ میں جو مصیبتیں آئیں ان پر صبر کیا۔ نماز قائم کی، زکوٰۃ ادا کی، نیکی کا حکم دیا، برائیوں سے لوگوں کو منع کیا اور اللہ کی راہ میں ایسا جہاد کیا جیسا کہ جہاد کرنے کا حق ہے یہاں تک کہ اللہ کی دعوت بالاعلان کردی اور اس کی طرف سے فرائض و واجبات کو کھول کر بیان کردیا، اس کے حدود قائم کردیئے، اس کے شرعی احکامات کی نشر و اشاعت کی، اس کی

سنت کو دستور بنایا اور اس سلسلہ میں اللہ کی رضا کی طرف گامزن ہوئے۔ اس کی قضا و قدر کے سامنے سر تسلیم خم کیا اور گذشتہ رسولوں کی تصدیق کی۔

پس جس نے آپ لوگوں سے منہ موڑا وہ دین سے خارج ہو گیا۔ اور جو آپ لوگوں کے دامن سے وابستہ رہا وہ حق تک پہنچ گیا۔ جس نے آپ لوگوں کے حق میں کمی کی وہ نابود ہو گیا۔ حق آپ لوگوں کے ساتھ، آپ لوگوں کے اندر ہے آپ لوگوں کی جانب سے، آپ لوگوں کی طرف ہے اور آپ ہی لوگ اس کے اہل اور اس کے معدن (کان) ہیں، میراثِ نبوت آپ لوگوں کے پاس ہے، مخلوقات کی بازگشت آپ لوگوں کی طرف ہے اور ان کا حساب آپ لوگوں کے ذمہ ہے۔ اور حق کو باطل سے جدا کرنے والی بات آپ لوگوں کے پاس ہے اور آیات الٰہی آپ لوگوں کے سامنے ہیں۔ اللہ کے قطعی فیصلے آپ لوگوں میں ہیں، اس کا نور اس کی روشن دلیلیں آپ لوگوں کے پاس ہیں، اس کا امرِ امامت آپ لوگوں کی طرف ہے۔ جس نے آپ لوگوں کو دوست رکھا اس نے اللہ کو دوست رکھا، جس نے آپ لوگوں سے دشمنی کی اس نے اللہ سے دشمنی کی۔ جس نے آپ لوگوں سے محبت کی اس نے اللہ سے محبت کی، جس نے آپ لوگوں سے بغض رکھا اس نے اللہ سے بغض رکھا، جس نے آپ لوگوں سے تمسک کیا اس نے اللہ سے تمسک کیا۔ آپ ہی لوگ تو شاہراہِ ہدایت اور صراطِ مستقیم اور اس دارِ فانی کے گواہ اور دارِ باقی کے شفیع اور اللہ کی رحمتِ پیوستہ و آیاتِ مخزونہ و اماناتِ محفوظہ اور لوگوں کے لئے آزمائش کی بارگاہ ہیں۔ جو آپ لوگوں کے پاس آیا اس نے نجات پائی جو آپ کے پاس نہیں آیا وہ ہلاک ہوا۔ آپ لوگ اللہ کی طرف لوگوں کو دعوت دیتے ہیں، اس کی طرف رہنمائی کرتے ہیں، اسی پر ایمان رکھتے ہیں، اس کے سامنے سر تسلیم خم کرتے ہیں، اسی کے حکم پر عمل کرتے ہیں اور اسی کے راستے کی طرف لوگوں کی ہدایت کرتے ہیں اور اسی کے قول کے مطابق فیصلہ کرتے ہیں۔ خوش بخت ہے وہ جو آپ لوگوں کو دوست رکھے اور وہ ہلاکت میں مبتلا ہوا جو آپ لوگوں کو دشمن رکھتا ہے۔ اس نے خود اپنا نقصان کیا جس نے آپ لوگوں سے انکار کیا اور خود گمراہ ہوا جس نے آپ لوگوں کو چھوڑا اور وہ رستگار ہوا جس نے آپ لوگوں سے تمسک کیا اور اس نے امن پایا جس نے آپ لوگوں کی بارگاہ میں پناہ لی۔ سلامت رہا وہ جس نے آپ لوگوں کی تصدیق کی اور ہدایت پائی اس نے جو آپ لوگوں سے وابستہ رہا، جس نے آپ لوگوں کا اتباع کیا جنت اس کی منزل ہے، جس نے آپ لوگوں کی مخالفت کی جہنم اس کی جگہ ہے۔ جس نے آپ لوگوں سے انکار کیا وہ کافر ہے جس نے آپ لوگوں سے جنگ کی وہ مشرک ہے جس نے آپ لوگوں کو رد کیا اور وہ جہنم کے آخری طبقہ میں ہوگا۔

میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ مقام و مرتبہ آپ لوگوں کا زمانہ گذشتہ سے ہے اور زمانہ آئندہ میں بھی آپ لوگوں کے لئے جاری رہے گا۔ اور یہ کہ آپ لوگوں کی روحیں آپ لوگوں کا نور اور آپ لوگوں کی طینت ایک ہے جو طیب و طاہر ہے اور آپ میں سے بعض بعض سے پیدا ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ لوگوں کو انوار کی شکل میں خلق کیا اور پھر آپ لوگوں کو اپنے عرش کے ارد گرد رکھا یہاں تک کہ آپ لوگوں کو یہاں بھیج کر اس نے ہم لوگوں پر احسان کیا اور ان گھروں میں پیدا کیا

کہ جن کو اللہ نے اجازت دی کہ وہ بلند کئے جائیں اور ان میں اس کا نام لیا جائے۔ اور آپ حضرات پر ہم لوگوں کے درود بھیجنے کو اور آپ حضرات کی ولایت کے لئے ہم لوگوں کو مخصوص کر کے ان میں ہماری خلقت کو طیب اور ہمارے نفوس کو پاک اور ہم لوگوں کو صاف ستھرا رکھنے کے لئے قرار دیا اور اس لئے تاکہ ہم لوگوں کے گناہوں کا کفارہ ہو جائے۔ اور ہم لوگ تو پہلے ہی سے اللہ کے علم میں آپ حضرات کے فضل و شرف تسلیم کرنے والے اور آپ حضرات کی تصدیق کرنے والے مشہور تھے پس اللہ تعالیٰ نے مکرم بندوں کے شریف ترین مقام پر اور مقربین کی اعلیٰ ترین منزل پر اور رسولوں کے ایسے بلند ترین درجوں پر آپ حضرات کو پہنچا دیا کہ جس درجے و مقام و منزل تک کوئی نہیں پہنچ گا اور نہ اس کے اوپر درجے تک کوئی جاسکے گا اور نہ کوئی آگے بڑھنے والا اس سے آگے بڑھ سکے گا نہ کوئی طمع کرنے والا اس درجہ تک پہنچنے کی طمع کر سکے گا۔ یہاں تک کہ کوئی ملک مقرب کوئی نبی مرسل کوئی صدیق کوئی شہید کوئی عالم کوئی جاہل کوئی پست کوئی بلند کوئی مومن صالح کوئی تباہ کار و بدکار کوئی مغرور دشمن کوئی شیطان سرکش اور نہ ان کے درمیان کوئی مخلوق جو گواہ ہو ایسا نہیں ہے جسے اللہ تعالیٰ نے آپ لوگوں کی جلالت قدر کو آپ لوگوں کے عظمت و مرتبہ کو آپ لوگوں کی علوئے شان کو آپ لوگوں کے تمام و کمال نور کو آپ لوگوں کے صدق و راستی کے مقامات کو اور اپنی جگہ ثابت قدم رہنے کو اور آپ لوگوں کے شرف و محل و منزل کو جو اس کی بارگاہ میں ہے اور آپ لوگوں کی عالی قدری کو جو اس کے نزدیک ہے اور آپ لوگوں کی اس خصوصیت کو جو اس سے حاصل ہے اور آپ لوگوں کی اس قرب و منزلت کو جو اس سے ملی ہے ان سب لوگوں کو مطلع نہ کر دیا ہو۔

میرے ماں باپ میرے گھر والے میرا سارا خاندان آپ لوگوں پر قربان میں اللہ کو اور آپ لوگوں کو گواہ کر کے کہتا ہوں کہ میں آپ لوگوں پر ایمان رکھتا ہوں بلکہ ان تمام چیزوں پر ایمان رکھتا ہوں جن پر آپ لوگ ایمان رکھتے ہیں اور آپ لوگوں کے دشمنوں کو ماننے سے انکار کرتا ہوں اور جس سے آپ لوگ انکار کرتے ہیں۔ میں آپ لوگوں کی شان کو اور آپ لوگوں کے مخالفین کی گمراہی کو خوب جانتا ہوں اور ان کو دشمن رکھتا ہوں اور آپ لوگوں کو اور آپ کے دوستوں کو دوست رکھتا ہوں آپ کے دشمنوں سے بغض و عناد رکھتا ہوں۔ ہماری صلح اس سے ہے جو آپ لوگوں سے صلح رکھے ہماری جنگ اس سے ہے جو آپ لوگوں سے جنگ کرے۔ میں اس کو حق سمجھتا ہوں جسے آپ لوگ حق سمجھتے ہیں اور اسے باطل سمجھتا ہوں جسے آپ لوگ باطل سمجھتے ہیں میں آپ لوگوں کا اطاعت گزار ہوں آپ لوگوں کے حق کی معرفت رکھتا ہوں آپ لوگوں کے فضل و شرف کا اقرار کرتا ہوں آپ حضرات کے علم کا اٹھانے والا ہوں۔ ہلاکت سے بچنے کے لئے آپ لوگوں کی پناہ میں چھپا ہوا ہوں۔ آپ لوگوں کے حق کا معترف ہوں آپ لوگوں کی رجعت پر ایمان رکھتا ہوں آپ لوگوں کی رجعت کی تصدیق کرتا ہوں آپ لوگوں کی حکومت کا منتظر ہوں آپ لوگوں کی سلطنت کی امید رکھتا ہوں آپ لوگوں کے اقوال کو اختیار کرتا ہوں آپ لوگوں کے احکام پر عمل کرتا ہوں آپ لوگوں کی پناہ چاہتا ہوں آپ لوگوں کا زائر ہوں آپ لوگوں کی

قبروں پر پناہ ڈھونڈنے آیا ہوں آپ لوگوں کو اللہ کی بارگاہ میں اپنا شفیع بناتا ہوں ، آپ لوگوں کے واسطے سے اس کا تقرب چاہتا ہوں اور اپنے تمام امور اور تمام حالات میں اپنی حاجات و مطالب کے لئے اللہ کی بارگاہ میں سفارش کے واسطے آپ لوگوں کو پیش کرتا ہوں ۔ میں آپ لوگوں کے پنہاں و آشکار پر آپ لوگوں کے حاضر و غائب پر آپ لوگوں کے اول پر اور آپ لوگوں کے آخر پر ایمان رکھتا ہوں اور ان تمام باتوں میں ہر معاملہ آپ لوگوں کو تفویض کرتا ہوں اور آپ لوگوں کے ساتھ سرِ تسلیم خم کرتا ہوں اور آپ لوگوں کو دل سے تسلیم کرتا ہوں اور میری رائے بھی آپ ہی لوگوں کی تابع ہے اور میری مدد آپ لوگوں کے لئے تیار ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ آپ لوگوں کے ذریعہ اپنے دین کو زندہ کردے اور وہ دوبارہ آپ لوگوں کو اپنی حکومت میں واپس کرے اور اپنا عدل جاری کرنے کے لئے آپ لوگوں کو ظاہر کرے اور اپنی زمین پر آپ لوگوں کو قدرت دے ۔ پس میں آپ لوگوں کے ساتھ ہوں آپ لوگوں کے ساتھ ہوں آپ کے غیروں کے ساتھ نہیں ہوں میں آپ لوگوں پر ایمان رکھتا ہوں اور آپ لوگوں کی آخری فرد سے بھی اسی طرح تولاّ رکھتا ہوں جس طرح آپ لوگوں کی پہلی فرد سے تولاّ رکھتا ہوں ۔ اور اللہ تعالیٰ کے سامنے میں آپ حضرات کے دشمنوں سے برائت کا اظہار کرتا ہوں نیز جبت سے اور طاغوت سے اور شیاطین سے اور ان کے گروہ سے جنہوں نے آپ لوگوں پر ظلم کیا اور آپ لوگوں کے حق سے انکار کیا اور آپ لوگوں کی ولایت سے خارج ہوگئے اور آپ لوگوں کی میراث کو غصب کرلیا آپ لوگوں کی امامت میں شک کیا اور آپ لوگوں سے منحرف ہوگئے بلکہ ہر اس دوست و ہمدم سے جو آپ لوگوں کے علاوہ ہے اور اس فرماں روا سے جو آپ لوگوں کے ماسوا ہے اور ان ائمہ سے جو جہنم کی طرف دعوت دیتے ہیں ۔ پس جب تک میں زندہ ہوں اللہ تعالیٰ مجھے آپ لوگوں کی دوستی اور آپ لوگوں کی محبت اور آپ لوگوں کے دین پر ثابت قدم رکھے اور مجھے آپ لوگوں کی اطاعت کی توفیق عطا کرے اور آپ لوگوں کی شفاعت نصیب فرمائے اور مجھے آپ لوگوں کے ان اچھے دوستوں میں شمار کرے جو آپ لوگوں کی دعوت پر لبیک کہتے ہیں اور مجھے ان لوگوں میں قرار دے جو آپ حضرات کے آثار کی پیروی کرتے ہیں اور آپ لوگوں کے راستے پر چلتے ہیں اور آپ لوگوں کی ہدایات سے ہدایت حاصل کرتے ہیں اور آپ لوگوں کے گروہ میں محشور ہوں گے اور آپ لوگوں کے دور رجعت میں دوبارہ واپس کئے جائیں گے ۔ اور آپ لوگوں کے عہد سلطنت میں حکومت کریں گے اور آپ لوگوں کو بعافیت پاکر خوش و مسرور ہوں گے اور کل کے دن آپ لوگوں کو دیکھ کر ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں گی ۔

مولا میرے ماں باپ میری جان میرے اہل و عیال اور میرا مال آپ پر قربان جو شخص بھی اللہ کا ارادہ کرے اس کو چاہیئے کہ وہ پہلے آپ لوگوں سے ابتداء کرے اور جو شخص بھی اللہ کی توحید سمجھنا چاہے اس کا طریقہ آپ لوگوں سے معلوم کرے اور جو شخص اللہ کا قصد کرے وہ پہلے آپ لوگوں کی طرف متوجہ ہو ۔ میرے مولا و آقا میں آپ لوگوں کی تعریف و ثناء نہیں کرسکتا اور مدح کرکے آپ لوگوں کی کنہ اور حقیقت کو نہیں پہنچ سکتا اور نہ توصیف کرکے آپ لوگوں کی قدر و منزلت کا اظہار کرسکتا ہوں ۔ آپ لوگ تو بھلے لوگوں کے لئے نور اور نیکوں کے لئے ہدایت اور خدائے جبار کی حجت ہیں ۔ آپ ہی

لوگوں سے اللہ تعالیٰ نے خلق کی ابتداء کی اور آپ ہی لوگوں پر خلقت کو تمام کرے گا آپ ہی لوگوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ پانی برساتا ہے اور آپ ہی لوگوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ آسمان کو زمین پر گرنے سے روکے ہوئے ہے لیکن یہ کہ اس کی اجازت ہوجائے اور آپ لوگوں کے واسطے سے اللہ تعالیٰ لوگوں کے غم واندوہ دور کرتا ہے اور سختیوں کو برطرف فرماتا ہے اور آپ لوگوں کے پاس وہ سب کچھ ہے جو اس کے سارے رسول لیکر نازل ہوئے اور اس کے ملائکہ لیکر اترے اور جو کچھ آپ کے جد کی طرف بذریعہ روح الامین بھیجا گیا۔ (اور اگر امیرالمومنین علیہ السلام کی زیارت ہو تو "آپ کے جد کے" بجائے "آپ کے بھائی" کہا جائے) اللہ تعالیٰ نے آپ لوگوں کو وہ دیا ہے جو عالمین میں سے کسی فرد کو نہیں دیا آپ لوگوں کی شرافت کے سامنے ہر شریف اپنی گردن جھکادے گا ہر متکبر آپ لوگوں کی اطاعت کے لئے جھکا ہوا ہوگا، ہر ظالم اور جابر آپ لوگوں کے فضل وشرف کے سامنے فروتن رہے گا۔ غرض کہ ہر شے آپ لوگوں کے سامنے ذلیل و پست ہوگی، زمین آپ ہی لوگوں کے نور سے چمک اٹھے گی (آخرت میں) کامیاب ہونے والے آپ ہی لوگوں کی ولایت اور دوستی کی وجہ سے کامیاب ہوں گے آپ لوگوں کے وسیلے ہی سے لوگوں کو جنت کی راہ ملے گی۔ اور جس کسی نے آپ لوگوں کی ولایت سے انکار کیا اس پر خدائے رحمان غضبناک ہوگا۔

میرے ماں باپ جان ومال واہل وعیال آپ لوگوں پر قربان آپ لوگوں کا ذکر تو ہر ذکر کرنے والے کی زبان پر ہے آپ کے اسماء تمام اسماء میں آپ لوگوں کے اجساد تمام اجساد میں آپ لوگوں کی ارواح تمام ارواح میں آپ لوگوں کے نفوس تمام نفوس میں آپ لوگوں کے آثار تمام آثاروں میں آپ لوگوں کی قبریں تمام قبروں میں نمایاں حیثیت رکھتی ہیں۔ آپ لوگوں کے نام کتنے شیریں ہیں آپ لوگوں کے نفوس کتنے مکرم ہیں آپ لوگوں کی شان بہت بڑی آپ لوگوں کے مرتبے بہت بلند آپ لوگوں کا عہد و پیمان سب سے زیادہ پورا ہونے والا آپ لوگوں کا وعدہ سب سے زیادہ سچا ہے آپ لوگوں کا کلام نور، آپ لوگوں کا حکم ہدایت، آپ لوگوں کی نصیحت پرہیزگاری، آپ لوگوں کا فعل کار خیر۔ آپ لوگوں کی عادت احسان آپ لوگوں کا شیوہ کرم و بخشش، آپ لوگوں کی شان حق وصدق ونرمی و مہربانی آپ لوگوں کا قول حکم قطعی آپ لوگوں کی رائے علم وحلم وحزم واحتیاط سے عبارت ہے۔ اگر کہیں خیر کا ذکر کیا جائے تو آپ ہی لوگ اس کے اول ہوں گے اس کی اصل ہوں گے اس کی فرع ہوں گے اس کے معدن ہوں گے اس کی منزل ہوں گے اور اس کی انتہا ہوں گے۔

میرے ماں باپ اور میری جان آپ لوگوں پر قربان میں آپ لوگوں کی بہترین مدح وثناء کیا کروں اور آپ لوگوں کی بہترین آزمائشوں کو کیا گنواؤں آپ لوگوں کے وسیلہ سے تو اللہ تعالیٰ نے ہم لوگوں کو ذلت سے نکالا ہم لوگوں کو غم واندوہ کے بندھنوں سے رہائی دی اور ہلاکتوں کے گڑھوں میں گرنے سے اور جہنم سے نجات دی۔

میرے ماں باپ اور میری جان آپ لوگوں پر قربان آپ ہی لوگوں کی دوستی کے وسیلے سے تو اللہ تعالیٰ نے ہمیں ہمارے دین کے قواعد و دستور کی تعلیم دی اور ہمارے اندر جو خرابیاں تھیں اس کی اصلاح فرمائی اور آپ ہی لوگوں کی

دوستی کے صدقہ میں کلمہ (توحید و دینی علوم) تکمیل کو پہنچا اور باہمی اختلافات دور ہوئے اور آپس میں الفت و میل ملاپ پیدا ہوا۔ آپ ہی لوگوں کی دوستی کے طفیل فرض عبادتیں قبول ہوں گی۔ آپ ہی لوگوں کی مودت و محبت واجب ہے بلند درجات ہیں مقام محمود ہے اور اللہ کی بارگاہ میں ایک معینہ جگہ ہے۔ بڑا جاہ و مرتبہ ہے بڑی شان ہے اور شفاعت مقبول ہے۔ ربنا آمنا بما انزلت و اتبعنا الرسول فاکتبنا مع الشاھدین (سورہ آل عمران ۵۳) (اے ہمارے پالنے والے جو کچھ تونے نازل کیا ہم اس پر ایمان لائے اور ہم نے تیرے رسول کی پیروی کی پس تو ہمیں گواہوں میں لکھ لے) ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا و ھب لنا من لدنک رحمۃ انک انت الوھاب (آل عمران ۸) (اے ہمارے پالنے والے ہمارے دلوں کو ہدایت کرنے کے بعد ڈانوا ڈول نہ ہونے دے اور اپنی بارگاہ سے ہمیں رحمت عطا فرما اس میں تو شک ہی نہیں کہ تو بڑا عطا کرنے والا ہے) سبحان ربنا ان کان وعد ربنا لمفعولا (بنی اسرائیل ۱۰۸) (ہمارا پروردگار ہر عیب سے پاک و پاکیزہ ہے بیشک ہمارے پروردگار کا وعدہ پورا ہونا ہی تھا)۔

اے اللہ کے ولی میرے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان کچھ گناہ ہیں جو بغیر آپ لوگوں کی مرضی کے محو نہیں ہو سکتے۔ لہذا آپ کو اس ذات کے حق کا واسطہ جس نے آپ لوگوں کو اپنے رازوں کا امانت دار بنایا ہے اور امور خلائق کا نگراں مقرر کیا ہے اور آپ لوگوں کی اطاعت کو اپنی اطاعت کے ساتھ رکھ دیا ہے آپ لوگ میرے گناہوں کو بخشوا دیں اور آپ لوگ میرے شفیع بن جائیں میں آپ لوگوں کا اطاعت گذار ہوں۔ جس نے آپ لوگوں کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی جس نے آپ لوگوں کی نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی۔ جس نے آپ لوگوں سے محبت کی اس نے اللہ سے محبت کی جس نے آپ لوگوں سے بغض رکھا اس نے اللہ سے بغض رکھا۔

بارالہیٰ اگر مجھے کوئی ایسا شفیع ملتا جو تیری بارگاہ میں محمدؐ اور ان کے اہل بیت ائمہ اخیار و ابرار سے زیادہ مقرب ہوتا تو میں اسی کو اپنی شفاعت کے لئے پیش کرتا پس تجھے ان حضرات کے اس حق کی قسم دیکر جسے تو نے اپنے اوپر لازم کیا ہے میں تجھ سے درخواست کرتا ہوں کہ تو مجھے ان لوگوں کی معرفت رکھنے والوں میں اور ان کے حق کو پہچاننے والوں میں شامل کرلے اور اس گروہ میں شامل کرلے جس پر ان حضرات کی شفاعت کی وجہ سے رحم کر دیا گیا ہے بیشک تو سارے رحم کرنے والوں میں سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔ اور اللہ اپنی رحمتیں نازل فرمائے محمدؐ اور ان کی پاک و طاہر آل پر اور انہیں وہ سلامتی عطا کرے جو سلامتی کا حق ہے۔ اور ہم لوگوں کے لئے اللہ کافی ہے اور وہ بہترین وکیل ہے۔]

الوداع

اور جب تم واپسی کا ارادہ کرو تو یہ کہو :

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ سَلَامَ مُوَدِّعٍ لَاسَئِمٍ وَ لَا قَالٍ وَ لَا مَالٍ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُهُ عَلَيْكُمْ يَا اَهْلَ بَيْتِ النُّبُوَّةِ ، اِنَّهُ حَمِيْدٌ مَجِيْدٌ ، سَلَامَ وَلِيٍّ لَكُمْ غَيْرِ رَاغِبٍ عَنْكُمْ ، وَ لَا مُسْتَبْدِلٍ بِكُمْ ، وَ لَا مُؤْثِرٍ عَلَيْكُمْ ، وَ لَا مُنْحَرِفٍ عَنْكُمْ ، وَ لَا زَاهِدٍ فِيْ قُرْبِكُمْ ، لَاجَعَلَهُ اللّٰهُ آخِرَ الْعَهْدِ مِنْ زِيَارَةِ قُبُوْرِكُمْ ، وَ اِتْيَانِ مَشَاهِدِكُمْ ، وَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَ حَشَرَنِيَ اللّٰهُ فِيْ زُمْرَتِكُمْ ، وَ اَوْرَدَنِيْ حَوْضَكُمْ ، وَ جَعَلَنِيْ فِيْ حِزْبِكُمْ ، وَ اَرْضَاكُمْ عَنِّيْ وَ مَكَّنَنِيْ فِيْ دَوْلَتِكُمْ ، وَ اَحْيَانِيْ فِيْ رَجْعَتِكُمْ ، وَ مَلَّكَنِيْ فِيْ اَيَّامِكُمْ ، وَ شَكَرَ سَعْيِيْ بِكُمْ وَ غَفَرَ ذَنْبِيْ بِشَفَاعَتِكُمْ ، وَ اَقَالَ عَثْرَتِيْ بِمَحَبَّتِكُمْ ، وَ اَعْلٰى كَعْبِيْ بِمُوَالَاتِكُمْ ، وَ شَرَّفَنِيْ بِطَاعَتِكُمْ ، وَ اَعَزَّنِيْ بِهُدَاكُمْ ، وَ جَعَلَنِيْ مِمَّنِ انْقَلَبَ مُفْلِحًا مُنْجِحًا غَانِمًا سَالِمًا مُعَافًا غَنِيًّا فَائِزًا بِرِضْوَانِ اللّٰهِ وَ فَضْلِهِ وَ كِفَايَتِهِ بِاَفْضَلِ مَا يَنْقَلِبُ بِهِ اَحَدٌ مِنْ زُوَّارِكُمْ وَ مَوَالِيْكُمْ وَ مُحِبِّيْكُمْ وَ شِيْعَتِكُمْ ، وَ رَزَقَنِي اللّٰهُ الْعَوْدَ ثُمَّ الْعَوْدَ اَبَدًا مَا اَبْقَانِيْ رَبِّيْ ، بِنِيَّةٍ صَادِقَةٍ وَ اِيْمَانٍ وَ تَقْوٰى وَ اِخْبَاتٍ ، وَ رِزْقٍ وَاسِعٍ حَلَالٍ طَيِّبٍ ، اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْهُ آخِرَ الْعَهْدِ مِنْ زِيَارَتِهِمْ وَ ذِكْرِهِمْ وَ الصَّلَاةِ عَلَيْهِمْ ، وَ اَوْجِبْ لِيَ الْمَغْفِرَةَ وَ الرَّحْمَةَ وَ الْخَيْرَ وَ الْبَرَكَةَ وَ الْفَوْزَ وَ النُّوْرَ وَ الْاِيْمَانَ ، وَ حُسْنَ الْاِجَابَةِ كَمَا اَوْجَبْتَ لِاَوْلِيَائِكَ الْعَارِفِيْنَ بِحَقِّهِمْ ، اَلْمُوْجِبِيْنَ طَاعَتَهُمْ ، اَلرَّاغِبِيْنَ فِيْ زِيَارَتِهِمْ ، اَلْمُتَقَرِّبِيْنَ اِلَيْكَ وَ اِلَيْهِمْ ، بِاَبِيْ اَنْتُمْ وَ اُمِّيْ وَ نَفْسِيْ وَ اَهْلِيْ وَ مَالِيْ اجْعَلُوْنِيْ فِيْ هَمِّكُمْ وَ صَيِّرُوْنِيْ فِيْ حِزْبِكُمْ ، وَ اَدْخِلُوْنِيْ فِيْ شَفَاعَتِكُمْ وَ اذْكُرُوْنِيْ عِنْدَ رَبِّكُمْ ، اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ ، وَ اَبْلِغْ اَرْوَاحَهُمْ وَ اَجْسَادَهُمْ مِنِّي السَّلَامَ ، وَ السَّلَامُ عَلَيْهِ وَ عَلَيْهِمْ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُهُ ، وَ صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَ آلِهِ وَ سَلَّمَ كَثِيْرًا وَ حَسْبُنَا اللّٰهُ وَ نِعْمَ الْوَكِيْلُ۔

آپ لوگوں پر سلام اس وداع ہونے والے کا سلام جو (آپ کی زیارت سے) نہ تھکا ہے نہ ماندہ ہوا ہے اور نہ دل برداشتہ ہوا ہے۔ اور اللہ کی رحمت و برکت ہو آپ لوگوں پر اے اہل بیت نبوت بیشک وہ قابل حمد و ثناء ہے اور بزرگ ہے۔ آپ لوگوں کے ایک دوستدار کا سلام جسے نہ آپ لوگوں سے بے رغبتی ہے نہ وہ آپ لوگوں کے بدلے کسی دوسرے کو چاہتا ہے نہ آپ لوگوں پر کسی دوسرے کو ترجیح دیتا ہے نہ آپ لوگوں سے منحرف ہے اور نہ وہ آپ لوگوں کے قرب سے پرہیز کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ لوگوں کی قبروں کی زیارت اور آپ لوگوں کے روضوں پر حاضری کو (میرے لئے) آخری موقع قرار نہ دیدے۔ آپ لوگوں پر سلام، اللہ تعالیٰ میرا حشر آپ لوگوں کے زمرہ میں کرے اور آپ لوگوں کے حوض پر (جنت میں) پہنچائے اور آپ لوگوں کے گروہ میں قرار دے اور مجھ سے آپ لوگوں کو راضی وخوش رکھے آپ لوگوں کا عہد حکومت مجھے بھی ملے۔ آپ لوگوں کی رجعت کے زمانہ میں مجھے بھی زندہ کرے اور آپ لوگوں کا زمانہ مجھے بھی دکھائے آپ لوگوں

کے ساتھ رہنے میں میری سعی کو مشکور کرے اور آپ لوگوں کی شفاعت سے میرے گناہ بخش دے آپ لوگوں کی محبت میں میری لغزشوں اور کوتاہیوں کو معاف کرے آپ لوگوں کی دوستی کے صدقے میں میری شان کو بھی بلند کرے اور مجھے آپ لوگوں کی اطاعت کا شرف عطا فرمائے اور مجھے آپ لوگوں سے ہدایت حاصل کرنے کی عزت دے ۔ اور مجھے ان لوگوں میں شامل کرے جو بیان سے فلاح یافتہ، کامیاب، بہرہ ور، صحیح سالم، معافی پائے ہوئے، غنی اور اللہ کی رضا و فضل و بخشش کو حاصل کئے ہوئے پلٹیں گے ۔ بلکہ آپ لوگوں کے شیعوں، دوستداروں محبت، کرنے والوں اور آپ کے زوّاروں میں سے جو بھی شاد و بامراد پلٹے میں اس سے بھی زیادہ بامراد پلٹوں ۔ اور جب تک اللہ تعالیٰ مجھے زندہ رکھے ہمیشہ مجھے صدقِ نیت، ایمان و تقویٰ و تواضع و رزقِ وسیع و حلال و طیب کے ساتھ یہاں بار بار پلٹ کر آنے کی توفیق عطا فرماتا رہے ۔

اے اللہ ان لوگوں کی زیارت کا، ان کے ذکر کا ان پر درود کا میرے لئے یہ آخری موقع نہ قرار دے اور میرے لئے مغفرت و رحمت و خیر و برکت و کامیابی و نور و ایمان و حسنِ قبولیتِ دعا کو اسی طرح لازم فرما دے جس طرح تو نے اپنے ان اولیاء کے لئے لازم قرار دیا ہے جو ان حضرات کے حق کی معرفت رکھتے ہیں، ان کی اطاعت کو واجب جانتے ہیں، ان کی زیارت کے لئے رغبت سے آتے ہیں اور تیرے تقرب اور ان حضرات کے تقرب کے خواہاں ہیں ۔

مولا و آقا آپ لوگوں پر میرے ماں باپ، میری جان، میرے اہل و عیال، میرا مال و منال قربان آپ حضرات مجھے بھی دھیان میں رکھیں اور مجھے بھی اپنے گروہ میں شمار کریں اور اپنی شفاعت میں شامل کریں اور اپنے رب کی بارگاہ میں مجھے یاد رکھیں ۔

اے اللہ اپنی رحمتیں نازل فرما محمدؐ و آل محمدؐ پر اور میری طرف سے ان کی ارواح و اجساد کو سلام پہنچا دے اور ان پر بھی سلام اور ان حضرات پر بھی سلام ان پر اللہ کی رحمت و برکت ہو ۔ اور اللہ درود نازل فرمائے محمدؐ اور ان کی آل پر اور بہت بہت سلام ہو ۔ اور اللہ ہم لوگوں کے لئے کافی ہے اور وہ بہترین مددگار ہے ۔

باب الحقوق

(۳۲۱۴) اسماعیل بن فضل نے ثابت بن دینار سے اور انہوں نے حضرت امام سید العابدین علی ابن الحسین بن علی بن ابی طالب علیہم السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا

اللہ کا سب سے بڑا حق تم پر یہ ہے کہ اس کی عبادت کرو اور کسی شے کو اس کا شریک نہ بناؤ پس اگر تم نے خلوص کے ساتھ یہ کام کیا تو تمہارے لئے اللہ تعالیٰ خود پر یہ لازم کرلے گا کہ دنیا اور دین کے تمام امور میں تمہارے لئے کافی ہوجائے ۔

اور تم پر خود تمہاری ذات کا حق یہ ہے کہ اس کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں استعمال کرو ۔

اور زبان کا حق یہ ہے کہ اس کو فحش گوئی سے بالاتر رکھو۔ اس کو خیر کا عادی بناؤ۔ اور ایسی فضول باتیں نہ کرو جن کا کوئی فائدہ نہ ہو۔ لوگوں کے ساتھ نیکی کرو اور ان کے ساتھ اچھی باتیں کرو۔

کان کا حق یہ ہے کہ اس کو غیبت اور ان باتوں کے سننے سے پاک رکھو جن کا سننا جائز نہیں ہے۔

آنکھ کا حق یہ ہے کہ جن چیزوں کا دیکھنا تمہارے لئے جائز نہیں ہے ان سے نگاہ پھیر لو اور جس چیز کو دیکھو اس کو عبرت اور سبق حاصل کرنے کے لئے دیکھو۔

ہاتھوں کا حق تم پر یہ ہے کہ جو چیز تمہارے لئے جائز نہیں ادھر ان کو نہ بڑھاؤ۔

پاؤں کا حق تم پر یہ ہے کہ جو چیز تمہارے لئے جائز نہیں ہے ادھر قدم نہ بڑھاؤ۔ اس لئے کہ ان دونوں سے تم صراط پر کھڑے ہوگے تو چوکنا رہو کہ کہیں پھسل نہ جائیں اور تم جہنم میں گر جاؤ۔

پیٹ کا حق یہ ہے کہ اس کو حرام چیزوں کا برتن نہ بناؤ اور شکم سیری سے زیادہ نہ کھاؤ۔

شرم گاہ کا تم پر حق یہ ہے کہ اس کو زنا سے بچاؤ۔ اور اس کی حفاظت کرو کہ کوئی اس کو نہ دیکھے۔

نماز کا حق یہ ہے کہ تمہیں معلوم رہنا چاہیئے کہ یہ اللہ عزوجل کی بارگاہ میں بطور وفد پیش ہو رہی ہے اور تم اس کے سامنے کھڑے ہو۔ جب تمہارے ذہن میں یہ بات ہوگی تو تم جس ذات کے سامنے کھڑے ہو اس کی عظمت کے مدنظر سکون و وقار و ادب کے ساتھ اس عبد ذلیل و حقیر و مسکین و عاجز کی طرح کھڑے ہوگے جو اپنے مالک سے محبت بھی کرتا ہے اور ڈرتا بھی ہے وہ اس کی رحمت کی امید بھی رکھتا ہے اور اس کی سزا سے خوف زدہ بھی ہے۔ جب ایسا ہوگا تو تم رجوع قلب سے نماز ادا کرو گے اور اس کے حدود و حقوق کے ساتھ اسے قائم کرو گے۔

حج کا حق یہ کہ تمہارے ذہن میں یہ بات رہے کہ یہ ایک وفد ہے جو تمہارے رب کی طرف جارہا ہے اور تم اپنی گناہوں سے بھاگ کر اس کی طرف جارہے ہو جہاں تمہاری توبہ قبول ہوگی اور وہ فریضہ ادا ہو جائے گا جو تمہارے رب نے تم پر واجب کیا ہے۔

روزہ کا حق یہ ہے کہ تم یہ بات سمجھ لو کہ یہ ایک پردہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے تمہاری زبان تمہارے کان تمہاری آنکھ تمہارے پیٹ اور تمہاری شرمگاہ پر ڈال دیا ہے تاکہ تمہیں جہنم سے چھپالے۔ پس اگر تم نے روزہ چھوڑا تو سمجھ لو کہ تم نے اپنے اوپر سے اللہ کے ڈالے ہوئے پردے کو چاک کر دیا۔

صدقہ کا حق یہ ہے کہ تم یہ بات سمجھ لو یہ صدقہ جو دے رہے ہو یہ تمہارے رب کے پاس جمع ہو رہا ہے اور تمہاری یہ ایسی امانت رکھی جارہی ہے جس میں تمہیں کسی گواہ کی ضرورت نہیں اور یہ امانت اگر تم نے لوگوں کی نگاہوں سے چھپاکر پوشیدہ رکھی ہے تو اس سے زیادہ موثق و قابل بھروسہ ہے کہ اگر تم اسے بالاعلان رکھتے۔ اور تمہیں یہ بھی معلوم رہنا چاہیئے کہ یہ صدقہ دنیا میں تم سے بلاؤں، اور بیماریوں کو دور کرے گا اور آخرت میں تم کو جہنم سے بچائے گا۔

ہدیٰ اور قربانی کا حق یہ ہے کہ تم یہ ارادہ کرو کہ یہ صرف اللہ کے لئے ہے خلق کی خوشنودی کا ارادہ نہ کرو صرف یہ ارادہ رکھو کہ اللہ کی رحمت کے طفیل قیامت کے دن تمہاری روح نجات پا جائے۔

بادشاہ کا حق:

اور بادشاہ کا حق یہ ہے کہ تم یہ سمجھ لو کہ تم اس کے لئے آزمائش ہو اور وہ تمہارے لئے آزمائش ہے اللہ نے اس کو تم پر سلطان بنایا ہے تو کوئی ایسا کام نہ کرو جو اس کے غصہ کا سبب بنے اس طرح تم خود اپنے ہاتھوں اپنے کو ہلاکت میں ڈالو گے اور جو کچھ تم کو اس سے گزند پہنچے گا اس گزند پہنچانے میں تم خود شریک سمجھے جاؤ گے۔

استاد کا حق:

استاد اور تعلیم دینے والے کا حق یہ ہے کہ اس کی تعظیم کی جائے اس کے مجلسِ درس میں وقار کے ساتھ بیٹھا جائے اور اس کی تقریر کو اچھی طرح سنا جائے اس کی طرف متوجہ رہا جائے اس کی آواز سے آواز بلند نہ کی جائے۔ اور اگر استاد کسی سے کوئی سوال کرے تو وہی جواب دے جس سے سوال کیا گیا ہے دوسرا جواب نہ دے۔ اس کی مجلسِ درس میں کوئی آپس میں باتیں نہ کرے۔ استاد کے سامنے کسی کی غیبت اور برائی نہ کرے اور اگر کوئی شخص استاد کو برا کہہ رہا ہو تو اس کا دفاع کرے اور اس کے عیب کو چھپائے اور اس کی خوبیوں کا اظہار کرے اور اس کے دشمنوں کے پاس نہ بیٹھے۔ اور اس کے دوست سے دشمنی نہ کرے اگر تم نے ایسا کیا تو اللہ تعالیٰ کے ملائکہ تمہارے لئے گواہی دیں گے کہ واقعاً تم نے استاد کے پاس آکر اللہ کے لئے علم حاصل کیا ہے لوگوں کے لئے نہیں۔

حاکم کا حق:

حاکمِ ملک کا حق یہ ہے کہ اس کی اطاعت کرو اور اس کی نافرمانی نہ کرو سوائے ان باتوں کے جن پر اللہ تعالیٰ ناراض ہو اس لئے کہ خالق کی نافرمانی میں مخلوق کی اطاعت نہیں کرنی چاہیے۔

رعایا کا حق:

رعایا کا حق بادشاہ پر تو تم یہ سمجھ لو کہ یہ لوگ تمہاری قوت اور اپنی کمزوری کی بنا پر یہ تمہاری رعایا بنے ہوئے ہیں تم پر واجب ہے کہ ان کے درمیان عدل سے کام لو اور ان پر ایسی شفقت کرو جیسے ایک مہربان باپ اور ان کی ناسمجھی کو معاف کرو ان کو سزا دینے میں عجلت سے کام نہ لو اور اللہ نے تم کو ان لوگوں پر جو قدرت دی ہے اس پر اللہ کا شکر ادا کرو۔

شاگرد کا حق

تم پر تمہاری علمی رعایا (شاگردوں) کا حق تو یہ سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ نے تم کو علم دیا ہے اور تمہیں ان لوگوں کے لئے قیم (سرپرست) بنایا ہے اور تمہارے لئے اپنے خزانے کھول دیئے ہیں۔ پس اگر تم نے لوگوں کو اچھی طرح تعلیم دی، سختی نہ برتی، دل تنگ نہ ہوئے تو اللہ تعالیٰ اپنا فضل تم پر زیادہ کرے گا۔ اور اگر تم نے اپنے علم سے لوگوں کو روکا یا جو تم سے علم حاصل کرنے آیا اس سے تم نے ترش روئی برتی تو اللہ کے لئے یہ لازم ہے کہ تمہارا علم اور اس کا جمال تم سے سلب کرلے اور لوگوں کے دلوں میں جو تمہارا محل و مقام ہے وہ ختم ہوجائے۔

زوجہ کا حق:

تم یہ جان لو کہ اللہ تعالیٰ نے زوجہ کو تمہارے لئے باعث سکون اور انس قرار دیا اور پھر یہ بھی جان لو کہ یہ اللہ کی طرف سے ایک نعمت ہے اس کی قدر کرو اور اس پر نرمی کرو اور اگر تمہارا کوئی حق اس پر واجب الادا بھی ہے تو اس کا حق تم پر یہ ہے کہ تم اس پر رحم کرو اس لئے کہ وہ تمہاری قیدی ہے اسے کھانا کھلاؤ کپڑے پہناؤ۔ اور اگر اس سے کوئی ناسمجھی و جہالت ہوجائے تو اسے معاف کردو۔

مملوک کا حق:

تم یہ سمجھ لو کہ اس کو بھی تمہارے رب نے پیدا کیا ہے یہ بھی تمہارا بھائی ہے تمہارے ماں باپ کا بیٹا تمہارا گوشت اور تمہارا خون ہے تم اس کے مالک اس لئے نہیں ہو کہ اللہ کے سوا تم نے اس کو بنایا ہے تم نے تو اس کے اعضاء جوارح میں سے کسی ایک شے کو بھی خلق نہیں کیا ہے اور نہ اس کا رزق ہی پیدا کیا ہے پھر بھی اللہ نے اس کو تمہارا تابع کردیا ہے تم کو اس کا امین بنایا ہے اس کو تمہارے سپرد کیا ہے تاکہ تم اس کے ساتھ جو نیکی کرو اس کو محفوظ رکھے لہذا تم بھی اس مملوک کے ساتھ اسی طرح احسان کرو جس طرح اللہ نے تم پر احسان کیا ہے۔ اگر تم اس مملوک کو پسند نہیں کرتے تو اس کو بدل لو اور اللہ کی مخلوق کو اذیت نہ دو اور نہیں ہے کسی کے پاس کوئی قوت لیکن صرف اللہ کی دی ہوئی۔

ماں کا حق:

اور ماں کا حق تو تم یہ جان لو کہ اس نے تمہارا بوجھ اس طرح اٹھایا کہ کوئی شخص کسی دوسرے کا بوجھ اس طرح نہیں اٹھاتا اور اس نے تمہیں اپنے دل کا خون اس طرح چھپایا ہے کہ کوئی شخص کسی دوسرے کو اپنے دل کا خون نہیں چھپاتا اس نے اپنے تمام اعضاء و جوارح سے تمہاری نگہبانی اور حفاظت کی ہے اور (خود کسی تکلیف کی) پرواہ نہیں کی۔ تم بھوکے ہوتے تو تمہیں کھلاتی تم پیاسے ہوتے تو تمہیں پلاتی تم ننگے ہوتے تو تمہیں کپڑے پہناتی تمہیں کبھی دھوپ میں اور

کبھی سایہ میں رکھتی تمہارے لئے اپنے اوپر سونا حرام کرلیتی اور تمہیں گرمی اور سردی سے بچاتی اور حقیقت یہ ہے کہ تم اللہ کی مدد اور اس کی توفیق کے بغیر اس کا شکریہ ادا نہیں کرسکتے۔

باپ کا حق:

اور تم پر تمہارے باپ کا حق تو تم یہ سمجھ لو کہ وہی تمہاری اصل ہے اس لئے کہ اگر وہ نہ ہوتا تو تم بھی نہ ہوتے تو جب تم اپنے میں کوئی اچھی بات دیکھو تو یہ سمجھ لو کہ اس نعمت کی بنیاد میں تمہارا باپ ہے اور اس کے بقدر تم اللہ تعالیٰ کی حمد اور اس کا شکریہ ادا کرو۔

بیٹے کا حق:

اور بیٹے کا حق تو تمہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ وہ اس دنیائے فانی میں اپنی ہر نیکی اور بدی کے ساتھ تمہاری طرف منسوب ہوگا۔ اور جو کچھ بھی تم نے اس کو ادب سکھایا ہے اور اس کے رب کی طرف اس کی رہنمائی کی ہے یا اللہ کی اطاعت پر اس کی معاونت کی ہے ان کے تم ذمہ دار ہو لہٰذا اس کے معاملہ میں اس شخص کی طرح کام کرو جو جانتا ہو کہ اگر ہم اس کے ساتھ نیکی کریں گے تو ثواب ملے گا اور بدی کریں گے تو سزا ملے گی۔

بھائی کا حق:

اور بھائی کے حق کے متعلق تمہیں یہ معلوم ہونا چاہیئے کہ وہ تمہارا بازو ہے تمہاری قوت ہے تمہارا زور ہے لہٰذا اللہ کی نافرمانی میں اور خلق خدا پر ظلم کرنے میں اس کو آلہ کار نہ بناؤ۔ اور اس کے دشمن کے مقابلہ میں اس کی مدد کرو اور اس کو نصیحت ترک نہ کرو۔ اگر وہ اللہ کی اطاعت کرتا ہے تو ٹھیک ورنہ اس سے زیادہ اللہ تم پر کرم کرے گا اور نہیں ہے کوئی قوت لیکن صرف اللہ کی دی ہوئی۔

آقا کا حق:

اس آقا کا حق جس نے تم کو آزاد کیا ہے تو اس کے متعلق یہ سمجھ لو اس نے تمہیں آزاد کرانے میں اپنا مال خرچ کیا ہے اور غلامی اور وحشت سے نکال کر تمہیں آزادی کی عزت اور اس کے انس تک پہنچایا ہے اور ملکیت کی اسیری سے تمہیں چھڑایا ہے بندگی کی قید سے تمہیں رہا کرایا ہے قید خانہ سے تمہیں نکالا ہے اور خود تم کو تمہاری ذات کا مالک بنایا ہے اور تمہیں اپنے رب کی عبادت کے لئے فارغ کردیا ہے اور یہ بھی سمجھ لو کہ تمہاری حیات میں اور تمہاری موت میں تم پر اس کا

سب سے زیادہ حق ہے اس کی نصرت و مدد تم پر جان کی بازی لگا کر کرنا واجب ہے۔ اس کے علاوہ جو بھی تم سے اس کو ضرورت ہو۔ (اسے پورا کرو) اور نہیں ہے قوت لیکن اللہ کی دی ہوئی۔

غلام کا حق:

اور تمہارے غلام کا حق جس کو تم نے آزاد کرایا ہے۔ اس کے متعلق تم سمجھو کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے آزاد کرانے کو تمہارے لئے اپنے قرب کا ایک وسیلہ اور جہنم سے بچانے کا ایک ذریعہ بنایا ہے اور اس کا نفع و ثواب اس دنیا میں اس کی میراث ہے بشرطیکہ اس کا کوئی رشتہ دار اور وارث نہ ہو اس لئے کہ تم نے اس کی آزادی کے لئے اپنا مال خرچ کیا ہے اور آخرت میں جنت (حاصل کی) ہے۔

محسن کا حق:

اور جس نے تمہارے ساتھ کوئی احسان اور کوئی نیکی کی ہے اس کا یہ حق ہے کہ تم اس کا شکریہ ادا کرو اور اس کے احسان کا تذکرہ کرو اس کو اچھے الفاظ میں یاد کرو اور اس کے لئے خلوص کے ساتھ دعا کرو جو تمہارے اور اللہ کے درمیان ہوگی۔ اگر تم نے ایسا کیا تو سمجھ لو کہ تم نے اس کا شکریہ در پردہ بھی ادا کر دیا اور علانیہ بھی پھر اگر تمہارے بس میں ہو تو کسی دن اس کا بدلہ بھی چکا دو۔

مؤذن کا حق:

اور مؤذن کا حق تو تمہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ وہ تمہیں تمہارے رب کی یاد دلاتا ہے۔ اور تمہیں اپنا حصہ (ثواب) لینے کے لئے بلاتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے فریضہ کی ادائیگی میں تمہاری مدد کرتا ہے۔ پس تم اس کا شکریہ ادا کرو ویسا ہی شکریہ جیسا تم احسان ادا کرنے والے کا ادا کرتے ہو۔

پیش نماز کا حق:

اور تم پر تمہارے پیش نماز کا حق تو تمہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ تمہارے اور خدائے عزوجل کے درمیان اس نے سفارت کا قلادہ اپنے گلے میں ڈالا ہے اور وہ تمہاری طرف سے اللہ تعالیٰ سے گفتگو کرتا ہے تم اس کی طرف سے گفتگو نہیں کرتے، وہ تمہارے لئے دعا کرتا ہے تم اس کے لئے دعا نہیں کرتے اور اللہ کی بارگاہ میں پرہول مقام پر تمہاری نیابت کرتا ہے پس اگر وہ کوئی کوتاہی کرتا ہے تو یہ ذمہ داری اس کی ہے تم پر نہیں ہے اور اگر اس نے کوئی کوتاہی نہیں کی ہے بلکہ

نماز صحیح اور مکمل پڑھی ہے تو تم اس میں اس کے شریک ہو۔ اور اس کو مقام ثواب میں تم پر کوئی فضیلت حاصل نہیں ہے۔ لہذا اس کو پیش کر کے اپنے کو بچالو اور اس کی نماز کے ذریعے اپنی نماز کو بچاؤ اور اس امر پر تم اس کا شکریہ ادا کرو۔

ہم نشین کا حق:

اور تمہارے ہمنشین کا حق تم پر یہ ہے کہ اپنے پہلو کو اس کے لئے نرم بناؤ اور گفتگو میں اور الفاظ میں اس کے ساتھ انصاف کرو اور اس کی مجلس سے بغیر اس کی اجازت کے نہ اٹھو مگر جس کی مجلس میں تم جا کر بیٹھے ہو اس کے لئے یہ جائز ہے کہ بغیر تمہاری اجازت کے وہ مجلس سے اٹھ جائے۔ اور اس کی لغزشوں کو بھلا دو اور اس کی نیکیوں کو یاد رکھو اور سوائے خیر اور اچھی باتوں کے اسے کچھ نہ سناؤ۔

پڑوسی کا حق:

تمہارے پڑوسی کا حق یہ ہے کہ اس کی غیبت میں اس کی حفاظت کرو اور اس کی موجودگی میں اس کا اکرام کرو اگر وہ مظلوم ہے تو اس کی مدد کرو اور اس کی پوشیدہ باتوں کی کھوج میں نہ لگو اور اگر اس کی کوئی بری بات تمہارے علم میں ہو تو اس کو چھپاؤ۔ اگر تمہیں معلوم ہو کہ وہ تمہاری نصیحت قبول کر لے گا تو اکیلے میں اس کو نصیحت کرو اور تنگی و سختی کے وقت اس کا ساتھ نہ چھوڑو اس کی حاجت روائی کرو اس کی خطا معاف کرو اس کے ساتھ شریفوں اور عزت داروں جیسا سلوک کرو اور نہیں ہے کسی میں کوئی قوت لیکن صرف اللہ کی عطا کی ہوئی۔

ہم صحبت کا حق:

اپنے ہم صحبت اور ساتھی کا حق یہ ہے کہ تم تفضّل مہربانی اور انصاف کے ساتھ ہم صحبت رہو اور تم اس کا اسی طرح اکرام کرو جس طرح وہ تمہارا اکرام کرتا ہے اور اس کا موقع نہ دو کہ وہ تم سے حسن سلوک کرنے میں سبقت کر جائے اور اگر اس نے سبقت کر لی ہے تو اس کا بدلہ اتار دو۔ جس طرح وہ تم سے محبت سے پیش آتا ہے اسی طرح تم بھی اس سے محبت سے پیش آؤ اگر وہ کسی معصیت کا ارادہ کرتا ہے تو اسے جھڑک دو اس پر مہربانی کرو اس کے لئے عذاب نہ بن جاؤ۔ اور نہیں ہے کسی کے پاس کوئی قوت لیکن صرف اللہ کی عطا کی ہوئی۔

شریک کا حق:

تمہارے کاروبار میں شریک کا حق یہ ہے کہ اگر وہ غائب ہے تو اس کی جگہ تم اس کے بدلے کام کردو اور اگر وہ

موجود ہے تو اس کی رعایت کرو اور اس کے حکم کے خلاف تم حکم نہ چلاؤ اور بغیر اس سے افہام و تفہیم کے اپنی رائے نہ چلاؤ اس کے مال کی حفاظت کرو اور کسی بڑی یا چھوٹی چیز میں خیانت نہ کرو۔ اسی لئے کہ اللہ تعالیٰ کا ہاتھ دونوں پر ہے جب تک کہ وہ دونوں خیانت نہ کریں اور نہیں ہے کوئی قوت لیکن صرف اللہ کی عطا کی ہوئی۔

مالک کا حق:

مالک کا حق یہ ہے کہ اس کے مال سے اتنا ہی لو جتنی اس نے اجازت دی ہے اور اتنا ہی خرچ کرو جتنی اس کی مرضی ہے۔ اور اپنی ذات پر اس شخص کے لئے ایثار نہ کرو جو تمہارا شکریہ بھی ادا نہ کرے اور اپنے رب کی اطاعت میں رہتے ہوئے اس کا کام کرو۔ بخل سے کام نہ لو ورنہ اتباع کے باوجود حسرت و ندامت کے گڑھے میں گر پڑو گے۔ اور نہیں ہے کوئی قوت لیکن صرف اللہ کی عطا کی ہوئی۔

قرض خواہ کا حق:

اور قرض خواہ کا حق جو تم سے اپنی رقم کا مطالبہ کر رہا ہے تو اگر تم کشادہ دست ہو تو اس کی رقم ادا کر دو اور اگر تنگ دست ہو تو اچھی گفتگو کر کے اس کو راضی کر لو۔ اور اچھے انداز سے اس کو واپس کرو۔

میل ملاپ والے کا حق:

اپنے سے میل ملاپ والے کا حق یہ کہ تم اس کے ساتھ دھوکہ دھڑی اور مکر و فریب نہ کرو اس کے معاملہ میں اللہ سے ڈرو۔

مدعی کا حق مدعا علیہ پر:

اگر تم پر کسی نے دعویٰ دائر کیا تو اگر اس کا دعویٰ درست ہے تو پھر تم خود اپنے نفس کے خلاف گواہ ہو اس پر ظلم نہ کرو اس کا جو حق ہے اسے ادا کر دو۔ اور اگر اس کا دعویٰ باطل اور غلط ہے تو اس کے ساتھ نرمی کرو اور اس کے معاملہ میں نرمی کے سوا کچھ نہ کرو اور اپنے رب کو اس کے معاملہ میں ناراض نہ کرو۔ اور نہیں کوئی قوت لیکن اللہ کی عطا کی ہوئی۔

مدعا علیہ کا حق:

اور مدعا علیہ کا حق جس پر تم نے دعویٰ کیا ہے تو اگر تم اپنے دعویٰ میں حق پر ہو تو اس سے اچھی گفتگو کرو اور جہاں

تک اس کا حق ہے اس سے انکار نہ کرو۔ اور اگر تمہارا دعویٰ باطل اور غلط ہے تو اللہ سے ڈرو تو بہ کرو اور اپنے دعویٰ سے باز آؤ۔

مشورہ چاہنے والے کا حق:

اور اگر تم سے کوئی مشورہ چاہتا ہے تو اس کا حق یہ ہے کہ اگر تمہارے علم میں اس کے لئے کوئی اچھی رائے ہے تو اس کو وہ رائے اور مشورہ دے دو اور اگر کوئی اچھی رائے تمہارے علم میں نہیں ہے تو اسے کوئی ایسا شخص بتادو جو اس کو صحیح مشورہ دیدے۔

مشورہ دینے والے کا حق:

اور مشورہ دینے والے کا حق تم پر یہ ہے کہ اگر اس کی رائے تمہارے موافق نہ رہے تو اس کو متہم نہ کرو اور اگر اس کی رائے تمہارے موافق رہی تو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرو۔

نصیحت چاہنے والے کا حق:

نصیحت چاہنے والے کا حق یہ ہے کہ تم اپنی نصیحت سے اس کو نوازو لیکن مہربانی اور نرمی کے ساتھ۔

نصیحت کرنے والے کا حق:

اور ناصح کا حق یہ ہے کہ تم اس کے سامنے اپنے بازوؤں کو ڈھیلا اور نرم رکھو اور کان لگا کر اس کی نصیحت کو سنو اگر وہ درست نصیحت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرو اور اگر اس کی نصیحت تمہارے موافق نہ آئے تو اس پر رحم کرو اس پر اتہام نہ لگاؤ اور یہ سمجھ لو کہ اس سے غلطی ہو گئی اس سے کوئی مواخذہ نہ کرو مگر یہ کہ وہ واقعاً مستحق اتہام ہو مگر کسی حال میں اس سے جنگ کے لئے آمادہ نہ ہو۔ اور نہیں کوئی قوت لیکن اللہ کی عطا کی ہوئی۔

اپنے سے بڑے کا حق:

اپنے سے بڑے بزرگ کا حق یہ ہے کہ اس کے سن کی وجہ سے اس کی توقیر کرو اور چونکہ وہ اسلام میں تم سے مقدم ہے اس لئے اس کی تعظیم کرو اور جھگڑے کے وقت اس کا مقابلہ ترک کرو۔ راستہ میں اس سے سبقت نہ کرو اور اس کے آگے نہ چلو اس کو جاہل نہ کہو اور اگر وہ تمہارے سامنے جہالت کرے تو اسے برداشت کرو اس کے سبقت اسلام کی وجہ سے

اس کا اکرام واحترام کرو۔

اپنے سے چھوٹے کا حق:

اپنے سے چھوٹے کا حق یہ ہے کہ مہربانی کے ساتھ اس کو تعلیم دو۔ اس کی خطا کو معاف کرو اور اسے چھپاؤ اس کے ساتھ نرمی سے پیش آؤ اور اس کی اعانت اور مدد کرو۔

سائل کا حق:

سائل کا حق یہ ہے کہ اس کی بقدر حاجت اس کو دو۔

جس سے سوال کیا جائے اس کا حق:

اور جس سے سوال کیا جائے اس کا حق یہ ہے کہ جو کچھ وہ دے اس کو شکریہ کے ساتھ اس کی بخشش سمجھتے ہوئے قبول کرو اور اگر وہ کچھ نہ دے تو اس کے عذر کو قبول کرو۔

اللہ کی خوشنودی کیلئے خوش کرنے والے کا حق:

اور اللہ کی خوشنودی کے لئے جو تم کو خوش کرے اس کا حق یہ ہے کہ پہلے تم اللہ کا شکر کرو اس کے بعد اس کا شکریہ ادا کرو۔

تکلیف پہنچانے والے کا حق:

اور تکلیف پہنچانے والے کا حق یہ ہے کہ تم اس کو معاف کر دو اور اس کو اذیت پہنچانے سے باز رہو۔ اور اگر تمہیں یہ علم ہو کہ معاف کرنا معتر ہے تو اس سے بدلہ لے لو۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا بھی ارشاد ہے
ولمن انتصر بعد ظلمه فاولٓئک ما علیهم من سبیل (سورہ شوریٰ ۴۱) (جس پر ظلم ہوا ہو اگر وہ اس کے بعد انتقام لے تو ایسے لوگوں پر کوئی الزام نہیں)

اہل ملت کا حق:

اور اپنے اہل ملت کا حق تم پر یہ ہے کہ درپردہ ان کے بہی خواہ رہو ان پر مہربانی کرو۔ اور ان میں جو برا سلوک

کرنے والے ہیں ان کے ساتھ نرمی سے پیش آؤ ان کی دلجوئی کرو اور ان کی اصلاح کی فکر کرو۔ اور ان میں جو اچھا سلوک کرنے والے ہیں ان کا شکریہ ادا کرو اور ان سب کو اذیت پہنچانے سے باز رہو اور ان کے لئے وہی بات پسند کرو جو اپنی ذات کے لئے پسند کرتے ہو اور ان کے لئے وہ بات ناپسند کرو جو اپنے لئے ناپسند کرتے ہو۔ اور اپنی ملت کے بوڑھوں اور بزرگوں کو اپنے باپ کے بمنزلہ سمجھو، ان کے جوانوں کو اپنے بھائی کے بمنزلہ، ان کی بوڑھی عورتوں کو اپنی ماں کے بمنزلہ اور بچوں کو اپنی اولاد کے بمنزلہ سمجھو۔

ذمیوں کا حق:

اور ذمیوں (وہ کافر جو اسلامی ملک میں ہیں) کا حق یہ ہے کہ ان سے اتنا ہی قبول کرلو جتنا اللہ تعالیٰ نے ان سے قبول کیا ہے اور جب تک وہ اللہ تعالیٰ کے عہد کو پورا کرتے رہیں تم ان پر زیادتی نہ کرو۔

باب: اعضاء وجوارح پر فرض

(۳۲۱۵) حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے اپنے فرزند محمد حنفیہ رضی اللہ عنہ کو اپنی وصیت میں ارشاد فرمایا کہ اے فرزند جو تم نہیں جانتے اس کے متعلق کچھ نہ کہو۔ بلکہ جتنا تم جانتے ہو وہ (بھی) کُل کا کُل نہ کہدو۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے تمام اعضاء وجوارح پر کچھ فرائض عائد کئے ہیں جس کے لئے وہ قیامت کے دن تم سے بازپرس کرے گا اور اس سے تم پر اپنی حجت قائم کرے گا۔ لہذا ان اعضاء کو ان کے فرائض یاد دلاؤ انہیں نصیحت کرو۔ انہیں محتاط بناؤ انہیں ادب سکھاؤ اور انہیں بیکار نہ چھوڑو۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

و لا تقف مالیس لک بہ علم ان السمع و البصر و الفواد کل اولئک کان عنہ مسئولا (بنی اسرائیل ۳۶)
(اور جس چیز کا تمہیں وقوف و یقین نہ ہو خواہ مخواہ اس کے پیچھے نہ پڑا کرو کیونکہ کان آنکھ اور دل ان سب کی قیامت کے دن یقیناً بازپرس ہونی ہے)۔

نیز اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

اذ تلقونہ بالسنتکم و تقولون بافواھکم مالیس لکم بہ علم و تحسبونہ ھیناً و ھو عند اللہ عظیم
(سورہ نور ۱۵) (تم اپنی زبانوں سے اس کو ایک دوسرے سے بیان کرنے لگے اور اپنے منہ سے ایسی بات کہتے تھے جس کا تمہیں علم ویقین نہ تھا اور (مزا یہ کہ) تم نے اس کو ایک آسان بات سمجھ لیا تھا حالانکہ وہ خدا کے نزدیک بڑی سخت بات تھی)

پھر ان سے اپنی عبادت اور اطاعت کا مطالبہ کیا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

یا ایھاالذین امنوا ارکعوا و اسجدوا و اعبدوا ربکم و افعلوا الخیر لعلکم تفلحون (سورہ حج ۷۷)
(اے ایمان رکھنے والو رکوع کرو اور سجدے کرو اور اپنے پروردگار کی عبادت کرو اور نیکی کرو تاکہ تم کامیاب ہوجاؤ۔) تو اعضاء جوارح پر یہ جامع اور واجب فرائض ہیں۔

نیز اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

و ان المساجد للہ فلا تدعو مع اللہ احداً۔ (سورہ الجن ۱۸) (یہ مساجد خاص اللہ کے لئے ہیں تو تم لوگ خدا کے ساتھ کسی کی عبادت نہ کرنا) یہاں مساجد سے مراد اللہ نے چہرہ، دونوں ہاتھ، دونوں گھٹنے اور دونوں انگوٹھے لئے ہیں)۔

نیز اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

و ما کنتم تستترون ان یشھد علیکم سمعکم و لا ابصارکم و لا جلود کم (حم السجدہ ۲۲) [اور تم لوگ اس خیال سے (اپنے گناہوں کی) پردہ داری بھی تو نہیں کرتے تھے کہ تمہارے کان اور تمہاری آنکھیں اور تمہارے جلوٗد اعضاء تمہارے برخلاف گواہی دیں گے]یہاں جلود سے مراد شرمگاہیں ہیں۔

کان کا فریضہ:

پھر اللہ تعالیٰ نے تمہارے اعضا میں سے ہر عضو پر ایک فرض مخصوص کیا ہے اور اس پر نص کردیا ہے۔ چنانچہ کان پر فرض یہ ہے کہ وہ گناہ کی باتوں پر دھیان نہ دے اس کے متعلق اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

و قد نزل علیکم فی الکتاب ان اذا سمعتم آیات اللہ یکفربھا و یستھزا بھا فلا تقعدوا معھم حتی یخوضوا فی حدیث غیرہ انکم اذا مثلھم (سورہ النساء ۱۴۰) [مسلمانوں حالانکہ اللہ تعالیٰ تم پر اپنی کتاب میں یہ حکم نازل کرچکا ہے کہ جب تم سن لو کہ خدا کی آیتوں سے انکار کیا جاتا ہے اور اس سے مسخرا پن کیا جاتا ہے تو تم ان (کفار) کے ساتھ مت بیٹھو یہاں تک کہ وہ کسی دوسری بات میں غور کرنے لگیں ورنہ تم بھی اس وقت ان ہی کے برابر ہوجاؤ گے۔]

نیز اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اذا رأیت الذین یخوضون فی ایاتنا فاعرض عنھم حتی یخوضوا فی حدیث غیرہ - (سورہ انعام ۶۸)
(اور جب تم ان لوگوں کو دیکھو جو ہماری آیتوں میں بیہودہ بحث کرتے ہیں تو ان کے پاس سے ٹل جاؤ یہاں تک کہ وہ لوگ کسی اور بات میں بحث کرنے لگیں۔)

پھر اس کے ساتھ نسیان (بھول چوک) کو مستثنیٰ کردیا ہے چنانچہ ارشاد ہے و اما ینسینک الشیطان فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظالمین (اور اگر ہمارا یہ حکم شیطان تم کو بھلا دے تو یاد آنے کے بعد ظالم لوگوں کے ساتھ ہرگز نہ بیٹھنا) (سورہ انعام آیت نمبر ۶۸)

نیز اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

فبشر عباد الذین یستمعون القول فیتبعون احسنه اولئک الذین هدا هم الله و اولئک هم اولوا الالباب (میرے ان خالص بندوں کو خوشخبری دیدو جو بات کو جی لگا کر سنتے ہیں اور پھر ان میں سے اچھی بات پر عمل کرتے ہیں یہی وہ لوگ ہیں جنکی اللہ نے ہدایت کی ہے اور یہی لوگ عقل مند ہیں) (سورہ الزمر ۱۸)

نیز اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

و اذا مروا باللغو مروا کراماً (اور وہ لوگ جب کسی بیہودہ کام کے پاس سے گزرتے ہیں تو بزرگانہ انداز سے گزر جاتے ہیں) (سورہ الفرقان ۷۲)

نیز ارشاد ہے۔

و الذین اذا سمعوا اللغو اعرضوا عنه (جب کسی سے کوئی لغو بات سنی تو اس سے کنارہ کش رہے) (سورہ القصص ۔ ۵۵)

تو یہ باتیں وہ ہیں جو اللہ نے کان پر فرض کی ہیں اور یہ اسکا عمل ہے۔

آنکھوں کا فریضہ:

اور آنکھ پر یہ فرض ہے کہ جن چیزوں کا دیکھنا اللہ نے اس پر حرام کیا اسے نہ دیکھے چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے قل للمومنین یغضوا من ابصارهم و یحفظوا فروجهم (اے رسول صاحبان ایمان سے کہہ دو کہ اپنی نگاہوں کو نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں) (سورہ النور ۳۰)

اس طرح اللہ نے حرام کر دیا ہے کہ کوئی شخص دوسرے کی شرمگاہ پر نظر ڈالے۔

زبان کا فریضہ:

اور زبان کا فریضہ ہے کہ اقرار کرے اور جو کچھ منہ سے عہد کیا ہے دل سے اسکی تصدیق کرے چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے قولوا آمنا بالله و ما انزل الینا و انزل الیکم و الهنا و الهکم و احد و نحن له مسلمون (اور کہہ دو جو کتاب ہم لوگوں پر نازل ہوئی ہے اور جو کتاب تم لوگوں پر نازل ہوئی ہے ہم سب پر ایمان لاچکے ہیں اور ہمارا اور تمہارا معبود ایک ہی ہے اور ہم اسی کے فرمانبردار ہیں) (سورہ عنکبوت ۴۶)

نیز اللہ کا ارشاد ہے۔ و قولوا للناس حسنا (اور لوگوں سے اچھی طرح نرمی سے باتیں کرو) (سورہ بقرہ ۸۳)

قلب کا فریضہ:

اور اللہ نے قلب پر یہ فریضہ عائد کیا کہ یہ تمام اعضاء و جوارح کا حاکم ہے اسی کے ذریعہ سوچا سمجھا جاتا ہے اور اسی کے حکم اور رائے سے اعضا حرکت کرتے ہیں چنانچہ اسکے متعلق اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے الا من اکرہ و قلبہ مطمئن بالایمان (لیکن وہ شخص جو کلمہ کفر کہنے پر مجبور کردیا جائے مگر اسکا دل ایمان سے مطمئن ہو) (سورہ النحل ۱۰۶)

نیز اس قوم کا حال بتاتے ہوئے جو زبان سے ایمان لائے مگر ان کا دل ایمان نہیں لایا ارشاد الٰہی ہے الذین قالو آمنا بافوا ھھم و لم تو من قلوبھم (وہ لوگ منہ سے کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے مگر ان کا قلب ایمان نہیں لایا ہے) (سورہ مائدہ ۴۱)

نیز اللہ کا ارشاد ہے الا بذکر اللہ تطمئن القلوب (آگاہ ہو کہ ذکر خدا سے قلب مطمئن ہوجاتے ہیں) (سورہ رعد آیت نمبر ۲۸)

نیز اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے و ان تبدو امافی انفسکم او تخفوہ یحاسبکم بہ اللہ فیغفر لمن یشاء و یعذب من یشاء (جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے خواہ تم اسکو ظاہر کرو خواہ چھپاؤ خدا تم سے اسکا حساب لیگا جسے چاہے گا بخش دے گا جسے چاہے گا اس پر عذاب کرے گا) (سورہ بقرہ ۲۸۴)

ہاتھوں کا فریضہ:

اور ہاتھوں کیلئے یہ فرض ہے کہ تم ان کو ان چیزوں کی طرف نہ بڑھاؤ جو اللہ نے تم پر حرام کی ہیں بلکہ ان دونوں کو اللہ کی اطاعت میں استعمال کرو چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ یاایھا الذین آمنوا اذا قمتم الی الصلوٰۃ فاغسلو او جو ھکم و ایدیکم الی المرافق و امسحوا برؤ سکم و ارجلکم الی الکعبین (اے ایماندارو جب تم نماز کیلئے آمادہ ہو تو دھو ڈالو اپنے منہ کو اور اپنے ہاتھوں کو کہنیوں سمیت اور اپنے سروں کا اور ٹخنوں تک پاؤں کا مسح کرلیا کرو) (سورہ مائدہ آیت ۔ ۶)

نیز اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا فاذا لقیتم الذین کفروا فضرب الرقاب (جب تم کافروں سے بھڑو تو ان کی گردنیں ماردو) (سورہ محمد ۔ ۴)

پاؤں کا فریضہ:

اور پاؤں کیلئے یہ فرض کیا ہے کہ تم اسکو اللہ کی اطاعت میں چلاؤ اور اس طرح نہ چلو جسطرح کوئی سرکش و نافرمان چلتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے و لا تمش فی الارض مرحا انک لن تخرق الارض و لن تبلغ الجبال طولا کل ذلک کان

سیئہ عند ربک مکروھا (اور زمین پر اکڑ کر نہ چلا کر کیونکہ تو اپنے اس دھماکے کی چال سے زمین کو ہرگز پھاڑ نہ ڈالے گا اور نہ تن کر چلنے سے ہرگز لمبائی میں پہاڑوں کے برابر پہنچ سکے گا ان سب باتوں کی برائی تمہارے پروردگار کے نزدیک ناپسند ہے) (سورہ بنی اسرائیل آیت نمبر ۳۸ - ۳۷)

نیز اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے - الیوم نختم علی افواھم و تکلمنا ایدیھم و تشھد ارجلھم بما کانوا یکسبون (آج ہم ان لوگوں کے منہ پر مہر لگا دیں گے اور جو جو کارستانیاں یہ دنیا میں کر رہے تھے خود انکے ہاتھ بول کر بتا دیں گے اور انکے پاؤں گواہی دینگے) (سورہ یٰسین ۶۵)

تو اللہ نے ان کے متعلق بتایا ہے کہ قیامت کے دن یہ سب اپنے مالک کے خلاف گواہی دیں گے

تو یہ سب اللہ تعالیٰ نے تمہارے اعضاء و جوارح پر فرض کیا ہے لہذا اللہ سے ڈرو اے فرزند اور ان سب کو اللہ کی اطاعت اور اسکی خوشنودی میں استعمال کرو اور اس امر سے بچو کہ اللہ تعالیٰ تم کو اپنی نافرمانی میں مبتلا دیکھے یا اطاعت کے وقت تم کو اطاعت کرتا ہوا نہ پائے ورنہ تم گھاٹے میں رہنے والوں میں شمار ہو جاؤ گے - اور تم پر لازم ہے کہ قرآن کی تلاوت کیا کرو اور جو کچھ اس میں ہے اس پر عمل کیا کرو - اور اسکے فرائض و شرعی احکام اسکے حلال اسکے حرام اسکے امر اور اسکی نہی کو لازم سمجھو - نماز شب میں اسکی تلاوت کیا کرو - اسکی تلاوت رات اور دن دونوں میں ہونی چاہیئے اس لئے کہ یہ قرآن اللہ کا ایک عہد نامہ ہے بندوں کی طرف - لہذا ہر مسلم پر واجب ہے کہ روزانہ اپنے عہدنامے کو دیکھے خواہ اسکی پچاس آیتیں کیوں نہ ہوں - اور یہ جان لو کہ آیات قرآنی کی تعداد کے برابر جنت کے درجات ہیں جب قیامت کا دن ہوگا تو قاری قرآن سے کہا جائے گا کہ قرآن کی قراءت کرو اور بلندی پہ چڑھتے جاؤ - تو جنت میں انبیاء وصدیقین کے بعد کوئی درجہ اس سے بلند نہ ہوگا -

حضرت امیرالمومنین علیہ السلام کی یہ وصیت طویل ہے میں نے اس میں سے بقدر حاجت نقل کیا ہے - اور نہیں کوئی قوت اور نہیں ہے کوئی طاقت لیکن صرف خدائے بزرگ برتر کی عطا کی ہوئی - اور حمد اس خدا کی جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے -

---

الحمد للہ کتاب من یحضرہ الفقیہ تالیف شیخ امام سعید وفقیہ ابو جعفر محمد بن علی بن حسین بن موسیٰ بن بابویہ قمی علیہ الرحمہ کی دوسری جلد کا اردو ترجمہ تمام ہوا -

مترجم سید حسن امداد ممتاز الافاضل

غازی پوری

پنجشنبہ ۱۵ صفر ۱۴۱۴ھ مطابق ۵ اگست ۱۹۹۳ء

علل الشرائع

مولفہ

شیخ صدوقؒ

انسانی ذہن میں پیدا ہونے والے مختلف سوالات کے جوابات معصومینؑ کی احادیث کی روشنی میں۔ مثلاً

(۱) کیا آپ جانتے ہیں کہ آگ کی پرستش کیوں کی گئی؟

(۲) کیا آپ جانتے ہیں کہ نجف کا نام نجف کیوں رکھا گیا؟

(۳) کیا آپ جانتے ہیں کہ حضرت موسیٰ نے موت کی تمنا کیوں کی اور انکی قبر کا کسی کو پتہ نہیں؟

(۴) کیا آپ جانتے ہیں کہ حضورؐ نے پیدا ہوتے ہی کلام نہیں کیا جیسا کہ حضرت عیسیٰ نے کیا تھا۔ کیوں؟

(۵) کیا آپ جانتے ہیں کہ لوگ بدشکل کیوں ہو گئے؟

(۶) کیا آپ جانتے ہیں کہ کافر کی نسل میں مومن اور مومن کی نسل میں کافر کیوں پیدا ہوتے ہیں؟

(۷) کیا آپ جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے احمقوں کے رزق میں وسعت کیوں رکھی ہے؟

(۸) کیا آپ جانتے ہیں کہ باپ کو اولاد سے جتنی محبت ہوتی ہے اتنی محبت اولاد کو باپ سے نہیں ہوتی۔ کیوں؟

(۹) کیا آپ جانتے ہیں کہ بڑھاپا کیوں آتا ہے؟

(۱۰) کیا آپ جانتے ہیں کہ پاک ولادت محبت اہلبیتؑ کے سبب ہوتی ہے اور ناپاک ولادت ان کی دشمنی کے سبب ہوتی ہے؟

(۱۱) کیا آپ جانتے ہیں کہ لوگ حضرت علیؑ کے فضل و کرم کو جانتے ہوئے اغیار کے ساتھ ہو گئے۔ کیوں؟

(۱۲) کیا آپ جانتے ہیں کہ جب حضرت علیؑ کے پاس خلافت آئی تو انہوں نے فدک نہیں لیا۔ کیوں؟

(۱۳) کیا آپ جانتے ہیں کہ بعض ائمہؑ نے تلوار اٹھائی اور بعض گھر میں بیٹھے رہے بعض نے امامت کا اظہار کیا اور بعض نے مخفی رکھا؟

(۱۴) کیا آپ جانتے ہیں کہ زمین کبھی بھی حجت خدا سے خالی نہیں رہتی؟

(۱۵) کیا آپ جانتے ہیں کہ حضرت علیؑ محرابوں کو توڑ دیا کرتے تھے؟

(۱۶) کیا آپ جانتے ہیں کہ سجدے میں طول دینا کیوں مستحب ہے؟

(۱۷) کیا آپ جانتے ہیں کہ نماز شب کا حکم کیوں دیا گیا ہے؟

(۱۸) کیا آپ جانتے ہیں کہ عید کے موقع پر آل محمدؐ کا حزن و غم کیوں تازہ ہو جاتا ہے؟

(۱۹) کیا آپ جانتے ہیں کہ بڑھاپے کے بغیر چہرے پر بڑھاپے کے آثار نمودار ہونے کا سبب کیا ہے؟

(۲۰) کیا آپ جانتے ہیں کہ مومن کی نیت اس کے عمل سے بہتر ہے؟

یہ اور انہی سے متعلق دیگر سوالات کے جوابات کے لئے الکساء پبلشرز کی مندرجہ بالا کتاب سے رجوع فرمائیں۔

التوحید

مولفہ

شیخ صدوقؒ

توحید باری کی صرف ائمہ معصومین نے تشریح کی ہے جسے شیخ صدوق نے اس کتاب میں جمع کر دیا۔ تو:

(۱) کیا آپ جانتے ہیں کہ توحید اور عدل کے معنی کیا ہیں؟

(۲) کیا آپ جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی آنکھوں، کان اور زبان کے معنی کیا ہیں؟

(۳) کیا آپ جانتے ہیں کہ قرآن کیا ہے؟

(۴) کیا آپ جانتے ہیں کہ اذان و اقامت کے حروف کی تفسیر کیا ہے؟

(۵) کیا آپ جانتے ہیں اللہ کی عظمت کے بارے میں؟

(۶) کیا آپ جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی معرفت کس ذریعے سے ہوسکتی ہے؟

(۷) کیا آپ جانتے ہیں کہ عرش اور اسکی صفات کیا ہیں؟

(۸) کیا آپ جانتے ہیں کہ مشیت اور ارادہ کیا ہیں؟

(۹) کیا آپ جانتے ہیں کہ استطاعت الٰہی کیا ہے؟

(۱۰) کیا آپ جانتے ہیں کہ واحد، توحید اور موحد کے معنی کیا ہیں؟

(۱۱) کیا آپ جانتے ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کوئی شے ہے؟

(۱۲) کیا آپ جانتے ہیں کہ قدرت کیا ہے؟

یہ اور انہی سے متعلق دیگر سوالات کے جوابات کے لئے الکساء پبلشرز کی مندرجہ بالا کتاب سے رجوع فرمائیں۔

کمال الدین وتمام النعمۃ

مولفہ

شیخ صدوقؒ

(۱) کیا آپ جانتے ہیں کہ امام زمانہؑ کے بارے میں یہ وہ واحد کتاب ہے جسے خود امام زمانہؑ کی خواہش پر تحریر کیا گیا؟

(۲) کیا آپ جانتے ہیں کہ خلیفہ منتخب کرنے کا اختیار کس کو ہے؟

(۳) کیا آپ جانتے ہیں کہ غیبت کے اثبات اور اس کی حکمت کیا ہے؟

(۴) کیا آپ جانتے ہیں کہ امام زمانہؑ کے وجود اور ان کی امامت پر اللہ تعالیٰ کی نص کیا ہے؟

(۵) کیا آپ جانتے ہیں کہ امام قائمؑ پر رسول خداؐ کے نصوص کیا ہیں؟

(۶) کیا آپ جانتے ہیں کہ امام زمانہؑ کے بارے میں جو مولائے کائنات حضرت علی ابن ابی طالب نے فرمایا ہے؟

(۷) کیا آپ جانتے ہیں کہ امام زمانہؑ کے بارے میں تمام ائمہؑ نے کیا فرمایا ہے؟

(۸) کیا آپ جانتے ہیں وہ روایت جو حضرت خضرؑ کی غیبت کے بارے میں آئی؟

(۹) کیا آپ جانتے ہیں وہ روایت جو حضرت ذوالقرنین کی غیبت کے بارے میں وارد ہوئی؟

(۱۰) کیا آپ جانتے ہیں کہ کن لوگوں نے حضرت قائمؑ کا انکار کیا؟

(۱۱) کیا آپ جانتے ہیں اُن لوگوں کے بارے میں جنہوں نے حضرت قائمؑ کی زیارت کی؟

(۱۲) کیا آپ جانتے ہیں کہ غیبت امام زمانہؑ کا سبب کیا ہے؟

(۱۳) کیا آپ جانتے ہیں کہ نائبین کے لیے کیا توقیعات جاری کی گئیں؟

(۱۴) کیا آپ جانتے ہیں کہ امام زمانہؑ کی طول عمر کے اثبات کیا ہیں؟

(۱۵) کیا آپ جانتے ہیں دجال اور دوسری علامات ظہور کے بارے میں؟

(۱۶) کیا آپ جانتے ہیں کہ انتظار ظہور کا ثواب کتنا ہے؟

(۱۷) کیا آپ جانتے ہیں کہ امام زمانہ کا نام لینے کی ممانعت کیوں کی گئی ہے؟

یہ اور انہی سے متعلق دیگر سوالات کے جوابات کے لئے الکساء پبلشرز کی مندرجہ بالا کتاب سے رجوع فرمائیں۔

ثواب الاعمال وعقاب الاعمال

مولفہ

شیخ صدوقؒ

اچھے کاموں کے کرنے کا شوق دلانے اور برے کاموں سے بچانے والی کتاب جو آپ کو بتاتی ہے

(۱) کہ لا الہ الا اللہ کہنے کا کتنا ثواب ہے؟

(۲) کہ تسبیح اربعہ کثرت سے پڑھنے کا کتنا ثواب ہے؟

(۳) کہ نماز شب پڑھنے کا کتنا ثواب ہے؟

(۴) کہ یوم غدیر کے روزے کا ثواب کیا ہے؟

(۵) کہ نیکی کی تعلیم دینے کا کیا ثواب ہے؟

(۶) کہ دینداروں کے ساتھ بیٹھنے کا کیا ثواب ہے؟

(۷) کہ کسی مومن کو خوش کرنے کا ثواب کیا ہے؟

(۸) کہ کسی مومن کو قرض دینے کا ثواب کیا ہے؟

(۹) کہ کسی مرحوم کا قرض معاف کرنے کا کیا ثواب کیا ہے؟

(۱۰) کہ دو افراد کے درمیان صلح کرانے کا کیا ثواب ہے؟

(۱۱) کہ اہلبیت کے دشمن کی کیا سزا ہے؟

(۱۲) کہ اپنے امامؑ کی معرفت کے بغیر مرنے والے کی سزا کیا ہے؟

(۱۳) کہ امیر المومنینؑ سے دشمنی رکھنے والے، اور شک کرنے والے کی کیا سزا ہے؟

(۱۴) کہ غرور و تکبر کی کیا سزا ہے؟

(۱۵) کہ یتیم کا مال کھانے کی کیا سزا ہے؟

(۱۶) کہ مومن کو ذلیل کرنے والے کی کیا سزا ہے؟

(۱۷) کہ قطع رحمی اور دلوں میں اختلاف کی کیا سزا ہے؟

(۱۸) کہ ریاکاری کی کیا سزا ہے؟

(۱۹) کہ گناہ پر خاموش رہنے والے کی کیا سزا ہے؟

(۲۰) کہ قرآن کو کمائی کا ذریعہ بنانے والے کی سزا کیا ہے؟

یہ اور انہی سے متعلق دیگر سوالات کے جوابات کے لئے الکساء پبلشرز کی مندرجہ بالا کتاب سے رجوع فرمائیں۔

معانی الاخبار

تالیف شیخ الصدوق

احادیث معصومینؑ میں سے بعض وضاحت طلب الفاظ استعمال ہوئے تھے جن کی تشریح خود معصومینؑ نے کی۔ یہ کتاب انہی تشریحات کا مجموعہ ہے جو آپ کو بتاتی ہے۔

۱۔ اللہ اکبر کے کیا معنی ہیں۔

۲۔ قرآن کی بعض سوروں میں شروع ہونے والے حروفِ مقطعات کے کیا معنی ہیں۔

۳۔ لوح و قلم کے کیا معنی ہیں۔

۴۔ عصمتِ امام کے کیا معنی ہیں۔

۵۔ رجس کے کیا معنی ہیں۔

۶۔ پیغمبر ﷺ کے قول "میری امت کا اختلاف رحمت ہے" کے کیا معنی ہیں۔

۷۔ جہادِ اکبر کے کیا معنی ہیں۔

۸۔ علم کو ذریعۂ معاش بنانے کے کیا معنی ہیں۔

۹۔ غیبت اور بہتان کے کیا معنی ہیں۔

۱۰۔ خلقِ عظیم کے کیا معنی ہیں۔

۱۱۔ نبیؐ کے قول "جب میں جنت میں داخل ہوا تو دیکھا کہ ان میں اکثریت سادہ لوح افراد کی ہے" کے کیا معنی ہیں۔

۱۲۔ امام جعفر صادقؑ کے قول "موسمِ سرما مومن کی بہار ہے" کے کیا معنی ہیں۔

۱۳۔ تمام النعمۃ کے کیا معنی ہیں۔

۱۴۔ رشتہ داری کے بوجھ بن جانے کے کیا معنی ہیں۔

۱۵۔ نکاح میں ادلا بدلی کی ممانعت کے کیا معنی ہیں۔

۱۶۔ موت کے کیا معنی ہیں۔

۱۷۔ آخرت کی زینت کے کیا معنی ہیں۔

۱۸۔ ناصب کے کیا معنی ہیں۔

۱۹۔ امیر المومنینؑ کے خطبۂ شقشقیہ کے کیا معنی ہیں۔

۲۰۔ اس روایت کے کیا معنی ہیں کہ ایک ہی دفعہ میں (۳) تین طلاق والی عورتوں سے بچو کیوں کہ وہ شوہر دار عورتیں ہیں۔

۲۱۔ اس قول کے معنی جو مرے گا نہیں۔

۲۲۔ امام صادقؑ کا قول ہے "جس نے ریاست طلب کی وہ ہلاک ہوا" کے کیا معنی ہیں۔

یہ اور انہی سے متعلق دیگر سوالات کے جوابات کے لئے " **الکساء پبلیشرز** " کی مندرجہ بالا کتاب سے رجوع فرمائیں۔